دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کیے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت

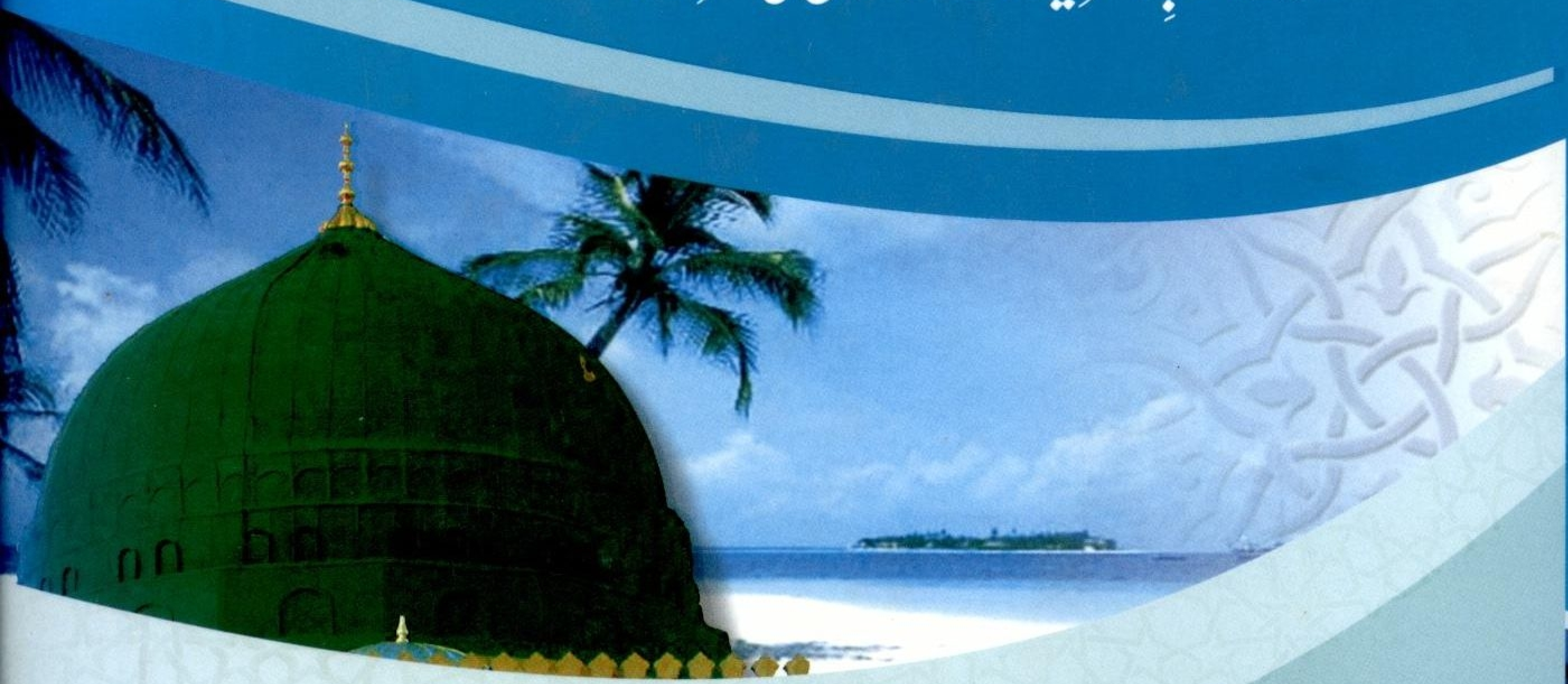

www.ahlehaq.org

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی رحمہ اللہ

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

www.ahlehaq.org

دلائل النبوة

www.ahlehaq.org

دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کئے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کی معرفت

جلد ۲

حصہ سوم، چہارم، پنجم

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

www.ahlehaq.org

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : مئی ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : 806 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

www.ahlehaq.org

...... ملنے کے پتے ......

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست دلائل نبوت ۔ جلد سوم

باب ۱

غزوات رسول جن میں آپ ﷺ بنفس نفیس شریک رہے اور آپ کے سَرایَا بطریق اختصار (بغیر تفصیل) ۳۵

آیت استخلاف اور اصحاب رسول کے ساتھ کیا گیا عہد ۳۵

غزوات رسول ﷺ کی تعداد ---------------- ۳۶

جن غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے خود قتال کیا ----- ۳۶

بُعُوث اور سَرایا کی تعداد ------------------ ۳۶

باب ۲

رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حمزہ بن عبدالمطلب کو اور عبید بن حارث کو اور سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کو (جہاد کے لئے) روانہ کیا تھا ۳۸

حضرت حمزہ کو جہاد کے لئے روانہ کرنا ------------ ۳۹

اسلام میں پہلا امیر ---------------------- ۴۱

باب ۳

سریۂ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ۴۲

مجموعہ ابواب بدر العُظمٰی ۴۶

باب ۴

بدر میں جو مشرکین مارے گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں پہلے بتا دیا تھا اور اس واقعہ میں دلائل نبوت ۴۶

ابو سعد اور ابو جہل کا مکالمہ ------------------ ۴۷

باب ۵

ذکر نبی کریم ﷺ کے خروج کے سبب کا اور رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی عاتکہ کا خواب مشرکین کے خروج کے بارے میں اور ذکر اس نصرت کا اللہ نے جو نبی کے لئے تیار کر رکھی تھی ۴۸

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب دیکھنا ------------ ۴۸

مسلمانوں کا قریش کے تجارتی قافلے کو روکنا ------- ۵۰

باب ۶

تذکرۂ تعداد ان اصحاب رسول ﷺ کا جو آپ کے ساتھ بدر میں شرکت کے لئے نکلے تھے ۵۴

اصحاب بدر کی تعداد اصحاب طالوت کی طرح تھی ---- ۵۴

گھڑسوار مقداد بن اسود -------------------- ۵۵

رسول اللہ ﷺ کا طالب اجر و ثواب ہونا ----------- ۵۵

تعداد اہل بدر ---------------------------- ۵۶

باب ۷

تذکرہ۔ تعداد ان مشرکین کی جو بدر کی طرف چل کر آئے تھے ۵۷

حضرت علی، سعد، زبیر کو جاسوسی کے لئے روانہ کرنا --- ۵۷

باب ۸

عریش (سائبان، چھپرا) جو رسول اللہ ﷺ کے لئے بنایا گیا تھا بدر کے دن جب لوگ باہم ٹکرا گئے تھے ۵۷

باب ۹

حضور ﷺ کا مشرکین کے خلاف بددعا کرنا دونوں جماعتوں کے باہم ٹکرانے سے قبل اور بعد اور اس سب کچھ میں آثارِ نبوت کا ظہور ۵۸

ہم قوم موسیٰ علیہ السلام کی طرح نہیں ---------- ۵۹

غزوۂ بدر میں مشرکین کی ہلاکت کی جگہ کی نشاندہی کرنا --- ۵۹

غزوۂ بدر پر رسول اللہ ﷺ کا طویل سجدہ ---------- ۶۰

رسول اللہ کا اپنے ربّ کو قسمیں دینا ---------- ۶۱

ملائکہ کا مدد و نصرت کے لئے اُترنا ---------- ۶۲

بدر کے دن فرشتوں کی پہچان سفید پگڑیاں -------- ۶۴

باب ۱۰

بدر میں قتال کی ابتداء اور جنگ پر آمادہ کرنا کیونکر ہوا تھا؟ ۶۶

عمیر بن وہب کو جاسوسی کے لئے بھیجنا ---------- ۶۸

باب ۱۱

نبی کریم ﷺ کا یوم بدر میں قتال پر لوگوں کو اُبھارنا اور اس دن کی جنگ کی شدت ۷۰

بدر کے دن مہاجرین کا شعار ---------- ۷۱

باب ۱۲

عتبہ بن ربیعہ اور اس کے دو ساتھیوں کا میدانِ کارزار میں مقابلہ کا چیلنج کرنا اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا اپنے دین کی نصرت کرنا ۷۱

حضرت حمزہ کا شیبہ کو قتل کرنا ---------- ۷۲

باب ۱۳

ابوجہل بن ہشام کا کفر و اسلام کی دونوں صفوں کے ٹکرانے کے وقت فتح کی دعا کرنا ۷۳

باب ۱۴

۱۔ (کفر و اسلام کی) دونوں جماعتوں کا باہم ٹکرانا اور اس موقع پر فرشتوں کا نازل ہونا۔
۲۔ اور نبی کریم ﷺ کا مٹی کی مٹھی بھر کر پھینکنے سے برکات کا ظہور ہونا۔
۳۔ اور اللہ تعالیٰ کا مشرکین و کفار کے دلوں میں رعب ڈالنا۔ یہ سب امور آثارِ نبوت ہیں۔ ۷۵

کفار کا ایک مٹھی مٹی سے شکست کھانا ---------- ۷۶

ملائکہ کا مدد کے لئے گھاٹی سے باہر آنا ---------- ۷۸

باب ۱۵

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی دعاء قبول فرمائی ہر اس شخص کے خلاف جو مکے میں رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچاتے تھے کفار و قریش میں سے ۷۸

ابو جہل کا دو انصاری لڑکوں کے ہاتھوں قتل ہونا ---------- ۷۹

معاذ بن عمرو کا زخمی ہاتھ سے قتال کرنا ---------- ۷۹

ابوجہل کا مرتے وقت بھی تکبر کرنا ---------- ۸۰

ابوجہل اس اُمت کا فرعون تھا ---------- ۸۱

ابو جہل کے قتل کی تصدیق ہوجانے پر حضور ﷺ کا سجدے میں گرجانا ---------- ۸۲

فتح بدر کی بشارت پانے پر حضور ﷺ کا دو رکعت صلوٰۃ الضحیٰ پڑھنا ---------- ۸۲

اُمیہ بن خلف کا قتل ہونا ---------- ۸۲

رسول اللہ ﷺ کا کفار مقتولین بدر کو خطاب کرنا ----- ۸۴

باب ۱۶
مغازی میں جو کچھ مذکور ہے:
۱۔حضور کا یوم بدر میں خبیب کے لئے دعا کرنا۔
۲۔جس جس کو آپ نے لاٹھی دی اس کا تلوار بن جانا۔
۳۔قتادہ نعمان ﷺ کی آنکھ کو اپنی جگہ درست کر دینا۔ باوجودیکہ آنکھ کی پُتلی اس کے چہرے پر بہہ گئی تھی اور اپنی اصلی حالت پر آ گئی تھی۔ ۸۶
لاٹھی کا تلوار بننا ---------------------------- ۸۷
باب ۱۷
مغازی موسیٰ بن عقبہ سے قصہ بدر کی تفصیل جس کو اہل علم نے اصح المغازی قرار دیا ہے ۸۸
عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب اور ابوجہل کا بنو ہاشم کو ملامت کرنا ---------------------------- ۸۸
طالب بن ابوطالب کے اشعار ---------------- ۹۰
رسول اللہ ﷺ کے لئے فدیہ لینے کو حلال کرنا ------ ۱۰۳
باب ۱۸
بدر میں جو اصحاب رسول ﷺ شہید ہوئے اُن کی تعداد اور جو کفار مارے گئے اور جو قید ہوئے اُن کی تعداد ۱۰۴
باب ۱۹
واقعہ بدر کی تاریخ کا ذکر ۱۰۶
رسول اللہ ﷺ کے غزوات کی تعداد ------------ ۱۰۶
باب ۲۰
حضرت زید بن حارثہ ﷺ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ﷺ کی فتح بدر کی خوشخبری لے کر اہل مدینہ کے پاس آمد ۱۰۸
اللہ کا رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنا --------------- ۱۰۸
نجاشی کی زبان سے مسلمانوں کو خوشخبری ملنا -------- ۱۱۰
باب ۲۱
رسول اللہ ﷺ نے غنیمتوں کے بارے میں اور قیدیوں کے بارے میں کیا کیا؟ ۱۱۰
حضرت عمر کی رائے کی تائید میں قرآن کا اُترنا ------ ۱۱۱
رسول اللہ ﷺ کا اپنے چچا عباس کے لئے سفارش کرنا--- ۱۱۳
حضرت عباس کا اپنا اور بھتیجوں کا فدیہ دینا ---------- ۱۱۴
باب ۲۲
مکہ خبر پہنچنا اور مدینہ میں عمیر بن وہب کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد ۱۱۶
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تیزی سے گزرنا --------- ۱۱۷
رسول اللہ ﷺ کو قتل کے ارادے سے آنے والے کا مسلمان ہو کر لوٹنا -------------------------- ۱۱۷
باب ۲۳
جنگ بدر میں حاضر ہونے میں فرشتوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت ۱۲۰
رسول اللہ ﷺ کا مشرکین کی جاسوس عورت کی نشاندہی کرنا ۱۲۱
باب ۲۴
زینب بنت رسول اللہ ﷺ یعنی زوجہ محترم ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس واقعہ بدر کے بعد زینب رضی اللہ عنہا کا مکہ سے اپنے والد گرامی کی طرف ہجرت کرنا ۱۲۴
باب ۲۵
۱۔حضور ﷺ کا حفصہ بنت عمر ﷺ بن خطاب سے شادی کرنا۔
۲۔پھر زینب بنت خزیمہ ﷺ سے شادی کرنا۔
۳۔حضور ﷺ کا اپنی بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی عثمان بن عفان ﷺ سے شادی کرنا اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد۔ ۱۲۴

باب ۲۶
فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے شادی ۱۲۶
باب ۲۷
حضور ﷺ بدر سے واپسی کے وقت سات راتیں گزر جانے کے بعد بنی سلیم کی طرف روانہ ہوئے تھے ۱۲۹
باب ۲۸
غزوۂ ذات السویق۔ جس وقت ابوسفیان بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے نکلا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بدر کے دو ماہ بعد ذوالحجہ میں پیش آیا تھا ۱۲۸
باب ۲۹
غزوۂ غطفان ۔ یہی غزوہ ذی اَمَرّ ہے اس غزوہ میں بھی آثار نبوت کا ظہور ہوا ۱۳۰
اب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ --------------- ۱۳۰
باب ۳۰
غزوۂ ذی قرد (یعنی سریہ) ۱۳۱
باب ۳۱
غزوہ قریش اور بنو سُلیم بحران میں ۱۳۳
باب ۳۲
غزوۂ بنی قینقاع ۱۳۳
باب ۳۳
غزوۂ بنونضیر اور اس میں آثار نبوت کا ظہور ۱۳۵
رسول اللہ ﷺ کا بنونضر سے صلاح کرنا ----------- ۱۳۶
رسول اللہ ﷺ کو یہود کے ارادے پر بذریعہ وحی اطلاع ہونا -------------------------------- ۱۳۸
بنونضیر کے درختوں کو کاٹنا اور جلانا --------------- ۱۴۱
بنونضیر کے مال کا بطور فئی حاصل ہونا ------------ ۱۴۲
باب ۳۴
کعب بن اشرف یہودی کا قتل ہونا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول اور مسلمانوں کو اس کے شر سے بچانا ۱۴۲
کعب بن اشرف کا نقض عہد اور غدر کے بسب قتل ہونا ۱۴۸
زخم پر لعاب دہن لگانے کی وجہ سے تکلیف کا ختم ہو جانا ۱۵۰
بے شک دین نے اس حیرانگی تک پہنچایا ---------- ۱۵۰
باب ۳۵
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
مجموعہ ابواب بسلسلہ غزوۂ اُحد
باب ذکر تاریخ واقعہ اُحد ۱۵۱
باب ۳۶
اس امر کا ذکر کہ نبی کریم ﷺ نیند میں جو کچھ دکھائے گئے تھے ہجرت کا معاملہ اور اُحد ۱۵۲
باب ۳۷
نبی کریم ﷺ کی اُحد کی طرف روانگی کا قصہ اور یہ واقعہ کیسے واقع ہوا تھا ۱۵۳
باب ۳۸
جنگ اُحد والے دن مسلمانوں کی اور مشرکین کی تعداد کا ذکر ۱۶۴
باب ۳۹
حضور ﷺ کی اُحد کی طرف روانگی کیفیت کیا تھی؟ اور مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان قتال کی کیفیت ۱۶۶
جنگ اُحد میں صحابہ کی ایک جماعت کو گھاٹی پر مقرر کرنا --- ۱۶۹

حضرت حذیفہ کا فراخ دلی کا مظاہرہ ---------- ۱۷۰

باب ۴۰

۱۔ حضور ﷺ کا جنگ اُحد والے دن اپنے اصحاب کو قتال پر اُبھارنا۔

۲۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ اللہ نے جن جن اصحاب کی حفاظت فرمائی اس کا ثبوت۔

۳۔ اور اللہ عز وجل کا ارشاد :

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۔

اور کھجور کی وہ چھڑی جو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو دی تھی اس کا اس کے ہاتھ میں تلوار بن جانا۔ -- ۱۷۱

ابوطلحہ انصاری کا رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کر کے زخمی ہونا ۱۷۳

حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت ---------- ۱۷۴

وحشی کی زبانی حضرت حمزہ کی شہادت کا بیان ------- ۱۷۵

اُحد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو آنا ---------- ۱۷۷

حضرت عمرو بن جموع کا جذبہ جہاد ---------- ۱۷۸

غسیل مالائکہ حضرت حنظلہ کی شہادت ---------- ۱۷۸

بغیر نماز پڑھے جنت میں داخل ہونا ---------- ۱۷۹

دنیا میں جنت کی خوشبو محسوس کرنا ---------- ۱۷۹

حضرت عبداللہ بن جحش کی قسم اس کا پورا ہونا ---- ۱۸۰

کھجور کی چھڑی کا تلوار بن جانا ---------- ۱۸۰

باب ۴۱

مغازی میں یہ بات مذکور ہے کہ

حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل کر ان کے چہرے پر آن پڑی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھ اس کی جگہ پر واپس رکھ دی اور اس کو اسی حالت میں لوٹا دیا ۱۸۱

باب ۴۲

جنگ اُحد والے دن

دو فرشتے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قتال کر رہے تھے اور حضور کا دفاع کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قتل ہونے سے بچائے رکھا ۱۸۲

جنگ اُحد میں غیر معروف نوجوان کا تیر لا کر دینا ---- ۱۸۴

باب ۴۳

میدانِ جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی قوت اور مضبوطی ۱۸۴

ابی بن خلف کو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ قتل ہونا ----- ۱۸۴

رسول اللہ ﷺ کے چہرے انور کا زخمی ہونا ---------- ۱۸۵

رسول اللہ ﷺ کی ثابت قدمی ۱۸۷

حفاظت الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸۷

باب ۴۴

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے ساتھ اپنا وعدہ سچا کیا جب تم لوگ کفار ومشرکین کو کاٹ رہے تھے اسی کے حکم سے۔ یہاں تک کہ جب تم لوگوں نے کمزوری دکھائی اور معاملے میں اختلاف کر بیٹھے۔ الخ

(آل عمران : آیت ۱۵۲)

۲۔ اور اللہ کا یہ فرمان۔ جب تم لوگ (اے مسلمانوں) پہاڑ پر چڑھے جا رہے تھے اور کسی کی طرف توجہ بھی نہیں کر رہے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو پیچھے سے بلا رہے تھے، اس نے تمہیں غم پہنچایا تا کہ تم فکر کرو اس کی جو چیز تم سے فوت ہوگئی اور رہ گئی تھی اور نہ ہی اس پر جو تمہیں تکلیف پہنچی تھی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔

(آل عمران : آیت ۱۵۳) ۱۸۸

۳۔ پھر اللہ نے تمہارے اُوپر غم کے بعد امن وسکون کے لئے اُونگھ اُتاری، اس نے تم میں سے ایک گروہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا اور ایک گروہ وہ تھا جن کو ان کے اپنے نفسوں نے فکر مند کر دیا تھا، وہ اللہ کے بارے میں گمان کر رہے تھے ناحق، جاہلیت والے گمان۔ الخ (آل عمران : آیت ۱۵۴) ۱۸۹

حضرت عمر بن خطاب کا ابوسفیان کو جواب دینا ------ ۱۹۰

غزوہ اُحد میں مؤمنوں کی آزمائش اور منافقین کا مٹانا ۱۹۱

باب ۴۵

اُحد والے دن جو مسلمان شہید ہو گئے تھے ان کی تعداد اور جو مشرکین مارے گئے تھے ان کی تعداد ۱۹۴

ابونمرہ کا رسول ﷺ کی دعا کے سبب قتل ہونا -------- ۱۹۶

باب ۴۶

جنگ اختتام اور مشرکین کے چلے جانے کے بعد مقتولین زخمیوں اور شہداء کے ظہور پذیر ہونے والے آثار واحوال کا مختصر تذکرہ ۱۹۶

حضرت حمزہ کا مثلہ اور رسول اللہ ﷺ کی جذباتی کیفیت ------------------------ ۱۹۸

شہداء اُحد کے فضائل ------------------------ ۲۰۱

رسول اللہ ﷺ کا میت پر نوحہ کرنے سے منع کرنا ---- ۲۰۸

باب ۴۷

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ان کو ہرگز مُردہ نہ کہو، وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں وہیں رزق کھاتے ہیں ۱۰۹

نیز شہداء اُحد کی فضیلت اور ان کی قبروں کی زیارت سے متعلق احادیث کا مختصر تذکرہ ------------------ ۲۱۰

شہداء کی ارواح کی خواہش پوری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت آشکارہ فرمائی کہ وہ جنت میں زندہ ہیں ------------------------ ۲۱۱

حضور ﷺ کا شہدائے اُحد کے ساتھ شہید ہونے کی دلی خواہش ظاہر کرنا ------------------------ ۲۱۱

حضور ﷺ نے شہداء اُحد کو اپنے اصحاب اور اپنے بھائی کا نام دیا ------------------------ ۲۱۱

حضور ﷺ نے شہداء کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھا کر واضح فرما دیا کہ دنیا میں ان پر جنت کے احکامات جاری ہو گئے کہ وہ جنت میں زندہ ہیں ------------------ ۲۱۲

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کرنا اور رونا ------------------------ ۲۱۴

باب ۴۸

اللہ تعالیٰ کا فرمان :

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ ۲۱۵
(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۵)

فضیلت حضرت عثمان ------------------ ۲۱۵

باب ۴۹

حضور ﷺ کا حمراء الاسد کی طرف نکلنا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان :

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ۔ ۲۱۶
(سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲)

باب ۵۰

سریہ ابوسلمہ بن عبدالاسد مقام ''قطن'' کی طرف ۲۲۰

ماہ شوال میں نکاح ------------------ ۲۲۱

باب ۵۱
غزوۃ الرجیع اور عاصم بن ثابت بن ابوالاقلح اور خبیب بن عدی کے قصہ میں آثار ومظاہر ۲۲۱
مشرکین کا جماعت صحابہ سے عذر کرنا ------------ ۲۲۱
خبیب بن عدی کی شہادت کا قصہ --------------- ۲۲۳
حضرت خبیب بن عدی کے پھانسی کے وقت کے اشعار ۲۲۴
حضرت خبیب کے لئے غیب سے رزق کا انتظام ---- ۲۲۶
خبیب بن عدی کی لاش کو زمین کا پیٹ میں لینا ------ ۲۲۶
باب ۵۲
سریہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا ابوسفیان بن حرب کے پاس جانا جبکہ وہ پہچان لئے گئے کہ یہ دھوکہ سے اسے قتل کرنے آئے ہیں ۲۲۷
باب ۵۳
غزوۂ بیر معونہ ۲۳۰
ستر ہزار صحابہ کی شہادت --------------------- ۲۳۳
باب ۵۴
شہداء بیر معونہ پر رسول اللہ ﷺ کا غمگین ہونا اوران کے حق میں دعا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں قرآن نازل کرنا اور حضرت عامر بن فہیرہ کی شہادت کے بارے میں آثار کا نبوت کا ظہور ۲۳۴
حضرت حرام فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَة کا نعرہ لگانا ------ ۲۳۶
باب ۵۵
غزوۂ بنونضیر
اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کو بنونضیر کے ارادے کی خبر دینا جوانہوں نے مکر کیا تھا اور زہریؒ کا خیال یہ تھا کہ یہ اُحد سے پہلے ہوا تھا۔ جبکہ دوسروں کا خیال ہے کہ یہ اُحد کے بعد ہوا اور بیر معونہ کے واقعہ کے بھی بعد میں ہوا اور اس بارے میں اخبار پہلے گزر چکی ہیں ۲۳۹
باب ۵۶
بنونضیر کو جلاوطن کرنے کے بعد عمرو بن سُعدیٰ یہودی کا یہودیوں کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کا اعتراف کرنا بعض دیگر یہود کا بھی اعتراف کرنا کہ تورات کے اندر نبی کریم ﷺ کی تعریف موجود ہے ۲۴۲
باب ۵۷
غزوۂ بنولحیان
یہ وہی غزوہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے صلاۃ الخوف پڑھائی تھی مقام عسفان میں۔ جس وقت ان کے پاس آسمان سے خبر آ گئی تھی مشرکین کے ارادوں کے بارے میں ۲۴۴
باب ۵۸
غزوہ ذات الرقاع
یہی غزوۂ محارب خصفہ ہے بنوثعلبہ بن غطفان سے ۲۴۷
باب ۵۹
اللہ عزوجل کا اپنے رسول ﷺ کی حفاظت فرمانا اس بات سے جو کچھ حضور ﷺ کے بارے میں غورث بن حارث نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اور خوف کے وقت حضور ﷺ کی نماز کی خاص کیفیت ۲۴۹
رسول اللہ کا اعرابی کو معاف کرنا --------------- ۲۴۹
کیفیت صلوٰۃ الخوف ------------------------ ۲۵۱
حضرت عباد بن بشیر کی کیفیت نماز ------------- ۲۵۲
باب ۶۰
جابر بن عبداللہ انصاری ﷺ کے اُونٹ کے بارے میں آپ کے غزوات میں جن معجزات وبرکات کا ظہور ہوا ۲۵۶

کنواری لڑکی سے شادی کی ترغیب ---------- ۲۵۴

باب ۶۱

غزوۂ بدر آخِرہ ۲۵۵

رسول اللہ کا ایفائے عہد کے لئے خروج کرنا ------- ۲۵۷

باب ۶۲

غزوۂ دومۃ الجندل اوّل ۲۵۸

باب ۶۳

غزوہ خندق۔ یہی غزوۂ احزاب ہے

باب، تاریخ، غزوۂ خندق ۲۵۹

توجیہات ---------------------------------- ۲۶۰

غزوہ بدر سے وفات رسول تک مختصر جائزہ -------- ۲۶۱

باب ۶۴

غزوۂ خندق کا قصہ

مغازی موسیٰ بن عقبہ ؓ سے ۲۶۲

خندق میں گر کر مشرک کی ہلاکت۔ حضور ﷺ کا مشرک پر
اور اس کی دیت پر لعنت کرنا ---------------- ۲۶۶

حضرت سعد ؓ کا دعا کرنا ------------------ ۲۶۶

حضور ﷺ کا خفیہ سیاسی تدبیر کرنا ------------ ۲۶۷

نعیم کا یہود کے خلاف پروپیگنڈا کرنا ------------ ۲۶۷

باب ۶۵

احزاب اور گروہوں کا جماعت بندی کر کے جمع ہونا اور
رسول اللہ ﷺ کا خندق کھودنا ۲۶۹

باب ۶۶

خندق کی کھدائی کے دوران آثار صدق کا اور
دلائل نبوت کا ظہور ہونا ۲۷۳

تھوڑا کھانا سارے مجمع کے لئے کافی ہونا ---------- ۲۷۴

خندق کی کھودائی میں قیصر وکسریٰ کی فتح ------------ ۲۷۴

مسلمان ہم میں سے ہے اہل بیت سے ---------- ۲۷۵

باب ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھُمَّ یَسِّرْ یَا کَرِیْمُ

ایام خندق میں دعوت کے کھانے میں جن برکات کا اور آثار
نبوت کا ظہور ہوا تھا جس پر آپ ﷺ بُلائے گئے تھے ۲۷۷

حضرت جابر کی دعوت میں برکت کا ظہور ---------- ۲۷۸

باب ۶۸

احزاب اور تمام گروہوں کا مقابلے کے لئے آنا،
بنوقریظہ کے یہودیوں کا اس عہد و میثاق کو توڑنا،
جو رسول اللہ ﷺ کے اور ان کے درمیان طے تھا ۲۸۰

میرا حواری زبیر ہے ------------------------ ۲۸۲

باب ۶۹

۱۔ مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کرنے سے
ان کو جو سختی اور مصیبت پہنچی اس کا بیان۔
۲۔ حتیٰ کہ بعض منافقین نے اس شک اور خیانت کا برملا
اظہار کر دیا جو ان کے دلوں میں مخفی تھا۔
۳۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی فرض نماز رہ گئی بوجہ
مشغولیت جہاد کے۔
۴۔ اور ان لوگوں کا مقابلے کے لئے نکلنا۔
۵۔ نیز نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ جنگ تو دھوکہ دہی ہوتی ہے۔
۶۔ نیز اللہ تعالیٰ کا مشرکین کے خلاف سخت ہوا چلانا اور
لشکر بھیجنا۔
۷۔ یہاں تک کہ وہ ناکام و نامراد واپس لوٹ گئے۔ ۲۸۳

کافروں کے نہ وجود میں کوئی چیز ہے نہ ہی اس کی قیمت میں ۲۸۸
حضور ﷺ کا مشرکین اور یہودیوں کے لئے بددعا کرنا کہ
اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے ------------ ۲۹۰
رسول اللہ ﷺ کی سیاسی تدبیر اور نُعَیم بن مسعود کی کوشش
سے کفار و مشرکین اور یہود کا اتحاد پارہ پارہ ہوا ------ ۲۹۱

باب ۷۰

حضور ﷺ کا حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو
مشرکین کے لشکر کے پاس بھیجنا اور ان کے لئے
آثارِ نبوت کا ظہور ہونا اور مشرکین پر اس رات بھر
ہوا کا چلنا اور لشکر کا آنا ۲۹۳
رسول اللہ کی دعا سے سردی کا نہ لگنا ------------ ۲۹۴

باب ۷۱

نبی کریم ﷺ کا احزابِ کفار و مشرکین کے خلاف بددعا کرنا
اور اللہ تعالیٰ کا اس کو قبول کرنا ۲۹۸

باب ۷۲

تمام احزاب کے چلے جانے کے بعد
نبی کریم ﷺ کا فرمان :
کہ اب ہم ان کفار و مشرکین کے ساتھ لڑیں گے،
وہ ہم سے نہیں لڑ سکیں گے لہٰذا حقیقت میں ایسا ہی ہوا ۲۹۹

باب ۷۳

۱۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ
عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۔
۲۔ اور رسول اللہ ﷺ کا اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کے
ساتھ عقد نکاح کرنا۔ ۳۰۰
شاہ حبشہ نجاشی نے بنت ابوسفیان کا رسول اللہ ﷺ سے
عقد کر دیا تھا -------------------------- ۳۰۱
نجاشی نے اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ سے
نکاح کا پیغام دیا انہوں نے خوشی سے قبول کر لیا ----- ۳۰۱
سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس رشتے سے خوش ہو کر
پیغام لانے والی کو مالا مال کر دیا تھا -------------- ۳۰۲
نجاشی نے اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا خطبہ
پڑھا تھا ------------------------------- ۳۰۲
خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا خطبہ ------------------ ۳۰۲

باب ۷۴

رسول اللہ ﷺ کا اُم سلمہ بنت ابو اُمیہ بن مغیرہ بن
عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کے ساتھ شادی کرنا
اور حضور ﷺ نے اُم سلمہ کے لئے دعا فرمائی
جس کی قبولیت کا ظہور ہوا ۳۰۳
حضرت اُم سلمہ کا رسول اللہ ﷺ سے نکاح کے بعد
عزت میں اضافہ ------------------------ ۳۰۵

باب ۷۵

حضور ﷺ کا سیدہ زینب بنت جحش کے ساتھ شادی
وعقد کرنا حضور ﷺ کے ساتھ زینب بنت جحش کی شادی
اُم سلمہ کے بعد ہوئی تھی ۳۰۴
حضرت زینب بنت جحش کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے
ساتھ اللہ نے آسمان پر کیا تھا ------------------ ۳۰۴
حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا دیگر ازواج پر فخر کرنا --- ۳۰۵

☆☆☆

فہرست عنوانات ۔ جلد چہارم

باب ۷۶
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوۂ احزاب سے واپسی اور بنوقریظہ کی روانگی ۳۰۷
غزوۂ بنوقریظہ میں فرشتوں کا ہتھیار بند شرکت کرنا ------ ۳۰۸
باب ۷۷
بنوقریظہ کے یہودیوں کا حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر قلعوں سے نیچے اُترنا ۳۱۳
باب ۷۸
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعا اپنے زخم کے بارے میں ۳۱۸
باب ۷۹
حضرت ثَعْلَبَہ اور اُسَیْد کا اور اَسَدْ بن عبید کا مسلمان ہونا ۳۲۱
باب ۸۰
ابورافع عبداللہ بن ابوالحقیق کا قتل ہونا ۳۲۲
باب ۸۱
اِبنِ نُبَیح ھُذَلی کا قتل اور اس میں آثار نبوت کا ظہور ۳۲۶
باب ۸۲
غزوۂ بنومُصْطَلِق (اسی کو غزوۂ مُرَیسیع) بھی کہتے ہیں ۳۲۸
تمہارے عزل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہر نفس جس کا پیدا ہونا قیامت تک مقدر ہو چکا وہ ہوگا ------------ ۳۳۰
ایک سردار کی بیٹی کے ساتھ حضوراکرم اکا مثالی سلوک غلامی سے آزادی دلوائی ۔ اپنی عزت بنایا ----------- ۳۳۰
باب ۸۳
غزوۂ بنومصطلق میں عبداللہ بن اُبی بن سلول کی منافقت کا ظاہر ہو جانا ۳۳۲
باب ۸۴
ایسی ہوا کا چلنا جس نے رسول اللہ ﷺ کو منافقین کے سرداروں میں ایک سردار کی موت کا پیغام دیا ۳۳۶
حضوراکرم ﷺ کی خواہش کی تکمیل کے لئے بیٹے کے باپ کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہونا -------------- ۳۳۷
حضوراکرم ﷺ کا حکمت وفضیلت کے پیشِ نظر ابن اُبی کا اپنے قریب بٹھانا ------------------------------ ۳۳۹
باب ۸۵ ۳۳۹
حدیث اِفْك (واتہام)
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تین افراد پر حدِّ قذف لگائی گئی ۳۴۳
حضرت حسان نے سیدہ عائشہ کی مدح میں کہا تھا ----- ۳۴۴
باب ۸۶
سَرِیَۂ نَجد کہا جاتا ہے کہ وہ محرم سن ۶ ہجری میں ہوا تھا ۳۴۶
باب ۸۷
ان سرایا کا تذکرہ جو ۶ھ میں واقع ہوئے بزمِ واقدی ۳۴۹
سریہ ابوعبیدہ بن جراح ۶ھ ----------------- ۳۵۰
سریہ محمد بن مَسلمہ ۶ھ ----------------- ۳۵۰
سرایا بعوث کی تعداد کی تحقیق ----------------- ۳۵۰
سریہ زید بن حارثہ ۶ھ ----------------- ۳۵۰
دوسرا سریہ زید بن حارثہ ۶ھ ----------------- ۳۵۱
تیسرا سریہ زید بن حارثہ ۶ھ ----------------- ۳۵۱
چوتھا سریہ زید بن حارثہ ----------------- ۳۵۱
سریۂ علی بن ابی طالب ----------------- ۳۵۱
سریۂ عبدالرحمٰن بن عوف ----------------- ۳۵۱

سریۂ کرزی جابری فہری ---------- ۳۵۱

سریۂ اصحاب رسول۔ قافلہ ابوالعاص بن ربیع داماد رسول کی گرفتاری مال بطور فئی تقسیم ہونا ---------- ۳۵۲

اہل عُرینہ کا قصہ اوران کے بڑے جرم اور شدید ترین سزا ۳۵۳

باب ۸۸

عُمْرَۃُ الْحُدَیْبِیَّۃ نبی کریم ﷺ کی مقام حدیبیہ کی طرف روانگی ۳۵۵

باب ۸۹

ان لوگوں کی تعداد جو لوگ حُدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک ہزار سے زائد تعداد کا ذکر ۳۵۶

تیرا سو تعداد کا ذکر ----------

اٹھارہ سو اصحاب کی تعداد کا ذکر ---------- ۳۵۶

چودہ سو تعداد کا ذکر ---------- ۳۵۶

پندرہ سو تعداد کا ذکر ---------- ۳۵۷

تیرہ سو تعداد کا ذکر ---------- ۳۵۷

چودہ سو اور پندرہ سو کی تعداد کا ذکر ---------- ۳۵۷

حدیبیہ کا کنواں پندرہ سو صحابہ کا کافی ہوگیا اگر ایک لاکھ ہوتے تو بھی کفایت کر جاتا ---------- ۳۵۷

باب ۹۰

قصہ حدیبیہ کا سیاق اوراس میں آثار نبوت ۳۵۹

عروہ بن مسعود کی اصحاب رسول کو دیکھ کر حیرت کی انتہاء نہ رہی ---------- ۳۶۱

عروہ ابن مسعود ثقفی کا اہل مکہ کو جا کر حضور ﷺ کے صحابہ کی یہ کیفیت بتانا ---------- ۳۶۱

بنو کنانہ کے ایک آدمی کا جا کر حضور اکرم ﷺ اور اصحاب کو دیکھ کر ان کی سفارش کرنا ---------- ۳۶۲

مِکرز بن حفص کا حضور اکرم ﷺ کو جا کر دیکھنے کی خواہش کرنا ۳۶۲

حضور اکرم ﷺ کے پاس مشرکین مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو کا آکر بات چیت کرنا ---------- ۳۶۲

سہیل بن عمرو کی آمد اور باہم تحریر میں اس کا حجت بازی کرنا حضور ﷺ کرم کا نرمی روادار کرنا ---------- ۳۶۲

امام زہری کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے نرمی کرنے کی وجہ آپ کا یہ اقرار تھا ---------- ۳۶۳

نبی کریم ﷺ کا ایک نکاتی مطالبہ ---------- ۳۶۳

اس موقع پر عمر بن خطاب کا فرط جذبات میں آنا اور رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کا حاصلہ دلانا ---------- ۳۶۳

حضرت عمر بن خطاب کا حضور اکرم ﷺ کے، ابو بکر صدیق کے پاس فرط جذبات کا اظہار کرنا ---------- ۳۶۳

بظاہر ناکامی والے معاہدے سے مسلمانوں کی مایوسی ودل گرفتگی اور شدید غم وغصے کا اظہار کرنا ---------- ۳۶۴

ابوبصیر مسلمان ہوکر مدینہ پہنچ گیا قریش نے طلب کیا---- ۳۶۴

ابوبصیر اور ابوجندال کا ملنا اور قریش کے لئے نئی مصیبت بنانا ۳۶۵

قریش نے مجبور ہوکر اپنے مذکورہ معاہدے میں خود ترمیم کی ---------- ۳۶۵

باب ۹۱

حُدیبیہ کے کنویں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا دعا فرمانا ۳۶۶

حضور اکرم ﷺ کی ترکش کے تیر سے قلیب حدیبیہ سے خوشگوار پانی اُبلنا ---------- ۳۶۷

حضور اکرم ﷺ کے وضو، کلی کے پانی، آپ کی ترکش کے تیر اور آپ کی دعا کی برکت سے پانی جوش مارنے لگا -- ۳۶۷

عمامہ رسول کنویں میں بھیجنے کا ذکر ---------- ۳۶۸

خلاّد بن عباد غفاری کے کنویں میں اُترنے کا ذکر---- ۳۶۸

باب ۹۲

حدیبیہ میں رسول اللہ کی اُنگلیوں سے پانی جاری ہونا ۳۶۹

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت اور ہاتھوں کی برکت، چودہ سو صحابہ نے ایک پیالہ بھر پانی سے وضو کیا ---------- ۳۷۰

نبی کریم ﷺ کا کھانے کا بقیہ سامان جمع فرما کر برکت کی دعا کرنا اور اس میں برکت ہونا ---------------- ۳۷۱

باب ۹۳

ذکر اس بیان کا کہ رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی رواں دواں ہونا۔ ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ہوا تھا ۳۷۱

مذکورہ روایات پر امام بیہقی کا تبصرہ ---------------- ۳۷۳

باب ۹۴

ا۔ رحمۃ للعلمین ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے کئی مرتبہ وافر مقدار میں چشمے کی مانند پانی جاری ہوا۔

۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا۔ ۳۷۵

باب ۹۵

سفر حدیبیہ کی بارش والی رات کی صبح نبی کریم ﷺ کا فرمان ۳۷۶

باب ۹۶

نبی کریم ﷺ کا حضرت عثمان کو روانہ کرنا مکہ کی طرف جب آپ حدیبیہ میں جا کر اُترے تھے ۳۷۷

باب ۹۷

ان صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت جنہوں نے درخت تلے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی ۳۸۱

اصحاب حدیبیہ روئے زمین پر بہترین لوگ تھے ------ ۳۸۲

باب ۹۸

یوم الحدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے اور سہل بن عمرو کے درمیان کیسے صلح جاری ہوئی ۳۸۳

باب ۹۹

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۱۹۶) ۳۸۵

باب ۱۰۰

صحابہ کرام کے بحالت احرام روک دیئے جانے کے وقت ان کے احرام سے باہر آنے سے متعلق جو احکامات جاری ہوئے ۳۸۶

باب ۱۰۱

سورۃ الفتح کا نزول ۳۸۸

رسول اللہ ﷺ کو ہر چیز سے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے زیادہ محبوب سورت ---------------------- ۳۸۸

فضل کبیر جنت ہی ہے ---------------------- ۳۹۱

فتح قریب سے مراد حدیبیہ یا خیبر۔ یا فتح مکہ مراد ہے اور صلح دس سال کی ہوئی تھی ---------------------- ۳۹۳

باب ۱۰۲

اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابو معیط کا مسلمان ہونا اور زمانۂ صلح میں اس کا رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنا ۳۹۷

باب ۱۰۳

ابو جندل اور ابو بُصیر ثقفی اور اس کے ساتھیوں کی کہانی ۳۹۸

باب ۱۰۴

غزوۂ ذی قرد یہ۔ اس وقت ہوا تھا جب ذی قرد کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اُونٹیوں کو جو چر رہی تھیں عُیینہ بن حصن فزاری یا اس کا بیٹا چند آدمیوں کے ساتھ بھگا کر لے گئے تھے گھڑ سواروں کی جماعت میں ۴۰۲

محمد بن اسحاق بن یسار کا خیال ------------------ ۴۰۶

ابن اسحاق کہتے ہیں ------------------------- ۴۰۷

شاہسواران رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر شدید قتال کیا ۴۰۸

مجموعہ ابواب غزوۂ خیبر ۱۰۵

غزوۂ خیبر کی تاریخ ۴۱۰

باب ۱۰۶

رسول اللہ ﷺ کا خیبر کی طرف روانہ ہوتے وقت مدینہ پر سباع بن عرفطہ کا نائب بنانا ۴۱۱

باب ۱۰۷

حضور اکرم ﷺ کی خیبر کی طرف روانگی اور خیبر تک رسائی ۴۱۲

باب ۱۰۸

۱۔ خیبر کے قلعوں کی طرف سرایا کا بھیجا جانا۔

۲۔ نبی کریم ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ان کے فتح ہونے کی خبر دینا۔

۳۔ حضور اکرم ﷺ کا ان کے لئے دعا فرمانا اور اس بارے میں آثار نبوت اور دلائل صدق کا ظہور۔ ۴۱۵

باب ۱۰۹

۱۔ اہل مغازی کی وغیرہ میں سے جس نے یہ گمان کیا ہے مرحب یہودی کو حضرت محمد بن مسلمہ نے قتل کیا تھا۔

۲۔ اس کے علاوہ خیبر کے یہود میں سے جو مقابلے پر آئے ان کے قتل کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے۔ ۴۱۶

باب ۱۱۰

۱۔ عبد اسود کا قصہ۔ جو خیبر والے دن مسلمان ہوا، باب خیبر پر اور مصطفیٰ ﷺ نے اس کی مغفرت کی شہادت دی۔

۲۔ اور اس مہاجر کا قصہ جو طلب شہادت میں مسلمان ہوا اور اس نے خیبر میں شہادت کو پالیا۔ ۴۱۸

باب ۱۱۱

نبی کریم ﷺ کا فتح خیبر کے بارے میں دعا کرنا اور خیبر کے بعض قلعوں کے فتح کے وقت دلالت نبوت کا ظہور ۴۲۰

باب ۱۱۲

۱۔ فتح خیبر کے بعد اس خزانے کے بارے میں کیا گیا جس کو یہودیوں نے چھپایا ہوا تھا۔

۲۔ صفیہ بنت حیی کا انتخاب۔

۳۔ مختصر طور پر تقسیم غنیمت اور خمس کی تفصیل کتاب السنن میں وہ احادیث گزر چکی ہیں جن سے ہم نے حجت پکڑی ہے۔

۴۔ اس مذکور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئے گئے اللہ کے وعدے کی تصدیق ہے۔

۵۔ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی بات کی تصدیق فرمائی ہے جو آپ ﷺ نے اپنی اُمت کو خبر دی تھی خیبر کے فتح ہونے کی۔ اس کے بعد جلاوطن ہونے کی جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلاوطن کیا تھا۔

۶۔ اور اس بخار کے بارے میں ان کو پہنچا تھا جو کچھ وارد ہوا ہے۔ ۴۲۳

باب ۱۱۳

۱۔ حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء اور اشعریوں کی سرزمین حبشہ سے خیبر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آمد۔

۲۔ اوت نبی کریم ﷺ کا ان کے لئے اور ماسوا کے لئے خیبر کا مال تقسیم کرنا اور کچھ کے لئے نہ کرنا۔

۳۔ اور اس بارے میں مذکور اور مروی دلائل نبوت۔ ۴۳۳

ابو رافع سلام بن التحقیق یہودی کا بیان کہ ہم محمد ﷺ کے ساتھ نبوت پر حسد کرتے ہیں حالانکہ وہ نبی مرسل ہے ---- ۴۳۶

باب ۱۱۴

نبی کریم ﷺ کا سلمہ بن اکوع کے زخم پر (اپنا لعب دہن) تھتکانا خیبر والے دن اور اس کا ٹھیک ہو جانا اس زخم سے ۴۳۷

باب ۱۱۵
وہ احادیث جو اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہیں
جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پیشن گوئی
فرمائی تھے کہ وہ اہل ناریں سے ہے اور کے ساتھ
جو کچھ آیا پیش آیا اور اس واقعہ میں
علامات نبوت کا ظہور ۴۳۷

باب ۱۱۶
وہ حدیث جو اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی جس نے
اللہ کی راہ میں مال غنیمت میں خیانت وچوری کی تھی اور نبی
کریم ﷺ کا اس بارے میں خبر دینا ۴۳۹

باب ۱۱۷
ا۔ وہ احادیث جو وارد ہوئی ہیں اس بکری کے بارے میں
(جس کے گوشت میں) زہر ملایا گیا تھا خیبر کی بستی میں۔
۲۔ اور اس بارے میں اس عظمت کا ظہور جس کے ذریعے
اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو زہر کے نقصان سے بچایا تھا
اس میں سے کچھ کھا لینے کے باوجود۔
۳۔ اور بکری کی پکی ہوئی نلی کو حضور اکریم ﷺ کو زہر آلود
ہونے کی خبر دینا اور حضور اکرم ﷺ کا بقیہ کو کھانے سے رُک جانا۔ ۴۴۰

باب ۱۱۸
خیبر کی خبر مکہ میں پہنچانا اور حجاج بن علاط کا مکہ وارد ہونا
اپنا مال اپنے گھر والوں سے لینے کے لئے۔ ۴۴۳

باب ۱۱۹
رسول اللہ ﷺ کا خیبر سے واپس لوٹنا اور وادی
قریٰ کی طرف توجہ کرنا نیز رسول اللہ ﷺ کا فرمان
اس شخص کے بارے میں جو جو فوت ہوا مگر اس نے
اللہ کے راستے میں چوری یا خیانت کی تھی ۴۴۵

باب ۱۲۰
ا۔ صحابۂ کرام عنہم کا صبح کی نماز سے سو جانا (جس سے نماز رہ گئی)
۲۔ یہاں تک کہ خیبر سے واپس لوٹ آئے۔ ۴۴۷
۳۔ اور اس راستے میں آثار نبوت کا ظہور۔

باب ۱۲۱
ا۔ حدیث عمران بن حصین کا ذکر۔
۲۔ اور نبی کریم ﷺ نے دو مشکوں والی عورت کے بارے
میں جو خبر دی تھی اس میں بعض امور کا ظہور۔
۳۔ اس کے بعد دو مشکوں لے پانی میں بعض امور کا ظہور
جب اسے لایا گیا۔ ۴۵۰
۴۔ اور بقیہ پانی کے بارے میں جوان کے پاس تھا۔

باب ۱۲۲
ا۔ ذکر حدیث ابوقتادہ انصاری میضاۃ کے معاملے میں۔
۲۔ اور نبی کریم ﷺ کا فرمان جب آپ کے اصحاب روک
لئے گئے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کریں
کامیاب ہو جائیں گے۔ ۴۵۳
۳۔ اور اس معاملہ میں آثار نبوت کا ظہور۔

باب ۱۲۳
رسول اللہ نے اس بارے میں کیا کچھ کیا جو انصار نے
مہاجرین کو عطیہ دیا جب وہ مدینے میں آئے تھے۔
اس کے بعد جب اللہ نے ان پر بنونضیر اور بنوقریظہ
اور خیبر کو فتح کیا تھا ۴۵۶

باب ۱۲۴
ذکر سریۂ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نجدہ کی جانب بنوفزارہ کی جانب
مجموعہ ابواب سرایہ جن کا ذکر فتح خیبر کے بعد اور عمرۃ قضا کے
قبل ہوتا ہے ۴۵۷

باب ۱۲۵
ذکر سریۂ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مکہ کے پیچھے چار میل پر قبضہ ۴۵۸
عجز ہوازن کی طرف

www.ahlehaq.org

باب ۱۲۶
باب ذکر سریۂ عبداللہ بن رواحہ یسیر بن رزام یہود کی طرف اوراس کی طرف سے حضرت عبداللہ بن انیس صحابی کوزخمی کرنے پھراس پر نبی کریم ﷺ کے لعاب دہن لگانے سے برکت کاظہور ہوااس کا ذکر ۴۵۹
باب ۱۲۷
ذکر سریۂ بشیر سعد انصاری بنومُرّہ کے ساتھ اور سریۂ غالب بن عبداللہ کلبی رضی اللہ عنہما ۴۶۰
باب ۱۲۸
ذکر سریۂ بشیر بن سعد (مقام جناب ارض غطفان کی طرف) ۴۶۳
باب ۱۲۹
سریۂ ابوحدرد اسلمی غابہ کی طرف ۴۶۴
باب ۱۳۰
وہ سریہ جس میں مُحَلِّم بن جُثَامَہ نے عامر کوقتل کیا تھا اس کے بعداس نے ان لوگوں کوسلام کیا تھااسلامی سلام کے ساتھ ۴۷۰
باب ۱۳۱
اُس آدمی کا ذکر جس نے ایک آدمی کوحق کی شہادت دینے کے بعدقتل کردیا تھاپھروہ مرگیا تھا۔لہٰذااس کودھرتی نے قبول نہیں کیا تھااوراس کے بارے میں آثار نبوت کاظہور ۴۷۲
باب ۱۳۲
سریۂ عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی سہمی رضی اللہ عنہ ۴۷۶
باب ۱۳۳
عُمرۃ القضاء کا بیان ۴۷۵
باب ۱۳۴
(مذکورہ عمرے کے) عمرۃ یا عمرۃ القضیہ سے موسوم ہونے کے دلائل ۴۷۷
باب ۱۳۵
مکہ میں رسول اللہ کی تشریف آوری سے مشرکین کے دلوں میں جوخوف اوررعب واقع ہوا نیز ہدایا اور اسلحہ کے بارے میں جوکچھ وارد ہوا ہے ۴۷۸
باب ۱۳۶
مکہ میں حضوراکرام ﷺ کی تشریف آوری کی کیفیت ۴۸۰
دورانِ طواف رمل کرنا ---------------------- ۴۸۱
باب ۱۳۷
رسول اللہ ﷺ کااس سفر (عمرۃ القضاء) میں بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنا ۴۸۴
باب ۱۳۸
(سیدہ امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب قرشیہ ہاشمیہ) کا مکہ مکرمہ سے ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہونا ۴۸۶
باب ۱۳۹
سریۂ ابن ابوالعوجاء سُلمی بنوسُلیم کی جانب ۴۸۷
باب ۱۴۰
حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ذکراور جوکچھ اس کے لئے نجاشی کی زبان سے ظاہر ہوااور دیگر آثار صدق رسول الرسالت ۴۸۸
باب ۱۴۱
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کا تذکرہ ۴۹۲
باب ۱۴۲
سریۂ شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ واقدی کے خیال کے مطابق ۴۹۵

باب ۱۴۳

نجد کی جانب ایک اور سریہ ان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے ۴۹۶

باب ۱۴۴

سریہ کعب بن غفاری قضاء کی طرف شام کے اطراف میں ۴۹۷

باب ۱۴۵

غزوۂ موتہ کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے اور وہ امور جن کا ظہور نبی کریم ﷺ کے اس تین امیر بنانے میں پھر اس واقعہ کے بارے میں اس کی خبر آنے سے قبل حضور اکرم ﷺ کے خبر دینے میں جو آثار نبوت ہیں ۴۹۷

امام بیہقی کی تحقیق کہ اصحاب موتہ نے جنگ میں فتح حاصل کی تھی ---------------------------- ۵۰۸

غزوۂ موتہ میں مسلمانوں کی فتح کی دلیل ---------- ۵۰۸

باب ۱۴۶

نبی کریم ﷺ کا خط جباروں اور سرکشوں کی طرف جنہیں آپ نے اسلام کی طرف آنے کی دعوت دی ۵۰۸

باب ۱۴۷

رسول اللہ ﷺ کا حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصر کی طرف بھیجنا (قیصر) ہرقل شاہ روم تھے ہرقل کا ابوسفیان بن حرب سے نبی کریم ﷺ کے حالات دریافت کرنا ۵۰۹

باب ۱۴۸

رسول اللہ ﷺ کا کسریٰ ابن ہرمز (شاہ فارس) کے پاس نمائندہ بھیج کر خط پہنچا کر اسلام کی دعوت دینا، کسریٰ کا نامہ مبارک چاک کر دینا حضور اکرم ﷺ کا اس کو بددعا دینا، اللہ تعالیٰ کا دعا قبول کرنا ۵۱۷

باب ۱۴۹

کسریٰ کی موت واقع ہونا اور نبی کریم ﷺ کا اس کی خبر دینا ۵۱۹

باب ۱۵۰

۱۔ نبی کریم ﷺ کے دو فرمانوں میں تطبیق جس وقت قیصر روم ہلاک ہو گیا اس کے بعد پھر قیصر نہیں ہوگا۔
۲۔ نیز حضور اکرم ﷺ سے مروی فرمان قیصر کے بارے میں جب اس نے رسول اللہ ﷺ کے خط کا اکرام کیا تھا۔ اس کا ملک قائم رہے یہ کہ اس نے فرمانوں میں آپ کا صدق نیز آپ ﷺ کی طرف سے کسریٰ کی ہلاکت جو خبر بیان ہوئی۔ ۵۲۱

شافعی رحمہ اللہ کا قول ---------------------- ۵۲۱

حضور اکرم ﷺ کی عظیم پیشن گوئی اپنے پس منظر سے حقیقت کا روپ دھارنے تک ---------------- ۵۲۳

باب ۱۵۱

نبی کریم ﷺ کا خط (شاہ اسکندریہ) مقوقس کی طرف ۵۲۳

باب ۱۵۲

غزوۂ ذات السلاسل جمادی ثانیہ ۷ یا ۸ ہجری ۵۲۴

باب ۱۵۳

غزوۂ ذات السلاسل میں جو اُونٹ نحر کئے گئے ۵۲۷

باب ۱۵۴

سریۂ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سیف البحر کی جانب اور اس سریہ میں جو مسلمان مجاہدین کو شدید بھوک لگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سریہ میں سمندر میں رزق دیا ۵۲۸

باب ۱۵۵

رسول اللہ ﷺ کا نجاشی کی موت کی خبر دینا اسی دن جس دن وہ انتقال کر گئے تھے ۵۳۰

حضور اکرم کا نجاشی کو مسلمانوں کا بھائی قرار دینا ------ ۵۳۱

نجاشی نیک صالح انسان تھے ---------------------- ۵۳۱

☆☆☆

فہرست عنوانات ۔ جلد پنجم

ابواب فتح مکہ ۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے ۵۳۳

باب ۱۵۶

قریش کا عہد شکنی کرنا۔اس معاہدے کی جس کا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں معاہدہ کیا تھا ۵۳۳

عمرو بن سالم کو رسول اللہ ﷺ کا جواب ---------- ۵۳۴

ابوسفیان کا پناہ طلب کرنا ---------- ۵۳۶

باب ۱۵۷

ا۔ حاطب بن ابو بلتعہ کا قریش کی طرف خط لکھ کر نبی کریم ﷺ کے ان سے جہاد کرنے کی خبر پہنچانے کی کوشش کرنا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع کرنا۔

۳۔ حضور ﷺ کی دعا قبول ہونا کہ قریش ان کی تیاری سے اندھے اور بہرے ہو جائیں ۔حتیٰ کہ آپ اچانک جا پہنچیں ان کے شہروں پر۔ ۵۳۹

عورت کا جاسوسی کرنا ---------- ۵۳۹

اللہ کے دشمن کو دوست نہ بناؤ ---------- ۵۴۰

باب ۱۵۸

ا۔ نبی کریم ﷺ کا غزوۂ فتح مکہ کے لئے تیرہ رمضان کو روانہ ہونا۔

۲۔ مدینے پر اپنا نائب مقرر کرنا۔اور آپ ﷺ کے مدینے سے نکلنے اور مکہ میں داخل ہونے کا وقت۔

۳۔ راستہ میں آپ ﷺ کا روزہ رکھنا اور افطار کرنا۔ ۵۴۰

مسافر کے لئے ترکِ صوم کی رخصت ---------- ۵۴۱

گرمی کی شدت کی وجہ سے افطار کرنا ---------- ۵۴۳

باب ۱۵۹

ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب کا مسلمان ہونا

رسول اللہ ﷺ کے سفر مکہ کے دوران ۵۴۳

صحابی کا پیلو چننا ---------- ۵۴۵

ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں ---------- ۵۴۵

باب ۱۶۰

ا۔ رسول اللہ ﷺ کا مقام مرّ الظہران میں اُترنا۔

۲۔ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام، بدیل بن ورقاء کو لے کر آنے میں جو بات آئی ہے۔

۳۔ ان سب کا مسلمان ہونا۔

۴۔ اہل مکہ کے لئے عقد امان ان شرائط پر جو آپ ﷺ نے مقرر کیں۔

۵۔ آپ ﷺ کا مسلمانوں کے ساتھ مکہ میں داخلہ۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرنا یعنی اس وعدہ کو سچا کرنا جو اس نے رسول ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ ۵۴۶

ابوسفیان کا قبول اسلام ---------- ۵۴۶

آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے ---------- ۵۴۹

رسول اللہ ﷺ کی آمد کو مخفی رکھنا ---------- ۵۵۱

صفوان بن اُمیہ کا فرار ہونا حضور ﷺ کا اس کے لئے اپنا بردہ مبارک بھیجنا ---------- ۵۴۶

ابن شہاب کے بقول حضور ﷺ نے صفوان کو چار ماہ سوچنے سمجھنے کی مہلت دی تھی ---------- ۵۵۶

حضور ﷺ کا خالد بن ولید سے باز پرس کرنا ان کا جواب سُن کر حضور کا مطمئن ہو جانا ---------- ۵۵۷

رسول اللہ ﷺ کا مکے میں داخلہ اور فتح ماہ رمضان ۸ھ میں ہوئی صدیق اکبر ؓ کا اس موقع پر خواب دیکھنا --- ۵۵۷

حضور ﷺ کا صدیق اکبر ؓ کے خواب کی تعبیر دینا --- ۵۵۷

ابو سفیان کو اور حکیم بن حزام کو قتل کرنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا تھا ---------------- ۵۵۷

حضرت حسان بن ثابت ؓ کا رسول اللہ ﷺ کی مکہ روانگی پر اشعار کہنا ---------------- ۵۵۸

لات وعزیٰ کے بجائے خالص اللہ کو پکارنا -------- ۵۵۹

حسان بن ثابت کا قریش کی ہجو کرنا ------------ ۵۵۹

باب ۱۶۱

انصار نے جو کچھ قول کیا جس وقت رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کو امان دی تھی بعض شرائط کے ساتھ ۵۶۱

مکہ کی محبت کا غالب آنا ---------------- ۵۶۲

آپ ﷺ کی وسعت ظرفی ---------------- ۵۶۳

باب ۱۶۲

وہ لوگ جن کے قتل کا حکم دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن اور وہ بدنصیب اس امان میں داخل نہ ہو سکے جو حضور ﷺ نے منعقد کی تھی ۵۶۴

حضرت عثمان غنی ؓ کی سفارش پر حضور ﷺ نے اپنے گستاخ کو معاف کر کے اس کی بیعت کر لی ۵۶۴

چار کے سوا باقی کو امان دینا ---------------- ۵۶۵

مقیس بن صبابہ کا قتل ---------------- ۵۶۵

ابن خطل کے قتل کا حکم ---------------- ۵۶۶

باب ۱۶۳

نبی کریم ﷺ کا فتح مکہ والے دن مکہ میں داخلہ ۵۶۷

فتح مکہ والے دن حضور ﷺ مکہ میں کداء پہاڑی کی گھاٹی سے داخل ہوئے تھے ---------------- ۵۶۸

کداء پہاڑی سے داخل ہونے کی حضرت حسان کی الہامی پیش گوئی اور حضور ﷺ کی تائید ---------- ۵۶۸

سیاہ عمامے کے ساتھ بغیر احرام حرم میں داخلہ ------- ۵۶۸

سیاہ عمامہ سر پر باندھنا سنت رسول ہے ----------- ۵۶۹

پگڑی باندھنا اور نیچے کا طُرّہ لٹکانا ------------- ۵۶۹

شملہ کو دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑنا --------- ۵۶۹

پرچم رسول سفید اور سیاہ دھاریوں پر مشتمل تھا جس کا نام ''عُقاب'' تھا ---------------- ۵۶۹

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا اظہارِ عجز ------- ۵۷۰

فتح مکہ کے دن سورۃ فتح کی تلاوت ------------- ۵۷۰

رسول اللہ ﷺ کا باطل کو پاش پاش کرنا ----------- ۵۷۱

بیت اللہ میں ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام کی مورتیاں ۵۷۲

باب ۱۶۴

نائلہ بت کی ہلاکت کی دعا ۵۷۳

باب ۱۶۵

خالد بن ولید ؓ کی بعثت وادی نخلہ کی طرف، وہاں پر مشہور بُت عُزّیٰ تھا اور اس بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے حضرت خالد بن ولید ؓ کے ہاتھوں شرک کے بڑے آستانے کی تباہی ۵۷۴

باب ۱۶۶

فتح مکہ والے دن کعبے کی چھت پر کھڑے ہو کر حضرت بلال بن رباح ؓ کا اذان دینا ۵۷۵

باب ۱۶۷

نبی کریم ﷺ کا فتح مکہ کے وقت غسل کرنا اور چاشت کے وقت نماز ادا کرنا ۵۷۶

تعداد رکعت صلوٰۃ چاشت ---------------- ۵۷۶

باب ۱۶۸

خطبۂ رسول ﷺ فتح مکہ والے سال اور آپ ﷺ کے
فتوے و احکام مکہ مکرمہ میں مختصر طریقے پر ۵۷۷

حرمت بلدِ مکہ ---------- ۵۷۷

رسول اللہ ﷺ کے خطبۂ فتح مکہ کے اہم نکات ---------- ۵۷۹

شراب و سود کی حرمت ---------- ۵۷۹

زکوٰۃ عبادت ہے ٹیکس نہیں ---------- ۵۷۹

آج تم پر کوئی اعتراض نہیں ---------- ۵۸۰

حدود الٰہی میں سفارش کرنے پر اسامہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ
کی سرزنش، پہلی اُمتوں میں حدود الٰہی میں کوتاہی ہلاکت
کا سبب بنی، فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا
ہاتھ کاٹ دیتا ---------- ۵۸۱

بیٹا اس کا بیوی جس کی، اور زانی کے نصیب میں پتھر -- ۵۸۱

مسلم کی اور کافر کی وراثت ---------- ۵۸۲

باب ۱۶۹

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یوم الفتح میں لوگوں کا بیعت کرنا ۵۸۳

باب ۱۷۰

اسلام ابوقحافہ عثمان بن عامر والد ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے وقت ۵۸۳

باب ۱۷۱

قصہ صفوان بن اُمیہ اور عکرمہ بن ابوجہل اور ان دونوں
کی عورتوں کا قصہ، دونوں آگے پیچھے مسلمان ہوئے
مگر سابقہ نکاح پر قائم رہے ۵۸۴

سیرت رسول سے مروّت اعلیٰ ظرفی ...... مذہبی و سیاسی
رواداری کی مثال ---------- ۵۸۵

باب ۱۷۲

ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ کا اسلام ۵۸۶

خاوند کی اجازت کے بغیر مال خرچ کرنا ---------- ۵۸۷

ابوسفیان کے قول پر رسول اللہ کا مطلع ہونا ---------- ۵۸۸

باب ۱۷۳

فتح مکہ والے سال نبی کریم ﷺ کا قیام ۵۸۸

حضور ﷺ کا فتح مکہ کے موقع پر نماز میں قصر کرنا ---------- ۵۸۹

باب ۱۷۴

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے
یہ اس لئے فرمایا تھا کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو اب پورا ملک
دار الاسلام بن گیا اس لئے مکہ سے ہجرت کرنا ختم ہو گیا ۵۹۰

باب ۱۷۵

فتح مکہ کے بعد سلمہ بن ابوسلمہ جرمی کا اسلام لانا اور لوگوں
کا اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہونا جیسے اللہ تعالیٰ
کا فرمان ہے ۵۹۱

باب ۱۷۶

نبی کریم ﷺ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنوجذیمہ
کی طرف بھیجنا ۵۹۲

حضور ﷺ کا اللہ کی بارگاہ میں خالد کے فعل سے
اظہار لاتعلقی کرنا ---------- ۵۹۲

حضور ﷺ کا اُن لوگوں کے خون اور مالوں کا معاوضہ
ادا کرنا ---------- ۵۹۳

موت سے لاپرواہ ہو کر گناہ کرنا ---------- ۵۹۳

باب ۱۷۷

غزوۂ حُنین اور اس میں رسول اللہ ﷺ پر
آثارِ نبوّت کا ظہور ۵۹۵

صحابہ کا مطالبہ اور رسول اللہ کی تنبیہ ---------------- ۵۹۷

رسول اللہ ﷺ کی پکار پر جماعت کا تیار ہونا ---------- ۶۰۰

فتح مکہ سے آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملنا ---------- ۶۰۰

غزوۂ حنین میں حضور ﷺ کا اہل حنین کی خبر معلوم کرنے کے لئے ابن ابوحدرد کو جاسوس بنا کر بھیجنا ----------- ۶۰۱

باب ۱۷۸

نبی کریم ﷺ کا استقلال اور ثابت قدمی

☆ حضور ﷺ کا اپنے رب سے مدد طلب کرنا

☆ حضور ﷺ کا مشرکین کے خلاف بددعا کرنا ۶۰۳

باب ۱۷۹

رسول اللہ ﷺ کا کفار کے چہروں پر پتھر پھینکنا اور وہ رُعب جو اُن لوگوں کے دلوں میں ڈال دیا گیا اور فرشتوں کا نزول اور اِن تمام انواع میں آثارِ نبوّت کا ظہور ۶۰۶

سلمہ بن اکوع کا دشمن سے مقابلہ ---------------- ۶۰۵

حضرت بلال کا رسول اللہ ﷺ پر سایہ ----------- ۶۰۶

ہوازن کے مقابلے پر حضور ﷺ کے ساتھ بارہ ہزار افراد تھے ------------------------------ ۶۰۷

رسول اللہ کی غیب سے حفاظت ہونا -------------- ۶۰۸

آسمان سے چیونٹیاں اُترنا ------------------- ۶۰۹

باب ۱۸۰

قصۂ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مقتول کا سامان سلب کرنے کی بابت اور قصۂ اُم سُلیم رضی اللہ عنہا یوم حنین میں ۶۱

باب ۱۸۱

جیش اوطاس کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے ۶۱۲

تذکرہ شہداء غزوہ حنین ----------------------- ۶۱۳

باب ۱۸۲

نبی کریم ﷺ کا طائف کی طرف روانہ ہونا یہ شوال ۸ھ کا واقعہ ہے ۶۱۴

تیر نشانے پر لگنا اور جنت میں درجہ ملنا -------------- ۶۱۵

مخنث سے پردہ کا حکم ------------------------ ۶۱۶

اسلام میں منجنیق کا استعمال -------------------- ۶۱۶

باب ۱۸۳

عُیینہ بن حصن بن بدر کا اجازت طلب کرنا بنوثقیف کے پاس جانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کو مطلع کرنا اس پر جو کچھ اس نے ان لوگوں سے کہا تھا ۶۱۷

باب ۱۸۴

رسول اللہ ﷺ کا طائف سے واپسی کی اجازت دینا اور حضور ﷺ کا بنوثقیف کی ہدایت کے لئے دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کی دعا قبول فرمانا ۶۱۸

نبی کا حلم اور حریص ہدایتِ کفار ----------------- ۶۱۹

باب ۱۸۵

نبی کریم ﷺ کا مقام جعرانہ کی طرف لوٹنا اور غنیمتیں تقسیم کرنا اور مؤلفۃ القلوب کو عطا کرنا اور انصار کا اس بارے میں کچھ کہنا ۶۲۰

انصار کے لئے رسول اللہ اور مہاجرین کے لئے مال ومتاع ۶۲۱

رسول اللہ کا انصار کے لئے فضیلت بیان کرنا -------- ۶۲۳

انصار کی حیثیت جسم سے لگے ہوئے کپڑے کی مانند ہے ۶۲۴

باب ۱۸۶

اہلِ نفاق کا نبی کریم ﷺ کی تقسیم غنیمت پر اعتراض حُنین کے وقت اور نبی کریم ﷺ کا ان کے بارے میں بتا دینا کہ وہ دین سے اس طرح نکل گئے ہیں جیسے تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے۔ اور حضور کا ان کی نشانی بتانا اور اس بارے میں جن علاماتِ نبوّت کا ظہور ہوا ۶۲۸

اگر میں انصاف نہ کروں تو شقی ہو جاؤں ---------- ۶۲۸

حضور ﷺ کی پیشنگوئیاں جو صحیح ہوئیں اور صاحبِ رسالت کی وفات کے بعد نبوت و رسالت کی علامات بن گئیں ۶۲۸

علامات نبوت کا ظہور ---------- ۶۲۹

تبصرہ ۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ---------- ۶۲۹

باب ۱۸۷

مقام جعرانہ میں ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر وفد ہوازن کی آمد اور رسول اللہ ﷺ کا ان کو ان کے قیدی واپس کر دینا ۶۳۰

قیدی یا اموال میں اختیار دینا ---------- ۶۳۱

جاہلیت کی نذر کا اسلام کے بعد پورا کرنا ---------- ۶۳۴

مالک بن عوض کا اسلام اور رسول اللہ کی مدح میں قصیدہ کہنا ---------- ۶۳۵

رضاعی ماں کا احترام ---------- ۶۳۵

رضاعی بہن کی سفارش ---------- ۶۳۶

رسول اللہ کا رضاعی رشتوں کا احترام ---------- ۶۳۶

باب ۱۸۸

عمرۃ النبی ﷺ جعرانہ سے ۶۳۶

عتاب بن اسید کو مکہ میں نائب بنانا ---------- ۶۳۷

حالتِ احرام میں خوشبو کے استعمال سے ممانعت ---------- ۶۳۷

نضیر بن حارث کے لئے رسول اللہ کی دعا ---------- ۶۳۸

باب ۱۸۹

کعب بن زہیر کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد حضور ﷺ کی مدینہ واپسی کے بعد فتح کے زمانہ میں ۶۳۹

باب ۱۹۰

مجموعہ ابواب غزوۂ تبوک ۶۴۲

حضرت عثمان کا ایثار اور رسول اللہ کی ان کے لئے بشارت ---------- ۶۴۳

بمنزلہ ہارون کے ہو جاؤ موسیٰ سے ---------- ۶۴۶

باب ۱۹۱

حضرت ابوذر اور ابوخیثمہ رضی اللہ عنہما کا پیچھے سے جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملنا، حضور ﷺ کے نکلنے کے بعد ۶۴۶

باب ۱۹۲

غزوۂ تبوک کو العُسرہ نام رکھنے کا سبب اور وجہ تسمیہ اور بقیہ سامانِ سفر میں اور پانی میں نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کا ظہور ۶۵۰

قلیل طعام میں برکت کا ظہور ---------- ۶۵۰

حضور کی دعا اور بارش کا برسنا ---------- ۶۵۱

باب ۱۹۳

حضور ﷺ کی اپنے سفر کے دوران حجر ثمود پر آمد ۶۵۳

ارض ثمود کے کنویں کے استعمال سے ممانعت ---------- ۶۵۳

باب ۱۹۴

نبیِ کریم ﷺ کا تبوک کے چشمے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پہنچنے کا وقت بتانا ۶۵۴

باب ۱۹۵

اپنے سفر کے دوران رسول اللہ ﷺ کا کھجور کے پھلوں کا اندازہ لگانا ۶۵۵

رسول اللہ کی بات نہ ماننے والوں کو تنبیہ ---------- ۶۵۶

باب ۱۹۶

حضور ﷺ کے خطبۂ تبوک کے بارے میں، سرزمین روم میں دیئے گئے ''خطبۂ رسول'' میں جو کچھ مروی ہے ۶۵۷

یہ خطبہ جوامع الکلم کا شاہکار ہے اور دنیا اور آخرت کی کامیابی کا دستور العمل ہے ---------- ۶۵۷

باب ۱۹۷

نبی کریم ﷺ کا سرزمین روم "مقام تبوک" میں نماز پڑھانا، حضور ﷺ کا بد دعا کرنا اس پر جو ان کے آگے سے گزر گیا تھا اور اس میں آثار نبوت و دلائل کا ظہور ۶۵۸
نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید ۶۵۹

باب ۱۹۸

حضور کا غزوہ تبوک میں حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی ؓ پر نماز جنازہ پڑھانا اس دن وہ مدینہ میں فوت ہو گئے تھے ۶۵۹
نمازِ جنازہ میں ملائکہ کی شرکت ۶۶۰

باب ۱۹۹

مقام تبوک میں رہتے ہوئے حضور ﷺ کا تحریر لکھ دینا یُحَنَّہ بن رؤبہ کے لئے اور اہل جَرْبَاء اور اَذْرُح کے لئے ۶۶۰

باب ۲۰۰

جناب رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید ؓ کو اُکَیْدِرِ دُوْمَۃ (ابن عبدالملک) کے پاس بھیجنا ۶۶۱

باب ۲۰۱

نبی کریم ﷺ کے تبوک کی طرف جانے اور واپس آنے کا سبب جو مروی ہے اگر اس بارے میں روایت صحیح ہے ۶۶۴

باب ۲۰۲

نبی کریم ﷺ کی غزوۂ تبوک سے واپسی اور ان کا مسجد ضرار کے انہدام کا حکم دینا ۶۶۵
ابن اسحاقؒ کی بیان کردہ تفصیل ۶۶۶
رسول اللہ پر منافقین کا حملہ کرنا ۶۶۸
منافق کی جنت سے محرومی ۶۶۸
مسجد ضرار کے متعلق حضور ﷺ کو اطلاع کرنا ۶۶۹
اساسِ مسجد تقویٰ پر ہونی چاہئے ۶۶۹

باب ۲۰۳

رسول اللہ ﷺ کا لوگوں سے ملاقات کرنا جب آپ غزوہ تبوک سے آئے تھے ۶۷۰
جبلِ اُحد سے حضور ﷺ کی محبت ۶۷۱
حضرت عباس ؓ کا حضور ﷺ کی مدح میں اشعار گوئی ۶۷۱
حضور ﷺ کا ایک عورت کے متعلق خبر دینا ۶۷۲
اہل رِدَّت کا معاملہ ۶۷۲
ابولبابہ اور اس کے احباب کی بات یعنی ان کا واقعہ ۶۷۳
جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کی توبہ ۶۷۴
حضرت کعب بن مالک ؓ اور اس کے ساتھیوں کا واقعہ ۶۷۵
موسیٰ بن عقبہ ؓ کی روایت میں اضافے ۶۸۰
جُلاس بن سوید کا قول اور عامر بن قیس کا جواب ۶۸۱
حضور ﷺ کا ایک آدمی سے کلام نہ کرنے کا حکم دینا ۶۸۱
خطبہ رسول میں منافقین پر اطلاع دینا ۶۸۲

باب ۲۰۴

غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد
عبداللہ بن اُبی بن سلول کی بیماری اور وفات کے بارے میں جو روایات آئی ہیں ۶۸۳
حضور کو منافقین کی نمازِ جناہ پڑھانے سے روکنا ۶۸۴

باب ۲۰۵

قصہ ثعلبہ بن حاطب اور اس میں جو آثار ظاہر ہوئے ۶۸۵
مال کی بہتات اور یادِ الٰہی سے غفلت ۶۸۵
ثعلبہ بن حاطب کے قصہ والی روایت پر امام بیہقیؒ کا تبصرہ ۶۸۷

باب ۲۰۶
سیّدنا حضرت ابوبکرصدیق ؓ کا حج کرنا ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کے تحت اور سورۃ براءۃ کا نزول ان کی روانگی کے بعد ۶۸۸
حالتِ شرک میں بیت اللہ کے طواف سے ممانعت ---- ۶۸۸
مشرکین سے اللہ اور رسول اللہ کی بیزاری ---------- ۶۸۹
برہنہ حالت میں طواف کی ممانعت ------------ ۶۸۹
باب ۲۰۷
بنوثقیف کے وفد کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد جو اہل طائف تھے اور اس کی تصدیق جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا ۶۹۰
رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد ثقیف کی آمد ---------- ۶۹۱
وفد ثقیف کا ، سود اور شراب کی اجازت مانگنا اور حضور ﷺ کا صاف منع کرنا ---------- ۶۹۳
وفد ثقیف کا زنا، سود اور شراب کی حرمت مان لینا اور بت شکنی پر پس وپیش کرنا ---------- ۶۹۲
حضور ﷺ نے وفد ثقیف کو بُت توڑ دینے کا واضح حکم دیا---- ۶۹۲
وفد کا حضور ﷺ سے بُت توڑنے کے لئے تعاون طلب کرنا ۶۹۲
وفد کی واپسی پر حضور ﷺ کا اس کا اکرام کرنا اور انہیں میں سے ان کا امیر مقرر کرنا ---------- ۶۹۳
واپس جاتے وقت وفد کے سربراہ کا منفی طرز کی حکمت عملی وضع کرنا ---------- ۶۹۳
کنانہ بن عبد یالیل کی ظاہری مخالفت رسول پر مبنی حکمت عملی کامیاب ہوئی اور بنوثقیف اور اہل طائف مرعوب ہوکر اسلام لانے پر آمادہ ہوگئے ---------- ۶۹۳
لات وعُزّیٰ کے آستانوں کو منہدم کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے نمائندے خالد بن ولید (سیف اللہ) اور مغیرہ بن شعبہ ودیگر صحابہ طائف میں پہنچ گئے -------- ۶۹۴
حضرت مغیرہ بن شعبہ کا لات کے آستانے کو گرانا اور ثقیف والوں کا تماشہ دیکھنے کے لئے خود گرنا۔ پھر اُٹھ کر ان کو بنیاد سمیت کھود ڈالنا ---------- ۶۹۴
مسلمان وہاں سے سارا مال لُوٹ کر لے گئے -------- ۶۹۵
اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں جھکنا نہ ہو ------- ۶۹۶
امام کو مقتدیوں کی رعایت رکھنا ---------- ۶۹۶
باب ۲۰۸
نبی کریم ﷺ کا عثمان بن ابوالعاص ثقفی ؓ کو وہ تعلیم دینا جو اس کی شفا کا سبب بنی اور حضور ﷺ کا اس کے لئے دعا کرنا حتیٰ کہ شیطان اس سے الگ ہوگیا اور اس سے نسیان بھی دُور ہوگیا تھا ۶۹۷
ہر درد کا علاج ---------- ۶۹۸
مجموعہ ابواب ۲۰۹
رسول اللہ ﷺ کے پاس عرب کے وفود کی آمد ۶۹۸
باب ۲۱۰
وفد عطارد بن حاجب بنوتمیم میں ۶۹۹
رسول اللہ ﷺ کے حکم سے بنوتمیم کے خطیب کا جواب حضرت ثابت بن قیس بن شماس نے دیا ---------- ۶۹۹
بیر کے پتے پانی میں اُبال کر غسل کرنے کی حکمت ---- ۷۰۱
باب ۲۱۱
وفد بنوعامر اور نبی کریم ﷺ کا عامر بن طفیل کے خلاف بددعا کرنا اور اللہ کا اس کے شر سے کفایت کرنا ۷۰۲
دشمن کے خلاف بددعا کرنا---------- ۷۰۳

باب ۲۱۲

وفد عبدالقیس کی آمد اور نبی کریم ﷺ کا ان کی آمد کی خبر دینا ان کی آمد سے پہلے ۷۰۶

حضور ﷺ کا منذر راشج کی تعریف کرنا ۷۰۵

دین اسلام قبول کرنے پر جنت کی ضمانت ۷۰۶

باب ۲۱۳

وفد بنو حنیفہ ۷۰۶

مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف خط ۷۰۷

حضور ﷺ کا مسیلمہ کذاب کے نام جوابی خط ۷۰۷

قاصدوں کو قتل کرنے کی ممانعت ۷۰۷

من گھڑت قرآن کی تلاوت ۷۰۸

معبودانِ باطلہ کی کوئی حقیقت نہیں ۷۰۸

باب ۲۱۴

مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کذاب دونوں کذابوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا خواب دیکھنا اور اللہ سبحانہ کا تصدیق کرنا حضور کے خوابوں کی اور اس بارے میں آثار نبوت کا ظہور ۷۰۹

مدعی نبوت اسود عنسی کو فیروز دیلمی نے قتل کیا تھا ۷۱۰

باب ۲۱۵

وفد بنوطئ ان میں زید الخیل اور عدی بن حاتم تھے اور وہ بات جو آپ نے زید سے کہی تھی اور حضور ﷺ کا عدی کو خبر دینا ۷۱۱

صدقہ کی کثرت نارِ جہنم سے حفاظت ۷۱۱

حاتم طائی کی بیٹی کی سیرت وصورت کا تذکرہ ۷۱۲

اسلامی زندگی ضمانت ہے دنیاوی چین وسکون کی ۷۱۳

حضور ﷺ کا کریمانہ برتاؤ ۷۱۴

عدی بن حاتم کی حضور سے مجلس اور بعض امور پر اطلاع ۷۱۴

باب ۲۱۶

جریر بن عبداللہ کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد اور حضور ﷺ کا اپنے اصحاب کو اپنے خطبے کے دوران خبر دینا اس کی آمد کے بارے میں ان کی صفت کے مطابق ۷۱۶

مشرک کے آستانے کو تباہ کرنے کے لئے حضور ﷺ نے ڈیڑھ سو مجاہد بھیجے ۷۱۷

باب ۲۱۷

وائل بن حُجر کی آمد ۷۱۷

باب ۲۱۸

اشعریوں اور اہل یمن کی آمد ۷۱۸

اہل یمن کے اوصاف ۷۱۸

حضور ﷺ کا اہل یمن کو بشارت دینا ۷۱۹

باب ۲۱۹

حکم بن حزن کی آمد اور جمعہ کے دن حضور ﷺ کے خطبہ کا انداز ۷۱۹

باب ۲۲۰

نبی کریم ﷺ کے پاس زیاد بن حارث صدائی کی آمد اور اس کے قصے میں جو مروی ہے، پانی کا رواں ہونا رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان ۷۲۰

باب ۲۲۱

عبدالرحمن بن ابو عقیل کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد ۷۲۲

باب ۲۲۲

قصۂ دوس اور قصۂ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ان کی آنکھوں کے درمیان نور و روشنی کا ظہور۔

اس کے بعد ان کے چابک میں روشنی کا ظہور۔

نیز ان کا خواب۔ اور نبی کریم ﷺ کی دعا میں براہین شریعت ۲۲ھ

طفیل بن عمرو کا قبول اسلام ---------------------- ۲۵ھ

رسول اللہ ﷺ کو محفوظ سرزمین کی پیش کش ---------- ۲۵ھ

باب ۲۲۳

قصۂ مزینہ اور ان کا سوال اور کھجوروں میں برکت کا ظہور جس میں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو عطا کی تھی ۲۶ھ

کھجوروں میں رسول اللہ ﷺ کی برکت کا ظہور ------ ۲۷ھ

باب ۲۲۴

فَرْوَۃ بن مُسَیْك مُرادی کی آمد اور عمرو بن معدی کرب اور اشعث بن قیس کی آمد نبی کریم ﷺ کے پاس وفد کندہ میں ۲۷ھ

عمرو بن معدی کرب کی آمد رسول اللہ ﷺ کے پاس -- ۲۸ھ

اشعث بن قیس کی آمد وفد کندہ میں --------------- ۲۹ھ

باب ۲۲۵

نبی کریم ﷺ کے پاس صُرد بن عبداللہ کی آمد بنو اسد کے ایک وفد میں اور اس کا مسلمان ہونا ۳۰ھ

باب ۲۲۶

رسول اللہ ﷺ کے پاس ضِمام بن ثعلبہ کی آمد ۳۱ھ

باب ۲۲۷

معاویہ بن حیدۃ قشیری کی آمد اور اس کا حضور ﷺ کے پاس داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول کرنا ۳۳ھ

باب ۲۲۸

طارق بن عبداللہ اور اس کے احباب کی آمد نبی کریم ﷺ کے پاس اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس عورت کی بات جو اُن کے ساتھ تھی ۳۴ھ

باب ۲۲۹

وفد نجران۔ اور بڑے بڑے پادریوں کا شہادت دینا ہمارے پیارے نبی ﷺ کے بارے میں کہ وہ وہی نبی ہیں جن کا وہ لوگ انتظار کرتے آ رہے تھے ۳۴ھ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کا فیصلہ ------ ۳۵ھ

حضور ﷺ کا یہود و نصاریٰ کے احبار و رہبان یعنی ان کے علماء اور پادریوں اور اساقف کو اسلام کی دعوت دینا ۳۶ھ

رسول اللہ ﷺ کا یہود و نصاریٰ کے علماء کو جواب ------ ۳۶ھ

عہد و میثاق جو اہل کتاب اور آباؤ اجداد سے لیا گیا تھا حضور ﷺ کی تصدیق کے بارے میں جب وہ آجائیں ان کے پاس اور ان کا خود اقرار کرنا اور ان کے نفسوں کا گواہ ہونا ---------------------------- ۳۶ھ

نجران کے پادریوں اور اہل نجران کی طرف رسول اللہ ﷺ کا خط ---------------------------- ۳۷ھ

اسقف کا اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ ------- ۳۸ھ

نجران کے عیسائیوں کے ساتھ حضور ﷺ کا تحریری معاہدہ برائے ادائیگی جزیہ ---------------------------- ۳۹ھ

شرحبیل اور اس کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کی تحریر لے کر نجران روانہ ہو گئے ---------------------------- ۴۰ھ

وفد نجران کا مدینے سے واپس آکر نجران میں داخل ہونا
اور بڑے پادری کو رُوداد سُنانا ---------------- ۷۴۱
بڑے پادری وراہب کا جواب ---------------- ۷۴۱
بڑے راہب کی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضری
اوراسلام سے محرومی ---------------- ۷۴۱
عیسائیوں کے اسقف ابوالحارث اور اس کے ساتھیوں
کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد یعنی پناہ نامہ -------- ۷۴۲
اسقف ابوالحارث اور دیگر اساقف کے لئے
رسول اللہ ﷺ کا تحریری معاہدہ ------------ ۷۴۲
عیسائیوں کا حضور ﷺ سے امین آدمی طلب کرنا حضور ﷺ
کا حضرت ابوعبیدہ ؓ کو اُمت کا امین قرار دینا ------ ۷۴۲

باب ۲۳۰

۱۔رسول اللہ ﷺ کا حضرت علی بن ابی طالب ؓ کو
اہل نجران کی طرف بھیجنا۔
۲۔اور حضرت علی بن ابی طالب ؓ کو یمن کی طرف ۷۴۳
بھیجنا خالد بن ولید کے بعد۔
حضرت علی ؓ کی تکلیف سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف
پہنچنا ------------------------------ ۷۴۳
حضرت علی ؓ کی دعوت قبیلہ ہمدان کا قبول کرنا ----- ۷۴۴
رسول اللہ ﷺ کا حضرت علی سے محبت کا حکم ---------- ۷۴۵
حضرت علی ؓ کا صاحب حکم وقضاء ہونا ----------- ۷۴۵
حضور ﷺ کا حضرت علی ؓ کے خلاف بات کرنے سے
روکنا ------------------------------ ۷۴۵

باب ۲۳۱

رسول اللہ ﷺ کا حضرت معاذ بن جبل ؓ کو اور ابوموسیٰ
اشعری ؓ کو یمن بھیجنا، اور معاذ بن جبل ؓ کے
خواب میں جو براہین شریعت ظاہر ہوئے ۷۴۷

اب دعوت وتبلیغ ---------------------- ۷۴۷
حضور ﷺ نے عہد طلب کرنے والوں کو دینے سے منع
فرمادیا تھا ------------------------------ ۷۴۷
آدابِ ضیف ------------------------ ۷۴۸
حضرت معاذ نے غلاموں کو نماز پڑھتے دیکھ کر
آزاد کردیا ---------------------------- ۷۵۰
نامۂ رسول اللہ ﷺ بجانب ملوک حمیر بواسطہ ان کے
نمائندگان ---------------------------- ۷۵۱

باب ۲۳۲

فروہ بن عمرو جُذامی کا تذکرہ ۷۵۲

باب ۲۳۳

رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید (سیف اللہ) کو
بنوحارث بن کعب کی طرف بھیجنا ۷۵۳

باب ۲۳۴

عمرو بن حزام کے نام رسول اللہ ﷺ کا تفصیلی تحریری
ہدایت نامہ یمن کی طرف روانگی کے وقت ۷۵۴
رسول اللہ ﷺ کی تحریر کا متن اور اس کے
اہم نکات -------------------------- ۷۵۴

باب ۲۳۵

حضرت تمیم داری ؓ کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد
اور اس کا حضور ﷺ کو جسّاسہ کی خبر بتلانا۔اور اس نے
دجال سے جو کچھ سُنا تھا نبی کریم ﷺ کی آمد کے
بارے میں۔اور اس شخص کے ایمان کے بارے میں
جوان کے ساتھ ایمان لے آئے گا ۷۵۶

باب ۲۳۶

وہ روایت جو ہامۃ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس کے نبی کریم ﷺ کے پاس آنے اور اس کے مسلمان ہو جانے کے بارے میں مروی ہے ۷۵۷

باب ۲۳۷

وہ روایت جو نبی کریم ﷺ کے حضرت الیاس علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کے بارے میں مروی ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم ۷۵۹

باب ۲۳۸

وہ روایت جو مروی ہے حضور ﷺ کے سماعِ کلام خضر کے بارے میں۔ اور اس کی اسناد ضعیف ہیں ۷۶۰

باب ۲۳۹

عیسٰی بن مریم علیہ السلام کے وصی کے قصہ کے بارے میں جو روایات آئی ہیں ۷۶۱

وصی عیسٰی کی طرف حضرت عمر کو بتائی ہوئی علامات قیامت ---------- ۷۶۱

اس روایت کے بارے میں امام بیہقی کے اُستاد کی رائے گرامی ---------- ۷۶۲

سعد بن ابی وقاص کی وصی عیسٰی بن مریم سے ملاقات کا عجیب واقعہ ---------- ۷۶۲

باب ۲۴۰

سیدنا ابراہیم بن نبی علیہ السلام کی شان میں جو کچھ وارد ہوا ہے اوران کی وفات حسرت آیات اور یہ واقعہ حجۃ الوداع سے قبل ہوا تھا ۷۶۳

حضور ﷺ کا اپنے لختِ جگر کی نمازِ جنازہ پڑھانا ---------- ۷۶۴

باب ۲۴۱

حجۃ الوداع ۷۶۴

حجۃ الوداع اور حضور ﷺ کا خطبہ ---------- ۷۶۵

قربانی کے جانور کو شعار کرنا ---------- ۷۶۸

رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ ---------- ۷۶۹

آقائے دو جہاں کی رمی کرنا ---------- ۷۶۹

مسلمان کی جان ومال و عزت آبرو کی حفاظت واحترام کرنا ---------- ۷۷۰

حضور ﷺ کی کلی اور دعا کی برکت کا ظہور ---------- ۷۷۱

باب ۲۴۲

۱۔ حجۃ الوداع میں نبی کرم ﷺ کا لوگوں کو اپنی موت کی خبر دینا۔

۲۔ پھر حضور ﷺ کا اپنے خطبے میں یہ خبر دینا کہ شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری سرزمین پر اس کی عبادت نہیں کی جائے گی بلکہ وہ اس سے ماسوا پر راضی ہو گیا، پھر وویسا ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ ۷۷۲

سورۃ الفتح سے مراد حضور ﷺ کا اجل مراد ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ کا فرمان ---------- ۷۷۲

حضرت ابن عباس ؓ کی فضیلت ---------- ۷۷۳

حضور ﷺ کا امانت کو ادا کرنے کی ترغیب ---------- ۷۷۳

گمراہی سے بچنے کے لئے دو چیزوں کو لازم پکڑنا ---------- ۷۷۴

باب ۲۴۳

نبی کریم ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی ۷۷۵

باب ۲۴۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمروں کی تعداد

حضور ﷺ نے انیس غزوات کئے اور ایک حج کیا

زید بن ادہم کا بیان ۷۷۶

حضور ﷺ نے تین حج کئے مرسل روایت ہے -------- ۷۷۶

حضور ﷺ نے چار عمرے اور ایک حج کیا تھا

(حضرت انس کی روایت) ۷۷۷

حضور ﷺ کے تین عمرے ذیقعدہ اور شوال میں

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت) ۷۷۷

ذیقعدہ میں حضور ﷺ نے تین عمرے کئے تھے

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان) ۷۷۷

باب ۲۴۵

رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور سرایا کی تعداد ۷۷۸

سلمہ بن اکوع ؓ نے سات غزوات میں اور سات بعوث میں شرکت کی تھی -------------------- ۷۷۸

حضرت بریدہ ؓ نے حضور کے ﷺ ساتھ سولہ غزوات میں شرکت کی -------------------- ۷۷۸

حضرت بریدہ ؓ کے انیس غزوات کا ذکر ---------- ۷۷۸

سترہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر ---------- ۷۷۹

حضرت براء ؓ نے حضور ﷺ کے ساتھ پندرہ غزوات میں شرکت کی -------------------- ۷۷۹

حضرت زید بن ارقم ؓ سے انیس غزوات کا ذکر ---- ۷۷۹

حضور کے سترہ غزوات کا ذکر

(یہ روایت زید بن ارقم ؓ سے ہے) ۷۷۹

رسول اللہ ﷺ کے اکیس غزوات کا ذکر

(یہ روایت جابر بن عبداللہ ؓ سے ہے) ۷۷۹

اکیس غزوات رسول سے اُنیس میں حضرت جابر شریک رہے ۸۸۰

رسول اللہ ﷺ نے ستائیس غزوات کئے، حضرت انس آٹھ میں شریک تھے

(موسیٰ بن انس ؓ کا بیان) ۷۸۰

جمیع غزوات رسول بمعہ سرایا تینتالیس تھے

(حضرت قتادہ ؓ کا بیان) ۷۸۰

مغازی رسول اللہ وہ جنگیں جن میں قتال اور باقاعدہ جنگ ہوئی -------------------- ۷۸۱

حضور ﷺ نے بارہ غزوات ایسے کئے جن میں قتال نہیں تھا

(ان میں پہلا غزوہ جو آپ نے کیا) ۷۸۱

رسول اللہ ﷺ کے بُعوث (گروہ، لشکر، وفد) -------- ۷۸۱

۱۔ بعثِ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب ---------- ۷۸۱

۲۔ بعث ابن جحش -------------------- ۷۸۱

۳۔ بعث حمزہ بن عبدالمطلب -------------------- ۷۸۱

۴۔ بعث ابوعبیدہ بن جراح -------------------- ۷۸۲

۵۔ بعث المنذر بن عمرو -------------------- ۷۸۲

۶۔ بعث زید بن حارثہ -------------------- ۷۸۲

۷۔ بعث عمر بن خطاب -------------------- ۷۸۲

۸۔ بعث علی بن ابوطالب -------------------- ۷۸۲

۹۔ بعث بشیر بن سعد انصاری -------------------- ۷۸۲

۱۰۔ بعث عبداللہ بن عتیک -------------------- ۷۸۲

۱۱۔ بعث کعب بن عمیر -------------------- ۷۸۲

۱۲۔ بعث عمرو بن العاص -------------------- ۷۸۲

۱۳۔ بعث اسامہ بن زید -------------------- ۷۸۳
۱۴۔ بعث علی رضی اللہ عنہ -------------------- ۷۸۳
۱۵۔ بعث ابوالعوجآء -------------------- ۷۸۳
۱۶۔ بعث عکاشہ بن محصن -------------------- ۷۸۳
۱۷۔ بعث عاصم بن اقلح -------------------- ۷۸۳
۱۸۔ بعث سعد بن ابووقاص -------------------- ۷۸۳
وہ چھبیس غزوات جن کے اندر نبی الملاحم ﷺ نے خود بنفس نفیس شرکت فرمائی -------------------- ۷۸۳
وہ نوغزوات رسول جن میں آپ ﷺ نے قتال کیا---- ۷۸۴
غزوات وسرایا وبعوث مدینہ آمد سے وفات تک پینتیس بعث اور سرایا ہوئے تھے -------------------- ۷۸۴

باب ۲۴۶

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنے ربّ کی نعمت کو بیان کرنا (تحدیث نعمت کرنا)۔
۲۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔
۳۔ نیز آپکی ﷺ خصوصیت بطریق اختصار۔
۴۔ ہم نے کتاب السنن الکبریٰ کے کتاب النکاح میں وہ احکامات ذکر کیے ہیں۔ ۷۸۷
حضور ﷺ کی تین خصوصیات -------------------- ۷۸۷
حضور ﷺ کی تین خصوصیات -------------------- ۷۸۷
حضور ﷺ کی دیگر انبیاء پر چھ خصوصیات -------------------- ۷۸۸
حضور ﷺ کی پانچ خصوصیات -------------------- ۷۸۸
حضور ﷺ کی دیگر انبیاء پر پانچ خصوصیات -------------------- ۷۸۸
حضور ﷺ کی پانچ خصوصیات -------------------- ۷۸۹
حضور ﷺ کی دیگر لوگوں پر تین خصوصیات -------------------- ۷۹۰
حضور ﷺ کو توراۃ، انجیل اور زبور کے بدلے قرآن کی سورتیں دی گئیں ہیں -------------------- ۷۹۰
میں اولادِ آدم کا سردار ہوں -------------------- ۷۹۰
شفاعت کبریٰ کا پس منظر -------------------- ۷۹۱
شفاعت کے لئے سارے لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے التجا کریں گے -------------------- ۷۹۱
شفاعت کے لئے سارے لوگ نوح علیہ السلام سے التجا کریں گے -------------------- ۷۹۱
شفاعت کے لئے سارے لوگ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے التجا کریں گے -------------------- ۷۹۱
شفاعت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کریں گے -------------------- ۷۹۲
سب لوگ شفاعت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے التجا کریں گے -------------------- ۷۹۲
شفاعت کُبریٰ کے منصب کے حامل خصوصیت کے حق دار ہماری اُمیدوں اور آرزوؤں کے مرکز شافع محشر حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ عالی میں پوری انسانیت شفاعت کے لئے التجا کرے گی اور آپ شفاعت فرمائیں گے -------------------- ۷۹۲
حضور کو لواء الحمد (تعریف الٰہی کا جھنڈا) عطا کیا جانا --- ۷۹۳
حضور ﷺ کے لئے ابواب جنت کا کھلنا -------------------- ۷۹۳
حضور ﷺ کی شفاعت کا قبول ہونا -------------------- ۷۹۳
بروز قیامت امام وخطیب -------------------- ۷۹۳

حضور ﷺ کا اپنی اُمت سے شفقت اور شفاعت کرنا --- ۷۹۴
بعض دیگر خصوصیات رسول ---------------- ۷۹۵
اللہ کے نزدیک اکرم الخلائق قیامت میں حضرت محمد ﷺ ہوں گے ---------------- ۷۹۶
آدم علیہ السلام کے پانچ سردار بیٹے ---------------- ۷۹۶
حضور ﷺ عالمی نبی و رسول ہیں ---------------- ۷۹۷
اللہ کا حضور ﷺ کی زندگی کی قسم کھانا ---------------- ۷۹۸
حضرت آدم کا حضرت محمد ﷺ کا واسطہ دینا ---------- ۷۹۸
اہل جنت کی پکار ان کے ناموں سے ہوگی کنیت سے نہیں ---------------- ۷۹۹
حضور کو یا محمد کہہ کر نہ پکارو ---------------- ۷۹۹

باب ۲۴۷

انبیآء کرام کے درمیان تفضیل و ترجیح ۷۹۹
ایک اشکال اور اس کا جواب ---------------- ۷۹۹
حضرت موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے عرش کا کونا پکڑے کھڑے ہوں گے ---------------- ۸۰۰
مجھے موسیٰ بن متیٰ پر فضیلت مت دو ---------------- ۸۰۱
امام بیہقیؒ کی وضاحت ---------------- ۸۰۲
امام ابو سلیمان الخطابی کی وضاحت ---------------- ۸۰۲
دونوں حدیثوں میں تطبیق و توجیہ و تاویل از خطابی ---- ۸۰۳
امام ابو سلیمان خطابی فرماتے ہیں ---------------- ۸۰۴
ساری مخلوق سے بہتر ابراہیم علیہ السلام تھے -------- ۸۰۴
تشریح امام بیہقیؒ ---------------- ۸۰۴
میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں ---------------- ۸۰۴
تفضیل و ترجیح محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں (امام بیہقی کی وضاحت) ۸۰۵
فضیلت رسول کی وجہ اوّل ---------------- ۸۰۵
شیخ ابو اللہ حلیمیؒ فرماتے ہیں ---------------- ۸۰۶
امام بیہقی فرماتے ہیں ---------------- ۸۰۶

☆☆☆

باب ۱

غزوات رسول جن میں آپ ﷺ بنفس نفیس شریک رہے

اور آپ کے سَرایَا بطریق اختصار (بغیر تفصیل)

کیونکہ اس کتاب کی تصنیف کا مقصد غزوات کی تفصیل پیش کرنا نہیں ہے بلکہ اس کتاب کا مقصد تصنیف آپ کی نبوت کے صحیح ہونے کی بابت دلائل کا بیان ہے۔ اور آپ کی رسالت میں سچائی کا اعلان و اظہار ہے۔ اور آپ کے ایام غزوات میں جو اللہ کی نصرت ظاہر ہوتی رہی مسلمانوں (یعنی آپ کے دین کے پیروکاروں کے لئے) اس کا بیان ہے۔ اور اسی بات کا بیان مقصود ہے کہ اللہ نے آیت استخلاف میں حضور ﷺ کے پیروکاروں سے جو وعدہ فرمایا تھا اللہ نے وہ پورا کر دکھایا تھا۔

آیت استخلاف اور اصحاب رسول کے ساتھ کیا گیا عہد

وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضىٰ لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدو ننى لا يشركون بى شيئا ومن كفر بعد ذلك فاولٓئك هم الفاسقون ۔ (سورۃ النور : آیت ۵۵)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا تم میں سے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے کہ وہ ان کو زمین پر ضرور خلافت (مستحکم نظام حکومت) عطا کرے گا، جیسے اس نے ان سے پہلے لوگوں کو عطا کیا تھا۔ اور ان کے دین کو ضرور غلبہ عطا کرے گا جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور خوف کے بعد ان کو امن عطا کرے گا وہ محض میری ہی عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ جو شخص اس کے بعد بھی کفر کرے گا وہی لوگ فاسق ہوں گے۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن صالح بن ھانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوسعید محمد بن شاذان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سعید دارمی نے، ان کو علی بن حسین واقد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے ربیع بن انس سے، اس نے ابوالعالیہ سے، اس نے اُبی بن کعب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب مدینے میں آ گئے اور انصار نے ان کو ٹھکانہ دے دیا تو عرب (آرام سے نہیں بیٹھ گئے تھے حضور ﷺ کے اور صحابہ کے مکہ چھوڑنے کے بعد) بلکہ انہوں نے یعنی عرب (مہاجرین وانصار کو) ایک ہی کمان سے تیر مارے۔ لہٰذا انصار ابھی بے فکر ہو کر نہیں بیٹھ گئے تھے۔ حضور ﷺ کو صحابہ کو بلا کر اور اپنے پاس ٹھہرا کر بلکہ) وہ بھی مسلح ہو کر رات کو سوتے اور صبح مسلح ہو کر اُٹھتے۔ گویا وہ رات دن ان کی حفاظت کے لئے تیار اور مسلح رہتے تھے۔

انصار نے کہا تھا (اہل عرب سے) کہ شاید تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ ہم راتوں کو بے فکر سوتے ہیں (یعنی لمبی تان کر آرام کے ساتھ) اور بس ہم اللہ سے ڈرتے ہیں؟ (یعنی اپنے دشمن اور حریف سے بے خبر رہتے ہیں) تو سنو! ایسی بات نہیں ہے۔ ہم بھی تلواروں کی جھنکار میں پل کر جوان ہوئے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری جو اُوپر گزر چکی ہے۔

وعداللہ الذین اٰمنوا منکم .... الخ

کہ اللہ تعالیٰ نے تم ہی سے ان لوگوں سے عہد کیا ہے جو ایمان و عمل صالح سے آراستہ ہیں کہ ان کی دھرتی پر مستحکم نظام حکومت عطا کیا جائے گا، نظام خلافت تمہارے سپرد کیا جائے گا، ایسا مستحکم نظام کہ جس کے کسی زاویے میں اضطراب و بحران نہیں ہوگا۔ جیسے پہلے داؤد و سلیمان کو مستحکم حکومتیں دی گئی تھیں اور تمہاری زندگی کا ہر جلی خفی خوف ختم ہو جائے گا اور تمکین دین بھی ہوگی کہ چہار دانگ عالم میں میری ہی عبادت ہو رہی ہوگی اور شرک نہیں رہے گا۔

اُبی بن کعب نے یہ آیت فاسقون تک پڑھ کر سُنائی تھی۔

فائدہ : اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کو پورا فرمایا تھا۔

فائدہ : اصحاب سیر اور رواۃ کی اصطلاح میں ''غزوہ'' وہ جنگ کہلاتی ہے جس میں رسول اللہ بذاتِ خود شریک ہوئے ہیں اور جس میں آپ خود نہ گئے ہوں بلکہ صحابہ کرام کو روانہ کر دیا ہو اس کو ''بعث'' اور سریہ، سرایا کہتے ہیں

غزوات رسول ﷺ کی تعداد

غزوات کی تعداد ستائیس ہے جن میں رسول اللہ ﷺ بنفسہ خود شریک ہوئے۔ ان ستائیس میں سے نو (۹) غزوات میں آپ نے خود تلوار چلائی اور قتال کیا۔

جن غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے خود قتال کیا

۱۔	غزوۂ بدر	جنگ بدر
۲۔	غزوۂ اُحد	جنگ اُحد
۳۔	غزوۂ مُریسیع	جنگ بنوالمصطلق
۴۔	غزوۂ خندق	جنگ خندق
۵۔	غزوۂ قریظہ	جنگ قریظہ
۶۔	غزوۂ خیبر	جنگ خیبر
۷۔	فتح مکہ	-
۸۔	غزوۂ حُنین	جنگ حنین
۹۔	غزوۂ طائف	جنگ طائف

بُعُوث اور سَرایا کی تعداد

(۱)　بعث اور سریہ۔ (بُعُوث اور سرایا) کی تعداد سینتالیس (۴۷) ہے۔

(۲)　دوسرے قول کے مطابق تعداد ساٹھ (۶۰) ہے۔

بالترتیب غزوات کے نام :

۱۔ غزوۂ اَبُوآء اسی کوغزوۂ ودّان بھی کہتے ہیں۔ (اس کے بعد)
۲۔ غزوۂ بواط (اس کے بعد)
۳۔ غزوۂ سفوان اسی کوغزوۂ بدراولیٰ کہتے ہیں۔ یہ کرز بن جابر کی تلاش میں وتعاقب میں تھا۔ (اس کے بعد)
۴۔ غزوۂ العُشیرَہ (اس کے بعد)
۵۔ غزوۂ بَدر کُبرٰی (اس کے بعد)
۶۔ غزوۂ بنو سُلَیم (مقام کُدر) میں۔ اسی کو قرقرۃ الکُدر کہتے ہیں۔ (اس کے بعد)
۷۔ غزوۂ سُوَیق (اس کے بعد)
۸۔ غزوۂ غطفان اسی کوغزوہ ذی امر کہتے ہیں۔ (اس کے بعد)
۹۔ غزوۂ فرع (بحران سے حجاز میں) (اس کے بعد)
۱۰۔ غزوۂ بنو قَینُقَاعُ (اس کے بعد)
۱۱۔ غزوۂ اُحد (اس کے بعد)
۱۲۔ غزوۂ حمرآء الاسد (اس کے بعد)
۱۳۔ غزوۂ بنو نضیر (اس کے بعد)
۱۴۔ غزوۂ بدر اخیرہ اسی کوغزوہ بدر الموعد کہتے ہیں۔ (اس کے بعد)
۱۵۔ غزوۂ دومۃ الجندل (اس کے بعد)
۱۶۔ غزوۂ بنو مصطلق اسی کوغزوہ مُرَیسِیع کہتے ہیں۔ (اس کے بعد)
۱۷۔ غزوۂ خندق (اس کے بعد)
۱۸۔ غزوۂ بنو قریظہ (اس کے بعد)
۱۹۔ غزوۂ بنو الحیان (اس کے بعد)
۲۰۔ غزوۂ حُدیبیہ (اس کے بعد)
۲۱۔ غزوۂ ذی قِرَدُ (اس کے بعد)
۲۲۔ غزوۂ خیبر (اس کے بعد)
۲۳۔ غزوۂ ذات الرقاع اسی کوغزوہ محارب یاغزوہ بنوثعلبہ کہتے ہیں۔ (اس کے بعد)
۲۴۔ غزوۂ عمرۃ القضآء (اس کے بعد)
۲۵۔ غزوۂ فتح مکہ (اس کے بعد)
۲۶۔ غزوۂ حُنین جنگ حنین (اس کے بعد)
۲۷۔ غزوہ طائف (اس کے بعد)
۲۸۔ غزوۂ تبوک جنگ تبوک

فائدہ : بعض محدثین کے نزدیک اس ترتیب میں تقدیم وتاخیر بھی ہے۔

فائدہ : مؤرخ ابن اسحاق، ابن سعد، ابن حزم، ابن اثیر کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نوغزوات میں قتال کیا تھا۔ بدر، احد، خندق، قریظہ، مصطلق، خیبر، فتح مکہ، حنین اور طائف۔

فائدہ : دوسرے قول کے مطابق بنونضیر، وادی قریٰ، غابہ میں بھی آپ نے قتال کیا تھا۔

ابن عقبہ کا قول ہے کہ آٹھ مقامات پر آپ ﷺ نے قتال کیا۔ اس نے قریظہ کو خندق کے ساتھ لاحق مانا کیونکہ یہ ان کے پیچھے تھا۔ اور دوسروں نے اس کو الگ مانا ہے کیونکہ یہ احزاب کی شکست کے بعد علیٰحدہ واقع ہوا تھا۔ اسی طرح بعض نے ایک دوسرے کے پیچھے ہونے کی وجہ سے طائف اور حنین کو ایک شمار کیا ہے۔

فائدہ : خطیب بغدادی نے جامع میں ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں :

كنا نعلم مغاذى رسول الله كما نعلم السورة من القران

کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے غزوات ایسے پڑھائے جاتے تھے جیسے قرآن کی سورۃ پڑھائی جاتی ہے۔

فائدہ : اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابووقاص زہری مدنی کہتے ہیں کہ ہمارے باپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے مغازی کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کو ہم سے شمار کرواتے تھے اسی طرح آپ کے سرایا بھی۔ اور وہ کہتے تھے اے بیٹے! یہ تمہارے آباء کا شرف ہے اس کے ذکر کو ضائع نہ کرنا۔

فائدہ : خطیب اور ابن عساکر نے زہری سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مغازی کے جاننے میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔

ملخصا من تحشية

دکتور عبد المعطی قلعجی

باب ۲

رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حمزہ بن عبد المطلب کو اور عبید بن حارث کو اور سعد بن ابووقاص کو (جہاد کے لئے) روانہ کیا تھا اور غزوۂ ابواء یہی ودّان ہے۔ اور غزوۂ بواط یہی رضوی ہے اور غزوۂ العشیرۃ اور بدر اولیٰ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلاثہ نے محمد بن عمرو بن خالد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ان کو حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن

عتاب نے ، ان کو قاسم بن عبداللہ بن عبداللہ بن مغیرہ نے ، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے ، ان کو ابراہیم بن منذر نے ، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے ، اس نے ابن شہاب سے۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے بھیجا حمزہ کو تیس سواروں کی جماعت دے کر۔ یہ پہلی ''بَعث'' تھی یعنی پہلی جماعت جو بھیجی گئی۔ یہ لوگ چلتے رہے یہاں تک کہ یہ مقام سیف البحر میں پہنچے ارض جھینہ میں۔ یہ لوگ ابوجہل بن ہشام سے ملے جو ایک سو تیس مشرکین کے ساتھ تھا۔ چنانچہ ان کے درمیان مخشی بن عمرو جھنی روکاوٹ بن گیا اس لئے کہ مخشی اور اس کا گروہ دونوں طرف کے فریقوں کا حلیف تھا۔ لہٰذا کسی نے بھی اس کی نافرمانی نہ کی۔ اور دونوں گروہ اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس لوٹ آئے اور ان کے درمیان قتال نہیں ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کچھ عرصے ٹھہرے رہے پھر غزوہ کیا۔ پہلا غزوہ جس میں آپ ﷺ نے جہاد کیا تھا یہ صفر کے مہینے میں تھا۔ مدینے میں حضور ﷺ کی آمد کے بارہ ماہ پورے ہونے پر۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ مقام ابواء میں پہنچ گئے تھے۔

(ابوآء ایک بستی تھی اعمال فرع میں سے مدینے سے۔ اس کے اور جحفہ کے درمیان مدینہ سے تیئس میل پر۔ اور کہتے ہیں کہ ابوآء ایک پہاڑ ہے مقام آرہ کے دائیں طرف۔ اور یمین سے مراد مدینے سے مکے کی طرف بالائی راستہ ہے وہاں ایک شہر ہے جو اسی پہاڑ کی طرف منسوب ہے۔ اور اسی مقام ابواء میں حضور ﷺ کی والدہ آمنہ بنت وہب کی قبر ہے)۔ مگر حضور ﷺ واپس آ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے مہاجرین اوّلین میں ساٹھ آدمی بھیجے اس غزوہ میں۔ انصار میں سے کوئی ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ حضور ﷺ نے ان ساٹھ افراد پر عبیدہ بن حارث بن مکلب کو امیر مقرر کیا تھا۔ وہاں یہ لوگ مشرکین کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ٹکرائے تھے ایک مشہور پانی کے گھاٹ پر، جس کو رابغ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ سب نے تیروں بھالوں کی بارش کر دی مسلمان سمٹ گئے تھے۔ ان کے حمایتی تھے جو اُن کی طرف سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ثنیۃ اعز ہ میں اُتر گئے تھے۔

اور سعد بن ابووقاص اپنے اصحاب کی طرف سے تیر چلاتے رہے اس کے بعد بعض بعض سے ہٹ گئے تھے۔ اور پہلا شخص جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا تھا وہ سعد بن ابووقاص تھے۔ اور یہی وہ پہلا دن تھا جس دن مسلمان اور مشرکین قتال میں باہم مقابل ہوئے تھے۔ اور عقبہ بن غزوان اور مقداد بن اسود اسی دن بھاگ کر مسلمانوں کی طرف آ گئے تھے۔ اس سے قبل وہ قریش کی قید میں محبوس تھے جو کہ اس قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ مشرکین کے ساتھ مل کر چلے آ گئے تھے موقع پا کر دونوں نکل کر عبیدہ (امیر لشکر کے) اور اس کے اصحاب کے پاس آ گئے تھے۔ یہ الفاظ موسیٰ بن عقبہ کی روایت کے ہیں۔ (الدرر ص ۹۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۲۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۴۳)

اور عروہ بن زبیر کی حدیث میں کہ ان کو ابوجہل بن ہشام تین سواروں کے ساتھ ملے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ گیارہ مہینے ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد صفر کے مہینے میں نکلے تھے حتی کہ مقام ابواء میں پہنچے۔ اور باقی گذشتہ روایت کے مفہوم کے مطابق ہے۔

حضرت حمزہ کو جہاد کے لئے روانہ کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے ، ان کو ابن اسحاق نے ، وہ کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے ، آپ اس چیز میں کوشاں تھے جس کا اللہ نے حکم دیا تھا یعنی اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے کا اور ان سے قتال کرنے کا مشرکین سے جو لوگ آپ کے قریب تھے۔ حضور مدینے میں آئے تھے ماہ ربیع الاول میں جب اس کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں پھر آپ مدینے گیارہ ماہ تک قیام پذیر رہے۔ اس کے بعد آپ جہاد کرنے کے لئے نکل گئے حتیٰ کہ مقام ودّان میں پہنچے (یہ بستی جو مکے اور مدینے کے درمیان جامع ہے نواحی ضرع میں اس کے اور ھرشیٰ کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ ھرشیٰ اور ابوآء کے درمیان آٹھ میل کا فاصلہ ہے ودّان جحفہ کے

قریب ہے)۔آپ ودّان میں اس لئے گئے کہ قریش کا ارادہ رکھتے تھے اور بنوضمرہ بن بکر بن عبد منات بن کنانہ کا۔یہی غزوۂ ابواءکہلاتا ہے۔ اس مقام میں آپ کو واپس کروایا تھا بنوضمرہ نے جس نے واپس کروایا تھا وہ ان کا سردار تھا۔اس زمانے میں مخشی بن عمرو کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے وہاں آپ کو جنگ کا سابقہ نہیں پڑا، نہ آپ نے کسی سے از خود تعرض کیا نہ کوئی قتال کے لئے نکلا۔ آپ صفر کا بقیہ مہینہ وہاں رہے اور ربیع الاول کے ابتدائی ایام۔

آپ نے اپنی جگہ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کو بھیجا مہاجرین کے ساٹھ سواروں کے ساتھ۔ان میں انصاری کوئی ایک بھی نہیں تھا اور یہی وہ پہلا جھنڈا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے باندھا تھا اور حضور نے اپنے اسی مقام پر بھیجا تھا حمزہ بن عبدالمطلب کو سیف البحر کی طرف العیص کے کونے کی طرف سے مہاجرین کے تیس سواروں کے ساتھ ،ان میں انصاری ایک بھی نہیں تھا۔لہٰذا عبیدہ بن حارث اور مشرکین مقام ثنیۃ المرہ ایک پانی کے گھاٹ پر باہم ملے،ان کے درمیان تیراندازی ہوئی تھی،ان دونوں مشرکین پر ابوسفیان بن حرب مقرر تھے۔اور پہلا شخص جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا وہ سعد بن مالک ؓ تھے۔لہٰذا مسلمان بعض بعض کی طرف بھاگ کر جانے لگے،اسی دن مقداد بن اسود اور عقبہ بن غزوان بھی بھاگ کر مسلمانوں میں شامل ہوگئے تھے۔

بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب تیس سواروں کو ساتھ لے کر ساحل سمندر کی طرف بڑھے تو ابوجہل بن ہشام تین سو سواروں کو لے کر ان سے ملے۔ دونوں کے درمیان مجدی بن عمرو جہنی آڑ اور رکاوٹ بن گئے اور دونوں فریقوں کی طرف سے حلیف مقرر تھے۔لہٰذا حمزہ واپس آ گئے اور ان کے درمیان قتال نہیں ہوا۔

لوگوں نے عبیدہ بن حارث اور حمزہ کے جھنڈے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حمزہ کا جھنڈا عبیدہ کے جھنڈے سے پہلے تھا اور بعض نے کہا کہ عبیدہ کا جھنڈا حمزہ سے پہلے تھا۔یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو اکٹھے روانہ کیا تھا۔لہٰذا یہ بات مسلمانوں سے مشکل ہوگئی (یا مل جل گئی)۔(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۲۸۔۲۳۰)

بتایا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ربیع الآخر میں جہاد کیا قریش کے ساتھ حتیٰ کہ آپ مقام بواط تک جا پہنچے رضویٰ کے کونے پر۔ اس کے بعد آپ واپس لوٹ آئے تھے اور کسی سے مقابلہ نہیں ہوا تھا۔ (بواط پہاڑ سے جھینہ کے پہاڑوں میں سے ،ینبع کے قریب اور رضویٰ بھی ایک پہاڑ ہے ینبع سے ایک دن کے سفر کی مسافت پر اور مدینہ سے چار دن کی مسافت پر۔یہ پہاڑ شعبوں وادیوں ، پانی اور درختوں سے آباد ہے۔

حضور ﷺ وہاں پر ربیع الآخر کا بقیہ حصہ ٹھہرے رہے اور کچھ حصہ جمادی اولیٰ کا بھی۔اس کے بعد آپ ﷺ نے غزوہ کیا مراد ہے قریش کے ساتھ۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ بنو دینار بن نجار کی سرنگ میں چلتے رہے حتیٰ کہ آپ مقام عشیرہ پر اُترے بطن ینبع میں۔لہٰذا آپ ﷺ جمادی اولیٰ میں وہاں رہے اور جمادی ثانیہ کی کچھ راتیں بھی اور وہاں پر آپ بنی مدلج اور بنوضمرہ میں سے ان کے حلیفوں سے وہ رخصت ہوئے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۳۳۔۲۳۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ، مجھے حدیث بیان کی یزید بن محمد بن خثیم نے محمد بن کعب قرظی سے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابومحمد بن خثیم محاربی نے عمار بن یاسر سے،وہ کہتے ہیں کہ میں اور علی بن ابوطالب دونوں غزوہ ذالعشیر میں رفیق اور ساتھی تھے بطن وادی ینبع میں۔ جب رسول اللہ ﷺ اس وادی میں اُترے تو آپ ایک مہینہ تک وہاں مقیم رہے۔آپ نے اس میں صلح کر لی بنومدلج سے اور ان کے حلیفوں سے بنی ضمرہ میں سے ان کے ساتھ آپ ﷺ نے معاہدہ کرلیا۔

چنانچہ علی بن ابوطالب ؓ نے مجھ سے کہا،کیا آپ یہ چاہیں گے اے ابوالیقظان! کہ ہم لوگ ان لوگوں کے پاس جائیں جو بنی مدلج کی جماعت میں یہ اپنے چشمے میں کام کرتے ہیں،ہم بھی دیکھیں کہ وہ لوگ کیسے کرتے ہیں؟ چنانچہ ہم لوگ ان کے پاس گئے۔ہم نے لحظہ بھر

ان کو دیکھا اس کے بعد ہمیں نیند نے تنگ کیا ہم لوگ کھجور کے بچوں کی طرف آئے نرم زمین پر اور ہم وہاں آ کر سو گئے۔ اللہ کی قسم ہمیں نہ جگایا مگر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیر سے۔ ہم لوگ اُٹھ بیٹھے تو ہم نرم زمین کی وجہ سے خاک آلود ہو چکے تھے۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا اے ابوتراب! (مٹی والے مٹی لگائے ہوئے) ہم نے حضور ﷺ کو خبر دی کہ ہم نے بنومدلج کو دیکھا پھر نیند ہمارے اُوپر غالب آ گئی ہم یہاں آ کر سو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں سب لوگوں میں سے شقی ترین دو آدمیوں کے بارے میں نہ بتا دوں؟ ہم نے کہا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو قوم ثمود کا وہ شخص جس نے صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اس کا نام اُحَیمِر تھا اور دوسرا وہ شخص جو آپ کو یہاں پر مارے گا اور حضور ﷺ نے اپنے شریر پر ہاتھ رکھ لیا حتیٰ کہ اس سے یہ جگہ تر ہو گئی اور اپنا ہاتھ اپنی داڑھی پر رکھ لیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۳۶۔۲۳۷)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینے میں زیادہ عرصہ نہیں ٹھہرے تھے۔ جب غزوہ ذوالعشیرہ سے واپس لوٹے تھے دس راتیں بھی شاید نہ ہوئی تھیں کہ آپ نے کرز بن جابر فہری نے لوٹ ڈالی تھی مدینے کے چرنے والے جانوروں پر۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طلب میں نکلے تھے حتیٰ کہ آپ ایک وادی میں پہنچے اس کو سفوان کہتے تھے، یہ بدر کے کونے پر تھی یہی غزوہ بدر اولیٰ مقام تھا جو آپ سے نکل گیا تھا آپ نے اس کو نہیں پایا تھا، رسول اللہ ﷺ وادی میں لوٹ آئے تھے۔ آپ جمادی ثانیہ اور رجب، شعبان ٹھہرے۔ اس دوران آپ ﷺ نے آٹھ افراد کی جماعت سے سعد کو بھیجا تھا وہ واپس لوٹ آیا، وہ بھی کسی لڑنے والی جماعت سے نہ مل سکا یعنی کسی سے جنگ نہیں ہوئی۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۳۸)

اسلام میں پہلے امیر .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سھل بن عثمان نے عسکری نے، ان کو یحییٰ بن ابوزائدہ نے، ان کو مجاہد نے زیاد بن علاقہ سے، اس نے سعد بن ابووقاص سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینے میں آئے ہمیں انہوں نے کچھ سواروں کے ساتھ بھیجا۔ ہم لوگ ایک سو بھی نہیں تھے اور ہمیں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم بنی کنانہ یا جہینہ کے ایک قبیلے پر غارت کریں، اچانک حملہ کریں۔ چنانچہ ہم نے ان پر غارت ڈالی وہ لوگ زیادہ تھے ہم لوگوں نے جہینہ کے لوگوں کی طرف پناہ لی۔ ہم لوگ رات کو گئے ان لوگوں نے ہم سے کہا کہ تم لوگ شہر الحرام میں کیوں قتال کر رہے ہو۔ ہم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ شہر الحرام میں ان لوگوں سے ڈر رہے ہیں جن لوگوں نے ہمیں بلد الحرام سے نکال دیا ہے۔ اس وقت مالِ غنیمت کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ جو چیز جو شخص حاصل کرلے گا وہ اسی کی ہوگی۔ ہم میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہم چلتے ہیں ان قریش کے ماسوا پر اور ہم ان کو کاٹتے ہیں۔ مگر زیادہ لوگوں نے ہم میں سے کہا کہ نہیں بلکہ ہم اپنی اسی جگہ ٹھہریں گے۔ کہتے ہیں کہ میں اور میرے کچھ دیگر ساتھی تھے ہم لوگوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس چل کر ان کو خبر بتاتے ہیں۔ لہٰذا ہم لوگ گئے نبی کریم ﷺ کے پاس۔ حضور ﷺ غصے سے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ میرے ہاں سے متفق ہو کر گئے تھے اور واپس آئے ہو تو متفرق ہو چکے ہو۔ سنو تم سے پہلے لوگوں کو فرقت نے ہلاک کر دیا تھا۔ میں تمہارے اُوپر ایک آدمی کو مقرر کروں گا جو تم میں سے زیادہ اچھا نہیں ہوگا مگر تم سے زیادہ صابر ہوگا بھوک پیاس پر۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ہمارے اوپر عبداللہ بن جحش کو بھیجا وہ پہلے امیر تھے اسلام میں جن کو امیر مقرر کیا گیا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن نے، ان کو احمد نے، ان کو محمد بن یونس نے، ان کو خرج بن عبید ازدی نے، ان کو حماد بن اسامہ نے، ان کو مجاہد بن سعید نے زیادہ بن علاقہ سے، اس نے قطبہ بن مالک سے، اس نے سعید بن ابووقاص سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے۔ راوی نے اس کے بعد حدیث اپنے مفہوم کے ساتھ ذکر کی ہے مگر اس میں مال فئی کا یعنی غنیمت کا ذکر نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے اور میں کچھ لوگوں سمیت وہیں ٹھہر گیا تا کہ ہم غیر قریش پر قبضہ کریں۔ اور آگے اس نے حدیث ذکر کیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۴۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن احمد اصبہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمرو واقدی نے۔ انہوں نے کہا کہ پہلا جھنڈا جو رسول اللہ ﷺ نے باندھا تھا وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے لئے تھا ماہِ رمضان میں۔ حضور ﷺ کی ہجرت سے سات ماہ بعد وہ قریش کے ایک قافلے پر تعرض کرنے جا رہے تھے۔ (مغازی الواقدی ۱/۲)

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کو بھی بھیجا تھا اور ابورافع کو مکے کی طرف تاکہ وہ لوگ آپ ﷺ کی اہلیہ حضرت سودہ بنت زمعہ کو اور حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کو مکے سے مدینے لے آئیں۔ یہ ہجرت کے پہلے سال کی بات ہے۔

اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ وہ جھنڈا جو رسول اللہ ﷺ سعد بن ابووقاص کے لئے باندھا تھا وہ ذیعصرہ میں تھا ہجرت سے نو ماہ بعد۔ اور اس نے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہجرت سے دوسرے سال جہاد کیا تھا انہی افراد کے ساتھ اپنے اصحاب میں سے۔ مقام رضوی تک مراد ہے کہ قریش کے قافلوں کے ساتھ تعرض کیا تھا جن کو امیہ بن خلف لا رہا تھا اور آپ نے مدینے میں اپنا نائب سعد بن معاذ کو بنایا تھا۔ اُس دن رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا بردار سعد بن ابووقاص زہری تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ واپس مدینے لوٹ آئے تھے کسی جنگ سے اس کو سابقہ نہیں پڑا تھا۔

اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر اولیٰ کا غزوہ ہجرت سے دوسرے سال کیا تھا۔ مدینے میں بخار کی وباء پھیل گئی تھی ان کو کرز بن جابر فہری نے چلایا تھا۔ حضور ﷺ اس کے پیچھے گئے تھے تعاقب میں۔ آپ کے حامل ہوا ء حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ تھے آپ نے مدینے پر اپنا نائب زید بن حارثہ کو بنایا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے پاس طلب کر لیا تھا۔ وہ بدر میں پہنچ گیا تھا مگر اس کو رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچایا تھا جب کرز ان سے نکل گیا تو آپ ﷺ مدینے واپس لوٹ آئے تھے۔ یہ غزوات بدر اولیٰ کہلاتے ہیں۔

اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوسرے سال عُشیرہ کی طرف نکلے تھے مہاجرین کے ساتھ۔ مدینے میں حضور ﷺ نے ابوسلمہ بن عبدالاسلام کو نائب بنایا تھا۔ اس دن آپ ﷺ کے جھنڈا بردار حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ بطن وادی ینبع میں پہنچ گئے۔ وہاں پر بنی مدلج اور بنی حمزہ میں سے ان کے خلیفوں کے ساتھ معاہدے کیے پھر مدینے لوٹ آئے۔ (مغازی الواقدی ۱/۲۔۳)

باب ۳

سریۂ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمر وصیرفی نے، ان کو حدیث بیان کی ابومحمد احمد بن عبداللہ فرکی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی شعیب بن ابوحمزہ نے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عروہ بن زبیر نے یہ کہ رسول اللہ نے مسلمانوں میں سے ایک جہادی لشکر روانہ کیا اور ان پر عبداللہ بن جحش اسدی کو امیر بنا دیا۔ وہ لوگ روانہ ہوئے وہ لوگ کھجوروں کی زمین پر یا وادی نخلہ میں اُترے۔ انہوں نے وہاں پر عمرو بن حضرمی کو پالیا قریش کے ایک تجارتی قافلے میں۔ اس دن جب شہر الحرام کا ایک دن باقی رہ گیا تھا مسلمانوں نے سخت اختلاف کیا۔ ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا یہ دشمن سے جہاد اور غزوہ ہے اور غنیمتیں بھی حاصل ہونے والی ہیں جس کا اللہ نے ہمیں رزق دیا ہے۔ اور ہم یہ جان سکیں کہ یہ دن ماہِ حرام میں سے ہے یا نہیں۔ اور ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا ہم تو آج کے دن کو شہر حرام میں سے سمجھتے ہیں اور ہم نہیں قبول کرتے اس بات کو کہ تم اپنی لالچ کے لئے اس کو حلال بنالو جس لالچ کو تم سامنے دیکھ رہے ہو۔ چنانچہ یہ لالچ کا امران پر غالب آ گیا جو دنیا کا مال ومتاع چاہتے تھے۔

لہٰذا انہوں نے علی بن جعفری کو باندھ لیا اور اس کو قتل کر دیا اور اس کے قافلے لوٹ کر غنیمت بنالیا۔ کفارِ قریش کو اس بات کی اطلاع ملی اور یہ حضرمی پہلا شخص تھا جو مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان قتل ہوا۔ چنانچہ قریش کا ایک وفد روانہ ہو کر حضور ﷺ کے پاس مدینے میں آیا اور آ کر کہنے لگا محمد کیا آپ شہر الحرام میں قتال کرنے کو حلال قرار دیتے ہیں۔ اللہ نے اس موقع پر آیت اُتاری :

یسئلو نك عن الشهر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر و صد عن سبیل اللّٰه ...... (تا آخر آیت)

(سورۃ البقرہ : آیت ۲۱۷)

یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں شہر الحرام کے بارے میں یعنی ان میں قتال کرنے کے بارے میں۔ فرما دیجئے ان میں قتال کرنا بڑا گناہ ہے مگر اللہ کی راہ میں جانے سے روکنا اور اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد الحرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو اس میں سے نکالنا اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔ اور فتنہ وفساد قتل سے بڑا گناہ ہے۔ الخ

ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کر دیا ہے کہ شہر الحرام میں قتال کرنا حرام ہے جیسے پہلے تھا۔ اور مؤمنوں میں سے جن کو حلال سمجھا گیا وہ اس سے بڑا ہے۔ اللہ کی راہ سے ان کو روکنا جب ان کو قید کیا جاتا ہے اور ان کو عذاب دیا جاتا ہے اور ان کو بند رکھا جاتا ہے۔ اس سے کہ وہ کہیں ہجرت نہ کر جائیں رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ قریش کا اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور ان کا مسلمانوں کو مسجد الحرام سے روکنا۔ حج سے اور عمرے سے اور حرم میں نماز سے۔ اور مشرکین کا اہلِ مسجد کو اس میں سے نکال دینا حالانکہ وہ لوگ حرم کے رہنے والے ہیں اور مشرکین کا ان کو فتنے میں واقع کرنا دین سے۔ یہ سب اس سے بڑے گناہ ہیں۔

ہمیں خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن الحضرمی کا خون بہادے دیا تھا اور شہر الحرام قائم رکھا تھا جیسے پہلے تھی۔ یہاں تک کہ اللہ نے یہ آیت اُتاری : براءة من اللّٰه و رسوله ۔ (سورۃ التوبہ : آیت ۱)

(قولہ) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان بیزاری ہے حجِ اکبر کے دن، کہ اللہ مشرکین سے بیزار ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یزید بن روحان نے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے عبداللہ بن جحش کو ارض نخلہ یا وادیٔ نخلہ کی طرف روانہ کیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ تم وہیں رہنا یہاں تک کہ تمہارے پاس قریش کی کوئی خبر آئے۔ مگر آپ نے اس کو قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

یہ واقعہ شہر الحرام کا ہے۔ اور آپ نے اس کو ایک تحریر لکھ کر دی یہ بتانے سے پہلے کہ اس نے کہاں جانا ہے۔ اور فرمایا کہ تم اور تمہارے ساتھی جاؤ، جب دو دن کی مسافت طے کر لو تو اس خط کو کھولو اور اس میں دیکھو میں نے جو حکم دیا ہو اس پر عمل کرو اور ہاں آپ اپنے دوستوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ جانے کے لئے مجبور نہ کرنا یہاں تک کہ آپ مکے اور طائف کے درمیان مقام نخلہ میں پہنچ جائیں اور آپ وہاں سے ہمارے پاس قریش کی خبریں لے آئیں جو ان سے خبریں مل سکیں۔

چنانچہ اس خط کو پڑھنے کے بعد عبداللہ نے اپنے احباب سے کہا، سَمعاً وَاَطاعۃً (ہم نے یہ حکم سُنا اور ہم اس کی اطاعت کریں گے)۔ تم میں سے جس کو شہادت کی خواہش ہو وہ میرے ساتھ چلے میں رسول اللہ ﷺ کے حکم پر جا رہا ہوں۔ اور جو شخص تم سے شہادت کو ناپسند کرتا ہے وہ یہیں سے واپس لوٹ جائے۔ بے شک مجھے رسول اللہ نے منع فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کو زبردستی نہ کروں۔ لہٰذا سارے لوگ (اس کے دوست) ان کے ساتھ چلے گئے حتیٰ کہ جب مقام بحران پہنچے تو سعد بن ابووقاص اور عقبہ بن غزوان کا اُونٹ گم ہو گیا جس پر وہ باری باری سواری کر رہے تھے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور باقی لوگ آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ وہ نخلہ میں پہنچ گئے۔

چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہاں ان کے پاس سے قریش کا مکے جانے والا ایک تجارتی قافلہ گزر رہا تھا ان کا بڑا عمرو بن حضرمی تھا اور دیگر لوگ حکم بن کسیان، عثمان اور مغیرہ عبداللہ کے بیٹے تھے یہ لوگ ساتھ تھے۔ ان لوگوں کے پاس مال تجارت بھی تھا جس کو طائف سے لا رہے تھے، کچھ چمڑا تھا، کشمش تھی۔ مسلمان گروہ کو جب اس قافلے والوں نے دیکھ لیا تو مسلمانوں میں سے واقد بن عبداللہ نے ان کو جھانکا۔ اتفاق سے اس نے سر منڈوایا ہوا تھا۔ انہوں نے جب اسے سر منڈا دیکھا تو آپس میں بولے کہ عمرے والے ہیں۔ تمہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ (ادھر مسلمان گروہ کے منہ میں پانی آرہا تھا سامان کو دیکھ کر کہ ان کو وہ مظالم یاد آگئے جو ان کے ساتھ مشرکین نے مکے میں روا رکھے ہوئے تھے)۔ ان مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کیا ان پر حملہ کر کے سامان چھین لینا چاہیے؟ جبکہ یہ دن ماہ رجب کا آخری دن تھا جو شہر الحرام میں سے ایک ہے۔

کہنے لگے کہ اگر ہم ان کو قتل کرتے ہیں اور سامان لیتے تو یہ شہر الحرام کی حرمت ریزی ہوگی اور اگر ہم ان کو چھوڑ دیتے ہیں تو یہ آج رات ہی مکہ میں اور حرم میں قافلہ داخل ہو جائے گا اور یہ ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا۔ لہٰذا پورے گروہ نے اتفاق کر لیا کہ قافلے والوں کو قتل کر دیا جائے۔ لہٰذا واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن حضرمی پر تیر چلا کر اس کو قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کسیان کو قید کر لیا اور مغیرہ بھاگ نکلا اس نے اس کو ناکام کر دیا۔ چنانچہ یہ لوگ اس قافلے کو سامان سمیت چلا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے مگر رسول اللہ ﷺ اس اقدام پر ناراض ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو رکھ لیا اور قافلے کا سامان بطور امانت محفوظ رکھا۔ اس مال میں سے آپ نے کچھ بھی نہ لیا۔

حضور ﷺ نے جب ان لوگوں کو کھری کھری سنائیں اور ناراضگی کا اظہار کیا تو ان کے ہاتھوں سے تلواریں گر گئیں (ان کو اپنی اس غلطی کا شدید احساس ہوا)۔ اور وہ سمجھے کہ بس اب وہ ہلاک ہو گئے اور ادھر سے ان کو مسلمان بھائیوں نے بھی سرزنش کی، اُدھر مکے میں جب یہ خبر پہنچی تو قریش نے دل کھول کر حضور کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ کہنے لگے :

(۱) محمد نے ناحق اور حرام طریقے پر خون بہایا ہے۔

(۲) اور حرام طریقے پر خون بہا کر مال حاصل کیا ہے۔

(۳) اور اس میں اس نے آدمیوں کو ناحق قید بھی کیا ہے۔

(۴) اور شہر الحرام کی حرمت کو پامال کیا ہے۔ اس کو حلال بنا لیا ہے۔

چنانچہ اللہ نے یہ آیت اُتاری :

يسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير و صد عن سبيل الله و كفر به و المسجد الحرام و اخراج اهله منه اكبر عند الله و الفتنة اكبر من القتل ۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۲۱۷)

آپ سے سوال کرتے ہیں شہر الحرام کے بارے میں یعنی اس میں قتال کرنے کے بارے میں۔ فرما دیجئے کہ اس میں قتال کرنا بڑا گناہ ہے۔ (۱) مگر اللہ کی راہ سے روکنا۔ (۲) اور اللہ کے ساتھ کفر کرنا۔ (۳) اور مسجد الحرام سے روکنا۔ (۴) اور مسجد الحرام کے رہنے والوں کو اس میں سے نکال باہر کرنا۔ اللہ کے نزدیک قتال اشہر الحرام سے زیادہ بڑا گناہ ہے اور فتنہ برپا کرنا قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ کفر کرنا قتل سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ جب یہ آیت اُتری رسول اللہ نے قافلہ کا سامان لے لیا اور دونوں قیدیوں کو فدیہ بنا دیا اور ان کو گویا اس سامان کے بدلے میں چھوڑ دیا۔ مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہمارے بارے میں امید کرتے ہیں کہ یہ غزوہ شمار ہوگا؟

لہٰذا اس پر یہ آیت اُتری :

ان الذین آمنوا والذین ھاجرو او جاھدوا فی سبیل اللّٰہ اولٰئك یرجون رحمة اللّٰہ واللّٰہ غفور رحیم ۔

(سورۃ البقرہ : آیت ۲۱۸)

بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں، وہ لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ لوگ آٹھ افراد تھے اور ان کے امیر عبداللہ بن جحش نویں آدمی تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۳۹۔۲۴۳)

(فائدہ) : از مترجم۔ اس سریہ کے شرکاء کے اسماء گرامی :

۱۔ عبداللہ بن جحش۔ امیر سریہ　　۲۔ ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ بن عبد شمس

۳۔ عکاشہ بن محصن بن حرثان　　۴۔ عقبہ بن غزوان

۵۔ سعد بن ابی وقاص　　۶۔ عامر بن ربیعہ

۷۔ واقد بن عبداللہ بن عبد مناف　　۸۔ خالد بن بکیر

۹۔ سہیل بن بیضاء۔ (مترجم)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی بکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب زہری سے۔

انہوں نے عبداللہ بن جحش کا قصہ ذکر کیا ہے اسی مفہوم کے ساتھ جو گزر چکا ہے مگر اس نے یہ کہا ہے کہ دو آدمی پیچھے رہ گئے تھے لیکن اُونٹ گُم ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ اور اس نے یہ ذکر کیا ہے کہ عکاشہ بن محصن نے اپنا سر منڈوایا ہوا تھا، اس نے پہاڑ پر چڑھ کر یا اُونچائی سے دیکھا تھا، ہاں اس میں تیر مارنے کا ذکر واقد ہی کے بارے میں کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ واقعہ بدر سے دو ماہ قبل رجب میں پیش آیا تھا۔ اس واقعہ نے ان کے درمیان قتال کو اُبھار دیا تھا اور لوگوں کے درمیان۔

زہری نے قصہ کے سیاق میں کہا ہے کہ قریش نے پیغام بھیجا کہ فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے مگر رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ مجھے خطرہ ہے کہ تم نے سعد بن مالک کو اور عقبہ بن غزوان کو جو ہمارے آدمی پیچھے رہ گئے تھے قتل نہ کر دیا ہو؟ تو اس طرح فدیہ لے کر قیدیوں کو اس وقت تک نہ چھوڑا گیا جب تک سعد اور عقبہ نہ آ گئے، جب وہ آ گئے تو قیدیوں کو چھوڑ دیا گیا۔ چنانچہ ان میں سے حکم بن کیسان مسلمان ہو گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہ گیا اور عثمان بن عبداللہ اور مغیرہ کافر رہے۔

یہودیوں نے اس واقعہ سے فال بد پکڑی تھی کہنے لگے واقد نے وَقَدَتْ الحَرْبَ کہ واقد سے جنگ بھڑک اُٹھے گی اور عَامِرٌ عمرت الحرب عامر نے جنگ کو آباد کیا ہے۔ اور حضرمی نے حضرت الحرب جنگ کو حاضر کر دیا ہے۔ چنانچہ فی الواقع ایسے ہی ہوا جیسے انہوں نے فال بد پکڑی تھی اور وہ پسند کر رہے تھے جو ان کو بُرا ہی سمجھ میں آیا تھا۔

☆☆☆

مجموعه ابواب بدر العُظمٰی

باب ۴

بدر میں جو مشرکین مارے گئے

رسول اللہ نے ان کے بارے میں پہلے بتا دیا تھا اور اس واقعہ میں دلائل نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے اور ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی کوفہ نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم بن ابوغزاۃ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے، اس نے ابواسحاق نے عمرو بن میمون سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ عمرہ کرنے کے لئے گئے اور وہاں جا کر اُمیہ بن خلف بن صفوان کے پاس جا کر ٹھہرے اور اُمیہ بن خلف جب شام کے ملک جاتے تھے تو مدینے سے گزرتے ہوئے سعد کے پاس اُترتے تھے۔ لہٰذا اُمیہ نے سعد سے کہا، تم انتظار کرو حتیٰ کہ دن آدھا گزر کر دوپہر کا وقت ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں۔ آپ چلیں اور طواف کریں۔ سعد طواف کررہے تھے کہ اچانک ابوجہل ان کے پاس آ گئے اور کہا کہ یہ کون ہے جو کعبے کا طواف کررہا ہے؟ سعد نے کہا کہ میں سعد ہوں۔ ابوجہل نے کہا کیا تم امن کے ساتھ طواف کررہے ہو؟ حالانکہ تم لوگوں نے محمد کو اور اس کے اصحاب کو اپنے پاس ٹھہرا رکھا ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ دونوں کے درمیان سخت کلامی ہوئی، لہٰذا اُمیہ نے سعد سے کہا آپ ابوالحکم کے آگے اُونچا نہ بولیں اس لئے کہ اہل وادی کے سردار ہیں۔ سعد نے اس سے کہا، اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے منع کرتے ہیں کہ میں بیت اللہ کا طواف نہ کروں تو میں شام میں تیری تجارت بند کرادوں گا۔

کہتے ہیں اُمیہ نے پھر یہی کہا سعد سے کہ آپ اُونچی آواز نہ کریں اور وہ ان کو چُپ کرانے لگا جس کی وجہ سے سعد اس سے ناراض ہو گئے اور کہا کہ چھوڑ یئے رہنے دیجئے آپ ہمیں، میں نے محمد ﷺ سے یہ بات سُنی ہے کہ وہ یعنی ابوجہل تجھے قتل کرائے گا۔ اُمیہ نے کہا کیا مجھ کو وہ قتل کرائے گا؟ سعد نے کہا جی ہاں۔ اُمیہ یہ سُن کر کہنے لگا اللہ کی قسم! محمد جھوٹ نہیں بول سکتے۔ یہ سُنتے ہی اُمیہ پریشان ہو گیا اور اپنی بیوی سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا کیا آپ جانتی ہیں کہ کیا کہا ہے ہمارے یثربی نے (یعنی سعد نے)۔ وہ بولی کہ کیا کہا ہے؟ اُمیہ نے کہا یہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد ﷺ سے سُنا ہے وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ شخص (یعنی ابوجہل) مجھے مروائے گا۔ اُمیہ کی بیوی نے بھی یہی کہا کہ اللہ کی قسم! محمد جھوٹ نہیں بول سکتے۔ چنانچہ جب قریش جنگ بدر کے لئے نکلے تھے اور اعلان کرنے والا آیا تو اُمیہ کی بیوی نے اس کو وہ بات یاد دلاتے ہوئے کہا، کیا آپ کو معلوم ہے؟ کہ کیا کہا تھا تیرے یثربی بھائی نے؟ اُمیہ نے کہا کہ ٹھیک ہے تو میں یہاں سے نہیں نکلوں گا مگر جب سب جانے لگے تو ابوجہل نے اُمیہ سے کہا آپ اہل وادی کے اشراف میں سے ہیں ایک یا دو دن کے لئے ہمارے ساتھ چلیں۔ لہٰذا وہ آپ کے ساتھ چلا گیا اور وہاں بدر میں جا کر قتل ہو گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن اسحاق سے اس نے عبیداللہ بن موسیٰ سے۔

(کتاب المناقب۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ الحدیث ص ۳۶۳۲)

حضرت سعد اور ابوجہل کا مکالمہ .... (۲) اور ہمیں خبر دی ابو محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بن حسین خثعمی نے، ان کو احمد بن عثمان اودی نے، ان کو شریح بن مسلمہ نے، ان کو ابراہیم بن یوسف نے اپنے والد سے، اس نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمرو بن میمون نے کہ اس نے سُنا عبداللہ بن مسعود سے وہ بیان کرتے تھے سعد بن معاذ سے کہ وہ اُمیہ بن خلف کے دوست تھے۔ اُمیہ جب مدینے سے گزرتا تو سعد کے پس اُترتا اور سعد جب مکے سے گزرتا تو اُمیہ کے پاس اُترتا۔ حضور جب مدینے میں آ گئے تو سعد عمرہ کرنے کے لئے مکہ گئے تو اُمیہ کے پاس جا کر اُترے اور انہوں نے اُمیہ سے کہا میرے لئے کوئی خلوت کی ساعت دیکھو تا کہ میں بیت اللہ کا طواف کرلوں۔

کہتے ہیں کہ اُمیہ سعد کو لے کر دو پہر کے وقت نکلا، وہاں ان کو ابوجہل ملا اس نے اُمیہ سے پوچھا اے ابوصفوان! تیرے ساتھ یہ کون ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ سعد ہے۔ ابوجہل نے پوچھا کیا میں یہ دیکھ رہا کہ سعد اور تم امن کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہو؟ حالانکہ لوگوں نے وہاں مدینے میں تمام صحابیوں کو اپنے ہاں ٹھہرا رکھا ہے اور تم یہ یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم ان کی نصرت و اعانت کر رہے ہو؟ خبردار اللہ کی قسم! اگر آج تمہارے ساتھ ابوصفوان اُمیہ نہ ہوتے تو تم آج بچ کر خیریت کے ساتھ اپنے اہل خانہ کے پاس صحیح سالم نہ جا سکتے تھے۔ سعد نے ابوجہل کو اُونچی آواز سے کہا، خبردار اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے اس طواف سے منع کریں گے تو میں تجھے منع کردوں گا اس سے جو تیرے اُوپر زیادہ شدید ہوگا تراراستہ مدینے کی طرف (یعنی تم مدینے سے گزر کر کہیں نہیں جا سکو گے)۔ اُمیہ نے سعد کو روکا اور کہا کہ آپ اُونچی آواز سے ابوالحکم کے سامنے نہ بولیں یہ اس وادی کے سردار ہیں۔

سعد نے اپنے دوست اُمیہ کی یہ بات سُنی تو بولے چھوڑیئے اے اُمیہ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے، فرما رہے تھے کہ یہی ابوجہل تجھے قتل کرائے گا۔ اُمیہ نے پوچھا کہ کیا مکے میں؟ سعد نے کہا نہیں یہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ اُمیہ یہ سُنتے ہی شدید خوف زدہ ہوگیا۔ اُمیہ جب گھر میں آیا تو اپنی بیوی سے کہنے لگا اے اُم صفوان! آپ دیکھتی نہیں ہیں کہ کیا کہا ہے سعد نے؟ اس نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ کہا کہ یہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ نے ان کو بتایا ہے کہ ابوجہل مجھے قتل کرائے گا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مکہ میں؟ تو یہ کہتا ہے کہ یہ بات مجھے معلوم نہیں ہے۔ اُمیہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں مکے سے نکلوں گا ہی نہیں۔ لیکن جب بدر کا دن آیا اور ابوجہل نے لوگوں کو گھروں سے نکالا وہاں جانے کے لئے تو کہا پہنچو پہنچو اپنے قافلے کے ساتھ۔

کہتے ہیں کہ اُمیہ نے جانے کو پسند نہیں کیا تھا لہٰذا ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے ابوصفوان آپ کو تو وادی کے سرداروں میں لوگ دیکھیں گے کہ آپ بھی وہاں موجود ہیں بلکہ پیچھے رہ گئے تو لوگ آپ کے ساتھ پیچھے رہ جائیں گے۔ ابوجہل کے اصرار پر وہ تیار ہوا اور کہنے لگا کہ پھر میں مکے میں سب سے تیز رفتار اُونٹ خرید کرتا ہوں۔ اس کی بیوی نے کہا کیا آپ وہ بات بھول گئے ہیں تمہارے بھائی یثربی نے کہی تھی؟ کہا کہ نہیں بھولا ہوں۔ میں ارادہ کر رہا ہوں کہ میں زیادہ دوران کے ساتھ نہیں جاؤں گا جب اُمیہ روانہ ہوئے تو وہ جس منزل پر اُترے اپنے اُونٹ کے پیروں میں رسّی ڈال دیتے۔ بس وہ یہی کرتے کرتے بدر میں پہنچے، حتیٰ کہ اللہ نے اس کو بدر میں قتل کرادیا۔

بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے اور احمد بن عثمان اودی سے۔

(کتاب المغازی۔ باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر۔ الحدیث ص ۳۹۵۰۔ فتح الباری ۷/۲۸۲)

☆☆☆

باب ۵

ذکر نبی کریم ﷺ کے خروج کے سبب کا

اور رسول اللہ کی پھوپھی عاتکہ کا خواب مشرکین کے خروج کے بارے میں اور ذکر اس نصرت کا اللہ نے جو نبی کے لئے تیار کر رکھی تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اذ انتم با لعدوة الدنيا وهم با لعدوة القصوى والركب أسفل منكم ولو توا عد تم لا ختلفتم في الميعاد ولكن ليقضى الله امرًا كان مفعولاً ليهلك من هلك عن بينة ويحيىٰ من حى عن بينة و ان الله لسميع عليم ۔

اے اہل ایمان بدر میں جب تم اور لے کنارے پر تھے اور مشرکین پرلے کنارے پر تھے اور مشرکین مکہ کا قافلہ نیچے کی طرف تھا تم سے۔ اور اگر تم باہم وعدہ کرتے (لڑائی) کا تو تم وعدے کے خلاف کر بیٹھتے۔ لیکن اللہ کو پورا کرنا تھا ایک معاملہ جو ہو کر رہنا تھا اور ہو کر ہی رہا تا کہ ہلاک ہونا تھا دلیل سے اور زندہ رہے جس کو زندہ رہنا تھا دلیل سے۔ بے شک اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبید بن عبدالواحد نے، ان کو یحیٰ نے، ان کو لیث نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن سعد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو خلف بن عمر عکبری نے، ان کو احمد بن ابوشعیب حرانی نے، ان کو موسیٰ بن اَعین نے، ان کو اسحاق بن ارشد نے یا زہری نے اس کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا کعب بن مالک سے، وہ کہتے تھے حالانکہ وہ ان تین افراد میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ کسی غزوے میں کبھی بھی حضور ﷺ سے پیچھے نہیں رہے تھے سوائے دو غزوؤں کے۔ ایک غزوہ العسرہ اور ایک غزوہ بدر۔ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو عتاب نہیں فرمائی تھی جو اس سے پیچھے رہا۔

بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نکل گئے ان کے ساتھ اصحاب میں سے جو نکلے تھے اس قافلے کا راستہ روکنے کے لئے جو کفار قریش کا قافلہ تھا جس کو ابوسفیان بن حرب لا رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ راوی نے اس حدیث مذکورہ کو ذکر کیا اور عقیل زہری سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے قریش کے قافلے کا ارادہ کیا تھا، یہاں تک کہ اللہ نے ان کے اور ان کے دشمنوں کو جمع کر دیا بغیر وعدے اور بغیر وقت مقرر کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن یحیٰ سے، اس نے احمد بن ابوشعیب سے یحیٰ بن بکیر سے۔

(کتاب التفسیر۔ الحدیث ص ۴۶۷۷ اور البخاری۔ کتاب الاحکام)

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب دیکھنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن حافظ نے اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے عطاردی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں

حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر سے، ان دونوں نے کہا کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے خواب دیکھا تھا کہ ضمضم بن عمرو غفاری کے قریش مکے میں آنے تین رات قبل عاتکہ کے خواب میں۔ جب صبح کی تو اس خواب کو اس نے بڑی اہمیت دی اور اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلوایا اور جب وہ آئے تو ان سے عاتکہ نے کہا بھائی میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے تیری قوم پر اس سے بہت بڑا شر اور آزمائش اور مصیبت آن پڑی ہے۔ اس نے پوچھا کہ خواب کیا ہے۔

اس نے بتایا کہ میں نے ایسے دیکھا ہے جیسے کہ یہ نیند کرنے والا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے اُونٹ پر آیا ہے اور مقام ابطح پر یا وادی ابطح میں آ کر رک کر کھڑا ہو گیا ہے اور اس نے کہا ہے نکلو تم اے ال غذر! اپنی اپنی موت کے گھاٹ کی طرف (یعنی مرنے کی جگہوں کی طرف)۔ اس نے لوگوں میں یہ اعلان کیا ہے اور لوگ سارے کے سارے اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد اس کا اُونٹ اس کو مسجد الحرام کے اندر لے کر چلا گیا ہے اور سارے لوگ بھی اسی کے پاس جمع ہو گئے ہیں، پھر اس کا اُونٹ ایسے لگا جیسے اُونٹ سوار کی شکل میں کعبے کی چھت پر چلا گیا ہے۔ پھر کعبے کے اُوپر کھڑے ہو کر اس نے اعلان کیا ہے، اے ال غذر! تین دن کے اندر اندر اپنے اپنے مرگھٹ کی طرف نکلو۔ اس کے بعد میں نے اس کے اُونٹ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کی شبیہ کو لے کر جبل ابوقبیس کی چوٹی پر چڑھ گیا ہے پھر اس نے اعلان کیا ہے

اے ال غذر! تم لوگ تین دن کے اندر اندر اپنے اپنے مرنے کی جگہ پر چلو، اس کے بعد اس آدمی نے جبل ابوقبیس کی چوٹی سے ایک پتھر یا چٹان اُٹھائی اور اس کو پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیا ہے اور وہ چٹان نیچے کی طرف آ رہی ہے، جب وہ نیچے پہنچ گئی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔ لہٰذا آپ کی قوم کا کوئی گھر، حویلی باقی نہیں رہی سب میں اس کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور داخل ہو گیا ہے۔

عباس نے بہن کا خواب سُن کر کہا یہ ایسا خواب ہے کہ آپ اس کو چھپایئے۔ عاتکہ نے کہا کہ آپ بھی پھر اس کو چھپایئے گا۔ اگر یہ خواب قریش کو پہنچ گیا تو وہ ہم لوگوں ایذا پہنچائیں گے۔ عباس اس کے بعد وہاں سے نکلے اور ولید بن عقبہ کو ملے وہ اس کا دوست تھا۔ انہوں نے یہ خواب اس کو بتا دیا اور اس سے کہا کہ یہ کسی کو بتانا نہیں۔

ولید نے اپنے والد کو بتایا، اس نے اس خواب کو عام بیان کر دیا لہٰذا بات پھیل گئی۔ عباس نے کہ اللہ کی قسم میں صبح صبح کعبے جاؤں گا اور اس کا طواف کروں گا۔ چنانچہ میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ابوجہل کچھ قریش کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے عاتکہ کے خواب کے بارے میں۔ ابوجہل نے کہا، اے ابوالفضل! اپنے طواف سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آنا۔ جب میں طواف سے فارغ ہو گیا تو ان کے پاس گیا جا کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے کہا تمہارے اندر یہ عورت کب سے نبی بن گئی ہے؟ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ یہ کیسا خواب ہے عاتکہ بنت عبدالمطلب کا؟ کیا تم لوگ اس بات سے خوش نہیں تھے کہ تمہارے مرد نبی بنتے تھے؟ اب تو تمہاری عورتیں بھی نبی بننے لگی ہیں۔ ہم انتظار کریں گے تمہارے تین دن کا جو عاتکہ نے ذکر کیا ہے اگر یہ خواب سچا ہو گیا تو ہو گیا ورنہ ہم تمہارے خلاف ایک تحریر لکھیں گے تمہارا گھرانہ سارے عرب سے بہت بڑا جھوٹا گھرانہ ہے۔ اللہ کی قسم جو بھی یا کوئی بھی اس سے بڑا یہ کہے گا جو اس نے بات کہی ہے میں اس کا انکار کرتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ اس نے نہ کچھ دیکھا ہے نہ ہی کچھ سُنا ہے اس بارے میں۔

میں نے جب شام کی تو بنو عبدالمطلب میں سے کوئی عورت باقی نہ رہی مگر میرے پاس آئیں (ابوجہل کے بارے میں) کہنے لگیں کہ تم لوگوں نے صبر کئے رکھا اس فاسق خبیث کے لئے کہ وہ فتنہ واقع کرتا رہا تمہارے مردوں کے درمیان۔ پھر اس نے عورتوں کو بھی لے لیا ہے آڑے ہاتھوں اور تم سُنتے رہے ہو۔ تمہارے پاس اس بارے میں کوئی غیرت نہیں تھی؟ میں نے کہا، تحقیق اللہ کی قسم تم لوگ سچ کہتی ہو اور

میرے پاس اس بارے میں کوئی غیرت نہیں تھی۔ ہاں مگر یہی کہ جو کچھ اس نے کیا تھا میں نے اس کا انکار کیا تھا۔ اب میں ضرور اس کے آگے آؤں گا اور اس کے درپے ہوں گا۔ اگر اس میں پھر دوبارہ کہا تو میں اس کو کفایت کروں گا۔

چنانچہ میں تیسرے دن صبح ہی صبح گیا اور میں سامنے آیا تا کہ اگر وہ میرے سامنے آئے اور مجھے کچھ کہے تو میں بھی اس کو گالیاں بکوں گا۔ اللہ کی قسم! جب وہ نظر آیا تو میں اس کی طرف روانہ ہوا، وہ تیز چہرے والا، تیز نظر والا، تیز زبان والا آدمی تھا۔ جب وہ مسجد کے دروازے کی طرف مڑا تو سختی کے ساتھ چلا گیا۔ میں نے دل میں کہا، اَللّٰھُمَّ الْعَنْهُ۔ اے اللہ! اس کو لعنت فرمائے۔ یہی اس کے لئے کافی ہے بجائے اس کے کہ میں اس کو گالیاں دوں۔ مگر وہ تو شاید کچھ سن رہا تھا جو میں نہیں سن سکا تھا وہ ضمضم بن عمرو کی آواز سن رہا تھا۔ اور وہ شخص، اپنا اونٹ البطح میں کھڑا کیا تھا اور اس کا پالان اُلٹا ہوا تھا۔ اس نے اپنی قمیض پھاڑ کر تار تار کر لی تھی اور اس نے اپنے اونٹ کے ناک کان کاٹ دیئے تھے۔ اور وہ چیخ رہا تھا یا قریش کی جماعت اللُّطَیْمَة، اللُّطَیْمَة اپنے قیمتی سامان سے لدے ہوئے قافلے کو بچاؤ، سامان بچاؤ تمہارے مال ابوسفیان کے پاس ہیں اسے بچاؤ اور اپنی تجارت کا سامان بچاؤ۔ راستے میں محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب نے ابوسفیان کے قافلے پر حملہ کر دیا ہے۔ فریاد، فریاد، پہنچو، پہنچو۔

عباس کہتے ہیں کہ اس پکارنے ابوجہل کو مجھ سے غافل کر دیا تھا اور مجھے اس سے غافل کر دیا۔ اس کے بعد تو پھر کچھ بھی نہیں تھا کسی کو کسی کی خبر نہیں تھی بس تیاری ہی تیاری کی بات تھی تیاری ہوگئی تو ہم روانہ ہوگئے۔ ابوسفیان کے تجارتی قافلے کو بچانے کے لئے۔ بس وہی نکلنا ان سب سرداروں کی موت کا سبب بن گیا۔ چنانچہ اس روانگی کے نتیجے میں قریش کو بدر میں وہ مصیبت پہنچی جو پہنچنا ان کے مقدر میں تھی کہ وہاں جا کر قریش کے اشراف مارے گئے اور ان کے چنیدہ لوگ قید ہوگئے۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب نے سُنا تو اس نے جو خواب دیکھا تھا اور قریش نے جو کچھ کہا تھا اس بارے میں اشعار کہے تھے۔

ألم تكن الرؤ يا بحق و جاء كم بتصديقها فل من القوم هارب

فقلتم ولم أكذب كذبت و انما يكذبنا باالصدق من هو كاذب

کیا بھلا میرا خواب سچا نہیں تھا؟ حالانکہ تمہارے پاس اس کی تصدیق آگئی ہے کہ کس طرح پوری قوم بھاگ گئی ہے۔

میں نے تو جھوٹ نہیں بولا تھا مگر تم لوگوں نے کہا کہ جھوٹ بولتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہمیں تو سچ کہنے پر بھی وہ جھٹلاتا ہے جو خود جھوٹ ہے۔

ابوعبداللہ نے کتاب المغازی میں عاتکہ بنت عبدالمطلب کا طویل قصیدہ نقل کیا ہے اس بارے میں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۴۵۔۲۴۷۔ مغازی الواقدی۔ المستدرک للحاکم ۳/ ۱۹۔۲۰)

مسلمانوں کا قریش کے تجارتی قافلے کو روکنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن امان نے، عروہ بن زبیر سے اور مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے اور محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے اور ان کے سوا دیگر نے ہمارے علماء میں سے بعض نے اس طرح بیان کیا ہے جو بعض دوسروں نے نہیں بیان کیا اور ان سب کی بات متفق ہوگئی ہے اس بارے میں جو میں نے تیرے سامنے یوم بدر کے سلسلے میں ذکر کی ہے۔

انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سُنا تھا ابوسفیان بن حرب قریش کے چالیس سواروں پر مشتمل ایک تجارتی قافلہ لے کر آرہا ہے شام کے ملک سے۔ ان میں مخرمہ بن نوفل، عمرو بن العاص بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں اعلان کیا اور ان سے کہا کہ ابوسفیان قریش کی تجارت کا قافلہ لے کر آرہا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے نکلو شاید کہ اللہ عزوجل تمہیں غنیمتیں دے دے اس کی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ خود بھی

اور مسلمان بھی قافلے والوں کا راستہ روکنے کے لئے نکلے۔ کچھ لوگ خالی ہاتھ ہلکے پھلکے ان کے ساتھ نکلے اور کچھ نے تاخیر کردی۔ یہ اس لئے کہ اعلان نہ تو جنگ کا تھا نہ یہ گمان تھا کہ وہاں جا کر جنگ سے سابقہ پڑ جائے گا۔ اعلان تو تھا قافلے سے سامان اخذ کرنے کا (اس لئے کہ ایک تو مسلمانوں کو اس مال کی شدید ضرورت تھی اور دوسرے قریش نے جوان کے ساتھ روانہ ہوئے تھے زیادہ تر لوگ ان میں سے پیدل تھے۔ ان کے پاس اسّی (۸۰) اُونٹ تھے اور گھوڑے تھے۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ وہ مقدار کے تھے۔

حضور جب روانہ ہوئے تو حضور ﷺ اور حضرت علی اور فرثد بن مرثد غنوی تینوں کے پاس ایک اُونٹ تھا۔ حضور روانہ ہوئے تھے بنو دینار کے راستے حرہ سے عقیق پر۔ راوی نے آپ کے راستے ذکر کئے ہیں حتیٰ کہ جب وہ مقام عِرف ضبیہ میں پہنچے تو ایک دیہاتی آدمی ملا۔ اس سے ان لوگوں نے قافلے والوں کے بارے میں پوچھا مگر اس کے پاس کوئی خبر نہیں تھی جبکہ جس وقت ابوسفیان حجاز کے قریب پہنچ جاتا تو وہ علاقے کے حالات کا جائزہ لیتا اور علاقے کی خبریں معلوم کرتا تھا۔ اس نے معلوم کیا تو اس کو بعض سواروں سے کوئی خبر پہنچ گئی۔

چنانچہ ابوسفیان نے ضمضم بن عمرو غفاری کو اُجرت اور معاوضے پر لیا، اس نے قریش کے پاس بھیجا اس نے ان سے التجا کی تھی کہ وہ آئیں اور اپنے مالوں کی حفاظت کے لئے آئیں اور ان کو اس کے واسطے سے ان کو خبر دی تھی کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب سمیت اس کے قافلے اور مال کو چھیننے کے لئے آگئے ہیں۔ لہٰذا ضمضم نامی شخص تیزی سے روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ مکے میں قریش کے پاس پہنچا اور اعلان کیا، اے قریش کی جماعت! قافلے کے مال کو بچاؤ اور محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ درپے ہوا ہے۔ اور لُطَمَہ سے مراد تجارت ہے، فریاد، فریاد۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم اس مال کو حاصل کرسکو گے۔ قریش نے کہا، کیا محمد ﷺ اور اس کے اصحاب ہی گمان کرتے ہیں کہ یہ بھی ابن الحضرمی کا قافلہ (جیسے ان کو مار کر انہوں نے قافلہ لوٹ لیا تھا)، یعنی پورا پورا دفاع کریں گے لہٰذا قریش ہر مضبوط اور سخت سواری اور کمزور سواری پر مکے سے نکلے اور ان کے شرفاء میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا سوائے ابولہب کے وہ پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے اپنی جگہ پر عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیجا۔ لہٰذا قریش مکے سے نکلے نوسو پچاس (۹۵۰) جنگجوؤں کو لے کر۔ ان کے ساتھ دوسو گھوڑے تھے جوان کے آگے آگے تھے اور ان کے ساتھ گانے بجانے والیاں بھی تھیں جو دف بجاتی رہتی تھیں اور مسلمانوں پر ہجو اور بُرائی کے شعر گاتی جارہی تھیں۔

اس کے بعد انہوں نے ان میں کھانا کھلانے والوں کے نام ذکر کئے ہیں۔ طالب بن ابوطالب کے واپس ہونے کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پہنچے مقام جحفہ پر تو وہاں پھر جُهَيْم بن صلیت نے خواب دیکھا۔ وہ ابوجہل تک پہنچ گیا۔ اس نے کہا کہ یہ نبی آخرالزماں ہے بنو عبدالمطلب میں سے اور یہ کہ اس نے دیکھا کہ ایک سوار قریش کے پاس آیا ہے اس کے پاس ایک اُونٹ ہے، یہاں تک کہ وہ لشکر کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ فلاں شخص قریش میں سے قتل ہوگیا ہے اور فلاں شخص قتل ہوگیا ہے اور فلاں شخص قتل ہوگیا ہے، وہ اشراف قریش کے نام گنتا جارہا تھا، ان لوگوں کے نام جو بدر میں قتل ہوگئے تھے۔ اس کے بعد اس شخص نے اپنے اُونٹ کے سینے یا حلق میں تیر مار دیا ہے اور پھر اس کو لشکر میں چھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا قریش کے خیموں میں سے کوئی خیمہ باقی نہیں رہا سب میں اس کا خون جا گرا ہے۔

اس خواب کے بعد راوی نے ذکر کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے اسی رُخ پر اسی مہم کے لئے روانہ ہوگئے۔ راوی نے اس کی طرف روانگی کو ذکر کیا حتیٰ کہ جب آپ مقام صفرآء کے قریب ہوئے آپ نے ابوسفیان کی خبر معلوم کرنے کے لئے دو آدمی روانہ کئے جن کا نام بسبس بن عمرو تھا دوسرا عدی بن ابوالزعباء جھنی، وہ دونوں روانہ ہوئے۔ جب وہ مقام بدر میں پہنچے انہوں نے وہاں اپنے دونوں اُونٹ بٹھائے کنکریلی زمین کے ایک ٹیلے کے پاس اور انہوں نے وہاں پر اپنی مشکوں میں پانی بھرا، انہوں نے دولڑکیوں سے سُنا کہ ایک دوسری سے کہہ رہی تھی کہ قافلہ صبح آجائے گا انہوں نے آپس میں اس بات کا نتیجہ نکالا اور مجدی بن عمرو کو بھی مشورے میں بلالیا۔ اس نے کہا کہ لڑکی نے صبح کہا ہے۔ چنانچہ یہ سُننے کے بعد بسبس بن عمرو اور عدی اپنے اُونٹ پر بیٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر ان کو خبر دی۔

ان دونوں کے واپس لوٹنے کے بعد ابوسفیان بھی پہنچ گیا۔ مگر اس کو خطرہ ہو گیا لہٰذا وہ خود اپنے قافلے سے آگے آگے آیا اور اس نے مجدی بن عمرو سے پوچھا کہ آپ نے اس پانی کے مقام پر کسی ایسے انسان کو محسوس کیا ہے جو اجنبی ہو جس کو آپ نے اُوپر سمجھا ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! ہاں مگر میں نے دو سوار دیکھے تھے جنہوں نے اس ٹیلے کے پاس اُونٹ بٹھایا اور انہوں نے اپنی مشکوں میں پانی بھرا پھر وہ دونوں چلے گئے۔

ابوسفیان ان دونوں کے اُونٹ بٹھانے کی جگہ پر آیا اور اس نے وہاں پر اُونٹوں کی مینگنیوں کو غور سے دیکھا اور ان کو اس نے توڑ کر جائزہ لیا تو اس میں کھجور کی گٹھلیاں تھیں، اس نے دیکھ کر کہا اللہ کی قسم! اس میں تو یثرب کا چارہ ہے (مطلب تھا کہ یہ اُونٹ مدینے سے آئے تھے اور یہ محمد کے ساتھیوں کے ہوں گے)۔ لہٰذا فوری طور پر واپس لوٹا۔ اس نے جا کر اپنے قافلے کو روکا اور قافلے کو ساحل کی طرف لے گیا حتیٰ کہ جب اس نے محسوس کیا کہ اب اس نے قافلے کو محفوظ کر لیا ہے تو اس نے قریش کی طرف بندہ بھیجا کہ اللہ نے تمہارے قافلے کو نجات دے دی ہے اور تمہارے مال بھی بچ گئے ہیں اور تمہارے جوان بھی بچ گئے ہیں۔ اب تم لوگ واپس لوٹ جاؤ مکے۔

مگر ابوجہل نے (جس کی شامت اعمال اور بدبختی آ چکی تھی) اس نے نہ مانا اور کہنے لگا اللہ کی قسم! ہم لوگ واپس نہیں جائیں گے بلکہ ہم لوگ مقام بدر تک ضرور جائیں گے اور بدر اس وقت ایک مشہور بازار ہوا کرتا تھا عرب کے بازاروں میں۔ ہم لوگ تین دن وہاں ٹھہریں گے۔ وہاں پر ہم لوگوں کو کھانا کھلائیں گے اور وہاں پر اُونٹ ذبح کریں گے اور شرابیں پئیں گے اور گانے بجانے والیاں محفل سجائیں گی یہاں تک کہ عرب کو پتہ چلے کہ ہم یہاں پر آئے ہیں اور ہم یہاں پر ایسی دھاک بٹھا کر جائیں گے کہ ہمیشہ لوگ ہم سے ڈرتے رہیں گے۔ مگر اخنس بن شریق نے کہا، اے جماعت بنوزہرہ دیکھو اللہ نے تمہارے مال بچا دیئے ہیں تمہارے قافلہ سالار کو بچا لیا ہے بس تم واپس لوٹ چلو۔ لہٰذا انہوں نے ان کی بات مان لی اور بنوزہرہ والے واپس لوٹ گئے لہٰذا وہ بدر میں موجود نہ ہوئے اور نہ ہی بنوعدی بن کعب بدر میں گئے۔

ادھر سے رسول اللہ نے مدینہ سے کوچ کیا۔ راوی نے آپ کی روانگی کا تذکرہ کیا ہے حتیٰ کہ جب آپ بعض وادی ذفاء میں آ گئے تو وہاں پر اُترے اور ان کو خبر مل گئی قریش کے بارے میں کہ وہ لوگ مکے سے اپنے قافلے کی حفاظت کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ حضور نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا، ابوبکر صدیق نے مشورہ دیا کہ آپ نے اس کی تحسین کی اس کے بعد عمر کھڑے ہوئے انہوں نے اچھا مشورہ دیا اس کے بعد مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ وہ کام کریں جس کا آپ کو حکم ملا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم آپ کو اس طرح نہیں کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے کہا تھا موسیٰ علیہ السلام سے کہ جاؤ آپ اور آپ کا ربّ جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے، بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا ربّ لڑیں ہم آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں برك الغماد تک لے جائیں گے تو بھی ہم آپ کے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ آپ وہاں تک پہنچ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حق دعاء فرمائی اور اس کے بعد فرمایا کہ لوگو! آپ لوگ مشورہ دو مجھے یعنی انصار سے پوچھنا چاہتے تھے اس لئے کہ وہ بڑی تعداد میں تھے اور انہوں نے جب آپ سے عقبہ میں بیعت کی تھی تو کہا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی ذمہ امور سے لاتعلق ہیں حتیٰ کہ آپ ہمارے گھروں تک پہنچ جائیں، جب آپ پہنچ جائیں گے پھر ہماری نگرانی اور ذمہ داریوں میں ہوں گے ہم آپ کا تحفظ کریں گے ان تمام باتوں سے جن سے ہم اپنے نفسوں کی حفاظت کرتے ہیں اور جن سے اپنی اولادوں کی اور اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضور اس بات سے ڈر رہے تھے کہ کہیں انصار یہ نہ سوچ بیٹھیں کہ ان کے ذمے حضور کی نصرت کرنا صرف مدینے کے اندر ہی لازم ہے اور بس۔ اور ان پر یہ لازم نہیں کہ وہ حضور کے ساتھ چل کر جائیں دشمن کی طرف دوسرے شہروں میں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اَشِیرُوا عَلَیَّ اَیُّھَا النَّاس کہا تو سعد بن معاذ نے کہا، اللہ کی قسم! شاید آپ ہمیں مخاطب کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں میری مراد انصار سے ہے تو سعد بن معاذ نے کہا کہ تحقیق ہم لوگ آپ کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں، ہم نے آپ کو سچا جانا ہے اور ہم نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے۔ اور ہم نے آپ کے ساتھ اسی بات پر عہد کئے ہیں اور میثاق قائم کئے ہیں سمع پر اور اطاعت پر۔ آپ چلئے یا رسول اللہ اس مقصد کے لئے جس کا آپ ارادہ کر چکے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں اس سمندر پر لا کر کھڑا کریں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں گھس جائیں گے ہم میں سے کوئی ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا۔

اور ہم اس بات کو بھی ناپسند نہیں کریں گے کہ ہم کل صبح اپنے دشمن سے ٹکرائیں، بے شک ہم جنگ کے وقت البتہ صابر ہوں گے ثابت قدم ہوں گے، سچے ہوں گے ٹکراتے وقت۔ شاید اللہ تعالیٰ آپ کو دکھائے گا ہم سے وہ کیفیت جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور آپ ہمارے بارے میں خوش ہوں گے اللہ کی برکت پر۔ چنانچہ اس سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوگئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، چلو روانگی اختیار کرو اور خوشخبری سن لو بے شک اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے دو جماعتوں میں سے ایک کا۔ اللہ کی قسم! البتہ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں ابھی ابھی قوم قریش کے گرنے کی جگہوں کو (یعنی جہاں جہاں وہ مر کر گریں گے)۔

کہتے ہیں کہ ادھر سے قریش بھی روانہ ہو چلے اور آ کر وہ وادی میں سے پرلے کنارے پر اُترے اور بدر کے کنویں کے قریب والے کنارے پر تھے۔ اور مسلمان بدر میں قریب والے کنارے میں تھے ٹیلے کے بطن میں مدینے کی طرف سے۔ اتنے میں اللہ نے بارش بھیج دی۔ وادی بدر کی زمین نرم تھی۔ حضور نے اور صحابہ نے جو جگہ منتخب کی تھی وہ ایسی تھی کہ بارش سے زمین مزید جم گئی، اس پر چلنا آسان ہوگیا اور قریش نے جو جگہ منتخب کی تھی وہ ایسی تھی کہ اس پر چلنا دشوار ہوگیا تھا نیز حضور نے جلدی سے پانی پر قبضہ کر لیا بدر کے کنویں اور عمدہ جگہ پر پڑاؤ کیا تھا۔ حجاب بن منذر نے کہا تھا۔

یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس ٹھکانے پر اللہ نے آپ کو اُتارا ہے؟ یعنی اچھی جگہ پر۔ ہمیں اس سے آگے بھی نہیں جانا چاہئے اور اس کو چھوڑنا بھی نہیں چاہئے؟ یا یہ محض رائے ہے؟ یا جنگی چال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ ایک جنگی چال ہے بھی اور رائے بھی؟ لہٰذا حجاب نے کہا کہ نہیں یہ کچھ مناسب جگہ نہیں ہے یا رسول اللہ ﷺ! آپ اُٹھیئے اور ہم لوگ تمام قلیبوں کو اور کھائیوں کو اپنے پیچھے کی جانب کر لیں، اس کے بعد ہر قلیب اور کھائی کو گہرا کروالیں۔ ہاں مگر ایک قلیب کو چھوڑ دیں اس پر ایک حوض کھود لیں۔ ہم لوگ ان لوگوں سے لڑتے بھی رہیں گے اور پانی بھی پیتے رہیں گے اور وہ پانی نہیں پی سکیں گے حتیٰ کہ اللہ ہمارے اور ان کے بیچ میں فیصلہ کر دے گا۔ حضور ﷺ نے اس کی رائے کو پسند کیا۔ آپ نے یہی کیا کہ قلیبیں گہری کر دی گئیں اور جس قلیب پر آپ اُترے تھے اس پر حوض بنا دیا گیا، اسے پانی سے بھروا دیا گیا پھر اس میں برتن ڈال دیئے گئے۔

صبح ہوئی تو قریش اس پر آئے۔ عقبہ بن ربیعہ اس پر آیا اپنے سرخ اُونٹ پر۔ حضور نے جب ان کو ٹیلے سے اُترتے دیکھا تو فرمایا:

اللهم هذه قريش قد اقبلت بخيلائها و فخرها تحادُّك و تكذب رسولك اللهم فأحنهم الغداة۔

اے اللہ یہ قریش ہیں جو پورے اپنے کبر و غرور کے ساتھ آئے ہیں، انہوں نے آپ کو چیلنج کیا ہے اور تیرے رسول کی تکذیب کی ہے۔

اے اللہ! تو ان کو ہلاک فرما صبح ہی صبح۔

اس کے بعد ابن اسحاق نے حکیم بن حزام کا اشارہ ذکر کیا ہے ترک قتال کے بارے میں اور عتبہ بن ربیعہ کی خاص اس کی موافقت اور ابوجہل کی مخالفت کا اور ابوجہل کا عتبہ کو شرم و عار دلانے کا ذکر کیا ہے یہاں تک کہ اس نے عتبہ کو بُرا بھلا کہا تھا۔ (ابن ہشام ۲/۲۴۳۔۲۶۱)

☆☆☆

باب ۶

تذکرۂ تعداد ان اصحاب رسول ﷺ کا
جو آپ کے ساتھ بدر میں شرکت کے لئے نکلے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمان فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عیسیٰ نے اور اسماعیل بن اسحاق نے، ان دونوں نے کہا کہ حدیث بیان کی محمد بن کثیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان بن سعید ابواسحاق سے، اس نے براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں حدیث بیان کرتے تھے کہ اصحاب بدر تین سو دس سے کچھ اُوپر تھے اصحاب طالوت بادشاہ کی تعداد کے مطابق جن لوگوں نے ان کے ساتھ نہر پار کی تھی اور ان کے ساتھ نہر پار کرنے والے صرف مؤمن ہی تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔ (کتاب المغازی۔ باب عدۃ اصحاب بدر۔ الحدیث ص ۳۹۵۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن عبداللہ بن بشران العدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوالحسین بن ابوعمرو عثمان بن احمد بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی حمیل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت براء سے کہ میں اور ابن عمر بدر والے دن چھوٹے سمجھے گئے تھے جبکہ ہم بھی اصحاب محمد تھے۔ ہم اس میں حدیث بیان کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد تین سو اور دس سے کچھ اُوپر تھی۔ اصحاب طالوت کی طرح جنہوں نے ان کے ساتھ نہر پار کی تھی اور ان کے ساتھ نہر اہل ایمان نے ہی پار کی تھی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے یحییٰ بن قطان سے۔ (فتح الباری ۷/۲۹۱۔ عن ابن ابی شیبہ)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسین بن ابوعیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالملک بن ابراہیم جُدّی نے، ان کو شعبہ نے ابواسحاق ہمدان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ مہاجرین یوم بدر میں اسی کے لگ بھگ تھے اور انصار دو سو چالیس کے قریب تھے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث وہب بن جریر سے، اس نے شعبہ سے۔ (کتاب المغازی۔ باب عدۃ اصحاب بدر۔ فتح الباری ۷/۲۹۰)

اصحاب بدر کی تعداد اصحاب طالوت کی طرح تھی .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن ابومریم نے، ان کو خبر دی ابن محبقہ نے، ان کو یزید بن ابوحبیب نے، ان کو حدیث بیان کی اسلم ابوعمران نے کہ اس نے سُنا ابوایوب انصاری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم مدینے میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کہا تھا کیا تم تیار ہو اس پر کہ ہم لوگ نکل جائیں اور اس قافلے کو جا کر ملیں، شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمیں غنیمت دے دے۔ چنانچہ ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ لہٰذا ہم لوگ روانہ ہوئے۔ جب چلے تو ایک دن یا دو دن چلتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ایک دوسرے کی گنتی کریں۔ گنا تو ہم لوگ تین سو تیرہ آدمی تھے۔ ہمیں خبر دی نبی کریم ﷺ نے ہمارے شمار کرنے کے لئے۔ حضور اس پر خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ ان کی تعداد اصحاب طالوت کی طرح تھی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبدالعزیز بن عمران نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن محمد عنبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو یحیٰ بن سلیمان جعفی نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ حُیّی نے ابوعبدالرحمٰن حُلمی سے اور اس نے عبداللہ بن عمرو سے یہ کہ نبی کریم ﷺ یوم بدر میں نکلے تین سو پندرہ جنگجوؤں کے ساتھ جیسے طالوت نکلے تھے۔ ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی تھی، جب آپ نکلے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحمِلْهُمْ ۔ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسِهِمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَأَشْبِعْهُمْ ۔

اے اللہ! یہ اصحابہ کرام ننگے پاؤں ہیں پیدل ہیں ان کو سواری عطا فرما۔ اے اللہ! بے شک یہ ننگے ہیں آپ ان کو لباس عطا فرما۔ اے اللہ! یہ لوگ بھوکے ہیں ان کو پیٹ بھر رزق عطا فرما۔

لہٰذا اللہ نے بدر والے دن ان کو فتح عطا فرمائی۔ جب واپس لوٹ کر گئے تو ان میں سے کوئی آدمی ایسے نہیں رہا تھا بلکہ کسی کے پاس ایک اُونٹ تھا تو کسی کے پاس دو اُنٹ تھے اور انہوں نے کپڑے بھی پہنے اور خوب سیر ہو گئے تھے۔

گھڑ سوار مقداد بن اسود .... (۶) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ حزمی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو کہا حسن بن سلام نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے، ان کو عمر یعنی ابن ابوزائدہ نے، ان کو ابواسحاق نے براء سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر کے دن گھڑ سوار مقداد بن اسود تھے اور کوئی نہیں تھا۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالقاسم حزمی نے، ان کو حمزہ بن محمد نے، ان کو حسن بن سلام نے، ان کو ابوغسان مالک بن اسماعیل نہدی نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عامر شعبی سے، وہ کہتے ہیں کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے تھے کہ جنگ بدر والے دن ہم لوگوں میں گھڑ سوار مقداد ہی تھے اور کوئی نہیں تھا وہ سفید سیاہ رنگ یا چتکبرے گھوڑے پر سوار تھے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن افراہی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو ابن ابوعدی نے شعبہ سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے حارثہ بن فضرّب سے یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم سب نے بدر کی رات اپنے آپ کو دیکھا تھا کہ ہم لوگ سب نیند کر رہے تھے سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ درخت کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور دعاء مانگ رہے تھے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ اور ہم لوگوں نے اپنے آپ کو دیکھا تو کوئی بھی ہم میں سے گھڑ سوار نہیں تھا سوائے مقداد کے۔

حسن نے کہا اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعباد نے شعبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواسحاق نے حارثہ سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن اسحاق بغوی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوصخر سے ابومعاویہ بجلی سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب نے اس سے کہا تھا ہمارے پاس بدر میں دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا زبیر کا تھا اور دوسرا گھوڑا مقداد کا تھا یعنی بدر والے دن۔

رسول اللہ ﷺ کا طالبِ اجر وثواب ہونا .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن اسحاق خراسانی عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن مکرم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی روح بن عبادہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے عاصم بن بھدلہ سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ

جنگ بدر والے دن تین تین افراد ایک اُونٹ پر باری باری سوار ہورہے تھے۔ حضرت علی حضرت ابولبابہ زملی اور رسول اللہ ﷺ ایک اُونٹ پر سوار تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی باری آئی تو وہ کہتے آپ سوار ہوجایئے ہم پیدل چلتے ہیں۔ حضور فرماتے تھے کہ مجھے بھی تمہاری طرح اجر و ثواب کی ضرورت ہے، میں اجروثواب کے لئے تم سے کچھ کم ضرورت مند نہیں ہوں اور نہ ہی تم پیدل چلنے میں مجھ سے زیادہ قوی ہو۔

(اخرجہ النسائی فی السیر۔تحفۃ الاشرف ۷/۲۶۔الحاکم فی متدرک ۳/۲۰)

اسی طرح روایت کیا گیا ہے اس اسناد کے ساتھ اور اہل مغازی کے نزدیک مشہور مرشد بن ابومرشد غنوی ہے ابولبابہ کے بدلے میں کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے مقام روحآء سے واپس بھیج دیا تھا اور اس کو مدینے پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

تعداد اہل بدر .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوعمر حفص بن عمر نمیری نے، ان کو حماد نے، ان کو ہشام نے محمد سے، اس نے عبیدہ سلمانی سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ یا چودہ تھی۔ ان میں سے دوسو ستّر انصار بھی تھے اور باقی سارے لوگ تھے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو جنید بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی یحیٰی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اشعث نے حسن سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل بدر کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ دوسو ستّر سے کچھ اُوپر انصار تھے اور باقی سارے مہاجرین میں سے تھے ان میں سے بارہ غلام تھے۔ کہتے ہیں کہ کہا محمد بن سیرین نے کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ یا چودہ تھی۔ ان میں سے دوسو تیرہ انصار تھے باقی سارے مہاجر تھے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ نے، ان کو عبد الرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ معمر نے کہا کہ میں نے سُنا زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر میں جو لوگ حاضر ہوئے یا تو وہ قریش تھے یا انصاری تھے یا دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کے حلیف تھے۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان لوگوں کے اسماء گرامی میں جو بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے فرمایا کہ تین سو تیرہ آدمی تھے۔ ان میں سے مہاجرین ستّر آدمی تھے اور انصار دوسو چھتیس تھے۔

انہوں نے کہا ہے ایک روایت میں عبداللہ بن ادریس سے مروی ہے کہ مسلمانوں کی تعداد یوم بدر میں تین سو تیرہ تھی۔ ان میں سے قریش اور مہاجرین چوہتّر آدمی تھے باقی سارے انصار تھے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے ابن اسحاق سے، اس نے اس مذکورہ کو ذکر کیا ہے۔

اور یونس بن بکیر نے ان سے اسماء اہل بدر کا ذکر کیا ہے اور ان کو موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ اور میرا ارادہ ہے کہ میں ان لوگوں کے اسماء بعد میں ذکر کروں جو شخص کسی بھی مشہد میں حاضر ہوا مشاہد رسول میں سے ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ ان کا تذکرہ الگ کروں گا ایک عمدہ جلد کے ساتھ تاکہ یہ کتاب طویل نہ ہوجائے۔ اللہ ہی توفیق دیتا ہے صحیح اور درست کام کی۔

☆☆☆

باب ۷

تذکرہ۔ تعدادان مشرکین کی جو بدر کی طرف چل کر آئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوسعید بن المز ائی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عمرو بن محمد عنقزی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے حارثہ بن مضرب سے، اس نے حضرت علی بن ابی طالب سے کہ ہم نے بدر والے دن دو آدمیوں کو پکڑا، ایک عرب تھا اور دوسرا غلام تھا۔ میں نے عربی کو چھوڑ دیا اور ہم نے غلام کو پکڑ لیا، وہ غلام تھا عقبہ بن ابومعیط کا۔ بس کہا کہ زیادہ تر تعداد ان کی ایسی تھی کہ ان کا خطرہ شدید تھا۔ ہم لوگوں نے اسے پیٹنا شروع کیا، یہاں تک کہ ہم اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے، اس نے ان کو بھی کچھ بتانے سے انکار کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ ایک ہزار کی تعداد میں ہیں، ہر اُونٹ کے لئے ایک سو آدمی ہوتے ہیں کھانے والے۔

حضرت علی، سعد، زبیر کو جاسوسی کے لئے روانہ کرنا .... (۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس رحم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی یزید بن رومان نے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب بدر کے قریب آئے تو آپ نے علی بن ابوطالب کو روانہ کیا اور سعد بن ابووقاص کو اور زبیر بن عوام کو اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ کہ وہ جا کر اس کے لئے خبروں کی جاسوسی کریں۔ انہوں نے قریش کو پانی پلانے والے غلام پالئے جو غلام تھے بنوسعید بن العاص کے۔ اور غلام واسطے بنوحجاج کے، وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔

راوی نے قصہ ذکر کیا ہے اور اس میں کہا ہے۔ اس میں کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا کہ بہت تھے، ہم نہیں جانتے کہ ان کی تعداد کتنی ہے۔ آپ نے پوچھا روزانہ وہ کتنے اُونٹ ذبح کرتے ہیں؟ انہوں نے بتایا ایک دن دس اور دوسرے دن نو اُونٹ ذبح کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ نوسو سے ہزار کے درمیان ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے کہا، ان میں قریش کے اشراف اور سردار لوگ کون کون ہیں؟ ان دونوں نے بتایا کہ سردار یہ ہیں، عتبہ اور شیبہ۔ اسی طرح انہوں نے ان کے صنادید کا ذکر کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ ہے مکہ جس نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دیئے ہیں۔ (ابن ہشام ۲/۲۵۵-۲۵۶)

باب ۸

عریش (سائبان، چھپرا) جو رسول اللہ کے لئے بنایا گیا تھا

بدر کے دن جب لوگ باہم ٹکرا گئے تھے

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے یہ کہ سعد بن معاذ نے رسول اللہ سے فرمایا، بدر کے دن جب لوگ مسلمان اور مشرک باہم ٹکرائے تھے یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے لئے ایک سائبان نہ بنا دیں آپ اس کے اندر رہیں اور ہم وہاں پر آپ کے لئے سواریاں بھی بٹھا دیں اور ہم اپنے دشمن سے ٹکرائیں۔ اگر اللہ نے ہمیں ان پر غلبہ عطا کیا اور ہمیں کامیابی سے ہمکنار فرمایا تو یہ وہ چیز ہے جو ہمیں محبوب ہے۔

اور خدانخواستہ اگر دوسری کیفیت ہوگئی یعنی اگر ہم مارے گئے تو آپ اپنی سواریوں پر بیٹھ کر پچھلوں سے جاملیں گے ہماری قوم سے۔ اللہ کی قسم! آپ کے پیچھے بھی ایسے لوگ ہیں جو آپ کے ساتھ محبت کرنے میں کسی طرح ہم سے کم نہیں ہیں۔

اگر ان کو پتہ چل جائے کہ ہم لوگ جنگ میں گھرے ہوئے ہیں تو وہ آپ سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ وہ آپ سے محبت کریں گے اور آپ کی نصرت کریں گے۔

حضور نے اس مشورے کو سراہا۔ سعد بن معاذ اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ لہذا آپ ﷺ کے لئے ایک سائبان بنایا گیا، اس میں حضور کے ساتھ ابوبکر بھی تھے اور کوئی آپ کے ساتھ نہیں تھا۔ (ابن ہشام ۲/۲۶۰)

باب ۹

حضور ﷺ کا مشرکین کے خلاف بددعا کرنا

دونوں جماعتوں کے باہم ٹکرانے سے قبل اور بعد

اور آپ کے اصحاب کا مشرکین کے خلاف بددعا کرنا اور ان کا اپنے ربّ سے فریاد کرنا اور اللہ تعالیٰ کا ان کی دعاؤں کو قبول کرنا اور فرشتوں سے ان کی مدد کروانا اور نبی کریم ﷺ کا مشرکین کے مرکر گرنے کی جگہوں کی خبر دینا ان کے مرکر گرنے سے قبل اور اس سب کچھ میں آثارِ نبوت کا ظہور

ارشادِ باری تعالیٰ :

واذ یعد کم اللہ احدی الطائفتین انہا لکم وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم ویرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہ ویقطع دابر الکفرین لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۷، ۸، ۹)

اے پیغمبر! یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ دو چیزوں میں سے ایک تمہارے لئے ہوگی (قافلہ یا اللہ کی مدد) اور تم پسند کرتے تھے کہ تمہارے لئے وہ چیز ہو جس میں تمہیں کانٹا بھی نہ چبھے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ سچ کو سچا کرے اپنے کلام میں اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ تاکہ سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کرے جھوٹ کو۔ اگرچہ مجرم لوگ اس کو ناپسند کریں۔ یاد کرو اس وقت کو جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے، بس اس نے تمہاری دعا قبول کی بایں صورت کہ میں تمہاری مدد کرنے والا ہوں یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتوں کے ذریعے۔

اس آیت کے بعد والی آیات بھی دلائل نبوۃ میں سے ہیں، جن میں نعاس وانزال المطر والتشبیت والتقلیل فی العین وغیرہ آثار نبوت ہیں۔

ہم قوم موسیٰ علیہ السلام کی طرح نہیں .... (۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابومحمد جناح بن بدیر بن جناح محاربی نے کوفے میں۔ دونوں نے کہا کہ ان کو ابوجعفر محمد بن علی بن رحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے اور ابو نعیم نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے مخارق سے، اس نے طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت مقداد ابن اسود کے ساتھ جنگ میں موجود تھا۔ مجھے ان کا مصاحب ہونا بہت پسند تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور وہ مشرکین کے خلاف بددعا کر رہے تھے تو مقداد نے کہا، ہم آپ کو ایسے نہیں کہیں گے جیسے قوم موسیٰ نے ان سے کہا تھا :

اذهب انت و ربك فقاتلا انا ههنا قاعدون ۔

جاؤ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم تو آپ کے آگے لڑیں گے، پیچھے لڑیں گے، دائیں بائیں لڑیں گے۔

ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ، یہ سُن کر چمک اُٹھا تھا اور آپ بہت خوش ہو گئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابونعیم سے۔ (کتاب المغازی۔ باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم ناستجاب لکم ۔ فتح الباری ۷/۲۸۷)

غزوہ بدر میں مشرکین کی ہلاکت کی جگہ کی نشاندہی کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن بکر بن عبدالرزاق تمار نے بصرہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد نے ثابت سے، اس نے انس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بُلایا اور بدر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اچانک انہوں نے قریش کے ایک آدمی کو بُلایا جو سیاہ فام غلام تھا بنو حجاج کا، اصحاب نبی نے اس کو پکڑا تھا اور اس سے پوچھنا شروع کیا کہ ابو سفیان کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے مگر قریش کے بارے میں بتا سکتا ہوں کہ وہ آ گئے ہیں (قریب میں)۔ ان میں ابوجہل ہے عتبہ ہے، شیبہ ہے، ربیعہ کے دونوں بیٹے ہیں، اُمیہ بن خلف ہے۔

کہتے ہیں جب اس نے ان کو یہ بتایا تو انہوں نے اس کی پٹائی کر دی۔ اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ مجھے چھوڑ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ جب انہوں نے اس کو چھوڑ دیا تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے ابوسفیان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے لیکن قریش تمہارے اُوپر آیا چاہتے ہیں۔ ان میں ابوجہل ہے اور ربیعہ کے بیٹے اور شیبہ ہیں، اُمیہ بن خلف ہے۔ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ باتیں سُن رہے تھے۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کہ اللہ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے تم لوگ اس کو مار رہے ہو حالانکہ وہ تمہیں سچ بتا رہا ہے اور تم اس کو چھوڑنا چاہتے ہو جب وہ تم سے جھوٹ بولے گا۔ یہ قریش ابوسفیان کی حفاظت کے لئے آ رہے ہیں۔

انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ جگہ فلاں کے مر کر گرنے کی ہے صبح۔ اور آپ نے زمین پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ اور فرمایا کہ یہ فلاں کے مر کر گرنے کی جگہ ہے صبح۔ پھر آپ نے زمین پر ہاتھ رکھ لیا۔ انس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جن جن کا نام لے کے جگہ آپ نے متعین کی تھی اس جگہ سے ذرا بھر بھی کوئی شخص ادھر اُدھر نہیں ہوا، اسی جگہ پر ہی مر کر گرے تھے۔ حضور ﷺ نے حکم فرمایا انہیں پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر بدر کی کھائی میں گرا دیا جائے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ الحدیث ص ۲۶۸۱۔ باب الاسیر ینال منہ ،یضرب۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابوعمرو بن ابوجعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم نے صحابہ سے مشورہ کیا، جب ان کو ابوسفیان کے آنے کی اطلاع پہنچی، ابوبکر صدیق نے بھی کلام کیا۔ حضور نے اس سے بھی صرف نظر کر لی، اس کے بعد عمر نے کلام کیا آپ نے اس سے بھی صرف نظر کر لی۔ پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی کہ کیا ہم لوگوں کی یعنی انصار کی رائے لینا چاہتے ہیں؟ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ہمیں حکم دیں کہ تم لوگ سمندر میں گھس جاؤ تو گھس جائیں گے اور اگر آپ حکم دیں گے کہ ہم اپنی سواریوں کو مقام برک الغماد پر دوڑا دیں تو ہم بھی وہی کریں گے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اعلان کے ذریعے بُلایا جانے کے لئے اور چل پڑے اور مقام بدر میں اُتر گئے۔ اس کے بعد راوی نے حدیث ذکر کی ہے۔ سیاہ فام غلام کے بارے میں جس کو انہوں نے پکڑ لیا تھا اور حضور کے اس قول کو جس میں فرمایا تھا کہ فلاں فلاں شخص قتل ہو کر فلاں جگہ مرے گا روایت موسیٰ کے مطابق۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ باب غزوۃ بدر الحدیث ص۸۳)

اور اسی طرح واقع ہوا ہے روایت سعید بن عبادہ میں اور اس کے سواء دیگر نے سعد بن معاذ کہا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن حسین بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد طیالسی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ ایک دوسرے کو پہلی تاریخ کا چاند دکھا رہے تھے۔ سب نے میرے سوا یہ کہا کہ اس نے دیکھ لیا ہے۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، اے امیر المؤمنین! کیا آپ نے اسے دیکھ لیا ہے۔ میں ان کو دکھانے لگا۔ جب وہ دیکھنے سے تھک گئے یعنی ان کو نظر نہ آیا تو وہ کہنے لگے میں تھوڑی دیر بعد اپنے بستر پر لیٹے لیٹے دیکھ لوں گا۔ اس کے بعد وہ ہمیں بدر کے متعلق بتانے لگے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خبر دے رہے تھے گذشتہ روز لوگوں کے گرنے اور جگہوں کے بارے میں کہ انشاء اللہ آئندہ صبح یہ جگہ فلاں کے گرنے کی ہوگی اور یہ جگہ انشاء اللہ فلاں کے گرنے کی ہوگی۔ میں قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا تھا اس جگہ حد سے انہوں نے خطاء نہ کی تھی بلکہ اسی اسی جگہ مرے تھے بلکہ اسی جگہ گرائے جاتے تھے اور اس کے بعد وہ قلیب بدر میں پھینک دیئے گئے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ آئے اور فرمانے لگے، اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں کیا تم نے اپنے ربّ کے وعدے کو سچا پالیا ہے؟ مجھے میرے ربّ نے جو وعدہ دیا تھا اسے سچا پالیا ہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ایسے جسموں سے کلام کر رہے ہیں جن کے اندر رُوحیں ہی نہیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سُن رہے بلکہ وہ خوب سُن رہے ہیں لیکن وہ میری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبان وغیرہ سے، اس نے سلیمان بن مغیرہ سے۔

(کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها۔ باب عرض مقعد المیت من الجنة والنار الحدیث ص۷۶)

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری اسفرائنی نے وہاں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو خبر دی یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے، ان کو شعبہ نے ابواسحاق سے، اس نے حارثہ سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اندر بدر والے دن گھڑ سوار کوئی نہیں تھا سوائے مقداد بن سعد کے، وہ کالے چٹے گھوڑے پر سوار تھے۔ اور میں نے دیکھا کہ ہم میں سے ہر کوئی سو رہا تھا سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کیکر کے درخت کے نیچے نماز پڑھتے رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی تھی۔ (النسائی سنن الکبریٰ، فی الصلوٰۃ۔ تحفۃ الاشرف ۷/۳۵۷)

غزوۂ بدر پر رسول ﷺ کا طویل سجدہ .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن سنان القزاز نے، ان کو عبداللہ بن مہید ابوعلی حنفی نے، ان کو عبیداللہ بن عبدالرحمٰن نے بن موہب سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اسماعیل بن عون نے عبیداللہ بن ابورافع سے، اس نے عبداللہ بن محمد عمر بن علی بن ابوطالب نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، اس نے علی بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب بدر کا دن تھا تو میں نے کچھ قتال کیا۔ اس کے بعد میں جلدی جلدی آیا تا کہ میں رسول اللہ کو دیکھوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ میں جب آیا تو وہ سجدہ کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے اور وہ ہمیشہ یہ کہتے رہے یاحی یا قیوم، یا حی یا قیوم اس پر کچھ اضافہ نہیں کیا۔ پھر میں قتال کی طرف واپس لوٹ گیا، پھر آپ بدستور سجدے میں تھے اور وہی پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد پھر میں قتال کے لئے چلا گیا۔ پھر تیسری بار آیا تو وہ بدستور سجدے میں تھے اور یہی پڑھ رہے تھے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دی۔

(طبقات ابن سعد ۲/۱۷۔ البدایۃ والنہایہ ۳/۲۶۷)

(۸) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ، ان کو خبر دی ابوالعباس اسماعیل بن عبداللہ بن محمد مکیالی نے ، ان کو عبداللہ احمد اھواز نے ، ان کو اسماعیل بن عثمان عسکری نے ، ان کو اعمش سے اس نے ابواسحاق سے ، اس نے ابوعبید سے ، اس نے عبداللہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں سُنا کسی قسم دینے والے کو کہ اس نے ایسی قسم دی ہو جو حق ہو ، جو مناشد زیادہ شدید ہو محمد ﷺ کے مناشد سے (اللہ کی قسم دینے سے)۔ یوم بدر میں آپ فرمارہے تھے :

اللهم انى أنشدك عهدك ووعدك۔ اللهم ان تهلك هذه العصابة لاتعبد ۔

اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں تیرے عہد کی اور تیرے وعدے کی ۔ اے اللہ! اگر آپ نے اس مختصری جماعت کو ہلاک کر دیا تو تیری عبادت نہیں کی جائے گی ۔

اس کے بعد حضور متوجہ ہوئے اور آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا بنا ہوا تھا ۔ اور آپ نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں آنے والی شام لوگوں کی ہلاکت کی جگہ ۔ (مسلم ۔ کتاب الجهاد ۔ باب الامداد بالملائكة فى غزوة بدر ۳/۱۳۸۳۔۱۳۸۴۔ مسندامام ۱/۳۰۔۳۲)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے اور عمران بن موسیٰ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وہب بن بطیہ نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی خالد بن عبداللہ نے خالد ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالاعلیٰ نرسی نے ، ان کو حدیث بیان کی عبدالوہاب نے ، ان کو خالد نے ، ان کو عبدالاعلیٰ نرسی نے ، ان کو عبدالوہاب نے ، ان کو خالد نے عکرمہ سے ، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے بدر والے دن اپنے خیمے میں کہا تھا :

اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں تیرے عہد کی اور وعدے کی ۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے دن کے بعد تو کبھی نہ پوجا جائے اور تیری کبھی بھی عبادت نہ کی جائے (یعنی آپ کی کبھی بھی عبادت پھر نہیں ہوگی)۔ اس کے بعد ابوبکر نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کافی ہے آپ کے لئے ، کافی ہے آپ کے لئے ۔ یارسول اللہ! آپ نے خوب عاجزی اور اصرار کیا اپنے ربّ کے ساتھ ۔ اس وقت حضور زرہ میں تھے آپ نے وہ اُتاری اور یہ پڑھنے لگے :

سيهزم الجمع ويولون الدبر ۔ بل الساعة موعد هم والساعة ادهى وامر ۔

(سورۃ القمر : آیت ۴۵۔۴۶)

عنقریب شکست کھائیں گے لشکر اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے بلکہ ان کے وعدے کا وقت قیامت ہے اور قیامت سب سے زیادہ خوفناک ہے اور سب سے زیادہ شدید کڑوی ہے ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عبداللہ بن حوطب سے ، اس نے عبدالوہاب ثقفی سے ۔

(کتاب التفسیر ۔ تفسیر سورۃ القمر ۔ باب قولہ سیهزم الجمع ، یولون الدبر ۔ الحدیث ص ۴۸۷۔ فتح الباری ۸/۶۱۹)

رسول اللہ ﷺ کا اپنے ربّ کو قسمیں دینا .... (۱۰) ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن احمد جرجانی نے ، ان کو ابویعلی نے ، ان کو زہیر بن حرب نے ، ان کو عمر بن یونس حنفی نے ، ان کو عکرمہ بن عمار نے ، ان کو ابوزمیل سماک حنفی نے ، ان کو عبداللہ بن عباس نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن خطاب نے ، وہ کہتے ہیں کہ جب بدر کا دن تھا ، رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی طرف دیکھا وہ ایک ہزار کی تعداد میں تھے اور آپ کے اصحاب تین سو انیس آدمی تھے ۔ حضور ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ دراز کر دیئے اور اپنے ربّ کے ساتھ خفیہ باتیں اسی حالت میں کیں کہ آپ کے ہاتھ بدستور دراز کئے ہوئے تھے ۔ قبلے کی طرف متوجہ تھے یہاں تک کہ آپ کے کندھے کے اُوپر سے چادر گر گئی تھی ۔

عمر بن خطاب نے یہ دیکھ کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ اتنا شدید آپ کا اپنے ربّ کو قسمیں دینا اتنی شدت ہے کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق آپ کے پاس آئے ، انہوں نے آپ کی چادر اُٹھا کر واپس آپ کے کندھوں پر ڈالی اور آپ کے اُوپر آپ کی چادر لپیٹ دی اور عرض کی

کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے ربّ کے ساتھ اس قدر شدید مناشد کیا ہے (قسمیں دی ہیں) عنقریب وہ اس وعدے کو پورا کرے گا جو آپ سے وعدہ کیا ہے۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری :

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین ۔

(سورۃ الانفال : آیت ۹)

جب تم لوگ اپنے ربّ سے فریاد کررہے تھے اور اس نے تمہاری دعا قبول کی تھی یہ کہہ کر کہ میں تمہاری امداد کرنے والا ہوں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو قطار اندر قطار ہوں گے۔

لہٰذا اللہ نے ان کی مدد فرمائی فرشتوں کے ذریعے۔

ابوزمیل نے کہا، مجھے حدیث بیان کی ہے ابن عباس نے، وہ کہتے ہیں کہ اچانک ایک آدمی تھا مسلمانوں میں اس دن، وہ بڑی کوشش کررہا تھا مشرکین سے کسی ایک کے تعاقب میں جو اس کے آگے آگے تھا۔ اچانک اس نے چابک کے مارنے کی آواز سُنی اپنے اُوپر سے، اور گھوڑے ہنہنانے کی آواز سُنی ، وہ (نظر نہ آنے والا آدمی) کہہ رہا تھا آگے بڑھ اے حیزوم (یہ فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے) ۔ اچانک اس صحابی نے دیکھا کہ وہ مشرک اس کے سامنے گر کر چت پڑا ہوا ہے۔ جب صحابی نے اسے دیکھا تو اس کی ناک کٹی ہوئی پڑی تھی اور اس کا چہرا چیرا ہوا تھا جیسے چابک اسے لگا تھا اور وہ پورا نیلا پڑ چکا تھا۔

وہ انصاری صحابی حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو بتایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہا ہے آپ نے ، یہ تیسرے آسمان سے آئی ہوئی مدد ہے۔

اس دن ستر مشرک قتل ہوئے اور ستر قیدی ہوئے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے۔

(کتاب الجہاد والسیر ۔ باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر)

ملائکہ کا مدد و نصرت کے لئے اُترنا .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے ایک چچازاد بھائی بدر میں حاضر تھے حالانکہ اس وقت ہم شرک پر تھے اور ہم لوگ ایک پہاڑ میں بیٹھے انتظار کررہے تھے شکست کے واقع ہونے کا کہ ہم بھی کسی چیز پر جھپٹیں گے، اتنے میں ایک بادل آیا جب وہ پہاڑ کے قریب ہوا تو میں نے اس کے اندر سے ایک گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سُنی اور اسی میں سے ہم نے ایک گھوڑے سوار کی آواز سُنی ۔ کہہ رہا تھا آگے بڑھو اے حیزوم (فرشتوں کے گھوڑے کا نام) ۔ بہر حال میرے ساتھی نے اپنے دل کا پردہ کھول لیا اور وہ اسی جگہ مرگیا اور بہر حال رہا میں تو میں بھی مرنے کے قریب ہی تھا اس کے بعد میں نے ہوش سنبھال لیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۳۔۲۷۴)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، اس نے بن عمرو بن حزم نے بنوساعدہ کے کسی آدمی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوسعید مالک بن ربیعہ سے۔ اس کے بعد ان کی نظر ضائع ہوگئی تھی۔

وہ کہتے ہیں کہ اگر میں بدر میں آج موجود ہوتا اور میری بینائی بھی موجود ہوتی تو میں تمہیں اس گھاٹی کی خبر دیتا جس سے فرشتے نکلے تھے۔ نہ میں شک کرتا ہوں اور نہ ہی جھگڑا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۴)

جب فرشتے نازل ہوئے تھے اور ابلیس نے ان کو دیکھا اور ادھر اللہ نے بتایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم لوگ پکارو اہل ایمان کو۔ اور فرشتوں کا اہل ایمان کو پکارنا بایں صورت تھا کہ فرشتہ آتا تھا آدمی کے پاس انسانی شکل میں جس کو وہ پہچانتا ہوتا تھا۔ وہ کہتے تھے تم لوگ خوش

ہو جاؤ یہ مشرک لوگ کچھ بھی نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے، وہ ان پر حملہ کر دیتے تھے۔ جب ابلیس نے فرشتوں کو دیکھا تو وہ اپنی ایڑیوں پر واپس لوٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں تم سے بیزار ہوں اور وہ فرشتہ سراقہ کی شکل میں تھا۔

اتنے میں ابوجہل سامنے آیا، وہ اپنے احباب کو جوش دلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تم لوگوں کو سراقہ کا بے مدد چھوڑ جانا خوف زدہ نہ کرے، بے شک وہ تو محمد ﷺ اور اس کے صحاب کے وعدے پر تھا۔ پھر بولا قسم ہے لات وعزیٰ کی ہم لوگ خالی واپس نہیں جائیں گے حتیٰ کہ ہم محمد (ﷺ) کو اس کے اصحاب کو پہاڑوں میں باندھ کر قید کریں گے۔ تم لوگ ان کو قتل نہ کرنا بلکہ گرفتار کرنا۔

(١٢) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو محمد بن محمد بن داؤد مسوری نے، ان کو عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس نے، ان کو عزیز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سلامہ نے عقیل سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابوحازم نے سہل بن سعد سے، کہا ابواُسید ساعدی نے اس وقت جب اس کی بینائی ختم ہوگئی تھی۔ اے بھتیجے! اللہ کی قسم اگر میں بدر میں ہوتا اور تم بھی اور پھر اللہ تعالیٰ میری نظر کھول دے تو میں تجھے وہ گھاٹی دکھا دیتا جس سے ہمارے اُوپر اس دن فرشتے نکلے تھے بغیر کسی شک کے، آپ بھی شک نہ کیجئے۔

(١٣) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن بُطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو ابن ابوحبیب نے داؤد بن حسین سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے (ح)۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی نے اپنے والد سے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عائذ بن یحییٰ نے ابوالحویرث سے، اس نے عمارہ بن اکیمہ لیثی سے، اس نے حکیم بن حزام سے، انہوں نے کہا جب جنگ شروع ہوگئی تو رسول اللہ دونوں ہاتھ اُٹھائے اللہ سے دعا مانگ رہے تھے اور جو اللہ نے ان سے وعدہ کیا تھا اور کہہ رہے تھے اے اللہ! اگر چہ مشرک لوگ اس مٹھی بھر جماعت پر غالب آ گئے تو شرک غالب ہو جائے گا اور تیرا دین قائم نہ ہو سکے گا۔ اور ابوبکر کہہ رہے تھے اللہ کی قسم! اللہ ضرور آپ کی مدد کرے گا، اللہ آپ کے چہرے کو ضرور چمکائے گا۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری :

الفا من الملائکه مرد فین

قطار اندر قطار ہزار فرشتے دشمن کے کندھوں کے پاس۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خوش ہو جاؤ اے ابوبکر یہ رہے جبرائیل علیہ السلام پیلا عمامہ باندھے ہوئے تین آسمان وزمین کے مابین اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہیں۔ جب زمین اُترے تو ایک ساعت کے لئے وہ مجھ سے ملے اور غائب ہوگئے۔ اس کے بعد وہ نمودار ہوئے حالانکہ اس کے سامنے کے دانت چمک رہے تھے اور وہ کہہ رہے تھے آپ کے پاس اللہ کی نصرت اسی وقت آ گئی تھی جب آپ دعا کر رہے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ٣/٢٧٦)

(١٤) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عبدالرحمٰن نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن محمد بن سلام نے، ان کو ابراہیم بن موسیٰ فراء نے، ان کو حدیث بیان کی عبدالوہاب نے، ان کو خالد نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے بدر والے دن فرمایا تھا، یہ رہے جبرائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے کے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اس پر آلات حرب لدے ہوئے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابراہیم بن موسیٰ سے۔ (کتاب المغازی۔ باب شہود الملائکۃ بدر الحدیث ص ٣٩٩٥۔ فتح الباری ٧/٣١٢)

(١٥) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ بن سعدی نے، ان کو خبر دی محمد بن خالد بن عثمہ نے، ان کو موسیٰ بن یعقوب زمعی نے، ان کو ابوالحویرث نے یہ کہ محمد بن جبیر بن مطعم نے، اس کو حدیث بیان کی ہے کہ اس نے حضرت علی ﷺ سے سُنا جو کہ خطبہ دے رہے تھے۔ فرمایا کہ میں قلیب بدر میں سے باہر آ رہا تھا اچانک شدید ہوا آئی جس نے مجھے واپس اسی جگہ

دھکیل دیا۔اس کے بعد پھر شدید ہوا آئی اس قدر شدید ہوا میں نے نہیں دیکھی مگر بس پہلے والی ہوا۔اس کے بعد پھر شدید ہوا آئی۔چنانچہ پہلی ہوا جبرائیل تھے جو ایک ہزار فرشتوں میں اُترے تھے رسول اللہ کے ساتھ مدد کے لئے جو کہ دائیں طرف تھے اور دوسری ہوا میکائیل علیہ السلام تھے جو حضور کی مدد کے لئے ہزار فرشتوں کے ساتھ اُترے تھے بائیں طرف تھے۔تیسری ہوا اسرافیل علیہ السلام تھے جو ایک ہزار فرشتے کے ساتھ حضور کی مدد کے لئے اُترے یہ بائیں طرف میسرہ میں تھے۔اور میں بھی میسرہ میں تھا۔

اللہ نے جب حضور کے دشمنوں کو شکست دی تو حضور نے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کیا،وہ بدکا جس کی وجہ سے میں گر گیا پیچھے کی طرف۔ پھر میں نے اللہ سے دعا کی اس نے مجھے روک دیا جب میں اس پر پوری طرح بیٹھ گیا تو میں نے اپنے اس ہاتھ سے قوم میں نیزہ مارا حتیٰ کہ اس نے اس جگہ کو رنگین وخون آلود کر دیا،اس نے اپنی بغل کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

الھیثمی فی مجمع الزوائد ۶/ ۷۷۔البدایۃ والنہایۃ ۳/ ۲۷۹۔السیرۃ الشامیۃ ۴/ ۶۱۔الخصائص الکبریٰ ۱/ ۲۰۰)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے مسفر بن کدام سے،اس نے ابوعون سے،اس نے ابوصالح سے،اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے،وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن مجھ سے ابوبکر سے کہا گیا تھا۔ہم میں سے ایک سے کہا گیا تھا کہ تیرے ساتھ جبرائیل ہے اور دوسرے سے کہا تھا کہ ترے ساتھ میکائیل اور اسرافیل فرشتے ہیں جو قتال میں موجود ہیں اور قتال کا مشاہدہ کر رہے ہیں،وہ خود قتال نہیں کر رہے مگر صف میں ہیں۔

(مسنداحمد ۲/ ۲۵۵۔البدایۃ والنہایۃ ۳/ ۲۷۹۔الخصائص الکبریٰ ۱/ ۲۰۱)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو حدیث یاد تھی ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے،ان کو محمد بن ابراہیم عبدی نے،ان کو یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے،ان کو محمد یحییٰ بن زکریا حمیدی نے،ان کو علاء بن کثیر نے،ان کو ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ نے،ان کو ابو امامہ بن سہل نے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے کہا تھا،اے بیٹے! ہم لوگوں نے بدر والے دن خود کو دیکھا تھا کہ ہم میں سے کوئی ایک آدمی اپنی تلوار کا اشارہ کرتا تھا کسی مشرک کے سر کی طرف لیکن اس کا سر اس کے دھڑ سے علیٰحدہ ہو کر گر جاتا تھا تلوار کے اس تک پہنچنے سے بھی قبل۔(البدایۃ والنہایۃ ۳/ ۳۸۰۔السیرۃ الشامیہ ۴/ ۶۳)

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کو ابن اسحاق نے،ان کو میرے والد اسحاق بن یسارن نے،ان کو بنی مازن کے کچھ مردوں نے ابوواقد لیثی سے،وہ کہتے ہیں کہ میں بدر والے دن مشرکین میں سے ایک کا تعاقب کر رہا تھا تا کہ میں اسے ماردوں مگر میں نے دیکھا کہ میری تلوار کے اس تک پہنچنے سے قبل ہی اس کا سر تن سے جدا ہو چکا ہے جس سے میں سمجھ گیا کہ میرے سوا کسی اور نے اس کو قتل کر دیا ہے۔

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کو عیسیٰ بن عبداللہ تیمی نے ربیع بن انس سے،وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن لوگ فرشتوں کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کو پہچان رہے تھے جن کو انہوں نے قتل کیا تھا گردن کے اُوپر سے۔اس وجہ سے کہ ان کے پوروں پر آگ کے ایسے نشان تھے جیسے اس سے جلائے گئے ہیں۔(البدایۃ والنہایۃ ۳/ ۲۸۱۔السیرۃ الشامیہ ۴/ ۶۳)

بدر کے دن فرشتوں کی پہچان سفید پگڑیاں .... (۲۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ دارمی نے، ان کو احمد بن محمد بن حسین نے،ان کو عمرو بن زاروہ نے،ان کو زیاد بن عبداللہ نے محمد بن اسحاق سے،اس نے کہا کہ مجھے اس نے خبر دی ہے جس کو میں جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا۔اس نے مقیم سے جو مولیٰ تھے عبداللہ بن حارث کے،اس نے ابن عباس سے،وہ کہتے ہیں کہ فرشتوں کی

پہچان بدر والے دن سفید پگڑیاں تھیں جن کے طرے و شملے پیٹھ کے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے اور یوم حنین میں سُرخ عمامے تھے اور ملائکہ نے کسی جنگ میں خود قتال نہیں کیا تھا سوائے جنگ بدر کے۔ دیگر جنگوں میں وہ تعداد بڑھانے اور مدد دینے کے لئے تھے وہ خود نہیں مارتے تھے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۴)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن ابوامیہ نے وہب بن عبداللہ سے، اس نے مولیٰ سہیل بن عمرو سے، اس نے سہیل بن عمرو سے۔ کہتے ہیں میں نے بدر والے دن ابلق گھوڑوں پر سوار سفید جوان دیکھے تھے جو آسمان و زمین کے درمیان تھے۔ ان پر نشان لگے ہوئے تھے وہ قتل بھی کر رہے تھے اور قید بھی کر رہے تھے۔

اور ابواسید ساعدی بعد میں حدیث بیان کرتا تھا کہ جب ان کی بینائی چلی گئی تھی کہتے تھے کہ میں آج بھی بدر میں تمہارے ساتھ ہوتا اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی دکھاتا جس میں سے فرشتے نکلے تھے۔ مجھے اس میں نہ کوئی شک ہے نہ ہی کوئی وہم ہے۔
(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۱۔ الخصائص الکبریٰ ۱/۲۰۱۔ سبل الھدیٰ ۴/۶۳)

وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی تھی خارجہ بن ابراہیم نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا تھا۔ کون کہہ رہا تھا فرشتوں میں سے بدر والے دن آگے بڑھ اے حیزوم؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا تھا اے محمد ﷺ! میں یہ آسمان کے فرشتوں کو نہیں پہچانتا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۱۔ سبل الھدیٰ ۴/۶۳)

وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اسحاق بن یحییٰ نے حمزہ بن صہیب سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کتنے ہاتھ کٹے ہوئے تھے یا کتنے گہرے زخم تھے جن کے زخم خون نہیں دے رہے تھے بدر والے دن میں نے انہیں دیکھا تھا۔
(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۱)

انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے ابوعقیل سے، اس نے محمد بن سہیل بن ابی خیثمہ سے، اس نے رافع بن خدیج سے، اس نے ابوبردہ بن بنار سے، وہ کہتے ہیں کہ میں بدر والے دن تین انسانی سر اُٹھا کر لایا اور حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیئے، اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان میں دو سر تو وہ ہے جن کو میں نے خود قتل کیا ہے۔ اور بہرحال تیسرا سر ایسا ہے کہ میں نے دیکھا تھا کہ ایک لمبے قد والا سفید رنگ کا آدمی تھا اس نے اس کو قتل کیا ہے اور میں یہ سر بھی لایا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا، یہ فلاں فرشتہ تھا۔
(ابن کثیر ۳/۲۸۱۔ الزوائد للہیثمی ۶/۸۳)

اور حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے کہ نہیں قتال کیا تھا ملائکہ نے مگر یوم بدر میں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۴)

کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابراہیم بن ابوحبیبہ نے داؤد بن حصین سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ فرشتہ کسی ایسے شخص کی صورت اختیار کرتا تھا لوگوں میں سے جس کو یہ لوگ جانتے ہوتے تھے وہ آ کر ان مجاہدین کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ اور وہ کہتا تھا تمہارے قریب میں ہوں۔ میں نے سُنا تھا ان لوگوں سے وہ کہتے تھے کہ اگر یہ لوگ مجھ پر حملہ کریں گے تو ہم ان کو رہنے نہیں دیں گے۔ یہ لوگ مشرک کچھ بھی نہیں ہیں۔ اسی بات کو بیان کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی تھی :

اذ یوحی ربك الی الملائکة انی معکم فثبتوا الذی آمنوا ۔ الخ

(سورۃ انفال : آیت ۱۲)

یاد کرو اس وقت کو جب تیرا ربّ وحی کرتا تھا فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم لوگ اہل ایمان کو پکار کھو۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ سائب بن جیش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم لوگوں میں سے کسی نے مجھے اسیر نہیں بنایا تھا۔ کہا گیا کہ کون؟ وہ کہنے لگے کہ جب قریش شکست کھا گئے میں بھی ان کے ساتھ ساتھ تھا میں بھی شکست کھا گیا۔ مجھے ایک سفید رنگ طویل قامت شخص نے پکڑ کر باندھ دیا۔ میں نے دیکھا وہ سفید گھوڑے پر سوار تھا آسمان وزمین کے درمیان قائم تھا۔ اس نے مجھے کس کر باندھ دیا۔ اتنے میں عبدالرحمٰن بن عوف آئے اس نے مجھے باندھا ہوا پایا تو اس نے لشکر میں اعلان کرنا شروع کیا کہ اس کو کس نے باندھ دیا ہے (یعنی یہ تو کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا)۔ کوئی ماننے کو تیار نہیں تھا کہ کسی نے مجھے بھی باندھ دیا۔ وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابن جیش تجھے کس نے قید کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں اس کو پہچانتا نہیں ہوں اور میں نے اس کو جس طرح دیکھا ہے میں ان کو بیان کرنا بھی پسند نہیں کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے فرشتوں نے باندھا ہے اے ابن عوف لے جائیے اپنے قیدی کو۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف مجھے لے گئے۔ سائب کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس جملے کو یاد کرتا تھا اور میرا اسلام مؤخر ہو گیا تھا حتیٰ کہ میرا معاملہ ہوا سو ہوا۔ (الواقدی ١/٦٨۔ البدایۃ والنہایۃ ٣/٢٨١۔ الخصائص الکبریٰ ١/٢٠٢)

کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عائذ بن یحییٰ نے ان کو ابوالویرث نے عمار بن اکیمہ لیثی سے، اس نے حکیم بن حزام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے خود دیکھا تھا بدر والے دن۔ تحقیق وادی خلص میں آسمان سے گھوڑے اترے تھے جنہوں نے آسمان کے کنارے کو بھر رکھا تھا اور وادی چیونٹیوں سے بہنے لگی تھی تو میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ یہ کوئی آسمانی چیز ہے جس کے ساتھ محمد ﷺ کی مدد کی گئی ہے اور وہ فرشتے تھے۔ لہٰذا کیا ہونا تھا شکست ہی ہونا تھی۔ (الواقدی فی المغازی ١/٨٠۔ ابن کثیر ٣/٢٨١)

(٢٢) اور اس میں سے جس کی مجھے خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، اس کو اجازت دی ہے کہ ابوالحسن بن صبیح نے، اس کو خبر دی ہے کہ عبداللہ بن محمد بن شرویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحٰق حنظلی نے، ان کو خبر دی وہب بن جریر بن حازم نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن اسحٰق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے جبیر بن مطعم سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو شکست کھا جانے سے قبل دیکھا تھا جب کہ لوگ قتال کر رہے تھے سیاہ گھوڑے دیکھے تھے جو آسمان سے آئے تھے، سیاہ چیونٹیوں کی طرح (کثرت کے ساتھ)۔ مجھے یقین ہے کہ وہ فرشتے تھے۔ پھر کیا ہوا شکست ہی ہوئی۔ (البدایۃ والنہایۃ ٣/٢٨٢۔ الخصائص الکبریٰ ١/٢٠٢)

ابن مبارک نے اس کے متابع بیان کی ہے محمد بن اسحٰق سے۔

باب ١٠

بدر میں قتال کی ابتداء اور جنگ پر آمادہ کرنا کیوں کر ہوا تھا؟

(١) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ حافظ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو شبابہ نے، ان کو اسرائیل نے ابواسحٰق سے، اس نے حارثہ سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینے میں آئے تو ہم نے مدینے میں پھل استعمال کئے لہٰذا ہمیں مدینے کی فضا و آب و ہوا موافق نہ آئی، بیمار ہو گئے ہمیں شدید بخار ہو گیا۔ اور حضور ﷺ بدر کے بارے میں معلومات کر رہے تھے۔ جب ہمیں خبر ملی کہ مشرکین (ہم سے لڑنے کے لئے) آرہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔ بدر ایک کنواں تھا لہٰذا ہم لوگوں نے مشرکین کے وہاں پہنچنے سے قبل پہل کی بدر پہنچنے میں۔ ہم نے وہاں دو آدمیوں کو پایا ایک آدمی قریش کا تھا دوسرا عقبہ بن ابومعیط کا غلام تھا۔ قریشی تو غائب ہو گیا وہاں سے باقی رہا عقبہ بن ابومعیط کا غلام سو اس کو ہم نے پکڑ لیا۔ ہم نے اس سے پوچھا

کہ اس طرف آنے والے قریشی کے لوگ کتنے ہیں؟ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم بہت بڑی تعداد میں ہیں۔ان کا شدید خطرہ ہے جب اس نے یہ بات بتائی تو مسلمانوں نے اس کی پٹائی شروع کردی اوراس کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔حضور ﷺ نے وہی سوال کیا کہ قریشی کتنی تعدار میں آرہے ہیں؟ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم بہت بڑی تعداد میں ہیں۔ان کی جنگ سخت ہوگی۔نبی کریم ﷺ نے کوشش کرلی کہ وہ پوری تعداد بتادے مگراس نے نہیں بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کتنے اُونٹ ذبح کرتے ہیں روزانہ۔اس نے بتایا کہ ہرروز دس اونٹ ذبح کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ایک ہزار افراد ہیں ایک اونٹ ایک سو بندوں کے لئے ہوتا ہے۔

اس کے بعد ہمیں رات کو بارش آن پہنچی ہم لوگ درخت کے نیچے چلے گئے اور خیمے تلے۔ہم اس کے ساتھ بارش سے بچاؤ کرنے لگے۔حضور ﷺ نے ساری رات اپنے رب سے دعا کرنے میں گزار دی تھی۔آپ ﷺ بار بار یہ کہتے رہے اے اللہ اگر آپ نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کردیا تو زمین پر آپ کی عبادت نہیں ہوگی۔جب صبح ہوگئی تو حضور ﷺ نے اعلان کیا کہ نماز قائم ہو رہی ہے۔لوگ درخت کے نیچے سے چلے آئے اور جھف سے حضور ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور قتال پر اُبھارا۔اس کے بعد فرمایا بے شک قریش کی جماعت اس سرخ پہاڑ کے پاس ہوگی۔جب مشرک قوم ہمارے قریب آئی اور ہم نے ان کے سامنے صف بندی کی۔ایک آدمی ان میں سے قوم میں چل رہا تھا ایک اونٹ پر۔حضور ﷺ نے فرمایا اے علی، حمزہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔وہ ان مسلمانوں میں سے مشرکین کے اس سرخ اُونٹ پرسوار کے زیادہ قریب تھے (حمزہ)۔اوراس بات کے لئے زیادہ موزوں تھے کہ ان سے کیا بات کرنی ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ہے قوم میں کوئی ایک جو خبر کا امر کرتا ہے تو قریب ہے کہ وہ صاحب ہو۔

اتنے میں حمزہ آگئے انہوں نے بتایا کہ وہ عقبہ بن ربیعہ ہے اور وہ منع کررہا ہے قتال سے۔اوران سے کہہ رہا ہے اے میری قوم! میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ موت کو گلے لگانا چاہتے ہیں۔تم لوگ ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے جبکہ تمہارے اندر سردار اور چیدہ لوگ موجود ہیں۔اے میری قوم! تم لوگ اس معاملے کو مجھ پر رکھ دو اور یہ کہہ دو کہ عقبہ نے بزدلی دکھائی ہے جب کہ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تم میں سے بزدل نہیں ہوں۔ابوجہل نے یہ بات سنی تو بولے عقبہ کیا تم یہ بات کہہ رہے ہو اللہ کی قسم اگر تیرے سوا کوئی اوراس بات کو کہتا تو میں اس کو کچا چبا جاتا لگتا ہے کہ تیرا سینہ خوف سے بھر چکا ہے۔عقبہ نے کہا کہ کیا آپ کی مراد مجھ سے ہے اے اپنی سرین کو پیلا کرنے والے (نہایہ میں ہے کہ یہ کہہ کراس نے اس کی بیٹی کے ساتھ تہمت لگائی تھی۔دوسری توجیہ یہ ہے کہ وہ خود اپنی سرین پر زعفران ملتا تھا۔تیسری توجیہ یہ ہے کہ وہ محاورہ ہے جو مالدار اور آسودہ حال شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس کو سختیوں کے تجربات نہ ہوئے ہوں)۔

عقبہ نے کہا عنقریب آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون بزدل ہے۔چنانچہ عقبہ مقابلے کے لئے باہر آیا اوراس کا بھائی اور اس کا بیٹا ولید بیک وقت غیرت کھا کر۔انہوں نے اعلان کیا کون ہمارے مقابلے پر آئے گا۔اتنے میں ایک انصاری شیبہ کے مقابلے پر آیا تو عقبہ نے کہا کہ نہیں ہم ان سے نہیں لڑنا پسند کریں گے بلکہ ہمارے مقابلے پر ہمارے چچازاد سے کوئی ہمارے سامنے آئے بنوعبدالمطلب میں سے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی اُٹھئے، اے حمزہ اُٹھئے، اے عبیدہ بن حارث۔لہٰذا قتل کردیا عقبہ اورشیبہ ربیعہ کے بیٹوں کو اور ولید بن عقبہ کو اور عبیدہ بن حارث زخمی ہوگئے تھے۔ہم لوگوں نے ان میں سے ستّر کو قتل کیا اور ستّر کو قیدی بنایا۔چنانچہ انصار میں سے ایک آدمی جو چھوٹے قد کا تھا وہ بنوہاشم کے ایک آدمی کو قیدی بنا کر لے آیا۔اس قیدی نے کہا اللہ کی قسم اس نے مجھے قید نہیں کیا اللہ کی قسم اسی شخص نے قید کیا ہے جو چہرے کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا۔اس کی کنپٹیوں کے بال صاف تھے، وہ سفید وسیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔مجھے وہ ان تمام لوگوں میں نظر نہیں آرہا۔اس انصاری نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے اسے قید کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم چپ ہو جاؤ، اللہ نے تیری تائید فرمائی تھی معزز فرشتے کے ذریعے۔حضرت علی ؓ نے فرمایا ہم نے بنوعبدالمطلب میں سے عباس کو اور عقیل کو اور نوفل بن حارث کو قید کیا تھا۔(مسند احمد ١/١١٧۔الزوائد للھیثمی ٦/٧٥۔البدایۃ والنہایۃ ٣/٢٧٧۔٢٧٨)

عمیر بن وہب کو جاسوسی کے لئے بھیجنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحٰق نے، ان کو ان کے والد اسحاق بن یسار نے انصار کے شیوخ میں سے۔ انہوں نے کہا کہ قریش نے بدر والے دن عمیر بن وہب کو بھیجا اور انہوں نے کہا تھا کہ تم ہمیں اصحابِ محمد ﷺ کا جائزہ لے کر بتاؤ۔ چنانچہ وہ لشکر کے گرد گھوم گیا گھوڑے پر سوار ہو کر، پھر وہ اس کے پاس لوٹ گیا۔ اس نے بتایا کہ تین سو پچاس ہیں یا کچھ کم و بیش ہیں لیکن تم لوگ میرا انتظار کرو میں وادی میں دیکھ کر آتا ہوں کیا پیچھے ان کی مدد میں اور ہیں یا کمین گاہ میں۔ اس نے وادی چھان ماری، غور سے دیکھا پھر آ کر بتایا کہ مجھے کچھ بھی نظر نہیں آیا لیکن سنو اے جماعت قریش میں نے بلائیں دیکھیں ہیں (بلایا بلیۃ کی جمع ہے)۔ ایک سواری یا ایک اُونٹنی کو کہتے تھے جس کو کسی میت کی قبر پر باندھ دیتے تھے۔ نہ اسے چارہ دیا جاتا تھا نہ پانی یہاں تک کہ وہ مرجاتی)۔

بعض عرب جو بعث کے قائل تھے وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اس قبر کا مردہ اسی پر اُٹھایا جائے گا)۔ عمیر نے کہا تھا کہ میں نے بلایا دیکھی ہیں جو مُردہ کو اٹھائی ہوئی ہیں اور اونٹ ہیں جو موت ثابت کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں نے ایسی اقوام دیکھی ہیں جن کے پیچھے کوئی ٹھکانہ نہیں اور ان کا تحفظ بس ان کی تلواریں ہیں اور بس۔ نہیں اللہ کی قسم میں نہیں دیکھتا کہ آدمی قتل ہوتا ہے جب وہ اپنے جیسے کو خود قتل کرلے۔ جب وہ اپنے برابر تعداد میں لوگوں کو قتل کرلیں (یعنی تم میں سے) تو اس کے بعد زندہ رہنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ باقی آپ لوگ اپنی رائے دیکھ لو۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۱۔۲۶۲)

ابن اسحٰق نے کہا اسی اسناد میں جو مذکور ہوئی ہے البتہ قصہ بدر ہے اور تحقیق ہم نے اس کو ذکر کیا ہے پہلے کہ جب حکیم بن حزام نے یہ بات سنی تو وہ چل کر لوگوں کے پاس گیا اور وہ جا کر عقبہ بن ربیعہ سے ملا اور کہنے لگا اے ابوالولید آپ قریش کے بڑے ہیں اور سردار ہیں اور ایسے مقام پر ہیں کہ آپ کی ہر بات مانی جاتی ہے۔ کیا آپ ایسی بات مانیں گے جس کے بعد آپ آخر وقت تک خیر وعافیت سے رہ جائیں؟ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ حکیم نے کہا آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور اپنے حلیف عمرو بن الحضرمی کے خون بہادینے کی ذمہ داری آپ لے لیں۔

عقبہ نے کہا ٹھیک ہے یہ تو میں مان لیتا ہوں لیکن تم جاؤ ابن حنظلیہ کے پاس یعنی ابوجہل کے پاس۔ اس کے بعد عقبہ لوگوں کو خطاب کرنے کھڑا ہوا۔ اے قریش کی جماعت! تم لوگ اللہ کی قسم کیا کرو گے محمد سے اور ان کے اصحاب سے ٹکرا کر۔ حالانکہ اللہ نے تمہارے قافلے کو تجارت دی ہے اور تمہارے مال بھی بچا لئے ہیں اب تمہیں ضرورت نہیں ہے کہ تم بے مقصد امر میں چلو۔ تم لوگ نکلے تھے اس لئے کہ تم اپنے قافلے کو بچاؤ اور اپنے مالوں کو بچاؤ وہ کام ہوگیا تو اب تم لوگ بزدلی کا الزام محمد پر ڈال دو اور واپس لوٹ چلو۔ اللہ کی قسم اگر تم لوگ محمد سے ٹکراؤ گے تو ہمیشہ ایک دوسرے کی نظروں میں بُرے بن جاؤ گے کیونکہ کوئی اپنے چچا کے بیٹے کو مارے گا کوئی ماموں کے بیٹے کو یا کسی دوسرے اپنے خاندان کے بندے کو۔ لہٰذا واپس لوٹ چلو اور محمد کے اور سارے عرب کے درمیان تخلیہ چھوڑ دو اگر وہ یعنی عرب آپ کو نقصان پہنچائیں گے تو یہ وہ بات جو تم چاہتے ہو اور اگر کوئی اس کو نقصان پہنچائے تو تم تو اس سے بچ کر نکل جاؤ گے تم کسی غیر ضروری امر کے درپے نہیں ہوگے۔

حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں ابوجہل کے پاس چلا گیا۔ میں نے جا کر کہا، اے ابوالحکم! مجھے عقبہ بن ربیعہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ ایسے ایسے کہہ رہے ہیں کہ ہم واپس چلے جائیں۔ ابوجہل نے خوب پھٹکارتے ہوئے کہا کہ اللہ کی قسم! محمد نے اس پر جادو کر دیا ہے جب اس نے اس کو دیکھا تھا تو اس پر جادو ہو گیا ہے، جیسے اس نے محمد کو اور اس کے اصحاب کو دیکھا ہے۔ ہرگز نہیں ایسے نہیں ہوسکتا۔ ہم واپس نہیں جائیں گے حتیٰ کہ اللہ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ کردے۔ کیا ہوگیا ہے عقبہ کو کہ اس نے ایسی بات کہی ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ محمد اور اس کے اصحاب اُونٹ کا گوشت کھارہے ہیں اور ان میں اس کا بیٹا بھی ہے اس لئے وہ تم سب کو ڈرارہا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۔۲۷۳)

اس کے بعد ابو جہل نے) عمرو بن الحضرمی کے بھائی) عامر بن الحضرمی کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارے حلیف عقبہ کا یہ حال ہے کہ وہ لوگوں کو واپس لے جانا چاہتا ہے (وہ چاہتا ہے کہ ہم تیرے بھائی کا بدلہ نہ لیں)۔ اور میں تیرا بدلہ اور قصاص تیری نظروں کے سامنے دیکھ رہا ہوں تو اُٹھ کھڑا ہو۔ لوگوں کو اپنے عہد کی یاد دہانی کرا، اور اپنے بھائی کا قتال یاد دلا۔ چنانچہ عامر حضرمی کھڑا ہو گیا، اس نے منہ سے کپڑا ہٹایا پھر وہ چیخا، اے عمرو ہے عمرو۔ چنانچہ اس کے بعد جنگ گرم ہوگئی یعنی برپا ہوگئی شروع ہوگئی اور لوگوں کا معاملہ خراب ہو گیا اور وہ جس شرارت پر تھے اس کو اس پر مزید پکا کر دیا اور لوگوں کی رائے خراب ہوگئی۔ جس رائے کی طرف اس نے لوگوں کو بلایا تھا۔

ابو جہل کا یہ قول جب عقبہ کو پہنچا اس نے گردن کی رگیں پھلاتے ہوئے کہا، عنقریب پیتل کے چوتڑوں والا دیکھ لے گا (یعنی ابو جہل) کہ ہم میں سے کون بزدل تھا جس نے اپنی قوم کو مروایا تھا، میں یا وہ۔

اس کے بعد عقبہ بن ربیعہ نے لوہے کا خود مانگا سر پر رکھنے کے لئے، مگر بدقسمتی سے اس کے لئے کوئی خود بھی نہ مل سکا جو اس کے سر پر پورا آسکے کیونکہ اس کا سر بڑا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی چادر سر پر لپیٹ لی تھی اور قریش کے کچھ حواری آئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پانی کے حوض سے پانی پیا، ان میں حکیم بن حزام بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑ و ان کو۔ جس جس نے بھی ان میں سے پانی پیا تھا وہ سارے مارے گئے تھے سوائے حکیم بن حزام کے وہ قتل نہیں ہوئے تھے اور اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ اسلام کو اچھا کر دکھایا۔ وہ جب بھی کوئی بات ہوتی تو کہتے تھے، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بدر والے دن بچا لیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۳۔۲۶۴)

وہ کہتے ہیں کہ جب اسود بن اسود نے حوض دیکھا تو کہا اللہ کی قسم! میرا جانا ہوا، جا کر یا تو حوض کو توڑ دیتا ہوں یا میں اس سے قبل مارا جاؤں گا اور وہ آدمی سخت خو تھا اس نے یہ قسم کھائی تھی بد اخلاق تھا۔ وہ حوض کو توڑنے کے لئے نکلا۔ ادھر سے ان کی طرف حمزہ بن عبد المطلب نکلے۔ انہوں نے اس کو مارا اور انہوں نے نصف پنڈلی سے اس کا پیر کاٹ دیا حالانکہ ابھی وہ حوض تک نہیں پہنچا تھا اور وہ پیٹھ کے بل گر گیا۔ اس نے اپنا خون آلود پیر اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک دیا اور وہ حوض کی طرف گھسٹنے لگا حتیٰ کہ وہ حوض میں جا پڑا اپنی قسم پوری کرنے کے لئے۔ حضرت اس کے پیچھے بھاگے اس کو مارنے کے لئے یہاں تک کہ انہوں نے جا کر اس کو حوض کے اندر ہی قتل کر دیا، یہ مشرکین میں سے پہلا مقتول تھا بدر میں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۴۔۲۶۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن منصور نے، ان کو اسرائیل نے ابو اسحاق سے، اس نے ابو عبیدہ سے، اس نے عبداللہ بن منصور سے، وہ کہتے ہیں کہ مشرکین ہم لوگوں کی نظروں میں بدر کے دن قلیل بتائے گئے تھے حتیٰ کہ میں نے ایک آدمی سے کہا تھا جو ہمارے پہلو میں کھڑا تھا کہ آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ یہ ستر افراد ہوں گے؟ اس نے کہا کہ میں ان کو سمجھتا ہوں کہ یہ ایک سو ہوں گے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے مشرکین کے ایک آدمی کو قید کیا تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے ہو؟ اس قیدی نے بتایا کہ ہم لوگ قریش ایک ہزار ہیں۔

☆☆☆

باب ۱۱

نبی کریم ﷺ کا یوم بدر میں قتال پر لوگوں کو اُبھارنا

اور اس دن کی جنگ کی شدت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابوالنضر نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے لبسبس کو جاسوس بنا کر بھیجا تھا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ ابوسفیان کا قافلہ کیا کر رہا ہے؟ وہ جب واپس آیا تو گھر میں میرے سوا کوئی اور نہیں تھا اور رسول اللہ کے سوا۔ کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس نے حضور کی بعض عورتوں کو مستثنیٰ کہا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو بات بتائی۔ حضور باہر آئے آپ نے لوگوں سے اس بارے میں بات کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری طلب ہے اور ضروریات ہیں جس کے پاس سواری ہو سوار ہونے کے لئے وہ ہمارے ساتھ چلے۔ کچھ لوگ آپ سے اجازت مانگنے لگے اپنی سواریوں کی جو بالائی مدینے میں تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ لوگ چلیں جن کی سواریاں فی الحال موجود ہیں۔

حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب مدینے سے روانہ ہو کر مشرکین سے قبل بدر میں پہنچ گئے (وہاں پر پانی کا وافر انتظام تھا اور مشہور منزل بھی دونوں فریقوں نے وہیں پہنچنا تھا) مشرکین بھی آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی بھی کسی کام سے نہ اُٹھے یہاں تک کہ میں خود بتاؤں گا۔ مشرکین قریب آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرما دیا اُٹھو جنت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان وزمین کی طرح فراخ ہے۔

اتنے میں عمیر بن حمام انصاری نے عرض کی، یارسول اللہ! کیا واقعی جنت کی وسعت ارض وسماء کے برابر ہے؟ فرمایا، جی ہاں۔ اس نے کہا بس بس بڑی بات ہے بڑی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے یہ لفظ بخ بخ کیوں کیا؟ اس نے بتایا کہ کچھ نہیں یارسول اللہ! بس اس امید پر کہ میں بھی اہل جنت میں سے ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمیر سے کہا واقعی تو اہل جنت سے ہے۔ اتنے میں اس نے اپنی ہتھیلی میں خشک کھجوریں نکالیں اور ان کو کھانے لگا اور کہنے لگا اگر میں زندہ رہا تو میں اپنی یہ کھجوریں کھاؤں گا زندگی بڑی پڑی ہے۔

یہ کہہ کر اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے پاس تھیں اور اس نے مشرکین سے قتال شروع کیا حتیٰ کہ قتل ہو گیا۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے اور ایک جماعت ابوالنضر سے۔

(البخاری۔ کتاب الامارۃ۔ باب نبوت الجنۃ للشہید الحدیث ص ۱۴۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عمرو بن محمد عنقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے حارثہ بن مضرب سے، اس نے حضرت علی ﷺ سے، وہ کہتے ہیں جب یوم بدر آیا تو ہم لوگ مشرکین سے بچنے کے لئے رسول اللہ کا سہارا لیتے تھے آپ سخت جنگجو تھے یعنی سب لوگوں سے زیادہ جنگجو تھے۔ (مسند امام احمد ۱/۱۲۶)

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن نے، ان کو حدیث بیان کی شبابہ نے، ان کو اسرائیل نے، اس نے ذکر کی اس کی مثل اور اس میں اس نے اضافہ کیا ہے (مقابلے کے لئے) رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کے سب سے زیادہ قریب اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو احمد بن عبداللہ بن یونس نے، ان کو عبدالرحمٰن بن غسیل نے عباس بن سہل بن سعد حمزہ بن ابوالسید ساعدی سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جب بدر میں باہم ٹکرائے تھے مشرکین کے ساتھ تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جب وہ تمہارے قریب ہوں (یعنی تمہاری رینج میں ہوں) جب ان کو تیر مارنا (کہ کہیں خواہ مخواہ ضائع نہ ہو) اور اپنے اپنے تیروں کو سیدھا رکھو (پہلے سے تیار رکھو)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے، ان کو ابوبکر بن درسہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو احمد بن سنان نے، ان کو ابواحمد زبیری نے، ان کو عبدالرحمن بن سلیمان بن غسیل نے حمزہ بن اسد سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن جب ہم نے صف بندی کی (مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب وہ تمہارے قریب آجائیں تو تم ان پر تیر چلا دینا اور اپنے تیروں کو سیدھا سامنے رکھو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن محمد جعفی سے، اس نے ابواحمد زبیری سے۔

(کتاب المغازی۔ باب حدثنی عبداللہ محمد الجعفی۔ فتح الباری ۷/۳۰۶۔ مسند احمد ۳/۴۹۸)

بدر کے دن مہاجرین کا شعار .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے ان کو حدیث بیان کی عمر بن عبداللہ بن عروہ نے حضرت عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بدر والے دن مہاجرین کا شعار اور علامتی نشان یا نبی عبدالرحمٰن مقرر کیا تھا اور بنوخذرج کا شعار یا نبی عبداللہ اور قبیلہ اوس والوں کا شعار یا نبی عبیداللہ مقرر کیا تھا اور اپنے گھوڑے کا نام خیل اللّٰہ رکھا تھا۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۶۹)

ابن سعد نے یہ اضافہ کیا ہے اپنی روایت میں کہ مجموعی شعار سب کے لئے یہ مقرر کیا تھا، یَا مَنۡصُوۡرَ أمت ۔

باب ۱۲

عتبہ بن ربیعہ اور اس کے دو ساتھیوں کا

میدانِ کارزار میں مقابلہ کا چیلنج کرنا اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا اپنے دین کی نصرت کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ حُرفی نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو حسن بن سلام نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابواسحاق نے حارثہ بن مضرب سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ عتبہ مقابلے کے لئے سامنے آئے اور ان کے بھائی شیبہ اور ان کے بیٹے ولید غیرت کھا کر اُٹھے اور کہنے لگے کوئی ہے ہم سے مقابلہ کرنے والا۔ چنانچہ ان کے مقابلے کے لئے انصار میں سے چند نوعمر جوان سامنے آئے مگر عتبہ نے کہا کہ ہم ان سے نہیں لڑنا چاہتے بلکہ ہمارے ساتھ مقابلہ ہمارے چچازادوں میں سے یعنی بنوعبدالمطلب میں سے کوئی سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُٹھئے اے علی، اُٹھے حمزہ، اُٹھئے اے عبید بن حارث۔ چنانچہ اللہ نے قتل کیا عتبہ اور شیبہ اُمیہ کے بیٹوں کو اور ولید بن عتبہ کو اور زخمی ہو گیا تھا عبید بن حارث۔ (مسند احمد ۱/۱۱۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن درسہ نے ابوداؤد نے، ان کو ہارون بن عبداللہ نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو خبر دی اسرائیل نے، اس نے ان کو ذکر کیا اپنی اسناد کے ساتھ اور اسی مفہوم کے ساتھ۔ انہوں نے اضافہ کیا ہے۔ حمزہ آئے عتبہ کے

مقابلے کے لئے اور میں آیا شیبہ کے لئے عبیدہ اور ولید میں دو ضربوں کا تبادلہ ہوا۔ دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو بوجھل کر دیا پھر ہم لوگ ولید پر بل پڑے اسے قتل کر دیا اور عبید کو ہم نے اُٹھالیا۔

حضرت حمزہ کا شیبہ کو قتل کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان سے جن سے قصہ بدر مروی ہے اس نے کہا، پھر عتبہ اور شیبہ اور ولید مقابلے کے لئے نکلے اور انہوں نے مقابلے کے لئے چیلنج دیا۔ لہٰذا اس کے مقابلے کے لئے انصار کے کچھ نوجوان سامنے آئے یعنی عوف اور معوذ عفرآء کے بیٹے اور ایک دوسرا آدمی جسے عبداللہ بن رواحہ کہا جاتا تھا۔ عتبہ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم انصار کا گروہ ہیں، عتبہ ان لوگوں سے بولے کہ ہم کو آپ لوگوں سے کوسروکار نہیں ہے۔ اس کے بعد ان کے منادی نے اعلان کیا اے محمد! ہمارے مقابلے پر ہماری ہی کفو کے لوگوں کو نکالئے ہماری قوم میں سے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُٹھئے اے حمزہ، اُٹھئے اے علی، اُٹھئے اے عبید۔ جب مقابلے کے لئے کھڑے ہوگئے اور ان کے قریب ہوئے تو مشرکین نے کہا جی ہاں عزت والے کفو تو ہیں۔ چنانچہ عبید نے عتبہ کو مقابلہ کیا، دونوں نے ایک دوسرے کو چوٹیں دیں اور ایک دوسرے کو مضبوط پکڑ لیا۔ اور حمزہ نے شیبہ کا مقابلہ کیا اور اس کو اس کی جگہ پر قتل کر دیا۔ اور علی نے ولید کا مقابلہ کیا اس نے اس کو بھی اسی جگہ قتل کر دیا۔ اس کے بعد دونوں نے پلٹ کر عتبہ پر حملہ کیا اور دونوں نے اس کو قتل کر دیا اور اپنے ساتھی کو زخمی حالت میں اُٹھالائے۔ اور سامان میں ان کی حفاظت کی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے کوفے میں، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو سفیان بن سعید نے، ان کو ابوہاشم نے، ان کو ابومجلز نے قیس بن عباد سے، اس نے ابوذر سے، وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی:

هذان خصمان اختصموا فی ربهم۔ (سورۃ الحج: آیت ۱۹)

(یہ دو لڑنے والے ہیں جو اپنے رب کے لئے لڑ رہے ہیں)۔

فرمایا کہ یہ علی اور حمزہ اور عبید بن حارث۔ اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ثوری سے۔ (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ حج۔ باب ہذان خصمان اختصموا۔ فتح الباری ۸/۴۴۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو خبر دی محمد بن عبدالملک نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو سلیمان تیمی نے، ان کو ابومجلز نے قیس بن عباد سے، وہ کہتے ہیں کہ علی حمزہ اور عبیدہ بن حارث اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نے باہم مقابلہ کیا انہیں کے بارے میں یہ آیت اُتری:

هذان خصمان اختصموا فی ربهم۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوبکر بن عبداللہ وراق نے بغداد میں، ان کو ابراہیم بن عبیداللہ بصری نے، ان کو محمد بن اعلیٰ نے، ان کو معتمر بن سلیمان تیمی نے اپنے والد سے، اس نے ابومجلز سے، اس نے قیس بن عباد سے، وہ کہتے ہیں کہ علی بن ابوطالب نے انہوں نے کہا کہ میں پہلا شخص ہوں گا جو اللہ کے آگے قیامت کے دن خصومت کے لئے بحث کروں گا۔

کہتے ہیں کہ قیس نے کہا اس نے مذکورہ معنی اور مفہوم ذکر کیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح محمد بن عبداللہ رواشی سے، اس نے معتمر سے۔ (کتاب المغازی۔ باب قتل ابی جہل)

☆☆☆

باب ۱۳

ابوجہل بن ہشام کا

کفرواسلام کی دونوں صفوں کے ٹکرانے کے وقت فتح کی دعا کرنا اور ابوجہل کا یہ (دعائیہ) قول یا اس کا جس کافر نے بھی ان میں سے کیا تھا مکے میں

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ئْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔ (سورۃ الانفال: آیت ۳۲)

اے اللہ! اگر یہ قرآن اور یہ دین محمد سچ ہے تیری طرف سے تو پھر ہمارے اُوپر پتھروں کی بارش برسا کر ہمیں ہلاک کردے یا ہمارے اُوپر کوئی دردناک عذاب بھیج دے .... (لہذا اللہ نے بدر والے دن عذاب دیا تھا ان کو تلوار کے ذریعے)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر عذری نے کہ بے شک فتح مانگنے والا بدر کے دن ابوجہل بن ہشام تھا۔ ابن ثعلبہ کہتے ہیں کہ جب دونوں جماعتیں باہم ٹکرائیں تو ابوجہل نے کہا تھا، اے اللہ! ہمارے رشتوں کو کاٹ دے اور ہمارے اُوپر ان لوگوں کو مسلط کر کے لے آ جن کو ہم نہیں جانتے اور مجھے صبح تک ہلاک کردے۔

فرمایا کہ اسی کے نتیجے میں وہ قتل ہوگیا، اسی کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَ كُمُ الْفَتْحُ ۔ الخ (سورۃ الانفال : آیت ۱۹)

صالح بن کیسان نے زہری سے اس کی متابع حدیث بیان کی ہے۔ آیت کا مفہوم اس طرح ہے کہ "اگر تم فتح ونصرت مانگتے ہو تو تمہارے پاس فتح آ چکی ہے۔ الخ

اس مفہوم آیت کے بارے میں تین اقوال ہیں :

(۱) یہ کہ یہ خطاب ہے کفار کے لئے، کیونکہ انہوں نے فتح ونصرت مانگی تھی مسلمانوں کے خلاف۔

(۲) یہ کہ یہ خطاب ہے اہل ایمان کے لئے یعنی اگر تم نصرت اور مدد مانگتے ہو تو تمہارے پاس نصرت ومدد آ چکی ہے۔ الخ

(۳) یہ کہ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَ كُمُ الْفَتْحُ ۔ الخ یہ اہل ایمان کو خطاب ہو اور باقی ماندہ خطاب کفار کے لئے ہے۔

تفصیل میں طوالت ہے اصل کتاب کے حاشیہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (از مترجم)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کئی بار، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن نضر نے، ان کو عبیداللہ بن معاذ نے بن معاذ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی، ہمارے والد نے، ان کو حدیث بیان کی شعبہ نے عبدالحمید صاحب زیادہ سے، وہ کہتے ہیں حضرت انس سے یہ حدیث سُنی گئی تھی، وہ کہتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا تھا :

اللهم ان كان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السمآء اوائتنا بعذاب اليم ـ
(سورۃ انفال : آیت ۳۲)

اے اللہ! اگر یہ قرآن یہ دین محمدی حق سچ ہے تیری طرف سے تو ہمارے اُوپر پتھروں کی بارش برسا کر ہلاک کردے یا ہمارے پاس کوئی دردناک عذاب بھیج دے۔

لہٰذا جواب میں یہ آیت نازل ہوئی :

وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون ـ
(سورہ انفال : آیت ۳۳)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اس حالت میں عذاب نہیں دیتے کہ آپ بھی ان کے اندر موجود ہوں، اور اس طرح بھی اللہ ان کو عذاب نہیں دیتے کہ جب وہ توبہ استغفار کررہے ہوں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن نضر سے۔ (البخاری فی تفسیر سورۃ الانفال۔ باب وما کان اللہ للیعذبہم۔ فتح الباری ۸/۳۰۹)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن احمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے، اس نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم وما كان الله معذ بهم وهم يستغفرون ـ
(سورہ انفال : آیت ۳۳)

ابن عباس فرماتے ہیں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس حالت میں عذاب نہیں دیتا یا ان پر عذاب نہیں بھیجتا جبکہ ان کے نبی ان کے بیچ موجود ہوں بلکہ پہلے وہاں سے نکال لیتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون ـ

اس فقرے میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جس کے مقدر میں اللہ کی طرف سے ایمان میں داخل ہونا پہلے ہو چکا ہے بس وہی استغفار ہے (استغفار یعنی ایمان کے ساتھ بھی اللہ عذاب نہیں دیتا کسی کو)۔

اس کے بعد اللہ نے کفار کے بارے میں ارشاد فرمایا :

وما كان الله ليذر المؤمنين على ما انتم عليه حتىٰ يميز الخبيث من الطيب ـ

کہ اللہ تعالیٰ خبیث کے فرق کے بغیر اور تمیز کے بغیر بھی نہیں چھوڑے گا۔ بلکہ اس نے اہل سعادت کو اہل شقاوت سے نمایاں اور ممتاز کردیا ہے۔

پھر فرمایا :

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰه ـ (سورہ آل عمران : آیت ۱۷۹)

کہ ایسا بھی ہوسکتا کہ اللہ ان کو بالکل بھی عذاب نہیں دے گا۔ حالانکہ وہ مسجد الحرام سے رکاوٹ بن رہے ہوں۔

لہٰذا اللہ نے ان کو بدر میں تلوار کے ساتھ عذاب دیا تھا۔

(۴)　ہمیں خبر دی حاکم ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد یوسف نے آخرین میں، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن معیب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے حاکم ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوحامد بن محمد نے اور

ابوبکراحمد بن محمد اسماعیلی فقیہ طابران میں، ابوعبدالرحمٰن احمد بن محمد بن محمود ہزار نے شہرنساء میں، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عمر بن عبدالرحمٰن بن عمر بحرائی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے حاکم ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابوالحسین حجاجی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عمیر نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعید جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے برید بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبردہ نے ابوموسیٰ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی اُمت کے ساتھ رحمت وشفقت والا معاملہ کرنا چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے تو اللہ اُمت کے لئے ان کے آگے اس کو فرط اور سلف، آگے گیا ہوا اور پیش رو بنا دیتا ہے (یعنی اس کو پہلے سے ان کے لئے سفارش بنا دیتا ہے)۔

اور اللہ تعالیٰ جب کسی اُمت کی ہلاکت وتباہی کا ارادہ کرتا ہے تو ان کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے، حالانکہ ان کا نبی موجود ہوتا ہے زندہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے ان کو ہلاک کر کے۔ کیونکہ انہوں نے اس نبی کی تکذیب کی ہوتی ہے اور اس کے حکم کی نافرمانی کہ ہوتی ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ (کتاب الفضائل۔ باب اذا ارادالله تعالیٰ رحمة امة)

اور کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی گئی ہے ابواسامہ سے اور اس نے جس نے اس کو روایت کیا ہے ابراہیم بن سعید جوہری سے، اس نے اس کے متن میں یہ اضافہ کیا ہے فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ اللہ اس اُمت کو پھر اس طرح ہلاک کرتا ہے کہ ان کا نبی خود اپنی آنکھوں سے اس تباہی کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

باب ۱۴

۱۔ (کفر واسلام کی) دونوں جماعتوں کا باہم ٹکرانا اور اس موقع پر فرشتوں کا نازل ہونا۔

۲۔ اور نبی کریم ﷺ کا مٹی کی مٹھی بھر کر پھینکنے سے برکات کا ظہور ہونا۔

۳۔ اور اللہ تعالیٰ کا مشرکین وکفار کے دلوں میں رعب ڈالنا۔

یہ سب امور آثارت نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ فرکی نے، ان کو احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو حدیث بیان کی عثمان بن سعید درامی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو حدیث بیان کی ہے معاویہ بن صالح نے علی بن ابی طلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ ۔ (سورۂ انفال: آیت ۷)

فرمایا کہ اہلِ مکہ کا قافلہ آیا تھا شام کے ملک جا رہا تھا اہلِ مدینہ کو اس بات کی خبر پہنچی وہ لوگ بھی نکلے ان میں رسول اللہ ﷺ بھی تھے وہ قافلے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس بات کی خبر اہلِ مکہ کو بھی پہنچ گئی لہٰذا وہ لوگ جلدی جلدی چل کر قافلے کی حفاظت کے لئے پہنچے تا کہ نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب اس قافلے پر قبضہ نہ کرلیں۔ چنانچہ قافلہ متعین مقام سے رسول اللہ ﷺ سے سبقت کر گیا اور پہلے گذر گیا۔ اور اللہ نے مسلمانوں کو دو میں سے ایک گروہ یا جماعت کا وعدہ دیا تھا (یعنی یا تو قافلہ اور اس کا سامان ہاتھ لگے گا یا قریش کا گروہ ہاتھ لگے گا جو قدیم دشمن تھے)۔ حضور ﷺ اور اصحاب پسند یہ کرتے تھے کہ وہ قافلے سے ملیں اس میں تکلیف کم برداشت کرنا پڑے گی اور غنیمت بھی وافر حاصل ہوگی۔ مگر جب قافلہ پہلے نکل گیا اور آپ اس سے رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر نکلے۔ آپ کا ارادہ قوم قریش سے ملنا تھا مگر قریش نے مسلمانوں کی روانگی کو ناپسند کیا کیونکہ قریش کو اپنے غلبے اور کثرت کا زعم اور گھمنڈ تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ اور مسلمان جس مقام پر اُترے ان کے درمیان پانی اور پانی کے درمیان ریت خالص تھی۔

مسلمانوں کو شدید کمزوری پہنچ چکی تھی اور شیطان نے ان کے دلوں میں مایوسی بھی ڈال دی تھی وہ ان کو وسوسے دلا رہا تھا کہ تم یہ گمان کرو کہ تم اللہ کے دوست ہو اور تمہارے اندر اللہ کا رسول ہے۔ تمہارے اوپر مشرک غالب آئے گئے حالانکہ تم ایسے ایسے ہو۔ لہٰذا اللہ نے شدید بارش برسائی مسلمانوں نے پانی پیا اور طہارت کی۔ اللہ نے ان سے شیطانی نجاست دور کردی اور وہ ریت جم کر پکی جگہ بن گئی۔

راوی نے ایک کلمہ اور ذکر کیا ہے مسلمانوں کو بارش پہنچی اور اس پر لوگ چلے، جانور بھی چلے۔ اور مسلمانوں نے قوم قریش کے پڑاؤ کی طرف پیش قدمی کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اور مؤمنوں کی مدد فرمائی ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ تھے جو علیحدہ تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ تھے جو کہ علیحدہ تھے (الدر المنثور) اور ابلیس اپنے لشکر سمیت آیا شیاطین کا لشکر لے کر۔ ان کے پاس ایک جھنڈا تھا بنو مدلج کے کچھ مردوں کی شکل وصورت میں اور شیطان سراقہ بن مالک جعشم کی شکل میں تھا۔

چنانچہ شیطان نے مشرکوں سے کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم سے غالب نہیں ہے اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب قوم نے صف باندھی تو ابوجہل نے کہا اے اللہ! ہم حق کے لئے سب سے بہتر ہیں اور لائق ہیں لہٰذا حق کی مدد فرما۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی اے میرے رب اگر تو نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو کبھی بھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

لہٰذا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا آپ مٹی کی ایک مٹھی بھر لیجئے۔ آپ ﷺ نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور وہ مٹی ان کفار ومشرکین کے مونہوں پر چلے گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ابلیس کی طرف متوجہ ہوئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے دیکھا تو ابلیس کے ہاتھ میں ایک مشرک آدمی کا ہاتھ تھا جلدی سے ابلیس نے اپنا ہاتھ اس سے کھینچ لیا اور ابلیس بھی اور اس کی جماعت بھی واپس پیٹھ پھیر کر مڑ گئے۔ اس آدمی نے کہا سراقہ کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم ہمارے ساتھ رہو گے تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا :

انی اری ما لا ترون انی اخاف اللّٰہ و اللّٰہ شدید العقاب ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۸)

بے شک میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اللہ سخت پکڑ کرنے والا ہے

یہ اُس وقت کہا جب اس نے ملائکہ کو دیکھا۔ (الدر المنثور ۳/۱۶۹)

کفار کا ایک مٹھی مٹی سے شکست کھانا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جھم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، ان کو موسیٰ بن یعقوب نے، زمعی نے اپنے چچا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوبکر بن سلیمان بن ابوشمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا مروان بن حکم سے۔ وہ سوال کر رہے تھے حکیم بن حزام سے یوم بدر کے

بارے میں مگر ناپسند کررہے تھے اس کو۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس پر اصرار کیا لہٰذا حکیم نے کہا ہم لوگ باہم ٹکرا گئے تھے اور ہم نے خوب قتال کیا۔ میں نے ایک آواز سنی تھی جو آسمان سے زمین پر پڑی تھی جیسے کنکریاں تھالی میں گرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مٹھی بھری تھی اور وہ ماری تھی لہٰذا ہم لوگ شکست کھا گئے تھے۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۵)

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی ابواسحٰق بن محمد نے، اس نے عبدالرحمٰن بن محمد بن عبید نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے، اس نے کہا کہ میں نے سنا نوفل بن معاویہ دیلی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم بدر والے دن شکست کھا گئے تھے اور ہم سن رہے تھے جیسے تھالی میں کنکریاں گرتی ہیں۔ جو گری تھیں ہمارے آگے اور پیچھے اور اس بات سے ہم لوگوں پر شدید رعب اور خوف طاری ہو گیا تھا۔
(الواقدی ۱/۹۵)

(۳) ہمیں خبر دی احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن جبیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن خلیل تشری نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عباس یعنی ابن ابوسلمہ نے موسیٰ بن یعقوب سے، اس نے یزید بن عبداللہ سے، اس نے ابوبکر بن سلیمان بن ابوخثمعہ سے، اس نے حکم بن حزام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے آسمان سے آواز سنی تھی جیسے کوئی چیز نیچے گری ہو گویا وہ آواز ہے کنکریوں کی تھالی میں گرنے کی۔ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن وہ کنکریاں ماری تھیں۔ ہم لوگوں میں سے کوئی ایک باقی نہیں بچا تھا (سب کی آنکھوں میں وہ پہنچ گئی تھیں)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے یزید بن رومان سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، اس نے زہری سے اور محمد بن یحیٰی بن حبان سے اور عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور عبداللہ بن ابوبکر سے اور ان کے علاوہ دیگر ہمارے علماء سے۔

اس نے حدیث ذکر کی یوم بدر کے بارے میں۔ یہاں تک اس نے کہا ہے کہ وہاں پر رسول اللہ ﷺ ایک عرش (چھپر) تلے موجود تھے اور حضرت ابوبکر ؓ ان کے ساتھ تھے ان دونوں کے علاوہ ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ چنانچہ (مسلم اور مشرک) دونوں جماعتوں کے لوگ ایک دوسرے سے قریب ہونا شروع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو قسم دینا شروع کی اس کی جو رب نے ان سے وعدہ فرمایا تھا نصرت کا وعدہ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذا الْعِصابَتَہُ الْیَوْم لَا تُعْبَدْ

اے اللہ بے شک آپ اگر اس تھوڑی سی جماعت کو ہلاک کر دیں گے پھر آپ کی عبادت نہیں کی جائے گی۔

اور حضرت ابوبکر ؓ فرمارہے تھے آپ اپنے رب کو قسم دینا کم کر دیں یا رسول اللہ ﷺ۔ بے شک اللہ پورا کرنے والا ہے اس کو جو اس نے آپ کی نصرت کا وعدہ کیا تھا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ پر ہلکی سی نیند طاری ہو گئی تھی اس کے بعد آپ بیدار ہو گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جائیے ابوبکر تیرے پاس اللہ کی نصرت آ گئی۔ یہ رہے جبرئیل علیہ السلام جو اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہیں اس کو چلا کر لا رہے ہیں۔ اس کے سامنے کے راستوں پر غبار ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نکلے۔ آپ نے اپنے اصحاب کو پانی پلایا اور ان کو تیار کیا اور فرمایا کہ کوئی آدمی قتال کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لے یہاں تک کہ ہم اس کو اجازت دیں گے۔ جب وہ تمہیں چھپا لیں یعنی تمہارے قریب آ جائیں تو ان کو تیر مارو بھالے کے ساتھ۔ اس کے بعد لوگ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہونے کے لئے ایک دوسرے سے قریب تر ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ عرش سے باہر آئے۔ آپ ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھائی پھر اس کے ساتھ قریش کی طرف منہ کیا اور اس کو ان کے مونہوں پر پھونک ماردی اور فرمایا: شَاھَتِ الْوُجُوْہُ ،

رسوا ہو جائیں یہ چہرے۔ مراد یہ ہے قبیح ہو جائیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا حملہ کردواے مسلمانو۔ چنانچہ مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور اللہ نے قریش کو شکست دی اور مارے گئے۔ جو لوگ مارے گئے ان کے شرفا میں سے قیدی ہو گئے ان میں سے جو قیدی ہوئے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۷۔۲۶۸)

ملائکہ کا مدد کے لئے گھاٹی سے باہر آنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عمر بن احمد بن شوذب واسطی نے واسط میں، وہ کہتے ہیں کہ احمد بن سنان حاضر ہوئے میرے والد اور میرے داداد کے ساتھ مجلس میں۔ وہ حدیث بیان کر رہے تھے اور میں سن رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی یزید بن ہارون نے، وہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن ابوبکر نے کہا مجھے حدیث بیان کی بعض نے بنو ساعدہ میں سے، اس نے ابواسید مالک بن ربیعہ سے۔ اور وہ بدر والے دن حاضر ہوئے تھے یہ بات کہہ رہے تھے جب ان کی بینائی جا چکی تھی۔ کہا کہ اگر آج میں تمہارے ساتھ بدر میں ہوتا اور میری نظر موجود ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی دکھا دیتا جس سے فرشتے باہر نکلے تھے (یعنی اہلِ بدر مسلمانوں کی نصرت کرنے کے لئے)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۴)

باب ۱۵

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی دعاء قبول فرمائی ہر اس شخص کے خلاف

جو مکے میں رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچاتے تھے کفار و قریش میں سے، یہاں تک کہ وہ سارے اپنے بھائی بندوں سمیت بدر میں قتل کر دیئے گئے

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی نے کوفے میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجعفر محمد بن علی بن رحیم شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے، ان کو خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی اسرائیل نے ابواسحٰق سے، اس نے عمرو بن میمون سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کعبے کے پاس اور قریش کی جماعت اپنی اپنی مجالس میں بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ اچانک کسی کہنے والے نے ان میں سے کہا کیا تم لوگ دیکھتے نہیں اس ریا دکھاوے باز کو۔ کون اُٹھتا ہے ال بنوفلاں کے ذبح ہونے والے اُونٹوں کی غلاظت لا کر اس کے اوپر ڈال دے جب یہ سجدے میں جائیں۔ چنانچہ ان میں سب سے بڑا شقی اور ایذا ابخت اُٹھا اس نے یہ گستاخی کر ڈالی۔

حضور ﷺ اس کے باوجود سجدے میں پڑے رہے۔ یہ شیطان کھل کھلا کر ایک دوسرے پر گر رہے تھے اور خوب زور زور سے ہنس رہے تھے۔ کوئی گیا اس نے جا کر آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا وہ اس وقت لڑکی تھیں وہ دوڑی دوڑی آئیں اور آ کر اپنے والد کے کندھے سے وہ گندگی ہٹائی۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کو گالیاں دینے لگیں۔ حضور ﷺ جب نماز پوری کر چکے تو کہا : اَللّٰھُمَّ عَلَیْكَ بِقُرَیْشٍ ، تین بار کہا، اے اللہ! قریش کو اپنی پکڑ میں لے لے۔ اے اللہ عمرو بن ہشام کو یعنی ابوجہل کو اور عتبہ بن ربیعہ کو، شیبہ بن ربیعہ کو، ولید بن عتبہ کو، امیہ بن خلف کو، عقبہ بن ابومعیط کو، عمارہ بن ولید کو (ہلاک کر دے)۔ عبداللہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے ان سب لوگوں کا حشر

بدر والے دن دیکھا کہ میدان میں پچھاڑے پڑے تھے اور وہ قلیب بدر کی طرف گھسیٹ کر ڈل دیئے گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا اللہ قلیب بدر میں ڈالے جانے والوں پر لعنت فرما۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے احمد بن اسحٰق سے اس نے عبداللہ سے۔ اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی دیگر وجودہ سے ابواسحٰق سے۔

(البخاری۔ کتاب الوضو۔ باب اذا القی علی ظہر المصلی قدر۔ فتح الباری ۱/ ۳۴۹۔ مسلم۔ کتاب المغازی۔ باب مالقی النبی ﷺ من اذا المشرکین والمنافقین)

ابوجہل کا دو انصاری لڑکوں کے ہاتھوں قتل ہونا

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی سقانے، اور ابوالحسن علی بن محمد بن مقریٔ اسفرائینوں نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی الحسن بن محمد بن اسحٰق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن ابوبکر، وہ کہتے ہیں کہ ان کو محمد بن ماحشوں نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے والد ابراہیم سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عوف سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بدر والے دن صف میں کھڑا ہوا تھا میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دونوں طرف دو انصاری لڑکے کھڑے ہوئے تھے، نوعمر تھے۔ میں نے سوچا کہ کاش کہ میرے دائیں بائیں ان سے کوئی بھاری بھرکم جوان ہوتا۔ اتنے میں ایک نے مجھے گھونسہ مارا اور مجھ سے پوچھا اے چچا کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، آپ کو اس سے کیا کام ہے؟ کہا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں نے اس کو دیکھ لیا تو میرا سایہ اس کے سائے سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ مرجائے گا۔ مجھے حیرانی ہوئی یہ سن کر۔

اتنے میں دوسرے نے مجھے گھونسہ مارا اور پوچھنے لگا اے چچا کیا آپ ابوجہل کو جانتے ہیں؟ اس نے بھی پہلے لڑکے والی بات پوچھی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میں نے ابوجہل کو دیکھا وہ لوگوں کی صفوں میں گھوم رہا تھا۔ میں نے بتایا کہ کیا دونوں اس شخص کو دیکھ نہیں رہے یہی تو تمہارا مطلوب ہے جس کے بارے میں تم دونوں نے پوچھا تھا۔ بس اتنا کہنا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہوئے دوڑے۔ دونوں اس کو اپنی تلوار ماری اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد بھاگ کر نبی کریم ﷺ کے پاس آگئے اور حضور ﷺ کو اس کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے؟ ہر ایک نے کہا کہ اس نے اس کو مارا ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم دونوں نے اپنی تلوار کو صاف کرلیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ نہیں کیا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے دونوں کی تلوار دیکھی اور آپ نے تصدیق کر دی کہ واقعی تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ابوجہل کے چھینے ہوئے سامان کا فیصلہ دونوں کے لئے کر دیا تھا۔ ایک معاذ بن عمرو تھے دوسرے معاذ بن عفراء تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدود سے۔ (البخاری۔ کتاب الخمس۔ باب من لم یخمس الاسلاب)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ باب استحاق القاتل سلب القتیل الحدیث ص ۴۲)

ان دونوں نے یوسف بن یعقوب سے بن ماحشوں سے۔

معاذ بن عمرو کا زخمی ہاتھ سے قتال کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حسین بن علی درامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عمرو بن زرارہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی زیاد بن عبداللہ نے محمد بن اسحٰق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ثور بن یزدی نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے، اس نے ابن عباس سے اور عبداللہ بن ابوبکر سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا تھا معاذ بن عمرو بن جموع نے جو بھائی تھے بنوسلمہ کے کہ میں نے سنا تھا

قوم سے، حالانکہ ابوجہل ایک بڑے درخت کی مثل ہے اور وہ لوگ اس کو کہتے تھے ابوالحکم کی طرف کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے جب یہ بات سنی تو میں نے یہ دل میں رکھ لی۔ لہٰذا میں اس کی طرف متوجہ ہو گیا جیسے مجھے موقع ملا میں نے اس پر حملہ کر دیا اور میں نے تلوار کا ایک ہی وار ایسا کیا کہ اس کا ایک پیر کاٹ دیا پنڈلی سے۔

اللہ کی قسم میں اس کے سوا اس کو تشبیہ نہیں دے سکتا کہ وہ جب گرا اور ہلاک ہو گیا مگر جیسے اس پتھر سے کچل کر گرتی ہے جس پتھر کے ساتھ اس کو مارتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابوجہل کا بیٹے عکرمہ نے مجھے مارا تھا میرے کندھے پر جس سے میرا ہاتھ کٹ کر چمڑے کے ساتھ لٹک گیا تھا میرے پہلو سے اور مجھے قتال نے اس کی طرف توجہ کرنے سے مصروف کیے رکھا۔ میں دن بھر لڑتا رہا اور میں نے اس کو اپنے پیچھے ڈال دیا تھا جب اس سے مجھے شدید تکلیف ہو گئی تھی۔ اذیت ہونے لگی تو میں نے اپنا قدم اس کے اوپر رکھا پھر اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر معاذ اس کے بعد بھی زندہ رہے حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ ابوجہل کے پاس سے گذرے بدر میں اور وہ معاذ بن عفراء کے ہاتھوں مقتول ہو چکا تھا۔ اس نے اسے ضرب ماری تھی حتیٰ کہ میں اس کے مقتل پر پہنچا اس کی زندگی کے آخری سانس تھے اور معوذ نے آ کر اس کو قتل کر دیا۔ اتنے میں عبداللہ بن مسعود ادھر سے گذرے ابوجہل کے پاس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو مقتولین میں تلاش کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا تھا جہاں تک مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم لوگ دیکھو اگر وہ مخفی رہے تم سے مقتولین میں تو تم ان کے گھٹنے پر زخم کا نشان دیکھنا۔ فرمایا کہ عبداللہ بن جدعان کے ہاں کھانے کی دعوت تھی ہم لوگ لڑ رہے تھے ہم لوگوں نے بھیڑ بھاڑ اور دھکم پیل کی۔ میں ابوجہل کے قریب تھا میں نے اس کو دھکا دیا تھا جس سے وہ گھٹنے کے بل گر گیا تھا اور اس کے گھٹنے پر چوٹ یا خراش لگ گئی تھی اور وہ نشان بعد میں ہمیشہ باقی رہا تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میدانِ بدر میں میں نے ابوجہل کو پا لیا تھا اس آخری سانس تھے۔ میں نے اسے پہچان لیا تھا اور میں نے اپنا پیر اس کی گردن پر رکھ لیا تھا کیوں کہ اس نے مجھے ایک مرتبہ مکے میں پکڑ لیا تھا۔ میں نے اس سے کہا اللہ کے دشمن کیا اللہ نے تجھے رسوا کر دیا ہے؟ اس نے کہا کس چیز سے رسوا کر دیا ہے۔ ایک آدمی نے زیادتی کی ہے جس کو تم لوگوں نے قتل کر دیا ہے۔ اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ فتح کس کی ہوئی ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ بنو مخزوم کے کچھ لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اس نے کہا تھا اے بکریوں کے چرواہے میں بہت مشکل جگہ پر چڑھا ہوں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجہل کا سر تن سے جدا کیا اور میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا میں نے کہا یہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا واقعی؟ اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہوتی تھی جب آپ حلف اٹھاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا جی ہاں واقعی یہ اللہ کے دشمن کا سر ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے بعد میں نے وہ سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پھینک دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد کی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۵۔ تاریخ ابن کثیر ۲/۲۸۷)

ابوجہل کا مرتے وقت بھی تکبر کرنا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حنبل بن اسحٰق نے، ان کو احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان تیمی نے یہ کہ ان کو انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون دیکھ کر آتا ہے کہ ابوجہل کس حال میں ہے۔ لہٰذا ابن مسعود رضی اللہ عنہ چلے گئے۔ انہوں نے اس کو اس حال میں پایا کہ ابن عفراء نے اسے تلوار ماری تھی

یہاں تک کہ اس کو اس نے ٹھنڈا کر دیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جا کر کہا کیا تو ابو جہل ہے؟ انہوں نے جا کر اس کی داڑھی سے پکڑ کر کہا تھا۔ ابو جہل جو کہ مرنے کے قریب تھا، اس نے کہا بتا کیا مجھ سے بڑا کوئی جوان ہے جس کو تم لوگوں نے مارا ہے یا جس کو اس کی قوم نے مارا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے اور احمد بن یونس سے، اس نے زہیر سے۔

(کتاب المغازی۔ باب قتل الجاہل۔ فتح الباری ۷/۲۹۳۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ۳/۱۴۲۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمر وادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن خزیمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوموسیٰ نے، ان کو معاذ نے اور ابن ابوعدی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان نے، ان کو حدیث بیان کی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کون معلوم کر کے آتا ہے کہ ابوجہل نے کیا کیا ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں جاتا ہوں۔ وہ گئے انہوں نے دیکھا کہ ابوجہل کو عفراء کے دو بیٹوں نے قتل کر دیا تھا یہاں تک وہ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی داڑھی سے پکڑ کر کہا تھا کیا تو ابوجہل ہے؟ اس نے کہا (جو کہ مرنے کے قریب تھا) بھلا مجھ سے بڑھ کر کوئی آدمی قتل کیا ہے تم لوگوں نے؟ یا اس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دو طریقوں سے سلیمان سے۔ (فتح الباری ۷/۲۹۳)

(۶) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعمرو بسطانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے الہیثم بن خلف دوری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعید جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل نے قیس سے، اس نے عبداللہ سے کہ وہ ابوجہل کے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا تحقیق اللہ نے اس کو رسوا کیا ہے۔ اس نے کہا کیا تم لوگوں نے مجھ سے بڑا کوئی جوان مارا ہے؟ (یعنی بڑا آدمی میں ہوں جس کو تم نے مارا ہے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن نمیر سے، اس نے ابواسامہ سے۔ (فتح الباری ۷/۲۹۳)

اور ابوجہل کے یہ الفاظ تھے هَلُ اَعُمدیعنی هَلُ رَادَ ۔ مراد یہ ہے کہ میرے لئے مرجانا کوئی عار نہیں ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی اسفرائینی نے، وہاں پر ان کو حدیث بیان کی حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو عثام بن علی نے ان کو اعمش نے ابواسحٰق سے، اس نے ابوعبیدہ سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوجہل کے پاس پہنچا وہ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کا خود اس کے اوپر رکھا تھا اور اس کی بہترین تلوار اس کے پاس پڑی تھی۔ اور میرے پاس ایک پرانی تلوار تھی اس سے اس کے سر پر کچوکے مارے اور میں نے یاد دلائے جیسے وہ مکے میں میرے سر پر مارتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے ہاتھ تھک گئے۔ پھر میں نے اس کی تلوار لے لی۔ اس نے سر اُوپر اُٹھایا اور کہنے لگا کہ کس کی فتح ہوئی ہے ہمارے یا ہمارے خلاف؟ کیا تو ہماری بکریوں کا چرواہا نہیں تھا۔

کہتے ہیں کہ اس نے اس کو پوری طرح قتل کر دیا۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں نے کہا کہ میں نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے مگر وہی ہے۔ حضور نے تین بار مجھے قسم دی۔ اس کے بعد آپ میرے ساتھ آئے ان کے پاس اور ان پر بد دعا فرمائی۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۸۸۔۲۸۹)

ابوجہل اس اُمت کا فرعون تھا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن اسحاق قزاری نے خیانی سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے ابوعبیدہ سے، اس نے ابن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا بدر والے دن۔ میں نے کہا کہ میں نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے، آپ نے فرمایا، واقعی تجھے قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں نے کہا قسم ہے

اسی ذات کی جس کے بغیر کوئی اللہ نہیں ہے۔ دو یا تین مرتبہ فرمایا پھر آپ نے فرمایا، اللہ اکبر اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور جس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور جس نے تمام گروہوں کو اکیلے شکست دی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ چلئے مجھے دکھایئے، میں گیا اور جا کر دکھایا۔ آپ نے فرمایا یہ اس اُمت کا فرعون تھا۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ تاریخ ابن کثیر ۲۸۹/۳)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن جہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن فرج بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے کہ رسول اللہ ﷺ عفراء کے دونوں بیٹوں کے گرنے کی جگہ پر آ کر کھڑے ہوئے اور دعا کی، اللہ تعالیٰ عفراء کے دونوں بیٹوں پر رحم فرما، وہ دونوں اس اُمت کے فرعون (یعنی ابوجہل) کے قتل میں دونوں شریک تھے (وہ اس اُمت کا فرعون اور کافر کے سرغنوں کا سرغنہ تھا) کہا گیا یا رسول اللہ اور کس نے قتل کیا تھا ان کے ساتھ اس کو؟ فرمایا کہ فرشتوں نے اور ابن مسعود نے وہ بھی اس کے قتل میں شریک تھا۔ (مغازی الواقدی ۹۱/۱۔ تاریخ ابن کثیر: ۲۸۹/۳)

ابوجہل کے قتل کی تصدیق ہو جانے پر حضور ﷺ کا سجدے میں گر جانا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عنبریں بن ازہر نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ کے پاس بدر والے دن ابوجہل کے قتل کی خوشخبری دینے والا آیا تو آپ نے تین بار اس سے اللہ کی قسم لی تھی، تم کو اللہ کی قسم ہے جس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں۔ کیا واقعی آپ نے اس کو مقتول پڑا ہوا دیکھا ہے۔ اس بشارت دینے والے نے قسم کھا کر بتایا تو حضور اللہ کے حضور سجدے میں گر گئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۸۹/۳)

فتح بدر کی بشارت پانے پر حضور کا دو رکعت صلوٰۃ الضحیٰ پڑھنا

(۱۱) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوعلی حامد بن محمد بن عبداللہ ھروی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن عبدالعزیز نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابونعیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلمہ بن رجاء نے، شعثاء سے، وہ بنو رسد کی ایک عورت تھی۔ انہوں نے کہا عبداللہ بن روفی میرے پاس آئے میں نے انہیں دیکھا کہ انہوں نے دو رکعت نماز صلوٰۃ الضحیٰ پڑھی تو اس کی عورت نے اس سے کہا آپ نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضور نے بھی صلوٰۃ دو رکعت پڑھی تھیں جب آپ کو بدر میں فتح کی خوشخبری سُنائی گئی تھی اور جس وقت آپ کے پاس ابوجہل کا سر لایا گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۸۹/۳)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی مجالد نے شعبی سے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ میں مقام بدر سے گزرا، میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ زمین سے باہر آنا چاہتا ہے لہٰذا دوسرا آدمی اس کو لوہے کے ہتھوڑے کے ساتھ اُوپر سے مارتا ہے جو اس کے پاس ہے، یہاں تک کہ وہ زمین میں چھپ جاتا ہے، پھر وہ نکلنے کی کوشش کرتا ہے پھر اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ اور بار بار اس کے ساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ابوجہل بن ہشام ہے اس کو قیامت کے دن تک اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۹۰/۳)

اُمیہ بن خلف کا قتل ہونا .... (۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا نے، ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن حمزہ نے، ان کو یوسف بن ماجشون نے، ان کو صالح بن ابراہیم نے یعنی ابن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے اور اُمیہ بن خلف کے مابین ایک تحریری معاہدہ تھا وہ یہ کہ میں جب مکے میں آؤں گا تو وہ میری حفاظت کریں گے اور وہ جب مدینے میں آئیں گے تو میں ان کی حفاظت کروں گا۔ میں نے

جب الرحمٰن ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میں رحمٰن کو نہیں جانتا۔ میرے ساتھ تحریر لکھیں اپنے اُسی نام کے ساتھ جو جاہلیت میں تھا۔ میں نے اس کو لکھ کر دیا عَبْدَ عَمْرُوْ ۔ جب یوم بدر کا موقع آیا تو میں اس کو گھاٹی کی طرف لے گیا تا کہ میں اس کی حفاظت کروں یہاں تک کہ لوگ امن میں ہو جائیں۔ مگر اس کو بلال بن رباح نے دیکھ لیا وہ نکلا یہاں تک کہ انصار کی ایک مجلس میں آ کر کھڑا ہوا۔ لہٰذا امیہ بن خلف نے کہا کہ آج اگر اُمیہ بچ گیا تو آپ نہیں بچو گے لہٰذا بلال بن رباح کے ساتھ انصار کی ایک جماعت روانہ ہوئی ہم لوگوں کی تلاش میں۔

جب مجھے ڈر لگنے لگا کہ وہ لوگ ہمارے پاس پہنچ جائیں گے اس جگہ پر، میں نے اس کے بیٹے کو چھوڑ دیا تا کہ میں ان کو اس کے ساتھ مصروف کرسکوں۔ مگر انہوں نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ ہمارے پیچھے پیچھے آئے۔ اُمیہ بھاری آدمی تھا میں نے اس سے کہا کہ تم دوزانوں ہو کر نیچے گر جاؤ، وہ ایسے ہوگیا۔ میں نے اپنے آپ کو اس کے اُوپر گرا دیا تا کہ اس کو ان سے بچا سکوں مگر انہوں نے اس کو میرے نیچے سے ہی اپنی تلواروں کے ساتھ ڈھانپ لیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا اور ایک نے میرے پیر کو بھی زخمی کر دیا اور عبدالرحمٰن اس کا نشان اپنے پیر کے اُوپر دکھایا کرتے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے، اس نے یوسف سے، وہ کہتے ہیں :

صاغیتی وما غیتة برید با الصاعیة ۔ الحاشیة والا تباع ومن یصفی الیه منهم اسماعیل ۔
(فتح الباری ۴/۴۸۰)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابن اسحاق نے مجھے حدیث بیان کی ہے صالح بن ابراہیم نے بن عبدالرحمٰن بن عوف نے، دونوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کہا کرتے تھے کہ اُمیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور اس وقت میرا نام عبد عمرو تھا جب میں مسلمان ہو گیا تو میں نے اپنا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ لیا۔

ایک مرتبہ وہ مجھے ملا تو کہنے لگا اے ابوعبد عمرو کیا آپ نے اس نام سے اعراض کر لیا جو نام تمہارے والد نے رکھا تھا۔ میں نے بتایا کہ جی ہاں، اللہ نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دے دی ہے۔ لہٰذا میں نے عبدالرحمٰن نام رکھ لیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں رحمٰن کو نہیں پہچانتا۔ اب اگر میں آپ کو پہلے والے نام سے پکاروں تو تم جواب نہیں دو گے اور دوسرے نام کے ساتھ آپ کو نہیں پکاروں گا۔ لہٰذا میرے اور اپنے درمیان کوئی ایسی چیز طے کر لو کہ میں جب اس کے ساتھ پکاروں تو آپ مجھے جواب دیں۔ میں نے کہا اے ابوعلی آپ جو چاہیں مجھے پکاریں۔ اس نے کہا تم عبدالا الہ ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں میں واقعی عبد الا الہ ہوں۔ لہٰذا اس کے بعد وہ جب بھی مجھے ملتا تو یوں کہتا اے عبدالاالہٰ۔

چنانچہ جب یوم البدر آیا اور لوگ شکست کھا گئے تو میں نے کئی زرہ چھین لیں میں انہیں اُٹھا کر لے جا رہا تھا کہ مجھے اُمیہ نے دیکھ لیا وہ اپنے بیٹے کے ساتھ کھڑا تھا میرے انتظار میں بیٹے کو ہاتھ تھامے ہوئے۔ اس نے کہا اے عبد عمرو، میں نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے پھر پکارا یا عبد الا اللہ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا کہ کیا میرے بارے میں اور میرے بیٹے کے بارے میں کوئی دلچسپی ہے؟ ہم لوگ تیرے لئے بہتر ثابت ہوں گے ان زرہوں سے جنہیں اب اُٹھا کر کے جا رہے ہو۔ میں نے کہا کہ جی ہاں کیوں نہیں، اللہ کی قسم ضرور۔ چنانچہ میں نے وہ وہ زرہیں پھینک دیں اور اُسے ہاتھ سے پکڑ لیا اور اُس کے بیٹے کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اس نے کہا کہ میں نے آج کے دن جیسا کوئی دن نہیں دیکھا۔ کیا تم لوگوں کو دودھ کی ضرورت ہے؟ مراد ان کی یہ تھی کہ بطور فدیہ کے (یعنی جو ہمیں قید کرے گا میں اس کو کثیر البن اُونٹنیاں بطور فدیہ دے دوں گا)۔

عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں ان دونوں کے ساتھ ابھی چل ہی رہا تھا کہ اچانک ان کو میرے ساتھ بلال بن رباح نے دیکھ لیا۔ اس نے کہا کہ کفر کا سردار اُمیہ بن خلف ہے (یعنی یہ تا حال زندہ کیسے بچ گیا ہے)۔ یہ زندہ رہا تو میں نہیں رہوں گا۔ میں نے اس سے کہا اے بلال یہ دونوں میرے قیدی ہیں کیا آپ نہیں مانیں گے؟ اس نے پھر کہا کہ اگر یہ بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا۔ میں نے کہا، کیا آپ سُنیں گے اے کالی ماں کے بیٹے؟ مگر اس نے کہا میں نہیں رہوں گا اگر یہ زندہ رہا۔

اس کے بعد اس نے چیخ کر کہا بلند آواز کے ساتھ۔ اے انصار کی جماعت کفر کا سرغنہ اُمیہ بن خلف یہ رہا۔ میں نہیں رہوں گا اگر یہ بچ نکلا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ہمیں اپنے گھیرے میں لے لیا کنگن کی طرح۔ میں ان دونوں کا دفاع کرتا رہا اور میں کہہ رہا تھا کہ یہ دونوں میرے قیدی ہیں۔

اچانک ایک آدمی نے پیچھے سے حملہ کر کے اس کے پیروں پر تلوار ماری، دونوں کو مارا جس سے ان کو اس نے گرا دیا۔ اتنے میں اُمیہ نے چیخ ماری اس قدر زور سے کہ میں نے اتنی زور کی چیخ کبھی نہیں سُنی۔ میں نے اُمیہ سے کہا کہ آپ اپنے آپ کو بچا لیجئے اللہ کی قسم میں تجھے اس وقت کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ مگر اس کو کوئی چیز بچانے والی نہ تھی۔ بس انہوں نے آپ کو تلواروں کے ساتھ اس پر ٹوٹ پڑے حتیٰ اس سے فارغ ہو گئے اور عبدالرحمٰن کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ بلال پر رحم کرے میری زرہیں بھی گئیں اور اس نے مجھے میرے قیدیوں کی مانند دکھ دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۷۱۔۲۷۳)

رسول اللہ کا کفار مقتولین بدر کا خطاب کرنا .... (۱۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنال نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو حدیث بیان کی روح نے، وہ کہتے ہیں کہ کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ذکر کیا تھا انس بن مالک نے ابوطلحہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ بدر والے دن صنادید کف میں سے چوبیس آدمیوں کے بارے میں حکم دیا تھا وہ پھینکے گئے تھے بدر کے کنویں میں اس طرح کہ وہ مردار تھے اور مردار کر دیئے گئے تھے۔ حضور کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ کسی قوم پر فتح پا لیتے تھے تو تین دن وہاں رہتے تھے اسی میدان کے اندر حسب عادت۔

جب بدر میں بھی تیسرا دن شروع ہو گیا تو آپ نے حکم دیا آپ کی اُونٹنی پر سنج کسے گئے۔ اس کے بعد آپ پیدل چلتے گئے آپ کے صحابہ پیچھے پیچھے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ شاید آپ کام کے لئے پیدل چلے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کنویں کی منڈیر پر جا کر کھڑے ہوئے اور آپ نے مارے جانے والے کفار ومشرکین کے نام لے کر اور ان کے باپ کے نام لے کر پکارنا شروع کیا، اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں کیا یہ بات آسان نہ تھی تمہارے لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے، بے شک ہم نے سچا پا لیا ہے اس وعدے کو جس کا وعدہ ہمارے رب نے ہمیں دیا تھا۔ کیا تم نے بھی اپنے ربّ کا وعدہ سچا پایا ہے؟

حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ ایسے جسموں سے نہیں بات کر رہے جن کے اندر روح نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے آپ میری بات کو جو میں کہہ رہا ہوں ان سے زیادہ نہیں سُن رہے ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ان کو زندہ کر دیا تھا اور ان کو حضور کا قول سُنا دیا تھا ڈانٹ سُنوانے کے لئے اور ان کی ذلت وتحقیر کے لئے اور ناراضگی اور افسوس وندامت کے لئے۔ (البخاری کتاب المغازی الحدیث ص ۳۹۷۶۔ فتح الباری ۷/ ۳۰۰۔۳۰۱۔ مسلم ۴/ ۲۲۰۴)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے اور مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن حاتم سے ان دونوں نے روح بن عبادہ سے۔ اور حضرت قتادہ کے قول میں اُس حدیث کا جواب ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا انکار مروی ہے۔ مُردوں کو سُنوانے کے بارے میں۔

اس میں جو ہمیں خبر دی ہے محمد عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار عطاروی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے، ان کو ہشام نے اپنے والد سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی کھائی پر کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ بے شک وہ البتہ سن رہے ہیں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں بات یوں نہیں ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا سوائے اس کے میں (بلکہ) یوں فرمایا تھا بے شک وہ جانتے ہیں کہ میں جو کچھ ان سے کہتا تھا وہ حق ہے بے شک انہوں نے خود جگہ بنائی ہے جسم میں اپنے ٹھکانوں کی۔ بے شک اللہ عزوجل فرماتے ہیں :

انك لا تسمع الموتیٰ بے شک اے پیغمبر آپ نہیں سُنوا سکتے مُردوں کو وما انت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر ۔ اور آپ نہیں سُنوا سکتے ان کو جو قبروں میں پڑے ہیں آپ تو بس ڈرانے والے ہیں۔ (سورہ النمل : آیت ۸۰)

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابواسامہ وغیرہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۰۱)

اس نے ہشام بن عروہ سے۔ اور جو روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ روایت کا جواب نہیں بن سکتی جس کو ابن عمر نے روایت کیا ہے کیونکہ علم سماع سے نہیں روکتا۔ تحقیق ابن عمر نے اس کی موافقت کی ہے اپنی روایت میں اس کی جو حاضر تھا۔ واقعہ میں ابوطلحہ انصاری اور دونوں نے استدلال کیا ہے اللہ کے اس قول کے ساتھ انک لاتسمع الموتیٰ۔ اس میں نظر ہے۔ کیونکہ اس نے ان کو اس حالت میں نہیں سُنوایا تھا کہ وہ مردہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا اس وقت ان کو سُنایا تھا جیسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سنوانا ان کو زجر وتوبیخ کے لئے تھا اور ان کی تصغیر وحقارت کے لئے تھا ان کی حسرت وندامت کے لئے تھا۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن بطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جھم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ عقبہ بن ابومعیط مکے میں تھا اور نبی کریم مدینہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے وہ مکے میں ان کے بارے میں دو شعر کہتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس کا قول پہنچا تو انہوں نے فرمایا، اے اللہ! اس کو اوندھا ڈال، اس کی ناک کے بل اور اس کو پچھاڑ دے۔ لہٰذا بدر والے دن آپ نے اپنے گھڑسوار جمع کئے، اسے عبداللہ بن سلمہ عجلانی نے پکڑا حضور نے اس کے بارے میں عاصم بن ثابت ابوالاقلح کو اس کے بارے میں حکم دیا اس نے اسے باندھ کر قتل کر دیا۔ (مغازی الواقدی ۱/۸۲)

واقدی نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے ابن راشد نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا یوم بدر میں، اے اللہ! میری طرف سے تو کافی ہے ہوجا نوفل بن خویلد کو۔ اس کے بعد حدیث ذکر کی اس کے قتل کے بارے میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو علم ہو نوفل بن خویلد کا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور کہا :

الحمد لله الذی اجاب دعوتی فیه ۔

اللہ کا شکر ہے جس نے اس کے بارے میں میری دعا قبول کی ہے۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۱-۹۲)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ہارون بن یوسف نے، ان کو ابن ابوعمر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے عمر سے، اس نے عطاء سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا ۔ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو بدلا تھا کفر سے۔

وَاَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۔ اور انہوں نے اپنی قوم کو ہلاک کی دار میں اُتارا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حمیدی سے، اس نے سفیان سے، اس نے یہ اضافہ کیا اک میں اُتارا بدر کے دن۔ (فتح الباری ۸/۳۷۸)

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علوی نے، ان کو خبر دی محمد بن ممدویہ بن سہل غازی نے، ان کو عبداللہ بن حماد املی نے، ان کو سعید بن ابومریم نے، پھر ہمیں خبر دی بکر بن مضر نے، ان کو حدیث بیان کی جعفر بن ربیعہ نے، ان کو یحییٰ بن عبداللہ بن ادرع نے ابوالطفیل سے کہ اس نے سنا علی بن ابوطالب سے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے اس قول کے بارے میں :

الذین بدلوا نعمة اللّٰه کفرا ۔ (سورہ ابراہیم ص ۲۸) وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدلا۔

کہا کہ اس سے مراد کفار قریش ہیں جو بدر والے دن ذبح کر دیئے گئے تھے۔

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ زبیر نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ آیت یاایھا المزمل کے نزول کے بارے مابین اور اس قول باری کے ذرنی والمکذبین اولی النعمة ومهلهم قلیلا کے مابین کوئی بڑی مدت نہیں تھی مگر تھوڑا سا وقت تھا۔ یہاں تک کہ اللہ نے قریش کو یوم بدر کے واقعہ سے عذاب پہنچایا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۱۷)

(۲۰) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن سراج نے، ان کو مطین نے، ان کو احمد بن یحییٰ احوال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبیدہ بن معلا نے اعمش سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو یوم بدر میں ہوا نے عقیم (بانجھ) نے پکڑ لیا تھا۔

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے بغداد میں، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر نے، ان کو ابونعیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل نے، سماک سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ فارغ ہوئے مقتولین سے تو ان سے عرض کی گئی، آپ قافلے کا تعاقب کریں کیونکہ اب اس کے آگے کوئی شئ نہیں ہوگی۔ تو عباس نے حضور کو پکار کر کہا حالانکہ عباس اس وقت ہتھکڑیوں میں تھے۔ یہ بات آپ کے لئے درست نہیں ہے۔ پوچھا گیا کیوں تو انہوں نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ دیا تھا (یعنی قافلے کا گروہ یا قریش کی جماعت)۔ تو اللہ نے تیرے لئے اس کو پورا کر دیا ہے جو تجھے وعدہ دیا تھا۔ (الترمذی۔ الحدیث ص ۳۰۸۰، ۵:۲۶۹)

باب ۱۶

مغازی میں جو کچھ مذکور ہے :

۱۔ حضور ﷺ کا یوم بدر میں خبیب کے لئے دعا کرنا۔

۲۔ جس جس کو آپ نے لاٹھی دی اس کا تلوار بن جانا۔

۳۔ قتادہ نعمان کی آنکھ کو اپنی جگہ درست کر دینا۔ باوجود یکہ آنکھ کی پُتلی اس کے چہرے پر بہہ گئی تھی اور اپنی اصلی حالت پر آ گئی تھی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی خبیب نے بن عبدالرحمٰن نے، وہ کہتے ہیں کہ خبیب نے مارا تھا یعنی ابن

عدی کو بدر والے دن، جس سے اس کا پہلو پھر گیا یا اس کی آنکھ نکل گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا اور اپنی جگہ پر ٹکایا واپس اپنی جگہ پر بس وہ جم گئی۔

لاٹھی کا تلوار بننا.......... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن اسحاق نے ان کے نام ذکر کرنے کے بارے میں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ عکاشہ بن محصن وہ تھے جنہوں نے بدر کے دن اپنی تلوار سے قتال کیا تھا یہاں تک کہ وہ اس کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی تھی۔ حضور ﷺ آئے اور آپ نے اس کو لکڑی کا ٹوٹہ دیا اور فرمایا کہ اس کے ساتھ قتال کرائے عکاشہ۔ اس نے جب اس لکڑی کو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے لیا اور اس کو حرکت دی تو وہ تلوار بن گئی تھی اس کے ہاتھ میں جو طویل القامت تھی سخت اور مضبوط پٹھہ والی تھی، سفید لوہے والی تھی۔ اس نے اس سے قتال کی حتیٰ کہ اللہ نے اس کو فتح عطا فرمائی پھر وہ ہمیشہ اسی کے پاس رہی۔ وہ ان کے ساتھ رسول اللہ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتا تھا حتیٰ کہ قتل ہوگیا یعنی مرتدوں کے قتل کرتے ہوئے، اس وقت بھی وہ اسی کے پاس تھی۔ اس تلوار کا نام القوی رکھا گیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۷۸۔ ۲۷۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسن بن فرج نے، ان کو خبر دی عمرو بن عثمان نے جحشی نے اپنے والد سے، اس نے عتمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ عکاشہ بن محصن نے کہا تھا کہ بدر والے دن میری تلوار ٹوٹ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عنایت کی تھی اچانک میں نے دیکھا تو وہ سفید الیمنی تلوار ہو چکی تھی اور میں نے قتال کیا حتیٰ کہ اللہ نے مشرکین کو شکست دی اور وہ تلوار ہمیشہ ان کے پاس رہی حتیٰ کہ وہ فوت ہوگیا۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۳)

واقد نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی اسامہ بن زید لیثی نے داؤد بن حصین سے، اس نے بنی عبداللہ اسماعیل کے متعدد جوانوں سے، انہوں نے کہا کہ مسلم بن اسلم کی تلوار ٹوٹ گئی تھی بدر والے دن۔ پس باقی رہا خالی ہاتھ تو اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو ایک ڈنڈی دے دی جو حضور کے ہاتھ میں تھی کھجور کے خوشے کی جو ٹیڑھا ہو جاتا تھا، تا حال تازہ تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسی کے ساتھ مارو۔ اچانک وہ خالص تلوار بن گئی اور وہ ہمیشہ اسی کے پاس رہی، حتیٰ کہ وہ یوم جسر ابوعبیدہ میں قتل ہوئے تھے۔

(مغازی الواقدی ۱/۹۳۔۹۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابواحمد عبداللہ بن عدی حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ جمانی نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن سلیمان بن غسیل نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے قتادہ بن نعمان سے کہ بدر والے دن اس کی ایک آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا جس سے ان کی پتلی لٹک کر اس کے رخسار پر آگئی تھی۔ لوگوں نے چاہا تھا اس کو کاٹ ڈالیں مگر انہوں نے پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا۔ آپ نے منع فرمایا کاٹنے سے۔ آپ نے اسے بلوایا آپ نے اس کی آنکھ کے ڈھیلے کو اپنی جگہ رکھ کر ہتھیلی سے زور دے دیا۔ لہٰذا وہ یہ بھول گئے تھے کہ کونسی آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/ ۲۹۱)

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن صالح نے، ان کو فضل بن محمد شعرانی نے ان کو خبر دی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن عمران نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی رفاعہ بن رافع بن مالک نے، وہ کہتے ہیں جب بدر کا دن تھا تو لوگ اُمیہ بن خلف کے خلاف جمع ہوگئے تھے۔ میں اس کی طرف آیا میں نے اس کی زرہ کے ایک حصے کی طرف دیکھا جو اس کی بغل کے نیچے سے کٹ چکی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے اسی جگہ سے تلوار گھسیڑ دی اس کو۔ لہٰذا میں نے اس کو کاٹ دیا اور مجھے یوم بدر میں ایک تیر ایسا آن لگا تھا جس سے میری آنکھ نکل گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعاب دہن لگایا تھا اور میرے لئے دعا بھی فرمائی تھی۔ لہٰذا مجھے اس میں سے کسی چیز نے ایذا نہیں پہنچائی تھی۔ (مجمع الزوائد ۶/ ۸۲)

☆☆☆

باب ۱۷

مغازی موسیٰ بن عقبہ سے قصہ بدر کی تفصیل

جس کو اہل علم نے اصح المغازی قرار دیا ہے

قصہ مذکور میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس میں سے جو ہم نے متفرق احادیث میں ذکر چکے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین قطان نے بغداد، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے مطرب نے اور معن نے اور محمد بن ضحاک نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت مالک سے جب مغازی کے بارے میں پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے آپ اجل صالح موسیٰ بن عتبہ کی مغازی کو لازم پکڑ لیں۔ رحم اللہ کیونکہ وہ اصح المغازی ہے۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب اور ابوجہل کا بنو ہاشم کو سلام کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطانی نے بغداد میں، اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد القاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عتبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن منذر نے الحزامی سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی محمد فلیح نے موسیٰ بن عتبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابن شہاب نے اور یہ لفظ حدیث اسماعیل کے ہیں موسیٰ بن عتبہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابن الحضرمی کے قتل کے بعد دو ماہ ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد ابوسفیان بن حرب شام کے ملک سے ایک قافلے کے ساتھ آئے تھے۔ اس کے ساتھ ستر سوار تھے قریش کے تمام قبائل میں سے، ان میں مخزمہ بن نوفل تھے اور عمرو بن العاص تھے۔ وہ لوگ شام میں تاجر تھے اور ان کے ساتھ اہل مکہ کے خزانے تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان کا قافلہ ایک ہزار اُونٹوں پر مشتمل تھا اور قریش میں سے جس کسی کے پاس بھی ایک اوقیہ تھا یا اس سے اُوپر انہوں نے اسے ابوسفیان کے پاس بھیج دیا تھا۔ مگر حویطیب بن عبدالعزیٰ اسی وجہ سے وہ بدر میں آنے سے بھی پیچھے رہ گیا تھا بدر میں پہنچنے سے۔ لہٰذا وہاں نہیں پہنچے تھے۔ لوگوں نے اس بات کو رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا اور آپ کے اصحاب سے۔ تحقیق اس سے قبل ان کے درمیان حرب واقع ہو چکی تھی اور ابن الحضرمی کا قتل بھی اور دو آدمیوں کا اسیر ہونا بھی یعنی عثمان اور حکم کا۔

جب حضور ﷺ کے سامنے ابوسفیان کے قافلے کا ذکر کیا گیا، عدی بن ابوالزعباء انصاری کو جو کہ بنو غنم میں سے تھے ان کو بھیجا۔ اصل میں وہ جہینہ میں سے تھے اور لبسبس کو یعنی ابن عمرو کو قافلے کی طرف اس کی نگرانی اور جاسوسی کرنے کے لئے۔ وہ دونوں چل کر جھینہ کے ایک قبیلے تک آئے جو ساحل سمندر کے قریب تھا۔ ان لوگوں نے اس قبیلے والوں سے پوچھا قافلے کے بارے میں اور قریش کی تجارت کے بارے میں۔ انہوں نے ان کو قافلے والوں کی خبر بتائی۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے اور ان کو خبر دی اور دونوں نے مسلمانوں کے قافلے کو لوٹنے کے لئے نکلنے کے لئے کہا۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا اور ابوسفیان جھنین کے پاس آئے وہ رسول اللہ سے اور آپ کے اصحاب سے خوف زدہ تھے۔ اس قبیلے والوں نے محمد ﷺ کے بارے میں محسوس کر لیا تھا۔

انہوں نے ابوسفیان کو خبر دی اور دوسروں کی خبر بھی بتادی کہ عدی بن ابوالرعباء اور لبسبس آئے تھے جاسوسی کرنے کے لئے اور اشارہ کیا ان کے اُونٹ بٹھانے کی جگہ کی طرف۔ ابوسفیان نے کہا کہ ان دوآدمیوں کے اُونٹوں کی مینگنیاں اُٹھا کرلاؤ۔ اس نے ان کو توڑا تو اس کے اندر سے کھجور کی گٹھلی نکلی، اس نے کہا یہ تو ثیرب کا چارہ کھائے ہوئے اُونٹ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ محمد اور اس کے اصحاب کے بھیجے ہوئے جاسوس تھے۔ چنانچہ وہ لوگ تیزی سے روانہ ہوگئے، ڈررہے تھے تلاش سے اور ابوسفیان نے ایک آدمی کو قریش کے پاس مکے بھیجا۔ وہ بنوغفار میں سے تھا نام اس کا ضمضم بن عمرو تھا۔ اس کو پیغام دیا کہ تم لوگ مکے سے نکلو اور اپنے قافلے کی حفاظت کرو محمد سے اور اس کے اصحاب سے، اس لئے محمد ﷺ نے تعریض کرنے کے لئے اپنے اصحاب کو بھیج دیا ہے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے کی پھوپھی عاتکہ بنت المطلب مکے میں مقیم تھی۔ وہ اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ رہتی تھی۔ اس نے بدر کے واقعہ سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا اور مکے والوں کے پاس ضمضم غفاری کے آنے سے پہلے۔ وہ اس خواب سے ڈرگئی تھی۔ اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بُلایا۔ اسی رات عباس ان کے پاس آئے تو اس نے بتایا کہ میں نے آج رات ایک خواب عجیب دیکھا ہے جس سے میں ڈرگئی ہوں اور میں تیری قوم کی ہلاکت کا خوف کررہی ہوں۔ اس کے بعد سے اس نے پوچھا کہ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں وہ خواب تیرے سامنے ہرگز بیان نہیں کروں گی، تم پہلے مجھ سے وعدہ کرو کہ تم وہ خواب کسی کو نہیں بتاؤ گے کیونکہ اگر قریش سُن لیں گے تو وہ تجھے ایذا پہنچائیں گے اور ہمیں ایسی ایسی باتیں سُنائیں گے جو ہم پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ عباس نے بہن کے ساتھ عہد کرلیا۔

عاتکہ نے بتایا کہ میں نے ایک اُونٹ پرسوار شخص کو دیکھا ہے جو مکے کے بالائی جانب سے اپنی سواری پرآیا ہے اور وہ بلند آواز سے چیخ رہا ہے، اے آلِ غُدر دو یا تین راتوں کے اندر یہاں سے نکلو۔ وہ چیختا ہوا چلا آرہا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی سواری سمیت مسجد الحرام میں داخل ہوگیا اور اس نے مسجد میں تین بار چیخ ماری ہے جس سے لوگ اس کی طرف بھاگ رہے ہیں مرد بھی عورتیں بھی تو بچے بھی۔ اور لوگ انتہائی شدید خوف زدہ ہوکر اس کی طرف بھاگ رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس کی شبیہہ دیکھی جب کہ وہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہوکر اس نے تین چیخیں ماریں ہیں اور اس نے یہی بات کہی ہے یاآلِ غُدر رویاآلِ فجر دو یا تین راتوں میں نکلو یہاں تک کہ اس نے یہ اعلان ان سب لوگوں کو سُنا دیا ہے جو مکے کے دونوں کے درمیان رہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ایک عظیم پہاڑ یا چٹان کی طرف متوجہ ہوا ہے اور اس نے اس کو اس کی جڑ سے اُکھاڑ دیا ہے پھر اس کو اس نے اہل مکہ کے اُوپر چھوڑ دیا ہے اور وہ چٹان اس طرح ان پر آئی ہے کہ اس میں شدید حِس ہے حتیٰ کہ جب وہ نیچے پہاڑ کی جڑ کے پاس پہنچی تو وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے اور وہ اس طرح گری ہے کہ مکے کا کوئی کچا پکا گھر اس سے نہیں بچ سکا اور ہر گھر پر گر کر اس کے اندر چلی گئی ہے جس سے ہر گھر تباہ ہوگیا ہے۔ عباس میں تیری قوم پر ڈررہی ہوں۔

چنانچہ عباس بہن کا خواب سُن کر خود بھی انتہائی خوف زدہ ہوجاتے ہیں پھر وہ اس کے ہاں سے روانہ ہوتے ہیں اور وہ ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے اسی رات کے آخری حصے میں ملتے ہیں۔ کیونکہ ولید عباس کے گہرے درست تھے۔ انہوں نے ان کے سامنے اپنی بہن عاتکہ کا خواب بیان کردیا اور اسے یہ بھی کہہ دیا یہ کسی کو بتانا نہیں۔ مگر وہ ولید نے یہ خواب اپنے والد کو عتبہ کو بتادیا اور عتبہ نے اپنے بھائی شیبہ کو بتادیا اس طرح بات پھیل گئی اور ابوجہل بن ہشام تک پہنچ گئی۔ اس نے تو پورے مکے میں پھیلادی۔

صبح ہوئی تو عباس بیت اللہ کا طواف کررہے تھے، انہوں نے مسجد میں ابوجہل کو اور عتبہ، شیبہ بن ربیعہ کو اور اُمیہ بن خلف اور زمعہ بن اسود کو اور ابوالبختری کو قریش کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں دیکھا جو آپس میں باتیں کررہے تھے۔ عباس نے جب ان کو دیکھا تو ابوجہل نے اس کو آواز دی اے ابوفضل جب تم اپنا طواف پورا کرلو تو ذرا ہمارے پاس آنا۔ وہ آئے اور آکر بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے پوچھا کہ خیریت ہے عاتکہ نے کیا

خواب دیکھا ہے۔ عباس نے کہا کہ کچھ نہیں دیکھا۔ ابوجہل نے اس سے کہا سُنو اے بنی ہاشم کیا تم مردوں کے جھوٹ سے سیر نہیں ہوئے کہ اب تم ہمارے پاس عورتوں کے جھوٹ بھی لے کر آ گئے ہو۔ ہماری تمہاری مثال مقابلے میں دوڑنے والے دو گھوڑوں جیسی ہے۔ ہم لوگ ایک دوسرے سے مجد و شرافت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں۔ ایک مدت سے، جواب مقابلے میں سوار برابر ہو گئے تو آپ لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم میں سے نبی ہے۔ اب باقی کوئی شئ نہیں رہ گئی تھی سوائے اس کے کہ تم یہ کہو کہ ہم میں سے نبیہ بھی ہو گئی ہے (عورت نبی)۔ میں نہیں جانتا کہ قریش کے اندر کوئی ایسا گھر نہ ہو جو تم لوگوں سے بڑا جھوٹا ہو مرد بھی تو عورتیں بھی۔ اور اس کو سخت ایذا پہنچے گی۔ ابوجہل نے مزید یہ کہا کہ عاتکہ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس سوار نے یہ کہا ہے کہ دو تین راتوں کے اندر یہاں سے نکلو اگر یہ تین دن خیریت سے گذر جاتے ہیں تو قریش تمہارے جھوٹ کو اچھی طرح جان لیں گے۔ اور ہم لوگ ایک ثبوت لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ پورے اہلِ عرب سے زیادہ جھوٹے ہو مرد بھی اور عورتیں بھی۔ کیا تم لوگ اے بنی قصی اس پر راضی نہیں ہو سکتے کہ تم لوگ لے گئے ہو حجابہ، ندوۃ، سقایہ لواء، افادہ۔ (یہ سارے، منصب تمہارے پاس ہیں)۔ پھر بھی تم نے یہ دعویٰ کر ڈالا ہے تم میں نبی بھی ہے تم اپنا نبی بھی ہمارے سامنے لے آئے ہو۔ عباس نے جواب دیا کہ اے ابوجہل تم ایسی باتوں سے باز نہیں آؤ گے بیشک جھوٹ تیرے اندر ہے اور تیرے گھر والوں کے اندر ہے۔ وہاں پر جو لوگ ان دونوں کی بات سن رہے تھے انہوں نے کہا اے ابوالفضل آپ بڑے جاہل اور جھوٹ گھڑنے والے ہیں۔ اور عباس نے عاتکہ کا جو خواب افشاء کر دیا تھا اس سے انہیں شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔

جب تیسرے دن کی شام ہونے لگی جیسے عاتکہ نے خواب میں دیکھا تھا تو واقعی مکے والوں کے پاس وہ سوار آ گیا جس کو ابوسفیان نے بھیجا تھا۔ وہ ضمضم بن عمرو غفاری تھا۔ اس نے آ کر اس طرح چیخ ماری اے آل غالب بن فہر مکے سے جلدی نکلو کیونکہ محمد ﷺ اور اہلِ یثرب ابوسفیان کے قافلے کو لوٹنے کے لئے نکل چکے ہیں لہٰذا اپنے قافلے کی حفاظت خود کرو۔ چنانچہ یہ سنتے ہی قریش انتہائی خوف زدہ ہو گئے اور عاتکہ کے خواب سے ڈرنے لگے۔

ادھر عباس نے کہا کہ تم لوگ تو ہی گمان کر رہے تھے کہ یہ خواب بس ایسے ہی ہے بلکہ عاتکہ نے جھوٹ بکا ہے۔ لہٰذا وہ ہر مضبوط اور ہر کمزور سواری پر نکل کھڑے ہوئے۔ اُدھر ابوجہل نے کہا کہ محمد یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس قافلے کو بھی ایسے ہی نقصان پہنچا لے گا جیسے اس نے مقامِ نخلہ میں چھوٹے قافلے کو نقصان پہنچایا ہے۔ عنقریب اسے پتہ چل جائے گا کہ کیا ہم اپنے قافلے کی حفاظت کر سکتے ہیں یا نہیں۔

چنانچہ وہ نو سو پچاس جنگجو کے ساتھ نکلے ایک سو گھوڑے ساتھ لئے۔ انہوں نے سب کو زبردستی ساتھ لیا جو نہیں جانا چاہتا تھا اس کو بھی نہیں چھوڑا۔ وہ سوچ رہے تھے کہ جو نہیں جانا چاہتا وہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی بچت کر رہا ہے۔ نہ ہی انہوں نے کسی مسلمان کو چھوڑا جس کے اسلام کو وہ جانتے تھے اور بنی ہاشم کا تو بچہ بچہ ساتھ لے کر گئے۔ ہاں مگر جس کے بارے میں ان کو یقین تھا وہ رہ گیا باقی سب لوگ ان کے ساتھ گئے۔ کچھ لوگوں کو خصوصاً نظروں میں رکھ کر لے گئے تھے ان میں سے عباس ابن عبدالمطلب، نوفل بن حارث طالب بن ابوطالب، عقیل بن ابوطالب۔ اس پر طالب بن ابوطالب نے کہا تھا شعر۔

طالب بن ابوطالب کے اشعار

اما یخرجن طالب بمقنب من هذه المعانب

فی نفر مقاتل محاربۃ فلیکن المسلوب غیر السالب

الراجع المغلوب غیر الغالب

اہلِ مکہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ مقام جحفہ میں اُترے رات کے ٹائم پانی سے سیر ہونے کے لئے۔ان میں ایک آدمی تھا بنوالمطلب بن عبدمناف میں سے۔اس کا نام جہیم بن صلت بن مخزمہ تھا۔ چنانچہ جہیم نے اپنا سر رکھا تھا اور اس کی آنکھ لگی ہی تھی کہ وہ ہڑ بڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم لوگوں نے ابھی ابھی گھڑ سوار کو دیکھا ہے جو ابھی ابھی میرے پاس آ کر رُکا ہے۔انہوں نے نفی میں جواب دیا تُو دیوانہ ہے۔اس نے بتایا کہ ابھی ابھی ایک سوار آ کر میرے پاس رکا ہے اس نے کہا ہے کہ ابوجہل قتل ہو گیا ہے۔عتبہ، شیبہ اور زمعہ، ابوالبختری، اُمیہ بن خلف قتل ہو گئے ہیں۔اس نے اسی طرح سارے اشراف کے نام گنوائے۔اس کے اصحاب نے اس سے کہا سوائے اس کے نہیں تیرے ساتھ شیطان نے کھیل کیا ہے۔جہیم کی یہ بات ابوجہل کو بتائی گئی تو اس نے کہا کہ تم لوگ میرے پاس بنوہاشم کے جھوٹ کے ساتھ بنوالمطلب کا جھوٹ ملا کر لے آئے ہو عنقریب تم دیکھ لوگے کہ کون قتل ہوتا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے قریش کے قافلے کا ذکر کیا گیا کہ شام کے ملک سے آ رہا ہے۔اس میں ابوسفیان بن حرب ہے، مخزمہ بن نوفل ہے، عمرو بن العاص ہے اور قریش کی ایک جماعت ہے۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نکلے۔آپ ﷺ روانہ ہو کر بدر کی طرف نکلے بنودینار راستے سے اور واپس لوٹے تو ثنیۃ الوداع سے۔حضور ﷺ جب روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ تین سو آدمی تھے۔ابن فلیح کی روایت کے مطابق تین سو تیرہ آدمی تھے آپ ﷺ کے کئی اصحاب آپ سے پیچھے رہ گئے تھے اور انتظار کر رہے تھے۔یہ پہلا وقوعہ تھا اللہ نے جس کے اندر اسلام کو غلبہ عطا کیا تھا۔

حضور ﷺ رمضان میں نکلے تھے مدینے سے اور آمد کے اٹھارہ ماہ بعد۔آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان تھے وہ لوگ محض قافلے کو لوٹنے کے ارادے سے نکلے تھے بنودینار کے پہاڑی راستے سے۔مسلمانوں کے پاس کوئی مضبوط سواریاں بھی نہیں تھیں اونٹنیوں پر سوار تھے۔ باری باری ان پر کئی کئی لوگ سواری کرتے تھے ایک ایک اونٹ پر۔حضور ﷺ کے ساتھ سوار کے ساتھ بیٹھنے والے لوگ حضرت علی المرتضیٰ ؓ، مرید بن ابومرثد غنوی تھے، حلیف حمزہ، یہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ تھے ان کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔وہ لوگ مدینے سے روانہ ہوئے جب مقام عرقِ طیبہ میں پہنچے تو انہیں ایک سوار ملا جو تہامہ کی طرف سے آ رہا تھا اور مسلمان گھوم رہے تھے۔لہٰذا اتفاق سے اصحابِ رسول ﷺ کی ایک جماعت اس کے سامنے آ گئی۔اصحابِ رسول ﷺ نے اس آدمی سے ابوسفیان کے بارے میں پوچھا۔اس نے بتایا کہ اس کو ان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔یہ لوگ جب اس کی خبر سے مایوس ہو گئے تو اس کو کہنے لگے کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھو۔اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے اندر اللہ کا رسول بھی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ہے۔اس نے پوچھا کہ وہ تم میں سے کون ہے؟ صحابہ نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے اس کو بتایا کہ یہ ہیں۔

اس اعرابی نے حضور ﷺ سے پوچھا کیا آپ اللہ کے رسول ہیں جیسے یہ لوگ کہہ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔وہ کہنے لگا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں جیسے آپ کا دعویٰ ہے تو پھر آپ مجھے بتادیں کہ میری اس اُونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ چنانچہ انصار کا ایک آدمی ناراض ہو گیا پھر بنی عبدالاشہل میں سے سلمہ بن سلامہ بن وقش کہتے تھے۔اس نے اس دیہاتی سے کہا تم خود اپنی اُونٹنی پر پڑ گئے تھے لہٰذا وہ تم سے حاملہ ہوئی ہے۔حضور ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا جو سلمہ نے کہی تھی۔

جب حضور ﷺ نے اس بات کو سنا کہ وہ فحش ترین بات ہے حضور ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔ آپ کو وہاں کوئی خبر نہ مل سکی اور نہ ہی قریش کی ایک جماعت کے بارے میں کوئی علم ہو سکا۔لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا مجھے مشورہ دو ہمارے بارے میں اور ہماری روانگی کے بارے میں۔حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں زمین کی مسافت کے بارے میں۔

ہمیں خبر دی تھی عدی بن ابوالزعباء نے کہ قافلہ فلاں فلاں وادی میں تھا۔ابن فلیح نے اپنی روایت میں کہا گویا کہ ہم اور خاص تم لوگ بدر کی طرف مقابلے میں دوڑنے والے گھوڑے ہیں اس کے بعد پھر دونوں پہنچ گئے۔کہتے ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو

تو حضرت عمر بن خطاب ﷛ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ قریش ہیں انہیں اللہ نے عزت دی ہے۔ اللہ کی قسم وہ ذلیل نہیں کئے گئے جب سے عزت دار ہوئے ہیں اور نہ ہی وہ ایمان لائے ہیں جب سے انہوں نے کفر کیا ہے۔ اللہ کی قسم ضرور وہ لوگ آپ سے قتال کریں گے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لئے تیاری کی اور نفری تیار کی۔ اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو۔ مقداد بن عمرو نے کہا اے بنو زہرہ میں شمار ہونے والے رسول بیشک ہم لوگ آپ سے ایسے نہیں کہیں گے جیسے اصحابِ موسیٰ نے ان سے کہا تھا اذھب انت ، جا تو اور تیرا رب جا کر لڑ ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے بلکہ ہم تو کہیں گے کہ آپ جایئے اور جا کر لڑیئے ہم آپ کے ساتھ ہیں لڑنے کے لئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر بھی مجھے مشورہ دیں آپ لوگ۔ جب سعد بن معاذ نے دیکھا حضور ﷺ کا کثرت کے ساتھ مشورہ طلب کرنا اپنے اصحاب سے اور وہ مشورہ دے رہے ہیں پھر بھی آپ ﷺ مشورہ مانگ رہے ہیں تو سعد نے گمان کیا کہ آپ انصار سے بلوانا اور اقرار کروانا چاہتے ہیں احتیاط کے لئے کہ یہ کہیں ساتھ نہ چلیں آپ کے۔ یا جو چلیں تو سہی مگر جو مالی منفعت دیگر معاملہ جو آپ چاہتے ہیں اس کا ارادہ نہ کریں۔

لہٰذا سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ڈر رہے ہیں کہ شاید انصار آپ کی غمخواری کا ارادہ نہیں کریں گے یا اس کام کو اپنے اُوپر لازم نہیں سمجھیں گے مگر بایں صورت کہ وہ دشمن کو اپنے گھروں میں سمجھیں اور اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں میں سمجھیں۔ اور میں انصار کی طرف سے کہتا ہوں اور ان کی طرف سے جواب دیتا ہوں یا رسول اللہ ﷺ آپ جایئے جہاں آپ چاہیں اور ملایئے رسی جس کی آپ چاہیں اور کاٹیے رسی جس کی آپ چاہیں (یعنی جس سے چاہیں تعلق جوڑلیں جس سے چاہیں توڑ دیں)۔ ہمارے مال جتنا آپ ﷺ چاہیں لے لیں ہمیں جس قدر آپ چاہیں دے دیں۔ آپ ﷺ جو ہم سے لے لیں گے وہ ہمیں زیادہ محبوب اور پیارا ہوگا اس سے جو آپ ہمارے لئے چھوڑیں گے۔ آپ ہمارے لئے جو حکم دیں گے ہمارا مشورہ اسی کے تابع ہوگا۔ اللہ کی قسم اگر آپ چلتے رہیں حتیٰ کہ آپ مقام برک میں پہنچ جائیں غمد ذی یمن میں تو ہم آپ کے ساتھ چلتے جائیں گے۔ سعد نے جب یہ بات کہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلو اللہ کا نام لے کر۔

تحقیق مجھے دکھایا گیا ہے مشرک قوم کی ہلاک ہونے کی جگہیں۔ لہٰذا انہوں نے مقام بدر کا ارادہ کرلیا۔ اُدھر ابوسفیان نے نشیبی راستہ اختیار کیا اور ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ ہولیا۔ کیونکہ (معمول کے راستے پر چلنے سے اسے مقامِ بدر سے گزرنا پڑتا) اور وہاں اس کو (حضور ﷺ واصحاب کے) گھات لگانے کا خطرہ ہوگیا تھا۔ اور اس نے قریش کو لکھا جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے راستے کے خلاف راستہ اختیار کیا اور اس نے یہی سمجھا کہ یہ قافلے اور سامانِ تجارت کے لئے زیادہ محفوظ ہے۔ اس نے قریش سے کہا کہ تم لوگ واپس لوٹ جاؤ تم لوگ نکلے تھے اپنے قافلے کی حفاظت کرنے کے لئے وہ میں تمہارے لئے خود ہی حفاظت کرلوں گا۔ ان لوگوں کو یہ خبر مقام جحفہ میں مل گئی مگر ابوجہل نے کہا اللہ کی قسم ہم لوگ خالی واپس نہیں جائیں گے بلکہ ہم مقامِ بدر تک آگے بیٹھیں گے ہم وہاں جا کر قیام کریں گے۔ اور ہم وہاں کھانا کھلائیں گے جو بھی عرب ہمارے پاس آئیں گے۔ ہمیں وہاں دیکھ کر ہم سے قتال کرنے کوئی نہیں آئے گا۔

اخنس بن شریق نے اس تجویز کو ناپسند کیا۔ اس نے یہی پسند کیا کہ واپس مکے چلے جائیں اور اس نے ان سب کو واپس چلے جانے کا مشورہ بھی دیا مگر قافلے کے دیگر لوگوں نے انکار کر دیا اور اس کی مخالفت کرڈالی اور انہیں جاہلیت کی حمیت وغیرہ نے پکڑ لیا۔ جب اخنس قریش کے واپس جانے سے مایوس ہوگیا تو اس نے بنو زہرہ کو واپسی کے لئے رضامند کرنے کی کوشش کی انہوں نے اس کی بات مان لی لہٰذا وہ لوگ واپس لوٹ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ بنو زہرہ میں کوئی بھی بدر میں شریک نہیں تھا انہوں نے ہمیشہ اخنس کی رائے پر رشک کیا اور اس کے ساتھ برکت تلاش کی۔ وہ ہمیشہ ان کے اندر مطاع رہا مرنے تک۔

اور ادھر بنو ہاشم نے واپس کا ارادہ کرلیا تھا ان کو دیکھ کر جو واپس جارہے تھے مگر ابوجہل لے ہشام نے ان پر سختی کی اور کہا اللہ کی قسم تم لوگ اس مٹھی بھر جماعت (محمدی) کے لئے ہمیں اکیلے مت چھوڑو بلکہ واپس تک ہمارے ساتھ رہو۔ اور ادھر رسول اللہ ﷺ مدینے سے چل پڑے تھے

یہاں تک کہ وہ عشاء کے وقت بدر کے قریب کنارے پر اتر پڑے تھے۔ پھر انہوں نے حضرت علی ﷺ کو اور زبیر بن کورم کو اور بَسبَس انصاری کو بنو ساعدہ میں شمار ہوتا تھا وہ جماعت صحابہ میں اکیلا جھینہ کا فرد تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو بھیجا اور فرمایا کہ تم لوگ اس چھوٹی پہاڑی کی طرف پہنچو مگر تلواریں حمائل کر کے جاؤ۔ وہ پہاڑی بدر کے ایک کونے میں واقع تھی۔ میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ بدر کی گھاٹی ہی کے پاس کوئی خبر پالو گے جو پہاڑ کے پاس ہے جس کا ذکر پہلے رسول اللہ ﷺ کر چکے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ گئے انہوں نے وہاں سے دولڑکوں کو پکڑا انہوں نے وہاں قریش کے آنے کے آثار پائے۔

دونوں غلاموں میں سے ایک بنوحجاج الاسود کا تھا دوسرا ال عاص سے، اس کا نام اسلم تھا۔ اور ان کے دیگر ساتھی قریش میں سے تا حال ظاہر نہ تھے۔ یہ لوگ ان دونوں کو پکڑ کر لے آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس، آپ اس وقت آرام گاہ میں تھے۔ پانی کے پیچھے چنانچہ ان لوگوں نے ان دونوں غلاموں سے پوچھنا شروع کیا ابوسفیان کے بارے میں اس کے اصحاب کے بارے میں یہ یہی یقین رکھتے تھے کہ وہ دونوں اسی قافلے والے ہیں، مگر ان لوگوں نے تو ان کو قریش کی خبریں بتانا شروع کر دیں اور یہ بتایا کہ کون کون ان کے ساتھ روانہ ہوا ہے اور کون کون سرداران کے ساتھ ہیں۔ یہ لوگ ان کو جھوٹا سمجھتے رہے وہ ان کے لئے ناپسندیدہ خبریں تھیں۔ یہ لوگ ابوسفیان اور اس کے اصحاب کی امید لئے ہوئے تھے قافلے کی وجہ سے قریش کی خبروں میں دلچسپی نہیں لے رہے تھے۔ حضور کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، آپ سُن رہے تھے دیکھ رہے تھے جو کچھ یہ لوگ ان غلاموں کے ساتھ کر رہے تھے۔ ادھر ان غلاموں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ ہمیں مار کر اُگلوانا چاہتے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ جی ہاں ابوسفیان اور قافلہ یہ ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

اذا انتم با لعدوة الدنيا وهم بالعدوة القصوىٰ والركب اسفل منكم ولو تواعد تم لاختلفتم فى الميعاد ولكن ليقضى الله امرا كان مفعولا ـ (سورۃ الانفال : آیت ۴۲)

جب تم لوگ (مسلمان) قریب والے کنارے پر تھے اور وہ لوگ (کفار مشرکین) دور والے کنارے پر تھے اور وہ قافلہ (جس کے تعاقب میں تم نکلے تھے) وہ تم سے نیچے کی سمت تھا۔ اگر تم لوگ ایک دوسرے کو وعدہ دے کر نکلتے تو ضرور تم وعدے کے وقت آگے پیچھے ہو جاتے۔ لیکن اللہ نے (دونوں جماعتوں کو باہم ٹکرا دیا) تا کہ اللہ پورا کر دے اس امر کو جو ہونے والا تھا (یعنی مسلمانوں کی فتح اور کفار و مشرکین کی ہلاکت)۔

کہتے ہیں کہ یہ لوگ ان غلاموں کو جھوٹا کہنے لگے۔ جب انہوں نے بتایا یہ رہے قریش تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں اور جب انہوں نے کہا کہ یہ رہا ابوسفیان تو انہوں نے ان غلاموں کو چھوڑ دیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا رویہ دیکھا ان غلاموں کے ساتھ تو آپ نے اپنی نماز سے سلام پھیرا اور پوچھا کہ یہ دونوں لوگ تمہیں کیا خبر دے رہے ہیں۔ صحابہ نے بتایا کہ یہ لوگ خبر دے رہے ہیں کہ قریش آ گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں نے سچ کہا ہے اللہ کی قسم تم ان کو مار رہے ہو جبکہ یہ تمہیں سچ کہہ رہے ہیں اور تم ان کو چھوڑ دو گے جب یہ تمہیں جھوٹ کہیں گے۔ واقعی قریش نکل چکے ہیں تا کہ وہ اپنے قافلے کی حفاظت کریں اور وہ تم لوگوں سے اپنے خلاف خطرہ محسوس کر رہے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دونوں غلاموں کو بلایا۔ آپ نے خود ان سے پوچھا، انہوں نے حضور کو قریش کے بارے میں بتایا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ابوسفیان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ چنانچہ ان دونوں سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ قریش کتنے لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہم نہیں جانتے اللہ کی قسم۔

مؤرخین نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کل شام کو ان کو کس نے کھانا کھلایا تھا۔ انہوں نے قوم میں سے کسی کا نام بتایا تو آپ نے فرمایا آپ نے کتنے اُونٹ ان کے لئے ذبح کئے تھے۔ اس نے کہا کہ دس جزور۔ پھر آپ نے فرمایا کہ پہلی شام ان کو کس نے کھانا کھلایا تھا انہوں نے کسی اور کا نام بتایا ان لوگوں میں سے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اس نے ان کے لئے کتنے اُونٹ ذبح کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ نو اُونٹ۔

مؤرخین نے گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ نوسو سے ایک ہزار کی تعداد میں ہیں۔آپ نے یہ اندازہ فرمایا تھا ان اُونٹوں سے جو وہ روزانہ ذبح کرتے تھے کہ روزانہ دس اُونٹ ذبح کرتے تھے (ایک اُونٹ ایک سوافراد کے حساب سے ایک ہزارافراد ہوئے)۔

اورانہوں نے یہ بھی گمان کیا کہ پہلا شخص جس نے ان کے لئے یہ اُونٹ ذبح کئے تھے جب وہ مکے سے نکلے تھے وہ ابوجہل بن ہشام تھا۔ روانہ ہوتے پراس نے دس اُونٹ ذبح کئے تھے۔اس کے بعد جس نے ان کے لئے اُونٹ ذبح کئے تھے وہ اُمیہ بن خلف تھا۔اس نے مقام عسفان میں نو اُونٹ ذبح کئے تھے۔پھر مقام قدید میں ان کے لئے دس اُونٹ ذبح کئے تھے۔پھر وہ لوگ مقام قدید سے پانی کے مقامات کی طرف مڑ گئے تھے سمندر کی طرف اس سمت پر ہو گئے تھے جہاں ایک دن ٹھہرے تھے وہاں ان کے لئے شیبہ بن ربیعہ نے نو اُونٹ ذبح کئے تھے۔ اس کے بعد وہ مقام جحفہ میں پہنچے، عتبہ بن ربیعہ نے ان کے لئے دس اُونٹ ذبح کئے اس کے بعد مقام ابواء میں پہنچے وہاں پران کے لئے نبیہ اور منبہ حجاج کے بیٹوں نے ذبح کئے۔

عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ دس کئے۔حارث بن عامر بن نوفل نے نو اُونٹ ذبح کئے اور بدر کے پانی پر جب پہنچے تو ابوالبجر ی نے ان کے لئے دس اُونٹ ذبح کئے۔پھر بدر کے پانی پر مقیس جمی نے نو اُونٹ ذبح کئے۔اس کے بعد ان کو جنگ نے مصروف کر دیا تو پھر انہوں نے اپنے اُونٹوں کا گلہ ذبح کیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو پڑاؤ کرنے کے بارے میں۔حباب بن منذر اُٹھے وہ انصار میں سے ایک آدمی تھے، پھر ایک بنی سلمہ میں سے، انہوں نے کہا میں اس چیز کے بارے میں علم رکھتا ہوں اور بدر کی قلیبوں اور کنوؤں کے بارے میں بھی۔اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ ان میں سے کسی قلیب کی طرف چلیں تو میں زیادہ پانی والی قلیب کو جانتا ہوں جو میٹھا بھی ہو تو آپ اس پر اُتریں اور قریش سے پہلے اس کی طرف سبقت کرلیں اوراس کی ماسوا کو دور رکھو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلو بے شک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو وعدہ دیا ہے دوگرہوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے لئے ہے (یا قافلہ قریش یعنی قافلہ ابوسفیان یا جماعت قریش)۔چنانچہ لوگوں کے دلوں میں کثیر خوف واقع ہو گیا اوران میں کوئی ایسی کمزوری بھی تھی جو شیطانی ڈراوے سے خوف زدہ ہورہے تھے۔لہٰذا رسول اللہ روانہ ہوئے اور مسلمان پانی کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کرنے والے اور مشرکین پھر تیزی سے روانہ ہو گئے وہ بھی پانی پر قبضہ چاہتے تھے۔اللہ نے ان پراس رات بارش اُتاری۔ایک بارش جو مشرکین کے لئے شدید آزمائش بن گئی، اس قدر چلنے سے رکاوٹ بن گئی اور مسلمانوں کی طرف ہلکی پھوار پڑی جس نے ان کے لئے چلنے پھرنے کو آسان کر دیا اور پڑاؤ کرنے کو اور زمین ادہر مسلمانوں کی طرف کنکریلی اور ریتلی تھی۔مسلمانوں نے پانی پر پہلے سبقت کر لی تھی۔وہ رات کو اس پراُترے تھے۔ لوگ قلیب کے ساتھ گھس گئے تھے انہوں نے اس کو صاف کر دیا تھا حتیٰ کہ اس کا پانی اور زیادہ ہو گیا تھا۔انہوں نے اس کو عظیم حوض کی شکل بنا دیا تھا اوراس کے ماسوا پانی کو گہرا کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہی ان کے مرکر گرنے کی جگہیں ہیں انشاء اللہ کل صبح۔اوراللہ نے آیت نازل فرمائی :

اذ يغشى كم النعاس امنة منه وينزل عليكم من السمآء ماءً ليطهر كم به ويذهب عنكم رجز الشيطٰن وليربط على قلوبكم ويثبت به الاقدام ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۱۱)

جس وقت چھپالیا تھا تمہیں اُونگھ نے اس سے امن کے لئے۔اوراللہ تعالیٰ نے تمہارے اُوپر سے پانی برسایا تا کہ تمہیں اس کے ذریعے پاک کرے اور تمہیں شیطان کی ناپاکی سے دور کرے تا کہ تمہارے دلوں کو جوڑے اوراس کے ذریعے قدم مضبوط کرے۔

اور کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو گھوڑے تھے ایک پر مصعب بن عمیر سوار تھے اور دوسرے پر سعد بن خثیمہ اور کبھی زبیر بن عوام اور کبھی مقداد بن اسود۔رسول اللہ ﷺ نے پانی کے حوضوں کے پاس صف بندی کی جب مشرکین نمودار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(لوگوں کوگمان ہے) کہ اے اللہ! یہ قریش میں جو اپنے فخر اور غرور کے ساتھ آئے ہیں، تیری مخالفت کر رہے ہیں اور تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کا جو آپ نے مجھ سے وعدہ دیا ہے۔ ابوبکر صدیق نے بازو سے پکڑے ہوئے تھے، کہہ رہے تھے اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کا جو آپ نے مجھے وعدہ دیا۔ ابوبکر صدیق نے کہا، اے اللہ کے نبی خوش ہو جایئے پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ضرور اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ وعدہ پورا کریں گے جو آپ کے ساتھ وعدہ کیا ہے، پس مسلمانوں نے اللہ سے نصرت طلب کی اور اس سے فریاد کی، بس اللہ نے اپنے نبی کی دعا قبول کی اور تمام مسلمانوں کے لئے۔

مشرکین آئے تو ان کے ساتھ ابلیس بھی تھا سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی کی صورت میں وہ ان کو بتا رہا تھا کہ بنو کنانہ ان کے پیچھے ہیں وہ آ رہے ہیں ان کی نصرت کے لئے اور بے شک حال یہ ہے کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تمہارے اُوپر غالب نہیں ہے اور میں تمہارا ساتھی ہوں اور پڑوسی ہوں۔ اس لئے اس نے ان کو خبر دی تھی بنو کنانہ کی روانگی کے بارے میں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری :

ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۴۷)

نہ ہوان لوگوں کی طرح جو اپنے گھروں سے نکلے تھے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد ہے، مشرکین میں سے کچھ مردوں نے کہا ان لوگوں میں سے جنہوں نے اسلام کا دعویٰ کر رکھا ہے اور مشرکین ان کے ساتھ مجبوراً نکلے تھے، اس لئے کہ انہوں نے محمد ﷺ کے اور اصحاب کے ساتھ تقلیب دیکھی تھی۔ کہ نمرّ ھوء لاء دینھم کہ ان کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈالا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم .... ۔ (پوری آیت)۔ (سورۃ الانفال : آیت ۴۹)

جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے بے شک اللہ عزیز وحکیم ہے۔

مشرکین آ گئے تو انہوں نے پڑاؤ کیا اور وہ قتال کے لئے تیار ہو گئے اور شیطان ان کے ساتھ تھا وہ ان سے الگ نہیں ہوتا تھا۔ بس حکیم بن حزام دوڑے عتبہ بن ربیعہ کی طرف اس نے کہا کیا آپ کو اس بات سے خوشی ہے کہ آپ تا حیات قریش کے سردار ہوں۔ عتبہ نے کہا، کر لیجئے آپ کیا بات وہ؟ اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے درمیان صلح اور پناہ بن جایئے اور آپ ابن الحضرمی کی دیت وخون بہا اپنے ذمہ لے لیجئے اور اس کی ضمانت جو محمد کی طرف سے اس قافلے کو مصیبت پہنچی تھی۔ بے شک یہ لوگ نہیں طلب کریں گے محمد ﷺ سے سوائے اس قافلے کے اور اس آدمی کے خون کے سوا اور کچھ نہیں طلب کریں گے۔

عتبہ مان گئے، انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں ایسے کر لیتا ہوں۔ آپ نے تو بہت اچھی بات کہی ہے اور آپ نے اچھی بات کی دعوت دی ہے۔ آپ اپنے کنبے قبیلے میں دوڑ جائیں۔ میں یہ اُٹھا لیتا ہوں۔ چنانچہ حکیم دوڑ گئے یہ خوشخبری لے کر قریش میں ان کو اسی بات کی طرف بُلایا اور راضی کیا اور عتبہ بن ربیعہ اُونٹ پر سوار ہوئے۔ اس پر چڑھ کر مشرکین کی صفوں میں اور اپنے احباب میں گھوم گئے اور بولے، اے میری قوم! میری بات مان لیجئے۔ تم لوگ مسلمانوں سے ابن الحضرمی کے خون کے سوا اور کسی شئی کا مطالبہ نہیں کر رہے ہو اور وہی کچھ جو اس قافلے کا نقصان ہوا تھا۔ اس کی ادائیگی میں کرتا ہوں، تم اس آدمی (محمد) کو چھوڑ دو، اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے قتل کا اختیار مجھے ہوگا تمہیں نہیں ہوگا کیونکہ ان لوگوں میں (مسلمانوں میں) کچھ ایسے ہیں جن سے تم لوگوں کی قریب کی رشتہ داری ہے۔ اور اگر تم لوگ ان کو قتل کرو گے وہ (محمد) ہمیشہ تم سے اس کو جو قاتل ہوگا اس کے بھائی کا یا بیٹے کا یا بھتیجے کا یا چچا کا ہمیشہ اس کے دل میں کینہ اور بغض رہے گا اور وہ اس کو اپنا قاتل ہی

گردانے گا اور اگر یہ (محمد) بادشاہ بن جاتا ہے تو تم اپنے بھائی کے ملک میں رہو گے۔ اور اگر یہ (محمد) نبی ہے تو تم لوگ ایک نبی کو قتل نہ کرو ورنہ تمہیں اس کی وجہ سے گالیاں پڑتی رہیں گی اور تم لوگ ان کی طرف پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو گے۔ میرا خیال یہی ہے بلکہ وہ اپنے دشمنوں کو نقصان پہنچائیں گے۔ اور مجھے اس بات سے۔ یا مجھے اطمینان نہیں ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے بلکہ وہ فتح پا جائیں گے۔

اس ساری فصیحت کے باوجود ابوجہل نے اس کی اس تقریر پر اس کے ساتھ حسد کیا۔ ادھر اللہ نے بھی اپنے امر کو نافذ کرنا ہی تھا حالانکہ ان دنوں عتبہ بن ربیعہ مشرکین کا سردار تھا۔ لہٰذا ابوجہل نے ابن الحضرمی کو بھڑکایا وہ مقتول کا بھائی تھا ابوجہل نے اس کو اُچکایا کہ دیکھئے یہ عتبہ ہے لوگوں کے درمیان رسوائی پیدا کرتا ہے، اس نے تیرے بھائی کی دیت وخون بہا اپنے اُوپر لے لیا ہے گمان کرتا ہے کہ آپ اس کو قبول کر لیں گے۔ کیا تمہیں اس سے حیا اور شرم نہیں آئے گی اس بات سے کہ تم لوگ دیت کو قبول کر لو گے تو؟

ادھر ابوجہل نے قریش سے کہا بے شک عتبہ جانتا ہے کہ تم لوگ محمد اور اس کے اصحاب پر غالب آجاؤ گے اور ان میں اس کا اپنا بیٹا بھی ہے اور اس کے چچا کی اولاد بھی۔ عتبہ تم لوگوں کی صلاح اور کامیابی پسند نہیں کرتا۔ ابوجہل نے عتبہ سے کہا (وہ ان لوگوں میں گھوم رہا تھا اور انہیں قسمیں دے کر قتال سے منع کر رہا تھا)، تیری گردن پھول گئی ہے یا تیرے پھیپھڑے پھول گئے ہیں۔ اور انہوں نے گمان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کہا تھا وہ عتبہ کی طرف دیکھ رہے تھے فرمایا کہ اگر ان لوگوں میں سے کسی ایک میں کوئی خیر کی بات ہے تو وہ سُرخ اُونٹ کے مالک کے پاس ہے اگر یہ لوگ اس کی بات مان لیں تو یہ کامیاب ہو جائیں گے۔

جب ابوجہل نے قریش کو قتال پر برانگیختہ کیا تو اس نے عورتوں سے کہا کہ وہ عمرو بن الحضرمی مقتول کو بین کر کر کے روئیں۔ انہوں نے اس کو رونا شروع کیا، یہ سب کچھ لوگوں کو قتال پر اُبھارنے کی کوشش تھی۔ کچھ مرد کھڑے ہوئے وہ اس کے ساتھ قریش کو عار دلانے لگے۔ لہٰذا قریش قتال پر متفق ہو گئے اور عتبہ نے ابوجہل سے کہا عنقریب تو دیکھ لے گا کہ کس کی گردن کی رگیں پھولتی ہیں یعنی دونوں معاملات میں کونسا درست تھا (قتال کرنا یا نہ کرنا)۔ اور قریش نے قتال کرنے کے لئے صف بندی شروع کی اور انہوں نے عمیر بن وہب سے کہا، آپ سوار ہو کر جائیں اور جائزہ لے کر آئیں محمد کا اور ان کے اصحاب کا کہ وہ کتنے لوگ ہیں۔ لہٰذا عمیر بن وہب اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر رسول اللہ کے اور اصحاب کے گرد چکر لگا کر واپس گیا۔ اس نے جائزہ بتایا کہ وہ تین سو کے لگ بھگ ہیں جو جنگجو ہیں اس سے کچھ کم ہوں گے یا کچھ زیادہ ہوں گے۔ میں نے ستر اُونٹ شمار کئے ہیں یا اس کے قریب قریب، مگر تم لوگ ذرا میرا انتظار کرو میں مزید جائزہ لے کر آتا ہوں کہ کیا کوئی اور مدد بھی ہے یا کہیں اور لشکر چھپا ہوا بھی ہے۔ اس نے پھر چکر لگایا ان کے گرد، انہوں نے اس کے ساتھ اپنا ایک اور سوار بھی بھیجا تھا۔ پھر واپس آ گئے اور انہوں نے آ کر بتایا کہ نہ ان کی مزید مدد ہے نہ پوشیدہ لوگ ہیں۔ بس وہ لوگ اُونٹ کا ایک لقمہ ہیں یا کھایا ہوا کھانا ہیں (از راہ حقارت مسلمانوں کے بارے میں کہا تھا یعنی انتہائی کم ہیں)۔ اور انہوں نے عمیر سے کہا کہ لوگوں کو اُبھارو چنانچہ عمیر نے صف بنانے پر آمادہ کیا اور ایک سو گھڑ سوار واپس لوٹ گئے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے اور اپنے اصحاب سے کہا تم قتال نہ کرنا حتیٰ کہ میں تمہیں اجازت دوں گا۔ لیٹے ہی لیٹے آپ کو نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا اور آپ کے اُوپر غالب آ گئی۔ جب بعض لوگوں نے بعض کی طرف دیکھا تو ابوبکر نے یہ کہنا شروع کیا یا رسول اللہ تحقیق وہ لوگ مشرکین قریب آ گئے ہیں اور ہمارے اُوپر حملہ کرنے والے ہیں۔ اتنے میں بیدار ہو گئے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور کو وہ مشرکین خواب میں قلیل دکھا دیئے تھے اور ادھر مسلمان بھی مشرکین کی نظروں میں قلیل دکھائے گئے تھے۔ حتیٰ دونوں طرف سے لوگوں کو ایک دوسرے سے قتال کرنے کے لئے طمع اور لالچ پیدا ہو گئی۔ اگر وہ ایک دوسرے کو کثیر دکھا دیئے جاتے تو وہ کمزور پڑ جاتے اور اس بارے میں اختلاف میں پڑ جاتے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ولتنا زعتم فی الامر۔ رسول اللہ اور صحابہ کے پاس صرف دو گھوڑے تھے ایک ابومرثد غنوی کے پاس اور دوسرا مقداد بن عمرو کے پاس۔

رسول اللہ لوگوں میں کھڑے ہوئے، آپ نے انہیں وعظ فرمایا اور مسلمانوں کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے جنت واجب کردی ہے جو آج شہید ہوجائے گا۔ اتنے میں عمیر بن حمام بنوسلمہ کے بھائی کھڑے ہوئے آٹا گوندھتے ہوئے، وہ اپنے ساتھیوں کے لئے آٹا گوندھتے تھے۔ جب انہوں نے نبی کریم کا فرمان شہادت کے بارے میں سُنا عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ میرے لئے بھی جنت ہوگی اگر میں مارا گیا؟ آپ نے فرمایا، جی ہاں۔ اُس نے اللہ کے ایک دشمن پر حملہ کیا اسی جگہ اللہ نے عمیر کو شہادت دے دی۔ یہ پہلے مقتول تھے جو بدر میں قتل ہوئے۔ اس کے بعد اسود بن عبدالاسد مخزومی آگے اُٹھے مشرکین کی طرف سے وہ اپنے معبودوں کی قسم کھا رہے تھے کہ آج وہ اس حوض سے ضرور پانی پئیں گے جو محمد نے اپنے اصحاب کے لئے بدر میں بنایا ہے اور اس کو وہ توڑیں گے۔ اس نے بھی حملہ کیا جب وہ حوض کے قریب پہنچے حمزہ بن عبدالمطلب اس کو ٹکرائے، انہوں نے ایک کاری ضرب مار کر اس کا پیر کاٹ دیا وہ گھٹنوں کے بل آگے بڑھنے لگا حتیٰ کہ وہ حوض کے اندر گر گیا جس سے وہ کچا بنا ہوا حوض ٹوٹ گیا۔ حمزہ بھی اس کے پیچھے اندر ہی چلے گئے انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔

جب مشرکین کی طرف سے ان کا بندہ اسود بن عبدالاسد مارا گیا تو عتبہ بن ربیعہ غیرت کھا کر اپنے اُونٹ سے اُترے جب ابوجہل نے کہا تھا پھر اس نے آواز لگائی کیا ہے کوئی مقابلہ کرنے والا؟ اللہ کی قسم اللہ ضرور آج جان لے گا ابوجہل کہ ہم میں سے کون بڑا بزدل ہے۔ اتنے میں اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا بھی اس کے ساتھ لاحق ہوگئے۔ انہوں نے بھی مقابلے کے لئے للکارا۔ ان کے مقابلے کے لئے تین آدمی انصار میں سے سامنے آئے مگر رسول اللہ ﷺ نے شرم محسوس کی اس سے کیونکہ یہ پہلی جنگ اور پہلا قتال تھا جس میں مسلمان اور مشرکین ٹکرائے تھے اور رسول اللہ مسلمانوں کے ساتھ موجود تھے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے یہ پسند کیا کہ غلبہ آپ کے چچازادوں کے لئے ہونا چاہئے۔ لہٰذا نبی کریم نے ان کو پکارا کہ تم لوگ اپنی اپنی صفوں میں واپس چلے جاؤ۔ چاہئے کہ ان کے چچازادان کے مقابلے پر آئیں۔ لہٰذا حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابوطالب اور عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب۔ لہٰذا حمزہ عتبہ کے مقابلے پر آئے اور عبیدہ شیبہ کے مقابلے پر اور علی بن ابوطالب ولید کے مقابلے پر۔

لہٰذا حمزہ نے عتبہ کو قتل کر دیا اور عبیدہ نے شیبہ کو مار دیا اور علی نے ولید کو قتل کر دیا۔ ادھر شیبہ نے عبیدہ کے پیر کو تلوار مار کر کاٹ دیا تھا حمزہ اور علی نے اس کو چھڑایا اور اُٹھا کر لائے، حتیٰ کہ صفراء کے مقام پر وفات پا گئے۔

اس بارے میں ہندہ بنت عتبہ کہتی ہے۔

ایا عینیی جودی بدمع سوب　　علی خیر خندف لم ینقلب

تداعی لہ رھطہ غدوۃ　　بنو ھاشم وبنو المطلب

یذ یقولہ حر أنسیا فھم　　یعلونہ بعد ما قد ضرب

اے میری آنکھوں میں مسلسل بہنے والے آنسوؤں لٹاؤ اس جوان پر جو پورے قبیلے میں سب سے بہتر تھا جو واپس لوٹ کر نہیں آیا۔

اس کے گھر والے اس کو بلا رہے ہیں صبح سے بنو ہاشم یا بنو مطلب ہوں۔

وہ اپنی تلواروں کی گرمی بکھیر رہے ہیں اس کے مارے جانے کے بعد وہ اس کے لئے غلبہ دیکھ رہے ہیں۔

اسی وقت ہندہ بنت عتبہ نے منت مانی تھی کہ وہ حمزہ کا جگر کھائے گی ان پر قادر ہوگئی اس مذکورہ گروہ کا قتل ہونا۔ دونوں جماعتوں کے باہم ٹکرانے سے قبل تھا اور مسلمانوں نے اللہ کی بارگاہ میں آہ زاری کی اور اللہ کی نصرت طلب کی۔ جب انہوں نے قتال دیکھا کہ وہ گرم ہو چکا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی طرف ہاتھ اُٹھا لئے اور اللہ سے دعا کی اور سوال کیا اس چیز کا اللہ نے جس چیز کا ان سے وعدہ کیا تھا۔ اور اللہ کی نصرت طلب کی۔

آپ کہہ رہے تھے، اے اللہ! اگر اس مٹھی بھر جماعت پر غلبہ ہو گیا اور یہ مغلوب ہو گئی تو مشرک غالب آ جائے گا اور تیرا دین قائم نہیں ہوگا۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا اور ضرور اللہ تعالیٰ آپ کے چہرے کو روشن کرے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کا ایک لشکر بھیجا دشمنوں کے کندھوں پر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے اپنی نصرت نازل کر دی ہے اور فرشتے اُتر پڑے ہیں، اے ابوبکر۔ بے شک میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے آسمان اور زمین کے درمیان۔ جب وہ اُترے تو اسی گھوڑے پر بیٹھ گئے اور ایک ساعت تک مجھ سے غائب ہو گئے تھے، پھر میں نے دیکھا کہ ان کے دونوں پہلوؤں پر غبار تھی۔

اور ابوجہل نے بھی دعا کی۔ اے اللہ! دونوں دینوں میں سے جو بہتر ہے اس کو مدد فرما۔ اے اللہ! ہمارا دین قدیم ہے محمد کا دین جدید ہے۔ اس کے پیچھے پیچھے شیطان تھا اس نے جب فرشتوں کو دیکھا تو منہ کے بل گر پڑا، اس نے اپنے اصحاب کی مدد کرنے سے اعلان بیزاری کیا۔ اللہ نے فرشتوں کی طرف وحی کی اور اپنے حکم کے ساتھ ان کو مأمور کیا اور ان کو بتا دیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور ان کو رسول اللہ کی نصرت اور اصحاب رسول کی نصرت کا حکم فرمایا، اور رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی لی اور اس کو مشرکین کے منہ پر مار دیا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے کنکریوں کو عظیم الشان بنایا، بایں صورت کہ مشرکین میں سے کسی ایک فرد کو نہیں چھوڑا، سب کی آنکھوں کو ان کنکریوں سے بھر دیا اور مسلمانوں نے ان کو بآسانی قتل کیا ان کے ساتھ اللہ تھا اور فرشتے تھے جو مشرکین کو قتل کر رہے تھے اور قیدی بنا رہے تھے اور انہوں نے مشرکین کی جماعت کے ہر فرد کو منہ کے بل گرتے ہوئے پایا۔ وہ ایسے حواس باختہ ہوئے تھے کہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ کدھر جانا ہے۔ مٹی میں گھس رہا تھا اور اپنی آنکھیں مسل کر مٹی کو آنکھوں سے صاف کر رہا تھا۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دے دیا مسلمانوں کو قتال سے پہلے کہ اگر غلبہ محسوس کریں تو عباس کو عقیل کو اور نوفل بن حرث کو اور البختری کو قتل نہ کریں۔ چنانچہ یہ لوگ قید کر لئے گئے ان مردوں کے ساتھ جن کے بارے میں رسول اللہ نے وصیت فرمائی تھی یا نہیں فرمائی تھی سوائے البختری کے، کیونکہ اس نے گرفتاری دینے سے انکار کر دیا تھا اور انہوں نے اس کے سامنے ذکر کیا کہ رسول اللہ نے تمہیں قتل نہ کرنے کا کہا ہے اگر وہ گرفتاری دے دے تو۔ اس نے انکار کر دیا تھا اور دیگر لوگ بھی کچھ گرفتار کئے گئے تھے حضور نے جن کو قید کرنے کا نہیں فرمایا تھا۔ ان کو فدیہ حاصل کرنے کے لئے قید کیا گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ ابوالیسر نے ابوالبختری کو قتل کیا تھا اور لوگوں کے سردار نے اس بات کا انکار کیا تھا بلکہ المجذر نے اس کو قتل کیا تھا بلکہ اس کو قتل کیا تھا ابوداؤد مازنی نے اور اس کی تلوار اس نے چھینی تھی، وہ اس کے بیٹوں کے پاس تھی حتیٰ کہ انہوں نے ابوالبختری کے پاس فروخت کر دی تھی اور مجذر نے کہا تھا (شعر)

لبشیر بیتم ان لقیت البختری   وبشرن بمثلها منی کنبی
انا الذی اذ عم اصلی من بلی   اطعن بالحربة حتیٰ تنثنی
ولا تریٰ مجذّرًا یفری فری

ان لوگوں نے گمان کیا ہے کہ ان کو قسم دی تھی کہ اس کو قید نہ کیا جائے گا اور اس کو خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اگر وہ گرفتاری دینے کے لئے تیار ہو جائے تو۔ مگر ابوالبختری نے قیدی بننے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک انصاری نے اس پر تلوار سے حملہ کیا اور اس انصاری نے اس کے سینے کے وسط میں تلوار چھپا دی اور اسے زخمی کر دیا۔

اور رسول اللہ ﷺ آئے یہاں تک کہ آپ مقتولین پر آ کر رک گئے۔ آپ نے ابوجہل کو تلاش کیا مگر آپ نے اس کو نہ پایا یہاں تک کہ یہ کیفیت مایوسی کی آپ کے چہرے پر پہچانی گئی۔ آپ نے دعا کی :

اللھم لا یعجزنی فرعون ھذہ لامۃ

اے اللہ! مجھے اس اُمت کا فرعون عاجز نہ کر دے۔

لہٰذا کئی لوگ ابوجہل کی تلاش میں لگ گئے یہاں تک کہ عبداللہ بن مسعود نے ابوجہل کو گرا ہوا پالیا اور معرکہ کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ اس کا لوہے کے اندر منہ چھپا ہوا تھا، اس کی تلوار اس کی رانوں پر پڑی ہوئی تھی، اس کے جسم پر کوئی زخم نہیں تھا مگر وہ اپنے کسی عضو کو ہلا بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ منہ کے بل پڑا ہوا زمین کو دیکھ رہا تھا۔ عبداللہ بن مسعود نے جب اس کو دیکھا تو وہ اس کے گرد گھوم گیا تا کہ اسے پوری طرح قتل کر دے مگر عبداللہ ڈر بھی رہا تھا کہ کہیں وہ اُٹھ کر حملہ نہ کر دے۔ مگر وہ تھا بھی لوہے میں ڈھکا ہوا۔ جب قریب ہو کر دیکھا تو وہ حرکت بھی نہیں کر رہا تھا تو عبداللہ سمجھے کہ ابوجہل زخموں سے چور ہو کر گرا پڑا ہے۔ اس نے چاہا کہ اس پر تلوار کا وار کرے پھر خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ میری تلوار مجھے دھوکہ دے جائے۔ لہٰذا پیچھے سے آئے اور پہلے اس کی تلوار اُٹھائی کھڑے ہو کر اس کو اس کے اُوپر سونٹ لیا، وہ اوندھا پڑا تھا حرکت نہیں کر رہا تھا۔

عبداللہ نے اس کے خود کی کڑی اُٹھائی اس کی گدی کی طرف سے اور ایک ہی وار کر کے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ وہ سر آ گے آن پڑا پھر اس نے اس کا سامان قبضے میں کیا، اب جوانہوں نے اس کو غور سے دیکھا تو اس کے اُوپر کوئی زخم نہیں تھا مگر اس کی گردن میں گھاؤ تھے اور اس کے ہاتھوں پر اور اس کے کندھوں کے درمیان ایسے نشان تھے جیسے چابک مارنے کے ہوتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود نبی کریم کی خدمت میں آئے اور ان کو آ کر خبر دی کہ ابوجہل مارا جاچکا ہے اور اس نے حضور کو بتایا کہ اس کے جسم پر کوئی زخم نہیں ہے۔ مگر گردن اور کندھوں پر سلوٹ ہیں اور چابک کے نشان ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ فرشتوں کی ضرب ہیں اور حضور یہ جملہ کہا :

اللھم قد انجزت ما وعدتی

اے اللہ! آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ آپ نے پورا کر دیا ہے۔

اس کے بعد بقایا قریش مغلوب ہو کر اور شکست خودہ ہو کر واپس مکہ لوٹ گئے۔ پہلا شخص جو شکست سے دوچار ہونے کے بعد مکے پہنچا تھا مشرکین میں سے اس کا نام الحیسمان الکعبی تھا، وہ حسن بن غیلان کا دادا تھا۔ وہ آیا تو حال احوال پوچھنے کے لئے اس کے پاس لوگ کعبے میں جمع ہو گئے تھے۔ قریش کے جس معزز آدمی کے بارے میں پوچھا جاتا وہ اس کی موت کی خبر دیتا۔ صفوان بن اُمیہ نے کہا نہیں یہ خبر غلط ہے وہ بھی قریش کے گروہ کے ساتھ حرم میں بیٹھا ہوا تھا حجر میں۔

اللہ کی قسم یہ آدمی پاگل ہو گیا ہے، اس کا دماغ نکل گیا ہے یا دل اُڑ گیا ہے۔ تم لوگ اس سے میرے بارے میں پوچھو بھلا میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے بارے میں بھی موت کی خبر دے دے گا۔ چنانچہ ان میں سے کچھ نے ایسے ہی کیا۔ جیسما سے پوچھا کہ کیا آپ کو صفوان بن اُمیہ کے بارے میں علم ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، وہ یہ بیٹھا ہوا ہے حجر میں۔ البتہ تحقیق میں نے اس کے باپ اُمیہ بن خلف کو خود دیکھا ہے کہ وہ قتل ہو گیا ہے۔

بہر حال اس کے بعد مشرکین کی مسلسل شکست شروع ہو گئی تھی اور اللہ نے اپنے رسول کی اور اصل ایمان کی نصرت فرمائی اور بدر کے معرکہ کے بعد مشرکین اور منافقین کی گردنیں جھک گئیں اور ٹوٹ گئیں تھیں۔ مدینے میں ہر منافق اور ہر یہودی اپنی گردن جھکائے ہوئے تھا اور یہ دن یوم الفرقان تھا جس دن اللہ نے شرک اور ایمان کے درمیان فرق کر دیا تھا۔ اب یہود نے بھی یقین کے ساتھ کہ کہنا شروع کیا کہ یہ محمد واقعی وہی نبی اور رسول ہے جس کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں۔ اللہ کی قسم آج کے دن یہ جب بھی جھنڈا اُٹھائے گا غالب ہو جائے گا۔

ادھراہل مکہ ایک مہینہ تک ہر گھر میں مسلسل اپنے مقتولین پرروتے اورنوحے اور بین کرتے رہے تھےاورعورتوں نے اپنے سرحزن وغم کے مارے منڈواڈالے تھے،مقتولین میں سے اسی آدمی کی اُونٹنی یا گھوڑا لایا جاتا،اسے عورتوں کے سامنے کھڑا کیا جاتا اورعورتیں اس کے گرد جمع ہوکرنوحہ کرتیں اورگلیوں میں نکل جاتیں،ان کے سروں سے پردے باندھ کرگلیوں میں بین کرتیں۔ادھرگرفتار یا قید ہونے والوں میں سے کسی کو باندھ کرقتل نہیں کیا گیا تھا سوائے عتبہ بن ابومعیط کے۔اس کوقتل کیا تھا عاصم بن ثابت نے بن الوالافلح بنوعمرو بن عوف کے بھائی نے جب اس کوعتبہ نے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تھا تو اس نے قریش سے فریاد کی تھی اور کہا تھا،اے قریش کی جماعت! میں کس جرم میں قتل کیا جارہا ہوں؟

یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ کے ساتھ عداوت اوراس کے رسول کے ساتھ عداوت رکھنے پر۔اور رسول اللہ ﷺ نے قریش کے مقتولین کے بارے میں حکم دیا تھا،وہ بدر کی کھائی میں یا کنویں میں گھسیٹ کرڈال دیئے گئے۔اورحضور ﷺ نے پرلعنت کی اس حال میں کہ آپ کھڑے ہوئے تھے اوران کا نام پکار پکار کر کہہ رہے تھے،مگر اُمیہ بن خلف کوقلیب میں نہیں پھینکا گیا تھا کہ وہ موٹا آدمی تھا وہ ایک دن میں اس کی لاش پھول کر پھٹ گئی تھی۔جب انہوں نے اس کوکنویں میں پھینکنے کے لئے کوشش کی تو مزید پھٹ گیا۔حضور نے اس کو سچا پالیا جس کا تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ نافع نے کہا تھا کہ عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے کہا،آپ کے اصحاب میں سے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مردہ لوگوں کوآواز دے رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،تم لوگ اس بات کوجومیں ان سے کہہ رہا ہوں زیادہ نہیں سُن رہے ہو۔کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔آپ واپس پر ثنیۃ الوداع کے راستے مدینہ میں داخل ہوئے تھے۔اورقرآن مجید نازل ہوا، اللہ نے ان کو اپنی نعمت جتلائی ہے جس کے بارے میں وہ ناپسند کررہے تھے رسول کے لئے بدر کی طرف جانے کو :

کما اخرجك ربك من بيتك بالحق و ان فريقا من المؤمنين لكارهون يجادلونك في الحق بعد ماتبين ـ الخ

(سورۃ انفال : آیت ۱۷۔۱۸)

کس طرح آپ کوآپ کے رب نے مدینے سے بدر کی طرف روانہ یا حق کے ساتھ،جبکہ مؤمنوں میں سے ایک جماعت ناپسند کررہے تھے
آپ سے حق کی بابت حجت بازی کررہے تھے۔الخ

خلاصہ مطلب یہ ہے اللہ کے اس حکم میں سے بے شمار حکمتیں تھیں۔کیا دیکھتے نہیں اسی جہادی خروج کی برکت سے حق کو فتح حاصل ہوئی باطل کوشکست ہوئی۔اسلام کوغلبہ نصیب ہوا۔مسلمانوں کا رعب قائم ہوا،وغیرہ وغیرہ۔ (مترجم)

جس چیز میں اللہ نے رسول اللہ کی دعا قبول فرمائی اوراہل ایمان کی،اس کے بارے میں ارشادفرمایا :

اذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم انى ممدكم بالف من الملائكة مردفين ـ (سورۃ انفال : آیت ۹)

اس وقت کو یادکرو جب تم اپنے رب سے فریادکررہے تھے،پھراس نے تمہاری دعا قبول فرمائی تھی کہ میں تمہاری مددکرنے والا ہوں
مسلسل آنے والے فرشتوں کے ذریعے۔

یہ آیت بھی اللہ کی نصرت کی دلیل ہے اوردیگر آیات اس کے ساتھ دال ہیں۔

اوراللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پراوراصحاب پر جو اُونگھ اُتاری تھی اپنی طرف سے امن کے طور پر جب وہ نیند کے حوالے کردیئے گئے تھے اوراسی میں ان کے قریش کے قتل وہلاکت کے بارے میں خبر دی گئی تھی۔ارشادفرمایا :

اذ یغشی کم النعاس امنة منه و ینزل علیکم من السماء ماءً لیطهر کم به و یذهب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم و یثبت به الاقدام اذ یو حی ربك الی الملائکة انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۱۔۱۲)

اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگوں کو اُونگھ نے گھیر لیا تھا اپنی طرف سے سکون دینے کے لئے ، اور اس نے تمہارے اُوپر پانی برسایا تا کہ وہ تمہیں پاک کرے اس کے ذریعے اور تم سے شیطان کی ناپاکی دور کردے ۔ اور تا کہ تمہارے دلوں کو مربوط و مضبوط کردے اور اس کے ساتھ زمین تمہارے قدم جمادے ۔ جب تیرا رب فرشتوں کی طرف وحی کرے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں سو تم بھی اہل ایمان کو پکا رکھو ۔ (اور فرمایا کہ) میں عنقریب ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جو کافر ہوئے ہیں ۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیات اسی بارے میں ہیں ۔ نیز اللہ تعالیٰ مشرکین کو قتل کرنے کے بارے میں اور اس مٹھی کے بارے میں جو کنکریوں سے بھر کر رسول اللہ ﷺ نے پھینکی تھی ارشاد فرمایا :

فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم و مارميت اذ رميت ولكن الله رمى وليبلى المؤمنين فيه بلاءً حسنا ۔
(سورۃ انفال : آیت ۱۷)

اے اہل ایمان ! کفار کو بدر میں تم نے قتل نہیں کیا تھا بلکہ اللہ نے قتل کروایا تھا ۔ اور آپ نے جب مٹھی پھینکی تھی آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے ماری تھی تا کہ وہ اس میں ایمان والوں کو اچھے اور عمدہ طریقے سے آزمائے ۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت اسی پر دلیل ہے ۔
نیز اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی طرف سے فتح مانگنے اور مؤمنوں کے لئے دعا کے بارے میں ارشاد فرمایا :

ان تستفتحوا فقد جآء کم الفتح ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۸)
اگر تم فتح مانگتے ہو تو لو تمہارے پاس فتح آ چکی ہے ۔

اور مشرکین کی حالت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وان تنتهوا فهو خير لكم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۸)
اگر تم لوگ قتال سے باز آجاؤ تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے ۔ (یہ پوری آیت اسی بارے میں ہے)

اس کے بعد ارشاد فرمایا :

یٰایها الذین اٰمنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۸)
اس کے ساتھ ساتھ آیات اہل ایمان اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو ۔

اس کے ساتھ دیگر سات آیات بھی اور دونوں جماعتوں کے ٹھکانوں کے بارے میں فرمایا :

اذ انتم بالعدوة الدنيا وهم بالعدوة القصوىٰ والركب اسفل منكم ۔ ولو تواعدتم لاختلفتم فى الميعاد ولكن ليقضى الله امرًا كان مفعولا ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۲)

جب تم قریب والے کنارے پر تھے اور وہ لوگ دور والے کنارے پر تھے اور وہ محصو قافلۂ ابوسفیان) تم سے نیچے کے رُخ پر تھا ۔ اگر تم دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے ساتھ ٹائم کا وعدہ کر لیتے تو وعدے وقت سے آگے پیچھے ہو جاتے لیکن اللہ نے اس امر کو (جو اس کے ہاں طے شدہ تھا) پورا کرنا تھا ۔

یہ آیت بھی پڑھے اور اس کے بعد والی آیت بھی۔
نیز اللہ تعالیٰ نے انہیں (صحابہ کرام) کی عظمت کی بابت فرمایا :

یا یھاالذین اٰمنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۵)

اے ایمان والو! جس وقت تم مشرکین کی جماعت سے ٹکراؤ ثابت قدم رہنا۔ (یہ آیت پڑھ جائیے اور اس کے ساتھ دیگر تین آیات بھی)

اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی جس کے بارے میں اہل اسلام کے ان مردوں نے کلام کیا تھا جن کو مشرکین جبراً ساتھ نکال کر لائے تھے۔ انہوں نے جب مسلمانوں کی قلت دیکھی تو یوں گویا ہوئے :

غَرَّ هٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۹)

کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈالا ہے۔

یہ آیت پڑھ جائیے۔
اور مقتولین مشرکین اور ان کے متبعین کے بارے میں آیت اُتاری :

ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکة یضربون وجوھھم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۵۰)

اگر آپ اس منظر کو دیکھ لیں جب فرشتے کافروں کو موت دیتے ہیں تو وہ ان کے مونہوں کے مارتے ہیں۔ الخ

یہ آیت اور آٹھ آیات اس کے بعد پڑھیے۔
نیز اللہ نے سرزنش کی تھی نبی کریم ﷺ کو اور دیگر اہل ایمان کو اس بات پر جو انہوں نے دلوں میں چھپائی تھی اور ناپسند کیا تھا اس کو جو کچھ انہوں نے عملاً کیا تھا۔ یہ کہ انہوں نے مشرکین کا خون قتل کر کے کیوں نہ بہایا۔ فرمایا :

ما کان لنبی ان یکون لہ اسْرٰی حتی یُثْخِنَ فی الارض تریدون عرض الدنیا واللّٰہ یرید الاٰخرة۔ (سورۃ انفال : آیت ۶۷)

کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ اس کے پاس مشرک قید ہو کر آئیں (کہ وہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دے) بلکہ ان کا خون بہائے زمین پر۔ تم لوگ متاع دنیا کے حصول کا ارادہ کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ تمہاری آخرت کی ضرورت کا خیال فرما رہا تھا۔

پھر اللہ نے پہلے سے اپنے نبی کے لئے اور اہلِ ایمان کے لئے غنیمتوں کا حلال کرنا ذکر کر دیا تھا کیونکہ وہ سابقہ اُمتوں میں حرام کر دی گئی تھیں۔ حضور ﷺ سے جو حدیث بیان کی جاتی تھی اس میں یہ بات مذکور تھی۔ واللہ اعلم۔
آپ ﷺ فرماتے تھے غنیمتیں ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھی اللہ نے ان کو ہمارے لئے پاکیزہ بنا دیا۔ چنانچہ غنیمتوں کو حلال کرنے کی بابت پہلے جو مذکور ہوا وہ اس طرح ہے :

لولا کتاب من اللّٰہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۶۸)

اگر نہ ہوتی یہ بات لکھی ہوئی اللہ کی طرف جو پہلے گذر چکی ہے تو تم نے جو (مال فدیہ کے طور پر) لیا ہے اس سے تمہارے اوپر عذاب آ جاتا۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی پڑھ لیں۔
اور جو آدمی قیدی ہوئے تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ مسلمان تھے اور ہم لوگ تو جبراً نکالے گئے تھے آپ کے مقابلے پر، تو ہم سے کس بات پر فدیہ لیا جاتا ہے۔ جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

یاایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرًا مما اُخذ مِنکُم و یغفرلکم و اللّٰہ غفور رحیم ۔ (سورۃ انفال : آیت۷۰)

اے نبی جو آپ کے ہاتھ میں قیدی ہیں ان سے کہہ دیجئے اگر اللہ تمہارے دلوں میں کوئی خیر جانتا تو وہ تمہیں اس سے بہتر خود عطا فرماتا جو تم سے لیا گیا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

رسول اللہ کے لئے فدیہ لینے کو حلال کرنا .... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ اس نے قصۂ بدر ذکر کیا تھا اسی مفہوم میں جو ذکر کیا موسیٰ بن عتبہ نے، سوائے اس کے کہ اس نے مطعمین کا نام نہیں لیا اور ابوداؤد مازنی کا ذکر بھی نہیں کیا ابوالبختری کے قتل کے سلسلے میں۔ اور قیدیوں کے بارے میں فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے ان کا فدیہ لینا حلال کر دیا اور ان کے مال حلال کر دیئے اور قیدیوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کے ہاں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے ہم قتل بھی کیے گئے ہیں اور قیدی بھی کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی اور ان کو خوش کیا :

یـا ایھـا الـنبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرًا مما اُخذ مِنکُم و یـغـفـرلـکـم و اللّٰہ غـفـور رحیم ۔ و ان یریدوا خیانتك فقد خانوا اللّٰہ من قبل فا مکن منھم و اللّٰہ علیم حکیم ۔ (سورۃ انفال : آیت۷۰۔۷۱)

اے نبی آپ کہہ دیجئے ان قیدیوں سے جو آپ کے ہاتھ میں ہیں اگر اللہ تمہارے دلوں میں کوئی خیر محسوس کرتا تو وہ تمہیں اس سے بہتر عطا کرتا جو تم سے لیا گیا اور تمہیں بخش دیتا۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر وہ تیری خیانت کا ارادہ کریں تو (دل گیر ہونے کی ضرورت نہیں) وہ تو اللہ کی ہی پہلے خیانت کر چکے ہیں۔ اللہ ان سے بڑی قدرت والا ہے۔ اللہ علم وحکمت والا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے فدیہ لینا حلال کر دیا بسبب اس کے جو اُن کی خیانت ذکر کی گئی اور بسبب اس کے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے خلاف قوم کی تعداد میں اضافہ کیا۔ اگر وہ چاہتے تو خود نکل کر اور مشرکین سے فرار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آجاتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ان الذین اٰمنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللّٰہ ۔ (سورۃ انفال : آیت۷۲)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں۔ الخ

پوری آیت پڑھئے اور اس کے بعد والی تا آخر سورۃ تک۔

نیز اللہ تعالیٰ نے غنیمتوں کی تقسیم بیان کی اور فرمایا :

و اعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للّٰہ خمسه و للرسول و لذی القربیٰ ۔ (سورۃ انفال : آیت۴۱)

جان لیجئے کہ تم جس جس کو بطور غنیمت لے آتے ہو بے شک اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے واسطے ہے اور رسول کے لئے ہے اور قرابت داران رسول کے لئے ہے۔

نیز اللہ نے آیت نازل فرمائی ان لوگوں کے بارے میں جو اسلام کے دعویدار تھے اور بدر والے دن دشمن کے ساتھ مڈبھیڑ میں انہیں اذیت پہنچی تھی۔ نیز ان کے بارے میں جو مکے میں رہ گئے تھے جن کو وہاں سے نکلنے کی طاقت تھی، آیت نازل فرمائی :

بیشک وہ لوگ جن کو فرشتے وفات دیتے ہیں جن لوگوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ وہ کہتے ہیں تم کس چیز میں تھے (یعنی ہمارا کیا قصور تھا)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین پر کمزور سمجھے جاتے تھے۔ الخ

یہ آیت پڑھئے اور اس کے بعد دو آیات بھی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن طرائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ صالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث پہنچی ہے معاویہ بن صالح سے، اس نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

ان کنتم اٰمنتم باللّٰہ وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۱)

اگر تم اللہ کے ساتھ ایمان رکھتے ہو اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے فرق کرنے والے دن۔

یعنی بدر والے دن کے فرق کے ساتھ وہ دن ہے جس دن اللہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا ہے۔ نیز اللہ کے اس قول کے بارے میں :

واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض غرھؤلاء دینھم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۹)

جس وقت منافقوں نے کہا اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض ہے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔

کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قوم کے لوگ ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے تو اللہ نے مشرکین کی نظروں میں مسلمانوں کو کم دکھایا تھا اور مشرکین کو مسلمانوں کی نظر میں قلیل دکھایا۔ مشرکین نے دیکھ کر کہا کہ یہ کیا ہیں؟ ان کو ان کے دین نے غرور میں ڈال دیا ہے۔ اور مسلمانوں نے مشرکین کے بارے میں یہی کہا کہ جن کو قتل کیا انہوں نے تو ان کی نظروں میں کم لگے اور مسلمانوں نے یہی گمان کیا کہ وہ عنقریب ان کو شکست دیں گے وہ اپنے دلوں میں بالکل شک نہیں کر رہے تھے۔ اسی بارے میں اللہ نے فرمایا :

ومن یتوکل علی اللّٰہ فان اللّٰہ عزیز حکیم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۹)

جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

باب ۱۸

بدر میں جو اصحابِ رسول ﷺ شہید ہوئے اُن کی تعداد اور جو کفار مارے گئے اور جو قید ہوئے اُن کی تعداد

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے موسیٰ بن عتبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن اصحابِ رسول ﷺ میں سے مسلمانوں میں سے قریش میں سے چھ افراد اور انصار میں سے آٹھ افراد شہید ہوئے۔ اور مشرکین میں سے بدر کے دن مارے گئے اُنچاس آدمی اور اُنتالیس آدمی قیدی بنائے گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳۵۴/۲)

اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے مسلمانوں کی شہادت کے بارے میں اور کفار کے مقتولین کے بارے میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے۔ اس نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحٰق سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن مسلمانوں میں سے گیارہ آدمی شہید ہوئے تھے جن میں سے چار قریش میں سے تھے اور سات انصار میں سے اور مشرکین میں سے چالیس سے کچھ اوپر آدمی مارے گئے تھے۔

اور انہوں نے ایک دوسرے موقع پر کہا ہے اپنی کتاب میں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین میں سے قیدی چوالیس آدمی تھے اور اتنی ہی تعداد میں مقتولین تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۵۴۔۳۵۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے کہ پہلا مقتول جنگِ بدر کے دن مسلمانوں میں سے مہجع عمر بن خطاب کا غلام تھا اور انصار میں سے ایک آدمی۔ اس دن مشرکین کو شکست ہوئی تھی اور ان میں سے ستر سے کچھ اوپر لوگ مارے گئے تھے اور اتنی ہی تعداد میں قیدی بنائے گئے تھے۔

اور اس کو روایت کیا ہے یونس بن یزید نے ابن شہاب سے، اس نے عروہ بن زبیر سے اور وہ زیادہ صحیح ہے۔ اس میں جو ہم نے روایت کیا ہے مشرکین کے مقتولین کی تعداد کے بارے میں اور قید ہونے کے بارے میں۔ پس حدیث براء بن عازب ایسی ہے کہ اس کا شاہد بھی موجود ہے اور وہ حدیث موصول ہے اور صحیح ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلیمان فقہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحٰق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن مرزوق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے زہیر بن معاویہ نے ابواسحٰق سے، اس نے براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیر اندازوں پر امیر مقرر کیا تھا حضرت عبداللہ بن جبیر کو۔ فرمایا کہ یہ کوئی پچاس آدمی تھے ہم میں سے اُحد والے دن، ستر آدمی کام آئے اور نبی کریم ﷺ بھی موجود تھے اور صحابۂ کرام بھی۔ اور مشرکین میں سے بدر والے دن چالیس آدمی متاثر ہوئے جن میں سے ستر قیدی ہوئے اور ستر مارے گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے اس نے زہیر سے۔ (فتح الباری ۷/۳۰۷)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ محمد بن عبداللہ زاہد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحٰق قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن حمزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اسحٰق بن ابراہیم بن نسطاس نے، اس نے داؤد بن مغیرہ سے، اس نے سعد بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مقام روحاء میں تھے اچانک ان کے سامنے ایک اعرابی اُونچی جگہ سے نیچے اترا۔ اس نے کہا تم لوگ کون ہو؟ یا کہا کہاں جا رہے ہو؟ کہا گیا کہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ اس نے کہا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تم مفلوک الحال ہو (بدحال)۔ تمہارے پاس ہتھیار بھی بہت کم ہیں۔ ان لوگوں نے اس کو بتایا کہ ہم دو میں سے ایک بھلائی کا انتظار کر رہے ہیں یا تو ہم مارے جائیں گے اور جنت ملے گی یا ہم غالب آجائیں گے لہٰذا اللہ ہمارے جیتنے کو اور جنت کو دونوں کو جمع کر دے گا۔

اس شخص نے پوچھا کہ تمہارا نبی کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ یہ رہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی میرے پاس اسلحہ نہیں ہے (یا میں نے گھر میں مشورہ نہیں کیا ہوا) میں وہ لے آؤں پھر میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جائیے اپنے گھر والوں کے پاس آپ وہ لے کر آجائیے۔ تو رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوگئے اور وہ آدمی اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ پھر وہ اپنی حاجت سے فارغ ہو کر

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر میں مل گیا۔ وہ لوگوں کی صفیں بنوار ہاتھا قتال کے لئے اور انہیں تیار کر رہا تھا۔ وہ ان کے ساتھ لوگوں میں داخل ہو گیا۔ لوگوں نے قتال شروع کر دیا اوہ ان لوگوں میں شمار ہو گیا جو شہید ہو گئے تھے جنہیں اللہ نے شہادت عطا کی تھی۔ رسول اللہ نے مشرکین کو جب شکست دی اور مؤمنوں کو فتح دی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے آپ شہداء کے پاس سے گذرے عمر بن خطاب آپ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہیں اے عمر آپ حدیث کو پسند کرتے ہو۔

بیشک شہداء سردار ہیں اور اشراف ہیں اور بادشاہ ہیں اور بے شک اے عمر یہ انہی میں سے ہیں۔

اسحٰق ابن براہیم بن نسطاس اور سب میں منفرد ہے۔ اس میں نظر ہے۔ یہ بخاری نے کہا ہے۔ (نسائی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے عقیلی نے صفعاء میں شمار کیا ہے)۔ (المیزان ۱/ ۱۷۸۔۱۷۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابویعلیٰ حمزہ بن محمد علوی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہاشم بن محمد عمری سے اولاد عمر بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے مدینے میں جمعہ کے دن فجر اور طلوع سورج کے درمیان شہداء کی قبروں کی زیارت کے لئے گئے، میں ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ جب وہ قبرستان میں پہنچے تو انہوں نے اونچی آواز سے کہ السلام علیکم۔ بوجہ اس کے کہ تم نے صبر کیا۔ پس بہترین آخرت کا گھر ہے۔ کہتے ہیں کہ انہیں جوب دیا گیا تجھ پر بھی سلام ہو اے اللہ کے بندے۔ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ تم نے جواب دیا ہے۔ میں نے کہا نہیں تو۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور انہوں نے مجھے اپنے دائیں طرف کر لیا اس کے بعد انہوں نے ان پر سلام کیا پھر وہ شروع ہوئے۔ جونہی وہ ان پر سلام کرتے وہ لوگ ان پر جواب لوٹاتے۔ انہوں نے تین بار ایسے کیا اس کے بعد وہ اللہ کا شکر کرنے کے لئے سجدے میں گر گئے۔

باب ۱۹

واقعہ بدر کی تاریخ کا ذکر

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل بن حسن بن عیسیٰ نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الفضل بن محمد بن میسّب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی موسیٰ بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا مالک بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ واقعہ بدر رسول اللہ ﷺ کے ڈیڑھ سال بعد ہوا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اسی پر دلالت کرتی ہے وہ روایت جو گزر چکی ہے سعید بن میسّب سے۔ ان کا یہ قول کہ قبلہ پھیر گیا تھا سولہ ماہ پورے ہونے پر نبی کریم ﷺ کے مدینہ میں آنے کے بعد اور یہ واقعہ بدر سے دو ماہ قبل پیش آیا ہے۔

رسول اللہ کے غزوات کی تعداد .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی احمد بن خلیل بغدادی نے نیشاپوری میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شیبان نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جہاد کئے نبی کریم ﷺ نے انیس (۱۹) غزوات میں، ان میں یوم بدر بھی واقع ہوا تھا۔ اس دن اصحاب رسول تین سواور دس سے کچھ زیادہ آدمی تھے اور مشرکین اس دن پچاس کم ایک ہزار تھے (ساڑھے نوسو)۔ یہ واقعہ رمضان میں سترہ رمضان کی رات کی صبح کے وقت ہوا تھا جب سترہ راتیں گزر چکی تھیں رمضان کی جمعہ دن ہجرت کے بعد اٹھارہ ماہ کے بعد یا جو کچھ اللہ نے چاہا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے قرہ بن خالد سے، وہ کہتے ہیں میں نے پوچھا عبدالرحمٰن بن قاسم سے لیلۃ القدر کے بارے میں انہوں نے کہا حضرت زید ثابت تعظیم کرتے تھے ستائیسویں شب کی اور کہتے تھے یہی واقعہ بدر تھا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے اسباط بن نصر سے، اس نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم بدر جمعہ کے دن تھا۔ سترہ رمضان کو۔ سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۶)

فرماتے ہیں، اور ہمیں خبر دی یونس بن بکیر ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن علی نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین کے ساتھ ٹکرائے تھے یوم بدر میں جمعہ کے دن صبح سترہ رمضان کو۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی اصبغ بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی وہب نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ پہلا میدان جنگ جس میں رسول اللہ ﷺ خود بنفسہ موجود تھے وہ یوم بدر تھا۔ اس دن مشرکین کا سردار عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ وہ لوگ باہم ٹکرائے تھے بدر میں جمعہ کے دن سترہ راتیں رمضان کی گزر چکی تھیں۔ اس دن اصحاب رسول تین سواور دس سے کچھ اُوپر تھے۔ اور مشرکین ایک ہزار یا نوسو کے درمیان تھے۔ وہ دن یوم الفرقان فرق کرنے والا دن، اس دن اللہ نے حق اور باطل کا فرق کیا تھا۔ اور پہلا مقتول جو مسلمانوں میں سے مارا گیا وہ مھجع مولیٰ عمر بن خطاب تھا۔ اور ایک آدمی انصار میں سے۔

اس میں مشرکین شکست کھا گئے تھے۔ ان میں سے اس دن ستر سے زیادہ افراد مارے گئے تھے اور اتنے ہی قید کئے گئے تھے۔

اللہ نے آیت اُتاری :

ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة ۔ (سورۂ آل عمران : آیت ۱۲۳)

البتہ تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی بدر میں حالانکہ تم کمزور تھے۔ (آخر آیت تک پڑھیں)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسین نے بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی قتیبہ بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جریر نے اعمش سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے اسود سے، اس نے عبداللہ سے لیلۃ القدر کے بارے میں۔ فرمایا کہ اس کو تلاش کرو اس وقت جب اکیس راتیں باقی ہوں، اس کی صبح یوم بدر بنا ہے۔ (متدرک للحاکم ۳/۲۰)

اسی طرح کہا ہے عبداللہ بن مسعود نے اور مشہور یہ ہے کہ اہل مغازی کے نزدیک کہ یہ (یوم بدر) سترہ راتیں گزرنے کے بعد تھا ماہ رمضان میں۔ واللہ اعلم (ابراہیم کی روایت میں ہے)

اور اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمٰن بن اسود نے اپنے والد سے، اس نے ابن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی ستائیسویں رات میں اور اکیسویں رات میں اور تیئسویں رات میں۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ)

اور زید بن ارقم سے روایت کی گئی ہے کہ ان سے پوچھا گیا تھا لیلۃ القدر کے بارے میں۔ انہوں نے کہا کہ انیسویں رات ہے شک نہیں کیا جائے گا۔ اور فرمایا کہ یوم الفرقان وہ دن ہے جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائیں تھیں اور مشہور اس کے ماسوا یہ ہے کہ مغازی سترہ راتیں گزرنے کے بعد تھا ماہ رمضان سے۔ واللہ اعلم

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابو عمرو نے دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوزرعہ دمشقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سعید بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی خالد بن عبداللہ نے عمرو بن یحیٰ سے، اس نے نصر بن عبداللہ بن زنر یہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عامر بن ربیعہ سے کہا کہ جنگ بدر رمضان کی سترہ کی صبح کو ہوئی تھی۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو عمرو بن عثمان نے، انہوں نے سُنا موسیٰ بن طلحہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوایوب انصاری سے یوم بدر کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یا تو سترہ گزر چکی تھیں یا گیارہ باقی رہ گئی تھیں یا انیس باقی رہ گئی تھی۔

باب ۲۰

حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی فتح بدر کی خوشخبری لے کر اہل مدینہ کے پاس آمد اس کے بعد غنیمتیں اور قیدیوں کو ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آمد اور نجاشی کو جب فتح کی خبر پہنچی تو اس نے کیا کہا؟

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یوسف بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن ابوبکر نے، ان کو خبر دی عمرو بن عاصم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اسامہ بن زید سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ عثمان بن عفان کو اپنے پیچھے چھوڑ کر گئے تھے اور اسامہ بن زید کو ایام بدر میں رقیہ بنت رسول کی تیمارداری کرنے کے لئے۔ لہٰذا حضرت زید بن حارثہ کہ اُونٹنی عضبا، پر سوار ہو کر فتح کی بشارت لے کر مدینہ میں آئے تھے۔ اسامہ نے کہا کہ میں نے شور سُنا، لہٰذا باہر نکل کر آیا تو دیکھا کہ زید ہی ہیں جو بشارت لے کر آئے ہوئے ہیں۔ اللہ کی قسم میں نے تصدیق نہیں کی یہاں تک کہ میں نے قیدی دیکھ لئے۔ حضور ﷺ نے عثمان کے لئے بھی غنیمتوں میں سے حصہ نکالا تھا۔

(تاریخ ابن کثیر ۳/۳۰۴۔ مستدرک للحاکم ۳/ ۲۱۷۔۲۱۸)

اللہ کا رسول ﷺ کو راضی کرنا .... (۲) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن جہم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر سے واپس لوٹتے ہوئے عصر کی نماز پڑھائی تھی مقام اثیل میں۔ آپ جب ایک رکعت پڑھا چکے تو آپ مسکرا دیئے۔ جب آپ سے آپ کے مسکرانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، میرے پاس میکائیل علیہ السلام گزرے، اس کے دونوں پروں پر غبار تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور انہوں نے کہا کہ میں قوم کی تلاش میں تھا اور ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے جب آپ فارغ ہو گئے اہل بدر کے قتال سے وہ اپنے گھوڑے پر تھے باندی ہوئی پیشانی والے پر اس کی پیشانی کے بالوں کو غبار نے چھپا رکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ بے شک میرے ربّ نے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے علیحدہ نہ ہوں یہاں تک کہ آپ خوش ہو جائیں، کیا آپ اب راضی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جی ہاں۔ اور انہوں نے کہا حضور کے پاس زید بن حارثہ اور

عبداللہ بن رواحہ حاضر ہوئے مقام اثیل سے وہ آئے تھے اتوار کے دن چاشت کے وقت۔ اور عبداللہ بن رواحہ جدا ہو گئے تھے اور زید بن حارثہ سے مقام عقیق میں۔ چنانچہ عبداللہ بن رواحہ اپنی سواری پر رہتے ہوئے منادی کر رہے تھے، اے انصار کی جماعت خوش ہو جاؤ کہ رسول اللہ ﷺ زندہ سلامت ہیں اور مشرکین مارے جا چکے ہیں اور کچھ قیدی ہو گئے ہیں اور ربیعہ کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے ہیں اور حجاج کے دونوں بیٹے بھی اور ابوجہل بھی اور زمعہ بن اسود بھی مارا جا چکا ہے اور اُمیہ بن خلف بھی۔ اور سہیل بن عمرو قیدی ہو گیا ہے۔

عاصم بن عدی کہتے ہیں کہ اس کے پاس کھڑا ہوا اور میں نے اس کی طرف التفات کیا اور میں نے کہا کہ یہ سچ ہے آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں اے ابن رواحہ؟ اس نے کہا، جی ہاں اللہ کی قسم ہے۔ اور صبح انشاء اللہ رسول اللہ ﷺ قیدیوں کو لے کر آجائیں گے، قیدی جکڑے ہوئے ہوں گے۔ اس کے بعد ابن رواحہ انصاری کے گھروں میں ایک ایک گھر میں گئے اور جا کر سب کو بشارتیں دیں اور لڑکے اس کے ساتھ مل کر شور کر رہے تھے کہ ابوجہل فاسق قتل ہو گیا ہے، یہاں تک کہ بنو اُمیہ بن زید تک پہنچے اور زید بن حارثہ نبی کریم ﷺ کی اُونٹنی پر آئے۔ اور وہ بھی مدینہ والوں کو خوشخبری دینے لگے۔ اور جب المصلی آیا اور وہ اپنی سواری پر چیخا عقبہ قتل ہو گیا ہے۔ شیبہ قتل ہو گیا ہے۔ ربیعہ کے دونوں بیٹے اور حجاج کے دونوں بیٹے اور ابوجہل اور ابوالبختری اور زمعہ بن اسود اور اُمیہ بن خلف قتل ہو گئے ہیں اور سہیل بن عمرو قیدی ہو گیا ہے اور ذوالانیاب بہت سے قیدیوں کے ساتھ قیدی ہیں۔ لوگ زید بن حارثہ کی تصدیق کرنے سے گریز کرنے لگے اور کہنے لگے کہ نہیں آیا زید مگر شکست خوردہ حتیٰ کہ سلمان ناراض ہونے لگے اور خوف زدہ ہو گئے۔ زید اس وقت پہنچے جب لوگ رقیہ بنت رسول کو بقیع میں دفن کر کے مٹی اُوپر ڈال رہے تھے۔

منافقین میں سے ایک آدمی نے اسامہ بن زید سے کہا، تمہارے صاحب (محمد ﷺ) قتل ہو چکے ہیں اور ان کے اصحاب بھی۔ اور منافقین میں سے ایک آدمی نے ابولباب بن عبدالمنذر سے کہا، تمہارے اصحاب علیحدہ علیحدہ ہو گئے ہیں ایسا تفرقہ ان میں پڑ گیا ہے کہ اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکیں گے۔ اور محمد (ﷺ) کے بڑے بڑے اصحاب قتل ہو گئے ہیں اور محمد (ﷺ) قتل ہو گئے ہیں ان کی اُونٹنی یہ رہی ہم اسے پہچانتے ہیں۔ باقی رہے یہ زید تو یہ بچارے خوف کے مارے نہیں سمجھ رہے ہیں کہ کیا کہہ رہے ہیں، یہ خود ناکارہ ہو کر آئے ہیں۔ ادھر ابولبابہ نے اس کو جواب دیا، اللہ تعالیٰ تیری بات کو جھوٹا کریں گے، یہودیوں نے کہا زید ناکام لوٹے ہیں۔

اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ میں اکیلے میں اپنے باپ کے پاس آیا اور میں نے کہا، اے ابا جان! کیا یہ سچ ہے آپ جو کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا، جی ہاں سچ ہے اللہ کی قسم اے بیٹے۔ چنانچہ میرا دل مضبوط ہوا۔ لہٰذا میں اس منافق کے پاس گیا، میں نے کہا آپ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اور مسلمانوں کے بارے میں ڈرا رہے تھے اللہ کی قسم ہم تجھے رسول اللہ ﷺ کے آگے پیش کریں گے وہ جب آجائیں گے، وہ تیری گردن مار دیں گے۔ اس نے کہا اے ابومحمد وہ تو ایک ایسی بات تھی جو میں نے لوگوں سے سُنی تھی۔ کہتے ہیں قیدی لائے گئے اور ان کی نگرانی شقر غلام رسول کر رہے تھے، وہ انچاس آدمی تھے جو شمار کئے گئے تھے جبکہ وہ درحقیقت ستر آدمی تھے متفقہ طور پر، اس میں شک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر عامل بنایا تھا شقران غلام نبی کو۔

کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ابن ابوسرہ نے عبداللہ بن ابوسفیان سے جو کہ مولیٰ ابن احمد سے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو اسید بن مضیب ملے اور کہتے ہیں یارسول اللہ اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو کامیابی دی اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول! میرا بدر سے پیچھے رہنا صرف اس وجہ سے تھا کہ میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ آپ دشمن سے ٹکرائیں بلکہ میرا خیال تھا کہ بس آپ قافلے کے پیچھے گئے ہیں۔ اگر میں سمجھتا کہ آپ کا ٹکراؤ دشمن سے ہوگا تو میں پیچھے ہرگز نہ رہتا بلکہ آپ کے ساتھ ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو۔ (مغازی الواقدی ۱/۱۲۰۔۱۲۱)

اس کے بعد واقدی نے ذکر کیا ہے کہ نجاشی نے کیا کیا تھا۔ (مغازی الواقدی ۱/۱۲۰۔۱۲۱)

ارض حبشہ پر جب اس کو قریش کے سرداروں کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی تھی اور ہم نے اس کو لکھا ہے دوسری اسناد کے ساتھ۔

نجاشی کی زبان سے مسلمانوں کو خوشخبری ملنا .... (۳) ہمیں خبر دی احمد بن سلیمان فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حمزہ بن عداس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدان بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن مبارک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالرحمٰن بن یزید نے جابر سے، اس نے عبدالرحمٰن سے جو کہ اہل صنعاء کا آدمی ہے، وہ کہتا ہے کہ نجاشی نے ایک دن جعفر بن ابوطالب اور اس کے اصحاب کی طرف بندہ بھیجا۔ وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ ایک گھر میں تھا، اس پر دو پرانے کپڑے تھے، وہ مٹی پر بیٹھا ہوا تھا۔

جعفر کہتے ہیں ہم اس سے ڈر گئے ہم نے جب اس کو اس حالت میں دیکھا۔ اس نے کہا جب ہمارے چہروں پر خاص پریشانی کی کیفیت دیکھی تو اس نے کہا کہ میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں اس بات کی جو تمہیں خوش کردے گی، بے شک میرا جاسوس تم لوگوں کی سرزمین سے واپس آیا ہے۔ اس نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ نے تحقیق اپنے نبی کی نصرت کی ہے اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا ہے۔ اور فلاں فلاں قیدی ہو گئے ہیں اور فلاں فلاں قتل ہو گئے ہیں وادی میں، ان دونوں کا مقابلہ ہوا ہے جس کو بدر کہتے ہیں، جس میں پیلو کے درخت زیادہ ہیں گویا کہ میں اس وادی کو دیکھ رہا ہوں میں وہاں پر اپنے سردار کی جو بنوحمزہ میں تھا اس کے وہاں پر اُونٹ چرایا کرتا تھا ....

جعفر بن ابوطالب نے نجاشی سے کہا آپ کو کیا ہوا آپ مٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کے نیچے بچھانے کی چیز بھی نہیں ہے اور آپ نے یہ پرانے کپڑے لپیٹ رکھے ہیں۔ نجاشی نے کہا کہ ہم اس کتاب میں جو اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام پر اُتاری ہے ہم یہ بات پاتے ہیں کہ اللہ کے بندوں پر لازم ہے کہ جب اللہ ان پر کوئی نئی نعمت پیدا کرے ان کے لئے تو وہ تحدیث نعمت کے طور پر تواضع اور عاجزی اختیار کریں۔ جب اللہ نے مجھے اپنے نبی کی مدد و نصرت کی خبر دی ہے تو میں اپنی تواضع اور عاجزی پیش کروں۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۱۰۴)

باب ۲۱

رسول اللہ ﷺ نے غنیمتوں کے بارے میں اور قیدیوں کے بارے میں کیا کیا؟

اور اس بارے میں آپ نے جو خبر دی تھی بس ایسے ہی ہوا جیسے فرمایا تھا اور اس بارے میں آثار نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد اودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن محمد بکر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی وہب بن بقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی خالد نے داؤد سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن فرمایا تھا، جو شخص ایسا کام کرے گا اس کے لئے اتنی غنیمت ہوگی۔ کہتے ہیں نوجوان آگے بڑھے اور بزرگوں نے جھنڈے اُٹھائے ہوئے تھے وہ ان سے الگ نہ ہوئے۔ جب اللہ نے ان کو فتح دی تو بزرگوں نے کہا تم کہ ہمارے معاون رہے اگر ہم لوگ شکست کھا جاتے تو تم ہماری طرف ہی بھاگتے۔ لہٰذا تم لوگ ہی غنیمتیں نہ لے جاؤ کہ باقی رہ جائیں (یعنی ہم محروم نہ رہ جائیں)۔ مگر نوجوان نہ مانے اور وہ کہنے لگے کہ غنیمتیں تو رسول اللہ نے ہمارے لئے مقرر کر دی تھیں۔

اس موقع پر اللہ نے یہ آیت اُتاری :

یسئلونك عن الانفال قل الانفال لله وللرسول ۔ فاتقوا الله واصلحوا ذات بینکم ۔ تا ۔ کما اخرجك ربك من بیتك بالحق وان فریقا من المؤمنین لکارھون ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۵)

اے پیغمبر! آپ سے یہ لوگ غنیمتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ غنیمتوں کے مال اللہ اور اس کے رسول کے ہیں۔تم لوگ اللہ سے ڈرو اور آپس میں اصلاح یعنی صلح رکھو لمبی تفصیل اس مقام تک اُتری) کہ جیسے اے نبی! آپ کو آپ کے ربّ نے آپ کے گھر سے نکالا حق کے ساتھ۔ حالانکہ کئی اہل ایمان اس کو ناپسند کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ حالانکہ بدر میں جانا ان کے حق میں بہتر تھا۔ لہٰذا تم لوگ اسی طرح میری اطاعت کرو، بے شک میں زیادہ جانتا ہوں تم سے اس کے انجام کو۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ الحدیث ص ۲۷۳۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہارون بن محمد بن بکار بن بلال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یزید بن خالد بن موہب ہمدانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی یحییٰ بن ابوزائد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی داؤد نے اس حدیث کی اس کے اسناد کے ساتھ، وہ کہتے ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے غنیمتیں برابر تقسیم کر دیں۔ اور حدیث خالد زیادہ مکمل ہے۔ (ابوداؤد ۳/۷۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سُلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جعفر بن محمد بن حسین نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے اور ابوبکر بن محمد بن ابراہیم فارسی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن علی ذہلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن ابوالزناد نے اپنے والد سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم اپنی تلوار ذوالفقار بدر والے دن غنیمت میں حاصل کی تھی۔ (الترمذی۔ کتاب السیر۔ باب فی النفل)

حضرت عمر کی رائے کی تائید میں قرآن کا اُترنا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی صفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن یونس ضبی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل احمد جرجانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلیٰ نے، ان دونوں نے کہا ہمیں خبر دی زہیر بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمر بن یونس نے حنفی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عکرمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوزمیل نے، اور سماک خلف نے مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عباس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن خطاب نے، فرماتے ہیں جب یوم بدر ہوا، انہوں نے پورا واقعہ ذکر کیا ہے۔ ابوزمیل نے کہا کہ ابن عباس نے کہا ہے جب انہوں نے قیدیوں کو قید کیا تو رسول اللہ نے فرمایا، اے ابوبکر، اے علی تم لوگ ان قیدیوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ ابوبکر نے کہا، اے اللہ کے نبی! یہ لوگ چچازاد ہیں اور خاندان کے لوگ ہیں میری رائے ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیں ہمارے لئے کفار پر غلبہ بھی ہو جائے گا اور قریب ہے کہ اللہ ان کو اسلام کی طرف ہدایت دے دے۔ رسول اللہ نے فرمایا، آپ کا کیا خیال ہے اے ابن خطاب؟ میں نے کہا نہیں، اللہ کی قسم یارسول اللہ میری وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکر کی ہے۔ بلکہ میری تو رائے ہے کہ آپ ہمیں اجازت دیں ہم خود ان کی گردنیں ماردیں۔ علی کو اختیار دیں وہ عقیل کی گردن مارے، مجھے فلاں فلاں کے بارے میں اختیار دیں میں ان کی گردن ماردوں گا۔ یہ کفر کے سرغنہ ہیں اور سردار ہیں۔ رسول اللہ نے ابوبکر کی رائے کو پسند کیا اور میری رائے کو پسند نہیں کیا۔

جب صبح ہوئی تو میں آیا تو رسول ﷺ اور ابوبکر دونوں بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے کہا یارسول اللہ مجھے بتائیں کیوں رو رہے ہیں آپ بھی اور آپ کے دوست بھی، اگر میں رونے کی بات پاؤں گا تو میں بھی روؤں گا۔ اور اگر میں رونے کی بات نہیں پاؤں گا تو پھر بھی دونوں کی وجہ سے تکلفاً کوشش کر کے روؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس بات کی وجہ سے رو رہا ہوں جو پیش آتی ہے تیرے اصحاب پر ان کا فدیہ لینے کی بابت۔ اللہ تحقیق سامنے آگیا تھا ان کی وجہ سے عذاب جو کہ اس درخت سے بھی قریب تھا (اس درخت کے بارے میں جو نبی کریم کے قریب کھڑا تھا)۔

اللہ نے یہ آیت اُتاری ہے :

ما کان لنبی ان یکون له اسریٰ حتی یثخن فی الارض ـ تا ـ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا ـ

(سورہ الانفال : آیت ۶۷-۶۹)

کسی نبی کے لئے یہ بات درست نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں (پھر وہ ان سے فدیہ لے لے)۔ یہاں تک کہ زمین پر ان کا خون بہائے۔ اس قول تک
کہ کھاؤ اس میں سے جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے اس حال میں کہ حلال ہے پاکیزہ (اس طرح) اللہ نے غنیمت کو ان کے لئے حلال فرما دیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر، باب امداد الملائکہ۔ الحدیث ص ۸۵)

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوذکریا عنبری نے، ان کو محمد بن عبدالسلام نے، ان کو خبر دی اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی جریر نے اعمش سے، اس نے عمرو بن مرہ سے، اس نے ابوعبید بن عبداللہ سے، اس نے اپنے والد سے۔ اس نے کہا کہ جب یوم بدر ہو چکا تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ آپ ایسی وادی میں ہیں جہاں لکڑیاں بہت ہیں آپ آگ جلوائیں اور ان کو اس میں ڈال دیں۔ عباس نے کہا کہ اللہ تیرے رحم و رشتے کو کاٹ ڈالے۔ عمر نے کہا یہ ان کے قائدین اور سردار ہیں جنہوں نے آپ سے قتال کیا ہے جنہوں نے آپ کی تکذیب کی ہے، آپ ان کی گردیں مار دیں۔ ابوبکر نے کہا آپ کا کعبہ قبلہ میں ایک قوم ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ کسی ضروری کام سے اندر چلے گئے تو ایک گروہ نے کہا بات وہ ہے جو عمر نے کہی ہے۔

کہتے ہیں اتنے میں حضور باہر تشریف لے آئے اور پوچھا کہ تم لوگوں نے کیا کہا ہے ان کے بارے میں؟ ان لوگوں کی مثال تو ان کے بھائیوں جیسی ہے جو پہلے گزر چکے ہیں یعنی پہلی اُمتوں جیسی ہے۔ ان کے نبیوں جیسی، مثلاً
نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا :

رَبِّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ۔ (سورۂ نوح : آیت ۲۶)

اے میرے رب! دھرتی پر بسنے والا کوئی کافر زندہ نہ چھوڑ۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا :

ربنا اطمس علی اموالهم واشدد علی قلوبهم ۔ الاٰیة

اے ہمارے ربّ! ان (کافروں کے) مال مٹا دے (یعنی کچھ بھی نہ چھوڑ) اور ان کے دلوں پر سخت بندش فرما۔

اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا :

فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانك غفور رحيم ۔ (سورۂ ابراہیم : آیت ۳۶)

جو شخص میرا تابعدار ہے وہ مجھ سے ہے۔ اور جس نے میری نافرمانی کہ بس تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا :

ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم ۔

(سورۃ المائدہ : آیت ۱۱۸۔ مغازی الواقدی ۱/۱۱۰)

''اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف کریں تو غالب ہے حکمت والا ہے''۔

اور آپ لوگ (اے صحابہ کرام) ایسی قوم ہو جن کے ساتھ تنگ دشمنی ضرورت مندی ہے۔ لہٰذا بس نہیں راضی ہوگا ان میں سے کوئی ایک میں، مگر یا تو فدیہ کے ساتھ یا گردن مارنے کے ساتھ۔

عبداللہ نے کہا میں نے کہا کہ سوائے سہیل بن بیضاء کے بے شک وہ قتل نہیں کیا جائے۔ تحقیق میں نے اس سے سُنا ہے کہ وہ اسلام کی بات کرتا ہے (یا کلمہ اسلام پڑھتا ہے) آپ خاموش ہوگئے۔ اس دن سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی زیادہ خوف کا دن نہیں تھا (مجھے خوف آ رہا تھا کہ) مجھ پر آسمان سے پتھر گرا دیا جائے آج کے دن۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ سہیل بن بیضاء کو قتل نہ کیا جائے۔

(الترمذی۔ کتاب الجہاد۔ باب المشورۃ ۴/۲۱۳)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن عرعرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ازہر نے، اس نے ابن عون سے، اس نے محمد سے اس نے عبیدہ سے، اس نے علی سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیدیوں کے بارے میں بدر کے دن، اگر تم لوگ چاہو تو ان کو قتل کر دو، اور اگر چاہو تو ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دو اور فدیہ والے مال سے فائدہ اُٹھاؤ۔ تم میں سے شہید ہو گئے میں ان کی تعداد کے مطابق اور آخری آدمی ستر میں سے ثابت بن قیس تھا جو قتل کیا گیا تھا۔ جنگ یمامہ والے دن۔

اور ابن عرعرہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت ازہر پر لوٹائی تو اس نے انکار کیا مگر یہ کہا کہ عبیدہ نے روایت کی ہے علی سے۔

اس روایت میں نبی کریم نے خبر دی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں ان کے بارے میں جو ان سے شہید کیا جائے گا۔ لہٰذا واقعۃً ایسے ہی ہوا تھا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

(۷) ہمیں خبر دی العیشی نے، ان کو سفیان بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے، ان کو ابوالعنبس نے ابوشعثاء سے، اس نے ابن عباس کہ نبی کریم ﷺ نے یوم بدر میں اہل جاہلیت کا فدیہ چار سو دینار مقرر کیا تھا۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد۔ الحدیث ص ۲۶۹۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکر نے اساط بن نصر سے، اس نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل بدر کا فدیہ یعنی عباس، عقیل بن احنیہ اور نوفل ہر ایک کا فدیہ چار سو دینار تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۰۰)

رسول اللہ کا اپنے چچا عباس کے لئے سفارش کرنا .... (۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے۔ ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عباس بن عبداللہ بن معید نے، بعض اہل سے، اس نے عبداللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بدر والے دن، بے شک میں نے پہچان لیا ہے کہ کچھ لوگ بنو ہاشم سے اور دیگر بھی جبراً ہمارے مقابلے میں کھڑے کئے گئے تھے۔ ورنہ ان کو ہمارے ساتھ قتال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ تم میں سے جو شخص ملے کسی ایک سے بنو ہاشم میں سے اسے قتل نہ کرے۔ اور جو شخص ملے ابوالبختری بن ہشام کو وہ اس کو قتل نہ کرے، جو عباس بن عبدالمطلب کو ملے وہ بھی اس کو قتل نہ کرے کیونکہ وہ لوگ مجبور کر کے لائے گئے ہیں۔ ابوحذیفہ بن عتبہ نے کہا، کیا ہمارے باپ، ہمارے بھائی، ہمارے خاندان والے قتل ہوتے رہیں اور عباس کو پھر بھی چھوڑ دیا جائے؟ اللہ کی قسم اگر میں اس کو ملا تو میں اس کو تلوار سے اُڑا دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی، آپ نے عمر بن خطاب سے کہا کہ اے ابوحفص حضرت عمر کہتے ہیں کہ یہ پہلا دن تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری کنیت کے ساتھ پکارا تھا۔ فرمایا، کیا اللہ کے رسول کے چچا کے منہ پر تلواریں ماری جائیں گی؟ عمر نے کہا یا رسول اللہ اب مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن مار دیتا ہوں (جس نے ایسی بات کہی)۔ اللہ کی قسم یہ منافق ہو گیا ہے۔

ابوحذیفہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں اس کلمے کو کہنے کے بعد جو میں نے کہہ تو دیا تھا (غصے میں) مگر میں ہمیشہ اس کی وجہ سے خوف کھاتا رہا کہ کہیں میرا ایمان خطرے میں نہ پڑ جائے۔ مگر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کسی شئے کے ذریعے اس کو مٹا دے۔ لہٰذا ابوحذیفہ، جنگ یمامہ والے دن شہید ہو گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۹۔۲۷۰)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سوائے ان کے نہیں کہ رسول اللہ نے ابوالبختری کو قتل کرنے سے منع کیا تھا کیونکہ وہ مکے میں لوگوں کو رسول اللہ سے زیادتی کرنے سے منع کرتا تھا۔ اور خود بھی حضور ﷺ کو ایذا نہیں دیتا تھا اور نہیں اس سے حضور کو کوئی بات پہنچی تھی جس کو آپ ناپسند فرماتے۔ اس کے بعد ابن اسحاق نے بتایا کہ حضور نے اس کے قید کرنے کا قصہ ذکر کیا ہے یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے ، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عباس بن عبداللہ بن سعید نے ، اپنے بعض اہل سے ، اس نے ابن عباس سے ، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن عباس سے ، وہ کہتے ہیں کہ یوم بدر میں رسول اللہ ﷺ نے جب شام کی اور قیدی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے تو رسول اللہ نے (ان کی تکلیف کا احساس کرتے ہوئے) پہلی رات خود بھی جاگ کر گزاری اور صحابہ نے بھی۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کو کیا ہوا آپ سوتے نہیں؟ ادھر حالت یہ تھی کہ انصار میں سے ایک آدمی نے عباس (چچائے رسول) کو قید کیا ہوا تھا جو بدر سے قید ہو کر آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (نہ سونے کی وجہ یہ بتائی کہ) اپنے چچا عباس کا رونا قید میں اور باندھنے اور جکڑنے کی حالت کا ان کانوں سے خود سن لیا ہے اس لئے میں سو نہیں سکتا۔ اس لئے ان کو اصحاب رسول نے کھول دیا حضور کی تکلیف دیکھ کر۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/ ۲۹۹)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر بدر کے اکثر قیدی عبد بن عبدالمطلب کے فدیہ ادا کرنے سے رہا ہوئے تھے۔ اس لئے کہ عباس آسودہ حال آدمی تھے ، انہوں نے اپنا فدیہ ایک سو اوقیہ سونا بھی خود ادا کیا تھا۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/ ۱۰۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم نے بن عتبہ سے ، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے کہا ابن شہاب نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے انس بن مالک نے کہ کچھ لوگوں نے انصار میں سے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم لوگ اپنی بہن کے بیٹے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں اور نہ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ، اللہ کی قسم تم لوگ فدیہ بالکل نہ چھوڑو ایک درہم بھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابواویس سے۔ (فتح الباری ۵/ ۱۶۷)

موسیٰ بن عقبہ نے کہا اس اسناد میں جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا تھا اور ان کا فدیہ اس وقت لیا گیا تھا جب وہ مدینے میں لے جائے گئے تھے۔ اور ان کے فدیے ایک دوسرے سے کم زیادہ تھے۔

حضرت عباس کا اپنا اور بھتیجوں کا فدیہ دینا .... (۱۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے ، ان کو اسحاق نے اس اسناد کے جو مذکور ہوئی ہے قصہ بدر میں۔ وہ روایت کرتے ہیں یزید بن رومان سے ، اس نے عروہ سے ، اس نے زہری سے اور ایک جماعت سے جن کا اس نے نام لیا ہے۔ انہوں نے اس قصے کو ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس کے اندر کہا ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدیوں کے فدیہ کی مد میں کچھ بھیجا تھا۔ ہر قوم نے اپنے اسیر کا فدیہ اس چیز کے ساتھ یا اس قدر دیا تھا جس سے وہ خود راضی تھے یا خود پسند کیا تھا۔ عباس بن عبدالمطلب نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ میں تو مسلمان تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں آپ کے مسلمان ہونے کو جانتا ہوں اگر بات ایسی ہے جیسی تم کہہ رہے ہو تو اللہ تمہیں اس کی جزا دے گا۔ مگر جو ظاہر کیفیت تھی ہمارے اُوپر اس کے مطابق معاملہ کرنا لازم ہے۔ لہٰذا آپ اپنا اپنی ذات کا فدیہ دیجئے اور اپنے دو بھتیجوں کا بھی یعنی نوفل بن حرث بن عبدالمطلب کا اور عقیل بن ابوطالب بن عبدالمطلب اپنے حلیف کا یعنی عقبہ بن عمرو کا جو بھائی ہوتا ہے بنو حارث بن فہر کا۔

عباس نے کہا میرے پاس تو اتنی گنجائش نہیں ہے یا رسول اللہ ﷺ۔ حضور نے فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو آپ نے اور آپ کی بیوی اُم فضل نے زمین میں دفن کر کے رکھا تھا۔ میں نے اُم فضل سے کہلایا تھا کہ اگر میں اس سفر میں جس میں قافلے کو بچانے یا مدد کے لئے جا رہا ہوں اگر اس میں مارا گیا تو یہ مال میرے بیٹوں فضل بن عباس ، عبداللہ بن عباس ، قثم بن عباس کا ہوگا۔

عباس نے حضور ﷺ سے کہا ، اللہ کی قسم یا رسول اللہ! میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ، یہ ایسی بات ہے جس کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا تھا (یعنی میرے گھر میں)۔ میرے اور اُم فضل کے سوا۔ آپ میرے لئے یہی کچھ لے لیجئے ، میرے پاس آپ کو دینے کے لئے

جو کچھ موجود ہے اور وہ ہے بیس اوقیہ مال۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ یہ تو وہ چیز ہے جو ہمیں اللہ نے عطا کی ہے تجھ سے۔ لہٰذا اس نے اپنی ذات کا فدیہ دیا اور اپنے دونوں بھتیجوں کا اور اپنے حلیف کا فدیہ دیا۔

اس بارے میں اللہ نے آیت نازل کی :

یا یھا النبی قل لمن فی ایدکم من الاسرٰی ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یو تکم خیرا مما اُخذ منکم ویغفرلکم واللّٰہ غفور رحیم ۔(سورۃ الانفال : آیت ۷۰)

اے نبی! آپ ان قیدیوں کو کہہ دیجئے جو آپ کے ہاتھ میں ہیں اگر اللہ تمہارے دلوں میں خیر جانے گا تو تمہیں اس سے بہتر مال دے دے گا جو تم سے لیا گیا ہے۔ اور اللہ تمہیں بخش دے گا غفور ورحیم ہے۔

عباس کہتے ہیں کہ اللہ نے بیس اوقیہ کے بدلے میں اسلام میں مجھے بیس غلام عطا کئے تھے۔ وہ سب کے سب میرے ہاتھ میں ایک طرح کا مال تھے۔ اور اس کے ساتھ میں اللہ کی طرف سے اللہ کی مغفرت کی بھی امید رکھتا ہوں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۹۹/۳)

اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے ابونجیح سے، اس نے عطاء سے، اس نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں اس کی مثل جس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۳)　ہمیں خبر دی ابوذکریا بن ابواسحاق فزکی نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد طرائقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن صالح نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی معاویہ بن صالح نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

یا یھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسرٰی ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفرلکم واللّٰہ غفور رحیم ۔(سورۃ انفال : آیت ۷۰)

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ عباس (ان کے والد حضور کے چچا) بدر والے دن قید ہوگئے تھے۔ انہوں نے چالیس اوقیہ سونا اپنے فدیہ کے طور پر دیا تھا۔ عباس نے کہا تھا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی اللہ نے ہمیں ہر وہ چیزیں عطا کی تھیں میں یہ پسند نہیں کروں گا ان کے بدلے میں مجھے پوری دنیا مل جائے۔ ایک تو یہ کہ میں بدر والے دن قیدی ہوگیا تھا اور میں نے اپنی ذات کا فدیہ خود ادا کیا تھا چالیس اوقیہ سونا لیکن اللہ نے مجھے پھر چالیس غلام دے دیئے تھے اور دوسرے یہ کہ میں مغفرت کی بھی امید کرتا ہوں اللہ نے اس کا ہمیں وعدہ دیا تھا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۲۹۹/۳۔ سبل الہدی ۱۰۵/۴)

(۱۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواحمد محمد بن احمد شعیب المعدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسد بن نوح نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہشام بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن سعد نے، ان کو خبر دی علی بن عیسیٰ نوفلی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے چچا اسحاق بن عبداللہ بن حارث نے اپنے والد عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نوفل بن حارث بدر میں قیدی بن گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا تھا کہ تم اپنا فدیہ دوا ے نوفل اپنے اس مال سے جو جدہ میں ہے۔ اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ چنانچہ اس نے اسی مال کے ساتھ اپنا فدیہ دیا تھا۔ لہٰذا وہ مال نفع دینے والا مال ثابت ہوا۔

اہل مغازی کے نزدیک مشہور ہے یہ ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا فدیہ بھی دیا تھا۔ تحقیق اس حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ نوفل نے اپنا فدیہ خود دیا تھا اس مال کے ساتھ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی۔ (طبقات ابن سعد ۴۳/۴۔ سیرۃ الشامیہ ۱۰۵/۴)

☆☆☆

باب ۲۲

مکے خبر پہنچنا اور مدینے میں عمیر بن وہب کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

اور اس کے بعد قباث بن رشیم کی آمد۔ اور اس میں دلائل نبوت آخر میں ابولہب کی عاقبت کیسے خراب ہوئی، اس کا بھیانک انجام

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے اور بطور قراءت کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر احمد بن عبدالجبار عطاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن عبداللہ بن عبداللہ بن عباس نے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابورافع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آل عباس تھے۔ ہم لوگ اسلام میں داخل ہو چکے تھے لیکن اپنے اسلام کو چھپائے پھرتے تھے اور میں عباس کا غلام تھا۔ میں پیالے بناتا تھا جب قریش بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کی طرف مقابلے کے لئے روانہ ہوئے تو ہم لوگ وہاں کی خبروں کا انتظار کر رہے تھے۔ ہمارے پاس وہاں سے حیسمان خزاعی خبر لے کر پہنچا۔ ہم نے (اندرونی طور پر) اپنے دلوں میں قوت پائی اور ہمیں آنے والی خبر نے (کہ کفار کے سارے سردار اور سرغنے مارے گئے ہیں) ہمیں خوش کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ غالب آ گئے ہیں۔ اللہ کی قسم میں زم زم کے چھپر پر بیٹھا ہوا پیالے تراش رہا تھا یا گودرہا تھا۔ میرے پاس اُم فضل (زوجہ عباس) بیٹھی ہوئی تھی اور ہم لوگ آپس میں آہستہ آہستہ اسی خبر کا تذکرہ کر رہے تھے جو ہمیں پہنچی تھی رسول اللہ کے بارے میں۔

اتنے میں کہیں سے ابولہب خبیث ٹانگیں گھسیٹتا ہوا آ گیا۔ جب اس کو حضور کے غلبہ کی خبر پہنچی تھی اللہ نے رسوا اور ذلیل کر دیا اور اللہ نے اس کو منہ کے بل گرا دیا تھا اور آ کر حجر کی طنابوں پر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اس کو بتانا شروع کیا کہ ابوسفیان آ گیا ہے ابولہب نے اس سے کہا کہ میرے پاس آؤ اے بھتیجے میری بقاء کی قسم تیرے پاس تو اہم خبر ہے۔ وہ آیا اور آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا کہ اے بھتیجے مجھے تو ان لوگوں کی کچھ خبر بتائیے۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے بتاتا ہوں۔ اللہ کی قسم بات اور کچھ نہیں صرف یہ بات ہے کہ ہم لوگ اس قوم (مسلمانوں) سے ملے تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے کہ ہم نے اپنے کندھے ان کے حوالے کر دیئے ہیں وہ جہاں چاہتے تھے ہتھیار ہمارے پاس رکھ دیتے تھے (استعمال کرتے تھے)۔ اللہ کی قسم اس کے باوجود میں صرف انہیں لوگو (محمد اور اس کے اصحاب) کو الزام نہیں دوں گا بلکہ ہم لوگ کچھ ایسے مردوں سے بھی برد آزما ہوئے جو خوبصورت سفید جوان تھے وہ سفید اور سیاہ گھوڑے پر سوار تھے۔ اللہ کی قسم وہ تو کسی شئ کو باقی نہیں چھوڑتے تھے یہ بتا رہے تھے کہ کچھ بھی باقی نہیں بچا تھا (حضرت عباس کا غلام کہتا)۔ میں نے خیمے یا سائبان کے کونے سے آگے ہو کر کہا کہ اللہ کی قسم وہ فرشتے ہوں گے۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں ابولہب نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر مجھے زور سے منہ پر بُری طرح مار دیا، بے دہانی میں مجھے لگا تو بہت زور سے مگر میں نے بھی اس کو نہیں چھوڑا، میں نے اس کے اُوپر حملہ کر دیا مگر کمزور آدمی تھا اس نے مجھے اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور گھٹنوں کے بل وہ میرے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور مجھے مارنے لگا۔

ادھر اُم فضل جو دیکھ رہی تھی اپنے غلام کو پٹتے ہوئے تو اس نے ایک بڑا ڈنڈا اُٹھا کر ابولہب کو مارنا شروع کر دیا کہ وہ مارتی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ تم نے اس غلام کو اس لئے کمزور سمجھا ہے کہ اس کا مالک عباس یہاں موجود نہیں ہے۔ اس نے جو مارا اسے سر پر مارا، ایسا مارا کہ اس کا

سر پھاڑ دیا اسے بُری طرح زخم لگا بس وہ جلدی سے اپنا تہہ بند کا دامن اور کنارا گھسیٹتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ اللہ نے اس کو عدسہ میں مبتلا کر دیا اسی مارسے (یہ ایک قاتل زخم ہوتا ہے طاعون کی طرح)۔

کہتے ہیں کہ اس زخم کے بعد ابولہب سات دن بھی زندہ نہ رہ سکا بس وہ ہلاک ہوگیا۔ اس کے بیٹوں نے تین دن تک اسے دفن نہ کیا جس سے وہ بدبو چھوڑ گیا۔ قریش اس زخم عدسہ سے خوف زدہ تھے اور بچتے رہتے تھے ایسے جیسے طاعون اور وباء کے ڈرتے تھے۔ ڈر کے مارے ابولہب کے مردار جثے کے پاس بھی کوئی نہیں جارہا تھا۔ قریش کے ایک آدمی نے اس کے بیٹوں سے کہا کہ ہلاک ہو جاؤ تمہیں شرم نہیں آتی تمہارا باپ گھر میں سڑ رہا ہے بدبو ہو رہی ہے تم اسے دفن نہیں کرتے۔ بیٹوں نے کہا کہ ہمیں اس زخم کے لگ جانے اور متعدی ہونے سے ڈر لگ رہا ہے، اس لئے اس کو ہاتھ نہیں لگا رہے۔ اس نے کہا چلو میں تمہاری مدد کرتا ہوں اس کام میں۔ اللہ کی قسم انہوں نے ابولہب کو نہ غسل دیا اس نہ کفن بس دور سے کھڑے ہو کر اس پر پانی پھینک دیا تھا اس کے قریب بھی نہیں گئے۔ پھر اسے اُٹھا کر بالائی مکہ کی طرف لے گئے تھے کسی قبرستان میں بھی دفن نہیں کیا بلکہ وہاں لے کر انہوں نے ایک دیوار کے ساتھ لگا دیا پھر اس پر پتھر پھینک کو اس کو چھپا دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۰۱)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دشمنِ رسول کے اس بدترین انجام سے اپنی رحمت کے ساتھ محفوظ رکھے اور بچائے۔ آمین

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تیزی سے گزرنا .... (۲) اور مروی ہے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباس ن عبداللہ بن زبیر نے، اس نے اپنے والد سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ سیدہ عائشہ کا جب کبھی ابولہب کے پتھروں میں دبائے جانے کی اس جگہ سے گزر ہوتا تو آپ اچھی طرح اپنے آپ کو کپڑے سے لپیٹ کر اس منحوس جگہ سے گزر جاتی تھیں۔

رسول اللہ کو قتل کے ارادے آنے والے کا مسلمان ہو کر لوٹنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو خبر دی ابوعلامہ محمد بن عمرو بن نہالا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن ابو اویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے کتاب المغازی میں، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے کی طرف واپس لوٹے بدر سے اور ان کے ساتھ قیدی بھی تھے اور غنیمتیں بھی اور بدر میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے سرداروں کو قتل کروا دیا تھا تو لوگ حضور ﷺ کو مقام روحاء میں آ کر ملے تھے اور حضور کو مسلمان مبارک باد دینے لگے فتح کی اور ان سے ان مشرکین کے بارے میں پوچھنے لگے جو وہاں مارے گئے تھے۔ اس وقت سلمہ بن سلامہ نے کہا تھا جو بنوعبدالاشہل میں سے ایک تھے کہ ہم کسی ایک ایسے انسان کو قتل نہیں کیا جو کھاتا پیتا انسان ہو یا جس کی ہڈیوں میں گودا ہو جان ہو، ہم نے تو بس کچے بوڑھے لوگوں کو مارا ہے۔

پس رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے (یعنی ناراض ہوئے) اور ہمیشہ اس سے ابتداء میں اس کے ساتھ اعراض کرنے اور منہ پھیرنے والے کی طرح رہے۔ اس لئے کہ اس نے اعرابی سے جو نہ زیبا بات کی تھی جب آپ نے اس سے وہ بات خود سُن لی تھی۔ تو آپ نے اس کے لئے اس بات کو فحش اور نہ زیبا قرار دیا تھا یہاں تک کہ اس بات سے رجوع کیا یا جب وہ سامنے آیا آپ نے یہ بات بھی سُن لی تھی کہ ہم نے گنجی بوریوں کو قتل کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے بھتیجے نہیں ایسی بات نہیں ہے بلکہ وہ لوگ ایک جماعت تھی سرداروں کی۔ جب مشرکین شکست خوردہ مکے واپس لوٹے اس صورت ۔ ۔ کہ اللہ نے قتل کر دیا تھا جس کو بھی قتل کروانا تھا ان میں سے تو عمر بن وہب جماحی آیا اور وہ صفوان بن اُمیہ کے پاس بیٹھا حجر اسود کے پاس۔ آپ کی زندگی تو انتہائی قبیح اور بدمزہ ہوگئی بدر میں قتل ہونے والوں کی وجہ سے۔ اس نے کہا، جی ہاں ایسے ہی آپ ان کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی میں کوئی چیز بھلا باقی نہیں رہی۔

اگر میرے اُوپر قرضہ ہوتا جس کی روانگی کی کوئی صورت نظر نہ آئی اور اگر میرا ایمان نہ ہوتا جن کے لئے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے (کما کر ہی کھلانا پڑتا ہے) تو میں سفر کرتا محمد کی طرف اور جا کر اس کو قتل کر آتا۔ اگر میری آنکھ اس سے بھر جاتی، میرے پاس اس بارے میں ایک عذر و بہانہ ہے، میں اس کو آگے رکھتا۔ میں کہتا کہ یہاں پر میرا بیٹا قید ہے میں اسی کو ملنے آیا ہوں۔ لہٰذا صفوان اس کی بات سُن کر خوش ہو گیا اور اس نے اس سے کہا کہ تیرا قرضہ میرے ذمہ ہے باقی رہا تیرا بیٹا تو ان کا معاملہ بھی میرے عیال والا ہوگا۔ نفقہ خرچہ میں، ایسا نہیں ہوگا کہ میرے پاس ایک موجود اور ان کو نہ ملے (یعنی ان کے خرچے کی ذمہ داری میری ہے)۔

صفوان نے دو سواروں کا انتظام کیا، سامان سفر کیا اور اس نے عمیر کی تلوار کو صیقل کروایا اور اس کو نشان لگائے۔ اب عمیر نے صفوان سے کہا اور عمیر نے صفوان سے کہا کہ آپ مجھے کچھ دن چھپا لینا عمیر آیا یہاں تک کہ مدینے میں پہنچ گیا اور مسجد کے دروازے پر اُترا اور اس نے اپنی سواری باندھی اور تلوار سنبھالی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے اور پہنچنے کا ارادہ کر لیا مگر عمر بن خطاب نے اس کو دیکھ لیا وہ انصار کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور بدر کے وقوعہ کے بارے میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے اور اس میں اللہ کی نعمت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ جب عمر نے اس کے پاس تلوار دیکھی تو گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ تم لوگوں کے پاس کتا پہنچ گیا ہے، یہ اللہ کا دشمن جس نے ہمارے درمیان بدر میں فساد برپا کیا تھا اور ہمیں لوگوں سے لڑوایا تھا۔

اس کے بعد عمر اُٹھے اور اندر جا کر رسول اللہ کو بتایا کہ عمر بن وہب مسجد میں گھس آیا ہے اور اس نے تلوار لٹکائی ہوئی ہے اور وہ شخص فاجر دغاباز ہے۔ اے اللہ کے نبی آپ اس کو کسی شئی پر قدرت نہ دیں یا کسی طرح اس سے بے فکر نہ رہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس کو اندر لے آؤ میرے پاس۔ عمر باہر آئے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا اور ان سے کہا تم لوگ اندر چلو رسول اللہ کے پاس اور حضور کی حفاظت کرو عمیر سے جب وہ اندر جائے۔ پھر حضرت عمر اور عمیر دونوں اندر آئے رسول اللہ کے پاس پہنچ گئے اس وقت عمر کے پاس اس کی تلوار بھی تھی۔ حضور نے عمر سے کہا کہ آپ اس سے پیچھے رہو۔ جب عمیر رسول اللہ کے قریب ہوا، کہا کہ نعمو ضساحا (صبح صبح خوش رہو) یہ اہل جاہلیت کا سلام تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ نے تیرے سلام سے زیادہ عزت بخشی ہے اور اہل جنت والے سلام کو ہمارا سلام مقرر کر دیا ہے اور وہ اَلسَّلَامُ ہے۔ اس پر عمیر نے کہا تھا تیرا عہد اس کے ساتھ جدید ہے (یعنی ابھی ابھی آپ یہ سلام کرنے لگ گئے ہو ورنہ پہلے تو آپ وہی کہتے تھے)۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا، اللہ نے ہمیں اس سے بہتر بدل کر دیا ہے۔ اچھا عمیر تم بتاؤ کہ تمہیں کونسی چیز یہاں لے آئی ہے۔ اس نے کہا کہ میں اپنے قیدی کے لئے یہاں پر آیا ہوں جو تم لوگوں کے پاس ہے۔ تم لوگ ہمارے قیدیوں کے معاملے ہم سے فدیہ لے لو اور ان کو چھوڑ دو تم لوگ ہمارا کنبہ قبیلہ اور ہمارا خاندان ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ تلوار آپ نے کیوں گردن میں لٹکا رکھی ہے؟ عمیر نے کہا کہ اللہ ان تلواروں کا بُرا کرے کیا ان تلواروں نے کبھی ہمیں کسی شئی کا کوئی فائدہ دیا ہے۔ بات کچھ نہیں ہے جب سواری سے اُترا ہوں تو اس کو بھول گیا ہوں گردن میں لٹکی رہ گئی ہے۔ میری بقاء کی قسم میرے لئے اس کے ساتھ عبرت ونصیحت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے سچ سچ بتائیے آپ کو کونسی غرض لے کر آئی ہے؟ اس نے کہا کہ میں صرف اپنے قیدی کے بارے میں آیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ آپ نے صفوان بن اُمیہ کے ساتھ حجر اسود کے پاس بیٹھ کر کیا شرط لگائی ہے۔ یہ سُن کر عمیر گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ میں نے کیا شرط لگائی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے قتل کی ذمہ داری اُٹھائی ہے اس شرط پر کہ وہ تیرے اہل عیال کے خرچ کی ذمہ داری لے گا اور تیرے قرضے بھی ادا کرے گا (تم تو وہ منصوبہ پورا کرنے آئے ہوئے ہو)۔ مگر میرے اور تیرے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہے (اس نے وہ منصوبہ تیرا پورا نہیں ہونے دیا)۔ اتنے میں عمیر پسینہ پسینہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ ﷺ کے رسول ہیں۔

یارسول اللہ ہم لوگ آپ کی تکذیب کیا کرتے تھے وحی کے بارے میں اور جو کچھ آپ لائے ہیں آسمان سے۔ یہ بات کو آپ نے بتائی ہے یہی بات میرے اور صفوان کے مابین طے ہوئی تھی حجر اسود میں جیسے رسول اللہ نے فرمائی ہے میرے اور اس کے سوا اس پر کسی کو اطلاع نہیں تھی مگر اللہ نے آپ کو خبر دے دی ہے۔ لہٰذا میں ایمان لایا ہوں اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ اللہ کا شکر ہے اور اسی کی تعریف ہے جو مجھے اس راستے پر لے آئی ہے۔ اس پر مسلمان خوش ہو گئے جب اللہ نے اس کو ہدایت بخشی۔

ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب عمیر آیا تھا تو مجھے خنزیر اس سے زیادہ پسند تھا (گویا کہ مجھے اس سے یعنی عمیر سے نفرت تھی)۔ مگر وہ آج میرے بعض بیٹوں سے بھی زیادہ پیارا لگ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عمیر آپ بیٹھیے ہم آپ کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اپنے بھائی کو قرآن سکھاؤ اور حضور ﷺ نے اس کا قیدی بھی اس کے لئے چھوڑ دیا۔ عمیر نے کہا یارسول اللہ میں اپنی طاقت کے ساتھ اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کرتا رہا مگر سب تعریف اللہ کی ہے جس نے مجھے اس راستے پر چلا دیا ہے اور مجھے ہدایت دی ہے آپ مجھے اجازت دیجئے میں قریش کے پاس جاؤں اور جا کر ان کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دوں۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے دے اور ان کو ہلاکت اور تباہی سے بچالے۔ رسول اللہ نے اس کو اجازت دی، وہ مکہ میں پہنچ گیا (ادھر صفوان جس کے ساتھ شرط لگا کر گیا تھا اس نے سمجھا کہ شاید عمیر اپنی مہم پوری کر کے قتل کر کے آئے گا، اس نے قریش کو مبارک باد دینا شروع کی کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ ایک ایسی فتح کے ساتھ جو تمہیں واقعہ بدر کے زخم بھلوا دے گی۔

جب عمیر گئے ہوئے تھے تو صفوان بے چینی سے ہر سوار سے جو مدینے سے آتا وہ پوچھتا رہتا تھا کہ کیا مدینے میں کوئی نیا واقعہ بھی پیش آیا ہے۔ اس کو پوری پوری امید تھی کہ وہ کر کے آئے گا جو کچھ کرنے کے لئے لگا ہوا ہے یہاں تک کہ ایک آدمی مدینے سے آیا ان کے پاس اس سے صفوان نے پوچھا کہ عمیر بن وہب کا کیا حال ہے وہ جو مدینے گیا ہوا تھا۔ اس نے خبر دی کہ عمیر مسلمان ہو گیا۔ لہٰذا قریش مشرکین نے اس کو لعنت دینا شروع کر دیں اور کہنے لگے کہ لو وہ بھی وہاں جا کر اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ صفوان نے کہا اللہ کی قسم میں بھی اس کو اب کوئی نفع نہیں پہنچاؤں گا اور نہ ہی اس کے ساتھ سرے سے کوئی بات چیت کروں گا۔

عمیر جب ان کے پاس واپس آ گئے تو انہوں نے مشرکین کو اسلام کی دعوت دینا شروع کی اور ان کو نصیحت کرنا شروع کی اپنی پوری کوشش کے ساتھ۔ چنانچہ سارے لوگ ان کی اس دعوت پر مسلمان ہو گئے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عتبہ کے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن جعفر بن زبیر نے، وہ کہتے ہیں عمیر بن وہب قریش کے شیطان ترین لوگوں میں سے تھا۔ ان لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ کو ایذا پہنچاتے تھے اور آپ کے اصحاب کو مکے میں جب بدر والے بدر میں مارے گئے تو عمیر نے صفوان بن اُمیہ کے ساتھ میٹنگ کی۔ اس کے بعد محمد بن جعفر نے عمیر کا قصہ ذکر کیا اسی مفہوم میں جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے۔ کہیں کہیں ایک ایک کلمہ کم زیادہ کیا ہے مگر مفہوم ایک ہے۔

اس کے آخر میں اس نے کہا ہے کہ جب عمیر مکے میں پہنچا اور اس نے اپنا اسلام ظاہر کیا تو اس کے ہاتھ پر بہت سارے لوگ ایمان لے آئے اور پھر اس نے ہر اس شخص کو ایذا دی جو اسلام سے دور ہوا اور وہ تیز اور ہوشیار و مضبوط آدمی تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۰۶)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی واقدی نے، اس نے کہا کہتے ہیں کہ قباث بن اشیم کنانی کہتا تھا کہ میں بدر میں مشرکین کے ساتھ موجود تھا اور میں

محمد ﷺ کے اصحاب قلیل ہیں دیکھ رہا تھا اپنی آنکھوں سے۔اور ہمارے پاس جو گھوڑے اور آدمیوں کی کثرت تھی مگر میں بھی شکست کھا گیا ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے شکست کھائی۔البتہ تحقیق میں نے دیکھا تھا اپنے آپ کو۔البتہ میں دیکھ رہا تھا مشرکین کی طرف ہر چہرے کو اور بے شک میں اللہ کہتا ہوں اپنے دل میں کہ اس جیسا معاملہ نہیں دیکھا کہ اس سے کسی نے فرار کیا ہو سوائے عورتوں کے۔پھر راوی نے اس کی آمد کا ذکر کیا ہے کہ مکے میں اور اس کے رُکنے کا کہ جب خندق کے بعد کا مرحلہ آیا، میں نے کہا کاش کہ میں مدینے میں جاتا اور جا کر دیکھتا کہ محمد کیا کہتا ہے؟ اور میرے دل میں اسلام واقع ہو چکا تھا۔لہٰذا میں مدینے میں گیا اور میں نے رسول اللہ کے بارے میں پوچھا۔لوگوں نے بتایا کہ وہ رہے مسجد کے سائے تلے جماعت کے ساتھ اپنے اصحاب میں۔

میں ان کے پاس گیا، میں ان میں سے ان کو نہیں پہچانتا تھا۔میں نے سلام کیا، آپ نے مجھے فرمایا، اے قیاث بن اشیم کیا تم نے یہ بات کہی تھی کہ بدر والے دن کہ میں نے اس جیسا امر نہیں دیکھا کہ اس سے کسی نے فرار کیا ہو سوائے عورتوں کے؟ میں نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ امر مجھ سے کبھی بھی کسی کی طرف نہیں ظاہر ہوا تھا اور نہ ہی میں نے کبھی اس بارے میں کسی چیز کا اظہار کیا تھا۔مگر جو کچھ میں نے دل میں بات کی اور یہ بات نہ ہوتی کہ آپ اللہ کے نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر مطلع نہ کرتا۔آیئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔سو آپ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور میں مسلمان ہو گیا۔(مغازی الواقدی ۱/۹۷-۹۸)

باب ۲۳

جنگ بدر میں حاضر ہونے میں فرشتوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے معاذ بن رفاعہ بن رافع سے، اور رفاعہ بدری نے اپنے بیٹے سے، کہتے ہیں کہ میں نہیں پسند کرتا تھا، میں بدر میں حاضر ہوں اور نہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں بیعت عقبہ میں ہوتا۔کہا کہ جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا نبی کریم ﷺ سے تمہارے اندر اہل بدر کیسے ہیں؟ جواب ملا کہ ہم میں سے بہترین ہیں۔انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح ہیں وہ ملائکہ بھی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے وہ بہترین فرشتے ہیں (یعنی اس وقت اہمیت واضح ہوگئی)۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے سلیمان بن حرب سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ بطامی نے، ان کو خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جریر نے یحییٰ بن سعید انصاری سے، اس نے معاذ بن رفاعہ زرقی سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ اس کا والد اہل بدر میں سے تھا اور اس کا دادا اہل عقبہ میں سے تھا (جنہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی)۔جبرائیل علیہ السلام نبی کریم کے پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ تم اپنے اندر اہل بدر کو کیسا شمار کرتے ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ افضل مسلمان شمار کرتے ہیں۔یا خبار مسلمین نے کہا جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ جو فرشتے اہل بدر میں سے ہیں وہ اسی طرح افضل ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حماد بن زید اور یزید ہارون سے۔(کتاب المغازی۔باب شہود الملائکہ بدر۔حدیث ص ۳۹۹۳۔فتح الباری ۷/۳۱۲)

رسول اللہ کا مشرکہ جاسوس عورت کی نشاندہی کرنا .... (۳) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کوخبردی ابوالفضل بن ابراہیم نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی احمد بن سلمہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی اسحاق بن ابراہیم نے ،ان کوخبردی عبداللہ بن ادریس نے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حصین بن عبدالرحمن سے ، وہ حدیث بیان کرتے ہیں سعید بن عبیدہ سے ، اس نے ابوعبدالرحمن سلمی سے ، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (علی رضی اللہ عنہ) اور ابومرثد غنوی اور زبیر بن عوام اور مقداد کو بھیجا وہ دونوں گھوڑے پر سوار تھے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ چلے چلو یہاں تک کہ مقام رمۂ خاخ تک پہنچ جاؤ۔ بے شک وہاں پر ایک عورت ہوگی مشرکین میں سے ، اس کے پاس ایک خط ہے حاطب کی طرف سے مشرکین کی طرف۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہوکر اس متعلقہ مقام پر پہنچے۔ ہم لوگوں کو وہ عورت وہاں پر مل گئی وہ اپنے اُونٹ پر اکیلی سفر کر رہی تھی جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔ ہم نے کہا کہ خط کہاں ہے وہ دے دو۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط وغیرہ نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے اُونٹ کو بٹھا دیا اور اس کے سامان کی تلاشی کرنے لگے مگر ہمیں خط نظر نہ آیا۔ ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ نہیں کہا۔ آپ خط نکال کر دیں ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔ جب اس نے دیکھا کہ میں جھکا ہوں اس کی طرف وہ چادر لپیٹی ہوئی تھی اس نے وہ خط نکال کر دے دیا۔ ہم لوگ اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حاطب نے خیانت کی ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی۔ آپ چھوڑیں مجھے میں اس کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حاطب آپ کو اس حرکت پر کس بات نے اُکسایا تھا۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ میں مؤمن نہیں تھا اللہ کے ساتھ اور رسول کے ساتھ بلکہ ارادہ یہ ہوگیا تھا کہ میرا احسان ہوجائے گا مشرکین پر اور اسی احسان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میرے اہل اور مال کی حفاظت فرمادے گا۔ آپ کے اصحاب میں سے ہر ایک کے وہاں پر خاندان کے لوگ موجود ہیں جن کے ذریعے اللہ ان کے اہل اور مال کی حفاظت فرماتا ہے۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ تم لوگ اس کے بارے میں اچھی بات ہی کہو۔ عمر نے کہا کہ اس نے اللہ کی اور رسول کی خیانت کی ہے اور مؤمنوں کی بھی، آپ اس کی گردن ماردیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا یہ اہل بدر میں سے نہیں ہے؟ آپ کو کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر فرمایا تھا، تم لوگ عمل کرو جو چاہو۔ تحقیق تمہارے لئے جنت واجب ہوچکی ہے۔ یا یوں کہا تھا کہ تحقیق میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ یہ سُن کر عمر کے آنسو گر گئے اور کہنے لگے اللہ اور اللہ کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

اس کو بخاری نے راوایت کیا ہے اسحاق بن ابراہیم سے۔ (کتاب المغازی۔ باب فضل من شہد بدرا۔ الحدیث ص ۳۹۸۳۔ فتح الباری ۷/۳۰۴۔۳۰۳)

(۴) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوالفضل بن ابراہیم نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی احمد بن سلمہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی قتیبہ بن سعید نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی لیث نے ابوالزبیر سے ، اس نے جابر بن عبداللہ سے کہ حاطب بن ابو بلتعہ کا غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے حاطب کی شکایت کی اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ حاطب ضرور جہنم میں جائے گا۔ رسول اللہ نے فرمایا، تم نے جھوٹ بولا، وہ جہنم میں نہیں داخل نہیں ہوگا کہ وہ بدر میں حاضر ہوا تھا اور حدیبیہ میں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں قتیبہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ باب من فضائل اہل بدر۔ حدیث ص ۱۶۲۔ ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ص ۳۸۶۴)

☆☆☆

باب ۲۴

زینب بنت رسول اللہ ﷺ یعنی زوجہ محترم ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزّٰی بن عبدشمس۔ واقعہ بدر کے بعد زینب کا مکہ سے اپنے والد گرامی کی طرف ہجرت کرنا

(۱) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن عباد نے، بن عبداللہ بن زبیر سے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں کہ جب اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے مال بھیجے تو زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص (اپنے شوہر جو بدر میں قیدی بن گئے تھے) کو چھڑانے کے لئے مال بھیجا اور اس میں انہوں نے ایک ہار بھیجا جو ان کی والدہ حضور کی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ نے بیٹی کو پہنا کر ابوالعاص کے پاس رخصتی کی تھی۔

جب انہوں نے اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا تھا جب حضور نے وہ ہار دیکھا تو آپ کے اُوپر رخت طاری ہوگئی شدید طور پر۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم لوگ مناسب دیکھو تو تم زینب کے لئے اس کے قیدی شوہر کو چھوڑ دو اور یہ ہار بھی اس کو واپس کر دو۔ صحابہ کرام نے عرض کی، جی ہاں یارسول اللہ۔ لہٰذا انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کا مال بھی بمعہ ہار وغیرہ بھی واپس کر دیا۔ نبی کریم نے ﷺ اس سے وعدہ لیا تھا کہ وہ زینب کو حضور کے پاس چھوڑ دے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے جب ابوالعاص بن ربیع کو چھوڑ ادیا جبکہ وہ بدر والے دن قید ہو گیا تھا تو حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کو اور ایک انصاری آدمی کو بھیجا اور آپ نے فرمایا کہ تم لوگ وادی یاجج (جو کہ مکے سے آٹھ میل پر تھی) پہنچ جاؤ، یہاں تک کہ زینب بنت رسول اللہ تمہارے پاس پہنچے گی تو اس کے ساتھ ساتھ چلنا یہاں تک کہ اسے یہاں پر لے آؤ۔ وہ دونوں تو روانہ ہو کر پہنچے ابوالعاص کے بعد، انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ نے اسی میں وعدہ دیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بدر کے ایک ماہ بعد کی بات ہے۔ کہا عبداللہ بن ابوبکر نے کہ مجھے حدیث بیان کی گئی ہے زینب بنت رسول اللہ سے، وہ کہتی ہیں کہ جب ابوالعاص مکہ میں پہنچے تو انہوں نے مجھ سے کہا آپ تیاری کریں اور اپنے ابا کے پاس چلی جائیں۔ میں سامان سفر کرنے نکلی اور مجھے ہند بنت عتبہ ملی اور وہ کہنے لگی، اے محمد کی بیٹی کیا ہمیں یہ خبر پہنچ نہیں گئی کہ آپ اپنے والد کے پاس پہنچنے کا ارادہ کر چکی ہیں۔ میں نے اس سے کہا میں نے اس بات کا ارادہ نہیں کیا۔ وہ کہنے لگی اس سے۔ اے میری چچا کی بیٹی ایسا نہ کرنا، میں ایک آسودہ حال عورت ہوں اور میرے پاس تیری ضرورت کے لئے سامان موجود ہے اگر آپ کو سامان چاہئے تو میں قیمتاً دے دوں گی اگر رقم نہ ہو تو بطور قرض بھی دے دوں گی، خرچہ چاہئے تو بطور قرض دے دوں گی اور یہ بات نہ عورتوں کو معلوم ہو گی نہ مردوں کو۔ مگر سیدہ زینب فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا، اللہ کی قسم میں نے یہ سوچا ہی نہیں۔ کہتی ہیں کہ یہ بات انہوں نے کہی کہ مجھے اس سے خوف آیا۔ اس لئے میں نے یہ بات اس سے چھپائی اور میں نے کہا کہ میرا ارادہ نہیں ہے۔

جب زینب اپنی تیاری سے فارغ ہوگئی تو روانہ ہوگئی۔ ان کے ساتھ ان کے دیور روانہ ہوئے تھے جو انہیں لے کر گئے تھے جو دن دن میں لے کر چلتے کنانہ بن ربیع۔

اہل مکہ نے یہ خبر سُن لی اور ان کی تلاش میں لوگ نکل کھڑے ہوئے حبار بن اسود، نافع بن عبدالقیس فہری، اور پہلا شخص جس نے سیدہ کی طرف پیش قدمی کی تھی حبار تھا۔ اس نے سیدہ کو نیزے کے ساتھ ڈرایا تھا حالانکہ وہ کجاوے یا چھپر کھٹ میں تھیں۔ ان کے دیور کنانہ نے اُونٹ بٹھا دیا اور اپنا بھالا کھول لیا۔ اس کے بعد اپنی کمان ہاتھ میں لی اور کہا کہ اللہ کی قسم جو بھی مرد میرے قریب آئے گا میں اس پر تیر چلا دوں گا اور ادھر ابوسفیان اشراف قریش کے ساتھ آئے۔

انہوں نے کہا کہ اے کنانہ آپ اپنے تیر کے بھالے کو ہم سے روک لیں یہاں تک ہم آپ سے بات چیت کریں اور ابوسفیان ان کے مقابل کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ بے شک آپ کو کچھ بھی کرنے کا بالکل اختیار نہیں ہے۔ آپ سب لوگوں کے سامنے عورت کو لے کر جا رہے ہو حالانکہ آپ کو پتہ ہے اس مصیبت کا جو ہمیں بدر میں پہنچی ہے۔ عرب یہ گمان کریں گے اور باتیں کریں گے کہ یہ اور وہ عورتیں ہم میں سے نہیں ہیں۔ اور آپ کا اس کی بیٹی کو لے نکلنا سب لوگوں کی موجودگی اور ہمارے سامنے یہ کسی بڑے فساد کا سبب نہ بن جائے۔ لہٰذا آپ اس عورت سمیت واپس چلو اور کچھ دن اس کے پاس رک جائیں، اس کے بعد خاموشی کے ساتھ کسی روز رات کو اس کو لے کھسک جانا اور اسے اس کے والد کے پاس پہنچا دینا۔ میری بقا کی قسم اس کے حسب کے سبب اس کے باپ کے معاملے میں کوئی سروکار نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس بارے میں اس مصیبت کو سامنے رکھیں گے جو ہمیں پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا سیدہ زینب کے دیور انہیں لے کر واپس لوٹ آئے۔ جب اس واقعے کو ایک دو دن یا تین دن گزر گئے تو وہ انہیں خفیہ طریقے سے لے کر چلے گئے تھے حتیٰ کہ وہ سول اللہ کے پاس پہنچ گئی تھیں۔

راویوں نے ذکر کیا ہے کہ سیدہ زینب کو جب ھبار بن درہم نے ڈرایا تھا (جیسے اُوپر مذکور ہوا ہے) تو اس ڈر اور پریشانی کی وجہ سے ان کا حمل ضائع ہوگیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۹۸ـ۲۹۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مصری نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن ایوب علاف نے، ان کو خبر دی سعید بن مریم نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن الھاد نے، ان کو عمر بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر نے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینے میں تشریف لائے تو ان کی بیٹی زینب مکہ سے روانہ ہوئی کنانہ کے ساتھ یا بن کنانہ کے ساتھ، تو قریش ان کی تلاش میں ان کے پیچھے نکلے۔ چنانچہ ھبار بن اسود نے آپ کو پالیا۔ اس نے مسلسل ان کے اُونٹ کو نیزے کے کچو کے مارنے شروع کر دیئے یہاں تک کہ اس نے سیدہ زینب کو گرا دیا۔ اس خوف سے سیدہ زینب کا حمل بھی ضائع ہوگیا اور آپ کا کافی خون بھی ضائع ہوگیا۔ چنانچہ وہ اُٹھا واپس لائی گئیں اور اس واقعہ کے بعد ان کے بارے میں بنوہاشم اور بنواُمیہ میں شدید اختلافات ہوگئے۔

بنواُمیہ کہتے تھے کہ ہم اس کے معاملے کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ یہ ابوالعاص بن ربیع کی بیوی ہے (اور وہ اموی ہے)۔ نیز وہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے پاس رہ رہی تھیں اور وہ ہند اور زینب کو طعنہ دیتی تھی کہ یہ سب کچھ تیرے باپ (محمد) کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

کہتی ہیں کہ ادھر رسول اللہ ﷺ کو جب ساری کیفیت کا علم ہوا تو آپ نے وہاں سے زید بن حارثہ کو بھیجا اور فرمایا کہ کیا جاتے نہیں؟ جائیں اور جا کر زینب کو لے کر آجائیں؟ اس نے کہا، جی ہاں یارسول اللہ۔ حضور نے فرمایا کہ آپ یہ میری انگوٹھی لے جائیں اور لے کر زینب کو دے دینا۔ چنانچہ زید روانہ ہوئے وہاں مکے میں پہنچ کر بڑی نرمی اور رازداری کے ساتھ کوشش کرنے لگے۔ وہ اس سلسلے میں ایک بکریوں کے چرواہے سے ملے اس سے پوچھا کہ تم کس کی بکریاں چراتے ہو؟ اس نے بتایا کہ ابوالعاص کی۔ پھر پوچھا کہ یہ بکریاں کس کی ہیں؟ اس نے بتایا کہ

زینب بنت رسول کی ہیں، وہ اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور چرواہے سے پوچھا کہ اگر میں کوئی چیز امانت تمہیں دوں تو تم اس کے پاس پہنچا دو گے مگر اس کا کسی سے ذکر بھی نہیں کرو گے، اس نے کہا ٹھیک ہے۔

زید نے وہ انگوٹھی چرواہے کو دے دی اور وہی روانہ ہوگیا اس نے بکریاں اندر کر دیں اور وہ انگوٹھی اس نے زینب کو دے دی جسے اس نے پہچان لیا۔ زینب نے پوچھا کہ تمہیں یہ کس نے دی ہے؟ اس نے کہا کہ ایک آدمی نے دی ہے۔ زینب نے پوچھا کہ تم اس کو کہاں چھوڑ آئے ہو؟ چرواہے نے بتایا کہ فلاں فلاں جگہ پر زینب خاموش ہوگئی۔

جب رات ہوئی تو وہ اس کے پاس چلی گئی۔ جب پہنچی تو زید نے کہا آپ میرے آگے اُونٹ پر بیٹھ جائیں۔ زینب نے کہا بلکہ آپ آگے بیٹھیں۔ دونوں سوار ہو گئے زینب پیچھے بیٹھی۔ حتیٰ کہ مدینے میں آ گئے۔ رسول اللہ فرماتے تھے: کہ

هِيَ اَفْضَلُ بَنَاتِي أُصِيبَتْ فِيَّ ۔

یہ میری افضل بیٹی ہے میرے لئے اس نے مصیبتیں اُٹھائی ہیں۔

یہ بات علی بن حسین بن زین العابدین تک پہنچی۔ وہ عروہ بن زبیر کے پاس گئے، انہوں نے کہا کہ کیا بات مجھ تک پہنچی ہے تیرے بارے میں کہ تم وہ حدیث بیان کرتے ہو جس میں تم فاطمہ کی شان گھٹاتے ہو؟ عروہ نے کہا، اللہ کی قسم میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے وہ سب کچھ میرا ہو یعنی وہ مجھے مل جائے اور میں اس کے بدلے میں فاطمہ کی تنقیص کروں (یعنی اس چیز میں ان کی تنقیص کروں) جو اس کا حق ہو۔ بہرحال آج کے بعد میں اس بات کو بیان نہیں کروں گا۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۳۳۰-۳۳۱)

باب ۴۵

۱۔ حضور ﷺ کا حفصہ بنت عمر بن خطاب سے شادی کرنا۔
۲۔ پھر زینب بنت خزیمہ سے شادی کرنا۔
۳۔ حضور ﷺ کا اپنی بیٹی اُم کلثوم کی عثمان بن عفان سے شادی کرنا اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد۔

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو خبر دی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد صالح بن کیسان نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابن شہاب نے مجھے خبر دی سالم بن عبداللہ نے، اس نے سنا عبداللہ بن عمر سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب حفصہ بنت عمر بیوہ ہوگئی تھی خنیس بن حذافہ سہمی کی وفات سے۔ وہ اصحاب رسول تھے مدینے میں فوت ہوگئے تھے۔ عمر فرماتے ہیں کہ میں عثمان بن عفان کے پاس آیا میں نے ان پر حفصہ بنت عمر کو نکاح کے لئے پیش کیا۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ کے ساتھ کردوں۔عثمان نے کہا کہ میں اپنے معاملے میں غور کروں گا کسی رائے میں رک گیا۔اس کے بعد عثمان مجھے ملے اور کہا مجھے یہ سمجھ آئی ہے کہ میں ابھی شادی نہ کروں۔حضرت عمر نے کہا کہ میں پھر ابوبکر سے ملا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے ساتھ حفصہ کا نکاح کردوں۔ابوبکر صدیق خاموش ہوگئے مجھے جواب نہ دیا۔میں ان پر شدید ناراض ہوا عثمان سے زیادہ۔چندراتیں رکا رہا پھر رسول اللہ نے مجھے حفصہ کے نکاح کا پیغام دے دیا۔میں نے ان کے ساتھ نکاح کردیا۔

اس کے بعد مجھے ابوبکر ملے اور کہنے لگے کہ شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں اس لئے کہ آپ نے مجھ پر حفصہ کا رشتہ پیش کیا اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔عمر نے کہا کہ جی ہاں میں ناراض تھا۔میں نے بتایا کہ میرے جواب نہ دینے کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ نے اس کا تذکرہ کیا تھا مگر میں رسول اللہ کا راز نہیں کھولنا چاہتا تھا۔اگر حضور ﷺ نہ کرتے تو میں پھر کرلیتا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے،اس نے ابراہیم بن سعد سے۔

(کتاب النکاح۔حدیث ص ۵۱۲۲۔فتح الباری ۹/۱۷۵۔۱۷۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ صفار نے،ان کو خبر دی احمد بن مہران نے اصفہانی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے،ان کو خبر دی عبید بن طفیل نے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ربعی بن حراس نے عثمان بن عفان سے کہ عثمان کو حضرت عمر نے اپنی بیٹی کے نکاح کے لئے پیغام بھیجا،انہوں نے منع کردیا۔نبی کریم کو اس بات کی خبر پہنچی تو جب شام کو عمر ان کے پاس گئے حضور ﷺ نے پوچھا،اے عمر!میں تمہیں عثمان سے بہتر داماد بتاؤں اور عثمان کو تجھ سے بہتر سُسر بتاؤں؟اس نے کہا ضرور بتائیے یارسول اللہ۔حضور نے فرمایا کہ آپ اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دیں اور میں اپنی بیٹی عثمان سے بیاہ دیتا ہوں۔

(مصنف کہتے ہیں کہ)احتمال ہے کہ نکاح کا پیغام عثمان نے بھیجا ہو اور عمر نے منع کردیا ہو۔اس روایت میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کے بعد عمر کی بھی رائے ہوگئی ہو پھر انہوں نے جو عثمان سے کہا ہو اور عثمان نے کہا ہو کہ میں ذرا اپنے بارے میں سوچ کر بتاؤں گا پھر جب عثمان نے محسوس کرلیا ہو رسول اللہ کے ارادہ کو اس لئے عثمان نے یہ بات کہی ہو۔واللہ اعلم

بہر حال یہ سارا ماجرا بدر کے بعد ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے،ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے،ان کو ابن اسحاق نے،وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حفصہ بنت عمر کے بعد زینب بنت خزیمہ ہلالیہ أم المساکین کے ساتھ شادی کی تھی۔حضور سے قبل وہ حصین بن حارث کے پاس تھی یا اس کے بھائی طفیل بن حارث بن عبدالمطلب بن مناف کے پاس۔یہ محترمہ مدینے میں انتقال کرگئی تھیں۔یہ پہلی عورت تھی مرنے والی رسول اللہ کی اس میں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۵۵)

ابوعبداللہ بن مندہ کہتے ہیں یہ عبیدہ بن حارث کے تحت تھیں۔

اور ہم نے زہری سے روایت کی ہے کہ وہ عبداللہ بن جحش کے تحت تھی اور وہ احد والے دن قتل ہوگئے تھے۔پھر وہ خود بھی وفات پاگئی تھی حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس وقت زندہ تھے،وہ تھوڑے ہی عرصہ حضور ﷺ کے ساتھ رہی تھیں۔

☆☆☆

باب ۲۶

فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے شادی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدابن ابونجح نے مجاہد سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس فاطمہ کے نکاح کے پیغام آنے لگے تو میری لونڈی نے کہا، آپ کو معلوم ہے کہ فاطمہ کے نکاح کے پیغام آرہے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے، اس نے کہا کہ آپ بھی پیغام دیں یعنی رشتہ مانگیں شاید آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہ دیں۔ میں نے کہا کہ میرے پاس کیا ہے کہ آپ مجھے فاطمہ کا رشتہ دے دیں گے۔ اس نے کہا کہ آپ کہیں گے تو حضور مان جائیں گے، وہ یہی امید کرتی رہی۔ میں حضور کے پاس گیا حضور ﷺ کی اپنی ایک جلالت اور شان تھی، ایک وجاہت تھی۔ میں جب جا کر آپ کے سامنے بیٹھا تو میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

اللہ کی قسم میں بات نہ کر سکا۔ مجھے اس کی ہمت ہی نہ ہو سکی۔ حضور ﷺ نے مجھ سے ازخود پوچھا کہ کیا کسی کام سے آئے ہو؟ میں اور چُپ ہو گیا۔ میری خاموشی دیکھ کر حضور نے خود فرمایا کہ شاید تم فاطمہ کے نکاح کا پیغام دینا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ نے پوچھا کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے (بطور مہر دینے کے لئے) جس کے ساتھ تم اسے حلال بناؤ اپنے لئے؟ میں نے کہا کہ میرے پاس دینے کے لئے تو کوئی چیز نہیں ہے اللہ کی قسم۔

آپ نے فرمایا کہ وہ زرہ کہاں ہے جو میں نے تمہیں مسلح کرنے کے لئے دی تھی۔ قسم ہے اس ذات کی کہ وہ حُطمیہ تھی اس کی قیمت چار دُرہم سے زیادہ نہ ہوگی۔ میں نے کہا کہ وہ ہے میرے پاس۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ میں نے فاطمہ کو تمہارے ساتھ بیاہ دیا ہے۔ آپ جا کر وہ زرہ (بطور مہر) اس کے پاس بھیج دو اور اسی کے ذریعہ فاطمہ کو اپنے لئے حلال سمجھ لو۔ بے شک وہی زرہ فاطمہ بنت رسول اللہ کی مہر تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۳۴۶)

یونس کہتے ہیں کہ میں نے ابن اسحاق سے سُنا تھا وہ کہتے تھے، فاطمہ نے علی کے گھر میں حسن، حسین اور محسن بچے جنے۔ محسن صغرسنی میں فوت ہو گئے اور اُم کلثوم اور زینب بھی پیدا ہوئی تھیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن درسہ نے، ان کو خبر دی ابوداؤد نے، ان کو اسماعیل لقانی نے، ان کو عبدہ نے، ان کو خبر دی سعید نے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب علی نے فاطمہ سے شادی کی تو رسول اللہ نے اس سے فرمایا اس کو کوئی چیز دے دو۔ علی نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تیری حُطیمہ زرہ کہاں ہے؟

(ابوداؤد کتاب النکاح۔ طبقات ابن سعد ۸/۲۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعثمان بصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد محمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معاویہ بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زائدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عطاء بن سائب نے اپنے والد سے، آپ نے حضرت علی سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کی تیاری کروائی تھی یعنی سامان جہیز دیا تھا۔ ایک کمبل (یا چادر) ایک مشک، ایک چمڑے کا تکیہ جس کے اندر اذخر نامی گھانس بھری ہوئی تھی۔

ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اصفہانی نے ذکر کیا ہے رحمۃ اللہ کتاب المعرفۃ کے اندر کہ علی نے سیدہ فاطمہ کے ساتھ مدینے میں شادی کی تھی ہجرت سے ایک سال بعد اور پھر سال بعد انہوں نے ان کے ساتھ قربت وصحبت کی تھی اور فاطمہ نے علی سے مندرجہ ذیل بچے جنم دیئے تھے۔

(۱) حسن۔ (۲) حسین۔ (۳) محسن۔ (۴) اُم کلثوم کبریٰ۔ (۵) اور زینب کبریٰ۔

(تاریخ ابن کثیر ۳/۳۴۷)

باب ۲۷

حضور ﷺ بدر سے واپسی کے وقت سات راتیں گزر جانے کے بعد بنی سلیم کی طرف روانہ ہوئے تھے

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آ گئے تھے بدر سے واپسی کے بعد تو آپ کا فارغ ہونا اس معاملہ بدر سے ہوا تھا ماہ رمضان کے آخر میں اور شوال کے شروع میں۔ آپ مدینے میں نہیں ٹھہرے تھے مگر صرف سات راتیں۔ مگر حضور بذات خود غزوہ بن سلیم کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ اور آپ اس قوم کے پانی کے مقامات میں سے ایک پانی کے مقام پر پہنچے تھے جس کو الکُدر کہتے تھے۔

آپ نے تین راتیں وہاں مقام کیا تھا پھر واپس مدینہ لوٹ آئے تھے اور آپ نے کوئی جنگ وغیرہ کا کام نہیں کیا تھا۔ پھر آپ نے بقیہ دن شوال کے اور ماہ ذیعقدہ مدینے میں قیام کیا تھا اور اسی اقامت کے دوران فدیہ لیا تھا اور قریش میں سے جو بدر کے تھے قیدی چھوڑے گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۱۔۴۲۲)

☆☆☆

باب ۲۸

غزوۂ ذات السویق

جس وقت ابوسفیان بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے نکلا تھا

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بدر کے دو ماہ بعد ذی الحجہ میں پیش آیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن عقیل فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی القاسم جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اس نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن منذر نے، ان کو خبر دی فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے۔

(الدرر ص ۱۳۹۔۱۴۰۔ الواقدی ۱/۱۸۲۔ الطبری ۲/۴۸۳۔ سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۲)

اس نے شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اشراف اور سرداروں کو بدر میں قتل کرادیا جن کے مقدر میں مارا جانا لکھا تھا تو ابوسفیان بن حرب نے منت مان لی تھی کہ میں از راہ افسوس سر میں تیل نہیں ڈالوں گا نہ ہی غسل کروں گا، نہ ہی بیوی سے صحبت کروں گا یہاں تک میں محمد سے لڑوں گا اور میں مدینے کو آگ لگادوں گا۔ لہٰذا وہ اپنی اس منت کو پورا کرنے کے لئے مکے سے چھپ کر نکلا ڈرتے ہوئے تیس گھوڑ سواروں کے ساتھ۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ تیس سے بھی زیادہ تھے، حتیٰ کہ وہ لوگ چار سو کلومیٹر کا یں فاصلہ طے کر کے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے مدینہ پہنچے اور مدینے کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے پاس اُترے جسے 'بنت' کہا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنے ساتھیو میں سے ایک دو آدمیوں کو بھیجا اور ان کو کہا کہ وہ جا کر کھجور کے درختوں کو آگ لگادیں مدینے کی کھجوروں میں سے۔ چنانچہ انہوں نے جا کر جہاں کھجوروں کے جھنڈ پائے جا کر آگ لگادی اور بھاگ گئے۔ پھر ابوسفیان اور اس کے ساتھی فوراً مکہ کی طرف بھاگ گئے۔

ادھر سے رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ نکل پڑے ان لوگوں کو پکڑنے لے لئے یہاں تک کہ وہ مقام قرقرن الکُدر تک پہنچ گئے جو مدینے سے آٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔ گویا آپ نے ان کو عاجز کردیا اور ان میں سے کوئی بھی ہاتھ نہ لگا سب بھاگ گئے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ واپس لوٹ آئے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن لھیعہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب بن اُمیہ نے نذر مانی تھی اس کے بعد جب بقایا مشرکین بدر سے واپس مکہ لوٹ کر گئے تھے اور ان کے سردار بدر میں قتل ہوگئے تھے۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ سر میں تیل لگائے گا نہ ہی اپنی بیوی کے پاس جائے گا، یہاں تک کہ وہ لڑ کر پہلے محمد سے اور مسلمانوں سے بدر کے مقتولین کا بدلہ لے گا۔ مگر اس کے کہنے پر خاطر خواہ فائدہ نہ ہوسکا وہ جیسے چاہتا تھا اس قدر لوگ اپنے ساتھ جمع نہ ہوسکے، ان لوگوں میں سے جن پر اللہ کی گرفت اور اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا۔

چنانچہ ابوسفیان تیس سواروں کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا اپنی قسم پوری کرنے کے لئے یہاں تک کہ وہ مدینہ کے قریب مقام بنت پر اُترے اس کے بعد وہ مقام عُریض کی طرف روانہ ہوئے اور اس کے اردگرد مقام کی طرف۔

ادھر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ان کے تعاقب کے لئے سوار ہو کر نکلے مگر ابوسفیان اور تمیں سوار ڈر کر ایسے بھاگے کہ اپنا سامان بھی نہ سنبھال سکے۔اس واقعہ کا نام غزوۂ ابوسفیان لکھ دیا گیا۔(غزوہ سویق)۔(سیرۃ ابن ہشام ۴۲۲/۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالعباس نے محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر ابوسفیان نے غزوہ کیا ذی الحجہ کے مہینے میں غزوۂ سویق۔

ابن اسحاق نے کہاہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن جعفر بن زبیر نے اور یزید بن رومان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اس شخص نے جس کو میں جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا، اس نے عبیداللہ بن کعب بن مالک سے، انہوں نے کہا کہ جب ابوسفیان قافلہ لے کر مکے واپس آ گیا اور ادہر سے بدر میں لڑنے والے قریش بھی شکست کھا کر بدر سے واپس آ گئے تو ابوسفیان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس نے قسم کھالی تھی کہ میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک اس کا بدلہ محمد سے نہ لے لوں۔نہ میں سر میں تیل لگاؤں اور غسل جنابت بھی نہیں کروں گا جب تک کہ محمد سے نہ لڑ لوں۔

چنانچہ وہ قریش کے دوسو اُونٹ سواروں پر روانہ ہوا اپنی قسم سے عہدہ برا ہونے کی غرض سے۔وہ مقام نجد یہ کے راستے روانہ ہوئے حتیٰ کہ وہ مقام صدور قنات میں جبل ثیب کے پاس اُترے۔اس کے بعد رات کو وہ نکلے حتیٰ کہ قبیلہ بنونظر میں ان کے سردار حُیی بن اخطب یہودی کے پاس گئے اس کے ساتھ مل کر کاروائی کرنے کے لئے۔مگر اس نے ملنے سے انکار کر دیا بلکہ دروازہ ہی بند کر لیا اور وہ ڈر گیا۔لہٰذا وہاں سے سلاّم بن مِشکم کے پاس گئے۔وہ اپنے زمانے میں بنونظر کا سردار تھا اور ان کے خزانے کا مالک تھا۔اس سے انہوں نے ملاقات کی اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی اور ان کی مہمان نوازی کی، خوب کھلایا پلایا اور اس کو خفیہ خبریں بھی دیں۔پھر وہاں رات کے پچھلے حصے میں واپس لوٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور اس نے کچھ جوانوں کو روانہ کیا قریش میں سے مدینے کی طرف وہ ایک کونے کی طرف گئے جسے اَلعُریض کہا جاتا تھا۔وہ کھجوروں کے جھنڈ کی طرف گئے۔وہاں کچھ انصار کے لوگ کام کر رہے تھے کھیت کے اندر، انہوں نے جا کر ان کو قتل کر دیا پھر بھاگ کر واپس اپنے پڑاؤ پر آ گئے۔

لہٰذا مدینہ کے لوگوں کو ان کے بارے میں معلوم ہو گیا۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان کی تلاش میں روانہ ہوئے اور مقام قرقرن الکدر تک پہنچ گئے مگر ان کے آنے سے پہلے ابوسفیان اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس مکے کی طرف بھاگ گئے تھے۔جب وہ نہ ملے تو حضور صحابہ کو لے کر واپس لوٹ آئے۔وہ لوگ ڈر کر ایسے بھاگے کہ اپنا سامان بھی نہ اُٹھا سکے اور وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

مسلمانوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم یہ اُمید رکھیں کہ یہ نکلنا ہمارے لئے غزوہ اور جہاد شمار ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بالکل ہوگا۔ اس کے بعد یہاں ابن اسحاق نے ابوسفیان کا شعر اور کعب بن مالک کی جواب ذکر کیا ہے۔(سیرۃ ابن ہشام ۴۲۲/۲۔۴۲۳)

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ صحابہ نے اس غزوہ کا نام غزوہ ابوسفیان، غزوہ سویق رکھا تھا اس لئے کہ جو سامان مشرکین چھوڑ کر بھاگے تھے اس میں ستو بھی کافی مقدار میں تھا سویق ستو کو کہتے ہیں۔واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۲۹

غزوۂ غطفان ۔ یہی غزوہ ذی اَمَرّ ہے
اس غزوہ میں بھی آثار نبوت کا ظہور ہوا

نوٹ : ذوامَرّ۔ زاویہ نخیل میں واقع ایک مقام کا نام ہے اسی کا نام بعض کتب سیرت میں غزوۂ غطفان ہے ۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تھا کہ بعض قبائل غطفان مدینہ پر یورش کرنے کے لئے جمع ہو گئے ہیں، لہٰذا آپ ان کی سرکوبی کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ سویق سے واپس لوٹے تو ذی الحجہ کے بقیہ دن اور محرم کا مہینہ مدینہ میں مقیم رہے یا اس میں سے زیادہ وقت۔ اس کے بعد آپ نے نجد کا غزوہ کیا، مراد ہے غطفان کا یہی غزوۂ ذوامرّ ہے۔ آپ نے مقام نجد میں پورا صفر کا مہینہ قیام پذیر رہے یا اس کے قریب تر وقت گزارا، پھر آپ مدینہ واپس لوٹ آئے تھے مگر آپ کو جنگ کی ضرورت نہیں پڑی اور نہیں کی۔ پھر یہاں پر ربیع الاول کا مہینہ پورا رہے۔ (المغازی للواقدی ۱/۱۹۳)

اب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی حسن بن جہم نے، ان کو خبر دی حسین بن فرج نے، ان کو خبر دی واقدی نے۔ اس نے کہا کہ غزوۂ غطفان ربیع الاول میں ہوا تھا پچیس دن پورے ہونے پر۔ حضور ﷺ جمعرات کے دن روانہ ہوئے تھے ربیع کے بارہ روز گزر چکے تھے۔ آپ گیارہ روز (سفر کی وجہ سے) غیر موجود رہے تھے۔

واقدی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن زیاد بن ابو ہندہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زید بن ابوعتاب نے، کہ واقدی نے کہا ہے کہ ہمیں خبر دی ضحاک بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن احمد بن ابوبکر نے، اس سے عبداللہ ابوبکر نے، اور بعض نے کہا ہے کہ حضور کو خبر پہنچی تھی کہ ایک جماعت غطفان میں سے جو کہ بنوثعلبہ بن محارب میں سے ہیں مقام ذی امرّ میں وہ اکھٹے ہو گئے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اطراف میں محاصرہ کر کے نقصان پہچانا چاہتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک آدمی ہے ان میں سے اس کو دُعثور بن حارث بن محارب کہتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے مسلمانوں کو بلایا اور آپ ﷺ ساڑھے چار سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ گھڑ سوار بھی تھے۔

راوی نے حدیث ذکر کی ہے آپ کی روانگی کے بارے میں اور اس سے دیہاتی لوگ بھاگ گئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور رسول اللہ ﷺ مقام ذی امرّ میں اُترے اور لشکر بھی۔ اتفاق سے اس وقت شدید بارش ہو گئی۔ حضور اس موقع پر قضاء حاجت کے لئے نکلے تو بارش سے آپ کے کپڑے بھیگ گئے۔ آپ کی عادت تھی کہ آپ قضاء حاجت کے لئے دور چلے جاتے تھے، اس موقع پر بھی آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے وادی ذی امرّ کو اپنے اور اپنے اصحاب کے درمیان کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے کپڑوں کو اُتار کر نچوڑ لیا تاکہ سوکھ جائیں اور ان کو درخت پر ڈال دیا اور خود درخت کے نیچے لیٹ گئے جبکہ وہاں دیہاتی لوگ دیکھ رہے تھے جو کچھ رسول اللہ ﷺ کر رہے تھے۔

چنانچہ دعثور نام کے شخص نے ان دیہاتیوں سے کہا جو کہ ان کا سردار تھا اور ان میں زیادہ بہادر تھا، محمد تمہارے بس میں ہے اور تمہاری پہنچ میں ہے۔ اور اپنے اصحاب سے اکیلا بھی ہے۔ ایسی جگہ پر ہے کہ اگر وہ اپنی مدد کے لئے اپنے اصحاب کو پکارے گا بھی تو کوئی مدد کو نہیں پہنچے گا، اتنے میں تم اسے قتل کر چکے ہوگے۔ لہٰذا اس نے اپنی تلواروں میں سے ایک تیز دھار تلوار منتخب کی اور اس کو لٹکا کر روانہ ہوا اور آ کر حضور کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور تلوار لہرا کر کہنے لگا، اے محمد! تمہیں کون بچائے گا مجھ سے آج؟ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جبرائیل نے اس کے سینے میں دھکا دیا جس سے وہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اُٹھایا اور آپ نے اس دیہاتی کے سر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا بتایئے اب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ اس نے کہا کہ کوئی بھی نہیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ کے خلاف کبھی بھی جماعت اکٹھی نہیں کروں گا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلوار واپس دے دی۔ پھر وہ پیچھے ہٹا پھر آگے آیا اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم آپ مجھ سے زیادہ بہتر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں زیادہ حق دار ہوں اس کے ساتھ تجھ سے۔

وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا کہ تجھے کیا ہو گیا تھا کہاں گیا تھا، تو تو کہتا تھا کہ ایسے کرو ویسے کرو۔ محمد نے تجھے موقع دیا تھا اور تلوار تیرے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میرا بھی یہی خیال تھا مگر میں نے تو دیکھا کہ ایک سفید اور لمبا آدمی تھا وہاں پر اس نے مجھے سینے پر دھکا دیا جس سے میں پیٹھ کے بل گر گیا، ور میری تلوار بھی گر گئی۔ میں نے پہچان لیا کہ وہ فرشتہ تھا۔ لہٰذا میں نے شہادت دی ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ اللہ کی قسم میں اس کے خلاف لوگوں کو جمع نہیں کروں گا اور اس نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینا شروع کر دی، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی :

یا یھاالذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدھم فکف ایدیھم عنکم ۔ الخ

(سورۃ المائدہ : آیت ۱۱)

اے ایمان والو! اپنے اُوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب ایک قوم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ تمہاری طرف دست درازی کریں تو اللہ نے ہی ان کے ہاتھوں کو تم سے روکا تھا۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ مدینے سے گیارہ راتیں غیر موجود رہے تھے اور مدینے پر عثمان بن عفان کو اپنا نائب بنا گئے تھے۔

اسی طرح کہا ہے واقدی نے۔ (المغازی للواقدی ۱/۱۹۳۔۱۹۶)

اور تحقیق روایت کیا گیا ہے غزوہ ذات الرفاع کے بارے میں ایک دوسرا قصہ اعرابی کے بارے میں وہ جو رسول اللہ ﷺ کی تلوار لے کر اس وقت کھڑا ہوا تھا اور کہنے لگا تھا کہ کون تجھے مجھ سے بچائے گا؟ بے شک واقدی نے تحقیق یاد کیا تھا وہ جو اس نے ذکر کیا ہے اس غزوہ میں گویا وہ دونوں دو الگ الگ قصے ہیں۔ واللہ اعلم

باب ۳۰

غزوہ ذِی قَرد (یعنی سریہ)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ بدر سے آنے کے بعد چھ ماہ مدینے میں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد آپ نے زید بن حارثہ کو مقام ذالقصہ کی طرف بھیجا، یہ لوگ صحابہ زید کی کمان میں گئے۔ یہ قریش کے قافلے سے جا ملے مقام ذی قرد پر۔ یہ نجد کے پانی کے مقامات میں سے ایک پانی کا مقام تھا۔ اس قافلے میں ابوسفیان بھی تھے۔

اس کی حدیث یا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ جنگ بدر میں قریش نقصان اُٹھانے کے بعد خوف زدہ تھے۔ وہ اس راستے پر سفر کرنے سے ڈرتے تھے جو شام کی طرف جاتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے آئندہ کے لئے اپنے شام کے قافلوں کا راستہ عراق جانے کے لئے متبادل راستہ اختیار کیا ہوا تھا۔ وہ عراق کا راستہ تھا یعنی وہ شام براستہ عراق جاتے تھے۔ چنانچہ قریش کے کئی تاجر روانہ ہوئے، ان میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے جو شام سے تجارت کر کے لا رہے تھے، ان کے پاس کافی مقدار میں چاندی تھی اور یہ اس وقت ان کی سب سے بڑی تجارت ہوتی تھی۔ انہوں نے راستہ دکھانے کے لئے ایک آدمی کرایہ پر اور اُجرت پر حاصل کیا تھا۔ یہ بکر بن وائل میں سے تھا نام اس کا فرات بن حیان تھا وہ قافلے والوں کو راستے کی راہنمائی کرتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو کچھ سوار دے کر روانہ کیا وہ اس قافلے والوں کو مذکورہ مقام پر جا ملے اور انہوں نے اس قافلے کو گھیر لیا اور ان کو مجبور کر کے رسول اللہ کے پاس لے آئے مال سمیت۔ اسی واقعے پر حسان بن ثابت نے شعر کہے تھے :

دعو فلجات الشام قد حال دونها جلاد كافواه المنحاض الاوارك

بايدى رجال هاجووا نحو ربهم وانصاره حقًا وايد الملائك

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۹۔۴۳۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الحسن بن جہم نے، ان کو خبر دی حسین بن فرج نے، ان کو خبر دی محمد بن عمر واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ سریہ القرد کا امیر زید بن حارثہ تھا یہ ماہ جمادی الآخر میں روانہ ہوئے تھے اٹھائیس ماہ کے آغاز پر۔ واقدی کہتے ہیں کہ القرد نجد کے پانی کا ایک مقام ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن بن اسامہ بن زید نے اپنے گھر والوں سے۔ انہوں نے بتایا کہ قریش شام کے راستے سے احتیاط کرتے تھے یعنی اس پر چلنے اور سفر کرنے سے۔ پھر اس نے قصہ ذکر کیا ہے صفوان بن اُمیہ کا اور ان کے اصحاب کی مشاورت کا۔ کہ ان کو فرات بن حیان کے بارے میں بتایا گیا اور فرات نے اس سے کہا تھا کہ میں آپ کو عراق کے راستے سے لے چلوں گا۔

چنانچہ صفوان بن اُمیہ نے سامان سفر تیار کیا اس نے اس کے ساتھ قریش کے کئی آدمی روانہ کئے قیمتی سامان کے ساتھ، وہ نکلے ذات عرق پر۔

ادھر نعیم بن سعود اشجعی مدینہ پہنچا۔ وہ اپنی قوم کے دین پر تھا وہ وہاں پر اُترا کنانہ بن ابوالحقیق کے پاس بنونظر میں۔ اس نے اس کے ساتھ شراب وغیرہ پی اور اس کے ساتھ سلیط بن لقمان بھی تھا جو کہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اس وقت شراب کی حرمت ابھی نازل نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ نعیم نے صفوان کے اپنے قافلے کے ساتھ نکلنے کا ذکر کیا اور اس مال کا بھی جو ان کے پاس تھا۔ لہٰذا سلیط اسی لمحے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا، اس نے جا کر آپ کو خبر دی۔ لہٰذا حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کو ایک سو سوار دے کر بھیجا، وہ قافلے کے آگے پہنچے، انہوں نے قافلے کو گھیر لیا، انہوں نے قافلے کے سرکردہ لوگوں کو شکست دی اور ایک دو آدمیوں کو قید کر لیا اور قافلے کو گھیر کر مدینے میں حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔

آپ ﷺ نے اس مال کا خمس لیا۔ اس وقت اس مال کا خمس پانچواں حصہ کی قیمت بیس ہزار درہم بنی تھی۔ باقی مال آپ نے اہل سریہ میں تقسیم کر دیا تھا۔ قید ہو کر آنے والوں میں فرات بن حیان ہی تھا، اسے لایا گیا تو اس سے کہا گیا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ (المغازی للواقدی ۱/ ۱۹۷۔۱۹۸)

☆☆☆

باب ۳۱

غزوہ قریش اور بنوسُلیم بحران میں

ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبردی یعقوب بن سفیان نے، ان کو خبردی عمار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی سلمہ ابوالفضل نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے غزوہ کیا۔ آپ قریش اور بنوسُلیم کا ارادہ کرتے تھے حتیٰ کہ آپ بحران میں پہنچے۔ یہ حجاز میں معدان ہے فرع کے زاویے میں۔ آپ وہاں پر ربیع الآخر اور جمادی اولی میں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد مدینہ لوٹ آئے مگر جنگ نہیں کرنی پڑی اور اس دوران غزوات رسول میں سے بنی قینقاع کا معاملہ بھی تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۲۵۔۴۲۶)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں اس میں ہے جو واقدی نے ذکر کیا ہے کہ اس غزوہ میں رسول اللہ مدینے میں تھے یعنی بحران میں دس راتیں مدینے میں غیر موجود رہے تھے انہوں نے اس مدت میں مدینے میں عبداللہ بن اُم مکتوم کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ (مغازی الواقدی ۱/ ۱۹۷)

باب ۳۲

غزوۂ بنی قینقاع

تحقیق ہم نے ذکر کیا ہے ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے کہ یہ غزوہ بھی تھا ان میں جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے غزوات میں سے۔ واقدی نے گمان کیا ہے کہ یہ غزوہ ہفتہ کے دن پندرہ شوال کو ہوا تھا، ہجرت سے بیس ماہ گزر جانے پر۔ آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تھا ذیقعد کے چاند تک۔ واللہ اعلم

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۲۶۔ واقدی ۱/ ۱۷۶)

(۱) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبردی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبردی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن ابومحمد مولیٰ زید بن ثابت نے سعید بن جبیر سے یا عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ انہوں نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے بدر میں قریش کو شکست اور نقصان سے دوچار کیا اور مدینے میں پہنچے تو حضور ﷺ نے بنی قینقاع کے بازار میں یہود کو جمع کیا اور حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ اے یہود کی جماعت تم مسلمان ہوجاؤ اس سے پہلے کہ تمہیں بھی مصیبت پہنچے اس کی مثل جیسے قریش کو پہنچی ہے۔

انہوں نے کہا، اے محمد! آپ نمرے میں ہوں اور دھوکے میں نہ رہیں اس بات پر کہ آپ نے قریش کے چند افراد کو قتل کر دیا ہے جو کہ ناتجربہ کار تھے۔ قتال کو نہیں جانتے تھے۔ آپ اگر ہم سے لڑیں گے اور قتال کریں گے تو آپ سمجھ لیں کہ ہم لوگ ایسے لوگ ہیں کہ آپ جیسوں سے ہرگز کبھی نہیں ملیں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

قل للذین کفروا ستغلبون و تحشرون الی جھنم و بئس المھاد ۔ قد کان لکم اٰیة فی فئتین التقتافئة تقاتل فی سبیل اللہ ۔ (سورہ آل عمران : آیت ۱۲)

فرما دیجئے (اے محمد ﷺ) آپ کافروں سے کہ بہت جلد تم لوگ مغلوب کئے جاؤ گے اور تم جہنم کی طرف اکھٹے کئے جاؤ گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔

تحقیق تمہارے لئے ان دو جماعتوں کے معاملے میں 'عبدت' کی نشانی ہے جو باہم ٹکرائی تھیں بدر میں ایک جماعت اللہ کے راستے میں لڑ رہی تھی (مراد ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب) بدر میں۔

و اخرٰی کافرة یرونھم مثلیھم رأی العین ۔ (سورہ آل عمران : آیت ۱۳)

اور دوسری جماعت کافر تھی (مشرکین قریش)۔ تم لوگ انہیں ان سے دو برابر دیکھتے تھے ظاہر آنکھوں سے بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنی نصرت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے تائید اور قوت دیتا ہے، بے شک اس واقعہ میں آنکھیں رکھنے والوں کے لئے عبرت ہے۔

اور محمد بن اسحاق سے ان کی سند کے ساتھ مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہ بنی قینقاع پہلے یہودی تھے جنہوں نے اس عہد کو توڑ دیا تھا جو ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان تھا اور انہوں نے جنگ کی تھی بدر میں بھی اور احد میں بھی۔ اس لئے رسول اللہ نے ان کو سبق سکھانے کے لئے ان کا محاصرہ کیا تھا۔ لہٰذا وہ لوگ آپ ﷺ کے حکم پر اُتر آئے تھے۔ لہٰذا عبداللہ بن ابی ابن سلول (رئیس المنافقین) کھڑا ہو گیا رسول اللہ کے پاس جب اللہ نے ان کو ان کے خلاف قدرت دے دی تھی۔

کہنے لگا، اے محمد! آپ نیکی اور احسان کیجئے میرے دوستوں پر اور میرے موالیوں پر، اس لئے کہ وہ لوگ قبیلہ خزرج کے حلیف تھے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس پر ڈھیل دی اور تاخیر کی اور اس سے اعراض کیا۔ لہٰذا اس نے رسول اللہ ﷺ کی زرہ کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑیں مجھے اور آپ ناراض ہوئے، حتیٰ کہ رسول اللہ کے چہرے پر سایہ دیکھا گیا۔ حضور ﷺ نے پھر اس سے کہا کہ ہلاک ہو جائے چھوڑ دے مجھے۔ اس نے کہا، اللہ کی قسم میں تجھے نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ تو میرے دوستوں اور موالیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

چار سو افراد بغیر ڈھال اور بغیر خود کے لڑنے والے ہیں اور تین سو بغیر زرہ کے لڑنے والے ہیں جو میری حفاظت کرتے ہیں۔ ہر سُرخ و سیاہ سے تم انہیں ایک ہی صبح میں کاٹ ڈالو گے؟ ہاں اللہ کی قسم بے شک میں ایسا مرد ہوں کہ جو مصائب اور ہلاکتوں سے اور شکست سے ڈرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے وہ تیرے ہی لئے ہوں گے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۲۷۔۴۲۸)

(۲) اور ابن اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسحاق بن یسار نے، اس سے عبادہ بن ولید بن صامت نے، وہ کہتے ہیں کہ جب قبیلہ بنو قینقاع نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تھی تو عبداللہ بن اُبی نے انہیں کے معاملے میں دلچسپی لی اور ان کے ساتھ جُڑ گیا اور انہیں کے پیچھے ہو گیا، عبادہ بن صامت نے یہ منظر دیکھا تو عبادہ بن صامت رسول اللہ ﷺ کے پاس چل کر آیا، وہ بنی عوف بن خزرج میں سے ایک تھا، ان کے لئے بھی حلف اور دوستی بالکل اسی طرح جیسے عبداللہ بن ابی کی حلیف اور دوستی تھی، وہ ان سے علیحدہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف اظہار براءت و بیزاری کرنے لگا خزرج والوں کے حلیف اور دوستی سے۔ اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں اعلان بیزاری کرتا ہوں اللہ اور اس کے سول کی طرف ان لوگوں کا حلیف اور دوست بننے سے۔ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اہل ایمان سے دوستی اور محبت قائم کرتا ہوں اور میں بیزار ہوں کفار کا حلیف بننے سے اور ان کی دوستی سے۔

عبداللہ بن اُبی منافق کے بارے میں اور عبادہ بن صامت صحابی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی سورۃ مائدہ میں :

یا یھاالذین اٰمنوا لا تتخذواالیھود و النصاریٰ اولیآء ۔ بعضھم اولیآء بعض و من یتولھم منکم فانہ منھم ان اللّٰہ لایھد القوم الظالمین ...... تا ...... فتری الذین فی قلوبھم مرض ۔

اے اہل ایمان! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ، ان میں سے وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔تم میں سے جو ان کے ساتھ دوستی جوڑے گا وہ ان ہی میں سے ہوگا۔ اللہ ظالم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (یعنی عبداللہ بن اُبی وغیرہ کو)

بوجہ اس کے اس قول کے کہ میں حوائر سے ڈرتا ہوں یہاں تک کہ پڑھتے پڑھتے یہاں تک پہنچ گیا۔

انما ولیکم اللّٰہ و رسولہ و الذین اٰمنوا ۔

کہ حقیقت تو یہ ہے تمہارا دوست صرف اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور اہل ایمان ہیں۔

یہ فرمانا حضرت عبادہ کے قول کی وجہ سے کہ میں اللہ اور رسول سے دوستی کرتا ہوں اور اہل ایمان سے اور عبادہ کی بہتری اور بیزاری کی وجہ سے اس نے کی تھی قینقاع سے اور ان کے حلیف سے اور ان کے ساتھ دوستی کرنے سے۔

و من یتول اللّٰہ و رسولہ و الذین اٰمنوا فان حزب اللّٰہ ھم الغالبون ۔

جو شخص اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ایمان والوں سے دوستی کرے گا وہ لوگ غالب ہوں گے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۴/ ۴۲۸۔۴۲۹)

باب ۳۳

غزوۂ بنونضیر اور اس میں آثار نبوت کا ظہور

ابن شہاب زہری نے ذکر کیا عروہ سے کہ یہ غزوہ چھ ماہ کے آغاز میں ہوا تھا واقعہ بدر کے بعد یعنی غزوہ بدر کے بعد اور غزوۂ اُحد سے پہلے اور اس کو ان سے بیان کیا ہے محمد بن اسماعیل بخاری نے ترجمہ و عنوان میں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو صالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد واقعہ بنونضیر ہوا، وہ یہود کا ایک طائفہ تھا۔ یہ غزوہ غزوۂ بدر سے کوئی چھ ماہ بعد ہوا تھا اور ان کی منزل مدینے کے ایک کونے میں ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ فرمایا تھا حتیٰ کہ وہ اتر آئے جلاوطنی کی شرط پر۔ اور یہ بھی کہ وہ مال بھی انہی کا ہوگا جو کچھ مال و متاع اونٹ اُٹھا سکیں گے سوائے اسلحہ کے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں شہر بدر کر دیا تھا وہ شام کی طرف چلے گئے تھے۔ انہی کے بارے میں اللہ نے آیت اُتاری تھی :

سبح للّٰہ ما فی السمٰوٰت و الارض ...... تاقولہ ...... ولیخزی الفاسقین ۔ (سورۃ الحشر: آیت ۱۔۵)

ان آیات میں لفظ لِيْنَةٍ آیا ہے اس سے مراد نخلہ کھجور ہے۔ اللین پر نخلہ اور کھجور ہے سوائے عجوہ کے۔ دوسری شرط ان کے ساتھ یہ تھی کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو ویران کر دیں بے شک وہ لوگ چھتوں سے جو کچھ اچھا لگا، لے گئے تھے۔ وہ سامان انہوں نے اونٹوں پر لاد لئے تھے اس لئے کہ ان کے ساتھ یہ شرط تھی کہ جو کچھ اونٹ اٹھا سکے وہ اُنہی کے لئے ہوگا۔

اَوّلِ الْحَشْر سے مراد ان لوگوں کا شام کے ملک کی طرف چلنا ہے، آخرت والے حشر سے پہلے۔ نیز سورۃ میں لفظ الجلآءَ آیا ہے۔ یہ ہے کہ ان کے سامنے توراۃ کی آیت میں لکھا ہوا تھا، جلا وطن ہونا لکھا ہوا تھا۔ وہ لوگ سبط میں سے تھے کبھی جلا وطن ہونا نہیں پڑا تھا ان پر رسول اللہ ﷺ کے مسلط ہونے سے پہلے۔ اور عذاب سے مراد جس کو اللہ نے ذکر کیا ہے اس طرح پر ہے کہ اگر جلا وطن ہونا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان پر دنیا میں عذاب نازل کر دیتا اور قتل ہونا اور قید ہونا ایک ہوتا۔

پھر واقعۂ سعد، واقعۂ بنو نضیر سے چھ ماہ کے بعد ہوا تھا اور واقعۂ بنو نضیر واقعۂ بدر سے چھ ماہ کے بعد تھا۔ (فتح الباری ۷/۳۲۹)

اسی طرح اس روایت میں ہے ابن شہاب سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن مؤمل بن حسن بن عیسٰی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الفضل بن محمد شعرانی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے اپنی حدیث میں، اس نے عروہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر واقعۂ اُحد ہوا تھا شوال میں چھ ماہ پورے ہونے پر، واقعۂ بنو نضیر کے بعد۔

رسول اللہ ﷺ کا بنو نضیر سے صلح کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن علی صنعانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زین بن مبارک صنعانی نے، ان کو خبر دی محمد بن ثور نے، اس نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

وہ فرماتی ہیں کہ جب غزوۂ بنو نضیر ہوا (وہ لوگ یہود کا ایک طائفہ تھے) یہ واقعہ بدر سے چھ ماہ کے بعد ہوا تھا۔ ان کی منزل اور ان کی مدینے کے ایک کونے کی جانب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تھا حتیٰ کہ وہ دیس نکال دیئے جانے کی شرط پر نیچے اتر آئے تھے اور دوسرے اس شرط پر کہ وہ سامان اور مال بھی لے جائیں گے جو اونٹ اٹھا سکیں سوائے ہتھیاروں کے اور اسلحہ کے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

سبح للّٰہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض ...... تاقولہ تعالیٰ ...... لِاَوَّلِ الحشر ماظننتم ان یخرجوا ۔

(سورۃ الحشر : آیت ۱-۲)

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بنو نضیر کے ساتھ قتال جاری رکھا حتی کہ ان سے آپ نے صلح کر لی جلاوطنی کی شرط پر۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو ملک شام کی طرف نکال دیا اور وہ سبط میں سے تھے لہٰذا ان کو جلاوطنی نہ پہنچی۔ اور اللہ تعالیٰ تحقیق لکھ چکا تھا ان پر اگر یہ صورت پیدا نہ ہوتی (ان کے دیس نکالے کی) تو ضرور ان کو دنیا میں عذاب دیتا قتل ہونے اور قیدی ہونے کا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ قول لِاَوَّلِ الحشر پہلی بار جمع ہونا، تو ان کا یہ پہلی بار حشر یہی ان کا جلاوطن ہونا ہے مقام کی طرف دنیا میں ہی اول حشر تھا۔

اسی طرح کہا ہے جو کہ مروی ہے زہری سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ لیکن اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر غیر محفوظ بات ہے۔ واللہ اعلم

(۴) اور ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد اود باری نے، ان کو حدیث بیان کی ابو بکر بن درسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معمر نے زہری سے، اس نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے، اس نے

اصحابِ رسول ﷺ کے ایک آدمی سے کہ کفار قریش نے خط لکھا تھا ابن اُبی کی طرف اور ان لوگوں نے بھی جو اس کے ساتھ بتوں کی پرستش کرتے تھے اوس وخزرج کے لوگ۔ اُس وقت حضور ﷺ مدینے میں تھے۔ یہ واقعۂ بدر سے پہلے کی بات ہے انہوں نے لکھا کہ تم لوگوں نے ہمارے مخالف (محمد ﷺ) کو اپنے ہاں رہنے کو ٹھکانہ دے رکھا ہے۔ اور ہم قسم کھاتے ہیں کہ ہم ضرور اس کے ساتھ قتال کریں گے ورنہ تم لوگ اس کو نکال دو ورنہ ہم سارے قریش جمع ہو کر وہاں لڑنے آئیں گے اور ہم تمہارے ساتھ بھی لڑیں گے۔ اور ہم تمہاری عورتوں کو حلال سمجھیں گے۔

یہ خط جب عبداللہ بن اُبی کو پہنچا اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے دیگر بتوں کے پجاری تو وہ سارے رسول اللہ ﷺ سے قتال کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضور ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ ان لوگوں سے ملے اور فرمایا کہ قریش کی تمہارے لئے دی جانے والی دھمکی جو انتہائی شدید اور زیادہ ہے، پہنچ گئی ہے۔ قریش تمہیں اتنی مشکل میں ڈال رہے ہیں جتنی کہ تم لوگ خود اپنے آپ کو مشکل میں ڈالنا چاہتے ہو۔ قریش یہ چاہتے ہیں کہ تم لوگ اپنے بیٹوں سے اور اپنے ہی بھائیوں سے قتل وغارت گری کرو۔ جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو وہ اس ارادے سے منتشر ہو گئے۔

یہ حقیقت جب کفار قریش تک پہنچی تو کفار قریش نے بدر کے وقوع کے بعد یہود کے پاس خط لکھا کہ تم لوگ صاحب اسلحہ ہو تمہارے پاس حفاظت کے لئے قلعے ہیں، تم لوگ محمد سے لڑ سکتے ہو، تم اس سے ضرور لڑو ورنہ ہم تمہارے ساتھ ایسا ایسا سلوک کریں گے (یعنی ہم لوگوں سے جنگ کریں گے)۔ پھر ہماری اور تمہاری عورتوں کے زیوروں تک پہنچنے میں کوئی شئی حائل نہیں ہوگی (یہ دھمکی تھی لوٹ اور غارت گری کی)۔ جب حضور ﷺ کے بارے میں ان کو خط پہنچا تو بنونضیر غدر کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ تیس آدمیوں کی جماعت اپنے اصحاب میں سے لے کر ہمارے پاس آجائیں اور ہمارے تیس عالم بھی ادھر سے نکلیں گے۔ ہم دونوں جماعتیں مقام منصف پر ایک دوسرے سے ملیں گے اور آپ سے بات چیت کریں گے۔ اگر انہوں نے آپ کو سچا مان لیا اور وہ آپ کے اوپر ایمان لے آئے تو ہم سب بھی آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ ان کی خبر پہنچ گئی۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ صبح ہی صبح اپنا ایک مختصر سا لشکر لے کر پہنچ گئے (آپ ﷺ سمجھ گئے تھے کہ یہ محض ایک چال ہے یہ لوگ تصدیق کرنے اور مسلمان ہونے والے نہیں ہیں)۔ آپ ﷺ نے صبح ہی ان کا محاصرہ کر لیا۔ آپ نے ان سے کہا کہ تم لوگ میرے ہاں امان نہیں پا سکتے مگر کسی ایک عہد کے ساتھ جس پر تم مجھ سے معاہدہ کرو۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا بھی معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان کے ساتھ قتال کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد آپ اگلی صبح لشکر لے کر بنو قریظہ پر پہنچے اور آپ نے بنونضیر کو چھوڑ دیا۔ آپ نے ان کو جا کر معاہدہ کرنے کے لئے بلایا تو انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ لہٰذا آپ ان سے ہٹ گئے پھر آپ بنونضیر کی طرف لوٹ آئے اگلی صبح اپنے لشکر کے ساتھ۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ قتال کیا جس پر انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں نہ ماریں ہم یہاں سے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں گویا وہ ترک وطن اور جلاوطنی کے لئے تیار ہو گئے۔ لہٰذا انہی کی مرضی کے مطابق وہ جلاوطن کر دیئے گئے یعنی بنونضیر جلاوطن ہو گئے۔ اور وہ جتنے سامان اپنے ساتھ لے جا سکتے تھے، وہ لے گئے۔ ان کو منع نہیں کیا گیا۔ اپنے ساز وسامان اپنے گھروں کے دروازے اور چھتوں کی لکڑیاں تک لے گئے۔ لہٰذا صرف ان کے کھجوروں کے درخت ہی باقی رہے گئے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص ہو گئے تھے خاص کر جو اللہ نے ان کو دیے اور انہی کے لئے مخصوص کر دیئے گئے۔ اللہ نے حکم فرمایا:

ما افاء الله علی رسوله منهم فما أوجفتم علیه من خیل ولا رکابٍ

(سورۃ الحشر: آیت ۶)

وہ مال جو اللہ نے اپنے رسول پر کر دیا یعنی مفت دے دیا ہے بغیر لڑائی کے۔ ان میں جس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ ہی اونٹ سوار دوڑائے ہیں۔

یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ بغیر قتال کے حاصل ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے اس میں سے بھی اکثر مہاجرین کو عطیہ کر دیا تھا اور انہی کے درمیان اسے تقسیم کر دیا تھا اور اس میں سے کچھ مال دو انصاریوں کو دیا تھا جو زیادہ حاجت مند تھے۔ ان دو کے علاوہ کسی اور انصاری کے لئے آپ ﷺ نے اس مال میں سے تقسیم نہیں فرمایا تھا اور اس میں سے باقی رہ گیا تھا صدقہ رسول اللہ جو اولاد فاطمہ کے ہاتھوں میں تھا۔

(ابوداؤد۔ کتاب الخراج والامارۃ والفئی۔ حدیث ص ۳۰۰۴)

موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق بن یسار اور ان دونوں کے علاوہ دیگر اہلِ مغازی اس طرف گئے ہیں کہ غزوۂ بنونضیر غزوۂ اُحد کے بعد ہوا تھا اور اس کو اسی طرح روایت کیا ہے ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔

رسول اللہ کو یہود کے ارادے پر بذریعہ وحی اطلاع ہونا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عبداللہ بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن اویس نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن براہیم بن عتبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ (ابن عبدالبرقی الدرر ص ۱۶۶-۲۶۴)

وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث رسول اس وقت کی ہے جب حضور ﷺ بنونضیر کی طرف نکلے تھے آپ کلابیین کے خون بہا کے معاملے میں ان سے مدد چاہتے تھے اور تعاون مانگ رہے تھے۔ اور وہ گمان کرتے تھے کہ تحقیق انہوں نے خفیہ سازش کی تھی قریش کے ساتھ جب وہ اُحد میں اترے تھے رسول اللہ ﷺ سے قتال کے لئے اور ان کو قتال پر ابھارا تھا اور ان کو کمزور بھی آگاہ کیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے کلام کیا کلابیوں کے خون بہا کے بارے میں تو بنونضیر کے یہودیوں نے کہا اے ابوالقاسم بیٹھئے۔ حتیٰ کہ آپ کو کھانا کھلایا جائے اور آپ اپنی حاجت مقصد پورا کر کے جائیں اور ہم لوگ اٹھتے ہیں اور باہم مشورہ کر لیتے ہیں اس بات پر جس کے لئے آپ ہمارے پاس آئے ہیں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب بیٹھ گئے دیوار کے سائے تلے۔ انتظار کرنے لگے اس بات کا کہ یہ لوگ اپنے معاملے میں صلاح مشورہ کر لیں۔

جب بنونضیر کے یہودی الگ ہو گئے تو شیطان ان کے ساتھ ہو لیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کا مشورہ طے کر لیا اور کہنے لگے کہ آئندہ کبھی اتنے قریب ان کو لانے کا موقع ہاتھ نہیں آئے گا لہٰذا آج ہی اس سے کیوں نہ چھٹکارا پا لیا جائے۔ اور اس کے بعد اپنے گھروں میں چین سے رہا جائے اور اس طرح تم سے مصیبت اٹھ جائے گی۔ ایک آدمی نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو میں چھت پر چڑھ جاتا ہوں جس گھر کے نیچے حضور ﷺ بیٹھے ہیں۔ میں ان کے اُوپر پتھر لڑھکاتا ہوں اور اسے قتل کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی کر دی اور آپ کو باخبر کر دیا اس سے جو انہوں نے مشورہ طے کیا تھا۔ لہٰذا اللہ نے آپ کو بچا لیا۔ رسول اللہ وہاں سے اس طرح اُٹھ کر چلے گئے جیسے اپنی کسی حاجت پوری کرنے کیلئے چلے گئے ہیں۔ آپ اپنے اصحاب کو اپنے اپنے ٹھکانے پر اور مجلس پر چھوڑ گئے اور وہ اللہ کے دشمن حضور ﷺ کا انتظار ہی کرتے رہ گئے۔

جب کافی دیر ہوگئی تو ایک آدمی مدینے سے آیا انہوں اس سے پوچھا اس نے بتایا کہ میں حضور سے ملا ہوں وہ مدینے کی گلی میں داخل ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ کے اصحاب سے کہا کہ ابوالقاسم نے جلدی کی، چلے گئے ہمارے معاملے کو درست کرتے جس مقصد کے لئے آئے تھے۔ اس کے بعد اصحابِ رسول بھی اُٹھ کر واپس چلے گئے اور قرآن نازل ہوا۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ اللہ کے دشمنوں نے ارادہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

یا یھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمة اللّٰہ علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم واتقوا اللّٰہ وعلی اللّٰہ فلیتوکل المؤمنون ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۱)

اے اہل ایمان! تمہارے اوپر جو اللہ کا احسان اور نعمت ہے اس کو یاد کرو جب قوم نے ارادہ کیا تھا وہ تمہاری طرف دست درازی کریں سو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تمہارے تک پہنچنے سے روک لیا تھا۔ اللہ سے ڈرتے رہو اور اہل ایمان کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہود کی خیانت پر اور ان کے ارادوں سے حضور کو مطلع کر دیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کے جلاوطن کرنے کا حکم دے دیا اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دینے کا۔ اور ان کو حکم دیا کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں اور مدینے میں نفاق یعنی منافقت زیادہ ہو چکی تھی وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ ہمیں کہاں نکالنا چاہتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ میں تمہیں حبش کی طرف نکال دوں گا ادھر منافقین نے جب سنا کہ ان کے بھائیوں کے اور ان کے دوستوں کے بارے میں کیا سوچا جا رہا ہے اہلِ کتاب کے بارے میں تو انہوں نے ان کے پاس پیغام بھیجے کہ فکر نہ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں زندگی اور موت میں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ فکر نہ کرنا اگر تم قتل بھی کر دیئے گئے تمہاری نصرت ہمارے ذمے لازم ہوگی اور اگر تم گھروں سے نکال دیئے گئے تو ہم بھی تم سے پیچھے نہیں رہیں گے اور یہود کا سردار ابوصفیہ حُیی بن اخطب تھا جب انہوں نے یقین کر لیا منافقین آرزو پر تو یہودیوں کا غرور اور بڑا ہو گیا اور شیطان نے ان کو امیدیں دلائیں کہ تم غالب ہو جاؤ گے۔ چنانچہ یہودیوں نے نبی کریم کو للکار دیا کہ آپ اور آپ کے اصحاب کو کہ اللہ کی قسم ہم لوگ یہاں سے نہیں نکلیں گے اور اگر آپ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور لڑیں گے۔

لہٰذا نبی کریم اللہ ﷺ کے حکم پر ان کے بارے میں عمل پیرا ہو گئے۔ آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دے دیا انہوں نے ہتھیار سنبھال لئے پھر ان کی طرف روانہ ہو گئے۔ لہٰذا یہود اپنے قلعوں اور گھروں کے اندر چلے گئے۔ حضور ﷺ جب ان کی گلیوں اور قلعوں کے پاس پہنچے تو آپ نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ ان کو اس بات کی مہلت دیں کہ وہ اپنے گھروں اور اپنے قلعوں میں رہ کر لڑیں۔ اللہ نے آپ کے معاملہ کی حفاظت فرمائی اور آپ کی کامیابی کا عزم فرما لیا۔ اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ ان کے قریب پھر قریب گھروں کو گرا دیا جائے اور کھجور کے درختوں کو جلا دیا جائے اور انہیں کاٹ دیا جائے۔

ادھر اللہ نے یہودیوں اور منافقوں دونوں کے ہاتھوں کو روکے رکھا، منافق یہودیوں کی مدد نہ کر سکے۔ ادھر اللہ نے یہودیوں اور منافقوں کے دلوں میں خوف اور رعب ڈال دیا پھر یہودیوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جونہی حضور ﷺ نے مدینے سے قریب تر کسی یہودی گھر کو گرا دینے کا حکم دیا ان کے دلوں میں اور خوف ڈال دیا۔ لہٰذا وہ مارے خوف کے خود بھی اپنے گھروں کو پیچھے سے گرانے لگ گئے جبکہ وہ خود اس کے اندر تھے۔ لہٰذا وہ نکل کر نبی کریم اور صحابی کی طرف نہ آسکے۔ وہ گراتے گئے جس پر وہ آئے پہلے والا پھر اس کے بعد والا گھر۔ جب یہود گراتے گراتے آخری گھر تک پہنچ گئے اور وہ برابر منافقین کا انتظار بھی کر رہے تھے اور ان کی باتوں کو بھی یاد کر رہے تھے کو انہوں نے ان کو آرزوئیں دلائی تھیں، جب مایوس ہو گئے ان تمام چیزوں سے جو کچھ ان کے پاس تھا۔ اب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہی مطالبہ کیا جو کچھ حضور ﷺ ان پر اس سے قبل پیش کر چکے تھے۔

ان رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ آپ ان کو دیس سے نکال دیں گے اور وہ اپنا سامان اُٹھا کر لے جائیں جو کچھ اُونٹوں پر لے جا سکتے ہیں اس میں جو کچھ ان کے پاس ہے سوائے اسلحہ کے۔ چنانچہ وہ ہر طرف دوڑے، ہر راستے پر گئے اور بنو ابوالحقیق مل گئے ان کے پاس بہت سارے چاندی کے برتن تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے اور مسلمانوں نے دیکھے تھے جب انہوں نے نکالے تھے

اوران کے سردار حُیی بن اخطب نے قصد وارادہ کیا جب وہ مکے میں گیا ان سے اس نے فریاد چاہی رسول اللہ کے خلاف اوران سے مدد مانگی تھی۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اہل نفاق کی بات بیان کردی تھی اور وہ ساری بات جوان کے اور یہود کے درمیان طے تھی اور یہودی مسلمانوں کوشرم اور عار دلانے لگے تھے وہ جب گھروں کوگرار ہے تھے اور کھجوروں کے درختوں کوکاٹ رہے تھے۔

یہودیوں نے کہا کہ ان بے چارے درختوں کا کیا گناہ ہے تم تو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم اصلاح کرنے والے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ حشر نازل فرمائی :

سبح للّٰہ ...... سے لےکر ...... ولیخزی الفاسقین ...... تک۔(سورۃ الحشر : آیت ۱-۵)

(اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کہ آپ لوگوں نے جو بھی درخت کاٹے یا باقی چھوڑے تو سب اللہ کے حکم سے کیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بقایا مال یا درخت رسول اللہ کے لئے نفل کردیا تھا اور کسی کے لئے اس میں سے حصہ نہیں مقرر کیا تھا۔

چنانچہ ارشاد فرمایا :

وما افاء اللّٰہ علیٰ رسولہ منھم فما او جفتم علیہ من خیل ولا رکاب ...... واللّٰہ علیٰ کل شیٔ قدیر ...... تک

(سورۃ الحشر : آیت ۶)

مطلب یہ کہ سب کچھ رسول اللہ کا ہے۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس مال کو جیسے اللہ نے آپ کو حکم دیا آپ نے اس کو مہاجرین اولین میں تقسیم کردیا اور اس میں سے انصار کے صرف دو ہی آدمیوں کو دیا،ایک سماک بن اوس بن خبرشہ یعنی ابودجانہ کو اور دوسرا شخص سہل بن حُنیف تھا۔ اور کچھ لوگ نے گمان کیا ہے کہ آپ نے سعد بن معاذ کو سیف بن ابوالحقیق کودیا۔اور بنونضیر کو جلاوطن کیا ماہ محرم الحرام سنہ تین ہجری میں۔اور بنوقریظہ مدینے میں بیٹھے رہے تھے اپنے اپنے گھروں میں۔حضور کو حکم نہیں ملا تھا نہ ہی ان کے ساتھ قتال کرنے کے لئے اور نہ ہی ان کو نکالنے کے لئے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو رسوا کیا تھا بسبب حُیی بن اخطب کے اور بسبب جمع کرنے گروہوں اور جماعتوں کے۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ بن عقبہ سے اور حدیث ابن لہیعہ اسی مفہوم میں ہیں۔سعد بن معاذ کو دینے اور سبقر بن ابوالحقیق کے دینے تک۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن صماک نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی حنبل بن اسحاق نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحاق بن صالح جرمی نے ایک آدمی سے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق نے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے محاصرہ کیا تھا بنوقینقاع قبیلے کا اور وہ پہلے یہودی تھے جن کا حضور ﷺ نے محاصرہ کیا تھا مدینے میں۔لہٰذا وہ آپ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔مگر عبداللہ بن اُبی منافق حضور کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔

راوی نے یہاں وہی قصہ ذکر کیا ہے جیسے یونس بن بکیر کی روایت میں گزر چکا ہے۔اس کے بعد کہتے ہیں کہ یہ واقعہ جنگ اُحد سے پہلے کا ہے۔ جب اُحد کا قضیہ گزر چکا تو رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے چار ماہ بعد اصحاب بیر معونہ کو بھیجا وہ قتل کردیئے گئے اس کے بعد بنونضیر کو جلاوطن کردیا تھا اور اسی طرح اس کو کہا ہے محمد بن اسحاق نے سلمہ بن فضل کی روایت میں ان سے۔(سیرۃ ابن ہشام ۱۴/۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالازہر نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن شرجیل نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن جزیج نے ، اس نے موسیٰ بن عقبہ سے ، اس نے نافع سے ، اس نے ابن عمر سے یہ کہ یہود بنونظر اور قریظہ نے انہوں نے محاربہ کیا رسول اللہ ﷺ سے۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کو جلاوطن کردیا تھا اور بنوقریظہ کو برقرار رکھا اور آپ نے ان پر احسان کیا تھا، حتیٰ کہ اس کے بعد قریظہ نے بھی جنگ شروع کردی۔لہٰذا آپ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو اور ان کی اولادوں کو اور مالوں کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کردیا تھا ہاں مگر ان میں سے بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

مل گئے تھے، وہ ایمان لے آئے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جلا وطن کر دیا تھا مدینہ کے یہودیوں کو بنوقینقاع میں سے اور وہ لوگ حضرت عبداللہ بن سلام کی قوم کے لوگ تھے اور یہود بن حارثہ کو ہر اس یہودی کو جو مدینے میں تھے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن زکریا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی فیاض بن زہیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن جریج نے، اس نے ذکر کیا اسے اس کی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل، مگر اس نے کہا اس روایت میں کہ آپ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو قیدی بنایا اور ان کی اولادوں کو بھی اور ان کے مال تقسیم کئے مسلمانوں کے درمیان۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اسحاق بن نصر سے۔ (فتح الباری ۷/۳۲۹)

اور مسلم نے اس کو روایت کا کیا ہے محمد بن رافع سے اور اسحاق بن منصور سے ان کے سب نے عبدالرزاق سے حدیث فقیہ کے الفاظ کے مطابق۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ باب اجلاء الیہود من الحجاز۔ حدیث ص ۶۲)

بنونضیر کے درختوں کا کاٹنا اور جلانا .... (۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس سیاری نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن علی غزال نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن حسین بن شقیق نے، ان کو خبر دی ابن مبارک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کے کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے تھے اور جلا دیئے تھے اس حادثے کے میں۔

حسان بن ثابت کہتے ہیں :

وَهَانَ عَلٰى سَوَاةِ بَنِىْ لُؤَىٍّ ۔ حَرِيْقٌ بِا لْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ ۔

اور اسی واقع پر یہ ایک آیت نازل ہوئی تھی :

ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله وليخزى الفاسقين ۔

(سورۃ الحشر : آیت ۵)

جو درخت بھی آپ لوگوں نے کاٹے ہیں یا اپنی جڑوں پر کھڑے چھوڑ دیئے ہیں تو یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوا ہے اس لئے تاکہ وہ نافرمانوں کو رسوا کر دے۔

(مسلم نے حدیث ابن مبارک سے نقل کیا ہے کتاب الجہاد والسیر۔ باب قطع الاشجار ص ۱۳۶۵۔۱۳۶۶)

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث موسیٰ بن عقبہ بن نافع سے۔ (فتح الباری ۶/۱۵۴)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی آدم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی ورقاء نے ابن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

ماقطعتم من لينة ۔ یعنی تم نے جو بھی کھجور کاٹی ہیں

کہتے ہیں کہ بعض مہاجرین نے بعض کو کھجور کاٹنے سے منع کیا تھا اور یہ کہا کہ یہ مسلمانوں کی غنیمتوں میں سے (یعنی فتح ہو جانے پر بطور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئے گی)۔ اور ان لوگوں نے کہا جنہوں نے کاٹی نہیں کہ یہ دشمن کو غیظ وغضب دلانے اور جلانے کے لئے ہم نے یہ کام کیا ہے۔ لہٰذا جنہوں نے کاٹنے سے منع کیا تھا ان کی تصدیق میں قرآن اُترا۔ اور جنہوں نے کاٹا تھا ان کے کاٹنے کی تحلیل اور عدم گناہ پر بھی قرآن اُترا۔ لہٰذا ارشاد فرمایا کہ سوائے اس کے کہ اس کا کاٹنا اور چھوڑ دینا بھی اللہ کے حکم اور اجازت سے ہوا ہے۔

بنونضیر کے مال کا بطور فئی حاصل ہونا.......... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن شیبان نے، ان کو خبر دی سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے زہری سے، اس نے مالک بن اوس بن حدثان سے، اس نے عمر بن خطاب سے کہ انہوں نے کہا بے شک بنونضیر کے مال ان میں سے تھے جو اللہ نے اپنے رسول پر فے کئے تھے بلا جنگ لڑے عطا کئے تھے۔ ان میں سے تھے جس پر مسلمانوں نے گھوڑے نہیں دوڑائے تھے اور نہ ہی اُونٹوں پر سوار مجاہدین نے حملے کئے تھے۔ لہٰذا وہ مال رسول اللہ کے لئے مخصوص تھے۔ آپ اس میں سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتے تھے، سال بھر کا خرچہ لے لیتے تھے باقی جو کچھ بچ جاتا تھا اس کو اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری پر خرچ کرتے تھے، اسلحہ وغیرہ جمع کرنے پر اور جہاد کے لئے جانور تیار کرنے پر۔

(بخاری۔ مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری ۸/ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ مسلم کتاب المغازی۔ باب حکم الفئی ص ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷)

باب ۳۴

کعب بن اشرف یہودی [۱] کا قتل ہونا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول اور مسلمانوں کو اس کے شر سے بچانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے اور صالح بن ابوامامہ بن سہیل بن حنیف نے، ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر سے فارغ ہوئے آپ نے اہل مدینہ کے پاس دو خوشخبری دینے والے روانہ کئے، ایک زید بن حارثہ تھے ان کو مدینہ سافلہ کی طرف بھیجا اور دوسرے عبداللہ بن رواحہ تھے، ان کو اہل مدینہ عالیہ کے پاس بھیجا۔ وہ ان کو خوشخبری دیتے تھے کہ اللہ نے اپنے نبی کو فتح دی ہے۔ زید بن حارثہ کی ملاقات نبی سے پہلے اپنے بیٹے اسامہ سے ہوئی جس وقت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہ جو حضرت عثمان کے عقد میں تھی بیمار تھی اور حضور نے عثمان کو اس کی تیمارداری کے لئے چھوڑ گئے تھے وہ فوت ہو گئی تو اس کو دفن کر کے مٹی برابر کر رہے تھے۔ اسامہ کو کہا کہ تیرے والد زید آ گئے ہیں۔ اسامہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے پاس آیا اور وہ لوگوں کو یہ بتا رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ قتل ہو گیا ہے اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور نبیہ اور منبیہ اور امیہ بن خلف قتل ہو چکے ہیں۔ اس طرح وہ بڑے بڑے قریش کی موت کی خبر دے رہے تھے۔

اسامہ کہتے ہیں میں نے از راہ تعجب پوچھا، اے ابا جان! کیا یہ سچ ہے؟ انہوں نے بتایا، جی ہاں سچ ہے اللہ کی قسم اے بیٹے۔ ادھر ان لوگوں کو موت کی خبر سنائی عبداللہ بن رواحہ نے اہل عالیہ کو یہ خبر جب کعب بن اشرف یہودی کو پہنچی تو اس نے کہا ہلاک ہو جاؤ کیا یہ خبر سچ ہے؟ وہ لوگ عرب کے بادشاہ تھے لوگوں کے سردار تھے۔ ان جیسی مصیبت کسی بادشاہ کو کبھی نہیں پہنچی۔

چنانچہ کعب بن اشرف مکے روانہ ہو گیا مشرکین کی تعزیت کے لئے۔ وہاں پر وہ عاتکہ اُسید بن ابوالعیص کے ہاں جا کر ٹھہرا۔ وہ مطلب بن ابووداعہ کے عقد میں تھی اس نے جا کر وہاں رونا شروع کیا قریش کے مقتولین پر اور قریش کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف اُبھارا اور اس نے رو کر

[۱] دیکھئے مغازی الواقدی ۱/ ۱۸۴۔ ابن سعد ۲/ ۳۱۔ تاریخ الطبری ۲/ ۴۸۷۔ سیرہ ابن ہشام ۲/ ۴۳۰۔ ابن حزم ص ۱۵۴۔ عیون الاثر ۱/ ۳۶۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۵)

ایک قصیدہ کہا جو کہ درج ذیل ہے :

طحنت رجا بدر لمهلك اهلها ولمبل بدر تسهل و تدمع
قتلت سراة الناس حول حياضهم لا تبعدوا ان الملوك تصرع
كم قد اصبيب بها من ابيض ماجد ذی بهحة تاوی اليه الضيع
طلقاليدين اذا الكواكب اخلفت حمال اتقال يسود ويربع
ويقول اقوام اذل بسخطهم ان ابن الاشرف ظل كعبا يجزع
صد قوا فليت الارض ساعة قتلوا ظلت تسوخ با هلها و تصدع
صارالذی اثر الحديث بطعنه او عاش اعمی مرعشا لايسمع
نبت ان الحارث بن هشامهم فی الناس يبنی الصالحات ويجمع
ليزور يثرب با الجموع وانما يحمی علی الحسب الكريم الادوع
نبت ان بنی كنانه كلهم خشعوا لقتل ابو الوليد و جدعوا
نبت ان بنی المغيرة كلهم خشعو لتقل ابی الحكم و جدعوا
وابنا ربيعة عنده ومنبة مال نال مثل المهكين وتبع

میدان بدر میں چلنے والی جنگی چکی نے بدر والوں کو ان کی ہلاکت گاہ میں پیس کر رکھ دیا ہے اور بدر والوں جیسوں پر تو روتے ہیں آنسو بہاتے ہیں سب لوگوں میں سے بہترین سردار لوگ اپنے حوضوں کے گرد قتل ہوئے پڑے ہیں۔ یہ بات بعید از عقل ہے بے شک بادشاہ بھی کبھی قتل ہوا کرتے ہیں؟ کتنے شرفاء تھے جو وہاں بدر میں خوبصورت لوگ مارے گئے جو کہ حسن و تازگی والے تھے۔ قصر و غریب جنگی گرائے جاتے ہیں ظرف پناہ لیتے تھے۔ کثرت کے ساتھ بھلائی کرنے والے سخی تھے جو اس وقت سخاوت کرتے تھے جب بارش کے لئے طلوع ہونے والے ستارے بانجھ ہوتے تھے (مطلب ہے قحط کے دور میں بھی ان کی سخاوت جاری رہتی تھی)۔ اُونٹوں کے بوجھ اُٹھوانے والے (مراد تاجر ہے) جو سرداری کرتے تھے اور غنیوں کی چوتھائی وصول کرتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان سرداروں کے ناراض ہو جانے (جدا ہو جانے) سے ہم ذلیل بے عزت ہو گئے ہیں۔ بے شک ابن اشرف جو کعب بن گیا تھا (اُونچا برتر) وہ تک ڈر گیا اور گھبرا گیا ہے۔ ان کی ہلاکت کی تصدیق ہو چکی ہے۔ اے کاش! جس وقت وہ مارے گئے تھے زمین غم سے جوش مار کر پھٹ جاتی۔ کاش کہ جس نے ان کی موت کی خبر پھیلائی وہ خود نشانہ بن جاتا یا اندھا ہو جاتا جیتے جی مارے خوف کے وہ کچھ بھی نہ سُن سکتا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ ان میں سے حارث بن ہشام تو اتفاق اور صلح کی کوشش میں مصروف تھے اور نیکی کی بنیاد قائم کر رہے تھے تاکہ وہ لوگوں کو ملے اور اتفاق قائم کر کے خوشی سے شرابیں پلوائے سوائے ان کے نہیں کہ صاحب ونسب ہی حفاظت کرتا ہے جو حسین ووجیہہ ہوتا ہے۔ مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ بنو کنانہ سارے کے سارے جھک پڑے تھے واسطے قتل ابو الولید کے اور یہ کہ ان مقتولین کے ناک کان بھی کاٹے گئے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ انصاری کی ایک عورت نے کہا کہ میں نے اشرف کا قول سُنا تھا :

بكت عين من تبكی لبد روا هلة وعلت بمثليها لؤی بن غالب

جو شخص بدر اور اہل بدر کو رویا ہے اس کی آنکھ روتی رہے گی اور لوئی بن غالب اسی کی مثل کے لئے سدا آنسو بہاتے رہیں گے۔

اور حضرت حسان بن ثابت ﷺ نے کہا :

بكت عين كعب ثم عل بعبرة   منه وعاش مجدعا لا يسمع

ولقد دأيت ببطن بدر منهم   قتلى تسح لها العيون وتدمع

کعب بن اشرف کی آنکھیں روئی ہیں پھر مسلسل آنسوں بہاتی ہیں اس درد وغم سے اور اس سے وہ ہمیشہ ناک کان کٹا رہے گا یعنی بے عزت و بے حرمت رہے گا۔
اللہ کی قسم میں نے بطن وادی بدر میں ان کفار و مشرکین کو دیکھا تھا جو مقتول ہوئے پڑے تھے۔ ان کے لئے آنکھیں جوش مار رہی تھیں اُبل رہی تھیں اور آنسو بہا رہی تھیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر کعب مدینہ میں واپس لوٹ آئے اور اس نے اُم فضل بنت حارث کی تشبیب کی یعنی اشعار کے اندر اس کے حسن و جمال اور اس کی جوانی کا تذکرہ کرنے لگا۔

أداحل انت لم تحلل بمنقبة   وتارك انت أم الفضل با الحرم

اس نے اپنے کلام میں مسلمانوں کی عورتوں کے شباب اور جوانی اور حسن کا تذکرہ کر کے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۳۰۔۴۳۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عتبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ کعب بن اشرف یہودی بنونضیر میں سے ایک تھا اور ان کا سردار اور لیڈر تھا۔ اس نے اشعار کے اندر حضور کی بُرائی کر کے حضور کو ایذا رسانی کی تھی اور قریش کے پاس مکے میں جا کر ان کو مزید گمراہ کیا تھا۔ چنانچہ ابوسفیان نے اس سے کہا تھا :

''اے کعب! بن اشرف میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آپ مجھے صحیح صحیح بتائیے گا، کیا ہم لوگوں کا دین اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے یا محمد (ﷺ) کا دین اور اس کے اصحاب کا دین؟ اور تیرے نزدیک ہم میں سے کون زیادہ ہدایت پر ہے تیری رائے کے اندر اور کون حق سے قریب تر ہے؟ بے شک ہم لوگ اُونٹ خیرات کر کے لوگوں کو کھلاتے ہیں اور ہم دودھ اور پانی لوگوں کو پلاتے ہیں اور ہم وہاں تک کھانا کھلاتے ہیں جہاں تک بادشمالی چلتی ہے''۔

کعب بن اشرف یہودی نے جواب دیا کہ تم لوگ ان سے زیادہ ہدایت پر ہو راستے کے اعتبار سے۔

اس کے بعد کعب بن اشرف واپس مدینہ کی طرف روانہ ہوا مگر وہ مشرکین کی رائے کو متفق کر چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتال کرنے پر علی الاعلان بسبب عداوت رسول کے اور حضور کی ہجو اور بُرائی کرنے کے (جب کعب بن اشرف یہودی کی عداوت حد سے بڑھ گئی) تو رسول اللہ نے فرمایا، کون ہے جو کعب بن اشرف کی خبر لے ہمارے لئے۔ اس نے تو اعلانیہ ہماری عداوت اور ہماری ہجو شروع کر دی ہے۔ اور اس نے قریش کے پاس جا کر ان کو بھی متفق کر لیا ہے ہمارے ساتھ قتال کرنے کے لئے۔ اللہ نے مجھے اس بارے میں خبر دے دی ہے۔ اس کے بعد آیا سب سے بڑی خباثت پر قریش کا انتظار کرنے لگا کہ وہ آئیں گے تو یہ بھی ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے قتال کریں گے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے مسلمانوں کے سامنے یہ آیت پڑھی :

الم ترالى الذين اوتوا نصيبا من الكتاب يؤمنون با لجبت والطاغوت ويقولون للذين كفروا هٰؤلاء اهدى من الذين اٰمنوا سبيلا ۔ (سورۃ نسآء : آیت ۵۱)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کی طرف جو آسمانی کتاب کی ایک حصہ بھی دے گئے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں شیطان کے اور بتوں کے ساتھ اور کافروں سے کہتے ہیں کہ تم لوگ اہل ایمان سے زیادہ ہدایت پر ہو راستے کے اعتبار سے۔

یہ آیت اور دیگر آیات اس کے ساتھ جو قریش کے بارے میں ہیں اور ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی۔ واللہ اعلم

رسول اللہ نے فرمایا تھا، اے اللہ! آپ مجھے کافی ہو جائیں ابن اشرف سے جس طرح آپ چاہیں۔ چنانچہ محمد بن سلمہ نے عرض کی یارسول اللہ میں اس مردود کو قتل کر دوں، رسول اللہ نے فرمایا، جی ہاں۔

چنانچہ اس کے بعد محمد بن مسلمہ اپنے گھر جانے کے لئے اُٹھے۔ ان کو سلکان بن سلامہ آگے مقبرہ میں ملے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آ رہے تھے۔ محمد بن مسلمہ نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کعب بن اشرف کے قتل کرنے کا حکم دے دیا ہے اور تم جاہلیت میں اس کے دوست رہ چکے ہو۔ آپ کے سوا اس کو کوئی امان نہیں دے گا۔ اس کو نکالئے میرے آگے میں اس کو قتل کروں گا۔ سلکان نے اس سے کہا کہ اگر حضور ﷺ مجھے حکم دیں گے تو میں تب ایسا کروں گا۔

لہٰذا محمد بن مسلمہ اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سلکان نے کہا یارسول اللہ کیا آپ نے کعب بن اشرف کے قتل کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں، تو سلکان نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے اس بات کی اجازت دیجئے۔ آپ نے بھی کہا کہ آپ کو بھی اجازت ہے۔ لہٰذا سلکان اور محمد بن مسلمہ اور عباد بن بشر بن وقش اور سلمہ بن ثابت بن وقش اور ابوعبس بن جبر روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ وہ اس کے پاس چاندنی رات میں پہنچے اور کھجور کے تنوں کے سائے میں چھپ گئے اور سلکان نکلا، اس نے زور سے آواز لگائی، اے کعب۔ اس نے پوچھا کہ کون ہو تم؟ انہوں نے بتایا کہ میں سلکان ہوں اور یہ ابولیلیٰ ہے اے ابونائلہ۔ کیونکہ کعب بن اشرف کی کنیت ابونائلہ تھی۔ اس کی بیوی نے پیچھے سے کہا کہ آپ نیچے نہ اُتریں اے ابونائلہ یہ آپ کو قتل کر دے گا۔ اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے یہ خیر کے ساتھ ہی آیا ہوگا۔ اگر جوان نیزہ کھانے کے لئے بلایا جائے تو بھی وہ جاتا ہے۔

چنانچہ کعب باہر نکلا، اس نے حویلی کا پھاٹک کھولا تو بولا کون ہو تم؟ (کیونکہ اندر کوئی آدمی تھا) وہ بولا تیرا بھائی ہوں قطاطی۔ مجھے آپ کا سر چاہئے۔ اس نے آہستہ آہستہ سر ہلایا کیونکہ اس کو کعب نے پہچان لیا تھا لہٰذا وہ اس کے لئے نیچے اُتر آیا (کیونکہ وہ اس کا دوست تھا سلکان جواب دوست نہیں رہا تھا، مسلمان ہو گیا تھا)۔ لہٰذا سلکان کعب کو اپنے دوستوں کے پس لے آیا اور اس سے کہنے لگا کہ ہمیں سخت غربت لاحق ہوگئی ہے میں اس لئے تیرے پاس آیا ہوں کہ آپ کے ساتھ باتیں بھی کروں گا اور آپ کے پاس زرہ بھی رہن رکھوں گا کچھ جو ہیں کے بدلے میں۔ کعب نے اس سے کہا کہ میں نے تجھے بتایا تھا کہ تم عنقریب اسی غربت سے دوچار ہو گے مگر ہم لوگ تو آج بھی خوشحال ہیں، ہمارے پاس کھجوریں ہیں، جو ہیں، عنبر ہے آؤ ہمارے پاس۔ سلکان نے کہا کہ شاید ہم ایسا ہی کریں۔ اتنے میں سلکان نے کعب کے سر میں اپنا ہاتھ ڈالا پھر اس کو سونگھ کر کہنے لگا یار یہ تمہارا عنبر کس قدر خوشبودار ہے یہ تو ایک بار یا دو بار تیار کیا گیا ہوگا۔ یہاں تک کہ کعب باتوں سے مطمئن ہو گیا۔

اس کے بعد سلکان نے کعب کا سر پکڑ لیا اور مضبوط کر لیا مگر اس اللہ کے دشمن نے زور کے ساتھ بُری طرح چنگھاڑا، ادھر سے اس کی بیوی نے چیخ ماری اے کعب دونوں محافظو۔ مگر سلکان نے اس کو پکڑ کر گلے سے لگا کر معانقہ میں قابو کر لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھ سمیت اس اللہ کے دشمن قتل کر دو۔ وہ اپنی تلواروں کے ساتھ صرف اسی پر حملہ کرتے رہے، حتیٰ کہ ایک نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپ دی جس سے اس کی انتڑیاں باہر آ گئیں۔ چنانچہ اس طرح انہوں نے اس کو اپنی قدرت میں لے کر اپنی تلواروں کی زد میں لے لیا۔ اس گتھم گتھا ہونے اور تلوار چلانے میں ان کے ساتھ عباد بن بشر کو بھی چہرے یا پیر پر تلوار لگ گئی تھی مگر اس وقت پتہ نہ چل سکا۔

چنانچہ کعب کو قتل کرنے کے بعد جب وہ حراف بعاث میں پہنچے تو دیکھا کہ ان کا ایک ساتھی نہیں ہے کیونکہ اس کا خون کافی بہہ گیا تھا جس سے نڈھال ہو کر وہ گر گیا تھا۔ لہٰذا وہ لوگ اسی وقت واپس دوڑے، دیکھا تو وہ راستے میں گرا ہوا تھا جلدی سے اس کو اُٹھا کر اس کے گھر میں لے آئے اسی رات میں اس طرح اللہ نے کعب بن اشرف کو قتل کرا دیا۔ اللہ اور رسول کی عداوت اور رسول کی ہجو اور بُرائی کرنے کی پاداش میں اور حضور سے لڑنے کے لئے قریش کو تیار کرنے اور ان کو اس پر اُبھارنے میں۔ (الدرر لابن عبدالبر ص۱۴۳۔ عیون الاثر ۱/۳۶۵)

کعب بن اشرف نقص عہد اور غدر کے بسبب قتل ہونا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے اور ابوبکر بن حسین نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بحر بن نصر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سفیان بن عقبہ نے، اس سے عمر بن سعید سفیان بن سعید ثوری کے بھائی نے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبایہ سے یعنی ابن رفاعہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے سامنے کعب بن اشرف کے قتل کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ ابن یامین نے کہ اس کو دھوکے سے قتل کیا تھا [1] محمد بن مسلمہ نے کہا اے معاویہ کیا تیرے نزدیک رسول اللہ ﷺ بھی دھوکہ کرتے تھے۔ پھر آپ منکر نہیں ہیں، اللہ کی قسم نہیں سایہ دے گی مجھے اور آپ کو کسی گھر کی چھت کبھی بھی اور نہ ہی مجھے فرصت دینا اس کا خون مگر میں اس کو قتل کر دیتا۔

راوی احمد کہتے ہیں کو کچھ ہم نے ذکر کیا جو کچھ ہم آئندہ ذکر کریں گے کعب بن اشرف کا غدر اور دھوکہ کرنا اور اس کا بعض عہد کرنا اور اس کا رسول اللہ کی ہجو اور بُرائی کرنا اور مسلمانوں کی بُرائی کرنا اور ان سے عداوت کرنا، خصوصاً قریش کو ان کی عداوت پر اُکسانا یہ سب تکذیب کرنا ہے مذکورہ قول کے قائل کی اور دلالت کرتا ہے ان کی رائے کی بُرائی پر اور اس قول کی قباحت پر۔ بے شک کعب بن اشرف اسی قتل کا مستحق تھا خصوصاً جبکہ اس کا غدر کرنا اور نقص عہد کرنا اس کے کفر سمیت ظاہر کر چکا تھا۔ و باللّٰہ التوفیق

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو جمال نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی سفیان نے، ان کو عمرو بن دینار نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ حُیی بن اخطب اور کعب بن اشرف قریش کے پاس مکے میں آئے اور قریش سے انہوں نے حلف لیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتل کرنے کے لئے۔ قریش نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ (یہودی) اہل علم ہو تمہارے پاس قدیم علم ہے، تم لوگ اہل کتاب ہو ہمارے بارے میں بھی ہمیں بتاؤ اور محمد (ﷺ) کے بارے میں۔ ان یہودیوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تمہیں اور محمد کو؟

قریش نے کہا، کہ ہم لوگ اُونٹ ذبح کر کر کے لوگوں کو اللہ کے واسطے کھلاتے ہیں، دودھ اور پانی لوگوں کو پلاتے ہیں، قیدیوں کو غلاموں کو چھڑاتے ہیں، حجاج کی خدمت کرتے ہیں، ہم صلہ رحمی کرتے ہیں۔

یہودیوں نے پوچھا کہ یہ خوبیاں تو تمہارے اندر ہیں محمد کیسا ہے؟ قریش نے کہا کہ وہ تو بخیل بدخو ہے (نعوذ باللّٰہ من ذالک)۔ اس لئے ہمارے راستے کاٹ دیئے ہیں بنوغفار میں سے حجاج کی چوریاں کرنے والوں نے، اس کی اتباع کی ہوئی ہے۔ یہودیوں نے کہا، حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ قریش ان سے بہتر ہو اور زیادہ راہ روی پر ہو۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

الم ترالی الذین اوتوا نصیبًا من الکتب یؤمنون با لجبت و الطاغوت ۔ الخ (سورۃ نساء: آیت ۵۱)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو آسمانی کتاب کا ایک خاص حصہ دیئے گئے ہیں وہ لوگ تو ایمان لاتے ہیں شیطان کے ساتھ اور بتوں کے ساتھ۔

سفیان نے کہا کہ بنوغفار جاہلیت میں اہل سلّہ تھے یعنی اہل سرقہ تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابونصر بن عمر بن عبداللہ العزیز بن عمر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب بن ایوب ضبعی نے، ان کو حسن بن علی بن زیاد سُرّی نے، ان کو ابواویس نے، ان کو ابراہیم بن جعفر بن محمود بن مسلمہ نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کا معاملہ ہوا جو کچھ کہ معلوم ہے اس وقت کعب بن اشرف ایک طرف ہو کر مکے والوں کے ساتھ مل گیا اور کہنے لگا تھا کہ نہ تو میں (محمد ﷺ) کی مدد کروں گا اور نہ ہی اس سے قتال کروں گا۔

---

[1] مذکورہ قول کے قائل کا مذکورہ قول کعب بن اشرف کی تائید یا تصویب یا تحسین کے لئے ہرگز نہیں تھا کیونکہ یہ ایک عام مسلمان بھی نہیں کر سکتا تھا چہ جائے کہ ایک عظیم صحابی رسول کہتا بلکہ عرب کے بہادروں کے دستور کے خلاف تھا کسی کو اس طرح قتل کرنا۔ اس لئے انہوں نے کہا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مترجم)

مکہ میں اس سے کہا گیا تھا، اے کعب کیا ہمارا دین بہتر ہے یا محمد کا اور اس کے اصحاب کا دین بہتر ہے؟ کعب نے کہا تم لوگوں کا دین بہتر ہے، زیادہ اور پرانا اور قدیم ہے۔ محمد کا دین جدید ہے۔ لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی :

الم ترالی الذین اوتوا نصیبًا من الکتب یؤمنون با الجبت و الطاغوت ۔ الخ

کیا آپ لوگوں نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو کتاب میں سے ایک معتد بہ حصہ دیئے گئے ہیں مگر وہ لوگ (اس کے باوجود) جبت وطاغوت پر ایمان لاتے ہیں۔

اس کے بعد کعب بن اشرف مدینے میں آیا علی الاعلان نبی کریم ﷺ کے ساتھ دشمنی کرنے لگا اور نبی کریم کی ہجو اور بُرائی اشعار میں کرنے لگا۔ اس نے جو پہلی بکواس کی تھی وہ یہ تھی :

آذاھب انت لم تحلل بمنقبةٍ — وتارك انت اُم الفضل با الحرم
صفرآء رادعة لو تعصرا عتصرت — من ذی القوادیر والخناء والکتم
احدی نبی عامر ھام الفؤاد بھا — ولو تشاء شفت کعبا من السقم
لم ارشمسًا قبلھا طلعت — حتیٰ تبدت لنا فی لیلة انطلم

اور یہ بھی کہا

طحنت رحا بدر لمھلك أھلہٖ — ولمثل بدر یستھل و یقلع

(اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے) کیا تو جارہا ہے (اے کعب) جبکہ ابھی تک تم نے حسن کی منقبت کا حق ادا نہیں کیا اور تو اُم فضل (حضرت عباس کی بیوی) کو حرم میں چھوڑ کر جارہا ہے۔ وہ زعفرانی رنگ والی پیلی پیلی بہار ہے اگر نچوڑ جائے تو اس سے شیشہ (کانچ) اور فہدی اور کتم ہی نکلے گا یا شیشہ اور حنا اور کتم سے بنی ہوئی اور نچوڑی ہوئی ہے۔ بنو عامر سے ایک ہے جس کے ساتھ دل پریشان کی حد تک وابستہ ہے ہوگیا ہے۔ ہاں اگر وہ چاہے تو کعب کو عشق کی بیماری سے شفا بخش سکتی ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ اس سے قبل سورج طلوع ہوا ہو حتیٰ کہ وہ ہمارے لئے اندھیری رات میں نمودار ہوئی تھی۔ اور یہ بھی کہا تھا شروع میں کہ بدر کے اندر جنگ کی چکی نے بدر والوں کو پیس کر رکھ دیا ہے اور ان جیسوں پر تو آنسو بہائے جاتے ہیں اور انہیں پر بے حوصلہ ہوا جاتا ہے۔

چنانچہ دونوں نے وہ بہت ذکر کئے ہیں جو جن میں بعض حروف بعض سے کم بعض سے زیادہ ہیں اور ساتواں بہت کم ہے۔ اس میں یوں ہے۔

لمھلك بنی الحکیم و جرعوا

رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کے سامنے فرمایا تھا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کا کام تمام کردے؟ اس نے ہمیں ایذا پہنچائی ہے شعروں میں اور اس نے مشرکین کو ہمارے اُوپر جری کردیا ہے۔ لہٰذا محمد بن مسلمہ نے کہا میں یارسول اللہ یہ کام کردوں گا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ ہی کہ کام کریں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ تھوڑا تھوڑا سا چل کر واپس آگئے اور عرض کی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں؟

آپ نے فرمایا کہ کہئے آپ کو اجازت ہے، یعنی اگر میں نے اپنے عقیدے کے خلاف آپ کے بارے میں کہہ دی تو، آپ نے فرمایا تمہیں اجازت ہے (یعنی دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے)۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ ایک دو دن کے بعد نکلے اور وہ کعب کے پاس پہنچے۔ وہ باغ میں بیٹھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اے کعب! میں ایک ضروری کام سے آیا ہوں۔ پھر انہوں نے اس کے قتل کے بارے میں پوری بات ذکر کی ہے۔

اور یہ کہا کہ اس روایت میں بھی موجود ہے جو ہمیں بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد عبدوس نے، وہ کہتے ہیں کہ کہ ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے، ان کو عباس علی بن مدینی نے، ان کو سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کون کعب بن اشرف کے قتل کی ذمہ داری لیتا ہے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا

پہنچائی ہے۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ اُٹھے اور بولے یا رسول اللہ اگر میں اس کو قتل کر دوں تو میں آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوں گا؟ پ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ مجھے یہ اجازت دیجئے کہ اگر میں کوئی بات آپ کے خلاف کروں، آپ نے فرمایا کہ کہہ سکتے ہو۔

لہٰذا محمد بن مسلمہ کعب یہودی کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ اس آدمی (محمد ﷺ) نے ہم لوگوں سے صدقہ مانگا ہے اور اس نے تو ہمیں مشقت میں واقع کر دیا ہے اور میں آپ کے پاس آیا ہوں، میں آپ کے ساتھ اُدھار کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا، اے مسلمہ ابھی تو ابتداء ہے دیکھنا تمام امور میں اس سے بھی زیادہ پریشانی دیکھو گے۔ اس نے کہا یار کیا کریں ہم تو اس کی اتباع کر بیٹھے ہیں، لہٰذا ہم یونہی اس کو چھوڑنا بھی پسند نہیں کرتے حتیٰ کہ ہم دیکھ لیں کہ وہ کیا کیا کرتا ہے۔ ہم نے یہ چاہا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ کچھ اُدھار کا معاملہ کریں۔

کعب یہودی نے کہا کہ میرے پاس اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا جناب ہم کیسے اپنی عورتوں کو آپ کے پاس رہن کے طور پر چھوڑ سکتے ہیں جبکہ آپ عربوں میں سارے عرب سے زیادہ خوبصورت ہیں (گویا وہ تمہاری طرف مائل ہو جائیں گی)۔ اس نے کہا کہ پھر تم لوگ میرے پاس اپنے بیٹوں کو رہن رکھ دو۔ محمد نے کہا کہ ہم بیٹوں کو کیسے آپ کے پاس رہن رکھیں کیونکہ بعد میں طعنہ دیا جائے گا کہ تم ایک وسق یا دو وسق کھجوروں کے بدلے میں رہن رکھے گئے تھے۔ کعب نے پوچھا کہ پھر کونسی چیز رہن رکھو گے؟ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ ہم ہتھیار (اسلحہ) رہن رکھیں گے۔

سفیان نے کہا کہ محمد نے کعب کے ساتھ وعدہ کر لیا کہ وہ اسلحہ اس کے پاس لے کر آئے گا۔ لہٰذا وہ رات کو اس کے پاس پہنچا۔ ان کے ساتھ ابونائلہ بھی تھے۔ وہ کعب کا دودھ شریک بھائی بھی تھا۔ ابونائلہ نے اس کو قلعہ سے باہر بلایا، وہ ان کے پاس اُتر آیا۔ اُترنے لگا تو اس کی بیوی نے پوچھا، اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ نیچے محمد بن مسلمہ کھڑا ہے اور میرا بھائی ابونائلہ ہے۔

محمد بن مسلمہ نے کہا کہ جب کعب نیچے آ جائے گا تو میں کعب کو شعر کہوں گا اور اس کو سونگھوں گا پھر تم لوگوں کو سونگھوں گا۔ جب تم دیکھو کہ میں نے اس پر پکا ہاتھ ڈال لیا ہے تو تم اس پر ٹوٹ پڑنا۔

کہتے ہیں کہ وہ تلوار لٹکا کر نیچے اُتر آیا۔ اور اس سے خوشبو مہک رہی تھی۔ اس نے کہا کہ میں نے آج تک ایسی خوشبو نہیں دیکھی نہ سونگھی آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں آپ کے سر کو سونگھ لوں۔ اس نے کہا کہ بالکل آپ سونگھیں۔ ابونائلہ نے اس کے سر کو سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا، پھر کہا کہ دوبارہ آپ اجازت دیں گے سونگھنے کی؟ خوشبو بڑی پیاری چیز ہے اس نے جب اس کے سر کو مضبوط پکڑ لیا تو آواز لگائی کہ ٹوٹ پڑو۔ اس پر حملہ کر کے اس قتل کر دیا اور رسول اللہ کے پاس آ کر ان کو خبر دی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے۔ (فتح الباری ۷/ ۳۳۶۔۳۳۷)

انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ وہ میرا بھائی ہے محمد بن مسلمہ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔ ابونائلہ بے شک شریف آدمی اگر رات کے وقت نیزے کی نوک کے لئے بلایا جائے تو بھی وہ جاتا ہے۔

(۶) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے، وہ ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ یعنی کعب بن مالک۔ انہوں نے کہا کہ کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو و بُرائی کرتا تھا اشعار کے اندر۔ اور کفار قریش کو اپنے اشعار میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ حضور جب مدینے میں آئے تو اہل مدینہ ملے جلے لوگ تھے۔ بعض ان میں سے مسلمان تھے جن کو رسول اللہ ﷺ کی دعوت نے اکٹھا کر دیا تھا۔ کچھ ان میں مشرکین تھے جو بتوں کے پجاری تھے، کچھ ان میں یہودی تھے وہ اہل اسلحہ اور اہل قلعہ اور وہ دو قبیلوں کے حلیف تھے (باہم انہوں نے معاہدے کر رکھے تھے) یعنی اوس کے اور خزرج کے۔

حضور ﷺ جب مدینے میں آئے تو آپ نے یہ چاہا کہ ان سب میں صلح کرادیں کیونکہ کیفیت کچھ ایسی تھی کہ اگر ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا باپ مشرک ہوتا اور کوئی مسلمان ہوتا اس کا بھائی مشرک ہوتا۔ جبکہ یہود اور مشرکین مدینے کے رہنے والے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے تو وہ آپ کو ایذا پہنچانے تھے اور آپ کے اصحاب کو بھی شدید ترین ایذا پہنچاتے۔ لہٰذا اللہ نے رسول کو اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس ایذا رسائی پر صبر کریں اور ان سے عفو و درگزر کریں۔ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہ آیت نازل فرمائی :

و لتسمعن من الذین او توا الکتاب من قبلکم و من الذین اشر کوا اذی کثیرا ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۸۶)

تم لوگ ضرور سنو گے ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دے گئے تھے (یعنی یہودیوں سے)۔ اور مشرکین سے کثیر ایذا۔

انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی :

و د کثیر من اهل الکتاب لو یردو نکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسهم من بعد ماتبین لهم الحق فا عفوا و اصفحوا حتیٰ یأتی اللّٰہ بامره ۔

(سورۃ بقرہ : آیت ۱۰۹)

بہت سے لوگ اہل کتاب میں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں ایمان کے بعد کفر لوٹا دیں، یہ ان کے نفسوں کا حسد ہے باوجود اس کے کہ ان کے سامنے حق واضح ہو چکا ہے، بس تم ان کو معاف کردو ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے۔

جب کعب بن اشرف رسول اللہ کو ایذا دینے سے باز نہ آیا اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانے سے تو رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ کو حکم دیا کہ وہ ایک جماعت بھیجے تاکہ اس کو قتل کردیں۔ آپ نے سعد بن معاذ کو اور محمد بن مسلمہ انصاری کو پھر حارثی کو اور ابوعبس انصاری کو اور حارث بن احی سعد بن معاذ کو۔ پانچ افراد کے ساتھ وہ لوگ رات کو کعب بن اشرف کے پاس پہنچے۔ وہ یہود کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ عوالی مدینہ میں کعب بن اشرف نے جب ان کو دیکھا تو اس نے ان کی حالت کو عجیب محسوس کیا اور وہ ان سے خوف زدہ ہو گیا اور ان سے کہنے لگا، تم لوگ کس کام سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس کام سے آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ سب نہیں ایک یا دو بندے تم میں سے میرے پاس قریب آکر مجھے اپنی حاجت بتلائیں۔

چنانچہ بعض ان میں سے قریب ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ ہم آپ کے پاس زرہیں فروخت کریں اور ان کی قیمت خرچے میں لائیں۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر تم یہ کام کرنے آئے ہو تو لگتا ہے کہ تم لوگوں پر اس آدمی نے کوئی مشقت ڈال دی ہے (یعنی محمد ﷺ نے)۔ اس نے ان لوگوں کو وعدہ دیا کہ اس کے پاس عشاء کے وقت آئیں جب لوگ اس کے پاس سے ہٹ جائیں گے۔

چنانچہ وہ لوگ آئے۔ ایک آدمی نے ان میں سے اس کو آواز دی، وہ باہر آنے کے لئے اُٹھا تو اس کی بیوی نے اس سے کہا یہ لوگ رات کو اس وقت کیوں آئے ہیں آپ کے پاس، یہ کسی اچھی بات کے لئے نہیں آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ جی ہاں، انہوں نے مجھے اپنی بات بتادی تھی۔ جب وہ آ گیا تو ابوعبس نے اس کو پکڑا اور محمد بن مسلمہ نے اس پر تلوار کا وار کردیا اور کسی نے اس کی کوکھ میں تلوار گھسیڑ دی۔ جب کعب کو انہوں نے قتل کردیا تو سارے یہودی گھبرا گئے اور ان کے ساتھ مشرکین بھی جو ان کے ساتھ تھے۔ یہودی حضور کے پاس پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ کعب بن اشرف رات کو قتل ہو گیا ہے وہ ہمارا سردار تھا۔

حضور نے ان کو یاد دلایا جو کچھ اس نے اپنے اشعار میں حضور ﷺ کی اور مسلمانوں کی ہجو کی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کو دعوت دی کہ آجاؤ میں تمہارے اور مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدہ لکھ دیتا ہوں جس کے مطابق وہ پابند رہیں گے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اپنے اور یہود کے درمیان اور عام مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدے کی تحریر لکھ دی۔ یہ صحیفہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے حارث کی بیٹی کی دار میں واقع کھجور کے درخت تلے بیٹھ کر لکھا تھا۔ اور یہ صحیفہ رسول اللہ ﷺ کے بعد علی بن ابوطالب کے پاس موجود تھا۔ (ابوداؤد ۱۵۴/۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درشہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحیٰی بن فارس نے یہ کہ حکم بن نافع نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ ہمیں خبر دی شعیب نے زہری سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے، وہ ایک دن ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ کعب بن اشرف حضور ﷺ کی برائی کرتا تھا اشعار میں۔ انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے اور حدیث عبدالکریم زیادہ نام ہے۔

زخم پر لعاب دہن لگانے کی وجہ سے تکلیف ختم ہو جانا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن مغیث نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کون وعدہ کرتا ہے میرے لئے کعب بن اشرف کے کام تمام کرنے کا۔ پھر انہوں نے حدیث اپنے طول سمیت ذکر کی ہے اور ان لوگوں کے نام ذکر کئے ہیں جو اس کے قتل میں شریک تھے۔ محمد بن مسلمہ، سلکان بن سلامہ بن وقش وہی ابو نائلہ تھے جو کہ بنوعبدالاشہل میں سے تھے۔ اور حارث بن اوس بن معاو یہ بھی بنوعبدالاشہل میں سے ایک تھے، اور ابوعبس بن جبر یہ بنوحارثہ میں سے تھے اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حارث بن اوس کو ان کے بعض ساتھیوں کی تلوار لگ گئی تھی جس سے اس کے سر میں اور پیر میں زخم آ گیا تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے تھے۔ رات کے آخری حصے میں جبکہ حضور ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ہم نے حضور ﷺ کو سلام کہا۔ حضور ﷺ باہر آئے ہمارے پاس۔ ہم نے ان کو اللہ کے دشمن کے قتل کی خبر دی تھی۔ حضور ﷺ نے ہمارے زخمی ساتھی کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا اور ہم اپنے اپنے گھروں میں واپس چلے گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۳۱/۲)

واقدی نے اس کو اپنی اسنادوں کے ساتھ اسی طرح ذکر کیا ہے کعب بن اشرف کے قتل کے قصے میں اور کہا ہے کہ حضور ﷺ نے اس زخمی کے زخم پر اپنا تھوک لگایا تو اس کی تکلیف ختم ہوگئی۔ (مغازی الواقدی ۱۸۴/۱)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن بطہ نے، ان کو حدیث بیان کی حسن بن جہم، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے اسانید کے ساتھ اس قصے میں اور ذکر کیا موسیٰ بن عقبہ نے کہ عباد بشر وہی ہے کہ جس کو اس کے چہرے پر یا پیر پر زخم آ گیا تھا اور اسی طرح ہے پہلی روایت میں جابر بن عبداللہ سے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ ان کو ثور بن زید دیلی نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ان لوگوں کے ساتھ بقیع کی طرف چلے گئے تھے۔ اس کے بعد آپ نے ان کو ادھر ان کے چہرے کی طرف منہ کروایا اور کہا کہ چلے جاؤ اللہ کے نام کے ساتھ۔ اے اللہ! تو ہی ان کی مدد فرما۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۳۸/۲)

بے شک دین نے اس حیرانگی تک پہنچایا ہے .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو مولی بن زید نے ثابت نے، ان کو ابن محیصہ نے اپنے والد محیصہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہود کے آدمیوں میں سے جس پر کامیاب ہو جاؤ اسے قتل کر دو۔ چنانچہ ابن محیصہ بن مسعود نے ابن سنینہ پر حملہ کر دیا جو کہ یہود کے تاجروں میں سے تھا، کپڑے کی تجارت کرتا تھا۔ انہوں نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ اس وقت تک حویصہ خود بھی مسلمان نہیں ہوا تھا

اورمحیصہ سے بڑا تھا جب اس نے اس کو قتل کر دیا تو حویصہ نے ان کو مارنا شروع کیا کہ اے اللہ کے دشمن تم نے ان کو قتل کر دیا۔ خبر دار حالانکہ تیرے پیٹ میں اس کے مال سے بہت ساری چربی ہے۔ لہٰذا محیصہ نے کہا کہ میں نے اس سے کہا اللہ کی قسم مجھے اس کے قتل کا ہستی نے حکم دیا تھا کہ اگر وہ مجھے تمہارے قتل کا حکم دیتا تو میں تجھے بھی قتل کر دیتا اللہ کی قسم بے شک یہی آغاز تھا حویصہ کے اسلام کا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم کیا واقعی اگر محمد ﷺ تجھے میرے قتل کا حکم دیتا تو آپ مجھے قتل کر دیتے؟ محیصہ نے کہا بالکل کر دیتا اللہ کی قسم۔ بے شک دین نے ان کو اس حیرانگی تک پہنچایا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۴۱۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۸۔۹)

واقدی نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ بس حویصہ اسی دن مسلمان ہو گیا تھا اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ نبی کریم اسے جب اس رات کے بعد صبح کی جس رات کعب بن اشرف قتل ہوا تھا تو آپ نے اس کا حکم دیا تھا۔ واللہ اعلم (مغازی الواقدی ۱/۱۹۱۔۱۹۲)

باب ۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجموعہ ابواب بسلسلہ غزوۂ اُحد[1]

باب ذکر تاریخ واقعہ اُحد

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابومنیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ واقعہ اُحد شوال کے مہینے میں ہوا تھا واقعہ بدر سے ٹھیک ایک سال کے پورا ہونے پر۔ اس دن مشرکین کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن الخلیل بغدادی نے نیشاپور میں، ان کو حسن بن محمد نے، ان کو شیبان نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم اُحد والا واقعہ بدر کے بعد اگلے سال ماہ شوال بروز ہفتہ شوال کی گیارہ راتیں گزر چکی تھیں جب نبی اللہ ﷺ نے واقع کیا تھا۔ اس دن آپ کے اصحاب کی تعداد سات سو تھی اور مشرکین دو ہزار تھے یا جس قدر اللہ نے چاہا اس میں سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۹)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ ابن اسحاق نے کہا کہ نصف (۱۵) شوال تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فضل بن محمد شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حوش بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ

---

[1] دیکھئے: ابن سعد ۲/۳۶۔ مغازی الواقدی ۱/۱۹۷۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۔ صحیح البخاری ۵/۹۳۔ شرح النووی ۱۲/۱۴۷۔ تاریخ طبری ۲/۴۹۔ الکتاب الاشرف ۱/۱۴۸۔ ابن حزم ص ۱۵۶۔ عیون الاثر ۲/۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۹۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۲۸۴۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۲۶۱)

میں نے سُنا مالک بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر ہوئی تھی حضور ﷺ کی مدینہ آمد کے ڈیڑھ سال بعد اور جنگ اُحد اس کے بعد جنگ بدر کے ایک سال بعد ہوئی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو یونس بن عبدالاعلیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مالک نے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ اُحد ہوئی تھی مدینہ کی طرف ہجرت سے اکتیس ماہ پورے ہونے پر شوال میں ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کے مدینہ آمد سے مالک کہتے ہیں کہ اُحد والے دن قتال دن کے اول حصے میں ہوئی تھی۔

باب ۳۶

اس امر کا ذکر کہ نبی کریم ﷺ نیند میں جو کچھ دیکھائے گئے تھے

ہجرت کا معاملہ اور اُحد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے، ان کو ابواسامہ نے برید سے، اس نے ابو بردہ سے، اس نے ابوموسیٰ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ نے فرمایا کہ میں خواب میں دکھا گیا ہوں کہ میں مکہ سے ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ سرزمین یمامہ کی ہے یا شہر ''ہجر'' ہے، مشہور شہر ہے جو بحرین میں واقع ہے مگر وہ شہر مدینہ یثرب تھا۔

نیز میں نے اس خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے تلوار لہرائی یا ہلائی ہے۔ بس میرا سینہ کٹ گیا ہے (بغیر کے لحاظ سے) وہ ہوا کہ اُحد میں مؤمنوں کو جو شکست ہوئی تھی اور قتل کی مصیبت بھی۔ پھر میں نے دوبارہ تلوار ہلائی دوسری بار۔ لہٰذا میرا سینہ دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ بہتر ہوگیا ہے۔ اس کی تعبیر یہ سامنے آئی کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی اور مؤمنین جمع ہوگئے۔ نیز میں نے اس میں یہ بھی دیکھا، گائے ذبح کی جارہی تھی۔ اللہ بہتر جانتا ہے بغیر کے اعتبار سے۔ وہ اُحد کے دن مؤمنین میں سے کچھ افراد تھے اور چیز سے مراد وہ خبر تھی، اللہ تعالیٰ جس کو لائے تھے اور ثواب صدق کا جو اللہ نے یوم بدر کے بعد عطا کیا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابواسامہ سے۔

(مسلم۔ کتاب الرؤیا۔ باب الرؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷۷۹۔۱۷۸۰۔ فتح الباری ۷/۳۷۴۔۳۷۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن الزناد نے اپنے والد سے، اس نے عبیداللہ بن عقبہ نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بدر والے دن اپنی تلوار ذوالفقار ہلائی تھی۔ ابن عباس نے کہا کہ یہ وہی عمل تھا جس کو آپ ﷺ نے اُحد والے دن خواب میں دیکھا تھا اور وہ یہ تھا کہ جب مشرکین آپ کے پاس آئے تھے تو حضور ﷺ کی رائے تھی کہ اب مدینے میں رہ کر ان سے قتال کریں مگر کچھ لوگوں نے آپ سے سوال کیا تھا جو لوگ بدر میں شریک نہیں ہوسکے تھے کہ حضور ﷺ ہمیں ان کی

طرف لے کر اُحد میں نکلیں ہم ان کے ساتھ وہاں لڑیں گے۔ اور انہوں نے یہ امید کی تھی کہ ان کو وہی فضلیت حاصل ہوگی جو اہل بدر نے حاصل کی تھی۔ وہ بار بار رسول اللہ ﷺ سے اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے ہتھیار زیب تن کر لئے۔ اس کے بعد وہ لوگ پشیمان ہوئے، اب کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ آپ ٹھہریں۔ آپ کی رائے ہی قابل عمل رائے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ جب ہتھیار پہن لے تو پھر ان کو اُتار دے۔ حتیٰ کہ اللہ خود فیصلہ کرے اس کے درمیان اور اس کے دشمن کے درمیان۔ صحابہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے ان سے اس دن جو بات کہی تھی وہ آپ کے ہتھیار پہننے سے پہلے کہی تھی کہ میں نے دیکھا ہے کہ میں ایک محفوظ زرہ میں ہوں۔ میں نے اس کی تعبیر مدینہ مراد لی ہے اور میں نے دیکھا کہ میں اپنے پیچھے سواروں پر مینڈھے کو اپنے پیچھے بیٹھایا ہوا ہوں، میں نے اس کی بغیر لشکر مراد لی ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ میری تلوار ذوالفقار ٹوٹی ہوئی ہے یا اس میں دھار پر کٹاؤ پڑ گیا ہے میں نے اس کی تعبیر تمہارے اندر کٹاؤ مراد لیا ہے اور میں نے ایک بیل دیکھا ہے جو ذبح کیا جائے گا۔ پس بیل اللہ کی قسم خیر ہے بقر اللہ کی قسم خیر ہے۔ (مسند امام احمد ۱/۲۷۱)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو خبر دی ابن ناجیہ نے، ان کو عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو علی بن زید نے حضرت انس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے دیکھا جو کچھ سونے والا دیکھتا ہے۔ گویا کہ میں پیچھے بٹھانے والا ہوں مینڈھے کو اور گویا کہ میری تلوار کا دستہ ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے تعبیر یہ مراد لی ہے کہ میں لوگوں کے لئے بکرا ذبح کروں گا۔ اور میں نے اپنی تلوار کی باڑ ٹوٹنے سے یہ مراد لی ہے کہ میری عترت کا رومی حمزہ قتل ہوگا۔ اور طلحہ بن ابو طلحہ قتل کئے گئے تھے اور وہ صاحب پرچم تھے یعنی علم بردار تھے۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۲۷۴۔ مجمع الزعائد ۶/۱۰۷-۱۰۸)

باب ۳۷

نبی کریم ﷺ کی اُحد کی طرف روانگی کا قصہ

اور یہ واقعہ کیسے واقع ہوا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی القاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے اپنے والد موسیٰ بن عتبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے مغازی میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ قریش مدینے سے واپس لوٹے تو انہوں نے مشرکین عرب سے جس کو اپنی طرف کھینچ سکتے تھے کھینچا اور ابوسفیان بن حرب تمام قریش کی جماعت کے ساتھ چلے تھے۔ یہ شوال کا مہینہ تھا واقعہ بدر سے اگلے سال۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بیر حماد تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد وہ اس وادی میں اُترے جو اُحد سے قبل ہے۔

ادھر مسلمانوں میں سے کچھ مرد ایسے تھے جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور وہ لوگ نادم تھے کہ بدر میں شرکت ان سے کیوں رہ گئی تھی۔ اور وہ لوگ دشمن سے ٹکرانے کی تمنا دل میں لئے بیٹھے تھے۔ تاکہ وہ بھی اس آزمائش سے گزرے جس سے ان کے بھائی بدر میں گزرے تھے۔

جب ابوسفیان اور مشرکین اُحد پہاڑ کے دامن میں اُترے تو وہ مسلمان خوش ہو گئے جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اس بات پر کہ ان کا دشمن آ گیا ہے۔ لہٰذا یہ لوگ جہاد میں بہادری کے جوہر دکھا سکیں گے۔ اور وہ لوگ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہماری امیدوں اور آرزوؤں کو چلا کر ہماری طرف لے آیا ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی رات کو خواب دیکھا، صبح ہوئی تو آپ کے پاس آپ کے صحابہ کی ایک جماعت آئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے گذشتہ رات ایک خواب دیکھا ہے۔ میں نے خواب میں ایک بیل یا گائے دیکھی ہے اور اللہ خیر ہے۔

اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنی تلوار کو دیکھا ہے کہ وہ ٹوٹ گئی ہے دستے کے پاس سے یا یوں فرمایا کہ اس میں گھاؤ اور کٹ ہو گئے اور میں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے۔ نیز میں نے دیکھا کہ میں ایک محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے اپنے پیچھے سواری پر بکرا اُٹھائے ہوئے ہوں۔ حضور نے جب صحابہ کرام کو اپنا خواب بتایا تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے خواب سے کیا تعبیر نکالی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے بقر کی تعبیر فرد مراد لی ہے جو ہمارے اندر ہے اور قوم سے ہے۔ اور میں نے جو کچھ اپنی تلوار میں دیکھا ہے اسے میں نے ناپسند کیا ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ اپنی تلوار میں دیکھا تھا اس سے مراد وہی کچھ تھا جو آپ کو اپنے چہرۂ اقدس پر زخم اور اذیت پہنچی تھی۔ بے شک دشمن نے اس دن آپ کو چہرے پر اذیت پہنچائی تھی۔ اور آپ کے رباعی والے دانت یعنی سامنے کے دو دانتوں کو چھوڑ کر ان کے برابر والے دانت توڑ گئے تھے اور آپ کا ہونٹ بھی پھٹ گیا تھا۔

راویوں کا خیال ہے کہ جس نے آپ کو نشانہ مارا تھا وہ بدبخت عتبہ بن ابووقاص تھا۔

اور بیل سے مراد وہ جو اس دن قتل کیے گئے تھے مسلمانوں میں سے اور فرمایا کہ میں نے کبش مینڈھے یا بکرے کی تعبیر یہ لی ہے کہ وہ دشمن کے لشکر والا کبش مراد ہے اور ان کا قتل ہونا۔ اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کو قتل کرے گا۔ اور محفوظ یا حفاظت کرنے والی زرہ سے مراد میں نے مدینہ لیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اسی جگہ ٹھیرے رہو اور بچوں و بیویوں پر کر دو۔ بس اگر دشمن کے لوگ ہمارے اُوپر گلیوں میں داخل ہوئے تو ہم ان کو قتل کر دیں گے اور ان پر گھروں کے اُوپر سے نشانہ ماریں گے۔ اور انہوں نے مدینے کی گلیوں کو دیواریں لگا کر بند کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اے اللہ کے نبی ہم لوگ اسی دن کی آرزو و امید لگائے ہوئے تھے اور اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے اور اللہ دشمن کو چلا کر لے آیا ہے اور فاصلہ بھی قریب کر دیا ہے۔

اور انصار کے مردوں نے کہا، ہم ان سے کب لڑیں گے اے اللہ کے نبی؟ اگر ہم ان سے اپنی گھاٹی میں نہ لڑے اور کچھ جوانوں نے کہا ہم کب منع کریں گے یا کب رکاوٹ کریں گے جب ہم اس وقت نہ رکاوٹ کریں جب کھیتی کاشت کی جائے۔ اور کچھ جوانوں نے کہا، ایسا قول جس کو انہوں نے سچا کر دیکھا اور اس پر چلے اور جاری رہے۔

ان میں سے ایک حمزہ بن عبدالمطلب تھے اس نے کہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کے اُوپر کتاب اُتاری ہے ہم ضرور ان کے ساتھ لڑیں گے۔ اور یعمر بن مالک بن ثعلبہ نے کہا تھا (وہ بنو سالم میں سے ایک تھا) اے اللہ کے نبی اب ہمیں جنت سے محروم نہ کیجیے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں ضرور جنت میں داخل ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کس چیز کے ساتھ؟ اس نے کہا کہ اس چیز کے ساتھ کہ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں اور میں جنگ کے دن فرار نہیں ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا، آپ نے سچ کہا ہے۔ لہٰذا وہ اسی دن شہید کر دیا گیا۔

چنانچہ اس دن اکثر لوگوں نے اصرار کیا کہ وہ دشمن کی طرف خروج کریں گے رسول اللہ ﷺ کی بات پر (کہ مدینے میں رہ کر لڑیں گے)۔ اور آپ کی رائے پر نہیں رُکے۔ اگر مسلمان اسی بات پر راضی ہو جاتے جس بات کا آپ نے ان کو مشورہ دیا تھا تو شاید وہ نقصان نہ ہوتا جو ہوا تھا۔

لیکن تقدیر اور قضا غالب آ گئی تھی ۔ ان لوگوں میں سے زیادہ تر لوگ جنہوں نے مدینے سے باہر جا کر لڑنے کا اشارہ دیا تھا وہ جوان تھے جو کسی وجہ سے بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور وہ یہ جان چکے تھے کہ اصحاب بدر بڑی بڑی فضیلت لے گئے ہیں ۔

جب رسول اللہ ﷺ نے جمعہ پڑھایا تو آپ نے لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور ان کو جہاد کا حکم دیا تھا ۔ اس کے بعد آپ خطبے اور نماز سے فارغ ہوئے اور آپ نے ہتھیار پہننے کا حکم دیا اور اس کے بعد لوگوں میں روانگی کا اعلان فرمایا ۔

جب یہ منظر دیکھا صاحب رائے لوگوں نے تو کہنے لگے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ مدینے میں ٹھہرے رہیں اگر دشمن ہمارے اُوپر سے داخل ہوگا تو ہم ان سے گلیوں میں قتال کریں گے ۔ حضور ﷺ کے بارے میں خواب جانتے ہیں اور وہ جو کچھ ارادہ کرتا ہے اس کو بھی جانتے ہیں اور حضور ﷺ کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے ۔

اس کے بعد ہم لوگوں نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا اور عرض کی ، اے اللہ کے نبی آپ یہیں ٹھہر جائیے جیسے آپ نے ہم سے فرمایا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ جب جنگ کے لئے اسلحہ جسم پر سجالے اور دشمن کی طرف نکلنے کا اعلان بھی کر دے پھر وہ رجوع کر لے ۔ حتیٰ کہ وہ قتال کر لے ۔ میں نے تم لوگوں کو اسی بات کی دعوت دی تھی مگر آپ لوگوں نے اس بات کا انکار کیا اور دشمن کی طرف پیش قدمی کرنے پر مصر ہوئے ۔ اب تم لوگ تقویٰ پر قائم رہو اور جنگ کے وقت صبر کو لازم پکڑو جب تم دشمن سے ٹکرا جاؤ اور دیکھو کہ میں تمہیں کیا حکم دیتا ہوں بس وہی کرنا ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان مدینے سے باہر نکل گئے اور وہ بدائع پر چلے گئے ۔ وہ ایک ہزار اصحاب تھے اور مشرکین تین ہزار تھے ۔ حضور چلتے رہے کہ اُحد میں جا کر اُترے مگر وہاں پہنچ کر عبداللہ بن ابی سلول (رئیس المنافقین) تین سو افراد کو وہاں سے توڑ کر واپس لوٹ آیا ۔ اب حضور کے پاس سات سو افراد رہ گئے تھے ۔ کعب بن مالک انصاری نے کہا تھا :

انا بهذا الجزع لو كان اهليه　　سوانا لقد سار بليل فاقشعوا
جلاد علىٰ ريب الحوادث لا ترى　　علىٰ هالك عينا لنا الدهر تدع
ثلاثه الاف ونحن نصيَّة　　ثلاث مييں ان كثرنا واربع
فواحوا سراعا موجفين كأنهم　　غمام هداقت ماء ها الويح تعلع
ورحنا وأخوانا بطاء كاننا　　اسود على لحم ببيشة ظلع

مگر سیرت ابن ہشام میں پہلا شعر یوں مروی ہے :

وانا بارض الخوف لو كان اهلها　　سوانا لقد اجلو بليل فاقشعوا

ہم لوگ ایسے خطے پر ہیں (یعنی ارض خوف پر ہیں) کہ اگر یہاں پر آنے والے ہمارے سوا کوئی اور ہوتے تو وہ رات کے اندھیرے میں فرار ہو جاتے اور کمزور پڑ جاتے ۔ ہم لوگ انتہائی صبر کرنے والے ، خطرات و حوادث پر آپ کسی ہلاک ہونے والے ہم میں سے کس آنکھ کو روتا نہیں دیکھیں گے بلکہ زمانہ ہم پر روئے گا ۔

ہمارے مقابلے پر دشمن کی تعداد تین ہزار ہے اور جبکہ ہم قوم میں سے چُنے ہوئے صرف تین سو افراد ہیں ۔ اگر ہم زیادہ ہوئے تو چار سو ہوں گے ۔ باقی لوگ واپس چلے گئے ہیں جلدی کرتے ہوئے عجلت سے گویا کہ وہ ایسے بادل تھے ہوا نے جن کا پانی گروادیا اور ان کو اُڑا کر لے گئی یعنی وہ اُکھاڑ دیئے گئے ۔ ہم نے تو یہیں شام کی ہے اور ہمارا آخری فرد بھی جم کر لڑے گا گویا کہ ہم بھوکے شیر ہیں جنگل کے (بیلہ کے) جو گوشت پر ٹوٹ پڑے ہیں ۔ جب عبداللہ بن اُبی سلول تین سو افراد کو لے کر واپس لوٹ گیا تو مسلمانوں کے دو گروہ سست ہو گئے تھے مگر انہوں نے یہ ارادہ کر ہی لیا کہ قتال کریں گے ۔ وہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھے جیسے کہا جاتا ہے ۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اُحد کے دامن میں صف بندی کی اور مشرکین نے پتھریلی زمین پر صف بندی کی جو اُحد کی جانب تھی اور دونوں فریق قتال کے لئے تیار ہو گئے اور مشرکین اپنے گھوڑوں پر سوار تھے۔ خالد بن ولید بن مغیرہ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اور ان کے ساتھ ایک سو گھڑ سوار تھے، مسلمانوں کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا اور مشرکین کا علمبردار بنو عبدالدار میں سے تھا اور ان کے علمبردار نے شکایت کی طلحہ بن عثمان شیبہ بن عثمان کے بھائی سے۔ اس لئے حجابۃ، ندوۃ اور لواء انہیں کے پاس یہ منصب ہوتے تھے۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا علمبرداری یوم بدر میں ضائع ہو گئی تھی یا علم ضائع ہو گیا تھا حتیٰ کہ اس علم کے گرد کتنے لوگ مارے گئے تھے۔ تم لوگ خوب جانتے ہو اور میں یہ رائے دیتا ہوں کہ میں دوسرا علمبردار مقرر کرتا ہوں۔ لہٰذا ابوالدار نے اور ان کے ہم نواؤں نے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو دوسرا علم بلند کرلو لیکن اس کو لہرائے گا بنو عبدالدار کا آدمی۔ ابوسفیان نے کہا، بلکہ تم لوگ اپنا علم قابو کرو اور صبر کرو۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے پچاس تیراندازوں کو حکم دیا اور ان کو مقرر کیا دشمن کے گھوڑوں کی طرف سے اور ان پر عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کر دیا جبکہ وہ لوگ ابن جبیر کے بھائی برادر تھے اور حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ اے تیرانداز و جب ہم لوگ قتال میں اپنے اپنے مقام کو پکڑ لیں تو اگر تم لوگ مشرکین کے کسی گھڑ سوار کو دیکھو کہ اس نے حرکت کی ہے اور تم دیکھو کہ اللہ کے دشمنوں کو شکست ہو گئی ہے تو بھی تم لوگ اپنے اپنے ٹھکانے کو نہ چھوڑنا۔ میں خود تمہارے پاس آؤں گا۔ تم میں سے کوئی آدمی اپنی جگہ سے نہ ہٹے، اور گھڑ سوار سے ہماری حفاظت کرنا۔ آپ نے ان سے وعدہ لیا اور اس میں تاکید فرمائی۔

مگر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی راستے سے ہی اس دن حضور کو وہ تکلیف پہنچی جو مذکور ہوئی جب حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے قتال کے بارے میں عہد لیا۔ اس دن مہاجرین کا جھنڈا بردار اصحاب رسول میں سے تھا، اس نے کہا کہ انشاء اللہ میں ان کی حفاظت کروں گا خبر میرے پاس ہے۔ طلحہ بن عثمان نے اس سے کہا، اے حفاظت کرنے والے کیا تجھے مقابلے کے لئے دلچسپی ہے (یعنی میرے مقابلے میں آؤ گے؟)۔ انہوں نے کہ جی ہاں بالکل۔ یہ کہتے ہی انہوں نے اگلے کو سنبھلنے نہیں دیا اس سے پہلے ہی اپنے تلوار فوراً طلحہ کے سر میں ماری جو کہ اس کے جبڑے تک اُتر گئی اس طرح اس نے اسے مار دیا۔

چنانچہ مشرکین کے علمبردار کا قتل ہو جانا رسول اللہ ﷺ کے خواب کی تصدیق تھی جو آپ نے دیکھا تھا کہ میں اپنے پیچھے سوار پر بکرے یا مینڈھے کو بٹھائے ہوئے ہوں۔ جب ان کا علمبردار مارا گیا تو نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب پھیل گئے اور متفرق ٹولیاں اور گروپ بن گئے اور دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لئے ان کی صفوں میں گھس گئے اور ان کو اسلحہ سے خالی کر دیا۔

ادھر دشمن کے گھڑ سواروں نے تین بار مسلمانوں پر حملہ کیا مگر ہر دفعہ تیروں سے چھلنی کئے گئے اور ناکام واپس لوٹ گئے اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور ہر دفعہ ان پر غالب آ گئے قتل کر کے۔ جب ان پچاس تیراندازوں نے دیکھا کہ اللہ عزوجل نے ان کے بھائی مسلمانوں کو فتح دی ہے تو وہ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم یہاں پر کسی کام کے لئے نہیں بیٹھے ہوئے، اللہ نے دشمن کو ہلاک کر دیا ہے اور ہمارے بھائی مشرکین کے لشکر میں ہیں مگر ایک گروہ نے کہا ان میں سے، ہم کس وجہ سے صف بنا کر کھڑے ہیں اللہ نے دشمن کو شکست دی ہے لہٰذا انہوں نے اپنے اپنے ٹھکانے چھوڑ دیئے جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ان سے عہد لیا تھا کہ وہ کسی قیمت پر ان کو نہ چھوڑیں۔ چنانچہ انہوں نے باہم اختلاف کیا اور بزدل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ لہٰذا ان کے اندر گھوڑے دوڑ گئے قتل کرتے ہوئے۔ اور زیادہ تر لوگ لشکر میں تھے۔

جب ان جوانوں نے دیکھا جو متفرق تھے کہ گھڑ سواروں نے تباہی مچادی ہے تو سب اکٹھے ہو گئے اور مل کر دشمن کی طرف سیدھے ہوئے مگر یہاں پر کسی چیخنے والے نے چیخ کر کہا پیچھے پیچھے ہو جاؤ رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہو گئے اس پریشانی میں۔ اور گھبراہٹ میں کتنے لوگ مارے گئے، اللہ نے مشرکین کے ہاتھوں ان کو شہادت کی عزت نصیب فرمائی۔ اور مسلمان مارے خوف اور پریشانی کے کسی کی طرف پلٹ کر دیکھ بھی نہیں رہے تھے یونہی وادی میں بھاگے جا رہے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو

ثابت قدم رکھا جب آپ کے صحابہ میں سے کسی نے آپ کو سامنے دیکھا تو حضور ﷺ لوگوں کو پیچھے سے بُلا رہے تھے۔ پھر کچھ لوگ جو قریب تھے آواز سُن سکے وہ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔

وادی میں پانی کے مقام پر جب رسول اللہ ﷺ نظر نہ آئے تو ایک آدمی نے ان سے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اپنی قوم کی طرف جاؤ وہ تمہیں امان دے دیں گے اس سے کہ وہ تمہیں قتل کرنے آ جائیں اور وہ تمہارے گھروں میں داخل ہو جائیں۔ ایک آدمی نے ان میں سے کہا اگر اس معاملے میں ہمیں کچھ اختیار ہوتا یا ہماری کوئی سُنتا تو ہم لوگ یہاں پر نہ مارے جاتے۔ اور دوسروں نے کہا کہ اگرچہ رسول اللہ ﷺ قتل ہو گئے ہیں تو کیا تم لوگ اپنے دین پر نہیں لڑو گے اسی دین پر جس پر تمہارے نبی کریم ﷺ تھے۔ حتیٰ کہ تم لوگ بھی شہید ہو کر اللہ کو مل جاؤ۔

ان میں سے ایک انس بن نضر تھے اس کے لئے اس بات کی شہادت رسول اللہ ﷺ کے سامنے سعد بن معاذ نے دی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی قیشر میں سے ایک نے کہا تھا کہ اگر ہمیں اس معاملے میں کوئی اختیار ہوتا تو ہم یہاں پر نہ مارے جاتے۔

نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو تلاش کرنے روانہ ہوئے تو اچانک مشرکین آپ کے منہ کے سامنے آپ کے راستے پر تھے۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ وہ آپ کے سامنے آ گئے ہیں تو آپ نے دعا کی، اے اللہ! اگر تو چاہے تو آپ کو کوئی مغلوب اور عاجز نہیں کر سکتا دھرتی پر۔ اور کہا کہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ لہٰذا مشرکین آپ کے راستے سے ہٹ گئے اور نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو بُلاتے رہے تھے گھاٹی میں اُوپر کو چڑھتے ہوئے اور اس کے ساتھ چند آدمیوں کی جماعت بھی تھی جو آپ کے ساتھ صبر کر کے ڈٹے رہے تھے۔

ان میں سے طلحہ عبید اللہ تھے، زبیر بن عوام تھے۔ انہوں نے حضور کے ساتھ موت کی بیعت کی ہوئی تھی، وہ لوگ اپنے آپ کی اوٹ میں حضور ﷺ کو چھپائے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ مل کر قتال کر رہے تھے حتیٰ کہ وہ سارے قتل ہو گئے سوائے چھ یا سات افراد کے اور وہ باوجود اس کے پانی کے مقام فہر اس کے گرد پہرہ دے رہے تھے۔ کہا جاتا ہے پہلا شخص کعب بن مالک تھا جس نے رسول اللہ کی آنکھ یا سراپا پہچانا تھا جب آپ گم تھے۔ مغفر اور خود کے پیچھے سے اس نے اُونچی آواز سے پکارا تھا اللہ اکبر یہ ہیں رسول اللہ ﷺ۔ اس نے آپ کی طرف اشارہ کیا تھا کیونکہ آپ بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ انہوں نے حضور سے کہا تھا کہ آپ خاموش ہو جائیں حفاظت کے پیش نظر۔ حضور ﷺ کا چہرہ انور زخمی تھا، آپ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے تھے۔

ادھر اُبی بن خلف تھا جس نے یہ کہہ رکھا تھا کہ اللہ کی قسم میرے پاس دو گھوڑے ہیں، میں نے روزانہ ان کو مکئی و جوار چارہ کھلا کر پالا ہوا ہے۔ میں ان پر چڑھ کر ضرور محمد کو قتل کروں گا۔ اس کی قسم کھانے کی اطلاع حضور ﷺ کو پہنچ چکی تھی۔ حضور نے فرمایا تھا، بلکہ میں اس کو قتل کروں گا۔ انشاء اللہ

لہٰذا اُبی بن خلف لوہے میں چھپا ہوا اپنے اسی گھوڑے پر سوار ہو کر حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لئے آیا اور قسم کھالی کہ آج یا محمد نہیں یا میں نہیں۔ اگر محمد بچ گیا تو میں نہیں رہوں گا۔ اس نے رسول اللہ کو قتل کرنے کے لئے حملہ کیا۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب نے کہا اس کے سامنے کئی لوگ آ گئے تھے اہل ایمان میں سے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو حکم دیا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو اور اس کو میرے پاس آنے دو۔ چنانچہ مصعب بن عمیر جو بنو عبد الدار کے بھائی تھے وہ اس کے آگے آئے رسول اللہ ﷺ کو بچانے کے لئے۔ لہٰذا مصعب بن عمیر مار گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُبی بن خلف کی ہنسلیوں پر تلوار ماری مسراخ سے جو خود کے اور زرہ کے درمیان تھا آپ نے اپنی تلوار اس میں سے گھسیڑ دی جس سے اُبی اپنے گھوڑے سے گر گیا مگر اس کے زخم سے خون نہیں نکلا۔ چنانچہ سعید نے کہا کہ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی ٹوٹ گئی ہے۔

لہٰذا اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :

وما رميت اذ رميت ولكن الله رمیٰ ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۱۷)

آپ نے نہیں مارا، جب آپ نے مارا بلکہ اللہ نے مارا ہے۔

لہٰذا اس کے بعد اس کے ساتھی اس کے پاس پہنچے تو وہ ایسے آوازیں نکال رہا تھا جیسے بیل ذبح کے وقت گرڑاتا ہے۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ کیا بزدلی ہے اور بے صبری ہے کچھ بھی نہیں بس یہ تو ایک خراش ہے یا ہلکا زخم ہے۔ اس نے ان سے رسول اللہ کا قول ذکر کیا جو آپ نے فرمایا تھا کہ میں اس کو قتل کروں گا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم مجھے اس قدر اذیت ہو رہی ہے کہ اگر پورے اہل حجاز کو پہنچتی تو وہ سارے کے سارے مر جاتے۔ لہٰذا اُبی بن خلف واپس مکے نہ پہنچ سکا بلکہ مر گیا۔

جب حضور ﷺ اپنے اصحاب کے پاس پہنچے اور انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ طلحہ اور زبیر ساتھ تھے اور سہل بن حُنیف اور حارث بن صمہ بنونجار کے بھائی کو اصحاب رسول نے گمان کیا کہ وہ دشمن ہے (دور سے) لہٰذا ان میں سے ایک نے تیر کمان کے جگر پر رکھا اور تیر مارنا چاہا جب انہوں نے باہم کلام کیا اور رسول اللہ نے ان کو آواز دی تو پہچان گئے۔ اس کے بعد صحابہ اس قدر خوش ہو گئے جیسے ان کو کوئی تکلیف پہنچی ہی نہیں تھی۔ وہ اسی حالت پر ہی تھے کہ اچانک شیطان نے اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کیا اور ان کے آگے وسوسہ اور غم دلانا پیش کیا۔

جب انہوں نے اپنے دشمن کو دیکھا کہ وہ ان کو چھوڑ کر دور چلے گئے ہیں۔ لہٰذا اپنے مقتولین کا ذکر کر رہے تھے اور اپنے بھائیوں پر اور ایک دوسرے نے اپنے جگری دوستوں کا پوچھ رہے تھے اور ایک دوسرے کو اپنے مقتولین کی خبر دے رہے تھے۔ فرمایا اچانک مسلمانوں کا حزن شدید ہو گیا، کیونکہ اللہ نے مشرکین کو ان پر پیچھے سے بھیج دیا تھا اور ان کو ان کے ذریعے غم دے دیا تھا تاکہ اس غم کے ساتھ ان کی وہ کیفیت دور کرے جو وہ (فتح کی) دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کا دشمن پہاڑ کے اُوپر چڑھ چکا ہے یوں دشمن ان سے اُوپر اور یہ نیچے نظر آنے لگے۔ لہٰذا اس خطرے میں وہ اپنے بھائیوں کے حزن اور غم کو بھول گئے۔

پھر اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ثم انزل عليكم من بعد الغم امنة نعاسا يغشى طائفة منكم ۔

کہ اللہ نے تم میں سے ایک گروہ پر امن کی اُونگھ طاری کردی تھی جس نے تم میں سے ایک گروہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی آیت اُتاری :

وطائفة قد أهمتهم انفسهم يظنون بالله غير الحق ظن الجاهلية يقولون لو كان لنا من الامر شئ ۔ ما قتلناههنا ۔

اور جماعت ایسی تھی کہ انہوں نے اپنے دلوں کو خود کمزور کر لیا تھا، وہ اللہ کے بارے میں ناحق جاہلیت والے گمان کر بیٹھے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے اگر اس معاملہ میں ہماری کوئی مرضی ہوتی اور ہمارا کوئی اختیار چلتا تو ہم یہاں پر نہ مارے جاتے۔

وہاں پر اللہ نے یہ بھی آیت نازل فرمائی :

قل لو كنتم فى بيوتكم لبرزالذين كتب عليهم القتل الى مضاجعهم ۔ الخ
(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

آپ فرما دیجئے اے پیغمبر ﷺ! کہا گر تم لوگ اپنے گھر میں بیٹھے ہوتے اور تقدیر جب کر جاتی تو جن پر لڑ کر مرنا لکھا تھا وہ خود بخود گھروں سے باہر آجاتے اپنے مر کر گرنے کی جگہ پر۔ (عليم بذات الصدور تک)

اس طرح مسلمانوں کے لئے دوغم تھے، یہ غم آخر تھا اور غم اول اس وقت تھا جب گھاٹی میں شکست کھا کر اُوپر چڑھے جا رہے تھے۔ اس کے بعد سنبھلے تو ان کو وہ شکست بھول گئی تھی۔ جب وہ دشمن کی تلاش میں اور قتال میں ڈر نہیں رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی دعا کر دی تھی، اے اللہ! بے شک ان کفار ومشرکین کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ آج کے دن ہمارے اُوپر غالب آئیں۔ رسول اللہ نے دعا کی اور اصحاب کو پکارا۔ ان میں سے ایک جماعت پکارنے پر فوراً لپک کر آئی۔ لہٰذا یہ لوگ بھی گھاٹی میں اُوپر چڑھ گئے۔ یہاں تک کہ وہ اور دشمن برابر ہو گئے۔ اب مسلمانوں نے ان کو تیروں سے بھون دیا اور ان پر نیزوں سے اور برچھیوں سے حملے کئے حتیٰ کہ ان کو انہوں نے مجبور کر کے پہاڑ کے اُوپر سے نیچے اُتار دیا۔ لہٰذا مشرکین مسلمانوں سے ہٹ کر مسلمانوں کے مقتولین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے ان کا مُثلہ کرنا شروع کیا یعنی ان کے کان ناک اور شرم گاہیں کاٹ ڈالیں، ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ وہ یہ گمان کر رہے تھے کہ وہ اس طرح نبی کریم ﷺ کو اور ان کے اشراف اصحاب کو اذیت پہنچا رہے ہیں۔

اس کے بعد مشرکین پھر اکھٹے ہو گئے اور انہوں نے مقابلہ کرنے کے لئے پھر سے صف بندی کر لی اور ابوسفیان جوان کے سردار تھے وہ کہنے لگے کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ جنگ تو ڈولی ہوئی ہے (کبھی ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے کبھی تمہارے ہاتھ میں) یعنی کبھی تم غالب ہوئے تھے تو کبھی ہم غالب ہوئے ہیں۔ آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اس دن میں فرق صرف یہ ہے کہ ہمارے مقتولین کے ناک کان نہیں کٹے تھے، تمہارے مقتولین کے ناک کان بھی ہم نے کاٹ ڈالے ہیں مگر میں نے اس بات کا ان کو حکم نہیں دیا تھا۔ اور میں نے اس کو ناپسند نہیں کیا۔ اس کے بعد ابوسفیان نے نعرہ مارا اُعْلُ هُبَلْ اے ھبل غالب ہو جا (مشرکین کے سب سے بڑے بت کا نام تھا)۔ وہ اپنے فرضی معبودوں پر فخر کرنے لگا۔

حضرت عمر ؓ نے دیکھا تو کہنے لگے سُنیے یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کا دشمن کیا کہہ رہا ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا اس کو بلا کر یوں کہو اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ۔ اللہ سب سے اُونچا ہے اور غالب ہے اور سب سے بڑا عزت والا ہے وہ لوگ اور ہم برابر نہیں ہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں ہیں ان کے مقتول جہنم میں ہیں۔ مشرکین نے مسلمانوں کے جواب میں کہنا شروع کیا بے شک ہمارے لئے عزیٰ ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے (دوسرے بڑے بت کا نام ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان کو جواب دو اَللّٰهُ مَوْلَانَا ۔ وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ اللہ ہمارا آقا اور سرپرست ہے تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ اس پر مشرکین نے محمد ﷺ کو نام لے کر آواز دی۔ جب انہوں نے یقین کر لیا کہ حضور ﷺ زندہ سلامت ہیں تو انہوں نے حضور ﷺ کے اصحاب کو پکارا۔ انہوں نے جان لیا کہ وہ بھی زندہ ہیں تو اللہ نے ان کو رسوا کر دیا۔ لہٰذا وہ لوگ اپنے اپنے سامان کی طرف لوٹ گئے۔

مسلمانوں کو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ اب ان کے کیا ارادے ہیں، لہٰذا رسول اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ ان کو دیکھو کہ اگر وہ سوار ہو گئے ہیں اور سامان بھی ان کے گھڑ سواروں کے پیچھے جا رہا ہے تو اور ابھی تو وہ ارادہ کر رہے ہیں کہ تمہارے گھروں اور ٹیلوں پہاڑوں کے قریب ہونا چاہتے ہیں جہاں پر تم لوگوں کے بال بچے ہیں اور تمہاری عورتیں ہیں۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو میں ان کو مدینہ کے اندر پھانس دوں گا۔ اگر انہوں نے سامان اُوپر باندھ دیا ہے اور گھوڑوں سے علیحدہ ہو گئے ہیں تو وہ فرار کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جب وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے تو حضور نے سعد بن ابووقاص کو ان کے آثار پر جائزے کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ آپ جا کر ان کا معاملہ جان کر ہمیں آگاہ کیجئے۔ سعد دوڑے دوڑے گئے حتیٰ کہ ان کے معاملات لے کر آ گئے اور کہنے لگے کہ میں نے ان کے گھوڑوں کو دیکھا ہے وہ اپنے دم مارتے رہے ہیں الگ تھلگ کئے ہوئے بیٹھے بھرے ہوئے اور اس نے دیکھا کہ لوگوں کو کہ واپس لوٹتے ہوئے ہتھیار باندھ چکے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے دل دشمن قوم کے جانے پر خوش ہو گئے۔ پھر وہ پھیل گئے۔ اپنے اپنے مقتولین کو تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے نہ پایا کسی مقتول کو مگر سارے کے سارے مقتولین کے ناک کان کٹ چکے تھے سوائے فضلہ بن ابوعامر کے کیونکہ اس کا والد مشرکین کے ساتھ تھا۔ اسی لئے اسے چھوڑ دیا گیا اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا والد قتل ہونے کے بعد اس کے پاس رکا رہا تھا، اس نے اس کے سینے پر دھکا دیا تھا

اپنے پیر کے ساتھ اور کہا تم نے دو گناہ کئے ہیں، میں تیرے مرنے کی جگہ پر آیا ہوں یہاں پر۔ اے دَبَیْسَ میری زندگی کی قسم تو تو رحموں اور رشتوں کو جوڑنے والا تھا اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا۔

مسلمانوں نے حمزہ بن عبدالمطلب کو (چچا رسول کو) اس حال میں پایا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور ان کا جگر نکال لیا گیا تھا اسے وحشی نے نکال لیا تھا اور اسی نے ان کو قتل کیا تھا اور وہ ان کے جگر کو ہندہ بنت عتبہ کے پاس لے گیا تھا ایک نذر اور منت میں جو اس عورت نے اس وقت منت مانی تھی جب حمزہ نے اس کے باپ کو یوم بدر میں قتل کیا تھا کہ اگر حمزہ ہمارے ہاتھوں قتل ہوئے تو میں اس کا کلیجہ چباؤں گی۔

مسلمان اپنے مقتولین کے دفن کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں دفن کیا اور حضرت حمزہ ایک چادر میں دفن کئے گئے تھے جو شہادت سے پہلے ان پر تھی ایسے جب سر کی طرف کھینچتے تھے تو پیر ننگے ہوتے تھے اور جب پیروں کی طرف کھینچی جاتی تو سر ظاہر ہو جاتا تھا (چہرہ ظاہر ہو جاتا تھا)۔ لہٰذا درختوں کی ٹہنیاں، لکڑیاں اور پتھر لا کر ان کے قدموں پر رکھ دیئے گئے اور ان کے چہرے کو اسی چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔

موسیٰ نے کہا ہے، ابن شہاب نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ شہداء کے دفن سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ ان کے زخموں کی پٹی لپیٹ دو کیونکہ ہر وہ زخم جو اللہ کی راہ میں لگتا ہے وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا رنگ تو جوان ہوگا مگر اس کی خوشبو کستوری کی ہوگی۔ اس کے بعد رسول اللہ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اس پر گواہ ہوں گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اُٹھے تاکہ آپ کی نظر کے سامنے شہداء دفن کئے جائیں اور آپ نے انہیں غسل نہیں دلوایا مگر ان میں سے کسی ایک پر بھی آپ نے نماز جنازہ نہیں پڑھایا تھا۔ جیسے عام موتی پر پڑھائی جاتی ہے اور ان کو انہی کپڑوں میں دفن کیا گیا تھا جن میں وہ قتل کئے گئے تھے۔ اس کے سوا اور کوئی کپڑا انہیں دیا گیا تھا (یعنی وہی کپڑے ان کے کفن تھے علاوہ ازیں کفن کا انتظام نہیں تھا نہ دیا گیا)۔

آپ نے فرمایا کہ وہ ایک گروہ ایک ایک قبر میں دفن کئے تھے یعنی وہی شہداء۔ آپ پوچھتے تھے ان میں سے کون ہے جس کو قرآن زیادہ یاد ہے، جب کسی کی طرف اشارہ کیا جاتا ان میں سے تو آپ اس کو پہلے لحد میں اُتارتے دیگر ساتھیوں سے، حتیٰ کہ آپ فارغ ہو گئے ان کے دفن سے۔ اور کچھ مہاجرات اور کچھ انصاری عورتیں آئیں، وہ اپنی پشت پر پانی اُٹھائے ہوئے تھیں اور کھانا بھی۔ اور سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی ان کے ساتھ نکلی۔ اس نے جب اپنے والد محترم کو دیکھا اور ان کے چہرے پر خون دیکھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گلے سے لگایا اور ابا کے چہرے اور جسم سے خون صاف کرنے لگی اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے اللہ کا غضب شدید ہو جاتا ہے اس قوم پر جنہوں نے اللہ کے رسول کے چہرے کو خون آلود کیا اور اس شخص پر بھی اللہ کا غضب شدید ہو جاتا ہے جس کو اللہ کا رسول قتل کرے۔

اور کہا سہل بن ساعدی نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون

اے اللہ! میری قوم کو بخش دے اس لئے کہ وہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ ابن شہاب نے کہا تھا، اس دن ایک آدمی نے بنی حارث بن عبد مناف نے رسول اللہ ﷺ کو تیر کا نشانہ مارا تھا اسے ابن قمئہ کہتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ بلکہ آپ کو عتبہ بن ابو وقاص نے مارا تھا۔

کہتے ہیں کہ علی بن ابو طالب بھاگے پانی کے گھاٹ طرف اور فاطمہ سے کہا کہ اس تلوار کو تھام کر رکھیں بغیر کسی بُرائی کے۔ چنانچہ وہ ڈھال کے اندر پانی لے آئے (چونکہ اور کوئی چیز موجود نہیں تھی)۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے پینا چاہا مگر اس کی بو محسوس کی اور آپ نے فرمایا یہ ایسا پانی ہے جس کی بو بدل چکی ہے، آپ نے اس پانی سے کلی کر لی اور فاطمہ نے اپنے والد کا خون دھو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب علی کی تلوار کو خون آلود دیکھا تو فرمایا، اگر تم نے احسن طریقے پر قتال کیا ہے تو عاصم بن ثابت بن الافلح نے اور حارث بن صمہ اور سہل بن حُنیف نے بھی احسن طریقے پر قتال کیا تھا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کے بارے میں خبر دو کہ انہوں نے کیا کیا اور کہاں گئے؟ لوگوں نے بتایا کہ کفر کیا تھا ان میں سے زیادہ تر لوگوں نے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک مشرکین نے ہمارا اس قدر نقصان نہیں کیا جتنا ان کا ہوا ہے یا ہم نے جس قدر ان کا کیا ہے یا یہ کہ پہلے ہم نے ان کا کیا ہے۔ اس لئے مشرکین اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ اور ابوسفیان نے ان کو اعلان کیا تھا اور مشرکین کو جب وہ کوچ کر گئے تھے اس نے کہا تھا کہ تمہارا وعدہ موسم ہے یعنی موسم بدر میں یہ بازار ہوتا تھا جو ہر سال بدر میں لگتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان سے کہہ دو ٹھیک ہے، ہم لوگ تیار ہیں۔ ابوسفیان نے کہا وہی وعدہ گاہ ہے۔

انہیں لوگوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن اپنی تلوار پیش کی اور فرمایا کون اس کو لیتا ہے اس کے حق کے ساتھ؟ لوگوں نے پوچھا کہ اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ اس کو استعمال کرے جب دشمن سے ٹکرائے۔ حضرت عمر نے کہا (لوگوں کا خیال ہے) میں اس کو لیتا ہوں، آپ نے اس سے گریز کیا۔ پھر دوسری بار آپ نے اس کو پیش کیا، زبیر نے کہا میں اس کو لیتا ہوں۔ حضور نے اس سے بھی گریز کیا عمر نے اور زبیر نے اس بات کو دل میں محسوس کیا۔ پھر حضور نے تیسری بار پیش کی اس شرط کے ساتھ۔ اب کہ ابودجانہ سماک بن خرشہ بنوساعد کے بھائی نے کہا یارسول اللہ اگر میں اس کو لے لوں اس کے حق کے ساتھ۔ آپ نے اس کو دے دی۔ اس نے اس بات کو سچا ہی کہا۔ جب وہ دشمن سے ملے۔ لہٰذا وہ تلوار اس کے خون کے ساتھ سے دے دی گئی یا اس نے تلوار کو اس کا حق بھی دے دیا۔

اور لوگوں نے گمان کیا کہ کعب بن مالک نے کہا میں ان میں تھا جو مسلمان نکلے تھے میں نے جب مسلمانوں کے مقتولین کے ساتھ اس قدر مشرکین کی طرف سے مُثلے (ناک کان کاٹے) ہوئے دیکھے۔ میں اُٹھ کر گیا اور آگے چلا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی اسلحہ جمع کر رہا ہے مسلمانوں کے جمع کرنے کی طرح اور کہہ رہا ہے جمع ہو جاؤ جیسے جیسے جمع کئے جاتے ہیں بکری کے ہاں جس کے بال اُترے ہوں۔ کہتے ہیں کہ رجا دیکھا کہ مسلمانوں میں، ایک آدمی کھڑا اس کا انتظار کر رہا ہے اور اس کے اُوپر اس کا اسلحہ بھی لگا ہوا ہے۔ میں چلتے چلتے اس کے پیچھے آ گیا۔ اس کے بعد میں اپنی نگاہ سے کافروں کا جائزہ لینے لگا۔ وہ کافر ان دونوں میں سے زیادہ بہتر تھا تیاری کے لحاظ سے اور ہیئت کے لحاظ سے۔ کہتے ہیں کہ مقتل ان کو دیکھتا رہا حتیٰ کہ وہ دونوں ٹکرا گئے۔ مسلمان نے کافر کے کاندھے پر ایسی تلوار ماری کہ اس کو کاٹتی ہوئی اس کے چوتڑوں تک اُتر گئی اور وہ حصوں میں بٹ گیا۔ اس کے بعد مسلمان نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا اور کہنے لگا کیسے دیکھتے ہو تم اے کعب، میں ابودجانہ ہوں۔

(اُحد سے واپسی پر) جب نبی کریم ﷺ مدینے کی گلیوں میں داخل ہوئے تو اچانک رونے اور بین کرنے کی آوازیں گھروں سے سُنائی دیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ انصار کی عورتیں اپنے مقتولین کو رو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا، ایک عورت آئی وہ اپنے بیٹے کو اور اپنے شوہر کو اُونٹ پر اُٹھائے ہوئے تھی۔ اس نے ان کو رسی کے ساتھ باندھ لیا تھا پھر خود بیچ میں بیٹھ گئی تھی اور ان میں سے مقتولین اُٹھائے گئے تھے اور وہ مدینے کے قبرستانوں میں دفن کئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو لا دکر لانے سے منع کیا اور فرمایا کہ ان کو وہیں دفن کر دو جہاں شہید کئے گئے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جب رونے کی آواز سُنی تو فرمایا کہ لیکن حمزہ کو تو مدینے میں کوئی رونے والا بھی نہیں ہے اور آپ نے اس کے لئے استغفار کیا۔

حضور کی یہ بات سعد بن معاذ نے اور سعد بن عبادہ نے اور معاذ بن جبل نے اور عبداللہ بن رواحہ نے سُنی تو اپنے اپنے گھروں میں گئے انہوں نے ہر نوحہ کرنے اور رونے والی کو بلایا جو مدینے میں تھی اور ان سے کہا اللہ کی قسم تم لوگ انصار کے کسی مقتول کو نہ روؤ حتیٰ کہ چچائے رسول کو بھی روو۔ اس لئے کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اس کو مدینے میں کوئی بھی رونے والی نہیں ہے اور انہوں نے یہ بھی گمان کیا ہے کہ وہ شخص جو نوحہ کرنے والیوں کو بلا لائے تھے وہ عبداللہ بن رواحہ تھے۔ اب جو حضور ﷺ نے رونے کی آواز سُنی تو پوچھا کہ یہ کیسا رونا ہے؟ لہٰذا آپ کو بتایا گیا کہ انصار نے جو کچھ کہا ہے اپنی عورتوں کے ساتھ، لہٰذا حضور ﷺ نے انصار کے لئے استغفار کیا اور ان کے بارے میں خیر کے الفاظ کہے۔ اور فرمایا کہ میں نے اس بات کا ارادہ نہیں کیا تھا اور میں رونے والے کو پسند بھی نہیں کرتا اور آپ نے رونے سے منع فرما دیا۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کہ تین کام عمل جاہلیت میں سے ہیں۔ ان کو میری اُمت ترک کردے۔ نوحے اور بین کرنا موتی پر اور طعن کرنا نسب میں اور یہ قول کرنا کہ بارش فلاں ستارے کے طلوع ہونے سے ہوئی ہے۔ حالانکہ کوئی طلوع وغیرہ نہیں بلکہ وہ محض اللہ کی عطا سے ہوئی ہے اور اسی کا رزق ہوتا ہے (جو وہ عطا کرتا ہے)۔ (ترمذی۔ کتاب الجنائز۔ باب ماجاء فی کراہیۃ النوع۔ حدیث ۱۰۰۱ ص ۳/۳۱۶)

مسلمانوں کے رونے کے وقت منافقین نے مکر کرنا اور رسول اللہ ﷺ سے لوگوں کو جدا کرنا اور ان کو غم دلانا شروع کردیا۔ اور اس وقت یہودیوں کا باطنی کھوٹ اور دھوکہ سامنے آگیا اور پورے مدینے میں منافقیت ایسے جوش مارنے لگی جیسے ہنڈیا جوش مارتی ہے۔ ان لوگوں نے مسلمانوں کے رونے کے وقت نفاق اور دھوکہ ظاہر کردیا جو وہ چھپاتے پھرتے تھے۔

ادھر یہودیوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو مترک اس پر غالب نہ آجاتے اور ان میں سے وہ لوگ نہ مارے جاتے جو مارے گئے ہیں۔ بلکہ یہ حکومت اور ملک واقتدار کا طالب ہے، ایک بار حکومت اس کے پاس ہوگی اور دوسری بار اس کے مخالف کے پاس ہوگی۔ اور نبوت کے بغیر اہل طلب دینا ایسے ہوتے ہیں۔ ادھر منافقوں نے کہا انہیں یہودیوں جیسا قول اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ اگر تم لوگ ہماری بات مانتے تو جو لوگ تم میں سے مارے گئے ہیں وہ نہ مارے جاتے۔

ادھر اہل مکہ میں ایک آدمی سول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ نے اس سے ابوسفیان اور اس کے دیگر ساتھی مشرکین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے ان کے پاس بیٹھ کر ان لوگوں کی باتیں سُنی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو ملامت کررہے تھے۔ ان میں سے بعض بعض سے کہہ رہا ہے تم لوگ کیوں ایسا کام کرتے ہو جس سے تم لوگ اپنی عزت وشوکت کو داؤ پر لگا آتے ہو اور اپنی بہادری کو بھی بٹہ لگاتے ہو اور اس پر طرہ یہ کہ تم لوگ ان کو باقی چھوڑ آتے ہو۔ ان کو ختم نہیں کرسکتے ہو، ابھی تک ان میں سے سردار باقی ہیں وہ تمہارے خلاف لوگوں کو پھر جمع کرلیتے ہیں۔

اور نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا اور ان کو دشمن کی تلاش کا شدید زخم تھا تاکہ وہ خود بھی اس بات کو سُنیں۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ساتھ ہرگز نہ چلے مگر وہی قتال میں حاضر تھا۔ عبداللہ بن اُبی نے کہا میں آپ کے ساتھ سوار ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اللہ اور رسول کی بات ماننا ان لوگوں کا کام ہے جن پر آزمائش گزری ہے۔ لہٰذا وہ لوگ چل پڑے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے اندر ارشاد فرمایا ہے :

الذین استجابو اللّٰہ و الرسول بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم و اتقوا اجر عظیم ۔
(سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲)

وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مانی باوجود اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا جن لوگوں نے ان میں سے نیکی کی اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

اور کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ سُلمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرے والد نے مجھے واپس بھیج دیا تھا حالانکہ میں آپ کے ساتھ نکلا تھا تاکہ میں قتال میں حاضر ہوں مگر اس نے کہا تم واپس جاؤ اور اس نے مجھے قسم دی کہ میں اپنی عورتوں کو چھوڑ کر نہ جاؤں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے یہ ارادہ کیا تھا جب اس نے مجھے وصیت کی تھی واپس ہونے کی اسی امید کا جو اس کو پہنچ گئی ہے قتل ہو جانا بس اللہ نے اس کو شہادت عطا کی ہے اس نے میرے ساتھ بقا کا ارادہ کیا تھا اپنے ترکہ کے لئے، مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ جدھر بھی رُخ کریں میں آپ کے ساتھ رہوں اور میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ آپ کے ساتھ صرف وہی بندہ طلب کیا جائے جو قتال میں شریک رہ چکا ہو۔ لہٰذا آپ مجھے اجازت دے دیں۔ بس اس کو رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی۔ بس رسول اللہ ﷺ نے دشمن کو تلاش کیا (آپ اس تلاش میں

مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے اور قرآن مجید نازل ہوا ان کی رضاعت کے بارے میں جنہوں نے اطاعت کی اور ان کے نفاق کے بارے میں جنہوں نے منافقت کی اور مسلمانوں کی تعزیت اور صبر دلانے میں اور ان کے ہر جگہ وطن بنانے کی حالت کے بارے میں اور حضور ﷺ کے نکلنے کے وقت کے بارے میں جب انہوں نے صبح کی تھی۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

و اذ غدوت من اهلك تبوئ المؤمنين مقاعد للقتال و الله سميع عليم ۔

یاد کرو جب آپ نے اصل سے علی الصبح روانہ ہو کر مؤمنوں کو جگہ متعین کر کر کے دے رہے تھے قتال کے لئے ٹھکانے بتا کر اور اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۱)

پھر اس آیت کے بعد والی آیت میں جس میں انہیں کے قصے کا ذکر کیا ہے یہ سلسلہ اس آیت تک چلا گیا ہے۔

ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان انما استز لهم الشيطان ببعض ما كسبوا و لقد عفا الله عنهم ان الله عفو ر حليم ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۵)

بے شک وہ لوگ جو واپس لوٹ گئے تھے تم میں سے جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائیں تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے پھسلا دیا تھا ان کے بعض اعمال کی وجہ سے اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے بے شک اللہ بخشنے والا بردبار ہے (اور اس کے بعد کی سات آیات بھی اسی بارے میں ہیں)۔

اور وہ گروہ جنہوں نے پیٹھ پھیر لی تھی وہ مندرجہ ذیل تھے۔

دو آدمی بنو زریق میں سے تھے، ایک سعد بن عثمان اور اس کا بھائی عقبہ بن عثمان اور ایک آدمی مہاجرین سے واپس لوٹ گئے تھے یہاں تک کہ وہ بیر حزم تک جا پہنچے تھے۔

اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ مقام جلعت تک پہنچے تھے۔ پھر اللہ نے ان سے درگزر فرما دیا تھا۔ پھر بے شک مسلمان، پھر بے شک وہ مسلمان کثیر تعداد میں تھے جن کو اُحد والے دن مصیبت سے دوچار ہونا پڑا تھا جبکہ یوم بدر میں مشرکین ان سے بھی دوہری تعداد میں ہلال ہوئے تھے۔ اس وجہ سے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

او لما اصابتكم مصيبة قد اصبتم مثليها قلتم انى هٰذا قل هو من عند انفسكم ان الله على كل شئ قدير ۔

آیا کیا جب تمہیں مصیبت پہنچی ہے تو (یہ بھی تو سوچو کہ) تم ان کو اس کی دہری مصیبت پہنچا چکے تھے۔ پھر بھی لوگوں نے کہا کہ یہ ہم پر کہاں سے آن پڑی ہے۔ اے پیغمبر! آپ فرما دیجئے کہ وہ تمہارے اپنے نفسوں کی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور اس کے بعد کی آیات بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں۔

اس کے بعد موسیٰ بن عتبہ نے ان لوگوں کے نام ذکر کئے ہیں جو اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں مارے گئے تھے۔ اور ان کے اندر اس نے یمان ابوحذیفہ کا ذکر کیا ہے۔ اس کا نام حُلیل بن جبیر تھا، وہ ان کا حلیف تھا بنو عبس میں سے۔ مسلمانوں نے اس کا کام تمام کر دیا تھا معرکہ میں، نہیں جانتے تھے کہ اس کو کس نے مارا ہے۔ لہٰذا حذیفہ نے اس کے خون کو صدقہ کر دیا اس پر جس نے اس کو مارا تھا (یعنی اس نے معاف کر دیا تھا)۔

موسیٰ بن عتبہ نے کہا کہ ابن شہاب نے کہا تھا کہ عروہ بن زبیر نے کہا مسلمانوں نے اس کے بارے میں اس دن غلطی کی تھی، انہوں نے اس کو دشمن سمجھ کر تلواروں کی زد میں لے لیا تھا حالانکہ حذیفہ چیختے رہے کہ میرا باپ ہے میرا باپ ہے مگر وہ (معرکہ کی حالت میں اور گھمسان کی جنگ میں) اس کی بات نہ سمجھ سکے یہاں تک کہ وہ اس کا کام تمام کر کے فارغ ہو گئے (بظاہر بعد میں افسوس ہونا فطری بات تھی)۔ مگر حذیفہ نے کتنی بڑی وسعت ظرفی کا مظاہرہ کیا اس نے کہا، اللہ تم لوگوں کو معاف کر دے، اللہ تم لوگوں کو معاف کر دے وہ ارحم الراحمین ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی مصالحت کرادی تھی اور حذیفہ نے بھی معاف کر کے حضور کے نزدیک خیر کی اعلیٰ مثال قائم کردی۔ کہتے ہیں کہ وہ جمیع لوگ جو یوم اُحد میں مسلمانوں میں سے شہید کئے گئے قریش میں سے اور انصاری میں سے وہ اُنچاس آدمی تھے اور مشرکین میں سے جو مارے گئے وہ سولہ آدمی تھے۔

تحقیق ہم نے اُحد کا قصہ ذکر کیا ہے مغازی موسیٰ بن عقبہ سے رحمہ اللہ۔ اس نے اس میں سے بعض متفرق احادیث کو بطور شواہد ذکر کیا ہے مگر ان بعض احادیث میں کچھ زیادات اور اضافے ہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہے اور ہم ان شاء اللہ اس کو بیان کریں گے علیحدہ ابواب میں باقاعدہ عنوانات قائم کر کے ان مشتملات کے ساتھ۔

باب ۳۸

جنگ اُحد والے دن مسلمانوں کی اور مشرکین کی تعداد کا ذکر

اور فرمانِ الٰہی :

۱۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۱۔۱۲۲)

(ترجمہ) جب فجر کو نکلا تو اپنے گھر بٹھانے لگا مسلمانوں کو لڑائی ٹھکانوں پر اور اللہ سُنتا جانتا ہے، جب قصد کیا دو فریقوں نے تم میں سے کہ نامردی کریں، اور اللہ مددگار تھا ان کا اور اللہ ہی پر چاہئے بھروسہ کریں مسلمان۔

۲۔ مَا لَكُمْ فِى الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۔ (سورۃ نساء : آیت ۸۸)

(ترجمہ) پھر تم کو کیا ہوا ہے منافقوں کے واسطے دو جانب ہو اور اللہ نے ان کو اُلٹ دیا ان کے کاموں پر۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اصبغ بن فرج نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے، ان کو ابن شہاب نے نبی کریم ﷺ کے اُحد کی طرف روانگی کے بارے میں جب رسول اللہ ﷺ مقام شوط تک پہنچے (مدینہ اور اُحد کے درمیان) تو عبداللہ بن اُبی لشکر کی تقریباً ایک تہائی کو لے کر از راہ بزدلی وہ لشکر سے علیحدہ ہو گئے۔

ادھر نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب سات سو افراد کو لے کر روانہ ہو گئے تھے اور قریش نے خوب تیاری کر رکھی تھی، وہ تین ہزار کی تعداد میں تھے۔ ان کے ساتھ دو سو گھوڑے تھے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے ان کو ایک جانب رکھا (بائیں جانب)۔ اور انہوں نے گھوڑوں والے دستے کے میمنہ پر (دائیں جانب) خالد بن ولید کو رکھا (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے)۔ اور میسرہ پر رکھا عکرمہ بن ابوجہل کو۔ میں نے اس کو اسی طرح پایا اپنی کتاب میں۔

اور یعقوب بن سفیان نے اس قصے کا اعادہ کیا ہے اس اسناد کے ساتھ بعینہ جو بعض الفاظ میں اس قصے کے الفاظ کے مخالف ہے۔ وہ اس میں یہ کہتے ہیں کہ مسلمان اس دن چار سو افراد کے قریب تھے۔ مگر اس کا قول اول زیادہ مناسب ہے جس کو موسیٰ بن عقبہ نے روایت کیا ہے اور وہی زیادہ مشہور ہے اہل مغازی کے نزدیک۔ اگرچہ زہری سے جو مشہور ہے وہ چار سو ہی ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۳/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن محمد عبداللہ بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو ابن الہیعہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور مسلمان آپ کے ساتھ تھے اور وہ لوگ ایک ہزار افراد تھے اور مشرکین تین ہزار تھے۔ حضور چلے گئے جا کر اُحد میں اُترے اور عبداللہ بن اُبَی تین سو افراد کو لے کر واپس لوٹ آیا حضور ﷺ کے ساتھ، باقی سات سو آدمی رہ گئے تھے۔ اس کے بعد عروہ نے کعب بن مالک کا شعر ذکر کیا مسلمانوں کی تعداد کے بارے میں اور مشرکین کی کثرت کے بارے میں اس انداز سے جو موسیٰ بن عقبہ کے ذکر سے زیادہ مکمل ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۳/۴)

عروہ نے کہا کہ جب عبداللہ بن اُبی تین سو آدمیوں کو لے کر واپس آئے تو مسلمانوں کی دو جماعتوں نے گھبرا کر حوصلے پست ہو گئے تھے اور انہوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ بھی کم ہمت ہو جائیں اور بزدل ہو جائیں اور وہ دو جماعتیں بنوسلمہ اور بنوحارثہ تھیں۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد بن عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد نصری نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عمرو بن دینار نے جابر بن عبداللہ سے کہ

إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ اَنْ تَفْشَلَا (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۲)

کہ جب دو جماعتوں نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس سے مراد بنوسلمہ اور بنوحارثہ ہیں۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ آیت نہ اُترتی کیونکہ یہ حکم بھی تو اُترا تھا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا کہ اللہ ان کا دوست ہے اور کام بنانے والا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے علی بن عبداللہ وغیرہ سے، اس نے سفیان سے۔ (فتح الباری ۲۲۵/۸)

اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اسحاق بن راہویہ وغیرہ سے، اس نے سفیان سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۴۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالولید اور سلیمان بن حرب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو ابوالولید طیالسی نے، ان کو شعبہ نے عدی بن ثابت سے، اس نے سُنا عبداللہ بن یزید سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں زید بن ثابت سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اُحد کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ لوگ واپس لوٹ گئے تھے جو آپ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔

کہتے ہیں اصحاب رسول دو گروہ ہو گئے تھے۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم ان سے قتال کریں، دوسرا کہتا تھا کہ ہم قتال نہ کریں۔
پھر یہ آیت نازل ہوئی :

فما لكم فی المنافقين فئتين والله اركسهم بما كسبوا ۔ (سورۃ النساء : آیت ۸۸)

تو کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ شہر طیبہ ہے یہ میل کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کو۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ابوولید سے۔ (فتح الباری ۳۶۵/۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا دوسرے طریق سے شعبہ سے۔ (کتاب الحج۔ باب المدینۃ تنفی شرارھا۔ حدیث ۴۹۰ ص ۱۰۰۶)

(۵) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر قطان نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن یزید سلمی نے، ان کو حفص بن عبدالرحمن نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ورقاء نے، ابن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں :

ما کان اللّٰہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیه حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۹)

فرمایا کہ اللہ نے تمیز کر دی تھی ان کی اُحد والے دن منافقوں کو مؤمنوں سے ایک روز واضح کر دیا تھا۔ (تفسیر طبری ۷/۴۲۴-۴۲۵)

باب ۳۹

حضور ﷺ کی اُحد کی طرف روانگی کی کیفیت کیا تھی؟ اور مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان قتال کی کیفیت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا محمد بن شہاب زہری نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور حصین بن عبدالرحمن بن عمرو سعد بن معاذ نے اور ان کے علاوہ ہمارے دیگر علماء نے، ہر ایک نے کچھ حدیث بیان کی یوم اُحد کے بارے میں اور ان سب کی حدیث جمع ہو گئی ہے اس روایت میں جو میں نے بیان کی ہے۔ ان سب مذکورین نے فرمایا تھا : کہ

بدر والے دن جب قریش مارے گئے تھے اور ان کے بقایا شکست خوردہ لوگ جب مکے میں پہنچے تھے اور ابوسفیان اپنے قافلے کو لے کر واپس پہنچ گئے تو عبداللہ بن ابو ربیعہ اور عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان بن اُمیہ دیگر قریش کے جوانوں کے ساتھ ابوسفیان کے پاس گئے انہوں نے جا کر اس سے بات کی اور ان لوگوں کے ساتھ جو قریش میں سے اس قافلے میں تاجر تھے۔

انہوں نے کہا اے قریش کی جماعت بے شک محمد نے تم لوگوں کو تباہ کر دیا ہے۔ اس نے ہمارے چنیدہ اور سرداروں کو قتل کروا دیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اس مال کے ساتھ ہماری مدد کرو (محمد ﷺ) کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تاکہ ہم لوگ اس سے اپنا قصاص اور بدلہ لے سکیں ان لوگوں کا جو ہم میں سے مارے گئے ہیں۔ انہوں نے ایسے ہی کہا یعنی پورا مال اس کام کے لئے خرچ کر ڈالو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی

ان الذین کفروا ینفقون اموالهم لیصدوا عن سبیل اللّٰہ ...... تا ...... الیٰ جهنم یحشرون ۔

(سورۃ الانفال : آیت ۳۶)

بے شک جو کافر ہیں وہ اپنا مال خرچ کر رہے تاکہ اللہ کے راستے سے روک سکیں الخ۔ پڑھتے جائیے یحشرون تک۔

جب قریش رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے اپنے جوانوں سمیت اور ان سمیت جنہوں نے ان کی بات مانی تھی خواہ وہ بنو کنانہ میں سے تھے یا اہل تہامہ میں سے، سب ان کے ساتھ روانہ ہوئے تھے اپنی اپنی عورتوں سمیت، اپنی غیرت اور غضب میں آ کر

اور اس بات کی ضمانت کے طور پر کہ وہ جنگ سے فرار نہیں ہوں گے (کیونکہ اس فرار کا مطلب اپنی عورتیں دوسروں کے حوالے خود کرنے کے مترادف ہوگا)۔ چنانچہ وہ مکے سے روانہ ہوگئے اور وہ مدینے کے قریب کھجوروں والی زمین کے چشموں والے مقام پر اُترے وادی کے کنارے جو مدینے کے متصل تھی۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے ان کے بارے میں سُنا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں ایک گائے دیکھی ہے جو ذبح کی جائے گی اور میں نے اس کی تعبیر اچھی اور خیر کی مراد لی ہے۔ اور میں نے اپنی تلوار کی نوک کی دھار میں کٹاؤ یا گھاؤ دیکھا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں نے ایک محفوظ زرہ کے اندر ہاتھ ڈال دیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر میں مدینہ مراد لیا ہے۔ اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو مدینے میں ٹھہرے رہو اور ان لوگوں کو وہیں چھوڑ دو جہاں وہ لوگ آکر اُترے ہیں۔ اگر وہ لوگ یہاں اُتریں گے تو وہ بہت بُری جگہ پر اُتریں گے یعنی مدینے کے اندر آئیں گے تو ان کے لئے بہت بُرا ہوگا۔ اگر وہ ہمارے پاس داخل ہوں گے تو تم لوگ اسی شہر میں ان سے قتال کرنا۔

مسلمانوں میں کچھ مردوں نے کہا جنہیں اللہ نے شہادت سے نوازا تھا اُحد والے دن اور دیگر نے جن سے بدر کا دن فوت ہوگیا تھا کہا یا رسول اللہ آپ ہمیں دشمن کے پاس لے چلیں۔ وہ ہمیں نہیں دیکھیں گے کہ ہم ان سے بزدلی کرتے ہیں۔ مگر عبداللہ بن اُبی نے کہا تھا کہ آپ مدینے کے اندر ہی رہیں، آپ دشمنوں کے پاس چل کر نہ جائیں مگر لوگ برابر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اصرار کرتے رہے جانے کے لئے جن کا مشورہ دشمن سے جا کر ٹکرانا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اندر گئے اور ہتھیار زیب تن کر کے باہر آ گئے۔

یہ جمعہ کا دن تھا جب آپ جمعہ سے فارغ ہوگئے تھے۔ اس دن انصار کا ایک آدمی انتقال کر گیا تھا، اس کا نام ملک بن عمرو تھا جو کہ بنو نجار کا ایک فرد تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد دشمن کے مقابلے کے لئے نکل پڑے۔ اس وقت لوگ نادم ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہم نے آپ کو مجبور کیا ہے جبکہ یہ بات شاید ہمارے لئے مناسب نہیں تھی۔ اگر آپ چاہیں تو آپ بیٹھ جائیں، اللہ آپ کے اُوپر رحمت نازل کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ کام مناسب نہیں ہوتا کہ وہ جب ہتھیار پہن لیتا ہے پھر اس کو اُتار کر رکھ دے بلکہ پھر وہ قتال کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ایک ہزار آدمی کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ یہاں تک کہ جب آپ مقام شوائط پر پہنچے مدینہ کے اور اُحد کے درمیان تو عبداللہ بن اُبی منافق ایک تہائی لشکر کو لے کر واپس آ گیا اور علیحدہ ہوگیا۔ اس نے کہا کہ حضور نے ان لوگوں کی بات مان لی اور میری بات نہیں مانی تھی۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رواں دواں رہے۔ راوی نے حضور کے چلنے کی کیفیت بھی ذکر کی ہے۔ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی صف بندی کی اور آپ کا جھنڈا اس دن علی بن طالب کے پاس تھا۔ جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ قوم کا جھنڈا کس کے پاس ہے لوگوں نے بتایا کہ طلحہ بن ابوطلحہ کے پاس ہے جو بنو عبدالدار کے بھائی ہوتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم وفاء کرنے کے زیادہ حقدار ہیں ان سے۔ لہٰذا آپ نے مصعب بن عمیر کو بلایا جو بنو عبدالدار کے بھائی تھے حضور نے جھنڈا اس کو تھما دیا۔

اس کے بعد مشرکین میں سے ایک آدمی اُحد کے دن نکلا تھا مقابلہ کے لئے، لوگ اس کو دیکھ کر ٹھہر گئے حتیٰ کہ اس نے تین بار مقابلہ کے لئے پکارا، اور وہ اس وقت اپنے اُونٹ پر سوار تھا۔ لہٰذا زبیر بن عوام اس کی طرف اُٹھے اور اس پر اُچھل کر حملہ کر دیا، وہ اپنے اُونٹ پر سوار تھا یہ اتنا کودے کہ اس دشمن کے برابر ہوگئے۔ اس کے پلان کے باوجود انہوں نے اس دشمن کو وہیں دبوچ لیا، دونوں اُونٹ کے اُوپر گتھم گتھا ہوگئے۔ رسول اللہ نے فرمایا جو زمین کے قریب ہے وہ مارا جائے گا۔ لہٰذا مشرک نیچے گر پڑا اور زبیر اس کے اُوپر گر پڑے اور اس کو اپنی تلوار کے ساتھ ذبح کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، (جب آپ نے اپنے مجاہد کی شجاعت دیکھی) میرے قریب آؤ، اے ابن صفیہ! آپ مقابلے کے لئے

کھڑے ہوگئے تھے ورنہ میں خوداس کے مقابلے کے لئے کھڑا ہونے کا ارادہ کر چکا تھا۔ یہ اس لئے کہ دیگر لوگ اس کے مقابلے پر آنے سے رک گئے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زبیر کو قریب کر کے اس کو اپنی ران پر بٹھالیا اور فرمایا بے شک ہر نبی کے لئے ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیراندازوں کا امیر عبداللہ بن جبیر کو مقرر کیا تھا جو بھائی تھے بنو عمرو بن عوف کے اور تیرانداز پچاس آدمی تھے رسول اللہ نے امیر سے فرمایا تھا آپ لوگ تیروں سے ہماری طرف آنے والے گھڑ سواروں کو روک کر رکھنا۔ وہ ہمارے پیچھے سے ہمارے اُوپر نہ آجائیں، ہم ہاریں یا جیتیں آپ اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا۔ تمہاری طرف سے کوئی نہ آسکے۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے دو زرہیں پہنی تھیں۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ نصف شوال (پندرہ) بروز ہفتہ کو (مشرک اور مسلمان) باہم ٹکرائے تھے۔ لوگ لڑتے رہے حتیٰ کہ جنگ خوب گرم ہوگئی یعنی گھمسان کی جنگ ہونے لگی اور ابودجانہ نے سخت قتال کیا حتیٰ کہ لوگوں کی صفوں میں وہ گھس گیا اور حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابوطالب بھی مسلمانوں میں کئی جوانوں سمیت گھس گئے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت نازل کی اور ان سے اپنا وعدہ سچا کیا۔ لہٰذا انہوں نے مشرکین کو خوب کاٹا تلواروں کے ساتھ اور ان کے لشکر کا صفایا کر دیا۔ جبکہ شکست بھی بلاشبہ اسی میں ہوئی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۔۱۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے، اس نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے یہ کہ زبیر بن عوام نے کہا اللہ کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ہندہ بنت عتبہ کو اور اس کی سہیلیوں کو کہ وہ شکست ہو جانے کے بعد پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھائے بھاگی جارہی تھیں (مشرکین میں سے تھی) سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ۔

مگر حالات نے اس وقت پلٹا کھایا جب تیرانداز مورچہ چھوڑ کر لشکر میں چلے آئے حتیٰ کہ مشرکین نے پیچھے سے اچانک حملہ کرنے کا موقع پالیا (گویا کہ ہم نے خود ان کو موقع دیا اپنی غلطی سے)۔ انہوں نے ہماری پشت خالی دیکھی گھوڑوں سے حملے کے لئے۔ لہٰذا ہمارے اُوپر پیچھے سے شدید حملہ ہوگیا اور کسی چیخنے والے نے چیخا کہ محمد (ﷺ) قتل ہوگئے ہیں۔ لہٰذا ہم لوگ پسپا ہوگئے اور دشمن ہمارے اُوپر غالب آگئے۔ حالانکہ ہم لوگ ان کے کئی علم برداروں کو قتل کر چکے تھے، ڈر کے مارے کوئی ان کے جھنڈوں کے قریب بھی نہیں آرہا تھا۔
(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۱)

ابن اسحاق نے کہا، مشرکین کا جھنڈا ہمیشہ گرا رہا، حتیٰ کہ پھر اس کو عمرۃ بنت علقمہ حارثیہ نے اُٹھایا تھا قریش کے لئے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۱)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین قاضی نے، ان کو ابراہیم حسین نے، ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ ۔

اور اللہ نے تم سے سچا کرلیا ہے اپنا وعدہ جب تم ان کو کاٹ رہے تھے (یعنی تم ان کو قتل کر رہے تھے)۔

بِاِذْنِهٖ اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ ۔

اس کے حکم کے ساتھ جب تم نے ہمتی دکھائی اور اس معاملہ میں اختلاف کیا تھا اور تم نے نافرمانی کرلی تھی یعنی معصیت کے ساتھ، یعنی ہر اس شخص کا غنیموں کی طرف لگ جانا جو بھی ان میں سے اس طرف مائل ہوگیا تھا۔

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ ۔ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۲)

اور رسول تم لوگوں کو پیچھے سے بلا رہا تھا بعداس کے جو دیکھا تم کو جو تم پسند کرتے ہو (یعنی اللہ کا مومنوں کی مدد کرنا) حتیٰ کہ مشرکین کی عورتیں شکست کھا کر ہر سخت اور نرم پر چڑھنے لگیں ۔ مشرکین کے لئے وہ کامیابی پھر دی گئی بسبب مسلمانوں کی طرف سے رسول کی نافرمانی کرنے کے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو کنکریاں ماریں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ، ان کو علی بن ابراہیم بن معاویہ نے نیشاپور سے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن مسلم بن وارۃ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن فضل نے ، ان کو اسباط نے سُدّی سے ابن عبد خیر سے ، اس نے عبداللہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ میں یہ خیال کیا کرتا تھا کہ اصحاب رسول میں سے کوئی ایک بھی دنیا کو پسند نہیں کرتا حتیٰ کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی اُحد والے دن :

منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرة ۔

بعض تم میں سے وہ ہیں جو دنیا کا ارادہ کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو صرف آخرت کا ارادہ کرتے ہیں۔

جنگ اُحد میں صحابہ کی ایک جماعت کو گھاٹی پر مقرر کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابو علی اودباری نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن درسہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی داؤد نے ، ان کو عبداللہ بن نفیلی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہیر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن محمد نفیلی نے ، ان کو زہیر بن معاویہ بن حدیج بن رحیل جعفی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو اسحاق نے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا براء سے ، وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیر اندازوں پر جو پچاس آدمی تھے عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت اُچک کر لے جا رہے ہیں تو بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں خود تمہارے پاس پیغام بھیجوں گا اور اگر تم لوگ دیکھو کہ ہم نے دشمنوں کو شکست دے دی ہے اور ہم نے ان کو روند دیا ہے تو بھی اپنی اس جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں خود تمہارے پاس پیغام بھیجوں گا۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے مشرکین کو شکست دے دی تھی ۔ کہتے ہیں کہ براء کہہ رہے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے مشرکین کی عورتوں کو دیکھا تھا کہ وہ گھوڑوں پر سختی کر رہی تھیں ۔ ان کی پازیبیں ظاہر ہو رہی تھیں اور پنڈلیاں ایسے کہ وہ اپنے کپڑے اُوپر اُٹھائی ہوئی تھیں (پریشانی کی وجہ سے)۔ لہٰذا عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا غنیمت لوٹو اے لوگو، غنیمت لوٹو ۔ تمہارے ساتھی غالب آ گئے ہیں ، تم لوگ کیا دیکھ رہے ہو ۔ مگر عبداللہ بن جبیر نے کہا کیا تم وہ فرمان بھول گئے جو کچھ رسول اللہ نے تم لوگوں سے فرمایا تھا ۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم ضرور اپنے ساتھیوں کے پاس جائیں گے اور غنیمت کا اپنا حصہ حاصل کریں گے۔

چنانچہ وہ لوگ مسلمانوں کے پاس آ گئے ۔ ان کا رخ بدل گیا ، لوٹے تو کیا لوٹے شکست کھانے والے ۔ یہی کیفیت تھی جب رسول اللہ ﷺ ان کو پیچھے سے پکار رہے تھے ۔ اس طرح بھگدڑ مچی تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے ۔ ہم لوگوں میں سے یعنی مسلمانوں میں ستر آدمی شہید ہو گئے ۔ نفیلی کہتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ بدر والے دن ایک سو چالیس آدمی ، ان میں سے ستر آدمی قیدی بنے اور ستر آدمی مارے گئے ۔

کہتے ہیں کہ ابو سفیان نے کہا تھا کیا تم لوگوں میں محمد ہے؟ کیا قوم میں محمد ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو منع فرمایا کہ جواب نہ دیا جائے ۔ پھر اس نے کہا قوم میں ابن ابو قحافہ ہے؟ کیا تم میں ابن ابو قحافہ ہے؟ کیا لوگوں میں ابن خطاب ہے؟ تین بار پوچھا ، اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس لوٹ گیا جا کر کہنے لگا کہ یہ لوگ سارے مارے گئے ہیں۔

حضرت عمر نے سُنا تو ان سے رہا نہ گیا انہوں نے فوراً کہا تم نے جھوٹ کہا ہے، اے اللہ کے دشمن جن کو تم نے گنوایا ہے وہ سارے زندہ ہیں۔ ابھی تو تیرے لئے اور بُرا وقت باقی ہے جو تم نے دیکھنا ہے۔ ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور جنگ تو ڈول ہوتا ہے کبھی تمہارے ہاتھوں میں تو کبھی ہمارے ہاتھوں میں۔ بے شک تم لوگ عنقریب مُثلہ پاؤ گے (یعنی تمہارے مقتولین کے ناک، کان، ہونٹ، ہاتھ کٹے ہوئے ملیں گے تمہیں)۔ میں نے ایسا کرنے کا حکم بھی نہیں دیا۔ مگر مجھے یہ عمل تمہارے مقتولین کے ساتھ کرنا بُرا بھی نہیں لگے گا۔ اس کے بعد اس نے اجبز پڑھے (فخر یہ اشعار کہے) اور کہا اُعلُ هُبَلُ اے هُبَلُ (بت کا نام) اُونچا ہو جا غالب ہو جا اُعلُ هُبَلُ۔

رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو اُترتے دیکھا تو فرمایا کہ تم لوگ اس کو جواب نہیں دے سکتے؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا تم لوگ کہو اللّٰهُ اَعلٰا وَاَجَلُ یعنی اللہ غالب ہے برتر ہے اور عزت و جلالت والا ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا بے شک ہمارے لئے تو عُـزّٰی (بت) ہے اور تمہارا تو کوئی عزّٰی بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تم اس کو جواب نہیں دیتے؟ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ بتائیں ہم اس کو کیا جواب دیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، یوں کہو اللّٰه مولانا ولا مولا لکم اللہ ہمارا مولیٰ و مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار ہی نہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر سے۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ص ۳۹۸۶۔ فتح الباری ۷/ ۳۰۷۔ ۸/ ۲۲۷۔ ابوداؤد کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۶۶۲ ج ۳ ص ۵۱۔۵۲)

حضرت حذیفہ کا فراخ دل کا مظاہرہ .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابویعلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابواسامہ نے، ان کو حدیث بیان کی جعفر فاریابی نے۔ ان کو منجاب بن حارث نے، ان کو خبر دی علی بن مُسہر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتی ہیں کہ اُحد والے دن مشرکین شکست کھا گئے تھے۔ واضح شکست جو کہ ان کے اندر جانی پہچانی گئی تھی۔ مگر ابلیس نے چیخ مار کر یہ کہا، اے اللہ کے بندو پیچھے لوٹ آؤ۔ لہٰذا ان کے آگے والے واپس لوٹ آئے۔ مسلمانوں نے مشرکین کو اُدھیڑ کر رکھ دیا۔

لہٰذا حذیفہ بن یمان نے دیکھا اچانک وہ اپنے باپ کو بچانے کی سعی کر رہا تھا۔ اس نے چیخ کر کہا ارے یہ میرا باپ ہے ...... ارے یہ میرا باپ ہے۔ اللہ کی قسم یہ لوگ اس سے باز نہ آئے حتیٰ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اتنے میں حذیفہ نے کہا، اللہ تمہیں معاف کرے۔ عروہ نے کہا کہ ہمیشہ رہی حذیفہ کے بارے میں پیچھے بقیہ خیر اور اچھائی کی بات، حتیٰ کہ وہ اللہ سے جا ملے۔

یہ الفاظ حدیث علی بن مسہر کے ہیں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ بن سعید سے، اس نے ابواسامہ سے اور فروہ سے، اس نے علی بن مسہر سے۔ (کتاب الایمان والنذور۔ حدیث ۶۶۶۸۔ فتح الباری ۱۱/ ۵۴۹)

☆☆☆

باب ۴۰

۱۔ حضور کا جنگ اُحُد والے دن اپنے اصحاب قتال پر اُبھارنا۔

۲۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ اللہ نے جن جن اصحاب کی حفاظت فرمائی اس کا ثبوت۔

۳۔ اور اللہ عزوجل کا ارشاد : رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اور کھجور کی وہ چھڑی جو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو دی تھی اس کا اس کے ہاتھ میں تلوار بن جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ نے بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن عرابی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالولید نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تلوار لی اور فرمایا کہ کون اس تلوار کو میرے ہاتھ سے اس کے حق کو ادا کرنے کی شرط کے ساتھ لیتا ہے؟ لوگ رک گئے (یعنی توقف کیا) مگر سماک ابودجانہ نے آپ سے عرض کی، میں لیتا ہوں اس کا حق ادا کرنے کی شرط کے ساتھ۔ اُس نے اسے لے لیا اور اس کے ساتھ مشرکین کی کھوپڑیاں توڑتا ہوا چلا گیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۲۸ ص ۱۹۱۷)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن کامل نے، بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی ابوقلابہ رقاشی نے، وہ کہتے ہیں کہ اس کو حدیث بیان کی عمرو بن عاصم کلابی نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبیداللہ بن ضرراع بن ثور نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے زبیر بن عوام سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تلوار پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کون اس تلوار کو اس کے حق ادا کرنے کے وعدے کے ساتھ لیتا ہے؟ میں اُٹھ کھڑا ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں لیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا۔ دوبارہ آپ نے کہا کون ہے جو اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کی شرط کے ساتھ لیتا ہے؟ میں دوبارہ کھڑا ہو گیا اور عرض کی میں لیتا ہوں یا رسول اللہ۔ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا۔ تیسری بار آپ نے کہا کون ہے جو اس کا حق ادا کرنے کے وعدے کے ساتھ اس کو لیتا ہے؟ لہٰذا ابودجانہ سماک بن خرشہ کھڑے ہوئے، کہنے لگے کہ میں اس کو لیتا ہوں یا رسول اللہ اس کے حق ادا کرنے کی شرط کے ساتھ آپ بتائیں کہ اس کو حق کیا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا، حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان کو قتل نہ کرنا اور اس تلوار کے ہوتے ہوئے کسی کافر سے فرار نہ ہونا۔ کہتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے وہ تلوار اس کو دے دی۔ اور وہ جب قتال کا ارادہ کرتے تو وہ ایک پٹی کے ساتھ نشان لگاتے تھے۔

کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں آج اس کو ضرور دیکھوں گا جی یہ کیا کرتے ہیں اور کیسے کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ جب قتال میں شروع ہوئے تو جو بھی شئ اُونچی نظر آتی سب کو مارتے چلے گئے حتیٰ کہ مارتے مارتے وہ پہاڑ کے دامن میں بیٹھی ہوئی عورتوں کے گروپ تک پہنچ گئے ان کے پاس ان کی دف تھیں ان میں سے کچھ عورتیں یہ رجز پڑھ رہی تھیں یا گنگنا رہی تھیں :

کہ ہم راتوں کو اُترنے والے اور آنے والے مہمان کو بیٹیاں ہیں .... ہم قالینوں کے اُوپر چلنے والی ہیں .... اے قتال کرنے والو! اگر تم لوگ آگے بڑھو گے تو ہم تمہیں سینے سے لگائیں گی .... اور تمہارے لئے قالین فرش راہ کریں گی .... اور اگر تم نے پیٹھ پھیر لی لڑائی سے تو ہم تم سے دُور ہو جائیں گی .... غیر محبت کرنے والے کی طرح۔

کہتے ہیں کہ ابو دجانہ ایک عورت کو تلوار مارنے کی طرف جھکے ہی تھے کہ پھر یکا یک انہوں نے اس کو قتل کرنے سے اپنا ہاتھ روک لیا۔ جب لڑائی ختم ہوگئی تو میں نے ابو دجانہ سے پوچھا کہ سارا کام تیرا ٹھیک تھا مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آئی؟ بولے وہ کیا ہے؟ میں نے کہا ایک عورت کے اُوپر تلوار اُٹھائی قتل کرنے کے لئے پھر روک لی۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کو مارا نہیں۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ اس نے کہا کہ جی ہاں ایسی ہی بات ہے۔ اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ کی تلوار کی عزت واحترام کیا تھا کہ میں اس کے ساتھ کسی عورت کو قتل کروں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس رحم نے، ان کو احمد بن عبداللہ نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابو دجانہ نے تلوار رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے لے لی تو اس نے ایک سُرخ پٹی نکال کر اس کے سر پر باندھ دی تھی۔ لہٰذا وہ فخر و بہادری کا جراءت کا مظاہرہ کرتے ہوئے صفوں میں گھس گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۲/۳)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی جعفر بن عبداللہ بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب نے، اس نے معاویہ معبد بن کعب بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب آپ نے ابو دجانہ کو اتراتے دیکھا تھا کہ یہی تو وہ رفتار ہے یہی تو چلنے کا وہ انداز ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ہر جگہ پر۔ اگر پسند کرتا ہے تو صرف ایسے ہی مقامات پر پسند کرتا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۰/۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حصین بن عبدالرحمن نے محمود بن عمرو بن یزید بن سکن سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے دن فرمایا تھا جب ان کو مشرکین نے گھیر لیا تھا کہ کون آدمی ہے جو ہمارے لئے اپنے کو فروخت کر دے۔ زیاد بن سکن انصار کے پانچ جوانوں سمیت کھڑے ہو گئے۔ بعض دیگر لوگوں کہنا ہے کہ بلکہ وہ عمارہ بن زیاد بن سکن تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لئے ایک ایک کر کے لڑتے رہے اور شہید ہوتے گئے جنہوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے لئے قربان کر دیا۔ آخر میں اسی زیاد کی باری یا عمارہ بن زیاد تھے۔ وہ لڑتے رہے حتیٰ کہ وہ زخموں سے نڈھال اور بے تاب ہو کر گر گئے۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں کی ایک جماعت آگے بڑھی، انہوں نے کفار و مشرکین کو حضور ﷺ سے روکا اور اب آپ کا دفاع کیا۔

رسول اللہ نے فرمایا میرے رضا کار کو میرے پاس لے آؤ۔ اُسے حضور ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس کو گود میں لیا اپنے قدم مبارک کو اس کے سر کے نیچے تکیہ بنایا اس کی وہیں رُوح پرواز کر گئی۔ کیفیت یہ تھی اس کے رخسار حضور ﷺ کے قدموں کے ساتھ لگے ہوئے تھے (گو رضا کار وفادار نے قائد کے قدموں میں جان دے دی)۔ ادھر ابو دجانہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے آپ کو حضور کے آگے ڈھال بنائے رکھا۔ ان کی پیٹھ پر تیر لگتے رہے اور وہ رسول اللہ پر کمر جھکائے کھڑے رہے حتیٰ کہ کثیر تعداد میں تیر اس پر لگ گئے۔

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن مختو میہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عثمان نے اور ہدبہ بن خالد نے ان دونوں کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے اور ثابت نے انس بن مالک نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ مجاہدین کے ساتھ جو کہ انصار میں سے تھے اور دو آدمی قریش میں سے اُحد والے دن گھر گئے تھے ایک مرحلے پر، دشمن ان کے قریب پہنچ گئے تھے۔ آپ نے فرمایا، کون ہے جوان کو ہٹائے ہم سے، اس کے جنت ہوگی یا یوں فرمایا تھا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔

انصار کا ایک آدمی آگے بڑھا اس نے بے جگری سے قتال کیا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گیا۔ پھر دشمن قریب ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کون ہے جوان کو ہم سے ہٹائے، اس کے لئے جنت ہوگی یا کہا تھا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ انصار کا ایک آدمی آگے بڑھا، اس نے قتال کیا اور وہ شہید ہو گیا۔

ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہا حتیٰ کہ وہ ساتوں مجاہد صحابہ شہید ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے دونوں قریشی ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے اپنے اصحاب اور ساتھیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہدبہ بن خالد سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۰ ص ۱۴۱۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو معتمر سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے والد سے، اس نے ابوعثمان سے، وہ کہتے ہیں کہ نہیں باقی رہ گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض ان ایام میں جن میں رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا تھا سوائے طلحہ بن عبداللہ کے اور سعید کے۔

مذکورہ دونوں کی روایت کے مطابق مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن ابوبکر سے۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۴۷ ص ۱۸۷۹)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے معتمر سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۰۔ فتح الباری ۷/۳۵۹۔ ۷/۸۲)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وکیع نے اسماعیل سے، اس نے قیس سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے طلحہ کے ہاتھ کو شل شدہ دیکھا تھا (یعنی ہاتھ مارا ہوا تھا) اس لئے کہ اس نے اُحد والے دن اسی ہاتھ پر حضور ﷺ سے خود دفاع کرتے ہوئے اپنے ہاتھ پر تیر کھائے تھے۔

امام بخاری نے عبداللہ بن ابی شیبہ عن وکیع کی سند کی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۳۔ فتح الباری ۷/۳۵۹۔ بخاری۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۷۲۴۔ فتح الباری ۷/۸۳)

ابوطلحہ انصاری کا رسول اللہ کی حفاظت کر کے زخمی ہونا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مُزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن صالح نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن ایوب نے عمارۃ بن غزیہ سے، اس نے ابوالزبیر مولیٰ حکم بن حزام سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا اُحد والے دن لوگ (افراتفری میں) حضور ﷺ سے الگ ہو گئے تھے۔ آپ کے ساتھ انصار میں گیارہ آدمی رہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک طلحہ بن عبیداللہ بھی تھے۔ حضور پہاڑ پر چڑھے جا رہے تھے کہ مشرکین پیچھے سے جا ملے۔ حضور نے فرمایا، کیا کوئی ہے ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے۔ طلحہ نے کہا میں ہوں یا رسول اللہ۔ حضور ﷺ نے اس کو روک دیا کہ آپ ٹھہریں اے ابوطلحہ۔

چنانچہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ اس نے حضور ﷺ کی طرف سے قتال کیا۔ اتنے میں حضور پہاڑ پر چڑھ گئے اور آپ کے ساتھی بھی۔ اس کے بعد انصاری قتل ہو گیا، اتنے میں مشرکین حضور ﷺ کے قریب ہو گئے۔ حضور نے فرمایا کیا کوئی نہیں ہے ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے۔ پھر طلحہ نے پہلے کی طرح کہا کہ میں حاضر ہوں مگر پھر بھی اس کو اجازت نہ ملی۔ حضور ﷺ نے اب بھی پہلے کی طرح جواب دیا۔ اتنے میں کسی اور انصاری نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ اس نے اپنے سے پہلے مجاہد کی طرح قتال کیا۔ اتنے میں حضور بھی اور آپ کے ساتھی بھی اوپر چڑھ گئے۔ لہٰذا مجاہد بھی شہید ہو گیا۔ ہر دفعہ ابوطلحہ اجازت مانگتے رہے اور حضور ﷺ وہی جواب دیتے رہے۔ حضور اس کو روک کر رکھتے رہے وہ برابر کہتا رہا کہ میں حاضر ہوں، حضور ﷺ کسی اور انصار کو اجازت رہے جب وہ اجازت طلب کرتے رہے اور وہ اپنے سے پہلے مجاہد کی طرح لڑتے ہوئے شہید ہوتے رہے، یہاں تک کہ اب حضور کے ساتھ طلحہ کے سوا ان سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ اتنے میں مشرکین پھر حضور ﷺ کے قریب آ گئے۔ حضور نے فرمایا کہ کون ہے جو ان کے ساتھ نمٹے۔ طلحہ نے ہر دفعہ کی طرح کہا، میں حاضر ہوں۔

لہٰذا طلحہ نے اپنے پیشروؤں کی طرح قتال کیا، اس میں ان کی اُنگلیاں شہید ہوگئیں انہوں نے تکلیف کا اظہار کیا زبان سے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہتے رہو یا فرمایا کہ اگر آپ اللہ کا نام ذکر کرتے تو تجھے فرشتے اُوپر اُٹھا لیتے اور لوگ آپ کو دیکھتے یہاں تک کہ وہ تمہیں لے کر آسمانی فضا میں داخل ہو جاتے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف اُوپر کو چڑھ گئے اور وہ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ (النسائی۔ کتاب الجہاد ۶/۲۹۔۳)

حضرت معصب بن عمیر کی شہادت .... (۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ زہری نے ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ پہلے شخص جو شکست خوردگی کے بعد پہچانے گئے وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ جب یہ افواہ اُڑادی گئی تھی کہ رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں۔ شعیب بن مالک بنو سلمہ کے بھائی کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو پہچانا تھا، میں نے ان کی آنکھیں شریف پہچانی تھیں کہ وہ خود کے نیچے سے چمک رہی تھیں۔ لہٰذا میں نے بلند آواز کے ساتھ آواز لگائی، اے مسلمانوں کی جماعت خوش ہو جاؤ (مبارک ہو) یہ رہے رسول اللہ ﷺ۔

حضور نے مجھے اشارے سے کہا کہ چپ رہو، جب لوگوں نے رسول اللہ کو پہچان لیا تو سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ حضور بھی ان کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ ان کے ساتھ گھاٹی کی طرف چلے گئے۔ علی بن ابوطالب کے ساتھ اور ابوبکر صدیق، عمر فاروق، طلحہ، زبیر، حارث بن صمہ بھی اور مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ساتھی۔

حضور جب گھاٹی میں پہنچے تو آگے سے اُبی بن خلف ملا وہ کہہ رہا تھا، اے محمد! اگر تم زندہ بچ گئے تو میں زندہ نہیں رہوں گا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم میں سے کوئی آپ کے اُوپر جھک جائے دفاع کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑ دو اس کو اس کے حال پر۔ وہ جب قریب آیا حضور نے حارث بن صمہ کی تلوار اُٹھا لی بعض نے کہا ہے کہ جیسے میرے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تلوار حارث سے لے لی اور اس کو لہرایا تو لوگ اس طرح دور ہو گئے جیسے مکھیاں اُونٹ کی پیٹھ سے اُٹھ جاتی ہیں جب وہ حرکت کرتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس تلوار کے ساتھ اس کی گردن میں ایک کچوکہ دیا جس سے وہ لڑکھڑا کر گھوڑے سے گر گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶۔۲۸)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھاٹی میں تھے آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب کے مذکورہ بالا افراد بھی تھے۔ اچانک قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! یہ لوگ ہم سے اُوپر نہ چڑھنے پائیں۔ لہٰذا عمر بن خطاب نے ان سے قتال کیا اور مہاجرین کی ایک جماعت یہاں تک کہ انہوں نے ان کو پہاڑ سے نیچے اُترنے پر مجبور کر دیا۔ حضور ﷺ اُٹھے پہاڑ کی طرف ایک چٹان کے اُوپر چڑھنے کے لئے تاکہ اس کے اُوپر اُونچے کھڑے ہو سکیں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس دن دو دو زرہ میں سامنے آئے، آپ اُوپر نہ چڑھ پائے تو طلحہ بن عبداللہ نیچے بیٹھے گئے اور طلحہ کے اُوپر چڑھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیدھے کھڑے ہو گئے چٹان پر اور فرمایا طلحہ نے جنت واجب کرالی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۹۔۳۰)

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مصعب بن عمیر نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے سامنے قتال کیا تھا اور ان کے پاس رسول اللہ کا جھنڈا بھی تھا۔ وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کو جس نے شہید کیا اس کا نام ممئہ لیثی تھا اس نے مصعب کو یہ سمجھ کر قتل کیا تھا کہ محمد ﷺ ہے۔ لہٰذا وہ بھاگ کر قریش کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں محمد ﷺ کو قتل کر کے آیا ہوں۔ جب مصعب قتل ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا جھنڈا علی بن ابوطالب کو تھما دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶)

ابو اسحاق کہتے ہیں۔ علی بن ابوطالب نے طلحہ بن ابوطلحہ کو قتل کیا اور وہ قریش کا جھنڈا بردار تھا۔ اور اسی طرح انہوں نے قتل کیا تھا حکم بن اخنس بن شریق کو اور عبداللہ بن حمید بن زہیر کو اور ابواُمیہ بن ابوحذیفہ بن ابومغیرہ کو طلحہ کے قتل کے بعد۔ ان کا جھنڈا ابوسعد بن بن ابوطلحہ نے لیا تھا۔ لہٰذا سعد بن ابووقاص نے کہا، میں نے کفر کے علمبردار کو تیر مارا اور وہ اس کے حلق میں جا لگا جس سے اس کی زبان ایسے لٹک گئی جس طرح کتے کی لٹک جاتی ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی صالح بن کسیان نے بعض آل سعد سے، اس نے سعد بن ابو وقاص سے کہ انہوں نے اُحد والے دن رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے تیر اندازی کی تھی۔ سعد نے کہا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے تیر کے بھالے اُٹھا اُٹھا کر دے رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں تیر مارنے چلے جایئے اے سعد میرے ماں باپ تیرے لئے قربان، یہاں تک کہ وہ تیر بھی اُٹھا کر دیئے جن کے آگے پیچھے والے پھیرے نہیں تھے میں نے وہ بھی پھینک دیئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے اور ابو عبداللہ حسین بن عمرو بن برہان بغدادی نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حسن بن عرفہ نے، ان کو مروان بن معاویہ نے ہاشم بن ہاشم سے، اس نے سُنا سعید بن میسب سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا سعد بن ابو وقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ترکش باندھ کر دی۔ حسن بن عرفہ کہتے ہیں یعنی تیروں کے پھینکنے کے لئے اُحد والے دن اور فرمایا آپ تیر پھینکیں تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔

بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے، اس نے مروان بن معاویہ سے۔ (کتاب المغازی، حدیث ۴۰۵۵۔ فتح الباری ۷/۳۵۸)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابو یعلیٰ نے، ان کو جعفر بن مہران نے، ان کو عبدالوارث نے، ان کو عبدالعزیز نے، ان کو اس نے وہ کہتے ہیں کہ ڈھال بنا ہوا اپنی ترکش سمیت جو اس کے ساتھ تھی اور ابوطلحہ سخت تیر انداز آدمی تھا، سخت کھینچنے والا۔ اس دن انہوں نے دو تین کمانیں توڑی تھیں (اپنی شجاعت و بسالت کی بنا پر)۔ آدمی ترکش لے کر گھومے اس میں تیر ہوتے اور وہ کہتے کہ یہ میں ابوطلحہ کے لئے بھر لایا ہوں۔ نبی کریم ﷺ قدموں کو اُٹھا کر اُوپر دیکھنے کی کوشش کرتے تو ابوطلحہ کہتے یا نبی میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان آپ اُوپر نہ ہوں یا نہ جھانکیں، کہیں مشرکین کے تیروں میں سے کوئی تیر نہ آپ کو پہنچ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینے سے آگے ہو (یعنی اللہ ایسا کرے کہ میرا سینہ پہلے اور آگے ہوتا کہ تیر میں اپنے سینے پر برداشت کروں، آپ کو نہ لگے)۔

اور میں نے عائشہ بنت ابوبکر کو دیکھا تھا اور اُم سُلیم کو کہ وہ اپنے پاؤں سے کپڑے سمیٹے ہوئے ہوئے تھیں اس قدر کہ میں ان کے پیروں کی پازیبیں دیکھی تھیں وہ اپنی پیٹھ پر پانی کی مشکیں بھر بھر کر لا رہی تھیں اور وہ لوگوں کے منہ میں ڈال رہی تھیں۔ پھر واپس چلی جاتیں تھیں اور بھر بھر کر لاتی تھیں پھر لوٹ کر آتی تھیں اور لوگوں کے منہ میں ڈال کر جاتی تھیں اور اس دن اُونگھ کی وجہ سے دو یا تین بار ابوطلحہ کے ہاتھ سے تلوار گر گئی تھی (یہ اُونگھ در حقیقت مؤمنین اہل صدقین پر اُحد میں اللہ کی طرف سے احسان تھی)۔ اس غم کو دور کرنے کے لئے جو اس نے دشمن کے خوف اور اپنی وقتی شکست کی وجہ سے جو مسلمانوں کو لاحق ہو گیا تھا تا کہ غم اور خوف سے کمزور اور سست نہ ہو جائیں اور ان کے عزائم میں ضعف نہ آنے پائے۔ ارشاد ہوا:

ثم انزل عليكم من بعد الغم امنة نعاسًا يغشىٰ طائفة منكم ۔ (از ترجم)

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو معمر سے، اس نے عبدالوارث بن سعید سے۔ (کتاب مناقب الانصار۔ حدیث ۳۸۱۱۔ فتح الباری ۷/۱۲۸)۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمٰن سے، اس نے ابو معمر سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۶ ص ۱۴۴۳)

وحشی کی زبانی حضرت حمزہ کی شہادت کا بیان .... (۱۲) ہمیں خبر دی ابو عمرو بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسین احمد بن محمد بن معاویہ کاغذی نے رائے سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن ابوالثلج نے، ان کو حجین بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن ابوسلمہ ماجسون نے عبداللہ بن فضل ہاشم سے، اس نے سلیمان بن یسار سے، اس نے جعفر بن عمرو بن اُمیہ ضمری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں عبیداللہ بن عدی بن خبار کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا، جب ہم لوگ حمص شہر میں پہنچے تو مجھے عبیداللہ نے کہا کیا آپ کو وحشی بن حرب کے بارے میں دلچسپی ہے ہم اس سے حضرت حمزہ ؓ کے قتل کے بارے پوچھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ جی ہاں اور وحشی حمص میں رہتا تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے بارے میں پوچھا تو ہمیں بتایا گیا کہ وہ ایسے مکان کے سائے تلے بیٹھا ہے گویا کہ وہ ایسے تھا جیسے کہا جاتا ہے یا جیسا نام ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ میرے نزدیک وہ ایسے تھا جیسے گویا کہ وہ سخت غصے میں بیٹھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم گئے ان کے پاس، تھوڑی سی دیر بیٹھے پھر ہم نے اسلام علیکم کہا، اس نے ہمارے سلام کا جواب دیا، وہ اپنے عمامہ کو اُوپر لپیٹے ہوا تھا اس کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ عبیداللہ نے کہا، اے وحشی! آپ مجھے پہچانتے ہو۔ اس نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے شادی کی تھی ایک عورت سے، اس کا نام اُم قتال بنت ابوالعیص تھا۔ اس نے مکے میں ایک بچہ جنا تھا وہ اسے دودھ پلانا چاہتی تھی اور وہ بچہ میں نے اُٹھا کر اس کو دیا تھا، ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے میں نے وہ قدم اب تیرے ہی قدم جیسے دیکھے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبیداللہ نے اپنے چہرے سے کپڑا اُٹھایا پھر کہا کہ کیا آپ ہمیں حمزہ کے قتل کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ بے شک حمزہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو بدر میں قتل کیا تھا۔ لہٰذا مجھے میرے مولیٰ جبیب بن مطعم نے کہا تھا کہ اگر تم نے حمزہ کو قتل کر دیا میرے چچا سمیت تو تم آزاد ہو۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ نکل گئے عینین سے، عینین ایک پہاڑی ہے اُحد کے دامن میں۔ اُحد کے اور اس کے درمیان وادی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ قتال کی طرف نکلا جب انہوں نے لڑائی کے لئے صف بندی کی تو سبّاع نامی شخص سامنے آیا۔ اس نے کہا کہ ہے کوئی مقابلہ میں آنے والا۔ چنانچہ اس کے مقابلے میں حضرت حمزہ نکلے اور بولے اے سباع اے عورتوں کی شرم گاہ کاٹنے والی کے بچے تو اللہ اور رسول سے دشمنی کرتا ہے۔ حمزہ نے حملہ کر کے اس کو اس طرح نیست و نابود کر دیا جیسے گذشتہ شام ہو جاتی ہے۔ حضرت حمزہ نے یہ گالی اس لئے دی تھی کہ اس کافر کی ماں عورتوں کی ختنہ کیا کرتی تھی۔ اس لئے کہ دور جاہلیت میں غالباً کھال کا کچھ حصہ کاٹ ڈالنے کا رواج تھا۔

وحشی کہتے ہیں کہ میں حمزہ کو قتل کرنے کے لئے ایک چٹان کی آڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا تھا۔ لہٰذا وہ میرے قریب سے گزرے، جب وہ میرے قریب ہوئے تو میں نے ان پر اپنی تلوار کا بھرپور وار کیا۔ جس سے وہ ان کے پیٹ پر لگی اور سرین سے نکل گئی، یہی عہد تھا میرا۔ جب لوگ واپس لوٹے میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا اور میں مکے میں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ مکہ میں اسلام عام ہو گیا، پھر میں طائف نکل گیا۔ انہوں نے حضور ﷺ کے پاس نمائندے بھیجے اور مجھے بتایا گیا کہ محمد ﷺ اس کو قتل نہیں کراتے جو ان کے دین میں داخل ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ حضور نے جب دیکھا تو پوچھا کہ کیا تو وحشی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ وہی جس نے حمزہ کو قتل کیا تھا؟ میں نے بتایا کہ معاملہ وہی ہے جو آپ کو پہنچا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم میرے سامنے سے اپنا چہرہ غائب نہیں کر سکتے ہو؟

کہتے ہیں کہ میں اس کے بعد واپس لوٹ آیا تھا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور مسلیمہ کذاب نکلا میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ جاؤں گا مسلیمہ کو قتل کرنے کے لئے۔ میں اس کو قتل کر کے حمزہ کے قتل والا بدلہ پورا کروں گا۔ کہتے ہیں کہ میں لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا تو وہاں قتال ہوا جیسے بھی ہوا۔ اچانک ایک آدمی نمودار ہوا دیوار کے سائے میں، گویا کہ وہ اُونٹ ہے فربہ جسم، اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی تلوار زور سے اس کو ماری، میں نے اس کو دونوں پستانوں کے درمیان تلوار ماری تھی جو چیرتی ہوئی اس کے کندھوں کے پار ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی اس کی طرف کودا اس نے اپنی تلوار اس کی کھوپڑی پر ماری۔ عبداللہ بن فضل نے کہا کہ مجھے خبر دی سلمان بن یسار نے کہ اس نے سُنا تھا عبداللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک لڑکی نے جو گھر کی چھت پر کھڑی تھی چیخ کر کیا تھا ہے ہے امیر المؤمنین کو سیاہ حبشی نما غلام نے قتل کر دیا۔ جحین نے کہا کہ میں نہیں جانتا مگر یہ کہ میں نے سُنا تھا عبدالعزیز سے، وہ کہتے تھے کہ سعید کہتے میں حیران تھا کہ حمزہ کا قاتل کیسے بچا ہوا ہے، حتیٰ کہ مجھے اطلاع پہنچی کہ وہ دریا میں غرق ہو کر مر گیا ہے۔ (الاصابہ ۳/۶۳۱)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوجعفر بن محمد عبداللہ سے سوائے قول جحین کے اس کے آخر میں۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۲۔ فتح الباری ۷/ ۳۶۷۔ ۳۷۸)

(۱۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن بالونہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی محمد بن شاذان جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی معاویہ بن عمرو نے، اس نے ابواسحاق فزاری سے، اس نے ابن عون سے، اس نے عمیر بن اسحاق سے، اس نے سعدی بن ابووقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ حمزہ بن عبدالمطلب اُحد والے دن رسول اللہ کے آگے دو دو تلواروں کے ساتھ قتال کر رہے تھے کہ میں اللہ کا شیر ہوں۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس رحم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن عون سے، اس نے عمیر بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ حمزہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو تلواروں کے ساتھ لڑ رہے تھے اور کہتے تھے کہ میں اللہ کا شیر ہوں اور آگے بھی حملہ کرتے تھے اور پیچھے بھی پلٹ کر حملہ کرتے تھے۔ اچانک ان کا پیر پھسلا تو سیدھے چت جا کر گرے۔ لہٰذا زرہ ان کے پیٹ سے کھل گئی۔ لہٰذا معبد حبشی نے بھاگ کر ان کو نیزہ گھونپ دیا یا تلوار گھونپ دی پیٹ کے اندر، اس سے اس نے ان کا پیٹ پھاڑ دیا اُحد والے دن۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان امل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان عیینہ نے، اس نے عمر بن دینار سے، اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا تھا نبی کریم ﷺ سے اُحد والے دن یا رسول اللہ اگر میں قتل ہو گیا تو میں کہاں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا کہ جنت میں۔ اس نے کہا کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں اور جا کر لڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔

(۱۶) عمرو کے ماسواء نے کہا کہ وہ دنیا کے کھانے سے الگ ہو گیا اسی طرح میری کتاب میں اس روایت میں اور درست لفظ تخلّی نہیں بلکہ تجلی ہے یعنی وہ شخص تجلی یعنی اس نے یہ کہا تھا کہ کافی ہے مجھے یہی بات دنیا کے کھانے سے۔ بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث سفیان بن عقبہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۴۶۔ فتح الباری ۳۵۴/۷۔ مسلم کتاب الاسارہ۔ حدیث ۱۴۳ ص ۱۵۰۹)

اُحد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو آنا .... (۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے مغائی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن بکر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید نے، اس سے کہ ان کے چچا انس بن نضر بدر کی لڑائی میں غائب تھے جب آئے تو کہنے لگے کہ میں پہلی جنگ سے غیر حاضر ہو گیا جو رسول اللہ ﷺ نے لڑی ہے مشرکین کے ساتھ، اگر اللہ نے اب کسی جنگ میں مجھے حاضر کیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کا دن آیا تو مسلمان ہار گئے۔ لہٰذا انس بن نضر اللہ کی بارگاہ میں معذرت کرنے لگے۔

اے اللہ! میں معذرت کرتا ہوں تیری بارگاہ میں مشرکین کے کردار سے بھی اور میں معذرت کرتا ہوں اس عمل سے جو مسلمانوں نے کیا ہے اس کے بعد وہ تلوار لے کر نکلے آگے ان کو سعد بن معاذ ملے، انہوں نے کہا اے سعد! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اُحد کے پیچھے سے۔ خوش آمدید ہے جنت کی خوشبو کے لئے۔ سعد نے کہا میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا جو کچھ اس نے کہا تھا۔

حضرت انس نے کہا ہم نے اس کے بعد انہیں مقتولین میں پڑے ہوئے پایا جن کے وجود پر اسّی (۸۰) سے زیادہ زخم تھے۔ کچھ تلوار کے کچھ نیزے کے گھُسنے کے، کچھ تیر کے تھے۔ مشرکین نے ان کے ناک کان کاٹ دیئے تھے۔ ہم انہیں نہیں پہچان سکے تھے بلکہ ان کی بہن نے ان کو ان کی اُنگلیوں کے پوروں سے پہچانا تھا۔ انس کہتے ہیں کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے :

من المؤمنين رجال صدقوا ماعاهدوا اللّٰه عليه ۔ الخ (سورۃ احزاب : آیت ۲۳)

اہل ایمان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سچا کر دکھایا ہے جو انہوں نے اللہ کے ساتھ کیا تھا۔

کہ یہ آیت انہیں کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بخاری نے ان کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے حمید سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ثابت سے اس نے انس سے۔

(بخاری کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۸۰۵۔ فتح الباری ۲۱/۶۔ مسلم کتاب الامارۃ۔ حدیث ۱۴۸ ص ۱۵۱۲/۳)

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی قاسم بن عبدالرحمٰن بن رافع سے جو بھائی تھے بنو عدی بن نجار کے، وہ

کہتے ہیں کہ انس بن مالک کے چچا انس بن نضر پہنچے عمر بن قطاب اور طلحہ بن عبید اللہ کے پاس مہاجرین وانصار کے کچھ جوانوں کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ جب اُحد میں کچھ مسلمانوں نے اپنے ہاتھ پیر چھوڑ دیئے اور بیٹھ گئے تھے تو انہوں نے پوچھا کہ تم کس وجہ سے بیٹھ گئے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں۔ انس بن نضر نے کہا کہ پھر تم ان کے بعد اپنی زندگی کو کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا تم بھی اسی راستے پر مر جاؤ جس راستے پر رسول اللہ ﷺ مر گئے اس کے بعد وہ مشرکین کے ساتھ ٹکرا گئے، لڑتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے پھر انہیں کے نام پر حضرت انس کا نام رکھا گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶)

حضرت عمرو بن جموع کا جذبہ جہاد .... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد اسحاق بن یسار نے بنوسلمہ کے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن جموح شدید لنگڑے تھے۔ اور ان کے چار بیٹے تھے جو کڑیل جوان تھے، مجاہد تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے تھے جب حضور جہاد کرتے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اُحد کی طرف ارادہ کیا تو ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ ابا جان اللہ تعالیٰ نے آپ کو رخصت دی ہے اگر آپ جہاد سے بیٹھ جائیں گے تو آپ کی طرف سے ہم کافی ہیں لڑنے کے لئے، اللہ نے آپ سے جہاد کی فرضیت معاف کر دی ہے۔ مگر عمرو بن جموح کا جذبہ جہاد کچھ کم نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ میرے بیٹے مجھے جہاد میں جانے سے روکتے ہیں اور آپ کے ساتھ اُحد میں حاضری سے منع کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں یہ آرزو کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ جہاد کرتے کرتے شہید ہو جاؤں اور میں اپنی اسی معذوری اور لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں چلتا پھروں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اللہ نے جہاد کو تم ساقط کر دیا ہے تیرے اُوپر گویا کہ فرض نہیں ہے۔ ادھر اس کے بیٹوں سے کہا تمہیں کیا تکلیف ہے تم بھی اسے چھوڑ دو اُسے نہ روکو شاید اللہ تعالیٰ اس کو شہادت عطا کر دے۔ حضور ﷺ کے فرمان کے بعد انہوں نے روکنا چھوڑ دیا اور وہ اُحد کی لڑائی میں جا کر شہید ہو گئے۔ وہ رسول اللہ کے ساتھ جہاد میں گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت حنظلہ بن ابو عامر اور ابوسفیان بن حرب (جب مسلمان نہیں ہوئے تھے) جہاد میں باہم لڑے۔ جب حنظلہ ابوسفیان سے غالب آ گئے یا ان کے اُوپر چڑھ گئے تو ادھر سے شداد بن اسود دیکھ رہا تھا، اس کو اہل شعوب کہا جاتا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ وہ ابوسفیان سے غالب ہو رہے ہیں تو شداد نے اس کو وار کر کے قتل کر دیا۔

غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ کی شہادت .... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارے ساتھ (حنظلہ) کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ اس کی گھر والی سے پوچھو کہ اس کی کیا حالت تھی؟ چنانچہ ان کی بیوی سے پوچھا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حالت جنب و ناپاکی میں تھے جب انہوں نے جہاد پر نکلنے کی پکار سُنی تو فوراً نکل گئے غسل نہیں کر سکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی لئے فرشتے ان کو غسل دے رہے تھے یعنی اسی لئے فرشتوں نے ان کو غسل دیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۷۔۱۸)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے ابوسفیان مولیٰ بن ابو احمد ابو ہریرہ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ مجھے ایسا شخص بتاؤ جو جنت میں چلا گیا ہے مگر اس نے کوئی نماز بھی بالکل نہیں پڑھی۔ جب لوگ اس کو نہ سمجھ سکے تو انہوں نے ان سے پوچھا۔ لہٰذا انہوں نے بتایا کہ وہ اُطیرم بن عبدالاشہل عمرو بن ثابت بن اقیش ہیں۔

مجھ سے حصین نے کہا کہ میں نے محمد بن لبید سے کہا کہ اُطیرم کا کیا حال تھا؟ فرمایا کہ وہ اسلام کا انکار کرتے تھے۔ جب رسول اللہ میدان اُحد میں پہنچے تو اس کو اسلام کی سمجھ آ گئی۔ لہٰذا وہ مسلمان ہو گئے۔ لہٰذا انہوں نے تلوار لی اور علی الصبح وہ کفار پر پہنچ گئے۔ انہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کیا حتیٰ کہ زخموں نے ان کو نڈھال کر دیا۔ نڈھال ہو کر گر گئے۔ لہٰذا بنو عبدالاشہل کے کچھ لوگ نکلے وہ اپنے آدمیوں کو تلاش کر رہے تھے انہوں نے ان کو مقتولین کے اندر پایا۔ ان کی زندگی کے آخری سانس تھے۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ ہم نے آپ کو اس دین کو قبول کرنے کے لئے کہا تھا مگر آپ اس بات سے انکاری تھے، بتاؤ تمہیں کیا چیز یہاں لے آئی تھی؟ کیا اسلام میں رغبت ہو گئی تھی یا اپنی قوم کی

غیرت لے آئی ہے۔انہوں نے ان کو بتایا کہ اسلام میں رغبت مجھے یہاں لائی ہے،لہٰذا مجھے یہ حالت پہنچی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔وہ لوگ ان سے دور نہیں ہٹے تھے کہ وہ فوت ہو گئے۔لوگوں نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا،وہ اہل جنت سے ہے۔

اور تحقیق یہ روایت مروی ہے بطور موصول روایت مکمل طریقے سے۔(سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۳۔۳۴)

بغیر نماز پڑھے جنت میں داخل ہونا .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رود باری نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درسہ نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے،ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے،ان کو حدیث بیان کی حماد نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے،اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ عمرو بن اقیش کا کاروبار سود تھا جاہلیت میں۔اس کو یہ خیال آتا تھا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو اسلام کے اندر تو سود لینا حرام ہے میری رقم ڈوب جائے گی۔لہٰذا سود وصول کرنے سے قبل مسلمان ہونے کو ناپسند کر رہا تھا۔ اتفاق سے جنگ اُحد ہو گئی وہ آیا اس نے پوچھا کہ میرے چچازاد کہاں ہیں،لوگوں نے بتایا کہ وہ تو اُحد میں پہنچے ہوئے ہیں۔اس نے پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ جواب ملا کہ اُحد میں ہیں،اس نے پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ جواب ملا کہ وہ بھی اُحد میں ہیں۔پھر پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ جواب ملا کہ وہ بھی اُحد میں۔لہٰذا اس نے بھی ہتھیار پہنے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہ بھی انہیں کی طرف روانہ ہو گئے۔

مسلمانوں نے اس کو جب دیکھا تو کہنے لگے اے عمرو کیسے آئے ہو۔بولے کہ میں ایمان لے آیا ہوں۔چنانچہ اس نے اسلام کے لئے لڑنا شروع کیا اور زخمی ہو کر گر گئے۔زخمی حالت میں اُٹھا کر اپنے گھر والوں کے پاس لائے گئے۔سعد بن معاذ آ گئے انہوں نے ان کی بہن سے کہا کہ آپ اس سے پوچھیں کہ تم اپنی قوم کی حمیت و غیرت کے لئے لڑے ہو یا ان کے لئے غصہ نکالنے کے لئے یا اللہ پاک کے لئے غصہ نکالنے کے لئے۔انہوں نے پوچھا تو عمرو نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے یعنی دین کے لئے لڑا ہوں۔لہٰذا وہ مرکر جنت میں داخل ہو گئے حالانکہ اس نے ایک بھی نماز نہیں پڑھی تھی۔(ابوداؤد کتاب الجہاد۔حدیث ۲۵۳۷ ص ۳/۲۰)

دنیا میں جنت کی خوشبو محسوس کرنا .... (۲۰) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن نصر بن یالوبیہ نے،ان کو محمد موسیٰ بصری نے،ان کو ابوصالح عبدالرحمٰن بن عبداللہ طویل نے،ان کو معن بن عیسیٰ نے،ان کو محزم بن کبیر نے، ان کو ان کے والد نے،ان کو ابوحازم نے،ان کو خارجہ بن زید بن ثابت نے اپنے والد سے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے بھیجا رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن سعد بن ربیع کی تلاش میں اور مجھے حکم دیا کہ اگر تم اسے دیکھ لو تو اس کو میری طرف سے سلام کہو اور اس سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟

وہ کہتے ہیں کہ میں آیا اور مقتولین کے اندر اس کو تلاش کرنے لگا۔میں اس کے پاس پہنچ گیا اس میں زندگی کے آخری سانس تھے اس کے جسم پر تلوار،تیر اور نیزے کے ستر زخم تھے۔میں نے کہا کہ اے سعد رسول اللہ ﷺ نے تجھے سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ رسول اللہ پر اور تم پر بھی سلام ہو۔ان سے جا کر کہو یا رسول اللہ میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔اور میری قوم انصار سے کہنا اللہ کے نزدیک تمہارا کوئی عذر نہیں چلے گا اگر رسول اللہ تک کوئی دشمن پہنچ گیا۔اور تمہارے اندر کچھ پلکیں جھپک رہی ہیں (یہ دیکھ رہی ہیں) یہ کہتے ہیں ان کی رُوح پرواز کر گئی۔رحمۃ اللہ علیہ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۸۔۳۹۔تاریخ ابن کثیر ۴/۳۹)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم بن اباشی نے،ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح نے اپنے والد سے یہ کہ ایک آدمی مہاجرین میں انصار کے ایک آدمی کے پاس گزرا وہ اپنے خون میں لت پت تھا۔اس نے اس سے کہا اے فلانے کیا تجھے معلوم ہے کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں؟ انصاری نے کہا اگر واقعی محمد قتل ہو گئے ہیں (تو کوئی بات نہیں ہے)۔وہ تو یہ دین پہنچا گئے ہیں۔لہٰذا تم لوگ اپنے دین کی حفاظت میں قتال کرو۔لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی :

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۴۴)

محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی تو بہت سے رسول گزر گئے ہیں۔

(۲۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن احمد بن سخطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جمعہ بن مصلقہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن خرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے اپنے شیوخ سے، انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو بن حزام نے کہا کہ میں نے خواب میں جبل اُحد کی طرف دیکھا۔ مجھے حبش بن منذر نظر آئے وہ مجھے کہہ رہے تھے آپ چند دنوں میں ہمارے پاس آنے والے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہ جنت میں۔ آپ اس میں جہاں چاہیں گے چلے جائیں گے۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا آپ جنگ بدر میں قتل نہیں ہوگئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر میں زندہ کردیا گیا ہوں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا یہ شہادت ہے اے ابوجابر۔ (المغازی للواقدی ۱/۲۶۶)

اور واقدی نے خثیمہ ابوسعد بن خثیمہ کے قصے میں ذکر کیا ہے اس بارے میں جو رسول اللہ کے سامنے کہا تھا اُحد کی طرف خروج کے بارے میں قریب ہے کہ اللہ ہمیں ان کے مقابلے میں کامیابی سے ہمکنار کردے تو یہ اللہ کی سنت وعادت ہے ہمارے بارے میں یا ممکن ہے کہ دوسری کیفیت پیدا ہوجائے یعنی شکست ہوجائے تو یہ شہادت کا واقعہ ہے۔ مجھ سے بدر کا واقعہ خطا کر گیا تھا یعنی میں اس میں شریک نہیں ہوسکا تھا۔ مگر میں اس میں شرکت پر حریص تھا۔ حتیٰ کہ میں نے جانے کے لئے اپنے بیٹوں کے ساتھ قرعہ اندازی کی تھی۔ اس کا قرعہ نکلا اور وہ جاکر شہید ہوگیا۔ (المغازی للواقدی ۱/۲۱۲-۲۱۳)

میں نے ایک رات گزرنے کے بعد نیند میں اس کو دیکھا کہ وہ خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے انتہائی خوبصورت حالت میں جنت کے میوہ جات میں ٹہل رہا ہے اور جنت کی نہروں کی سیر کررہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے، اے اللہ! تو ہمارے احباب اور اقرباء کو جنت کے اندر ہمارے ساتھ لاحق کردے، میرے ربّ نے جو وعدہ دیا تھا میں نے اس کو سچ پالیا ہے۔ اللہ کی قسم اے رسول اللہ! میں اس کے بعد سے جنت میں اس کی رفاقت اور ہم نشینی کا مشتاق ہوں حالانکہ میری عمر بڑی ہوچکی ہے میری ہڈیاں نرم پڑ گئی ہیں اور میں اپنے ربّ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے شہادت کا رزق دے اور جنت میں سعد کی رفاقت دے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اسی بات کے لئے اور وہ اُحد میں قتل ہوکر شہید ہوگیا۔

حضرت عبداللہ بن جحش کی قسم اور اس کا پورا ہونا .... (۲۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء، ان کو ابوبکر محمد بن دنوزاہد نے، ان کو حدیث بیان کی علی بن حسین بن جنید نے، ان کو احمد بن صالح نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے مسیب سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا عبداللہ بن جحش نے اے اللہ! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ صبح میں دشمن سے ٹکراؤں اور وہ مجھے قتل کردیں پھر وہ میرا پیٹ پھاڑ دیں اور وہ میرے ناک کان کاٹ ڈالیں پھر اے ربّ آپ مجھ سے پوچھیں کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ میں کہوں کہ یہ سب کچھ تیرے لئے ہوا ہے۔

سعید بن مسیب نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اس کی آخری قسم ضرور پوری کریں گے جیسے اس کی پہلی پوری کی تھی۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۳۲۲)

تحقیق روایت کیا ہے قصہ عبداللہ بن جحش کا کتاب السنن میں اسحاق بن سعد ابووقاص کی حدیث سے۔ اس نے اپنے والد سے بطور موصول روایت کے۔ (سنن الکبریٰ ۶/۳۰۷-۳۰۸)

کھجور کی چھڑی کا تلوار بن جانا .... (۲۴) ہمیں سعد بن ابووقاص ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ان کو سعید بن عبدالرحمٰن جحش نے، ان کو شیوخ نے یہ کہ حضرت عبداللہ بن جحش اُحد والے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، ان کی تلوار چلی گئی تھی۔ حضور ﷺ نے اس کو کھجور کی چھڑی کی ڈنڈی عطا کی اور وہ اس کے ہاتھ میں جاکر یعنی عبداللہ بن جحش کے ہاتھ میں تلوار بن گئی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۴۲)

☆☆☆

باب ۴۱

مغازی میں یہ بات مذکور ہے کہ
حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل کر ان کے چہرے پر آن پڑی تھی
رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھ اس کی جگہ پر واپس رکھ دی
اور اس کو اسی حالت میں لوٹا دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تیر اندازی کی اپنی کمان کے ساتھ کہ اس کا کنارہ ٹوٹ گیا لہٰذا اسے قتادہ بن نعمان نے لے لیا پھر وہ انہیں کے پاس رہا۔ اسی دن قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل گئی تھی حتیٰ کہ وہ ان کے رخسار پر آن پڑی تھی۔ رسول اللہ نے اسے واپس اپنی جگہ پر ٹکا دیا تھا۔ اس کے بعد وہ آنکھ خوبصورت ہوگئی تھی اور اس کی بینائی بھی تیز ہوگئی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۳۳۔۳۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعید خلیل بن احمد بن محمد وقاضی البستی نے جب وہ ہمارے پاس آئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن مظفر بکری نے، ان کو خبر دی ابن ابوخیثمہ نے، ان کو مالک بن اسماعیل نے، ان کو حدیث بیان کی ابن غسیل نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ بن نعمان نے اپنے دادا قتادہ سے کہ یوم بدر میں ان کی آنکھ نکل گئی تھی۔ اس کی پتلی بہہ کر گال پر آ گئی تھی۔ لوگوں نے چاہا کہ اس کو کاٹ ڈالیں۔ اس نے کہا کیا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر ان سے مشورہ کرلوں اس بارے میں۔ چنانچہ ہم لوگ اس کو لے کر حضور ﷺ کے پاس گئے اور حضور کو یہ کیفیت بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے قریب کیا اور اس کی آنکھ کے ڈھیلے کو اُٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور اپنی ہتھیلی کے ساتھ اس کو دبا دیا اور دعا کی، اے اللہ! تو اس کو خوبصورتی کا لباس پہنا۔ اس کے بعد مرنے تک وہ یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ ان کی کونسی آنکھ نکلی تھی (گویا اس قدر صحیح ہوگئی تھی)۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن غالب نے، ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے، ان کو عبدالرحمٰن بن سلمان بن غسیل نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے قتادہ بن نعمان سے کہ یوم بدر میں ان کی آنکھ نکل گئی تھی اور آنکھ کی پتلی رخسار پر آ گئی تھی۔ صحابہ نے اس کو کاٹ ڈالنے کا ارادہ کیا پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو حضور ﷺ نے منع فرمایا۔ آپ نے اس کی پُتلی کو اپنے دست مبارک سے دبا دیا۔ اس کے بعد وہ اسی قدر ٹھیک ہوگئی۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ دو میں سے کونسی آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا۔

ان دونوں روایتوں میں روایت ابن غسیل سے یہی مروی ہے کہ یہ سب یوم بدر میں ہوا تھا۔ واللہ اعلم

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو محمد بن درستہ اصفہانی نے، ان کو سلیمان بن داؤد شاذ کوانی نے، ان کو محمد عمر واقدی نے، ان کو قتادہ بن نعمان جو کہ تیر انداز تھے۔ یہ لوگ اُحد میں بھی حاضر تھے اور بدر میں بھی۔ اُحد والے دن ان کی آنکھ پر تیر لگا تھا جس سے ان کی آنکھ کی پُتلی بہہ کر ان کے رخسار پر آ گئی تھی۔ وہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا

کہ یارسول اللہ ﷺ میرے نکاح میں ایک خوبصورت عورت ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں، وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اگر وہ دیکھے گی کہ میری آنکھ نکل گئی ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ سے نفرت نہ کرجائے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اسے واپس اس کی جگہ پر لگا دیا۔ چنانچہ وہ سیدھی ہوگئی تھی اور واپس اسی جگہ لگ گئی تھی اور وہ دونوں آنکھوں میں سے زیادہ قوی اور زیادہ صحت مند ہوگئی تھی عمر کے ساتھ ساتھ۔
(المغازی للواقدی ۲۴۲/۱)

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابو مسلم ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو سلیمان بن احمد نے، ان کو محمد بن شعیب بن شابور نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اسحاق بن عبداللہ بن ابوفروہ سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں عباس بن عبداللہ بن سعد بن سرح سے، اس نے ابوسعید خدری سے، اس نے قتادہ بن نعمان سے کہ ان کا بھائی تھا ماں کی طرف سے کہ اُحد والے دن ان کی ایک آنکھ چلی گئی تھی۔ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے آپ نے اسے اس کی جگہ واپس لگا دیا اور وہ وہاں جم گئی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۴/۴)

باب ۴۲

جنگ اُحد والے دن

دو فرشتے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قتال کر رہے تھے

اور حضور کا دفاع کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قتل ہونے سے بچائے رکھا، جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا ان الفاظ میں کہ

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔ (سورۃ المائدہ : آیت ٦٧)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اُحد والے دن نبی کریم ﷺ کے دائیں طرف اور بائیں طرف دو آدمی دیکھے۔ ان کے اُوپر سفید کپڑے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لڑ رہے تھے شدید قتال کے ساتھ۔ میں نے ان کو نہ اس دن سے قبل دیکھا تھا نہ ہی بعد میں دیکھا۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۵۴۔ فتح الباری ۳۵۸/۷۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۴۷ ص ۱۸۰۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو عبداللہ بن شیرویہ نے، ان کو اسحاق بن منصور نے، ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، انہوں نے سعد بن ابی وقاص سے، انہوں نے اس کو ذکر کیا تھا اسی مذکور کی مثل۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے عبدالعزیز بن عبداللہ سے، اس نے ابراہیم بن سعد سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اسحاق بن منصور سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو محمد بن عبید (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو احمد بن مہران اصفہانی نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی میسعر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمرو مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو ابواسامہ نے اور محمد بن بشر نے میسعر سے، اس نے سعد بن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں اُحد والے دن دو آدمی دیکھے تھے۔ ان پر سفید کپڑے تھے، میں نے ان کو نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا، یعنی جبرائیل و میکائیل علیہما السلام تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر ابوشیبہ سے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۴۶ ص ۱۸۰۲)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق بن ابراہیم حنظلی سے، اس نے محمد بن بشر سے۔ (کتاب اللباس۔ حدیث ۵۸۲۶۔ فتح الباری ۱۰/۲۸۲)

(۴) بہرحال وہ روایت جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی آدم نے، ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا مجاہد نے کہ ان کے ساتھ مل کر کبھی فرشتوں نے قتال نہیں کیا تھا، نہ اس سے قبل نہ بعد مگر صرف یوم بدر میں قتال کیا تھا۔ تو اس بات کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے کہہ کر یہ ارادہ کیا تھا کہ اُحد والے دن قوم کی طرف سے فرشتوں نے اس وقت قتال نہیں کیا تھا جب وہ رسول کی نافرمانی کر بیٹھے تھے اور اس پر صبر نہ کیا تھا جس کا رسول اللہ نے ان کو حکم دیا تھا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے اپنے شیوخ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

اذ تقول للمؤمنين الن يكفيكم ان يمدكم ربكم بثلاثة الاف من الملائكة منزلين ـ بلىٰ ان تصبروا و تتقوا و يأتوكم من فورهم هذا يمددكم ربكم بخمسة الاف من الملائكة مسومين ـ

(اے پیغمبر ﷺ!) جب آپ کہہ رہے تھے اہل ایمان سے کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ۔ جی ہاں اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ فرشتے تمہارے پاس جلدی آئیں گے، تمہارا رب تمہاری مدد کرے گا پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ جو نشان لگے ہوئے ہوں گے۔

تو اس نے کہا کہ انہوں نے صبر نہ کیا۔ لہٰذا شکست سے دوچار ہوئے۔ اس طرح ان کی مدد نہ کی گئی۔

(المغازی للواقدی ۱/۳۱۹۔۳۲۰۔ آل عمران ۴/۱۲۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو وعدہ دیا تھا صبر اور تقویٰ کی شرط کے ساتھ کہ وہ ان کی مدد کرے گا پانچ ہزار فرشتوں کے ذریعے سے اور اللہ نے ایسا کیا بھی تھا۔

جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کر لی اور انہوں نے اپنی اپنی صفوں کے ٹھکانوں کو چھوڑ دیا اور تیر اندازوں نے اس عہد کو ترک کی جوان سے کیا تھا کہ وہ اپنی اپنی منازل کو نہ چھوڑیں اور انہوں نے دنیا کا ارادہ کر لیا تو اس کے بعد ان سے فرشتوں والی مدد اُٹھالی گئی۔ اور اللہ نے یہ آیت اُتاری:

ولقد صدقكم الله وعده اذ تحسونهم باذنه ـ (آل عمران: آیت ۱۵۲)

(کہ اللہ نے اس وقت تم سے اپنا وعدہ سچا کر دیا تھا جب تم ان کو اس کے حکم سے کاٹتے جا رہے تھے) تو اس طرح اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا تھا اور ان کو فتح دکھادی تھی۔ جب انہوں نے نافرمانی کی تو آزمائش اور مصیبت اس کے بعد آن پڑی۔

جنگ اُحد میں غیر معروف نوجوان کا تیر لا کر دینا........... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن کبیر نے، ان کو عبداللہ بن عون نے، ان کو عمیر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب یوم اُحد تھا تو بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر الگ ہو گئے تھے جبکہ حضرت سعد حضور کے سامنے تیر اندازی کر رہے تھے اور ایک نوجوان ان کو تیر اُٹھا اُٹھا کر دیئے جا رہا تھا، جیسے ہی ایک تیر جاتا وہ دوسرا لا کر ان کو دے دیتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا تیر مارے جا اے ابواسحاق۔ جب فارغ ہوئے تو نظر ماری کہ وہ جوان کون تھا مگر وہ کسی کو نظر نہ آیا اور نہ ہی وہ پہچانا جاسکا۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۳۰۴)

باب ۴۳

میدانِ جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی قوت اور مضبوطی

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن عبد اعرابی نے حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عمرو بن خالد حرانی نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو حارثہ بن مغرب نے، حضرت علی ﷺ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب میدان جنگ گرم ہو جاتا اور مسلمان قوم مشرک قوم سے ٹکراتی تھی ہم خود رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پناہ لیتے اور ان کے ساتھ اپنا بچاؤ کرتے تھے، ہم میں سے کوئی ایک آدمی کفار و مشرکین سے زیادہ قریب نہیں ہوتا تھا رسول اللہ کی نسبت۔ (تحفۃ الاشرف ۷/۳۵۷/

ابی بن خلف کا رسول اللہ کے ہاتھوں قتل ہونا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ اُبی بن خلف بنو جمع کا بھائی ہوتا تھا، اس نے حلف اُٹھایا تھا جبکہ وہ مکہ میں تھا کہ وہ رسول اللہ کو ضرور قتل کرے گا۔ اس کی قسم کھانے کی خبر جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ نہیں بلکہ انشاء اللہ میں خود اس کو قتل کروں گا۔ لہٰذا اُبی بن خلف رسول اللہ کی طرف حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو وہ لوہے میں چھپا ہوا تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اگر میں بچ گیا تو محمد نہیں بچے گا۔

چنانچہ اس نے قتل کے ارادے سے رسول اللہ پر حملہ کیا مگر مصعب بن عمیر اس کے سامنے آگئے جو بنو عبدالدار کے بھائی ہوتے تھے۔ انہوں نے اپنی ذات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا بچاؤ کیا۔ لہٰذا مصعب بن عمیر قتل ہو گئے تھے۔ اتنے میں رسول اللہ کو اُبی بن خلف کی ہنسلی نظر آگئی کیونکہ سر پر رکھے ہوئے لوہے کو خود اور لوہے کی زرہ کی کڑیوں کے مابین فرجہ اور خلا تھا حضور ﷺ نے اسی جگہ اپنی تلوار گھسیڑ دی جس کے نتیجے میں اُبی بن خلف زخمی ہو کر گھوڑے سے گر گیا۔ اتنے میں اس کے احباب دوڑ کر آئے، انہوں نے اس کو اُٹھا لیا اور لے گئے مگر وہ اس طرح بُری بُری آوازیں نکال رہا تھا جیسے ذبح کے وقت بیل نکالتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس قدر کیوں گھبرا رہے ہو یہ تو سب ہلکی سی خراش ہے۔

اس نے بتایا نہیں محمد ﷺ نے یہ کہا تھا کہ وہ مجھے قتل کریں گے۔ پھر کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے مجھے جس قدر تکلیف ہو رہی ہے اگر یہ پورے بازار ذوالمجاز والوں کو پہنچتی تو وہ سارے کے سارے مر جاتے۔ لہٰذا وہ مر کر جہنم رسید ہو گیا۔ سب تباہی ہے اہل جہنم کے لئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۳۲)

اور تحقیق ہم نے روایت کیا ہے اس میں جو موسیٰ بن عقبہ سے گزری ہے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن میسّب سے۔ اور اس کو عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے بھی روایت کیا ہے ابن شہاب سے، اس نے میسّب سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۳۷۔ المغازی للواقدی ۱/ ۲۵۰)

(۳) اور واقدی نے ذکر کیا ہے یونس بن محمد بن عاصم بن عمر بن قتادہ سے، اس نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے اس نے اپنے والد سے، واقدی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر فرماتے تھے اُبی بن خلف مدینے سے مکے لوٹتے ہوئے بطن وادی رابغ میں مر گیا تھا۔ بے شک میں رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد بطن رابغ میں گزر رہا تھا اچانک آگ کا شعلہ بلند ہوا۔ میں اسے دیکھ کر گھبرا گیا، اچانک اس آگ میں سے ایک آدمی نکلا جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے اسی زنجیر کو گھسیٹتے ہوئے چیخ ماری العطش ہے پیاس۔ اچانک ایک آدمی کہتا ہے اس کو پانی نہیں دینا، بے شک یہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے، یہ اُبی بن خلف ہے۔ (المغازی للواقدی ۱/ ۲۵۲)

رسول اللہ کے چہرہ انوار کا زخمی ہونا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتنہ نے، ان کو یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن حازم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن بولومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ابوسعید ابوالسری موسیٰ بن حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قعنبی نے، ان کو عبدالعزیز بن حازم نے اپنے والد سے، اس نے سہل بن سعد سے کہ ان سے پوچھا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے زخم کے بارے میں، انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تھا اور آپ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے تھے۔ اور خود آپ کے سر کے اُوپر چورا ہو گیا تھا۔ سیدہ فاطمہ رسول اللہ ﷺ کا زخم دھو رہی تھی اور حضرت علی آپ کے اُوپر پانی ڈال رہے تھے۔ ڈھال کے ساتھ جب سیدہ فاطمہ نے دیکھا کہ خون پانی کے ساتھ بند نہیں ہو رہا بلکہ زیادہ بہہ رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کی ٹکڑا لیا اور اسے جلا کر راکھ بنا کر زخم کے ساتھ چپکا دیا۔ چنانچہ زخم کا خون بند ہو گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عقنبی سے۔ (کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۶/ ۹۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کی ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۱ ص ۱۴۱۶۔ ابن ماجہ کتاب الطب۔ حدیث ۳۴۶۴ ص ۲/ ۱۱۴۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو عمرو بن سوردسرحی نے، ان کو ابن وہب نے عمرو بن حارث سے، ان کو سعید بن ابو ہلال سے، اس نے ابو حازم سے، اس نے سہل بن سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اُحد والے دن دیکھا تھا کہ آپ کا چہرہ زخمی تھا اور آپ کے رباعی دانت ٹوٹ چکے تھے اور آپ کے خود کے اندر کا حصہ چورا ہو گیا تھا۔ حضرت علی آپ کے پاس ڈھال کے اندر پانی لے کر آئے تھے اور سیدہ فاطمہ آ کر زخمی حصہ کو دھونے لگی اور انہوں نے چٹائی کو جالا کر زخم پر لگایا تھا۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۳ ص ۱۴۱۶)

مسلم نے اس کو روات کیا ہے صحیح سے میں عمرو بن سواد سے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے ہمام بن منبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ یہ ہے وہ جس کی ہمیں خبر دی تھی ابو ہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے اس قوم پر جنہوں نے رسول اللہ کے ساتھ یہ سلوک کیا اور وہ یہ کہ ہلتے ہوئے رباعی دانتوں کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور رسول اللہ نے فرمایا، اللہ کا غضب اس شخص پر بھی شدید ہو جاتا ہے جس کو اللہ کا رسول اللہ کی راہ میں قتل کرے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۳۔ فتح الباری ۷/ ۳۷۲)

بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن نصر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے، دونوں نے عبدالرزاق سے۔
(کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۶ ص ۱۴۱۷۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۴ ص ۱۴۱۷)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن سنان قزاز نے، ان کو ابو عاصم نے، ان کو ابن جریج نے عمر بن دینار سے، اس نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے، اس نے ابن عباس سے، انہوں نے فرمایا، اللہ کا غضب اس پر شدید ہو جاتا ہے جس کو اللہ کی راہ میں رسول اللہ ﷺ قتل کریں اور اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے ان پر جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور خون آلود کیا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن علی سے، اس نے ابو عاصم سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۶۔ فتح الباری ۷/۳۷۲)

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو قعنبی نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے تھے اور سر میں زخم آ گیا تھا۔ حضور اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے اور کہہ رہے تھے کیسے کامیاب ہوگی وہ قوم جنہوں نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا اور اس کے دانت توڑ دیئے ہیں حالانکہ وہ ان کو دعوت دے رہا ہے۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری:

لیس لك من الامر شیء ۔ آپ کو کسی معاملہ کا اختیار نہیں۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۸)

(۹) ہمیں خبر دی طلحہ بن علی بن مقر بغدادی نے وہاں پر، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو محمد بن غالب نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن سلمہ قعنبی نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے، اور ابن عمر اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مشرک لوگوں پر اپنی قنوت میں بددعا فرماتے تھے۔ لہٰذا وہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ واللہ اعلم

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ نے، ان کو خبر دی عیسیٰ بن طلحہ نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتی ہیں کہ جب اُحد کے دن کا ذکر آیا تو وہ رو پڑتے تھے پھر کہتے تھے یہ ایسا دن تھا کہ پورا دن یوم طلحہ تھا اس کے بعد حدیث بیان شروع کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ ان کے آگے (میرا خیال ہے کہ یوں کہا تھا) کہ وہ شخص حضور ﷺ کی حفاظت کر رہا تھا۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر یہ آدمی میری قوم میں سے ہوا تو یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہوگی حالانکہ میرے درمیان اور مشرک کے درمیان کوئی آدمی ہے، جس کو میں نہیں پہچانتا حالانکہ میں سب سے زیادہ قریب ہوں رسول اللہ ﷺ کے اس شخص سے۔ وہ اُچک کر اور اُچھل کر چل رہا تھا، میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ تو ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ کے رباعی دانت ٹوٹ چکے تھے اور آپ کے چہرے پر گہرا زخم آ گیا تھا اور آپ کے رخسار مبارک میں خود کی کڑیوں میں سے دو کڑیاں گھس گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے ساتھی کو دیکھو یعنی طلحہ کو حالانکہ حضور ﷺ کا خون ٹپک رہا تھا۔ ہم نے آپ کی بات کی طرف توجہ نہ دی اور میں آپ کے چہرے سے وہ لوہا نکالنے کے لئے کوشش کرنے لگا۔

ابوعبیدہ نے کہا میں تجھے اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے نہ چھوڑنا، میں نے اس کڑی کو چھوڑ دیا اس نے اپنے ہاتھ سے ان کو پکڑ کر کھینچنا مناسب نہ جانا کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوگی۔ لہٰذا اس نے ان دونوں کڑیوں کو اپنے منہ سے پکڑا، دانتوں سے مضبوط پکڑ کر کھینچا تو ایک کڑی نکل آئی مگر جونہی کڑی باہر آئی تو ابوعبیدہ کے دو دانت بھی ساتھ نکل کر باہر آ گئے خود کے کڑے کے ساتھ دانت بھی گر گئے۔ میں آگے بڑھا تاکہ میں بھی دوسری کڑی کو نکالنے کی اسی طرح سعادت حاصل کروں جیسے اس نے کی ہے مگر اس نے مجھے قسم دی کہ مجھے چھوڑ دیں جیسے اس نے پہلی بار کی تھی۔ لہٰذا اس نے پھر دوبارہ دوسری کڑی کو دانتوں سے پکڑ کر کھینچا تو دو دانت اور بھی کڑی کے ساتھ نکل کر گر گئے۔

مگر (یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ) ابوعبید اپنے بغیر دانتوں کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت لگتے تھے۔ہم لوگوں نے مل کر رسول اللہ ﷺ کی اس حالت کوٹھیک کیا اب جب ہم طلحہ کے پاس آئے اوران کے جسم کا ملاحظہ کیا تو نیزہ اور تیراور تلوار کے ستر سے زیادہ زخم ان کے جسم پر موجود تھے اور ایک اُنگلی بھی کٹ چکی تھی اور ہم نے ان کی حالت بھی درست کی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/ ۲۹۔۳۰۔سیرۃ الشامیہ ۴/ ۲۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی

(۱۱) اور میری مکتوبات میں جو مروی ہیں ابوعبداللہ حافظ سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن بطہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے، ان کو موسیٰ بن یعقوب زمعی نے، اس نے اپنی پھوپھی سے، اس نے اپنی ماں سے، اس نے مقداد بن عمرو سے، اس نے حدیث بیان کی یوم اُحد کے بارے میں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم کفار و مشرکین ہمیں قتل عام کرنے کا در دے دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی شدید تکلیف پہنچائی تھی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو بھیجا تھا حق کے ساتھ حضور ﷺ ایک بالشت کے برابر اپنی جگہ سے پیچھے نہیں ہٹے تھے حالانکہ آپ بالکل دشمن کے منہ میں تھے۔ آپ کے اصحاب ایک مرتبہ آپ کے قریب ہو جاتے تھے اور دوسری باری لڑتے لڑتے آپ سے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ بسا اوقات میں حضور ﷺ کو دیکھا گیا کہ وہ کھڑے ہوئے تیر اندازی کررہے ہوتے تھے، کبھی پتھر برسا رہے ہوتے تھے حتی کہ دشمن آپ کے سامنے غائب ہو جاتے تھے مگر رسول اللہ جمے رہتے تھے۔ جیسے آپ اس وقت جمے رہتے جب آپ ایسی جماعت میں ہوتے تھے جو آپ کے ساتھ ڈٹی ہوتی تھی۔ (المغازی للواقدی ۱/ ۲۳۹۔۲۴۰)

حفاظت الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۲) واقدی نے ابن سیرہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا ہے، اس نے اسحاق بن عبداللہ سے بن ابوفروہ سے، اس نے ابوالحویرث سے، اس نے نافع بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے سُنا جو مہاجرین میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ میں اُحد میں تھا میں نے دیکھا کہ ہر طرف سے تیر برس رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے بیچ میں تھے مگر ہر ایک تیر ان سے ہٹایا جارہا تھا۔ اور البتہ تحقیق میں نے دیکھا عبداللہ بن شہاب زہری کو، وہ کہتے تھے اس دن مجھے محمد کے بارے میں بتاؤ اگر وہ زندہ بچ گیا تو میں زندہ نہیں رہوں گا حالانکہ رسول اللہ کے پہلو میں کھڑے تھے اور حضور کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ پھر وہ وہاں سے آگے چلا گیا۔ لہٰذا صفوان نے اس کو اس بارے میں سرزنش کی (کہ وہ تیرے برابر میں کھڑے تھے)۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم وہ ہم سے محفوظ ہیں (جیسے کسی نے ان کو ہم سے بچانے کے لئے حصار میں لیا ہوا ہے)۔ ہم چار آدمی نکلے تھے، ہم نے آپس میں طے کیا تھا اور ہم نے ایک دوسرے سے عہد کیا تھا کہ ہم اسے قتل کریں گے مگر ہم ان تک نہ پہنچ سکے (المغازی للواقدی ۱/ ۲۳۷۔۲۳۸)۔

(۱۳) واقدی نے کہا کہ ہمارے ہاں یہ بات پکی ہے کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کے رخسار پر تیر مارا تھا وہ ابن قمیۂ تھا۔ اور جس نے آپ کے ہونٹ پر نشانہ مار کر دانت شہید کر دیئے تھے وہ عقبہ بن ابووقاص تھا۔ (المغازی للواقدی ۱/ ۲۴۴)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں حضور ﷺ کے رباعی دانت شہید ہو گئے تھے اور آپ کے رخسار پر زخم لگا تھا اور آپ کے ہونٹ زخمی ہو گئے تھے، اور وہ بدبخت جس نے حضور ﷺ کو یہ تکلیف پہنچائی تھی وہ عقبہ بن ابووقاص تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۲)

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے صالح بن کیسان نے، اس سے جس نے ان کو حدیث بیان کی تھی سعد بن ابووقاص سے، انہوں نے فرمایا کہ میں کسی کو قتل کرنے کے لئے اس قدر حریص نہیں تھا جتنا کہ عقبہ بن ابووقاص کے قتل پر حریص ہوا، کیونکہ مجھے معلوم ہوا تھا

کہ وہ اپنی قوم میں بداخلاق تھا اور ناپسندیدہ شخص تھا، مگر مجھے اس سے رسول اللہ ﷺ کے اس قول نے بچایا کہ آپ نے فرمایا تھا اللہ کا غضب شدید ہوگیا ہے اس شخص پر جس نے رسول اللہ کے چہرے کو لہولہان کر دیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۶۔ فتح الباری ۷/۳۷۲)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی صنعانی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم دبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے اور عثمان سے، اس نے مقیم سے کہ نبی کریم ﷺ نے بددعا فرمائی تھی عقبہ بن ابووقاص کے خلاف اُحد والے دن جب اس نے آپ کے رباعی دانت شہید کر دیئے تھے اور چہرہ لہولہان کر دیا تھا، آپ نے فرمایا :

اللھم تحل علیه الحول حتیٰ یموت کافرا ۔

اے اللہ! اس پر سال پورا نہ ہونے پائے کہ بہ حالت کفر پر مر جائے۔

چنانچہ سال پورا نہ ہوا تھا کہ وہ بحالت کفر مر کر جہنم رسید ہوگیا۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۲۹۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۰)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن حارث نے یہ کہ عمر بن سائب نے اس کو حدیث بیان کی کہ ان کو خبر پہنچی ہے کہ مالک ابوسعید خدری کے باپ نے رسول اللہ کے زخم کو چوس لیا تھا جب اُحد میں آپ زخمی ہوگئے تھے حتیٰ کہ اس کو صاف کر دیا تھا اور زخم صاف سفید کر دیا تھا۔ اس سے جب کہا گیا کہ کلی کر لے تو اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں اس سے کلی نہیں کروں گا کبھی بھی۔ اس کے بعد وہ پیچھے ہٹا اور قتال شروع کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ وہ اہل جنت کے آدمی کو دیکھے اس کو چاہئے کہ وہ اس کی طرف دیکھے، لہٰذا وہ شہید کر دیا گیا۔

باب ۴۴

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے ساتھ اپنا وعدہ سچا کیا جب تم لوگ کفار و مشرکین کو کاٹ رہے تھے اسی کے حکم سے۔ یہاں تک کہ جب تم لوگوں نے کمزوری دکھائی اور معاملے میں اختلاف کر بیٹھے۔ الخ

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۲)

۲۔ اور اللہ کا یہ فرمان۔ جب تم لوگ (اے مسلمانوں) پہاڑ پر چڑھے جا رہے تھے اور کسی کی طرف توجہ بھی نہیں کر رہے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو پیچھے سے بلا رہے تھے، اس نے تمہیں غم پہنچایا تاکہ تم فکر کرو اس کی جو چیز تم سے فوت ہوگئی اور رہ گئی تھی اور نہ ہی اس پر جو تمہیں تکلیف پہنچی تھی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۳)

۳۔ پھر اللہ نے تمہارے اُوپر غم کے بعد امن وسکون کے لئے اُونگھ اُتاری، اس نے تم میں سے ایک گروہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا اور ایک گروہ وہ تھا جن کو ان کے اپنے نفسوں نے فکر مند کردیا تھا، وہ اللہ کے بارے میں گمان کررہے تھے ناحق، جاہلیت والے گمان۔ الخ

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام بن علی نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے براء سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یوم اُحد تھا ہم لوگ مشرکین کے ساتھ ٹکرائے تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ تیراندازوں کو (ایک خاص جگہ پر) بٹھایا تھا اور حضرت عبداللہ جبیر کو ان پر امیر مقرر کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ تم لوگ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور جب تم دیکھو کہ دشمن ہمارے اُوپر غالب آگئے ہیں تو بھی ہماری مدد کے لئے نہ آنا ان کے خلاف۔

چنانچہ جب لوگ باہم ٹکرائے اور مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دے دی اس حد تک کہ ہم نے مشرکین کی عورتوں کو خود دیکھا کہ وہ پہاڑی کی طرف دوڑی جارہی تھیں بدحواس ہو کر اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اُوپر اُٹھائے رہی تھیں ان کے پاؤں کی پازیبیں ظاہر ہو رہی تھیں، لہٰذا مسلمانوں نے غنیمت حاصل کرو کی آواز لگانی شروع کی یعنی اب تو یہاں کھڑے رہنے کی ضرورت نہیں ہے اب تو فتح ہوچکی ہے مگر ان کے امیر عبداللہ بن جبیر نے کہا کہ آپ لوگ ابھی نہ جاؤ بلکہ ٹھہرے رہو، کیا رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم یہاں سے نہ ہٹنا مگر وہ چلے گئے۔

جب وہ دیگر مسلمانوں کے ساتھ مل گئے، اللہ نے ان کے منہ پھیر دیئے جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں سے ستر آدمی مارے گئے۔ پھر ابوسفیان بن حرب نے ہم لوگوں پر جھانکا اور وہ بلندی پر تھا۔ اس نے پوچھا کیا تمہارے اندر محمد ﷺ موجود ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ جواب نہ دو ان کو۔ لہٰذا اس نے تین بار یہی بات کہی، پھر اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے اندر ابن ابوقحافہ ہے؟ تین بار اس نے پوچھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو جواب نہ دو۔ پھر اس نے پوچھا کہ تمہارے اندر عمر بن خطاب ہے؟ تین بار اس نے پوچھا، حضور ﷺ نے فرمایا، کہ اس کو جواب نہ دو۔ جب جواب نہ ملے تو ابوسفیان نے اپنے احباب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ لوگ مارے جاچکے ہیں۔

(یہ سُنتے ہی) حضرت عمر اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے۔ انہوں نے فوراً کہا جھوٹ کہا تم نے اے اللہ کے دشمن، اللہ نے ان سب کو باقی اور زندہ سلامت رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ اللہ تجھے رسوا کرے گا۔ لہٰذا ابوسفیان نے نعرہ مارا اُعْلُ ھُبَل اُونچا ہوجا، غالب ہوجا اے ھبل، دوبار کہا اس نے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کو جواب دو۔ صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم کیا جواب دیں؟ حضور نے فرمایا کہ تم کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہمارا عُزّٰی ہے تمہارا کوئی عُزّٰی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کو جواب دو صحابہ نے پوچھا ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا، تم یوں کہو اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَا لَکُمْ۔ اللہ ہمارا دوست و کارساز ہے تمہارا کوئی نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن یوم اُحد یوم بدر کا بدلہ ہے اور جنگ ایک ڈول ہے (کبھی تمہارے ہاتھ میں ہے ڈول تو کبھی ہمارے ہاتھ میں)۔ خبردار عنقریب تم لوگ اپنے مقتولین میں ناک کان کٹے ہوئے مُثلہ پاؤ گے میں نے یہ کاٹنے کا نہیں کہا تھا مگر مجھے بُرا بھی نہیں لگا ایسا کرنا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ بن موسیٰ سے، اس نے اسرائیل سے۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۴۳۔ فتح الباری ۷/۳۴۹۔۳۵۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو خبر دی محمد بن ابراہیم عبدی نے، ان کو خبر دی ابو جعفر نفیلی نے، ان کو زہیر بن معاویہ نے، ان کو ابو اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیر اندازوں پر اُحد والے دن عبداللہ بن جبیر کو مقرر فرمایا تھا۔

اس کے بعد براء بن عازب نے حدیث بیان کی یہاں تک کہ فرمایا کہ مسلمان شکست خوردہ ہو گئے تو اس وقت رسول اللہ ان کے پیچھے ان کو بلا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ پھر اس نے حدیث آگے ذکر کی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۳۹۸۶۔ فتح الباری ۷/ ۳۰۷)

حضرت عمر بن خطاب کا ابوسفیان کو جواب .... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابونضر فقیہ نے، ان کو حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ابو علی حامد بن محمد وقاص ھیروی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی عبدالرحمن بن ابوالزناد نے ان کے والد سے، اس نے عبید بن عبداللہ عیینہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ ایسی مدد کسی مقام پر نبی کریم ﷺ کی نہیں کی گئی جیسی جنگ اُحد میں کی گئی تھی۔

اس نے کہا کہ ہم تو اس بات کو انکار کرتے ہیں۔ ابن عباس نے فرمایا کہ میرے درمیان اور اس کے درمیان جو اس بات کا انکار کرتا ہے کتاب اللہ فیصلہ کرتی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ یوم اُحد کے بارے میں فرماتے ہیں :

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۲)

اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا تھا جب تم لوگ کفار ومشرکین کو اس کے حکم کے ساتھ کاٹ رہے تھے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ (تَحُسُّوْنَهُمْ) بنا ہے حِسٌ سے اور اس سے مراد قتل ہے۔ مزید فرمایا : کہ

حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰٮكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۲)

یہاں تک کہ کمزور پڑ گئے تم اور تم نے بات میں اختلاف کر لیا اور تم نے نافرمانی کر لی۔ اس کے بعد کہ جب اس نے تمہیں وہ (مال) دکھایا جس کو تم پسند کرتے ہو۔ تم لوگوں میں سے کچھ تو وہ ہیں جو دنیا چاہتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو آخرت چاہتے ہیں۔ اس کے بعد (اللہ نے) ہمیں ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں وہ آزمائے۔ البتہ تحقیق اس نے معاف کر دیا ہے تم کو اور اللہ تعالیٰ مؤمنوں پر بڑے فضل کرنے والا ہے۔

یقینی بات ہے کہ اللہ نے اس آیت سے وہی تیر انداز ہی مراد لئے ہیں۔ اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر مقرر کر کے کھڑا کیا تھا۔ اس کے بعد فرمایا تھا کہ تم لوگ ہماری پشت کی حفاظت کرتے رہنا۔ اگر تم دیکھو کہ ہم لوگ قتل کئے جا رہے ہیں تو بھی ہماری نصرت نہ کرنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے غنیمتیں حاصل کر لی ہیں تو بھی تم ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔

جب رسول اللہ نے غنیمتیں حاصل کیں اور انہوں نے مشرکین کے لشکر کو مباح کر لیا تو وہ مذکورہ تیر انداز سب کے سب وہاں سے ہٹ گئے اور جا کر لشکر میں شامل ہو گئے اور مال ومتاع لوٹنے لگے۔ اور تحقیق اصحاب رسول کی صفوں سے ہٹ گئے یعنی صف بندی چھوڑ دی اور وہ اس کیفیت میں ہو گئے (اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر لیں دل مل گئے۔

جب تیرانداز وہاں سے ہٹ گئے جہاں پر تھے تو اسی مقام سے گھڑ سوار کفار ومشرکین داخل ہو کر اصحاب رسول پر حملہ آور ہو گئے۔ لہٰذا ایک دوسرے کو سب نے مارا اور ایک دوسرے میں گھس گئے اور مسلمانوں میں سے بہت سارے لوگ قتل کر دیئے گئے۔ رسول اللہ کے لئے اور آپ کے اصحاب کے لئے (وقت) دن کا اول حصہ تھا۔ حتیٰ کہ مشرکین کے جھنڈے سے سات یا نو افراد مارے گئے اور مسلمان پہاڑ کے گرد گھومنے لگے اور وہاں نہ پہنچے جہاں لوگ العار کہتے تھے، وہ لوگ گہرائی کی جانب تھے۔ ادھر شیطان نے چیخ ماری کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ ہم لوگوں نے اس میں شک نہ کیا بلکہ یقین کر لیا کہ یہ حق ہے۔

ہم لوگ اسی کیفیت پر ہی تھے کہ واقعی حضور ﷺ قتل ہو چکے ہیں، حتیٰ کہ رسول اللہ سعدین سے نمودار ہوئے۔ ہم لوگوں نے ان کو ان کے چلنے کے معمور وانداز سے پہچانا کہ آپ جب چلتے تھے تو آگے کو جھکتے جاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو دیکھ کر ہم لوگ خوش ہو گئے گویا ہمیں وہ تکلیف بالکل بھی نہ پہنچی تھی جو پہنچی تھی۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اس کی طرف چڑھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جارہے تھے، اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے ان لوگوں پر جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو لہولہان کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور دوسری باریوں کہتے تھے، اے اللہ! ان لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ ہم پر غالب آجائیں (یعنی ان کو غالب نہ آنے دینا)۔ یہی کہتے ہوئے حضور ﷺ ہم تک آن پہنچے۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے تھے کہ آپ نے آواز سنی، نیچے ابوسفیان دامن پہاڑ میں یہ کہہ رہا تھا اُعْلُ هُبَلُ، اُعْلُ هُبَلُ۔ هُبَلُ تو غالب ہو جا، تو غالب ہو جا، یعنی ایسے جھوٹے الٰہوں کو پکار رہا تھا اور کہہ رہا تھا، ابن ابی کبشہ؟ (یعنی محمد ﷺ) اور کہاں ہے؟ ابن ابی قحافہ؟ کہاں ہے ابن خطاب؟ عمر نے سن کر کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس کو جواب نہ دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، ضرور دیں۔ لہٰذا جب ابوسفیان نے کہا اُعْلُ هُبَلُ تو عمر نے کہا اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ۔ ابوسفیان نے کہا، اے ابن خطاب یہ تو خاموش رہنے کا دن ہے یعنی آج تو مسلمانوں کی خاموشی ہے۔ لہٰذا دوبارہ اس نے کہا کہاں ہے؟ ابن ابی کبشہ؟ کہاں ہے ابن ابی قحافہ؟ کہاں ہے ابن خطاب؟ عمر نے جواب دیا، یہ رہے رسول اللہ ﷺ اور یہ رہے ابوبکر اور یہ رہا عمر۔

ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ ایام جنگ تو ڈول کی طرح ہوتے ہیں (کبھی ہمارے تو کبھی تمہارے ہاتھوں میں)۔ حضرت عمر نے فرمایا، نہیں ہرگز برابر نہیں، ہمارے مقتول شہدا جنت میں ہوتے ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں۔ اس نے کہا اس کا مطلب ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ ہم اس وقت خائف وخاسر ہیں، ہر طرف سے گھاٹے میں ہیں۔ اچھا تم لوگ عنقریب اپنے مقتولین کے ناک کان کٹے ہوئے پاؤ گے مگر یہ کام ہماری مرضی سے بھی نہیں ہوا۔ اس کے بعد اس کی جاہلیت والی غیرت جوش میں آ گئی اور کہنے لگا، ہاں جب یہ ہو گا (یعنی مُثلہ کرنا، ناک کان ڈالنا تو ہم اس کو ناپسند بھی نہیں کریں گے۔ (یعنی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہئے)۔ یہ الفاظ حدیث دارمی کے ہیں۔ (تاریخ طبری ۲/ ۵۰۸۔ تفسیر طبری ۷/۲۸۲)

غزوہ اُحد میں مؤمنوں کی آزمائش اور منافقین کو مٹانا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو حدیث بیان کی ابن الہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے، ان کو عروہ نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ (اُحد) میں اپنے اصحاب سے مل گئے اور ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا اس وقت ان کے ساتھ طلحہ زبیر اور سہل بن خلف اور حارث بن صمہ بن نجار کے بھائی تھے۔ اصحاب رسول نے گمان کیا دور سے انہیں دیکھ کر کہ شاید وہ دشمن ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے تیر کو کمان کے جگر پر رکھ لیا تھا۔ بس وہ اس کو مارنے والا ہی تھا کہ ان لوگوں کی آواز ان کے کانوں میں پہنچ گئی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کو آواز دے دی تھی تو یہ منظر دیکھتے ہی ایسی کیفیت ہو گئی کہ جیسے ان کو ان کے اپنے نفسوں میں کوئی ضرر پہنچا ہی نہیں تھا۔

جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا اور یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ زندہ سلامت ہیں، بس وہ لوگ اسی حالت پر تھے کہ شیطان اپنے فتنے اور دسوسے کے ساتھ سامنے آیا اور ان لوگوں کو غمگین کا پیغام دینے کے لئے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ان کے دشمن ان سے چھٹ گئے ہیں

یہ لوگ اپنے مقتولین کو اور اپنے برادران کو یاد کرنے لگے اور وہ ایک دوسرے سے اپنے مقتولین کے بارے میں دریافت کرنے لگے تھے اور ان کا حزن ان شدت اختیار کر گیا۔ پھر اللہ نے مشرکین کو ان پر واپس بھیج دیا تھا اور ان کے غم کو بھی حضور کے ذریعے سے تا کہ حزن و غم کو ان سے دور کر دے۔ ان کے دشمن پہاڑ کے اُوپر تھے یا غالب تھے۔ لہٰذا اس وقت مسلمان حزن کو اور اپنے بھائیوں کے غم کو بھول گئے تھے۔ اس کیفیت میں اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا یغشیٰ طائفةً منکم و طائفة قد اھمتھم انفسھم .... تا

.... قوله و اللّٰه علیم بذات الصدور ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

اے اللہ! ان لوگوں کو ہمارے اُوپر غالب نہیں آنے دینا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بلایا اور ان کو پکارا۔ لہٰذا ان کی ایک جماعت حضور ﷺ کی معاون بن کر ساتھ ہو گئی۔ وہ لوگ گھاٹی میں اُوپر چڑھ گئے، حتیٰ کہ یہ لوگ اور ان کے دشمن برابر آ گئے تھے اور انہوں نے تیر برسائے اور باہم نیزہ بازی کی، حتیٰ کہ اصحاب رسول نے دشمن کو پہاڑ سے نیچے اُترنے پر مجبور کر دیا۔ اب مشرکین نیچے اُتر کر مسلمانوں کے مقتولین شہدا کی طرف پلٹے اور ان کی لاشوں کو مُثلہ کر ڈالا یعنی ان کے ناک کان کاٹ ڈالے اور ان کی شرم گاہیں کاٹ ڈالیں اور ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ وہ یہ گمان کر رہے تھے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو اور ان کے اشراف صحابہ کو قتل کر ڈالا ہے۔ اس کے بعد وہ جمع ہو گئے اور ان کے مقابل صف بستہ ہو گئے اور ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۷۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۳۱۱)

راوی نے وہ اخبار موصولہ بھی ذکر کیا ہے جن کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد مشرکین کا اپنے سامان کی طرف لوٹنا اور ان کا نکل جانا بھی ذکر کیا ہے۔ ایسے جیسے موسیٰ بن عقبہ کی روایت ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد کعبی نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی خلیفہ بن خیاط نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعد نے قتادہ سے، اس نے انس سے، اس نے ابوطلحہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے ایک تھا جن کو اُحد والے دن اُونگھ نے چھپا لیا تھا، حتیٰ میری تلوار میرے ہاتھ سے کئی بار گر گئی تھی جیسے گرتی میں اس کو اُٹھا لیتا، پھر گر جاتی پھر میں اس کو اُٹھا لیتا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خلیفہ بن خیاط سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۸۔ فتح الباری ۷/۳۶۵۔ ۸/۲۲۸۔ سند احمد ۴/۲۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حشاز عدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے اور علی بن عبدالعزیز نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس سے، اس نے ابوطلحہ انصاری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اُحد والے دن سر اُٹھا کر دیکھا، میں دیکھتا ہی رہا کہ ان لوگوں میں سے ہر شخص اُونگھ کی وجہ سے اپنے گھٹنوں کی طرف سر کیے ہوئے تھا۔

اس وقت اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسًا یغشیٰ طائفة منکم ۔ (الیٰ اخرہ) (ترمذی ۵/۲۲۹)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے زبیر بن عوام سے، انہوں نے مذکورہ روایت کے مثل بیان کیا۔

اور یہ آیت تلاوت کی :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسًا ۔ (الترمذی ۲۲۹/۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحیٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا عبداللہ بن زبیر سے، اس نے زبیر سے کہ اس نے کہا اللہ کی قسم گویا کہ میں سُن رہا ہوں معتب بن قشیر کا قول اور بے شک اُونگھ نے البتہ چھپا دیا تھا مجھ کو۔ نہیں سُن رہا تھا میں اس سے مگر بوڑھے آدمی کی طرح اور وہ کہہ رہے تھے : کہ

لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ھھنا (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

اگر ہمیں اس معاملے میں کوئی اختیار ہوتا تو ہم لوگ نہ مارے جاتے یہاں پر۔ (سیرۃ الشامیہ ۳۰۲/۴۔۳۰۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد اسحاق ثقفی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن مبارک مخترمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی انس بن مالک نے یہ کہ ابوطلحہ نے کہا کہ ہم لوگوں کو اُونگھ نے چھپالیا تھا (یعنی غالب آ گئی تھی) حالانکہ اس وقت ہم اُحد کے دن صفوں کی حالت میں تھے۔

ابوطلحہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جن پر اونگھ کا غلبہ ہوگیا تھا۔ لہٰذا میری تلوار بار بار میرے ہاتھ سے گر جاتی تھی اور میں اس کو اُٹھا لیتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اور دوسرا طائفہ منافقین تھے انہیں کوئی فکر نہیں تھی سوائے اپنے نفسوں کی فکر کے، وہ سب لوگوں سے زیادہ بزدل تھے اور سب سے زیادہ ڈر اور خوف کا شکار تھے اور حق کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے۔ وہ اللہ کے بارے میں ناحق گمان کرتے تھے جاہلیت کے گمانوں کی طرح۔ ان کے جھوٹ ان کا ایمان تھے، اہل شک واہل فریب تھے اللہ کے بارے میں۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں ایک اور طریق سے شیبان سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۸۔ فتح الباری ۳۶۵/۷۔ ۲۲۸/۸۔ مسند احمد ۲۹/۴)

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بدعبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید اللہ صفار نے، ان کو محمد بن محمد بن راشد تمار نے، ان کو حدیث بیان کی ابونعیم نے، ان کو عبدالعزیز بن محمد بن عبدالرحمن نے ابن شہاب سے، اس نے عبدالرحمن بن میسور بن مخرمہ سے، اس نے ان کے والد سے، اس نے عبدالرحمن بن عوف سے اللہ کے اس قول کے بارے میں (اذ یغشیکم النعاس امنة منه ۔ فرمایا کہ اُحد والے دن ہم لوگوں پر نیند طاری کر دی گئی تھی۔ (مجمع الزوائد ۱۱۷/۶)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے محمد بن مسلم بن شہاب زہری سے اور عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور محمد بن یحیٰ بن حبان سے، اور حصین بن عبدالرحمن بن سعد بن معاذ سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم اُحد بڑی آزمائش کا دن تھا اور سخت امتحان کا دن تھا۔ اللہ نے اس میں مؤمنوں کی آزمائش کی اور اس کے ذریعے منافقین کو مٹایا ان لوگوں میں سے جو اپنی زبان سے تو اسلام کا اقرار کرتے تھے اور دل میں کفر کو چھپائے رکھتے تھے اور یہ وہ دن تھا جس کے اندر اللہ نے ان لوگوں کو شہادت کا شرف بخشا اپنے اہل ولایت واہل محبت کو یوم اُحد میں قرآن مجید کی ساٹھ آیات نازل ہوئی تھیں سورۃ آل عمران میں سے۔ ان کے اندر ان امور کا بیان ہے جو کچھ اس کے اندر ہوا تھا اور ان میں ان لوگوں کی سرزنش ہے جن کی اس نے ان میں سے سرزنش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اپنے نبی سے۔

واذ عدوت من اھلك تبوئ المؤمنین مقاعد للقتال واللّٰه سمیع علیم ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۱)

اس کے بعد ابن اسحاق نے ان لوگوں کی شمار کا ذکر کیا ہے مسلمانوں میں سے جو اُحد والے دن شہید ہوئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۸/۳)

☆☆☆

باب ۴۵

اُحد والے دن جو مسلمان شہید ہو گئے تھے ان کی تعداد اور جو مشرکین مارے گئے تھے ان کی تعداد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن موصل بن حسن بن عیسیٰ نے، ان کو فضل بن محمد بیہقی نے، ان کو عبداللہ بن محمد نفیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن معاویہ جعفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء بن عازب سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تیر اندازوں پر امیر مقرر کیا تھا۔ پھر براء نے حدیث ذکر کی، یہاں تک فرمایا کہ اس دن ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو بھی قتل کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے کہا تھا کہ بدر والے دن ایک سو چالیس متاثرین تھے۔ ستر قیدی اور ستر مقتول ہوئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عمر بن خالد سے، اس نے زہیر سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۰۷)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعروبہ نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی معاذ بن ہشام نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے زندوں میں سے کسی زندہ کو جو زیادہ ہو شہداء انصار سے قیامت کے دن۔ قتادہ کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی اس نے کہ ان میں سے اُحد والے دن ستر آدمی شہید ہوئے تھے اور بیر معونہ والے دن ستر آدمی اور جنگ یمامہ والے دن ستر آدمی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یوم بیر معونہ عہد نبوی ہوا تھا اور یوم یمامہ ابوبکر میں ہوا تھا جب صحابہ نے مسلمہ کذاب کے ساتھ قتال کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن علی سے، اس نے معاذ بن ہشام سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۸۔ فتح الباری ۷/۳۸۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، ان کو عفان نے ان کو حماد سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس سے، اس نے ثابت سے، وہ کہتے ہیں اے انصار میں سے (شہداء) کے ربّ۔ ستّر یوم اُحد والے اور ستّر یوم بیر معونہ والے اور ستّر یوم موتہ اور ستّر یوم عامہ کے (شہداء کے ربّ)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوالحسن اسماعیل بن محمد بیہقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا الفضل بن محمد نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو عبدالرحمن بن حرملہ نے، سعید بن مسیّب نے، وہ کہتے ہیں کہ تین مقامات پر انصار میں سے ستّر ستّر آدمی شہید ہوئے تھے۔ ستّر یوم اُحد میں، ستّر یوم یمامہ میں اور ستّر اس دن جس دن ابوعبیداللہ شہید کئے گئے۔ ابن منذر نے کہا کہ حدیث ثابت بن انس میں حطاء سے اور یہ معروف ہے۔ ابراہیم بن منذر نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی معن بن عیسیٰ نے مالک بن انس سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے سعید بن مسیّب سے مذکور کی مثل۔

(۵) ہمیں خبر دی ابالحسین بن فضل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبیداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابومنیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا یعقوب نے اور ہمیں حدیث بیان کی زید بن مبارک نے، ان کو ابن ثور نے معمر سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں اس کے بعد جنگ اُحد کا واقعہ پیش آیا تھا ماہ شوال میں واقعہ نضیر کے

چھ ماہ پورے ہونے پر اور وہ ہوا تھا واقعہ بدر سے ایک سال پورا ہونے پر۔ مشرکین کا سردار اس دن ابوسفیان بن حرب تھا۔ حضور ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ اس دن روانہ ہوئے تھے بدر میں جس قدر مشرک مارے گئے تھے اور قیدی بنے تھے۔ ان کی نصف تعداد کے ساتھ اس دن جو لوگ قتل ہو گئے تھے (مروی ہے شہید ہوئے تھے)۔ ان میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب بھی تھے اور مصعب بن عمیر جو کہ عبدالدار میں سے تھے۔ اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینے میں مسلمانوں کے لئے جمعہ قائم کیا تھا (یعنی پڑھایا تھا)۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے قبل جبکہ جماعت مہاجرین کی ان دونوں کے ساتھ تھی اور اس دن اصحاب رسول جو انصار میں سے تھے ان میں سے تقریباً ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ ان میں سے حنظلہ بن ابوعامر بھی تھے، یہ وہی صاحب تھے جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حجاج نے ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمر بن عطاء یعنی ابن ورّاد نے عکرمہ مولیٰ بن عباس سے، اللہ کے اس قول کے بارے میں :

قَدْ اَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۶۵)

تم لوگ ان سے دوگنے لوگوں کو مصیبت میں واقع کر چکے ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ (اس کا مطلب ہے) کہ مسلمان قتل کر چکے تھے مشرکین کو یوم بدر میں۔ ستر کو قتل کیا اور ستر کو قیدی بنایا تھا ان میں سے اور مشرکین نے مسلمانوں میں سے اُحد والے دن ستر کو قتل کیا تھا، یہی مراد ہے قَدْ اَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا سے۔ (تفسیر طبری ۷/۳۷۳۔۳۷۴)

ابن جریج نے کہا ہے کہ جابر کہتے ہیں ہم لوگوں نے ان کو یوم بدر میں نقصان پہنچایا تھا اور انہوں نے ہمیں یوم اُحد میں نقصان پہنچایا۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن فلیح نے موسیٰ سے اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا یعقوب نے اور اس کو ذکر کیا ہے حسّان بن عبداللہ نے بھی اور عثمان بن صالح نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں میں سے جو اُحد والے دن مارے گئے تھے ان کے نام ذکر کئے ہیں۔

موسیٰ نے کہا جمع کئے گئے وہ لوگ جو مسلمانوں میں سے شہید کئے گئے تھے، قریش میں سے اور انصار میں سے اُنچاس آدمی۔ اور عروہ نے کہا کہ چوالیس آدمی، اور ابن اسحاق نے کہا کہ پینسٹھ آدمی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۶۷)

میں کہتا ہوں کہ اس شخص کا قول جو موافق ہے اس حدیث کے جو موصول ہے حضرت براء سے اور حضرت انس سے وہ قول صحت کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ وہ تمام مسلمان جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ کر شہید ہوئے مہاجرین میں سے ہوں یا انصار میں سے اُحد والے دن وہ پینسٹھ آدمی تھے۔ اور وہ تمام لوگ جو مشرکین میں سے مارے گئے تھے اُحد کے دن وہ بائیس آدمی تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۶۷۔۳/۶۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ وہ تمام لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہ کر اُحد والے دن شہید ہوئے قریش میں سے اور انصار میں سے چار تھے یعنی چوالیس تھے یا سینتالیس آدمی تھے۔ اور جو بدر کے دن قتل ہوئے یا قید ہوئے مشرکین میں سے وہ اٹھائیس آدمی تھے اور وہ تمام لوگ جو مشرکین میں سے مارے گئے اُحد والے دن اُنیس آدمی تھے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن معیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم نے بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان لوگوں کے نام کے بارے میں جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہ کر قتل کئے گئے اُحد والے دن قریش میں سے اور انصار میں سے وہ اُنچاس آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ اُحد کے دن مشرکین میں سے سولہ آدمی مارے گئے تھے۔ (الدرر لا بن عبدالبر ص ۱۶۵)

ابوغرہ کا فر کا رسول اللہ ﷺ کی دعا کے سبب قتل ہونا .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوعزہ جمحی ان لوگوں میں سے تھے جن پر احسان کیا گیا تھا فدیہ کے بغیر بدر والے دن۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دیا تھا اس کے بیٹیوں کے لئے اور اس سے عہد لیا تھا کہ وہ آپ ﷺ سے قتال نہیں کرے گا۔ چنانچہ اس نے عہد شکنی کی اور قتال کیا اس نے اُحد والے دن، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تھی کہ وہ سلامت نہ رہے۔ پس جو مشرکین میں اس کے سوا اور کوئی آدمی قیدی نہیں بنا تھا۔

اس نے کہا تھا، اے محمد! آپ مجھ پر احسان کیجئے اور مجھے میری بیٹیوں کے لئے چھوڑ دیجئے اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں دوبارہ آپ سے قتال بالکل نہیں کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مکے میں تم اپنے چہرے پر ہاتھ نہیں پھیرتے تم کہتے ہو کہ تحقیق میں نے دھوکہ کیا ہے محمد کے ساتھ دوبار۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا، پس اس کی گردن ماردی گئی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۶)

باب ۴۶

اختتام جنگ اور مشرکین کے چلے جانے کے بعد

مقتولین، زخمیوں اور شہداء کے ظہور پذیر ہونے والے آثار واحوال کا مختصراً تذکرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے ان لوگوں کو پکار کر کہا تھا جب وہ لوگ وہاں سے کوچ کرنے لگے تھے کہ تمہارا وعدہ موسم بدر کا ہے اور وہ ہر سال بدر میں قیام کرتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ لوگ کہہ دو ٹھیک ہے ہمیں یہ چیلنج قبول ہے۔ لہٰذا صحابہ نے کہا ٹھیک ہے ہم نے قبول کیا اور ان لوگوں نے ابوسفیان کو بھی اسی طرح پکار کر کہا۔

عروہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مشرکین اپنے اپنے سامان کی طرف لوٹ گئے اور ہتھیاروں کی طرف، اور مسلمان نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور کیا ارادہ کر رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم لوگ ان کو دیکھو کہ وہ سوار ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنا اسلحہ اور سامان پیچھے والے گھوڑوں پر لاد دیا ہے تو سمجھ لو کہ وہ یہ ارادہ کر رہے ہیں کہ وہ ان گھروں کے قریب ہو جائیں اور ٹیلوں کے جن کے اندر ان کی عورتیں اور بچے ہیں اور میں قسم کھاتا ہوں اگر انہوں نے ایسا کیا تو میں ان کو واقع کر دوں گا اسی کے وسط میں۔

پس جب واپس لوٹے تو حضور ﷺ نے سعد بن وقاص کو ان کے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ جاکر ان کے بارے میں ہمیں رپورٹ دیں، سعد دوڑے دوڑے گئے پھر واپس آئے اور آکر بتایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ ان کے گھوڑے اپنی دُم مار رہے ہیں پاگل ہو کر واپس لوٹنے کے لئے۔ اور میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سامان کے اُوپر بیٹھ کر واپس جارہے ہیں۔ لہٰذا مسلمان خوش ہو گئے اپنے دشمن کے چلے جانے کی وجہ سے، لہٰذا مسلمان پھیل گئے اپنے مقتولین کو تلاش کرنے لگے۔ جس شہید کو دیکھتے اس کے کان ناک کٹے ہوئے پائے۔ سب کے کٹے ہوئے تھے سوائے حنظلہ بن ابو عامر کے کیونکہ ان کا باپ مشرکین کے ساتھ تھا۔ لہٰذا اس کو ان کی وجہ سے رہنے دیا گیا تھا۔ مسلمانوں نے حضرت حمزہ چچائے رسول کو اس حال میں پایا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور ان کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ اسے وحشی بن حرب نے نکال لیا تھا اس نے ان کو قتل کیا تھا اور ان کا پیٹ پھاڑا تھا اور ان کا جگر ہندہ بنت عتبہ کے پاس لے گیا تھا ایک منت پوری کرنے کے لئے جو اس عورت نے اس وقت مانی تھی جب حمزہ نے بدر میں اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔ مسلمان اپنے شہداء کے پاس گئے ان کو اُٹھا کر دفن کرنے لگے۔ رضی اللہ عنہم

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار کی عورتیں نکلی تھیں، انہوں نے کھانا اور پانی اپنی پیٹھ پر اُٹھایا ہوا تھا۔ ان میں سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی تھی، اس نے جب اپنے والد کو دیکھا کہ آپ لہولہان ہیں تو وہ ان سے لپٹ گئی اور پھر ان کے چہرے سے خون صاف کرنے لگی اور رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے، اللہ کا غضب شدید ہو جائے ان لوگوں پر جنہوں نے رسول اللہ کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اور اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے اس شخص پر جس کو رسول اللہ نے قتل کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے گئے پتھر کا پیالہ لینے کے لئے اور فاطمہ سے کہا کہ میری تلوار پکڑ کر رکھو حفاظت کے ساتھ مگر اور کوئی چیز نہ ملی تو وہ فوراً ڈھال کے اندر پانی بھر کر لے آئے اور کوئی چیز اس کے علاوہ میسر نہ تھی عجلت کے وقت۔ رسول اللہ نے پانی پینا چاہا مگر اس میں بُو محسوس کرتے ہوئے نہ پیا اور فرمایا کہ یہ ناگوار بُو والا پانی ہے آپ نے صاف کرنے کے لئے اس سے کلی کر لی اور فاطمہ نے اپنے والد سے خون دھویا اور صاف کیا۔

حضور ﷺ نے جب علی کی خون آلود تلوار دیکھی تو فرمایا، اگر تم نے اچھا اور عمدہ قتال کیا ہے تو سُنیے عاصم بن ثابت نے بھی اور حارث بن صمہ نے اور سہل بن خلف نے بھی احسن طریق پر قتال کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ دشمن کے بارے میں مجھے رپوٹ کرو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کہاں گئے ہیں؟ فرمایا کہ زیادہ تر ان میں سے لوگوں نے کفر کیا ہے۔ فرمایا کہ بہرحال مشرکین ہم لوگوں کو کبھی بھی اس جیسی تکلیف نہیں پہنچا ئیں گے کبھی بھی جس سے ہم غمزدہ ہوں۔ اس کے بعد اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۳۲۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن محمد ثقفی نے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی منجاب بن حارث نے، وہ کہتے ہیں سفیان بن عیینہ نے زعم کیا ہے کہ مروی ہے عمرو بن دینار سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اُحد والے دن تلوار لائے جو مشرکین و کفار کے خون سے رنگین تھی، فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے اس کو احتیاط سے پکڑو، اس تلوار نے مجھے شفا دی ہے یعنی مجھے بڑا کام دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، البتہ اگر آپ نے اپنی تلوار کے ساتھ بہترین حرب وضرب انجام دی ہیں تو سُن لو قسم بخدا سہل بن خلف نے اور ابودجانہ نے اور عاصم بن ثابت اور حارث بن صمہ نے بھی نہایت عمدہ جہاد کیا ہے۔ (المستدرک للحاکم ۳/۲۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین عبیداللہ بن محمد قطیفی نے بغداد میں اپنی اصل کتاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسماعیل محمد بن اسماعیل نے ان کو عبدالعزیز بن عبداللہ اویس نے، ان کو سلیمان بن بلال نے عبدالاعلیٰ ابن عبداللہ بن فروہ سے، اس نے قطن بن وہب سے، اس نے عبید بن عمیر سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب اُحد سے واپس لوٹنے لگے تھے آپ کا گزر مصعب بن عمیر پر ہوا۔ وہ اُحد کے راستے پر شہید ہوئے پڑے تھے۔ آپ اس کی میت پر کھڑے ہو گئے اور اس کے لئے دعا فرمائی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی :

من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهد واالله علیه فمنهم من قضیٰ نحبهٗ و منهم من ینتظر و ما بدلوا تبدیلا ۔
(سورۃ احزاب : آیت ۲۳)

اہل ایمان میں سے کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سوفی صد سچا کر دکھایا ہے، ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنی آرزوئے شہادت پوری کر چکے ہیں اور کچھ تا حال اس کے منتظر ہیں جنہوں نے اپنی اس خواہش کو تبدیل نہیں کیا۔

اس کے بعد رسول اللہ فرماتے ہیں :

اشهد ان هؤلاء شهداء عند الله یوم القیٰمة ۔
میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ لوگ شہداء ہیں اللہ کے نزدیک قیامت کے دن۔

فاتوهم و زوروهم ۔ تم لوگ ان کے پاس آیا کرو اور ان کی زیارت کیا کرو۔

والذی نفسی بیده لا یسلم علیهم احد الی یوم القیٰمة الا ردوا علیه ۔
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جو بھی ان پر سلام کرے قیامت تک وہ اس کو جواب دیں گے۔

اسی طرح پایا ہے میں نے اس کو اپنی تحریر میں ابو ہریرہ سے۔

(اسی طرح اس روایت کو حاکم نے مستدرک میں جلد ۳ ص ۲۰۰ پر نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث صحیح الاسناد، بخاری، مسلم نے اس کو نقل کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ اور حدیث حکم کے نزدیک ابوذر سے مروی ہے اور ابن معربہ نے اس کو خباب بن ارت سے روایت کیا ہے)

اللّٰهم کان هذا صحیحًا فهو مؤول بانه کرامة و اعزاز لشهداء الأُحد و خاص لهؤلاء الشهداء کما قال صاحب الرسالة ان هؤلاء لاشهداء عندالله یوم القیمة ۔ لئلا یخالف النصوص القران الکریم ۔ (مترجم)

(۴) حدثنا محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح بن ھانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عبدالواہاب حربی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابوفروہ نے قطن بن وہب سے، اس نے عبید بن عمیر سے، اس نے ابوذر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے اُحد والے دن آپ مصعب بن عمیر کی میت پر گزرے جو آپ کے رستے پر شہید ہوئے پڑے تھے۔ آپ نے دیکھ کر یہ آیت پڑھی :

من المؤمنین رجال صدقوا ما عهد واالله علیه ۔ الخ (المستدرک للحاکم ۳/۲۰۰)

اس کو روایت کیا ہے قتیبہ نے حاتم سے بطور مرسل روایت کے۔

حضرت حمزہ کا مثلہ اور رسول اللہ کی جذباتی کیفیت .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو انس بن بکیر نے ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن مازنی نے جو کہ بنو بخاری میں سے ایک تھے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کونسا آدمی ہے جو دیکھ کر آئے کہ کیا کیا ہے سعد بن ربیع نے؟ (یعنی اس کا کیا حال ہے؟) ایک آدمی نے جا کر دیکھا تو اس کو مقتولین میں پڑا ہوا شدید زخمی پایا مگر زندگی کی رمق تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں دیکھوں کہ آپ زندوں میں ہو یا مردوں میں؟ انہوں نے کہا کہ میں مردوں میں ہوں، آپ رسول اللہ کو میرا اسلام پہنچاؤ اور ان سے درخواست کرو کہ سعد بن ربیع کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے جزاء خیر عطا کرے ایسی جزاء جو وہ اپنے کسی نبی کو کسی اُمتی کی طرف سے دیتا ہے۔ اور اپنی قوم کو میرا اسلام پہنچاؤ اور ان سے کہو کہ سعد بن ربیع کہتا ہے اللہ کے آگے تمہارا کوئی عذر نہیں ہوگا۔ اگر دشمن نبی کریم تک پہنچ گیا اور تمہارے اندر کوئی زندہ جھپکنے والی آنکھ موجود ہو .... اس کے بعد وہ زیادہ دیر نہ رہے حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔ لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہیں اس کی خبر دی۔ المستدرک للحاکم ۳/۲۰۱۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۳۲۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۸۔۳۹۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۹)

اور رسول اللہ حمزہ کی تلاش میں نکلے مقتولین کے اندر۔انہوں نے اس کو بطن وادی میں اس حالت میں پایا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور کلیجہ نکال لیا گیا تھا اور ان کے ناک کان کاٹ دیئے گئے تھے۔

(۶) ابن اسحاق سے اس کی سند کے ساتھ مروی ہے، انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر بن زبیر نے اور مجھے اس کے بارے میں حدیث بیان کی ہے بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حمزہ کی کیفیت دیکھی کہ وہ مثلہ کردیئے گئے تھے ناک کان کاٹ دی گئی تھی ان کے ساتھ یہ بُرا کھیل کھیلا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ صفیہ پھوپھی غمگین ہوکر بے صبری کرے گی اور میرے بعد یہی سنت بن جائے گی تو میں حمزہ کو اسی حال پر چھوڑ دیتا حتیٰ کہ یہ درندوں کے پیٹ میں اور پرندوں کے پوٹوں میں ہوجاتا (یعنی وہ نوچ کر اس کو کھا جاتے)۔ظاہر یہ بات دنیا میں زندہ کے لئے نہیں سوچی جاتی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳۲/۳۹۔تاریخ ابن کثیر ۲/۳۹)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب قرضی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ کو اس حال پر دیکھا جوان کی حالت تھی کہ مُثلہ کئے گئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا، اگر میں قریش پر فتح مند ہوگیا تو میں ان میں تیس آدمیوں کے ناک کان کاٹ دوں گا۔ جب اصحاب رسول نے حضور ﷺ کی یہ جذباتی کیفیت دیکھی تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم ان پر کامیاب ہوگئے تو ہم اس کے اس قدر ناک کان کاٹیں گے کہ اس قدر عرب میں کسی کے نہیں کاٹے ہوں گے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ۔ (سورۂ نحل : آیت ۱۲۶)

اگر تم لوگ کفار ومشرکین کو سزا دیتے ہو تو اسی جیسی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے۔اور اگر تم صبر کرو صبر والا عمل صابر کے واسطے چیز ہے.........

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے معاف کردیا۔(سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۹۔۴۰۔تاریخ ابن کثیر ۴/۳۹۔۴۰)

(۷) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میرے شیوخ سے مروی ہے جن سے اُحد کا قصہ وہ روایت کرتے ہیں۔انہوں نے کہا صفیہ بنت عبدالمطلب (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی) اُحد میں حمزہ کی لاش دیکھنے آئی تھیں وہ ان کے سگے تھے، بھائی رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کے بیٹے زبیر سے کہا کہ تم جا کر اپنی امی سے ملو اور ان کو واپس بھیج دو، وہ اس کیفیت کو نہ دیکھے جو حمزہ کی ہورہی ہے۔زبیر ان سے ملاقات کی اور کہا کہ اے امی! رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔صفیہ نے کہا کہ میں کیوں نہ دیکھوں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کے ساتھ مُثلہ کیا گیا ہے (لاش بگاڑ دی گئی ہے) مگر پرواہ نہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہوا ہے، جب اس نے مجھے اس پر راضی کردیا ہے تو آگے بھی میں ضرور صبر کروں گی اور اجر وثواب کے حصول کی نیت کروں گی انشاء اللہ۔

جب زبیر نے واپس آکر رسول اللہ ﷺ کو صفیہ کی بات بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ صفیہ کا راستہ نہ روکو اس کو چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ آئیں اور اپنے بھائی کی لاش کو دیکھا اور انا للّٰہ وانا الیه راجعون پڑھا اور بھائی کے لئے استغفار طلب کیا، اس کے بعد رسول اللہ نے حکم دیا اور حمزہ کو دفن کردیا گیا۔(تاریخ ابن کثیر ۴/۴۱۔۴۲۔سیرۃ ابن ہشام ۴/۴۰)

(۸) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن عیاش نے، اس نے یزید بن ابوزیاد سے، اس نے مقسم سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں جب اُحد کے دن حضرت حمزہ قتل کئے گئے تو ان کی بہن صفیہ ان کی تلاش میں آئی کہ ان کا کیا بنا۔ کہتے ہیں کہ وہ علی اور زبیر سے ملی، لہٰذا علی نے زبیر سے کہا کہ بتایئے اپنی امی کو، زبیر نے کہا کہ نہیں میں نہیں بتاؤں گا بلکہ آپ اپنی پھوپھو کو خود بتائیں۔صفیہ نے پوچھا کہ کیا ہوا حمزہ کو؟ ان دونوں نے یہ ظاہر کیا ان کے سامنے کہ ان کو حمزہ کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے ان کی عقل کا خطرہ ہے کہ کہیں انہیں صدمہ سے کچھ ہو نہ جائے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا رحمت والا ہاتھ پھوپھی کے سینے پر رکھا اوران کے لئے دعا فرمائی۔اس نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور رو پڑی۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضور ﷺ آئے اور حمزہ کی لاش پر کھڑے ہوئے اس کے ناک کان کٹے ہوئے تھے،آپ نے فرمایا کہ اگر عورتوں کی بے صبری کرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں حمزہ کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا یہاں تک کہ حمزہ درندوں کے پیٹوں سے اور پرندوں کے پوٹوں سے حشر میں اُٹھائے جاتے۔دنیا میں زندہ انسانوں کے لئے اس طرح کی بات نہیں سوچی جاتی نہ ہی انہیں دفن کیا جاتا ہے۔

(مجمع الزوائد ۶/ ۱۱۸۔سیرۃ الشامیہ ۴/ ۳۲۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلی رفاء نے،ان کو علی بن عبدالعزیز نے،ان کو احمد بن یونس نے، اس نے حدیث بیان کی ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکورہ حدیث کی مثل،اس نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر حضور ﷺ نے مقتول کے بارے میں حکم دیا پھر آپ نے ان پر سات تکبیرات کی،نماز جنازہ پڑھائی اور وہ وہاں سے اُٹھا لئے گئے اور حمزہ وہیں چھوڑ دیئے گئے۔اس کے بعد نو مقتولین لائے گئے اور ان پر سات تکبیریں نماز پڑھائی گئی حتیٰ کہ حضور ان سے فارغ ہوگئے۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے یزید بن ابوزیاد نے،اور حدیث جابر یوں ہے کہ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْھِمْ کہ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی۔ اس کی اسناد زیادہ صحیح ہے۔یہ انشاء اللہ وارد ہوگی

(۱۰) ہمیں خبر دی عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے،وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن سراج نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مطین نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبدالحمید نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قیس نے ابن ابولیلیٰ سے، اس نے حکم سے،اس نے مقدوم سے،اس نے ابن عباس سے،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،جس دن حمزہ شہید ہوئے تھے اوران کو مُثلہ کر دیا گیا تھا،البتہ اگر میں کامیاب ہوگیا قریش کے خلاف تو میں ان میں سے ستر آدمیوں کا مُثلہ کروں گا۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم بہ ۔ (سورۃ النحل : آیت ۱۲۶)

اگر تم لوگ مشرکین وکفار کو سزا دو تو اس کی مثل دو جس قدر انہوں نے تمہیں تکلیف پہنچائی ہے۔ الخ

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،بلکہ ہم صبر کریں گے یارب،اس لئے کہ اللہ نے اس آیت میں فرمایا :

ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین ۔

اگر تم لوگ مشرکین کی ایذا رسائی پر صبر کرو تو یہ عمل صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن صفار نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عباس بن محمد بن حاتم نے،ان کو عبدالعزیز بن سدی نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی صالح مِرّی نے سلیمان تیمی سے،اس نے ابوعثمان نہدی سے،اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب کی میّت پر کھڑے ہوئے جب وہ شہید کر دیئے گئے تھے اوران کے ناک کان کاٹ دیئے گئے تھے۔حضور ﷺ نے کسی چیز کی طرف دیکھا جبکہ ہم نے کوئی چیز قطعاً نہیں دیکھی تھی جو حضور ﷺ کے دل کو اس منظر سے زیادہ درد دینے والی ہو۔

حضور ﷺ نے حمزہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا،تجھ پر اللہ کی رحمت ہو آپ بڑے صلہ رحمی کرنے والے تھے،سب سے زیادہ بھلائیاں کرنے والے تھے۔اگر تیرے پس ماندگان کا غم پیش نظر نہ ہوتا مجھے یہ بات پسند تھی کہ میں تجھے اسی حالت پر چھوڑ دیتا حتیٰ کہ تو حشر میں مختلف

افواج اور گروہوں کے پیٹوں سے اُٹھایا جاتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں تیرے بدلے میں قریش کے ستر آدمیوں کا مُثلہ کروں گا (یعنی ان کے ناک کان کاٹوں گا)۔ لہٰذا جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے تا حال نبی کریم ﷺ کھڑے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام سورۂ نحل کی آخری آیت لائے:

و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ۔ الخ

اس آیت میں حکم تھا کہ جتنی کوئی تکلیف پہنچائے اسی قدر پہنچاؤ یا صبر کر، یہ زیادہ بہتر ہے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے صبر کرلیا تھا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا تھا اور جو ارادہ کیا تھا اس سے رک گئے تھے۔ (مجمع الزوائد ۶/۱۱۹)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حجاج بن منہال نے اور حدیث بیان کی صالح مُرّی نے سلیمان تیمی سے، اس نے ابوعثمان سے، اس نے ابو ہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے حضرت حمزہ کی میّت پر جہاں وہ شہید ہوئے پڑے تھے۔ حضور ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو یہ ایسا منظر تھا کہ آپ نے کہا کہ ایسا منظر نہیں دیکھا تھا جو اس سے زیادہ آپ کے دل کو درد دینے والا ہوتا۔ اس کے بعد ابوعثمان نے باقی حدیث ذکر کی حدیث ابن عباس کے مثل۔

(۱۲) ہمیں خبر دی حسن بن احمد بن ابراہیم بن شاذان بغدادی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن عبید کندی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ربیع بن انس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوالعالیہ نے، اُبی بن کعب سے کہ انصار میں سے اُحد والے دن چونسٹھ آدمی شہید ہوئے تھے اور مہاجرین میں سے چھ آدمی، ان میں سے حضرت حمزہ بھی تھے۔

مشرکین نے مسلمانوں کے مقتولین کے ناک کان کاٹے تھے لہٰذا انصار نے کہا اگر کسی بھی زمانے میں ہمیں ایک دن کے لئے بھی موقع ان کے خلاف ملا تو ان سے ٹھیک ٹھاک بدلہ لیں گے۔ لہٰذا جب فتح مکہ کا دن آیا تو ایک آدمی نے اعلان کیا جو پہچانا نہیں جا رہا تھا، آج کے دن کے بعد قریش نہیں رہیں گے، دو بار کہا۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری:

و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين ۔ الخ

(سورۃ النحل : آیت ۱۲۶)

لہٰذا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (مسلمانوں) تم رُک جاؤ قوم کفار سے۔ (ترمذی۔ کتاب التفسیر حدیث ۳۱۱۹ ص ۵/۲۹۹۔ مسند احمد ۵/۱۳۵)

شہداء اُحد کے فضائل .... (۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ہشام بن عروی سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ اُحد والے دن صفیہ (رسول اللہ کی پھوپھی) آئی اس کے پاس دو کپڑے تھے جو کہ حمزہ کے لئے لائی تھی۔ جب رسول اللہ نے ان کو دیکھا تو پسند نہ کیا کہ وہ حمزہ کو اس حالت میں دیکھیں (کہ وہ برداشت نہ کر سکیں گی)، کیونکہ مشرکین نے ان کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔ صفیہ کے پاس ان کے بیٹے زبیر کو بھیجا کہ وہ ان کو روک لے، وہ جب ان کے پاس آیا تو کہا کہ اے امی! آپ رُک جائیں، آپ رُک جائیں۔ وہ بولی آپ ہٹ جایئے میرے سامنے سے میں تم سے راضی نہیں ہوں گی۔ جب زبیر نے دیکھا کہ وہ اس کے آگے انکار کر رہی ہیں، زبیر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے جب اس نے رسول اللہ کا کہا تو وہ رُک گئی اور اس نے دو کپڑے لئے اور حمزہ کے برابر میں ایک اور انصار مقتول تھا انہوں نے ناپسند کیا کہ وہ دونوں شہیدوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دیں حمزہ کو یا انصاری کو۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ قرعہ ڈال لو جس کے نام قرعہ نکلے دونوں میں سے اچھا کپڑا اسی کے کفن میں استعمال کریں۔ چنانچہ ان دونوں میں قرعہ ڈالا گیا۔ لہٰذا اسی کے مطابق حمزہ کو ایک کپڑے میں اور انصاری کو دوسرے کپڑے میں کفن دیا گیا۔

(مجمع الزوائد ۶/۱۱۸۔ بزار ۲/۳۲۸۔ مسند احمد ۱/۱۶۵۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۳۲۹)

نیز انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی زہری نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر سے۔ وہ فتح مکہ والے دن پیدا ہوا تھا۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، حضور نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی تھی۔

کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مقتولین اُحد کو دیکھا تھا میں ان سب پر گواہ ہوں جو بھی زخمی اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس حال میں اُٹھائے گا کہ اس کا ہر زخم خون پھینک رہا ہوگا جس کا رنگ خون کا ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ تم لوگ دیکھو کہ ان میں قرآن کس کے پاس زیادہ جمع ہے (یعنی کس کو زیادہ حصہ دیا ہے)۔ اس کو دوسرے سے آگے قبر میں رکھو۔ لہٰذا ایک قبر میں دو دو تین تین اکٹھے دفن کئے گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۲۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۴۲)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ انہوں نے اپنے مقتولین کو اُٹھا کر مدینے لے جانا چاہتے تھے کہ ان کو وہاں دفن کریں گے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ ان کو اس جگہ دفن کرو جہاں وہ شہید کر کے گرائے گئے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۱۔ مسند احمد ۳/۲۹۷)

(۱۴) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے اسحاق بن یسار سے، اس نے بنو سلمہ کے کچھ جوانوں سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وہ کہتے ہیں جب عمرو بن جموع شہید ہوئے تھے اور عبیداللہ بن عمرو بن حزام اُحد میں کہ دونوں کو اکٹھے دفن کر دو کیونکہ وہ دنیا میں ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۱۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۳۳۱۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۴۲)

(۱۵) ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے انصار کے کئی شیخوں نے، انہوں کہا کہ جب حضرت معاویہ نے اپنی معائنہ ٹیم بھیجی جو شہداء کی قبروں کا معائنہ کرنے کے لئے قبروں پر پہنچی تو ہم نے ان سے التجا کی، حالت یہ تھی کہ پانی کے چشمے یا ریلے کا بہاؤ ان دونوں شہیدوں کی قبروں میں ہو گیا تھا (یعنی عمرو بن جموح کی اور عبداللہ بن عمرو بن حزام کی)۔ ہم بھی آئے اور ہم نے ان دونوں شہیدوں کو نکالا ان دونوں کے اُوپر دو چادریں تھیں جن کے ساتھ ان کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا اور ان دونوں کے پیروں پر کچھ گھاس وغیرہ پڑا ہوا تھا۔ ہم نے ان دونوں کو نکالا تو ان کا جسم نرمی کی وجہ سے دہرا ہو گیا اور مُڑ گیا گویا ہم نے انہیں کل گذشتہ روز ہی دفن کیا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۳)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے زاہد نے، ان کو احمد بن مہران اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی خالد بن خداش نے، ان کو حماد بن زید نے ایوب سے اس نے ابوالزبیر سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اُحد والے دن اپنے مقتولین کے پاس بلائے گئے یہ اس وقت کی بات ہے، جب حضرت معاویہ نے پانی کا چشمہ یا نہر جاری کروائی تھی۔ ہم لوگ ان شہداء کے پاس آئے اور ہم لوگوں نے ان کو باہر نکالا تو ان کے ہاتھ پیر آسانی کے ساتھ مُڑ رہے تھے۔

کہتے ہیں حماد نے کہا اور میرے ایک دوست نے حدیث میں میرے لئے ایک اضافہ کیا (وہ یہ کہ) حضرت حمزہ کے پیر کو کچھ لگ گیا تھا جس سے خون کا دوران ہو گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۳)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن ابراہیم متوفی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خالد بن خداش نے، اس نے اسی حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کیا ہے مگر انہوں نے کہا ہے کہ ہم لوگوں نے ان شہداء کو نکالا وہ

بدستور جڑے ہوئے تھے (یعنی اعضاء ٹوٹ کر الگ نہیں ہوئے تھے)، بلکہ وہ اپنی نرمی اور لچک کی وجہ سے دُہرے ہورہے تھے اور مُڑ رہے تھے چالیس سال پورے ہونے کے باوجود بھی۔

کہا کہ گمان کیا جریر نے ایوب سے اس نے ذکر کیا ہے مفہوم اس اضافے کا۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حامد بن بلال بزاز نے، ان کو حدیث بیان کی یحییٰ بن ربیع مکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے اسود سے، اس نے نبیح عنزی سے، اس نے جابر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تھا اُحد کے مقتولین کے بارے میں کہ وہ اپنی اپنی شہادت کی جگہ پر واپس لائے جائیں۔ (ابوداؤد ۴/۲۰۵۔نسائی ۴/۷۹۔مسند احمد ۳/۲۹۷)

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن مرزوق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابولید ہشام بن عبدالملک طیالسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی عوانہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی الاسود نے نبیح عنزی سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے نکلے مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے۔ کہتے ہیں کہ میرے والد عبداللہ نے کہا اے جابر کیا ہے تیرے اُوپر یہ کہ ہو تو مدینہ میں میری طرف سے نگراں بن کر رہے یہاں تک کہ تو دیکھے کہ ہمارا معاملہ کس طرف رجوع ہوتا ہے (یعنی معاملہ کیا رُخ اختیار کرتا ہے)۔ بے شک میں اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنے پیچھے اپنی بیٹیاں چھوڑ کر جاؤں تو میں یہ پسند کرتا کہ تو میرے سامنے قتل کیا جایا اللہ کی راہ میں۔

جابر کہتے ہیں کہ وہ چلے گئے جہاد کے لئے۔ اور مدینہ میں تا حال انتظار کر ہی رہا تھا کہ اچانک میری پھوپھی میرے ماموں اور میرے والد کو یعنی ان کے جسد خاکی کو) اُونٹ پر لاد کر لے آئیں (یعنی ان کے شہید ہوجانے کے بعد)۔ وہ ان کو مدینے میں اس لئے لے آئیں تھیں تا کہ ان کو ہمارے قبرستانوں میں دفن کرائے۔

اتنے میں ایک آدمی آ گیا، وہ اعلان کررہا تھا کہ خبردار ہوشیار رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم لوگ مقتولین کو واپس لاؤ اور انہیں کے شہید ہونے کی جگہ پر دفن کرو جہاں قتل ہوئے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ لہٰذا ہم لوگ ان دونوں کو بھی واپس لے گئے اور انہیں دیگر شہداء مقتولین کے ساتھ دفن کیا جہاں وہ قتل ہوئے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت معاویہ بن ابوسفیان خلافت کے زمانے میں موجود تھا اچانک میرے پاس ایک آدمی آیا اس نے آ کر کہا، اے جابر اللہ کی قسم تحقیق معاویہ کے اعمال نے تیرے باپ سے مٹی ہٹادی ہے۔ لہٰذا ان کا وجود ظاہر ہوگیا ہے لہٰذا اس وجہ سے شہداء کا ایک طائفہ نکلا ہے جابر کہتے ہیں کہ میں وہاں پر آیا تو میں نے ان کو اسی کی مثل پایا جس حالت پر میں نے اُسے چھوڑا تھا۔ اس میں سے کوئی شئ متغیر نہیں ہوئی تھی سوائے اس کے جو مقتولین نہیں چھوڑتا۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے پھر اس کو دفن کر دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۳)

(۲۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن بطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے بن مصلقہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمر واقدی نے، اپنے شیوخ سے عبداللہ بن عمرو بن حزام کے قصے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اُحد والے دن کہ عبداللہ بن عمرو بن حزم کو اور عمرو بن جموع کو ایک ہی قبر میں دفن کرو۔ اور کہا جاتا ہے سوائے اس کے کہ حضور نے اس بات کا حکم اس لئے دیا تھا کہ ان دونوں میں دوستانہ تھا۔ پس فرمایا کہ دنیا میں ان دونوں محبت کرنے والوں کو ایک ہی قبر میں دفن کردو۔

اور کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں اسی حالت میں پائے گئے تھے، ان دونوں کے ناک کان کٹے ہوئے تھے پورا پورا مثلہ کئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے ان کے بدن پہچانے نہیں جارہے تھے۔ عبداللہ بن عمرو سرخ سفید آدمی تھے سر کے بال نہیں تھے اور وہ لمبے بھی نہیں تھے، جبکہ ان کے دوست عمرو بن جموع لمبے آدمی تھے لہٰذا وہ پہچان لئے گئے۔ اور ایک عرصہ بعد ان دونوں کی قبروں پر سیلاب کا پانی آ گیا تھا۔ کیونکہ ان دونوں کی قبر سیلاب کے قریب تھی۔

لہٰذاان دونوں کی قبر کھودی گئی تھی اوران دونوں کے اُوپر دو چادریں ڈلی ہوئی تھیں۔عبداللہ کے ہاتھ میں زخم تھااوران کا ہاتھ ان کے اُوپر رکھا ہوا تھااس ہاتھ کوان کے زخم کے اُوپر سے ہٹایا گیا تو خون بہہ پڑا۔لہٰذا ہاتھ کوواپس اس کی جگہ رکھا گیا تو خون رُک گیا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کوان کی قبر کے گڑھے میں دیکھا، ایسے لگ رہے تھے جیسے کہ وہ نیند کر رہے ہیں۔ جابر سے پوچھا گیا، آپ کا کیا خیال ہے آپ نے ان کو کفن دیا تھا؟ حضرت جابر نے جواب دیا کہ بات یہی ہے کہ وہ ایک چادر میں دفن کئے گئے تھے۔اسی کے ساتھ ان کا چہرہ ڈھک دیا گیا تھااوران کے پیروں پر حرمل کے پودے یا گھاس ڈلی ہوئی تھی۔ہم نے ان کو کفن والی چادر کوایسا پایا جیسی وہ تھی اور حرمل گھاس وغیرہ ان کے پیروں پر ویسی ہی پڑی تھی، حالانکہ ان کے دفن کے اور آج معائنے کے درمیان چھیالیس سال کا زمانہ گزر چکا تھا۔حضرت جابر نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ ان کو کستوری کی خوشبو لگا دی جائے؟ مگر اصحاب رسول نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ نے جب یہ ارادہ کیا کہ کظامہ جاری کئے جائیں مدینے میں پانی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے (کظامہ کہتے ہیں ایسے کنوئیں جوایک دوسرے سے متصل کھودے جاتے تھےاورزمین کے اندر سے کھود کرایک دوسرے سے ملادیئے جاتے تھے، سب کا پانی آخری کنوئیں میں جمع ہو جاتا پھر یہ باہر نکل کر زمین کے اُوپرآجاتا اور بہتا رہتا تھا۔ یہ آبپاشی کا فطری نظام حضرت معاویہ نے جاری فرمایا تھا)۔

لہٰذامدینے میں اس کا اعلان کیا گیا تھا کہ اُحد میں جس کسی کے عزیز شہید دفن ہوں وہ آکر موجود رہیں تا کہ ان کی موجودگی میں کھودائی کی جاسکے اگر کسی کے عزیز شہید کا جسد عنصری ظاہر ہو جائے تو وہ خوداس کی تدفین دوبارہ کر سکے۔اس اعلان کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتولین اور شہداء کی طرف گئے۔انہوں نے ان کو صحیح وسالم الجسم پایا۔جن کے جسم آسانی سے مُڑ رہے تھے ان شہداء میں سے کسی ایک کے پیر کو کھدائی کے دوران بیلچہ وغیرہ لگ جانے سے خون رواں ہو گیا تھا۔

حضرت ابوسعید خدری نے کہا کہ اس واقعہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد کوئی منکر انکارنہیں کر سکتا تھا چنانچہ عبداللہ بن عمرواور عمرو بن جموع ایک ہی قبر میں پائے گئے تھے۔لہٰذاان کی کروٹ پھیر دی گئی یاالگ الگ کر دیئے گئے۔

(مصنف فرماتے ہیں) ایسااس لئے کیا گیا تھا کہ پانی اس چشمے یا کھدنے والی وہ نہران دونوں شہیدوں کی قبر کے اُوپر گزرتا تھا اور خارجہ بن زید بن ابوزہیر اور سعد بن ربیع دونوں ایک ہی قبر میں پائے گئے تھے لہٰذا اپنی حالت پر ہی چھوڑ دیئے گئے۔اورالبتہ تحقیق کھدائی کرنے والے مٹی کھود رہے تھے کہ انہوں نے مٹی کے تودہ یا چھوٹے ٹیلے کوکھودا توان لوگوں کے سامنے کستوری کی خوشبومہک اُٹھی تھی۔

(المغازی للواقدی ۱/ ۲۶۶-۲۶۸)

(مصنف فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں اسی طرح ہے اہل مغازی کی روایت میں کہ یہی کیفیت خوشبو کی ہوئی تھی جب دیکھا تھا کہ عمرو بن جموع ایک ہی خبر میں دونوں تھے وقت مذکورہ تک اس میں۔

(۲۱) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوعمرومقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یوسف نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سدد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بشر بن مقصل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین المعلم نے عطاء سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں جب جنگ اُحد کا وقت آن پہنچا تو رات کے وقت میرے والد نے مجھے بلایا، انہوں نے کہا میں یہ دیکھتا ہوں (یعنی یہ سمجھتا ہوں) میں قتل ہو جاؤں ان اصحاب رسول کے ساتھ جو شروع میں قتل ہو جائیں گے۔ میں نے کوئی انسان ایسانہیں چھوڑا اپنے بعد جو تم سے زیادہ مجھے عزیز ہو سوائے رسول اللہ کے۔یادرکھو میرے اُوپر قرض ہے اس کوادا کرنااور وصیت قبول اپنی بہنوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔

جب صبح ہوئی تو میرے والد پہلے مقتول شہید تھے جو اُحد میں شہید کئے گئے۔ میں نے ان کو دفن کیا مگر ایک اور مقتول کے ساتھ ایک ہی قبر میں پھر میرا دل خوش نہیں ہوا کہ میں ان کو کسی اور کے ساتھ چھوڑ دوں لہٰذا میں نے چھ ماہ کے بعد ان کو نکال لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اسی دن کی طرح ہیں جیسے میں نے ان کو رکھا تھا، اسی جگہ پر سوائے ان کے ایک کان کے کہ وہ نہیں تھا۔ سبحان اللہ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے اعزاز ہے اور تکریم اور شرف شہداء کے اجساد عنصری کے ساتھ۔

فزادهم الله شرفًا و تكريمًا اللّهم اغفرلنا و نجنا بفضل شرفهم و تكريمهم ۔ (مترجمه)

اس کو اسی طرح نقل کیا ہے صحیح میں۔ (بخاری۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۳۵۱۔ فتح الباری ۳/۲۱۴)

ایک اور روایت میں ابن ابونجیح میں مروی ہے عطاء سے، اس نے جابر سے کہ میرا نفس مطمئن نہیں ہوا تو میں نے اس کو نکالا اور اسے علیحدہ دفن کر دیا۔ اور ہم نے اس روایت کو کتاب السنن سے نقل کیا ہے۔ (سنن الکبریٰ ۴/۵۷۔۵۸)

(۲۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی عمرو بن بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی قتیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے ابن شہاب سے، اس نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے، اس نے جابر سے اور حدیث ابن بکیر میں ہے کہ جابر بن عبداللہ نے اس کو خبر دی ہے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جمع کر رہے تھے دو دو آدمیوں میں مقتولین اُحد میں سے ایک ایک کپڑے میں۔ پھر فرماتے تھے کہ ان دونوں میں سے کس نے زیادہ قرآن حاصل کیا ہے۔ جب کسی کے بارے میں حضور ﷺ کو بتایا کہ فلاں کو زیادہ قرآن یاد ہے اس کو لحد میں پہلے اُتارتے تھے اور آپ نے فرمایا تھا میں ان پر قیامت کے دن گواہی دوں گا۔ اور آپ ان کو ان کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیتے تھے اور نہ تو ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور نہ ہی ان کو غسل دیا گیا۔ دونوں روایتوں کے الفاظ برابر ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۷۴۔۳/۲۰۹)

(۲۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن حلیم بن محمد حلیم بن ابراہیم بن میمون صائغ نے مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالموجہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی لیث بن سعد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے اس نے حضرت جابر بن عبداللہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ .... ابن شہاب نے اس کو مذکور کی مثل ذکر کیا ہے مگر یہ کہ انہوں نے کہا کہ نہ ان پر نماز پڑھی گئی اور نہ ہی ان کو غسل دیا گیا (یہ بات اس روایت میں نہیں ہے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے۔ (کتاب الجنائز۔ فتح الباری ۳/۲۱۷)

(۲۴) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قعینی نے یہ کہ سلیمان بن مغیرہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے حمید بن ہلال سے، اس نے ہشام بن عامر سے، وہ کہتے ہیں کہ انصار آئے تھے اُحد والے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ انہوں نے کہا ہمیں شدید زخم پہنچے ہیں اور سخت مشقت بھی آپ ہمیں کیا حکم فرمائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبریں کھودو اور کشادہ کرو اور دو دو تین تین آدمی ایک ایک قبر میں رکھ دو۔ انہوں نے پوچھا کہ پہلے کس کو رکھیں، آپ نے فرمایا، اکثر قرآن، جس کو قرآن زیادہ آتا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد اسی دن شہید ہوئے تھے یعنی عامر۔ لہٰذا دو آدمیوں کے درمیان پہلے رکھے گئے یا ایک ساتھ پہلے رکھے گئے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجنائز۔ الحدیث ۳۲۱۵ ص ۳/۱۲۴)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ قبر واحد میں متعدد کا دفن کرنا قلت جگہ نہیں بلکہ کھودنے والوں کا زخمی ہونا اور شدید تکلیف تھا۔

(۲۵) ابوداؤد کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابواسحاق فزاری نے ثوری سے، اس نے ایوب سے، اس نے حمید بن ہلال سے اس کی اسناد کے ساتھ اور اسی کے مفہوم کے ساتھ مگر اس نے یہ الفاظ اضافہ کئے ہیں وَاَعْمِقُوْا کہ قبروں کو گہرا کرو۔ (ابوداؤد ۳/۲۱۴۔ حدیث ۳۲۱۶)

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جریر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید بن ہلال نے سعید بن ہشام بن عامر سے یہی حدیث۔ (ابوداؤد۔ حدیث ۳۲۱۷ ج ۳/۲۱۴)

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن ملاعب نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے ایوب سے، اس نے حمید بن ہلال سے، اس نے سعد بن ہشام بن عامر سے، اس نے ان کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تھی اُحد والے دن شدید زخموں کی اور یہ کہ قبریں کھودنا ہم پر سخت شکل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، قبریں کھودو اور گہری کرو اور آگے اس کو رکھو جس کو قرآن زیادہ یاد ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ لہٰذا میرے والد دو آدمیوں کے بین پہلے رکھے گئے۔ (ترمذی کتاب الجہاد۔ حدیث ۱۷۱۳ ج ۴/۲۱۳)

(۲۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابوخلیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے محمد بن منکدر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اُحد میں جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں رونے لگا میں بار بار ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا تھا اور مجھے اصحاب رسول منع کر رہے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کو نہ روؤ لا تبیکیہ یا ما تبکیہ کا لفظ کہا ہمیشہ فرشتے اس پر سایہ کئے رہے اپنے پروں کے ساتھ حتیٰ کہ اس کو وہ اُوپر اُٹھا کر لے گئے ہیں۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۸۰۔ فتح الباری ۷/۳۷۴)

(۲۸) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں خبر دی احمد بن عبد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اُسی کی مثل۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میری پھوپھی رو پڑی تھی تو حضور نے اس کو فرمایا تھا لَا تَبْكِيهِ۔ اس کو مت رو یا یوں کہا تھا لَمْ تَبْكِيهِ اس کو نہ روؤ، بے شک فرشتوں نے اس کو اپنے پروں کے ساتھ سایہ کیا تھا حتیٰ کہ انہوں نے اس کو اُٹھا لیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۸۰۔ فتح الباری ۷/۳۷۴)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے شعبہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۳۰ ص ۱۹۱۸)

(۲۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے فیض بن وثیق بصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبادہ انصاری نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابن شہاب زیدی نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا حضرت جابر سے، اے جابر کیا میں تجھے بشارت نہ دوں؟ جابر نے عرض کی جی ہاں

اللہ تعالیٰ آپ کو خیر کی بشارت دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اللہ نے آپ کے والد کو زندہ کر دیا ہے اور اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندے مجھ سے غنی اور آرزو کیجئے آپ جو کچھ چاہیں گے میں آپ کو عطا کروں گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۴)

اس نے کہا، اے میرے ربّ میں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا میں یہ تمنّیٰ کرتا ہوں آپ کے اُوپر کہ آپ مجھے دنیا میں واپس لوٹا دیجئے تاکہ میں آپ کے نبی کے ساتھ مل کر جہاد کروں اور تیرے نام پر ایک اور بار قتل کیا جاؤں۔ اللہ نے فرمایا، بے شک شان یہ ہے کہ میری طرف سے پہلے ہی یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ وہ دنیا کی طرف واپس نہیں بھیجا جائے گا۔

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ شہداء کی حیات دنیوی نہیں بلکہ جنت والی ہے جس کے مل جانے کے بعد نہ دوبارہ حیات دنیوی ملنا ممکن ہے نہ ہی دنیا میں واپسی ممکن ہے۔ کیونکہ اس کے لئے ایک اور موت سے گزرنا پڑے گا۔ اس لئے فیصلہ ہو چکا ہے کہ واپسی نہیں ہوگی۔

(۳۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن ابوالمعروف اسفرائنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسہل بشر بن احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حسین بن نصر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن مدینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن ابراہیم بن بشیر بن الفاکیہ انصاری نے کہ اس نے سُنا طلحہ بن خراس بن صمہ انصاری سلمی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میری طرف رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا کہ کیا بات ہے میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں؟

میں نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ مارا گیا ہے اور قرض اور ٹبر چھوڑ گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خبردار میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ اللہ نے کبھی بھی کسی کے ساتھ کلام نہیں کیا مگر پردہ کے پیچھے اور اللہ نے تیرے باپ کے ساتھ کلام کیا ہے بغیر حجاب کے اور فرمایا ہے، اے میرے بندے! مجھ سے مانگ میں تجھے عطا کروں گا۔ اس نے کہا ہے کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے آپ دنیا میں واپس لوٹا دیجئے تاکہ میں دوسری بار تیرے لئے قتل کیا جاؤں۔

اللہ نے فرمایا کہ بے شک شان یہ ہے کہ میری طرف سے پہلے ہی یہ بات طے ہو چکی ہے کہ یہاں آ جانے والے دنیا کی طرف واپس نہیں لوٹائے جائیں۔ اس نے (تیرے والد نے) عرض کی کہ اے میرے ربّ! پھر میرے پس ماندگان کو میری حالت کی خبر پہنچا دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، پس اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے :

ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبيل الله امواتا ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۶۹)

بالکل ان لوگوں کو مردہ (عام مردوں جیسا) گمان نہ کرو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں۔ (حضور ﷺ نے پوری آیت ختم کر ڈالی)

یہ آیت سابقہ حدیث میں بھی ہے اور تفصیل بھی۔

(۳۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن علی بن زیاد نے احمد بن ابراہیم کے بیٹے یعنی ان کے نواسے سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومروان عثمانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس کھانا لایا اور وہ رونے بیٹھ گئے۔ فرمایا کہ مصعب بن عمیر شہید ہو گئے حالانکہ مجھ سے بہتر تھے، ان کے لئے صرف ایک چادر مل سکی تھی جس میں وہ کفن دیئے گئے اور حضرت حمزہ شہید کئے گئے وہ بھی مجھ سے بہتر تھے ان کے لئے بھی صرف ایک چادر مل سکی جس میں وہ کفن دیئے گئے (حمزہ کا نام لیا تھا یا کسی اور آدمی کا ابراہیم کو اس بارے میں شک ہو گیا ہے جبکہ ہم لوگوں کے لئے رزق کی اتنی فراوانی ہے)۔ مجھے گمان ہوتا ہے کہ ایسا تو نہیں ہے کہ کہیں ہمارے لئے (آخرت کے بجائے) ہماری دنیوی زندگی میں ہی جلدی کر لی گئی ہے یعنی ایسا تو نہیں کہ آخرت کا اجر صرف دنیا میں ہمیں دے کر فارغ کیا جا رہا ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن محمد مکی سے، اس نے ابراہیم سے۔

(کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۲۷۴۔ فتح الباری ۳/۱۴۰۔۱۴۱۔۱۴۲)

(۳۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری اسفرائنی نے اسفرائن میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو بن کثیر عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان بن بن سعید نے اعمش سے، اس نے ابووائل سے اس نے جناب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ہجرت کی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ہم اس سے اللہ کی رضا چاہتے تھے۔ لہٰذا ہمارا اجر کے ہاں ثبت ہو گیا۔ اس کے بعد کچھ لوگ ہم میں سے وہ ہیں جو دنیا سے چلے گئے۔ انہوں نے اپنے اپنے اجر میں سے کچھ نہیں پایا، ان میں سے ایک مصعب بن عمیر تھے جو اُحد میں شہید کر دیئے گئے۔ ان کے لئے کوئی کپڑا نہیں تھا سوائے ایک دھاری چادر کے۔ جب ہم ان کا سر ڈھانکتے تھے تو پیر ظاہر ہو جاتے تھے اور جب ہم ان کے پیر ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا سر ڈھانک دو اور اس کے پیروں پر اذخر گھانس ڈال کر چھپا دو۔ اور کچھ لوگ آج ہم میں سے وہ ہیں کہ ان کے لئے اس ہجرت کا پھل پک چکا ہے اور وہ اس کا پھل توڑ رہے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔ (کتاب الرقائق۔ فتح الباری ۲۴۵/۱۱)

اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی طرق سے اعمش سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۲۷۶۔ فتح الباری ۱۴۲/۲۔ وفی کتاب الرقائق۔ فتح الباری ۲۷۳/۱۱۔ مسلم کتاب الجنائز۔ حدیث ۴۴ ص ۶۴۹)

رسول اللہ کا میّت پر نوحہ کرنے سے منع کرنا .... (۳۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے، ان کو الاسود نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ اُحد سے واپسی پر مدینے کی گلیوں میں داخل ہوئے تو انہوں نے گھروں میں نوحے اور رونے کی آوازیں سُنیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ بتلایا گیا کہ یہ انصار کی عورتیں ہیں جو اپنے اپنے مقتولین کو رو رہی ہیں لیکن مدینے میں آج حمزہ کو کوئی رونے والا نہیں ہے۔

حضور کے یہ الفاظ حضرت سعد بن معاذ نے سُن لئے اور سعد بن عبادہ کے بعد معاذ بن جبل نے اور عبداللہ بن رواحہ نے۔ لہٰذا وہ اپنے گھروں میں گئے تمام رونے والیاں اور نوحہ کرنے والیاں جمع ہو گئیں جو مدینے میں تھیں۔ ان لوگوں نے ان سے کہا تم لوگ انصار کے کسی مقتول کو نہ روؤ حتیٰ کہ چچائے رسول حمزہ کو پہلے روؤ کیونکہ حضور نے یہ بات ذکر کی کہ اس کو کوئی رونے والا نہیں، یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی رضا چاہتے تھے اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ وہ شخص جو رونے والیوں کو لایا وہ عبداللہ بن رواحہ تھے۔ حضور نے جب رونے کی آواز سُنی تو پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ حضور ﷺ کو وہ بات بتائی گئی جو انصار نے اپنی عورتوں سے کہی تھی، حضور ﷺ نے ان کے لئے استغفار کیا اور ان کے بارے میں معروف بات کہی اور حضور راضی ہوئے ہر اس شخص سے جس نے رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنے کے لئے کہا تھا اور فرمایا کہ میں نے اس چیز کا ارادہ نہیں کیا تھا اور میں رونے کو پسند بھی نہیں کرتا ہوں اور آپ نے اس عمل سے منع فرما دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴۸/۴)

(۳۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، انہوں نے اپنے شیوخ سے جن سے قصہ اُحد مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ لوٹے مدینہ کی طرف واپسی پر اُحد سے۔ اُحد سے حضور کو حمنہ بنت جحش ملی لوگوں نے اس خاتون کو اس کے بھائی عبداللہ بن جحش کی موت کی خبر سُنائی تو اس عورت نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور اس کے لئے استغفار کیا۔ اس کے بعد اس کے ماموں حمزہ بن عبدالمطلب کی موت کی خبر اس کو سُنائی گئی تو اس نے پھر انا للہ الخ پڑھا اور اس کے لئے استغفار کیا۔ اس کے بعد اس کو اس کے شوہر مصعب بن عمیر کی موت کی خبر سُنائی گئی تو اس نے چیخ ماری اور جذبات سے بے قابو ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک عورت کا شوہر اس کے لئے ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ جب انہوں نے اس کا حشر دیکھا اس کے بھائی اور ماموں کے لئے اور چیخ مارنا اپنے شوہر پر۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۱/۳۔ ۴۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴۶/۴۔ ۴۷۔ ابن ماجہ۔ حدیث ۱۵۹۰)

اس کے بعد وہ حضور ﷺ کا گزر ہوا کچھ گھروں کے پاس انصار کے گھروں میں سے۔ بنوعبداللہ شہل سے اور بنوظفر سے۔ حضور ﷺ نے رونا سُنا اور نوحہ کرنے والیاں اپنے اپنے مقتولین پر۔ لہٰذا حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور آپ رو پڑے۔ پھر فرمانے لگے لیکن حمزہ کو تو کوئی رونے والی بھی نہیں ہے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن جعفر دار بنی عبداللہ شہل کی طرف واپس لوٹے تو ان کا رونا سُنا حضرت حمزہ پر حضور ﷺ ان کی طرف باہر آئے اور وہ خواتین حضور کی مسجد کے دروازے پر حمزہ پر رو رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم عورتیں واپس چلی جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا، تم عورتوں نے اپنے دل سے غمخواری کی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۲/۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۴۷/۴)

(۳۵) اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ مروی ہے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالواحد بن ابوعوف نے، اس نے اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابو وقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت تھی انصار میں سے بنو ذیبان سے۔ اس کا شوہر شہید ہو گیا تھا اور اس کا بھائی بھی۔ اُحد کے جب لوگوں نے اس کو ان کی موت کی خبر دی تو اس نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ اس کو بتایا گیا کہ اے اُم فلاں! حضور ﷺ خیریت سے ہیں، وہ کہنے لگی کہ مجھے دکھاؤ کہ میں خود حضور ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں دور سے۔ اس کو اشارہ کر کے بتایا گیا کہ وہ رہے حضور ﷺ۔ جب خاتون نے حضور ﷺ کو دیکھ لیا تو کہنے لگی، اے میرے آقا! آپ کے بعد ہر مصیبت سہنا آسان ہے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۴۲/۳۔۴۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴۷/۴)

باب ۴۷

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ان کو ہرگز مُردہ نہ کہو، وہ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں وہیں رزق کھاتے ہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۔ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۶۹)

(مفہوم) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں ان کو ہرگز مُردے نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ وہ اپنے ربّ کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ نے انہیں جو اپنا فضل عطا کیا ہے وہ اس کے ساتھ نازاں وفرحان ہیں اور جو لوگ تا حال ان کے پیچھے پہنچ کر تا حال ان سے نہیں ملے ان کے بارے میں خوشی محسوس کرتے ہیں (کہ یہاں پہنچ کر ان کو بھی یہی اعزاز واکرام حاصل ہوگا)۔ بایں سبب کہ ان پر بھی نہ کوئی خوف ہوگا نہ ہی کوئی غم ہوگا۔ اللہ کی طرف سے حاصل ہونے والے فضل اور انعام پر خوش ہوتے ہیں۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کا اجر وثواب ضائع نہیں کرتے۔

نیز شہداءِ اُحد کی فضیلت اور ان کی قبروں کی زیارت سے متعلق احادیث کا تذکرہ نیز یہ کہ شہداء کی جنت والی زندگی ہے وہ دنیا والی زندگی مانگتے بھی ہیں تو نہیں ملتی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حاجب بن احمد طوسی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حماد ابن ؤردی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے اعمش سے، اس نے عبداللہ بن مرّہ سے، اس نے مسروق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تھا:

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ ۔

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کردیئے گئے ان کو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس۔ رزق دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضرت مسروق اور ان کے رفقاء کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں شہداء کی زندگی کے بارے میں وضاحت سے سمجھائیں، ان کے زندہ ہونے کی کیفیت ظاہراً نظر نہیں آتی، کیونکہ قُتِلُوۡا بتار ہا ہے قتل کردیئے ہیں اور ماردیئے ہیں۔ نیز یہ کہ ان کو کفن دیئے گئے، جنازے پڑھے گئے، قبروں میں دفن ہم نے اپنے ہاتھوں سے خود کئے۔ ان کے پیچھے ان کے ورثے تقسیم ہوئے، ان کی بیواؤں سے دوسرے نکاح بھی ہوئے۔ مگر ہمیں مُردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ بتائیں کیا یہ دنیا میں زندہ ہیں تو پھر یہ سب کچھ زندوں کے ساتھ کیوں کر جائز ہوا؟ اگر مُردہ ہیں تو ہمیں کہنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟ (ہمیں سمجھائیں؟)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا خبردار ہوشیار آگاہ رہو، تحقیق ہم لوگوں نے (اصحاب رسول نے) اس آیت یا اس زندگی کے بارے میں پوچھا تھا رسول اللہ ﷺ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی مثل ہوتی ہیں، وہ چلتی پھرتی ہیں سیر کرتی رہتی ہیں جس جگہ میں چاہتی ہیں (جنت میں)۔

(مسلم شریف میں ہے اَرۡوَاحُهُمۡ فِىۡ جَوۡفِ طَيۡرٍ خُضۡرٍ کہ ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں)۔

اس کے بعد وہ عرش بریں کے ساتھ لٹکی ہوئی قندیلوں اور شمع دانوں کی طرح جگہ حاصل کرتی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی اسی حالت میں مگن ہوتی ہیں کہ یکایک ان پر تیرا ربّ جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرماتا ہے، تم لوگ (اے شہداء کی ارواح) جو چاہو مجھ سے مانگو۔ روحیں کہتی ہیں، اے ہمارے مالک! ہم آپ سے کیا مانگیں؟ آپ نے ہمارے اُوپر اتنا بڑا انعام کردیا ہے کہ) ہم جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی پھرتی ہیں اور جنت کے تمام پھلوں اور نعمتوں سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔

روحیں جب دیکھتی ہیں کہ ان سے اصرار کر کے پوچھا جار ہا ہے تو وہ کہتی ہیں، ہم آپ سے صرف ایک سوال کرتی ہیں: کہ

اَنۡ تَرُدَّ اَرۡوَاحَنَا فِىۡ اَجۡسَادِنَا فِى الدُّنۡيَا نُقۡتَلَ فِىۡ سَبِيۡلِكَ ۔

کہ آپ ہم ارواح کو ہمارے ان جسموں کے اندر واپس لوٹادیں جو دنیا میں موجود ہیں۔ ہم تیری راہ میں پھر مارے جائیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب دیکھا جاتا ہے کہ وہ اور کوئی سوال نہیں کرتے سوائے اسی خواہش کے تو پھر وہ اسی حالت پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم کتاب الامارۃ۔ باب ان ارواح الشہداء فی الجنۃ وانہم احیاء عند ربہم یرزقون ص۱۵۰۲)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے، اس نے معاویہ سے۔

شہداءِ اُحد کی ارواح کی خواہش پوری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت آشکارہ فرمائی کہ وہ جنت میں زندہ ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن عیسیٰ جیری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسدد بن قطن نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن یزید فارسی نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو عبداللہ بن ادریس نے محمد بن اسحاق سے، اس نے اسماعیل سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے عباس سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، آپ نے فرمایا جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید کر دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رُوح کو سبز پرندوں کے پیٹ میں کر دیا وہ جنت کی نہروں پر آتی ہیں اور جنت کے پھل کھاتی ہیں اور وہ سایہ عرش میں معلق سونے کی قندیلوں میں جگہ پکڑتی ہیں۔

جب شہدائے اُحد کی ارواح نے اپنے کھانے پینے اور آرام کرنے کے پاکیزہ ٹھکانے پالئے تو وہ کہنے لگیں دنیا میں پیچھے رہ جانے والے ہمارے بھائیوں کو یہ خبر پہنچا یئے گا ہمارے بارے میں کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے، یہ اطلاع ان کو پہنچ جائے تاکہ وہ جنگ کے وقت بزدلی نہ کریں اور جہاد میں بے رغبتی نہ کریں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تمہارے دنیا میں رہنے والے بھائیوں کو تمہاری طرف سے میں یہ اطلاع پہنچادوں گا کہ تم لوگ جنت والی زندگی کے ساتھ جنت میں زندہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ اطلاع نازل فرمائی تاکہ سارے مسلمان اس غیر مرئی حقیقت سے مطلع ہو جائیں :

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ۔

تم لوگ (اے دنیا میں رہنے والے انسانو) ان لوگوں کو مُردہ نہ کہو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے دنیا میں، بلکہ وہ اپنے ربّ کے ہاں جنت میں اعلیٰ ارفع حیات کے ساتھ زندہ ہیں انہیں جنت کے پھلوں کا رزق ملتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد۔ باب فضل الشہارۃ۔ حدیث ۲۵۲۰ ج ۳/۱۵)

ابوعبداللہ کی روایت میں (فی الکتاب) کے الفاظ نہیں ہیں صرف فانزل اللہ ہے۔

حضور ﷺ کا شہدائے اُحد کے ساتھ شہید ہونے کی دلی خواہش ظاہر کرنا

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، آپ فرما رہے تھے جس وقت آپ نے اہل اُحد کا ذکر فرمایا تھا، خبردار آگاہ رہو کہ میں دل سے یہ بات چاہتا ہوں کہ میں شہداءِ اُحد کے ساتھ اُحد کے دامن میں شہید کر دیا جاتا۔ فرما رہے تھے میں قتل کر دیا جاتا۔

اس حدیث کے راوی عاصم فرماتے تھے لیکن میں اللہ کی قسم مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ حضور ﷺ ان کے ساتھ وہاں شہید کر دیئے جاتے۔ (مسند احمد ۳/۳۷۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۴)

حضور ﷺ نے شہداءِ اُحد کو اپنے اصحاب اور اپنے بھائی کا نام دیا

(۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن صالح شیرازی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمیدی نے، ان کو محمد بن معن غفاری نے، ان کو داؤد بن خالد بن دینار نے،

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں بنوتمیم کے ایک نوجوان کے ساتھ جس کا نام یوسف یا ابو یوسف تھا میں ربیعہ کے پاس گیا (یعنی ربیعہ بن ابوعبدالرحمن کے پاس)۔ یوسف نے ربیعہ سے کہا کہ ہم لوگ آپ سے ایک حدیث سُنتے ہیں جو آپ کے سوا ہم نے کسی اور سے نہیں سُنی۔ ربیعہ نے اس سے کہا آگاہ ہو کہ میرے پاس حدیثیں کثیر ہیں لیکن میں نے ابن ہدیر سے سُنا تھا وہ طلحہ بن عبیداللہ سے صحبت رکھتے تھے۔ کہنے لگے کہ میں نے سُنا کہ طلحہ بن عبیداللہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی حدیث بیان کرتے ہوں سوائے ایک حدیث کے۔

کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ وہ کونسی حدیث ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہوئے تھے شہداء اُحد کی قبور پر جانے کا ارادہ رکھتے تھے حتیٰ کہ جب ہم لوگ حرہ کے یعنی پتھریلی زمین کے ٹیلے پر چڑھے مقام بیداء میں تو وادی کے موڑ میں چند قبریں تھیں، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ ہم لوگوں کے بھائیوں کی قبریں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سُن کر فرمایا، یہ ہمارے اصحاب کی قبریں ہیں۔ جب ہم لوگ شہداء کی قبور کے پاس آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔ (ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۲۰۴۳ ج ۲/۲۱۸)

ربیعہ سے مراد ابن عبدالرحمن ہے اور ابن ہدیہ سے مراد ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیہ ہیں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو عبدالکریم بن ہشم نے، ان کو محمد بن عیسیٰ بن صالح نے، ان کو ابن فران نے موسیٰ بن یعقوب سے، اس نے عباد بن ابوصالح سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہداء کی قبر پر تشریف لاتے تھے۔ جب وادی کے کنارے پر آتے تو یوں دعائیہ سلام کہتے :

السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ۔

تم لوگوں پر سلامتیاں ہوں بوجہ اس کے جو تم نے صبر کیا تھا۔ لہٰذا دار آخرت والا گھر سب سے بہتر ہے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ایسے ہی کرتے تھے اور ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسے ہی کرتے تھے اور حضرت عمر کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایسے ہی کرتے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۴۵)

حضور ﷺ نے شہداء کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھا کر واضح فرمادیا کہ دنیا میں ان پر جنت کے احکامات جاری ہوگئے کہ وہ جنت میں زندہ ہیں

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو مسیّب بن زہیر بن نصر نے، ان کو عاصم بن علی بن عاصم نے، ان کو لیث بن سعد نے، ان کو یزید ابوحبیب نے، ان کو ابوالخیر نے عقبہ بن عامر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن گھر سے باہر نکلے، آپ نے اہل اُحد پر نماز پڑھائی لحد میں بالکل ایسے جیسے میت پر آپ نماز پڑھاتے تھے۔

اس کے بعد آپ منبر پر پھر آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے پیش رو ہوں اور میں تمہارے اُوپر گواہ ہوں، اور اللہ کی قسم بے شک میں اس وقت اللہ کی قسم اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور بے شک میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دیکھ رہا ہوں، یا آپ نے زمین کی چابیاں کہا تھا۔ اور بے شک میں اللہ کی قسم ہے تمہارے بارے میں یہ خوف وخطر تو محسوس نہیں کرتا کہ تم لوگ میرے بعد مشرک ہوجاؤ گے لیکن یہ تمہارے بارے میں خطرہ ہے کہ تم لوگ مال ودنیا کی رغبت اور میلان میں مقابلہ کرنے لگو گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے، اس لیث سے۔ (کتاب الرقاق۔ حدیث ۶۵۹۰۔ فتح الباری ۱۱/۴۶۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر اسماعیل بن محمد بن اسماعیل فقیہ رائے نے، ان کو محمد بن مغیرہ سکری نے، ان کو عبدالرحمن بن علقمہ مروزی نے، ان کو عطاف بن خالد مخزومی نے، ان کو عبدالاعلیٰ نے بن عبداللہ بن ابوفروہ نے اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اُحد میں شہداء کی قبروں کی زیارت کی اور یوں دعا کی، اے اللہ! بے شک بندہ اور نبی شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ شہداء ہیں اور یہ بھی کہ جو شخص ان کی قبروں کی زیارت کرے گا یا ان پر سلام کہے گا قیامت تک وہ اس کو جواب دیں گے۔

عطاف نے کہا کہ میری خالہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے شہداء کی قبروں کی زیارت کی تھی۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے ساتھ کوئی نہیں تھا دو غلاموں کے سوا جو سواری کے جانوروں کی حفاظت کر رہے تھے۔ میں نے شہدا پر سلام کیا، لہٰذا میں نے سلام کا جواب سُن لیا۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ تم لوگوں کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے بعض تمہارا بعض کو پہچانتا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے رُونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے کہا، اے غلام! میری سواری میرے قریب لائیے، لہٰذا میں جلدی سے سوار ہو گئی۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن صفوان بردعی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابوالدنیا نے، ان کو ابراہیم بن سعید نے، ان کو حکم بن نافع نے، ان کو عطاف بن خالد نے، ان کو میری خالہ نے، وہ کہتی ہیں کہ ایک دن میں سواری پر بیٹھ کر شہداء کی قبور پر گئی (وہ قبور پر ہمیشہ جاتی رہتی تھی)۔

وہ کہتی ہیں کہ میں حضرت حمزہ کی قبر پر اُتری میں دعا کرتی رہی اللہ نے جس قدر چاہا کہ میں دعا کروں۔ وادی میں اس وقت نہ کوئی آواز دینے والا تھا نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا سوائے ایک غلام کے جو میری سواری کو پکڑ کر کھڑا ہوا تھا۔ میں جب اپنی دعا سے فارغ ہو گئی میں نے اس طرح اپنے ہاتھ سے اسلام علیکم کہا اور میں نے اسی وقت جواب کو سُن لیا جو زمین کے نیچے سے نکل رہا تھا۔ میں اس کو ایسے پہچانتی ہوں جیسے یہ جانتی ہوں کہ اللہ نے مجھے پیدا کیا ہے اور جیسے میں رات کو پہچانتی ہوں دن کے مقابلے میں۔ اس سے میرا ہر ہر رُونگٹا کھڑا ہو گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۵)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد ابن بسطہ نے، ان کو حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال شہداء کی قبروں کی زیارت کرتے تھے (مطلب ہے کہ ہر سال قبر پر تشریف لے جاتے تھے)۔ جب وادی میں داخل ہوتے تو آواز بلند کر کے یوں کہتے تھے دعا دیتے ہوئے:

السلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار

تم پر سلامتی ہے بسبب اس کے جو تم نے صبر کیا تھا دار آخرت بہت بھلی ہے۔

اس کے بعد ابو بکر صدیق اپنے دور میں ایسے کرتے تھے۔ اس کے بعد عمر بن خطاب، اس کے بعد عثمان غنی ایسے کرتے تھے اور سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی شہداء کی قبروں پر آتی تھی، کچھ دیر وہاں رہتی تھی اور دعا مانگتی تھیں ان کے لئے۔ اور سعد بن وقاص ان پر سلام کہتے تھے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے یوں فرماتے تھے، کیا تم لوگ ایسے لوگوں پر سلام نہیں کہتے جو تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (المغازی الواقدی ۱/۳۱۳)

اور حضرت ابوسعید خدری ان قبروں پر جاتے تھے۔ یہ روایت بھی اُم سلمہ سے ذکر کی گئی ہے اور عبداللہ بن عمر سے اور ابوہریرہ سے۔

(المغازی الواقدی ۱/۳۱۳۔۳۱۴)

واقدی نے کہا ہے، فاطمہ خزاعیہ کہتی تھیں ایک مرتبہ اس وقت جب کہ سورج غروب ہو چکا تھا میں شہداء کی قبروں پر گئی اور میرے ساتھ میری بہن بھی تھی۔ میں نے اس سے کہا آیئے ہم سلام کریں حضرت حمزہ کی قبر پر۔ بہن نے کہا، جی ہاں۔ لہٰذا ہم لوگ ان کی قبر پر ٹھہر گئے اور ہم نے کہا تم پر سلام ہو اے چچائے رسول۔ ہم نے کوئی کلام سُنا جو اس نے جواب دیا تھا ہمیں۔ یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ وہ کہتی ہے حالانکہ لوگوں میں سے کوئی بھی ہمارے قریب نہیں تھا۔ (المغازی للواقدی ۳۱۴/۱)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کرنا اور رونا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید ابوعمرو نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن شعیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوفدک نے، ان کو خبر دی سلیمان بن داؤد نے اپنے والد سے، اس نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اپنے چچا کی قبر کی زیارت کرتی تھی یعنی حضرت حمزہ کی دنوں میں۔ آپ دعا کرتی تھیں اور اس کے پاس روتی تھیں۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/۴۵۔ المغازی للواقدی ۳۱۴/۱)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابویعلیٰ سے حمزہ بن محمد علوی سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا ہاشم بن محمد عمری سے اولاد عمر بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ساتھ لیا مدینے میں شہداء کی قبروں کی زیارت کرنے کے لئے جمعہ کے دن طلوع فجر اور طلوع سورج کے درمیان۔ میں ان کے پیچھے چل رہا تھا جب وہ قبرستان میں پہنچے تو اُونچی آواز سے کہا :

السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔

تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے دارِ آخرت عمدہ ہے۔

کہتے ہیں کہ جواب ملا وعلیکم السلام یا ابا عبداللہ۔ کہتے ہیں کہ میرے والد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے تم نے جواب دیا ہے اے بیٹے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اور مجھے اپنی دائیں جانب کرلیا۔ پھر اس نے دوبارہ سلام کیا، اس کے بعد وہ جب بھی سلام کرتے ان کو جواب ملتا تھا۔ انہوں نے تین بار ایسے کیا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میرے والد اللہ کا سجدہ شکر گزار کرنے کے لئے گر پڑے، یعنی سجدہ شکر بجالائے۔

☆☆☆

باب ۴۸

اللہ تعالیٰ کا فرمان :

اِنَّ الَّذِيۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡكُمۡ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّيۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا وَلَقَدۡ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۵)

جس دن دو جماعتیں باہم قتال کے لئے ٹکرائیں جولوگ اس دن پھر گئے تھے تم سے، یہ حقیقت کہ ان کو شیطان نے پھسلایا تھا ان کے بعض اعمال کی وجہ سے اور البتہ تحقیق اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ بے شک اللہ بخشنے والا بُردبار ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو واقدی نے اپنے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابلیس نے یہ چیخ مار کر کہا تھا کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ لوگ بکھر گئے تھے، کچھ لوگ مدینے میں واپس پہنچ گئے تھے، حتیٰ کہ وہ اپنی عورتوں کے پاس پہنچ گئے اور ان کی عورتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تم لوگ جنگ سے فرار ہو کر آ گئے ہو۔ فرمایا کہ جولوگ پیٹھ پھیر کر واپس آ گئے تھے ان میں فلاں بن فلاں تھے (انساب الاشراف ۱/۳۲۶)۔ حارث بن حاطب، سواد بن غزیہ، سعد بن عثمان، عقبہ بن عثمان، خارجہ بن عامر تو مَلَل کے مقام تک پہنچ گئے تھے (یہ ایک مقام ہے مکے کے راستے پر دمین کے درمیان مدینے سے مکہ کی جانب اٹھائیس میل کے فاصلے پر)۔ اور ایک ان میں اوس بن قیظی تھے بنو حارثہ کی ایک جماعت میں یہ لوگ مقام شُقرہ تک پہنچ گئے (یہ مقام تھا مدینے سے دو دن کی مسافت پر مقام نخیل سے اٹھارہ میل پر)۔ ان کو راستے میں اُم ایمن ملی، اس نے ان کے منہ پر مٹی پھینکی اور ان میں بعض سے کہا، مجھے اپنی تلوار میں اس کے ساتھ قتال کروں گی اور مجھے دو اپنی کمان میں اس کے ساتھ تیر اندازی کروں گی۔ (المغازی للواقدی ۱/۲۷۷۔۲۷۸)

(۲) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن موسیٰ کعبی نے اور ابوالحسن طرائفی نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یزید بن صالح نے، ان کو بکیر بن معروف نے مقاتل بن حیان سے یوم اُحد میں اور پیٹھ پھیر کر چلا گیا جس کو جانا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو آپ کے اُوپر قربان کرے ہمارے پاس خبر آئی تھی کہ آپ قتل کر دیئے ہیں لہٰذا ہمارے دل ڈر گئے تھے۔ لہٰذا ہم لوگ پیٹھ پھیر کر چلے گئے تھے۔

فضیلت حضرت عثمان غنی ؓ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر ابن احمد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ابوعوانہ نے اور شیبان نے عثمان بن عبداللہ بن موہب نے ابن عمر سے کہ انہوں نے ایک آدمی سے کہا کہ بہر حال تیرا یہ سوال کرنا کہ کیا عثمان بدر میں حاضر ہوئے تھے؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ رسول اللہ کی بیٹی کی تیمارداری میں مصروف ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس لئے بدر کی غنیمتوں میں ان کا حصہ نکالا تھا۔ بہر حال بقیہ رضوان کی جہاں تک بات ہے تو بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہی ان کو اہل مکہ کے پاس بھیجا تھا، اگر کوئی ایک شخص اس کام کے لئے عثمان سے زیادہ با اعتماد ہوتا تو حضور ﷺ ضرور اس کو بھیجتے اور جب بیعت ہوئی تھی اس وقت عثمان موجود نہیں تھے۔ لہٰذا رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ میرا یہ ہاتھ عثمان کی طرف سے ہے ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھتے ہوئے فرمایا تھا۔ بہر حال ان کا اس دن پیچھے ہٹنا جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائی تھیں تو میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے ان کو معاف کر دیا تھا۔ (لے جائیے ان جوابات کو اپنے ساتھ)۔

بخاری نے اس کو نکالا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے ابوعوانہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۶۹۸۔ فتح الباری ۷/۵۴۔۶/۲۳۵)

☆☆☆

باب ۴۹

حضور ﷺ کا حمراء الاسد[۱] کی طرف نکلنا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان :

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲)

وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کی بات مانی اس کے باوجود کہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا ان میں سے جن لوگوں نے نیکی کی اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابومعاویہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے میرے بھانجے تیرے دونوں والد زبیر اور ابوبکر (والد اور نانا) ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اللہ اور رسول کی بات مانی تھی باوجودیکہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا۔ فرمایا کہ جب مشرکین اُحد سے واپس لوٹے تھے اور اصحاب بھی تو احباب رسول وہ تھے جن کو تکلیف و مصیبت پہنچ چکی تھی۔ آپ نے خوف کیا کہ کہیں وہ واپس نہ چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کون ہے جو ان لوگوں کو پیچھے سے بلائے اور جواب دے، حتیٰ کہ وہ جان لیں کہ ہمارے پاس وقت وطاقت ہے۔

کہتے ہیں کہ زبیر اور ابوبکر نے جواب دیا ستر آدمیوں میں۔ چنانچہ یہ لوگ قوم کے آثار اور قدموں کے نشانات پر نکلے انہوں نے ان کو سنوایا اور وہ لوٹ آئے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ فرمایا کہ دشمن سے نہیں ٹکرائے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد سے، اس نے ابومعاویہ سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۷۔ فتح الباری ۳۷۳/۷)

اور مسلم نے اس کو نکالا مختصراً کئی طرق سے ہشام سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۵۲ ص ۱۸۸۰۔۱۸۸۱)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے اُحد کے قصے کے بارے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے ایک آدمی آیا حضور ﷺ نے اس سے ابوسفیان کے بارے میں پوچھا۔ اس آدمی نے بتایا کہ میں ان لوگوں کے پاس جا کر بیٹھا تھا میں نے سُنا تھا وہ لوگ ایک دوسرے کو ملامت کر رہے تھے، وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے تم لوگوں نے کچھ بھی نہیں کیا تم لوگوں نے مسلمانوں کی عزت وشوکت پر ہاتھ ڈالا پھر ان کو تم نے چھوڑ دیا اور تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے، انہیں ہلاک نہیں کر سکے، ان کے سارے سردار باقی سلامت ہیں جو تمہارے لئے اکٹھے ہو کر اپنی جمعیت اکٹھی کر لیں گے۔

---

[۱] دیکھئے طبقات ابن سعد ۴۶/۲۔ تاریخ طبری ۵۳۴/۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۴۴/۳۔ ابن حزم ۱۷۵۔ عیون الاثر ۵۲/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴۸/۴۔ نویری ۱۲۶/۱۷۔ سیرۃ حلبیہ ۲۶۳/۲۔ سیرۃ الشامیہ ۴۳۸/۴)

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم دیا، حالانکہ ان کو شدید زخم پہنچے تھے دشمن کا تعاقب کرنے کے لئے اور ان کے معاملے پر توجہ رکھنے کے لئے۔ اور حضور ﷺ نے خود بھی دشمن کا تعاقب کیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ نہ چلے مگر صرف وہی جو شخص اُحد میں قتال میں موجود تھا اور اُحد میں جہاد کر چکا ہے۔ عبداللہ اُبی نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ سوار ہوتا ہوں مگر اس حضور ﷺ نے منع کر دیا۔ لہٰذا اس طرح صحابہ کرام نے اللہ اور اس کے رسول کی رجابیت کی اور بات مانی باوجودیکہ ان پر کٹھن آزمائش گزر رہی تھی وہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ چلے گئے دشمن کے تعاقب میں۔

اور جابر بن عبداللہ سُلمی آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بے شک میرے والد نے مجھے واپس بھیج دیا تھا حالانکہ میں تو آپ کے ساتھ ہی نکلا تھا کہ میں قتال میں حاضر رہوں گا یعنی قتالِ اُحد میں۔ اور اس نے مجھے قسم دی تھی کہ میں اپنی تمام عورتوں کو اکیلے نہ چھوڑوں اور حقیقت یہ ہے کہ اس نے مجھے واپسی کی وصیت اسی لئے کی تھی کہ انہوں نے شہید ہونا تھا وہ قتال میں شریک رہے حتیٰ کہ اللہ نے ان کو شہادت عطا کر دی اور اللہ نے میرے بارے میں باقی رکھنے کا ارادہ کیا۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ جہاں کہیں بھی جائیں میں آپ کے ساتھ چلوں اور میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ تلاش کیا جاؤں مگر وہ شخص جو قتال میں حاضر تھا۔ بس مجھے اجازت دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے، چنانچہ آپ نے دشمنوں کا تعاقب کیا حتیٰ کہ مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۴۸)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابو اصاب محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبداللہ عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے اپنے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یوم اُحد کی صبح ہوئی یہ اتوار کا دن تھا شوال کی سترہ تاریخ، رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے لوگوں میں اعلان کیا دشمن کا تعاقب کرنے کا اور اعلان کرنے والے نے یہ بھی اعلان کیا کہ ہمارے ساتھ ہرگز نہ نکلے مگر صرف وہی جو کل ہمارے ساتھ حاضر تھا۔

حضور ﷺ نے بات کی تھی جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حزام سے۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی، وہ حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا۔ حضور دشمن کو مرعوب کرنے کے لئے نکلے تھے تاکہ وہ یہ جان لیں کہ انہوں نے ان کا پیچھا کیا ہے تاکہ وہ یہ گمان کریں کہ مسلمان کے پاس قوت وطاقت ہے اور یہ کہ جو نقصان مسلمانوں کو دشمن کی طرف سے پہنچ تھا اس نے ان کو کمزور نہیں کیا دشمن کا مقابلہ کرنے سے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۴۹)

(۴) ابن اسحاق نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن خارجہ بن زید بن ثابت نے ابن سائب مولیٰ عاشر بنت عثمان نے یہ کہ ایک آدمی جو اصحاب رسول میں سے تھا بنی الاشہل میں سے وہ کہتے ہیں کہ میں اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں اور میرا بھائی ہم لوگ زخمی واپس لوٹے تھے جب رسول اللہ ﷺ کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا دشمن کی تلاش میں نکلنے کے لئے، تو میں نے اپنے بھائی سے کہا اس نے مجھ سے کہا کیا ہم سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر ایک غزوہ کرنا فوت ہو جائے گا۔ اللہ کی قسم ہمارے پاس سواری کے لئے کوئی جانور نہیں تھا جس پر ہم سواری کرتے تاہم میں سے مگر ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔

میرا زخم اس آدمی سے ہلکا پھلکا تھا جب وہ تھک جاتا تو میں اس کو ایک گھاٹی میں اُٹھا لیتا تھا اور وہ ایک گھاٹی میں خود پیدل چلتا تھا حتیٰ کہ ہم وہاں پہنچ گئے جہاں مسلمان جا پہنچے تھے۔ حضور ﷺ روانہ ہوئے حتیٰ کہ آپ مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے اور وہ مقام مدینے سے آٹھ میل پر ہے۔ حضور تین راتیں یہاں مقیم رہے۔ پیر منگل اور بدھ کو اس کے بعد مدینے کو واپس لوٹ آئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۴۹)

(۵) اسی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے یہ کہ معبد خزعی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، آپ حمراء الاسد میں تھے۔ قبیلہ خزاعہ ایسا تھا کہ اس میں مسلمان اور مشرک رسول اللہ کے لئے مخلص تھے۔ ان کا اجتماع آپ کے سات تھا۔ وہ کوئی بات آپ سے چھپاتے نہیں تھے۔ معبد اس وقت مشرک تھا۔ اس نے کہا اے محمد! خبردار

آپ کو آپ کے اصحاب میں جو پریشانی پہنچی ہے وہ ہم لوگوں پر بھی بھاری گزری ہے ہم پسند کرتے ہیں اللہ عزوجل آپ کو الاسد میں عافیت دے۔ اس کے بعد وہ روانہ ہوا۔

حضور ﷺ تاحال حمراء الاسد میں تھے حتیٰ کہ وہ ابوسفیان بن حرب سے ملا وہ مقام اوجاء میں تھا۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس جانے کا مشورہ طے کر چکے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو موقع ملا تھا ہم ان کے فائدہ میں اور اصحاب کی طرف اور شرکاء کو ہلاک کر سکتے تھے مگر غلطی ہوئی ہم ان کا استیصال نہ کر سکے، اب ہم پلٹ کر ان پر حملہ کریں گے اور ہم ان کے بقیہ لوگوں کو ختم کر کے آئیں گے۔

جب ابوسفیان نے معبد کو دیکھا تو کہنے لگا تیرے پیچھے کیا کیفیت ہے اے معبد (یعنی محمد اور مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا ابوسفیان کو بتایا کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ اتنی بڑی بھاری جمعیت کے ساتھ تمہارے تعاقب میں نکل چکے ہیں کہ میں نے اتنی بڑی جماعت کبھی نہیں دیکھی وہ تمہیں جلا کر راکھ کر ڈالیں گے۔ ان کے ساتھ وہ لوگ بھی ایک ساتھ آ رہے ہیں جو اُحد والے دن تم سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ لوگ نادم ہوئے ہیں کہ ہم کیوں پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے ساتھ اتنا بڑا لشکر ہے کہ تمہارے خلاف حملہ کرنے کے لئے میں نے اس کی مثل ہرگز نہیں دیکھا۔

ابوسفیان نے کہا ہلاک ہو جائے تو کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ آپ یہاں سے کوچ بھی کر پائیں گے حتیٰ کہ آپ گھوڑوں کی پیشانیاں دیکھ لیں گے۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم تو ان پر دوبارہ پلٹ کر حملہ کرنے کا مشورہ طے کر چکے ہیں تا کہ ہم ان کے بقیہ لوگوں کو بھی جڑ سے کاٹ دیں۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں اس خیال سے منع کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم مجھے برانگیختہ کیا اس کیفیت نے جو میں نے دیکھی ہے کہ میں اس بارے میں کچھ اشعار کہوں وہ میں نے کہہ ڈالے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم نے کیا اشعار کہے ہیں؟ معبد نے کہا

کادت تهد من الاصورت راحلتي	اذا سالت الارض با الجرد الا باسبيل
قریب تھا کہ لشکر کی آوازوں سے میری سواری ڈر جاتی	جب زمین بہتی ہے مسلم گھوڑوں کی جماعات سے

اس کے بعد اس نے سارے اشعار ذکر کئے مسلمانوں کے لشکر کے بارے میں۔ لہٰذا ان اشعار نے ابوسفیان کو ان کے ساتھی مشرکین کو واپسی کا سوچنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ایک قافلہ بنی عبدالقیس کا گزرا تو ابوسفیان نے اس سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ مدینے کا، اس نے پوچھا کہ کیوں؟ انہوں نے بتایا کہ ہم وہاں سے غلہ لانا چاہتے ہیں (بازار عکاظ سے)۔ ابوسفیان نے کہا کیا تم لوگ میری طرف سے محمد (ﷺ) کو پیغام پہنچاؤ گے؟ میں تمہارے ذریعے اس کے پاس بھیجوں گا اور تمہارے اس اُونٹ پر کشمش لاد دیتا ہوں بازار عکاظ میں صبح پہنچنے کے لئے جب تم وہاں پہنچو گے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔

کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا کہ جب تم لوگ وہاں پہنچو تو محمد (ﷺ) کو خبر دینا کہ ہم نے واپس آ کر تیرے اصحاب کو تباہ کر دینے کا مشورہ طے کر لیا ہے۔ چنانچہ قافلہ وہاں سے گزرا تو حضور ﷺ اس وقت حمراء الاسد میں تھے۔ انہوں نے ان کو خبر دی جو بات ابوسفیان نے کہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے آپ کے ساتھ یہ جملہ کہا تھا :

حسبنا الله و نعم الو كيل ۔ (ترجمہ) ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۵۔۴۶۔البدایۃ والنہایۃ ۳/۴۹۔۵۰)

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اور اصحاب رسول کے بارے میں ان کے قول کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

الذين استجابو لله والرسول من بعد ما اصابهم القرح للذين احسنوا منهم واتقوا اجر عظيم ۔ الذين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا وقالوا حسبنا الله و نعم الو كيل ۔

قد جمعوا لکم فاخشوھم سے مراد ہے یعنی وہ افراد جو عبدالقیس کے آئے تھے پیغام لے کر۔ یہاں فانقلبوا بنعمة من اللہ و فضل لم یمسسھم سوء ۔ کہ اللہ کے فضل اور انعام سے وہ لوٹ آئے ان کو کوئی گزند نہ پہنچی۔ جب اللہ نے ان سے ان کے دشمن سے ٹکراؤ پھیر دیا تھا۔ ان لوگوں نے اتباع کی اللہ کی رضا اللہ کے رسول کی بات ماننے میں۔ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ سے مراد ابوسفیان اور اس کے اصحاب مراد ہیں تا آخر آیت تک۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲۔۱۷۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو احمد بن عبداللہ بن یونس نے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے ابوحصین سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام آگ کے الاؤ میں ڈالے گئے تھے تو انہوں نے کہا تھا حسبنا اللہ و نعم الوکیل اور اسی جملہ کو محمد ﷺ نے کہا تھا جب مشرکین نے کہا تھا۔ جس کے بارے میں اللہ نے یہ اطلاع دی :

الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا و قالوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل ۔

کہ اصحاب محمد وہ لوگ ہیں جن کو لوگوں نے آ کر بتایا لوگ مشرکین مکہ تمہارے بارے میں جمع ہو چکے ہیں ان کا خوف کرو تو اس خبر سے ان کا ایمان مزید بڑھ گیا اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ ابراہیم اور محمد علیہ السلام نے یوں کہا تھا اور بخاری اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن عبداللہ بن یونس سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۵۶۳۔ فتح الباری ۸/۲۲۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن داؤد زاہد نے، ان کو محمد بن نعیم نے، ان کو بشر بن حکم نے، ان کو عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں فانقلبوا بنعمة من اللہ و فضل فرمایا کہ نعمت یہ ہے کہ وہ سلامت رہے اور فضل یہ ہے کہ قافلہ گزرا اور یہ واقعہ ہوا تھا موسم خاص میں رسول اللہ ﷺ نے اس سے سامان خرید لیا، اس میں آپ کو مالی منافع ہوا اور حضور ﷺ نے اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن اُبی کا ایک ٹھکانہ تھا جہاں وہ ہر جمعہ کو ٹھہرا کرتا تھا۔ اپنے نفس اور اپنی قوم میں اس کا شرف و عزت مانع نہیں تھا اور وہ اپنی قوم میں عزت دار تھا۔ اور وہ اس وقت جب رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن خطبہ دیتے تھے وہ کھڑا ہوتا اور کہتا کہ اے لوگو! یہ اللہ کے رسول تمہارے درمیان موجود ہیں اللہ نے تم لوگوں کو اس کی صحبت کا شرف بخشا ہے اور تمہیں عزت دی ہے۔ تم لوگ ان کی مدد کرو اور ان کی تائید کرو اور ان کی بات سنو اور اطاعت کرو، پھر وہ بیٹھ جاتا۔

جب رسول اللہ ﷺ اُحد سے واپس آئے اور منافقوں نے جو کچھ کیا اُحد میں وہ بھی کھڑا ہوا اور اس نے وہی کیا جو کچھ وہ کہا کرتا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں نے اس کے کپڑوں کو کناروں سے کپڑا اور انہوں نے کہا بیٹھ جا اے اللہ کے دشمن، تم اس مقام کے اہل نہیں ہو، تم نے جو کچھ کرنا تھا کر ڈالا۔ لہٰذا وہ اُٹھ کر لوگوں کی گردنوں کے اُوپر سے پھلانگتا ہوا باہر نکل گیا اور وہ کہتا جا رہا تھا اللہ کی قسم گویا کہ میں نے جیسے کوئی بڑی بات کہہ دی ہے۔ میں تو کھڑا ہوا تھا تاکہ میں ان کے معاملے کو میں اور مضبوط کروں۔

باہر نکلا تو وہ مسجد کے دروازے پر ایک انصاری آدمی سے ملا۔ اور اس نے پوچھا کہ تو ہلاک ہو جائے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تو اس لئے کھڑا ہوا تھا کہ اس کے معاملے کو مضبوط کروں، محمد ﷺ کے اصحاب کھڑے ہو گئے ہیں انہوں نے میرے کپڑے پکڑ کر کھینچے ہیں اور انہوں نے شدید سرزنش کی ہے جیسے کہ میں نے کوئی بڑی غلطی کر لی ہے۔ تو اس آدمی نے ابن اُبی سے کہا ہلاک ہو جائے تو واپس جا تیرے لئے رسول اللہ ﷺ استغفار کر لیں گے، مگر اس منافق نے کہا اللہ کی قسم مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے، میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے لئے استغفار کریں۔

☆☆☆

باب ۵۰

سریہ ابوسلمہ بن عبدالاسد مقام "قطن" کی طرف

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے، ان کو عمرو بن عثمان بن عبدالرحمن بن سعید یربوعی نے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابوسلمہ سے اولاد ابوسلمہ بن عبدالاسد وغیرہ سے بھی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اس سریہ کی حدیث میں سے، وہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوسلمہ بن عبدالاسد اُحد میں شریک تھے اور وہ بنو اُمیہ بن زید کے پاس عالیہ میں اُترے ہوئے تھے جب وہ قبال سے ہٹے تھے ان کے ساتھ ان کی زوجہ تھی اُم سلمہ بنت ابواُمیہ۔ اُحد میں ان کے بازوؤں پر زخم آ گیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی منزل پر واپس لوٹ آئے تھے، وہ مہینے بھر تک اس کا علاج کراتے رہے، حتیٰ کہ انہوں نے دیکھا کہ وہ زخم ٹھیک ہو گیا ہے۔

جب محرم کا چاند نظر آیا ہجرت سے ٹھیک پینتیس ماہ پورے ہونے پر۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ اس سریہ میں تم بھی نکلو، میں نے تمہیں اس کا ذمہ دار بنا دیا ہے اور آپ نے اس کے لئے جھنڈا باندھا اور فرمایا، کہ تم چلو حتیٰ کہ آپ ارض بنو اسد میں پہنچ جاؤ آپ ان پر غارت کریں (حملہ کریں) اس سے قبل کہ تم ان کی جماعتوں سے ٹکراؤ اور اسے آپ نے اس کے ساتھیوں کا اللہ سے ڈرنے کی، تقویٰ کی وصیت فرمائی تھی۔ اور خیر سے اس سریہ میں اس کے ساتھ ایک سو پچاس افراد روانہ ہوئے تھے۔

وہ شخص جس نے اس کو جنگ پر اُبھارا تھا وہ ایک آدمی تھا بنوطی سے جو کہ مدینے میں آیا تھا۔ وہ ایک عورت کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا جو اس کی قرابت دار تھی بنوطی میں۔ وہ شادی شدہ تھی، اصحاب رسول میں سے ایک آدمی کے ساتھ۔ وہ اس صحابی کے سُسر کے پاس آ کر اُترا۔

(المغازی ۱/۳۴۴)

اس نے خبر دی کہ طلحہ اور سلمہ خالد کے دونوں بیٹے اپنی قوم پر چل رہے ہیں۔ ان میں جو ان کی بات مانیں گے ان کی دعوت پر رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے یعنی وہ خفیہ طریقے سے لوگوں کو حضور سے لڑنے کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ابوسلمہ کو بھیجا۔ وہ اپنے اصحاب میں روانہ ہوا۔ ان کے ساتھ وہ طائی رہبر راستہ بتانے والا ہو کر نکلا۔ وہ لوگ سبقت کر گئے اجنار سے اور مقام قطن کے قریب پہنچ گئے۔

یہ ایک پانی کا گھاٹ یا جگہ تھی بنو اسد کے پانیوں میں سے، انہوں نے مویشیوں کا گلہ پایا اور اس پر انہوں نے غارت ڈالی اور اپنے قبضے میں لے لیا اور ان کے تین غلام بھی اپنے قبضے میں لے لئے۔ باقی تمام لوگ چھپ گئے اور اپنی جماعت کے پاس گئے اور انہوں نے جا کر خبر دی اور ان کو انہوں نے ابوسلمہ کی نفری اور جماعت سے ڈرایا۔ لہٰذا ان کی جماعت ہر طرف تتر بتر ہو گئی اور ابوسلمہ پانی کے مقام پر آیا، اس نے دیکھا کہ مجمع منتشر ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے مویشیوں اور بکریوں کی طلب پھیلا دی۔ چنانچہ وہ لوگ بہت سارے مویشی اور بہت ساری بکریاں جمع کر لائے جبکہ کسی ایک سے ان کا ٹکراؤ اور مقابلہ نہیں ہوا۔ لہٰذا ابوسلمہ وہ سارے مال مویشی ساتھ لے کر مدینے کی طرف روانہ ہو گئے اور طائی آدمی بھی ان کے ساتھ واپس مدینے آ گیا۔

جب رات بھر چل چکے تو ابوسلمہ نے کہا کہ اپنی اپنی غنیمتیں تقسیم کر لو۔ چنانچہ ابوسلمہ نے طائی رہنما کو اس کی مرضی اور پسند کی بکریاں دے دیں۔ اس کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چن کر ایک غلام الگ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے خمس نکالا۔ اس کے بعد اس نے باقی مال کو جو بچ گیا تھا اپنے اصحاب و احباب میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد وہ لوگ روانہ ہوئے اور مدینے میں پہنچ گئے۔

(۲) عمر بن عثمان نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالملک بن عمیر نے عبدالرحمٰن بن سعید بن یرموع سے، اس نے عمر بن ابوسلمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جس نے میرے والد ابوسلمہ کو زخمی کیا تھا وہ ابواسامہ جشمی تھے (میرے والد) مہینہ بھر دوا علاج کراتے رہے بس ٹھیک ہو گئے ہماری نظر میں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو ماہ محرم میں پینتیس ماہ گزر جانے کے بعد قطن کی طرف بھیجا۔ وہ دس سے کچھ اُوپر دن غائب رہے پھر جب مدینے مدینے میں داخل ہوئے تو ان کا وہ زخم دوبارہ کھل گیا تھا۔ لہٰذا وہ جمادی الآخریٰ کی تین راتیں ابھی باقی تھیں کہ وہ فوت ہو گئے تھے۔

ماہ شوال میں نکاح

(۳) عمر بن ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میری والدہ نے عدت گزاری حتیٰ کی چار ماہ دس دن پورے ہو گئے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ شادی کر لی۔ اور ان کے ساتھ قربت کی شوال کی بعض راتوں میں۔ تو میری والدہ کہتی ہیں کہ شوال میں نکاح کرنے میں اور اس میں صحبت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تحقیق مجھ سے شادی کی تھی رسول اللہ ﷺ نے شوال میں اور مجھ سے خوشی اور صحبت بھی شوال میں کی۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر یہ اُم سلمہ ذیعقدہ ۵۹ھ میں فوت ہوئی تھیں۔

میں کہتا ہوں کہ تحقیق کہا گیا کہ وہ فوت ہوئی تھیں اس کے بعد ۶۱ھ میں۔ واللہ اعلم

(المغازی للواقدی ۱/۳۴۰۔۳۴۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۶۱۔۶۲)

باب ۵۱

غزوۃ الرجیع [۱] اور عاصم بن ثابت بن ابوالاقلح اور خبیب بن عدی کے قصہ میں آثار و مظاہر

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ غزوۃ الرجیع ہوا تھا ماہ صفر ۱۱۱ھ میں چھتیس مہینے پورے ہونے پر۔

(۲) واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن یعقوب نے ابوالاسود سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب رجیع کو مکے کی طرف جاسوس بنا کر بھیجا تھا تا کہ آپ کو قریش کے پروگرام اور ان کے عزائم کے بارے میں آپ کو آگاہی بہم پہنچائیں۔ وہ لوگ نجدیہ کے رُخ پر چلے حتیٰ کہ وہ مقام رجیع تک جا پہنچے۔ چنانچہ وہاں پر بنولحیان ان کے آگے آ گئے تھے۔

مشرکین کا جماعتِ صحابہ سے عذر کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ہشم دوری نے، اور ہمیں حدیث بیان کی منیعی نے، ان کو منصور بن ابومزاحم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن فضل ابن محمد بیہقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، ان کو ابوثابت محمد بن عبیداللہ نے ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمرو بن سید بن

---

[۱] دیکھئے سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۲۰۔ الواقدی ۱/۳۵۴۔ طبقات ابن سعد ۲/۵۵۔ صحیح بخاری ۴/۶۷۔ تاریخ طبری ۲/۵۳۸۔ ابن حزم ۱۷۶۔ عیون الاثر ۲/۵۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۶۲۔ نویری ۱۷/۱۳۳۔

حارثہ ثقفی نے جو کہ حلیف تھے بنوزہرہ کے اور وہ اصحاب ابوہریرہ میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دس آدمیوں کی ایک جماعت جاسوسی کی مہم پر حالات کا جائزہ لینے کے لئے بھیجی تھی اور ان پر عاصم بن ثابت انصاری کو امیر مقرر کیا تھا وہ دادا تھا عاصم بن عمر بن خطاب۔

وہ چلتے رہے حتیٰ کہ جب وہ مقام ھدہ پر پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان تھا تو ھذیل کے ایک قبیلے سے ذکر کئے گئے انہیں بنولحیان کہا جاتا تھا۔ چنانچہ ان کے لئے سو آدمی تیرانداز روانہ ہوئے۔ وہ ان کے قدموں کے نشانات کا پیچھا کرتے کرتے ایسی جگہ پہنچے جس پر بیٹھ کر انہوں نے کھجوریں کھائی تھیں ایک منزل پر اُتر کر۔ انہوں نے دیکھا اور کہا کہ یہ کھجوریں جو کھائی گئی ہیں یہ مدینے کی تھیں۔ یہ گٹھلیاں مدینے کی کھجوروں کی ہیں، لہٰذا وہ ان کے اشارے کا پیچھا کرتے رہے، جب عاصم نے ان کا آنا محسوس کرلیا تو ایک جگہ کی طرف وہ مجبور ہو گئے اور قوم نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور ان سے کہا نیچے اُتر آؤ اور اپنے ہاتھ ہمیں دے دو ہم تم سے عہد میثاق کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی ایک کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

لہٰذا عاصم ثابت نے کہا (وہ قوم کے امیر تھے) بہر حال میں تو کسی مشرک کی پناہ میں نہیں اُتروں گا۔ اے اللہ! تو ہی ہماری طرف سے نبی کریم ﷺ کو خبر پہنچا دے۔ کافروں نے ان پر تیروں کی بارش کردی جس کے نتیجے میں حضرت عاصم اپنے سات ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے اور تین آدمی کفار کے عہد و میثاق پر نیچے اُتر آئے، ان میں سے ایک حضرت خبیب تھے اور دوسرے زید بن دثنہ تھے ایک تیسرے آدمی تھے جب کفار نے ان پر قدرت پائی تو انہوں نے ان کی کمانوں کی ڈوریاں کھول کر ان کے ساتھ انہیں باندھ دیا، تیسرے آدمی نے کہا یہ پہلا غدر ہے دھوکہ ہے، اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا میرے لئے تو ان ساتھیوں کا کردار کا اسوہ اور نمونہ اچھا موجود ہے جو شہید ہو گئے۔ انہوں نے اسے گھسیٹا اور مارا مگر اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا لہٰذا کفار نے اس کو بھی شہید کر دیا۔

اور وہ حضرت خبیب کو اور زید بن دثنہ کو گرفتار کر کے مکے لے گئے۔ انہوں نے وہاں جا کر بیچ دیا واقعہ بدر کے بعد۔ خبیب کو خرید کرلیا تھا بنو الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف نے، اور خبیب وہ تھے جنہوں نے حارث بن عامر بن نوفل کو بدر میں قتل کیا ہوا تھا۔ چنانچہ خبیب ان کے پاس قیدی بن کر رہ گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کے قتل کرنے کا پروگرام پکا کرلیا۔ انہوں نے حارث کی بعض بیٹیوں سے اُسترہ اُدھار مانگ رکھا تھا کہ وہ اس کے ساتھ بال درست کیا کریں گے اور خیال یہ تھا کہ اس کو قتل کے لئے تیز کریں گے۔ لڑکی نے اسے اُدھار دے دیا تھا۔

خبیب نے اس عورت کے بچے کو اُٹھالیا جبکہ وہ غافل بیٹھی ہوئی تھی حتیٰ کہ وہ اس کے پاس آیا۔ اس عورت نے دیکھا کہ اس نے بچے کو اپنی ران پر بٹھایا ہوا ہے اور اُسترہ اس کے ہاتھ میں ہے عورت گھبرائی شدید طریقے سے، خبیب نے بھی پہچان لیا خبیب نے پوچھا کہ کیا آپ ڈر رہی ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں گا؟ مگر سنو میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس لڑکی نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے خبیب سے بہتر کبھی کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے اسے دیکھا کہ وہ انگوروں کا گچھا کھا رہے ہوتے تھے حالانکہ لوہے کے ساتھ جکڑے ہوئے ہوتے تھے حالانکہ مکے میں انگور نہیں تھے۔

وہ کہتی تھی کہ یہ وہ رزق تھا جو اللہ نے خبیب کو کھلایا تھا۔ جب خبیب کو حرم میں قتل کرنے کے لئے لے کر گئے تو خبیب نے ان سے کہا مجھے چھوڑ دو میں دو رکعت نماز نفل ادا کرلوں۔ انہوں نے اسے چھوڑ دیا، انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد کہا، اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگ یہ سوچو گے کہ میں موت کے خوف سے نماز لمبی کر رہا ہوں تو میں اور زیادہ پڑھتا،

اللهم احصهم عددا ـ واقتلهم بددا و لا تبق منهم احدًا ـ

اے اللہ! تو ان ظالموں کی تعداد یاد رکھ لے، ان کو ظاہراً قتل کردے اس طرح کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑنا۔

پھر خبیب نے شعر پڑھے

فلست ابالی حین اُقتل مسلمًا ۔ علی ای جنب کان واللّٰہ مصرعی
وذلك فی ذات الالٰه وان یشأ ۔ یبارك فی اوصال شلو ممزع

میں پروہ نہیں کرتا کہ میں کس کروٹ قتل ہو کر گروں گا، جب میں بحالت اسلام قتل کیا جار ہا ہوں یہ سب کچھ میرے معبود کی رضا کے لئے ہو رہا ہے اگر وہ چاہے تو کٹے ہوئے اور جدا کئے ہوئے جوڑوں میں برکت دے دے۔

اس کے بعد ان کی طرف ابوسروعہ عقبہ بن حارث اُٹھ گیا اس نے حضرت خبیب کو شہید کر دیا۔ اس طرح حضرت خبیب نے ان شہید ہونے والے مسلمانوں کے لئے دو رکعت نماز کی سنت اور طریقہ قائم کر چھوڑا جو جز ر باندھ کر شہید کئے جاتے رہیں گے۔

ادھر ان کے اول شہید ساتھی حضرت عاصم کی دعا اللہ نے قبول کر لی جس دن وہ شہید ہوئے تھے۔ اسی دن حضور ﷺ کو ان کی خبر مل گئی جس دن وہ شہید ہوئے تھے۔

ادھر قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے قریش کے کچھ لوگ روانہ کئے کہ عاصم بن ثابت نے ہمارے سرداروں کو بدر میں قتل کیا تھا تم لوگ جا کر ان کی کوئی بات کوئی نشانی لے کر آؤ تا کہ ہم اپنے دشمن کی ہلاکت کا چرچا کر سکیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا جھنڈ بھیج دیا، انہوں نے کفار کے نمائندوں کو قریب نہ آنے دیا اور ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر نہ لے جا سکے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے ابراہیم بن سعد سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۳۹۸۹۔ فتح الباری ۳۰۸۔۳۱۰)

خبیب بن عدی کی شہادت کا قصہ .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبد حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے ابن لہیعہ سے، ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن قطان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عثمان نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، دونوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت کو بھیجا تھا ابن ابوالاقلح جو کہ بھائی تھے بنوعمرو بن عوف اور مرثد بن ابومرثد کو اپنے اصحاب میں، ان میں سے ایک خبیب بن عدی تھے جو بھائی تھے بنوجحجبا کے اور زید بن دثنہ کے، جو بھائی تھے بیاضہ سے مکے کی طرف بھیجا تھا جاسوس اور خبر گیر بنا کر تا کہ قریش کی خبر لے آئیں۔ وہ وادی نجدیہ میں چلتے رہے حتیٰ کہ مقام رجیع میں پہنچ گئے۔

اس کے بعد راوی نے قصہ ذکر کیا ہے ان کا جوان میں سے قتل کر دیئے گئے اور جو قید ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے اس طرح کہا ہے جیسے ہم نے روایت کر دی ہے ابوہریرہ کی روایت میں کچھ کم زیادہ بھی کرتے ہیں۔ جب عروہ نے خبیب کا قول کے اضافہ کیا ہے، اے اللہ! بے شک میں نہ دیکھوں مگر دشمن کے چہرے کو یعنی مجھے دشمن نظر نہ آئے۔ اے اللہ! میں نہیں پاتا ہوں کوئی قاصد تیرے رسول کی طرف، لہٰذا تو ہی ان کو میری طرف سے سلام پہنچا دے، لہٰذا جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس آئے انہوں نے آپ کو اس بات کی خبر دی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۲۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۶۲۔۶۳)

اور موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں یوں ہے۔ انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حالانکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اس دن جس دن وہ دونوں قتل ہوئے تھے۔ وَعَلَيْكُمَا۔ یا وعليك السلام خبیب کو قریش نے قتل کر دیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیا آپ نے اس کے ساتھ زید بن دثنہ کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ فرمایا کہ انہوں نے گمان کیا ہے کہ ابن دثنہ کو تیر مارا تھا بھالے کے ساتھ۔ انہوں نے اس کو فتنے میں واقع کرنا چاہا تھا یعنی اسلام سے پھسلانا مگر اس سے ان کے ایمان میں اور یقین میں اور پختگی آ گئی تھی۔

اور عروہ نے اور موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے جب خبیب کو لکڑی پر اُٹھایا تھا اور اس کو پکار کر کہا تھا کہ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمہاری جگہ محمد (ﷺ) ہوتا؟ قسم دے کر پوچھا تھا، خبیب نے کہا نہیں واللہ العظیم میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ ان کو کانٹا چبھ جائے ان کے قدموں میں اور میں اس کے بدلہ میں چھوٹ جاؤں۔ وہ لوگ اس کی بات سُن کر ہنس پڑے مگر اس کا ایمان اور زیادہ ہو گیا جس کی وجہ سے اس نے اشعار کہے تھے۔ انشاء اللہ ہم ان کو ابن اسحاق کی روایت میں ذکر کریں گے۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا، اور کہا جاتا ہے کہ اصحاب رجیع چھ افراد تھے۔

(۱) عاصم بن ثابت بن ابوالافلح، (۲) خبیب بن عدی، (۳) زید بن دثنہ بیاضی، (۴) عبداللہ بن طارق حلیف بنوظفر
(۵) خالد بن بکیر لیثی، (۶) مرثد بن ابومرثد غنوی حلیف بنوحمزہ بن عبدالمطلب۔

ان کا پس منظر کچھ یوں ہوا کہ ایک گروہ عضل اور قارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے اندر مسلمان بھی ہیں آپ ہمارے ساتھ اپنے صحابہ میں سے کچھ افراد بھیجیں جو ہمیں دین کی سمجھ دیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ بھیج دیا حتیٰ کہ وہ مقام رجیع میں اُترے۔ لہٰذا ان لوگوں نے ان کے خلاف قبیلہ ہذیل کے لوگوں کو فریاد کر کے بلالیا۔

وہ بلاتاخیر فوراً ان پر تلواریں سونت کر نکل آئے حالانکہ یہ لوگ اپنے سامان میں تھے، ان لوگوں نے جب ان کو تلواریں ننگی کر کے آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی تلواریں سنبھال لیں۔ مگر ہذیل کے لوگوں نے دھوکہ دیا اور کہا ہم لوگ تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتے۔ انہوں نے ان کے ساتھ عہد و میثاق کیا تا کہ وہ شک نہ کریں۔ اس کے نتیجے میں سیب بن عدی نے اور زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق نے ان کی بات مان لی مگر عاصم بن ثابت نے اور خالد بن بکر نے ان کی بات نہیں مانی اور نہ ہی مرثد بن ابومرثد نے۔ بلکہ انہوں نے قتال کیا ان سے حتیٰ کہ شہید کر دیئے گئے مگر ہذیل والے ان تینوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ جنہوں نے ان کی بات مان لی تھی حتیٰ کہ جب یہ لوگ مقام مرظہران میں پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے کسی طرح اپنا ہاتھ زنجیر سے چھڑالیا اور اس نے تلوار کھینچ لی مگر ان لوگوں نے اس کو بھاری پتھر مار کر شہید کر دیا۔

باقی رہے خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ، ان دونوں کو وہ مکے لے گئے۔ خبیب کو انہوں نے آل حجر بن وہاب کے پاس فروخت کر دیا۔ ان لوگوں نے اس کو خرید کر حارث بن عامر کے بدلے میں قتل کر دیا جس کو انہوں نے بدر میں قتل کیا تھا۔ اور زید بن دثنہ کو صفوان بن اُمیہ خرید کر کے اپنے باپ کے بدلے میں قتل کر دیا۔ اس کو قتل کیا نسطاس نے جو کہ اس کا غلام تھا۔ کہتے ہیں مؤرخین نے گمان کیا ہے کہ عمرو بن اُمیہ نے خبیب کو زمین میں دفن کیا۔ (الدرر بن عبدالبر ۱۵۹۔۱۶۱)

حضرت خبیب بن عدی کے پھانسی کے وقت کے اشعار .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ کہ قبیلہ عطل اور قارۃ کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا مدینے میں جنگ اُحد کے بعد۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں اسلام ہے آپ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجیں وہ ہمیں دین سمجھائیں اور ہمیں قرآن پڑھائیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت خبیب بن عدی کو بھیجا۔ راوی نے ان لوگوں کا ذکر کیا اور ان کا قصہ ذکر کیا اسی مفہوم کے ساتھ جیسے موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا آخر تک، مگر ایک اضافہ بھی کیا ہے۔

فرمایا کہ بنو ہذیل نے جب عاصم بن ثابت کو قتل کر دیا تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اس کا سر سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس فروخت کر دیں، اس عورت نے نذر مان رکھی تھی جب اس کے بیٹے اُحد میں مارے گئے تھے کہ اگر وہ کبھی عاصم کے سر پر قادر ہوگئی تو وہ اس کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی۔ مگر ایسا کرنے سے ان کو شہد کی مکھیوں نے روک دیا تھا جب ان کی لاش کے درمیان شہد کی مکھیاں حائل ہوگئیں تو انہوں نے کہا کہ چھوڑ و اس کو شام ہو جائے گی تو یہ مکھیاں چلی جائیں گی پھر ہم اس کا سر لے جائیں گے۔

اللہ نے وادی کا حکم دیا وہ عاصم کو اُٹھا کر لے گئیں اس لئے کہ عاصم نے اللہ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ وہ کبھی کسی مشرک کو نہیں چھوئے گا۔ لہٰذا اس کی زندگی میں کبھی اس کو کوئی مشرک بھی نہ چھوئے۔ لہٰذا اللہ نے اس کی وفات کے بعد بھی مشرکوں کو حضرت عاصم کو ہاتھ نہ لگانے دیا جیسے اس کی زندگی میں حفاظت کی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۲۵۔۱۲۷)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے، اللہ مؤمن کی حفاظت کرتا ہے اللہ نے بعد وفات بھی اس کی حفاظت کی، جس چیز سے اس کی زندگی میں اس کی حفاظت کی تھی۔ اور اسناد کے ساتھ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت خبیب بن عدی نے اس وقت کہا تھا جب مشرکین نے اس کو پھانسی دی تھی۔

لقد جمع الاحزاب حولی والبوا — قبائلهم واستجمعوا کل مجمع
وکلهم مبدی العداوة جاهد — علی لانی فی وثاق مضیع
وقد جمعوا أبناء هم ونساء هم — وقربت من جذع طویل ممنع
الی الله اشکو غربتی ثم کربتی — وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی
فذا العرش صبرنی علی ما یراد بی — فقد بضعوا لحمی وقد یاس مطمعی
وذلك فی ذات الاله وان یشا — یبارك علی اوصال شلو مفوع
وقد خیرونی الکفر والموت دونه — وقد هملت عینای من غیر مجزع
وما بی حذار الموت انی لمیت — ولکن حذاری جحم نار ملفع
فوالله ما ارجو اذا مت مسلما — علی أی جنب کان فی الله مصرعی
فلست بمبد للعدو تخشعا — ولا جزعا انی الی الله مرجعی

البتہ تحقیق میرے گرد کئی گروہ جمع ہو چکے تھے اور انہوں نے اپنے اپنے قبائل کو بھی جمع کرلیا ہے اور ہر مقام پر جمع ہونے کے لئے مامور کردیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر کوئی عداوت ظاہر کررہا ہے مجھ پر اور پوری پوری کوشش کررہا ہے مجھے ایذا دینے کے لئے، کیونکہ میں جکڑا ہوا قیدی ہوں۔ ان لوگوں نے اپنی اولادوں کو اور اپنی عورتوں کو جمع کرلیا ہے اور مجھے طویل کھجور کے تنے کے قریب کردیا گیا ہے پھانسی دینے کے لئے۔

میں اپنی مسافری، بے وطنی اور اپنی اذیت کی شکایت اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہوں اور اس کی بھی جو کچھ انہوں نے سامان ہلاکت میرے قتل کی جگہ پر تیار کررکھا ہے۔ اے عرش والے! تو مہربانی کر، مجھے صبر دے اس سب کچھ پر جو کچھ میرے بارے میں ارادہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے میرا گوشت کا ٹکڑا کاٹ لیا ہے اب میری امید حیات یأس میں بدل چکی ہے مگر یہ سب کچھ میرے معبود برحق کی ذات والاصفات کے لئے سہہ رہا ہوں اگر وہ چاہے تو کٹے ہوئے جوڑوں اور اعضاء میں برکت دے دے۔ ان لوگوں نے مجھے کفر یا موت دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے بارے میں اختیار دیا ہے کہ اگر چاہوں تو کفر کر کے موت سے بچ جاؤں، چاہوں تو کفر نہ کر کے موت کو گلے لگالوں۔ حالانکہ میری آنکھیں چھم چھما برس رہی ہیں بغیر کسی ڈر خوف کے۔ میرے ساتھ موت کا ڈر نہیں ہے اس لئے کہ مجھے تو مرنا ہے۔ لیکن میرا ڈر خوف تو شعلے مارتی آگ کا ہے جو لپٹ جاتی ہے۔

اللہ کی قسم میں جب بحالت اسلام مرجاؤں تو مجھے پرواہ نہیں ہے کہ اللہ کے لئے مرنے والی موت میں کس کروٹ گرایا جاؤں گا۔ میں نہ ہی دشمن کے آگے عاجزی کررہا ہوں نہ ہی گھبراہٹ کا، کیونکہ بے شک میں تو اللہ کی طرف واپس جارہا ہوں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ ان پر حملہ کرتے تھے اور شعر کہتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۲۱/۳)

ما علتی وانا جلد نابل — والقوس فیها وتر عنابل
تزل عن صفحتها المعابل — الموت حق والحیاة باطل
وکل ما حم الاله نازل — بالمرء والمرء الیه ائل
ان لم اقاتلکم فامی هابل

میری کمزوری کوئی نہیں ہے میں ایک مضبوط ہوں، تیرانداز ہوں اور میری کمان میں بھی موٹی اور مضبوط ڈوری کسی ہوئی ہے۔ اس کے دامن سے لمبے چوڑے بھالے پھسلتے ہیں۔ موت برحق ہے اور زندگی باطل ہے اور ہر وہ چیز جو معبود نے مقدر کی ہے وہ ہو کر وجود میں آ کر رہنے والی ہے۔ آدمی پر اور آدمی بھی اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔ اگر میں تم لوگوں سے نہ قتال کروں تو میری ماں مجھے گم پائے۔

اس کے بعد ابن اسحاق نے اور موسیٰ بن عقبہ نے وہ اشعار ذکر کئے ہیں جو حضرت حسان بن ثابت نے کہے تھے مذکورہ صحابہ کے بارے میں وہ بہت ہیں جن کو اس کتاب کے محشی نے بھی نقل کیا ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو عمر بن حارث نے یہ کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ زہری نے ان کو خبر دی ہے بریدہ بن سفیان اسلمی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت کو بنولحیان کی طرف رجیع میں بھیجا تھا۔ اس نے ان کا قصہ ذکر کیا ہے۔ اس نے اس میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کفار نے ان کا سر کاٹ کر لے جانے کا ارادہ کیا اس عورت کے پاس۔ اللہ نے شہد کی مکھیاں کا ایک جھنڈ بھیج دیا تھا، اس نے ان کی حفاظت کی تھی، لہٰذا وہ لوگ ان کا سر نہ کاٹ سکے۔

اور بریدہ اسلمی نے خبیب بن عدی کی شان میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ اے اللہ! میں بے شک نہیں پاتا ہوں کوئی ایسا آدمی جو میری طرف سے تیرے رسول کو میرا اسلام پہنچادے۔ لہٰذا تو ہی میری طرف سے ان کو سلام پہنچادے۔ صحابہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت فرمایا تھا وعلیہ السلام۔ آپ کے اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ کس پر سلام ہو؟ فرمایا کہ تمہارے بھائی خبیب بن عدی قتل کردیئے گئے ہیں جب وہ پھانسی دینے کے لئے لکڑی پر اُٹھائے گئے تو وہ دعا کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔

ایک آدمی نے کہا میں نے جب خبیب کو دیکھا دعا کرتے ہوئے میں زمین سے لگ گیا۔ بس سال بھی نہیں گزرا تھا کہ سارے لوگ ہلاک ہوگئے بسوائے اس آدمی کے جو زمین کے ساتھ لگ گیا تھا۔

حضرت خبیب کے لئے غیب سے رزق کا انتظام .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق نے، ان کو عبداللہ ابونجیح نے، اس نے ماویۃ سے جو کہ لونڈی تھیں مجبر بن ابوالوہاب کی۔ وہ کہتی ہیں کہ جب خبیب مکے میں میرے گھر میں قید کئے گئے تھے۔ ایک دن میں نے ان کو جھانک کر دیکھا، اس کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ تھا جو اس کے سر سے بڑا تھا وہ اسے کھا رہے تھے جبکہ ان دنوں دھرتی پر انگور کا ایک دانہ بھی نہ تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۲۴/۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۶۵/۴)

خبیب بن عدی کی لاش کو زمین کا پیٹ میں لینا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابراہیم بن اسماعیل سے، ان کو جعفر بن عمرو بن اُمیہ ضمری نے کہ ان کے والد نے حدیث بیان کی ان کے دادا سے کہ رسول اللہ نے اس کو اکیلے جاسوس بنا کر بھیجا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں خبیب کی پھانسی والی لکڑی تک پہنچا، میں نے اس پر چڑھ گیا جبکہ میں دیگر جاسوسوں سے ڈر رہا تھا۔ میں نے اس کو کھول دیا اور ان کی لاش زمین پر گرگئی۔ اس کے بعد میں وہاں سے کچھ دیر کے لئے ہٹ گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے واپس مڑ کر دیکھا تو وہ موجود نہیں تھے زمین ان کو نگل گئی تھی۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عوف نے ابراہیم بن اسماعیل سے، انہوں نے اس کو مفہوم میں ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے تھوڑا سا ہٹ گیا تھا۔ لہٰذا اس کے بعد میں نے خبیب کو نہ دیکھا کیونکہ اس کو زمین نے اپنے پیٹ میں لے لیا تھا۔ لہٰذا قیامت کے دن تک خبیب کی بوسیدہ ہڈیاں معلوم نہ ہو سکے گی۔ تا حال جیسے ان کی ہڈی کا بھی ذکر نہیں ہے۔

☆☆☆

باب ۵۲

سریہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا ابوسفیان بن حرب کے پاس جانا جبکہ وہ پہچان لئے گئے کہ یہ دھوکہ سے اسے قتل کرنے آئے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن بطہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، ان کو ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوعبید نے بن جعفر عمرو بن اُمیہ ضمری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر نے عبدالواحد بن ابوعون سے اور ان میں بعض نے بعض پر اضافہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں قریش کی ایک جماعت سے کہا تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں ایسا جو محمد (ﷺ) کو دھوکے سے قتل کر دے۔ وہ بازاروں میں پیدل چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ہم اپنا بدلہ لے لیں۔ چنانچہ عربوں میں سے ایک آدمی اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر آپ مجھے مضبوط کر دیں تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا ہوں، یہاں تک کہ میں دھوکہ سے ان کو قتل کر دوں گا۔ میں راستے کا خود رہنما ہوں اور حریت ہوں میرے پاس خنجر ہے باز یا گدھ کے پر کے مشابہ۔

ابوسفیان نے کہا کہ ٹھیک ہے تو واقعی ہمارا ساتھی ہے۔ ابوسفیان نے اس کو اُونٹ دیا اور خرچہ بھی دیا اور کہا کہ جاؤ سخیو اپنے کام کو، میں بے خوف نہیں ہوں کہ کوئی اس منصوبے کو سُن لے اور خفیہ طریقے پر محمد کے پاس چغل خوری نہ کرے۔ عربی نے کہا کہ اس بارے میں کوئی بھی نہیں جانے گا۔

چنانچہ وہ رات کو اپنی سواری پر روانہ ہوا اور پانچ دن چلتا رہا، چھٹے دن اس صبح کی حرہ میں۔ اس کے بعد آیا اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھنے لگا حتیٰ کہ وہ مسجد میں آیا نماز کی جگہ عیدگاہ میں۔ اس کو کسی کہنے والے نے کہا کہ حضور ﷺ بنوالاشہل کی طرف نکلے ہیں لہٰذا وہ بھی اپنی سواری کو آگے کھینچتا ہوا چلا گیا حتیٰ کہ بنو عبدالاشہل تک پہنچ گیا۔ اس نے سواری اپنی کو باندھ دیا، پھر متوجہ ہوا دیکھا رسول اللہ ﷺ امامت فرما رہے تھے، اس نے حضور کو اپنے اصحاب کی جماعت میں پایا کہ عبدالاشہل مسجد میں ان سے باتیں کر رہے تھے وہ اندر چلا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا، یہ شخص دھوکہ کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے درمیان اور اس کے ارادے کے درمیان حائل ہے (یعنی اللہ اس کا ارادہ پورا نہیں ہونے دے گا)۔

وہ شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم میں سے عبدالمطلب کا بیٹا (پوتا) کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ وہ حضور کے پاس جا کر رسول اللہ ﷺ کے اُوپر جھکنے لگا جیسے حضور سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہے۔ قریب ہی حضرت اسید بن حضیر کھڑے تھے انہوں نے اس کو دامن سے پکڑ کر پیچھے گھسیٹ لیا اور اس سے کہا ہٹئے رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اور اس کے تہہ بند کے اندر سے ہاتھ ڈال کر اسے گھسیٹا تو اندر تیز دھار خنجر تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ دھوکہ کرنے والا تھا۔ چنانچہ عربی افسوس کرنے لگا اور شرمندہ ہو گیا اور کہنے لگا دمّی دمّی یا محمد یعنی میرا خون معاف کر دیجئے، مجھے بچا لیجئے اے محمد! لہٰذا اسید بن حضیر نے اسے پکڑ لیا اور اسے سینے پر مارنے لگا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھے سچی سچی بات بتا دو تم کون ہو؟ اور کیوں آئے ہو؟ اگر تم نے سچی بات کی تو تمہیں سچ فائدہ دے گا۔ اور اگر تم مجھ سے جھوٹ بولو گے تو سُن لو کہ مجھے اطلاع کر دی گئی ہے اس پر جو تم ارادہ کر کے آئے ہو۔

اس عربی نے کہا کہ کیا میں امان میں ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو امان میں ہے۔ چنانچہ اس نے ابوسفیان والی خبر سُنائی اور جو کچھ اس کے لئے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس کے لئے اور اسے اسید بن حضیر کے پاس حبس وقید میں رکھ دیا گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس کو صبح بلایا اور بلا کر فرمایا کہ میں نے تجھے امان دی ہے تم جہاں چاہو چلے جاؤ، یا اس سے بہتر اور بات بتاؤں تیرے لئے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ یہ کہ تم یہ شہادت دے دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں ہے اور میں محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اللہ کی قسم اے محمد! میں مردوں سے جدا نہیں ہوتا تھا بس نہیں تھا وہ مگر یہ کہ میں نے آپ کو دیکھا اور میری عقل چلی گئی اور میرا نفس کمزور ہو گیا۔ اس کے علاوہ یہ بات کہ آپ کو اس کی اطلاع کر دی گئی جو میں نے عزم کیا ہوا تھا۔ جبکہ یہ ایسی بات تھی کہ کسی کو بھی اس کا علم نہیں تھا اور کوئی بھی اس راز کو نہیں جانتا تھا۔ لہٰذا میں نے سمجھ لیا ہے کہ آپ محفوظ ہیں (یعنی کسی بڑی طاقت کی حفاظت میں ہیں) اور یہ کہ آپ حق پر ہیں اور یہ بھی کہ ابوسفیان اور وہ گروہ شیطان کا گروہ ہے۔ حضور یہ سب کچھ سنتے اور مسکراتے رہے۔

چنانچہ وہ کئی دن وہاں قیام کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگ کر چلا گیا۔ حضور ﷺ کے ہاں سے چلے جانے کے بعد اس کا ذکر نہیں سُنا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن اُمیہ ضمری سے فرمایا اور سلمہ بن اسلم بن حریش سے تم جاؤ ابوسفیان بن حرب کے پاس، اگر تم اس کو تنہا پاؤ تو اس کو قتل کر دینا۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں اور ضمر ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم وادی یأجج کے پیٹ میں پہنچ گئے۔ ہم نے اپنے اُونٹ باندھے۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا اے عمر کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ ہم مکے میں جائیں اور سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کر لیں اور دو رکعت نفل پڑھ لیں۔ میں نے کہا کہ مکے میں میں پہچانا جاتا ہوں سفید و سیاہ گھوڑے کی طرح۔ ان لوگوں نے اگر مجھے دیکھ لیا تو پہچان لیں گے اور میں اہل مکہ کو پہچانتا ہوں کہ بے شک وہ جب شام کرتے ہیں تو اپنے اپنے صحنوں میں جمع ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مگر میرے ساتھی نے میری بات نہ مانی۔

لہٰذا ہم لوگ مکے میں آئے، بیت اللہ کا طواف شروع کیا، سات مرتبہ طواف کیا دو رکعت نفل پڑھے۔ میں جب حرم سے باہر نکلا تو مجھے ابو سفیان کے بیٹے معاویہ ملے اس نے مجھے پہچان لیا اور کہنے لگے کہ عمرو کسی خیر کے کام سے نہیں آیا کیونکہ عمرو جاہلیت میں دلیر آدمی سمجھے جاتے تھے (اچانک قتل کر دینے والا)۔

معاویہ نے کہا کہ بڑی دکھ کی بات ہے یہ کیوں آئے ہیں۔ اس نے اپنے والد ابوسفیان کو میری آمد کی خبر دی۔ چنانچہ اہل مکہ کو ہماری آمد کا اعلان کر دیا گیا۔ لہٰذا مکے والے ہوشیار ہو گئے اور جمع ہو گئے۔ جبکہ عمرو اور سلمہ دونوں وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ مکے والے ان کی تلاش میں نکل پڑے انہوں نے سارے مکہ کے پہاڑ چھان مارے۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں تو ایک غار میں گھس کر ان سے چھپ گیا تھا، صبح تک وہیں چھپا رہا۔ وہ رات بھر پہاڑوں میں ہمیں ڈھونڈتے رہے مگر اللہ نے مدینے کے راستے پر جانے سے اندھا کر دیا تھا۔ وہ ہماری سواری کی طرف بھی راستہ نہ پا سکے۔ جب صبح کو دن چڑھ گیا تو عثمان بن مالک بن عبید اللہ تیمی آیا جو کہ اپنے گھوڑے کے لئے گھانس توڑنے آیا تھا۔ میں نے سلمہ بن اسلم ساتھی سے کہا اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا تو یہ مکے والوں کو ہمارے بارے میں بتا دے گا جو کہ ہمیں تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ وہ بار بار غار کے دھانے کے قریب آرہا تھا حتیٰ کہ بالآخر اس نے ہمیں دیکھ لیا میں جلدی سے نکلا اور اپنا خنجر اس کے سینے میں گھونپ دیا وہ گر گیا اور اس نے چیخ ماری مکے والوں نے سُن لی۔ چنانچہ وہ ایک دفعہ منتشر ہونے کے بعد دوبارہ آئے۔ میں پھر غار میں گھس گیا اور میں نے اپنے ساتھی سے کہا بالکل حرکت نہیں کرنا۔ لوگ آئے عثمان بن مالک کے پاس، انہوں نے پوچھا کہ تم پر کس نے قاتلانہ حملہ کیا ہے؟

عمرو بن اُمیہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا ہم جانتے تھے عمرو بن اُمیہ خیر سے نہیں آیا مگر عثمان کی زندگی کے آخری سانس تھے وہ ان کو ہمارے چھپنے کی جگہ نہ بتا سکا اور اس سے پہلے ہی مر گیا۔ پھر وہ ہماری تلاش میں نکلنے سے اپنے مقتول کو اُٹھا کر لے جانے کی وجہ سے مصروف ہوگئے۔ ہم دو راتیں اسی غار میں پڑے رہے۔ اس کے بعد ہم نکلے تو میرے ساتھی نے کہا اے عمرو بن اُمیہ کیا تجھے ہمت ہے کہ ہم چل کر خبیب کو پھانسی سے اُتار دیں؟ میں نے کہا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ یہیں کہیں ہے پھانسی پر لٹکا ہوا ہے۔ اس کے ارد گرد محافظ چوکیدار بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تو مجھے مہلت دے اور مجھ سے علیحدہ ہو جا۔ اگر کسی طرح کا خطرہ محسوس کرے تو اپنے اُونٹ کی طرف بھاگ کر نجات پالینا۔ اس پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ جانا اور ان کو جا کر پوری خبر بتا دینا۔ مجھے چھوڑ جا، میں مدینے کا راستہ خوب جانتا ہوں۔

میں نے خبیب کو پھانسی سے اُتارنے کی سخت جدوجہد کی، یہاں تک کہ میں نے اسے اُتار لیا اور میں نے اس کی میّت کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا لیا۔ میں کوئی بیس قدم ہی چل سکا تھا کہ وہ لوگ جاگ گئے وہ میرے پیروں کے نشانات پر میری تلاش میں نکل پڑے، میں نے پھانسی والی لکڑی کو پھینک دیا میں اس لکڑی کا گرنا دَبْ نہیں بھولتا یعنی اس کے گرنے کی آواز۔ میں نے اتنے میں اپنے پیروں پر مٹی انڈیل دی، پھر میں نے ان کے مقابلے پر طریق صفراء پکڑا۔ لہٰذا وہ تھک کر واپس ہوگئے، میں بھی باوجود سانس باقی ہونے کے کچھ نہیں جان پا رہا تھا۔ میرا ساتھی اُونٹ کے پاس چلا گیا تھا اس پر بیٹھ کر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور ان کو جا کر ساری خبر بتا دی۔

میں روانہ ہوا حتیٰ کہ میں ببول کے درختوں پر مطلع ہوا، مقام ضجنان کے ببول۔ لہٰذا میں وہاں پر ایک غار میں داخل ہوگیا۔ اس میں میرے پاس میری کمان تھی، تیر تھے، خنجر تھا۔ میں اس میں بیٹھا تھا اچانک بنوبکر کا لمبا تڑنگا کانا آدمی گھس آیا جو کہ بنوبکر بن وائل میں سے تھا۔ وہ بھیڑیں اور بکریاں ہانک رہا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ کون جوان ہو تم؟ میں نے کہا کہ میں بنوبکر سے ہوں اس کے بعد وہ سہارا لگا کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنی ایڑی اُوپر کو اُٹھائی یعنی دوسرے گھٹنے پر رکھ لی اور گانا شروع کر دیا۔

فلست بمسلم ما دمت حیا　　　ولست ادین دین المسلمینا

میں جب تک زندہ رہوں گا مسلمان نہیں ہوں گا۔ اور میں مسلمانوں کے دین کو اپنا دین نہیں بناؤں گا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، اللہ کی قسم میں تجھے نہیں چھوڑوں گا میں ہی تجھے قتل کروں گا۔ بہر حال جب وہ سو گیا تو میں نے اس کو قتل کر دیا اور بدترین طریقہ پر قتل کیا۔ میں نے اس طریقہ پر کسی کو قتل نہیں کیا تھا۔ پھر میں غار سے نکلا اور نیچے اُترا اور میں آسان اور نرم راستے آ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی آ رہے ہیں جن کو جاسوسی کرنے کے لئے قریش نے بھیجا تھا۔ میں نے دونوں سے کہا کہ تم دونوں قیدی بن جاؤ۔ دونوں میں سے ایک نے انکار کر دیا، میں نے اسے تیر مار کر قتل کر دیا۔ دوسرے نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ خود بخود قیدی بن گیا۔ میں نے اسے سخت کر کے جکڑا پھر میں اس کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آیا۔ جب میں مدینے پہنچا تو مجھے بچوں نے دیکھا وہ کھیل رہے تھے انہوں نے اپنے بزرگوں سے سُنا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ عمرو ہے۔ لہٰذا بچے بھاگے بھاگے گئے انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔

اتنے میں میں حضور کے پاس اس آدمی کو لے آیا میں نے اس کے دونوں انگوٹھے اپنی کمان کی وتر اور ڈوری سے باندھ رکھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ دیکھ کر ہنس رہے ہیں۔ حضور نے میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ سلمہ بن اسلمہ کی آمد عمرو کی آمد سے تین سال قبل ہوئی تھی۔

(حاشیہ) ڈاکٹر عبدالمطعی لکھتے ہیں کہ اس خبر کو طبری نے اپنی تاریخ میں جلد ۲ ص ۵۴۲ تا ۵۴۵ لکھا ہے اور حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایہ جلد ۴ ص ۶۹۔۷۱۔ اس کو نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ رواہ البیہقی علاوہ ازیں پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت عمرو بن اُمیہ نے جب حضرت خبیب کی لاش اُتاری تھی تو نیچے آنے کے بعد (وہ وہیں غائب ہوگئی تھی گویا زمین نے خود بخود ان کو اپنے پیٹ میں محفوظ کر لیا تھا)۔ نہ ان کا جسد عنصری اس کے بعد دیکھا گیا نہ ہی کوئی ہڈی۔ شاید کہ وہ اپنے گرنے کی جگہ پر ہی دفن ہوگئے تھے۔ واللہ اعلم

اس سریہ کے بارے میں ابن ہشام نے ابن اسحاق پر استدراک کیا ہے جیسے واقدی نے اس کو چلایا ہے لیکن اس میں عمرو بن اُمیہ کا ساتھی جبار بن صخر کو بتایا گیا ہے۔ واللہ اعلم

باب ۵۴

غزوۂ بیر معونہ[1]

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق نے، وہ ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ٹھہرے رہے شوال کے بقیہ ایام اور ذیقعدہ اور ذالحجہ اور محرم۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اصحاب بیر معونہ کو بھیجا ماہ صفر میں اُحد سے چار ماہ پورے ہونے پر۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۳۶)

ابن اسحاق نے کہا ہے ان کو حدیث بیان کی میرے والد اسحاق بن یسار نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے اور رعبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اور ان دونوں کے ماسوا اہل علم سے، ان سب نے کہا کہ حضرت ابوالبراء نے عامر بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے مدینے میں بھیجا، آپ نے اس پر اسلام پیش کیا اور اس کو اس کی طرف دعوت دی مگر وہ مسلمان نہ ہوا اور اسلام سے بعید بھی نہ ہوا اور اس نے کہا، اے محمد! اگر آپ اپنے اصحاب میں سے کچھ آدمی اہل نجد کی طرف بھیج دیں جو جا کر ان لوگوں کو آپ کے کام کی طرف دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ آپ کی بات قبول کر لیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ان کے بارے میں اہل نجد سے خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ لہٰذا ابوالبراء نے کہا کہ میں ان کا پڑوسی ہوں آپ ان کو بھیجیں وہ ان کو جا کر دعوت دے آپ کے کام کی طرف۔

پس بھیجا رسول اللہ ﷺ نے :

(۱) منذر بن عمرو المعنق کو تاکہ وہ آپ کے اصحاب کے چالیس آدمیوں میں جا کر مر جائے جو کہ ان میں بہترین مسلمان تھے۔

(۲) حارث بن عاصم ان میں تھے۔ (۳) اور حرام بن ملحان بنوعدی بن نجار کے بھائی۔

(۴) عدوہ بن اسماء بن صلت سلمی۔ (۵) نافع بن ورقاء خزاعی۔

(۶) عامر بن فہر مولی ابوبکر۔ مسلمان رجال میں جو بہترین مسلمانوں میں سے تھے۔ یہ لوگ چلے حتیٰ بیر معونہ پر اُترے یہ سرزمین ہے بنو عامر کی اور حرہ بن سُلیم کی دونوں شہر ایک دوسرے کے قریب ہیں اور یہ حرہ کی طرف بنی سلم زیادہ قریب ہے جب وہ وہاں اُترے انہوں نے حرم بن ملحان کو رسول اللہ کا خط دے کر اللہ کے دشمن کی طرف بھیجا۔

عامر بن طفیل وہ جب ان کے پاس پہنچا اس نے حضور کے خط کو نہیں دیکھا بلکہ اس نے اس قاصد پر زیادتی کی اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد ان کے خلاف بنی عامر سے مدد مانگی، انہوں نے اجابت کرنے سے انکار کر دیا اس بات کی طرف جس کی طرف اس نے بلایا تھا کہ ابوالبراء کی عہد کی ہم عہد شکنی نہیں کریں گے۔

تحقیق اس نے ان کے لئے عقد باندھا اور جوار و پڑوسی ہونے کا (اس دشمن خدا نے) ان کے خلاف مقابلے کے لئے بنو سلیم میں سے کچھ قبائل کو بلایا، عطیہ اور رعل اور ذکوان اور قارہ کو۔ انہوں نے اس کی اجابت کی اس کام کے لئے۔ انہوں نے مسلمانوں پر شدید حملہ کر دیا

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۵۱۔۵۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۳۷۔۱۴۳۔ معازی للواقدی ۱/۳۴۷۔۳۴۸۔ تاریخ طبری ۲/۵۴۵۔۵۵۰۔ ابن حزم ۱۷۸۔ عیون الاثر ۲/۱۱۲۔ البدایہ والنہایۃ ۴/۷۱۔۷۴۔ نویری ۱۷/۱۳۰۔

اوران کوان کے سامان سمیت انہوں نے گھیرلیا۔ جب یہ حالت دیکھی تو انہوں نے بھی تلوار کھینچ لی اور وہ ان کفار سے لڑتے لڑتے سارے شہید ہوگئے سوائے کعب بن زید کے جو بنو دینار بن نجار کے بھائی تھے۔ ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا اس حال میں کہ اس میں زندگی کی تھوڑی سی کرن باقی تھی لہٰذا وہ مقتولین میں سے اُٹھالئے گئے۔ پھر وہ زندہ رہے حتیٰ کہ خندق والے دن شہید ہوگئے۔

یہ لوگ صحابہ جو بھیجے گئے تھے ان کے پیچھے عمرو بن اُمیہ ضمری اور انصاری صحابی جو بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے یہ دونوں بھی روانہ کئے گئے تھے آگے جانے والے صحابہ کے ساتھ جو پریشانی گزرگئی تھی کہ وہ شہید کردیئے گئے تھے۔ ان پیچھے جانے والوں کو ان پرندوں نے خبر دی تھی جو اُوپر فضا میں جھوم رہے تھے قتل گاہ پر۔ دونوں نے یہ سوچا کہ خیر نہیں ہے۔ اللہ کی قسم یہ پرندے جو گھوم رہے ہیں ضرور اس کا کچھ مطلب ہے۔ لہٰذا یہ دونوں وہاں پہنچے تو کیا دیکھا کہ وہ صحابہ کرام خون میں لت پت پڑے ہیں اور وہ گھوڑے جن پر چڑھ کر یہ واردات ہوئی تھی وہ کھڑے ہیں۔ ان دونوں نے جب یہ قتل کا منظر دیکھا تو انصاری نے عمرو سے کہا کیا کرنا چاہئے۔ عمرو نے کہا ہمیں جا کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع کرنی چاہئے مگر انصاری نے کہا میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا جس جگہ منذر بن عمرو جیسا بطل جلیل شہید ہوگیا ہے۔ میں وہ نہیں ہوں جو اس بارے میں جا کر مردوں کو بتاتا پھروں، بلکہ میں تو خود لڑ کر مرجاؤں گا۔ چنانچہ قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔

باقی رہے عمرو بن اُمیہ ضمری تو وہ پکڑ کر قید کرلئے گئے۔ پھر انہوں نے جب ان لوگوں کو خبر دی کہ وہ قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے ہیں تو ان لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ عامر طفیل نے اور نشانی کے طور پر ان کی پیشانی کے بال کاٹ دیئے اور اس نے اس کو آزاد کردیا گردن سے جو شاید ان کی ماں پر تھی جیسے انہوں نے گمان کیا ہے۔

عمرو بن اُمیہ وہاں سے نکلے تو جب مقام قرقر میں پہنچے صدر قنات سے تو دیکھا قبیلہ بنو عامر کے دو آدمی آرہے ہیں حتیٰ کہ وہ آکر اسی درخت کے سائے تلے بیٹھ گئے جہاں عمرو بیٹھے تھے اور عامریوں کا رسول اللہ ﷺ کا عہد تھا اور جوار تھا، مگر اس بات کا عمرو بن اُمیہ کو علم نہ تھا۔ عمرو نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ بنو عامر سے ہیں۔ عمرو بن اُمیہ نے ان کو مہلت دی۔ حتیٰ کہ جب وہ سو گئے تو عمرو نے دونوں کو قتل کردیا کہ یہ بدلہ ہے بنو عامر سے اس قتل کا جو انہوں نے اصحاب رسول کے ساتھ کیا ہے (جو ابھی ابھی وہ دیکھ کر آرہے تھے)۔ جب عمرو بن اُمیہ ضمری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے حضور کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ دو قتل ایسے کردیئے ہیں جن کی مجھے دیت ضرور دینی پڑے گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عمل جو صحابہ کے قتل کا ہے یہ ابو براء کا ہے میں اسی چیز کو ناپسند کررہا تھا اور ڈر بھی رہا تھا (اور وہی کچھ ہوگیا)۔

یہ بات ابو براء تک پہنچی تو اس پر عامر کا اس کے ساتھ عہد شکنی کرنا بھاری گزرا اور وہ سب کچھ بھی جو اس کے سبب سے اصحاب رسول کو نقصان پہنچا تھا اور اسی جوار سے جو لوگ شہید ہوگئے تھے ان میں عامر بن فہرہ بھی تھے اور حسان بن ثابت نے عامر کے ابو براء سے عہد شکنی کرنے کے بارے میں اشعار کہے تھے۔ حملہ کیا تھا اُمیہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل پر اس نے اس کو نیزہ مارا تھا اس کی ران میں اس کو زخمی کردیا تھا۔ لہٰذا وہ گھوڑے سے گر گیا اس نے کہا یہ عمل ہے ابو براء کا۔ اگر میں مرجاؤں تو میرا خون میرے چچا کے لئے ہے اس کا پیچھا نہ کیا جائے اور اگر زندہ رہا تو میں اپنی رائے خود دیکھ لوں گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱۔ الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۲-۱۶۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا ایک سریہ ارض بنو سلیم کی طرف وہ اس وقت بیر معونہ تھا۔ کہا کہ اس وقت مجاہدین کا امیر منذر بن عمر بن عدہ کا بھائی تھا۔ اور یہ بھی کہا کہ ان کا امیر مرثد بن ابومرثد غنوی تھا حتیٰ کہ جب وہ بعض راستوں سے پہنچے انہوں نے حرام بن ملحان کو ان کی طرف بھیجا رسول اللہ ﷺ کا خط دے کر، تا کہ وہ ان پر اس کو پڑھے۔ لہٰذا اس کو عامر بن مالک ملے جو کہ بھائی تھے بنو عامر کے۔

انہوں نے اس کو پناہ دے دی حتیٰ کہ وہ ان لوگوں پر رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھے۔بس جب وہ آیا اس کے پاس عامر بن طفیل اس کے لئے ایک طرف ہو گیا اس نے ان کو قتل کر دیا، پھر کہا اللہ کی قسم اس کو اکیلا قتل نہیں کروں گا۔ پس انہوں نے ان کے پیچھے ان کے آثات پر گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو پایا آنے والے ان کی طرف وہ اور منذر۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں امان دے دیتے ہیں۔ اس نے کہا میں اپنا ہاتھ تمہیں نہیں دوں گا بلکہ تمہاری ماؤں کو بھی قتل کروں گا، ہاں مگر یہ ہے کہ تم مجھے امان دے دو اتنی دیر کہ میں حرام بن ملحان کے قتل ہونے کی جگہ پہنچ جاؤں پھر میں تمہاری پناہ سے باہر ہو جاؤں گا۔

عروہ بن زبیر نے کہا تھا کہ عامر بن فہیرہ کا جسم شہادت کے بعد موجود نہیں رہا تھا جس سے سمجھا گیا تھا کہ فرشتوں نے اس کو دفن کر دیا ہے۔

موسیٰ نے کہا اور عروہ بن صلت پر امان پیش کی گئی تھی۔ اس نے امان قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا اور مقتولین میں سے کعب بن زید اُٹھا لئے گئے تھے (بچ گئے)۔ بعد میں یوم خندق قتل کر دیئے گئے تھے۔ اور عمرو بن اُمیہ بھی ان اصحابہ کے گروہ میں تھے۔ اس کو عامر بن طفیل نے پکڑ لیا تھا پھر اس کو چھوڑ دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ واپس چلے جاؤ جا کر اپنے نبی کو بتا دو کہ تیرے اصحاب کے ساتھ یہ کیا گیا ہے۔ وہ گئے انہوں نے جا کر خبر بتا دی۔

سریہ منذر میں تین افراد ایسے تھے جو پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ ان کا اُونٹ گم ہو گیا تھا، وہ اس کی تلاش میں رہ گئے جب آگے آئے تو دیکھا کہ پرندے گوشت کے لوتھڑے پھینک رہے تھے۔ وہ کہنے لگے اللہ کی قسم لگتا ہے کہ ہمارے ساتھی مار دیئے گئے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ لوگ عامر کو تو قتل نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی بنی سُلیم کو لیکن یہ ہمارے بھائی ہی ہیں جو مارے گئے ہیں۔

اب کیا کہتے ہو ان میں سے ایک نے کہا، میں تو اپنے نفس کو ان سے ترجیح نہیں دوں گا۔ میں تو ان کی طرف ہی جاؤں گا۔ لہٰذا وہ ان کی طرف چلا گیا اور قتل ہو گیا۔ باقی دو افراد رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آئے۔ جب ابھی راستے ہی میں تھے تو ان کو بنو کلاب کے دو آدمی ملے جو کہ کافر تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی امان کا عہد لے چکے تھے۔ یہ لوگ ایک ہی منزل پر اُترے تھے اتفاق سے۔ چنانچہ وہ دونوں بنو کلاب کے کافر جواں جب سو گئے تو ان دو اصحاب نے ان کافروں کو قتل کر دیا جبکہ ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان دونوں کو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امان ملی ہوئی ہے۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ ان شہاب اس حدیث کے بارے میں کہتا تھا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سُلمی نے اور اہل علم کے کئی رجال نے کہ عامر بن مالک بن جعفر وہ جو ملاعب الاسنۃ کے نام سے پکارا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا حالانکہ وہ مشرک تھا۔ حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا تھا مگر اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ہدیہ بھی دیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ہدیہ مشرک کا قبول نہیں کروں گا۔ اور عامر بن مالک نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ آپ بھیج دیں جس کو آپ چاہیں اپنے نمائندوں میں سے، میں ان کا پڑوسی اور پناہ دہندہ ہوں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت بھیج دی۔ ان کے اندر منذر بن عمرو تھے یعنی خبر رسان تھے رسول اللہ ﷺ کے لئے۔

عامر بن طفیل نے ان کے بارے میں سُنا تو اس نے ان اصحاب کے مقابلے کے لئے بنو عامر کو گھروں سے نکالا مگر انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور انہوں نے عامر بن مالک کی امان والے عہد کی عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا اس نے پھر ان مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بنو سُلیم کو نکالا، وہ اس کے ساتھ نکل آئے۔ لہٰذا انہوں نے ان اصحاب کو بیر معونہ کے مقام پر قتل کر دیا سوائے عمرو بن اُمیہ ضمری کے۔ اس کو عامر بن طفیل نے پکڑا پھر چھوڑ دیا جب عمرو بن اُمیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ آپ ان کے درمیان امان کے ساتھ رہ جاتے۔ جب حسان بن ثابت نے عامر بن طفیل کی طرف سے عہد شکنی کرنے کے بارے میں

شعر کہے تو لوگوں نے گمان کیا کہ ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل کو اس کے عامر بن مالک کے عہد کو توڑنے پر اس کی ران میں نیزہ مارا تھا۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۱)

ستر قراء صحابہ کی شہادت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن محمد سختومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن علی بن بطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان بن مسلم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ثابت نے انس سے یہ کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمیوں کو بھیجیں وہ ہمیں قرآن اور سنت کی تعلیم دیں۔ آپ نے ان کی طرف ستر آدمی بھیجے تھے۔ انصار میں سے ان کو قراء کہا جاتا ہے ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے وہ قرآن پڑھتے اور پڑھاتے تھے رات کے وقت۔ اور خود بھی سیکھتے تھے اور دن میں وہ جا کر پانی لاتے تھے اور مسجد میں رکھتے تھے اور لکڑیاں لاتے تھے اور ان کو بیچتے تھے اور اس کے ساتھ اہل صفہ کے لئے غلہ یا کھانے کا سامان خریدتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو ان کی طرف بھیجا مگر ان بدبختوں نے ان سے تعرض کر کے انہیں قتل کر دیا اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے۔ ان قاریوں نے دعا کی تھی، اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ خبر پہنچا دے کہ ہم مل گئے ہیں آپ سے، ہم آپ سے راضی ہیں اور آپ ہم سے راضی رہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا میرے ماموں حرام کے پاس۔ اس کے پیچھے اس نے ان کو زخمی کر دیا نیزہ مار کر، حتیٰ کہ پار نکال دیا۔ لہٰذا حرام نے کہا :

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَة ۔ ربّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا تم لوگوں کے بھائی قتل کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے یہ دعا کی ہے :

اللهم بلغ نبينا انا قد اقيناك فرضينا عنك و رملت عنا ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے عفان سے۔ (کتاب الامارۃ۔ حدیث ۱۴۷، ۱۵۱۱)

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن محمد عنزی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محبوب بن موسیٰ نے، ان کو ابواسحاق مزاری نے، ان کو عطاء بن سائب نے، انہوں نے سُنا ابوعبیدہ بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا بچاؤ تم اپنے آپ کو ان شہادات سے یہ کہ کوئی آدمی کہے قتل کر دیا گیا ہے فلاں شخص شہید ہو کر۔

بے شک کوئی آدمی قتال کرتا ہے حمیت و غیرت کی وجہ سے، کوئی لڑتا ہے طلب دنیا کے لئے، کوئی لڑتا ہے اس لئے کہ وہ جری سینے والا ہے، بہادر ہے لیکن میں تمہیں عنقریب حدیث بیان کروں گا کہ تم کس چیز پر شہادت پاؤ گے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا تھا ایک دن نہیں ٹھیرے تھے مگر تھوڑی سی دیر حتیٰ کہ آپ خطاب کرنے کھڑے ہو گئے تھے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی تھی پھر فرمایا تھا کہ تمہارے یہ مشرکین سے ٹکرانے میں مشرکین نے ان کو کاٹ ڈالا ہے (شہید ہو گئے ہیں)۔ ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں بچا ہے۔

اور انہوں نے یہ کہا ہے، اے ہمارے ربّ! ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دے کہ بے شک ہم راضی ہیں اور ہمارا ربّ ہم سے راضی ہے۔ میں ان کا نمائندہ ہوں تمہاری طرف بے شک وہ لوگ راضی ہو گئے ہیں اور ان سے بھی اللہ راضی ہو گیا ہے۔

☆☆☆

باب ۵۴

شہداء بیر معونہ پر رسول اللہ ﷺ کا غمگین ہونا اور ان کے حق میں دعا کرنا

اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں قرآن نازل کرنا

اور حضرت عامر بن فہیرہ کی شہادت کے بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو ابن رجاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے رجاء نے، ان کو ہمام نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو ہمام نے، ان کو اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے، ان کو انس بن مالک نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ماموں کو بھیجا تھا اور ان کا نام تھا حرام جو کہ اُم سلیم کا بھائی تھا۔ وہ ستر آدمیوں میں گئے تھے۔ جو بیر معونہ والے دن قتل کیے گئے تھے۔ ان دنوں مشرکین کا سردار عامر بن طفیل تھا۔ حالانکہ وہ خود رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا اور اس نے کہا تھا حضور ﷺ سے کہ میں آپ کو اختیار دیتا ہوں۔

۱۔ یہ کہ آپ کے لئے اہل سہل ہوں اور میرے لئے اہل مدر ہوں (یعنی آپ اہل دیہات کے سردار ہیں اور میں اہل بلاد اور شہروں کا سردار ہوں گا۔

۲۔ یا میں آپ کے بعد آپ کا خلیفہ بنوں گا۔

۳۔ یا میں آپ کے ساتھ جنگ کرتا ہوں عطفا کو ساتھ لے کر۔ ان میں سے ایک ہزار اشقر ہوں اور ایک ہزار شقراء۔

کہتے ہیں کہ وہ شخص بالآخر بیمار ہوا، اس کو طاعون کی وبائی بیماری لگ گئی تھی بنوفلاں کی فلاں عورت کے گھر میں۔ فرمایا کہ صحیح ہوئی تو وہ اس طرح ہو گیا جیسے بڑا ہو درخت ہوتا ہے بنوفلاں کی عورت کے گھر میں۔ اس نے کہا کہ میرا گھوڑا لا دو، وہ اس پر سوار ہوا تو وہ گھوڑے کے اوپر ہی مر گیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت حرام بنو سُلیم کے بھائی روانہ ہوئے اور دو آدمی ان کے ساتھ تھے۔ ایک آدمی اعرج تھے (یعنی کعب بن زید) اور دوسرا بنوفلاں سے تھا (یعنی منذر بن محمد)۔ اس نے کہا کہ تم دونوں میرے قریب ہو جاؤ حتیٰ کہ میں ان کے پاس آتا ہوں اگر وہ مجھے امان دیتے ہیں تم بھی ایسے ہو گے اور اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے صاحب کے یعنی نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ جانا۔ چنانچہ حرام ان لوگوں کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ تم لوگ مجھے امان دو گے؟ اس لئے کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام اور دین سکھاؤں گا؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے تمہیں امان ہے۔ لہٰذا وہ ان کو جب دین کی بات کرنے لگے ان لوگوں نے ایک آدمی کو اشارہ کیا وہ پیچھے سے آیا اور آ کر اس پر حملہ کر دیا۔

ہمام کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ راوی نے یوں کہا تھا اس نے نیزہ مار کر اس کے آر پار کر دیا۔ اس مجاہد نے اللہ اکبر فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنی رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

کہتے ہیں کہ پیچھے سے باقی لوگ بھی پہنچتے رہے مگر سب کے سب قتل کر دیئے گئے سوائے عرج کے کیونکہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا۔

اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی انس سے بن مالک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں پر قرآن نازل کیا گیا پھر وہ منسوخ ہو گیا۔ (وہ یہ تھا)۔

انا قد لقينا ربنا فرضى عنا وارضانا ـ

کہ ہم اپنے ربّ سے مل گئے، وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہمیں بھی راضی کر دیا ہے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ستر صبح تک قبیلہ رعل اور ذکوان پر بددعا فرمائی اور بنولحیان پر اور عطیہ پر جنہوں نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تھی۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ کے ہیں اور عبداللہ بن رجاء کی ایک روایت میں ہے تیس دن تک۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے تیس صبح تک، وہ صحیح ہے۔

(کتاب المغازی۔حدیث ۴۰۹۱۔فتح الباری ۷/ ۳۸۵۔۳۸۶۔بخاری کتاب الجہاد۔حدیث ۲۸۰۱۔فتح الباری ۶/ ۱۸۔۱۹)

(۲) تحقیق ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسفاطی نے یعنی عباس بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن مالک نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، اور ابوبکر بن محمد بن ابراہیم مشاط نے، دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ہے ابوعمرو بن مطر نے، ان کو ابراہیم بن علی نے، ان کو یحییٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے قراءت کی مالک بن انس کے سامنے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے خلاف بددعا فرمائی تھی تیس دن تک جنہوں نے اصحاب بیر معونہ کو قتل کر دیا تھا۔ بددعا فرماتے رہے قبیلہ رعل پر اور ذکوان پر اور لحیان پر اور عطیہ پر۔ جنہوں نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تھی۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے بارے میں جو بیر معونہ پر شہید کئے گئے تھے قرآن میں نازل فرمایا تھا، جسے ہم نے خود پڑھا تھا۔ حتیٰ کہ وہ بعد میں منسوخ کر دیا تھا وہ یہ تھا کہ ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے ربّ کو مل گئے ہیں۔ وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہم اس سے راضی ہو گئے ہیں۔

یہ الفاظ حدیث یحییٰ کے اور روایت اسماعیل میں ہے کہ تیس صبح تک بددعا فرماتے رہے قبیلہ رعل پر، ذکوان پر، بنولحیان پر اور عطیہ پر جس نے نافرمانی کی تھی اللہ اور رسول کی۔ ان کے صحابہ کے بارے میں قرآن نازل ہوا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابوس اویس سے۔ (کتاب الجہاد۔فتح الباری ۶/ ۱۳۱)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب المساجد۔حدیث ۲۹۷ ص ۴۶۸)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی احمد بن حسین بن نصر حذاء عسکری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالاعلیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زریع نے، ان کو سعید قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے کہ رعل اور ذکوان اور عطیہ اور بنولحیان نے رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی تھی اپنے دشمن کے خلاف۔ حضور ﷺ نے ان کی مدد کی تھی ستر انصاریوں کے ساتھ۔ ہم لوگ ان کو قراء کا نام دیتے تھے اپنے زمانے میں۔

وہ دن میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور بیچتے تھے اور رات کو نمازیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ وہ جب بیر معونہ گئے تو ان لوگوں نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔ حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع پہنچی تو آپ نے ایک ماہ تک صبح کی نماز میں قنوت پڑھی صبح کی نماز میں آپ نے بددعا فرمائی تھی بعض قبائل کے خلاف۔ قبائل عرب میں سے خصوصاً رعل و ذکوان اور عطیہ اور بنولحیان پر۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں ہم لوگوں نے ان کے بارے میں قرآن پڑھا تھا پھر وہ اُٹھا دیا گیا۔

بلغو اعنا قومنا انا لقينا ربنا فرضى عنا و ارضانا ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدالاعلیٰ بن حماد سے۔ (کتاب المغازی۔حدیث ۴۰۹۔فتح الباری ۷/۳۸۵)

حضرت حرام کا فزت ورب الكعبة **کا نعرہ لگانا** .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق مغانی نے، ان کو عفان نے، ان کو سلیمان مغیرہ نے ثابت سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس نے اپنے گھر میں ایک تحریر لکھی اور فرمایا گواہ رہوائے قراء کی جماعت۔ کہتے ہیں کہ گویا کہ میں نے اس لقب کو ناپسند کیا اور اس نے کہا کہ اگر آپ ان کے نام ذکر کرتے اور ان کے والد کے نام تو یہ بہتر ہوتا۔ مگر انہوں نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے اس میں کہ میں تم لوگوں کو معاشر قراء کہوں۔ کیا بھلا میں تمہیں حدیث نہ بیان کروں تمہارے ان بھائیوں کے بارے میں جن کو ہم لوگ عہد رسول میں قراء کہتے تھے۔

کہتے ہیں کہ پھر اس نے انصار میں سے ستر آدمیوں کا ذکر کیا کہ وہ لوگ ایسے تھے کہ رات ان کو ڈھانک لیتی تھی تو وہ مدینے سے معلم اور استاذ کے پاس آتے اور رات کو جاگتے اور رات بھر قرآن پڑھاتے تھے۔ جب صبح ہوتی جس کے پاس طاقت ہوتی وہ جا کر لکڑیاں جمع کرتے اور فروخت کرتے اور میٹھا پانی خرید کرتے۔ اور جس کے پاس گنجائش ہوتی وہ بکریاں چراتے، دودھ دوہتے، ان کی دیکھ بھال کرتے۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے کمروں سے وابستہ رہتے کوئی خدمت ہوتی کوئی کام ہوتا تو بجالاتے۔

جب حضرت خبیب شہید کر دیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو بھیجا تھا ان کے اندر میرے ماموں حرام بھی تھے، وہ بنوسُلیم کے ایک قبیلے کے پاس آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں حرام نے اپنے امیر سے کہا تھا آپ مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں ان لوگوں کو خبر دوں کہ ہم وہ نہیں ہیں یعنی ان جیسے نہیں ہیں وہ ہم لوگوں کے سامنے سے ہٹ جائیں۔ کہتے ہیں وہ ان کے پاس گئے، ان سے یہ بات کی لہٰذا ان میں سے ایک آدمی سامنے آیا اس نے نیزہ مار کر اس کے آر پار کر دیا۔ جب حرام کو نیزہ چبھا اس کے پیٹ کے اندر، اس نے کہا :

فُزْتُ رَبِّ الْكَعْبَة ۔ (ترجمہ) ربّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔

پھر وہ لوگ ان بقیہ پر پل پڑے، حتیٰ کہ ان میں سے کوئی خبر پہنچانے والا بھی باقی نہ رہ سکا۔

کہتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر کسی چیز پر غصے ہوئے ہوں یا غمگین ہوئے ہوں جس قدر اس واقعے پر ہوئے تھے۔ انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب بھی صبح کی نماز پڑھاتے تھے ہاتھ اُٹھا کر ان کے خلاف بدعا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابوطلحہ کہتے تھے کیا تجھے حرام کے قاتل کے بارے میں کوئی بات معلوم ہے کہ اس کے ساتھ اللہ نے کیا کیا تھا؟ میں نے پوچھا، ابوطلحہ نے کہا کہ کچھ مت کہو وہ مسلمان ہوگیا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی علی احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو ابن ابومزیم نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو حمید نے کہ اس نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے کچھ نوجوان تھے وہ توجہ کے ساتھ قرآن مجید سُنتے تھے۔ اس کے بعد وہ مدینے کے کونے کی طرف علیحدہ ہو جاتے تھے۔ ان کے گھر والے سمجھتے تھے کہ مسجد میں ہیں اور اہل مسجد سمجھتے تھے کہ وہ اپنے گھر میں ہیں۔ وہ رات کو نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ جب صبح قریب ہوتی ان میں سے بعض لکڑیاں جمع کر لیتے، بعض میٹھا پانی حاصل کر لیتے، پھر وہ سیدھے چلے آتے لکڑیاں لے کر، بعض پانی کی مشکیں لے کر۔ وہ لا کر رسول اللہ ﷺ کے کمروں کے پاس دروازوں پر رکھ دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو بیر معونہ کی طرف بھیجا تھا اور سارے کے سارے شہید کر دیئے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان لوگوں کے خلاف پچیس دن تک بددعا فرمائی تھی جس نے انہیں قتل کیا تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کوخبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کوسعدان بن نصر نے، ان کومعاذ بن عنبری نے، ان کوسلیمان تیمی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی اسماعیل نے، ان کومحمد بن عبدالملک دقیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کوسلیمان نے ابومجلز سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے مہینے بھر تک فجر کی نماز میں قنوت پڑھی تھی قبیلہ رعل کے اور ذکوان کے خلاف بددعا فرمائی تھی اور فرمایا کہ عطیہ نے نافرمانی کی ہے اللہ کی اس کے رسول کی، اور معاذ کی ایک روایت میں ہے کہ قنوت پڑھی تھی رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں رکوع کے بعد بددعا فرماتے تھے رعل وذکوان پر یہ دونوں قبیلے تھے بنوسُلیم کے۔

بخاری مسلم نے اس کونقل کیا ہے صحیح میں حدیث بن تیمی سے۔

(بخاری۔کتاب الوتر۔حدیث ۱۰۰۳۔فتح الباری ۴۹۰/۲۔مسلم۔کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔حدیث ۲۹۹ ص ۴۶۸)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کوخبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ صوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خلف یعنی ابن سالم نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کوحدیث بیان کی ابواسامہ نے (ح) وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر نے کہا ہمیں خبر دی ابن ناجیہ نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ابن یحیٰ نے بن سعید سے، ان کوابواسامہ نے، ان کوہشام نے عروہ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سیدہ عائشہ سے، وہ فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی مکے میں نکلنے کی، جب ان پر اذیت شدید ہوگئی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کوحکم دیا کہ ابھی ٹھہرے رہیں۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! کیا آپ یہی چاہتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کونقصان پہنچادیں؟ یا تکلیف پہنچاتے رہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اسی بات کی امید رکھتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کیا۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ اس کے پاس آئے ایک دن ظہر کے وقت اور ان کو بلایا۔ اور فرمایا کہ آپ باہر آیئے، کون ہے آپ کے پاس؟ ابوبکر نے کہا میری دونوں بیٹیاں ہیں کیا آپ کومعلوم ہے کہ تحقیق مجھے اجازت دے دی گئی ہے نکلنے کی؟ ابوبکر نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ پھر صحبت پکی اکٹھے چلیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے ساتھ چلیں گے۔ انہوں نے کہا میرے پاس دواُونٹنیاں ہیں ان کو میں نے روانگی کے لئے تیار کیا ہوا ہے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک اُونٹنی حضور ﷺ کودے دی تھی وہی اُونٹنی جَدْعَاء تھی (کان کٹی)۔ دونوں سوار ہوکر غار پہنچے وہ غارثور ہی ہے۔ دونوں اسی کے اندر چھپ گئے تھے۔ عامر بن فہیرہ غلام تھا عبداللہ بن طفیل بن سخرہ کا اور عبداللہ بعدہ عاشر بھائی تھا ماں کی طرف سے۔ ابوبکر صدیق کی بکریاں تھیں دودھ والی، وہ غلام صبح وشام ان کو غار کے پاس لے جاتا تھا اور جب اندھیرا ہوجاتا تو وہ دودھ غار میں پہنچادیتا پھر اندھیرے میں بکریاں واپس لے آتا۔ یوں کسی نے محسوس بھی نہ کیا چرواہوں میں سے، جب وہ دونوں کے ساتھ نکلا تو انہوں نے اس کو اپنے پیچھے چلنے کوکہا حتیٰ کہ مدینے پہنچ گیا۔ (ابن ناجیہ کی حدیث ختم ہوئی)

دوسرے روای نے یہ اضافہ کیا ہے کہ عامر بن فہیرہ بیر معونہ والے دن شہید ہوگئے تھے اور عمرو بن اُمیہ ضمری قید ہوگئے تھے۔ مگر عامر بن طفیل نے ان سے کہا تھا، یہ کون ہے؟ اور اشارہ کیا تھا مقتول کی طرف۔ عمرو بن اُمیہ نے بتایا کہ یہ عامر بن فہیرہ ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ قتل کے بعد آسمان کی طرف اُٹھالیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ میں دیکھتا رہ گیا کہ آسمان کی طرف عامر بن فہیرہ کے اور زمین کے درمیان۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ان شہیدوں کی خبر آئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کوان کی موت کی خبر دی۔ اور آپ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی ہلاک کردیئے گئے ہیں اور انہوں نے اپنے ربّ سے التجا کی ہے کہ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کوخبر دے دیجئے اس بات کی کہ ہم آپ سے راضی ہوگئے اور آپ ہم سے راضی ہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر اللہ نے ان کوان کے بارے میں خبر دے دی۔ کہتے ہیں کہ اس دن شہید کئے گئے تھے ان میں سے عروہ بن اسماء بن صلت نام رکھا گیا تھا ان کا عروہ، اور منذر بن عمرو ذکر کیا گیا ان کا منذر۔

بخاری نے اس کونقل کیا ہے صحیح میں عبید بن اسماعیل سے، اس نے ابواسامہ سے، اس قول تک کہ قتل کر دیئے گئے تھے اس دن عامر بن فہیرہ بیرمعونہ والے دن۔

پھر کہا کہ ابوسامہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے خبر دی میرے والد نے، یہ کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ قتل کر دیئے گئے جو بیرمعونہ والے مقام پر تھے اور قید کئے گئے تھے عمرو بن اُمیہ ضمری تو عامر بن طفیل نے اس سے کہا تھا۔ پھر راوی نے اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے، پھر رکھا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ اسی طرح روایت ہشام بن عروہ کی اپنے والد سے۔ عامر بن فہیرہ کی شان میں کہ وہ اُوپر کو اُٹھا لئے گئے تھے پھر رکھ دیئے گئے۔

(۸) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی واقدی نے، ان کو مصعب بن ثابت نے ابوالاسد سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ منذر بن عمرو نکلے۔

راوی نے پورا قصہ ذکر کیا ہے اور اس میں کہا ہے کہ عامر بن طفیل نے کہا تھا عمرو بن اُمیہ سے، کیا آپ اپنے اصحاب کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ لہٰذا انہوں نے مقتولین میں چکر لگایا اور وہ ان سے ان کے نسب بھی پوچھنے لگے اور کہا کہ کیا ان سے کسی ایک کو ان میں سے غائب پاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں ابوبکر کو غائب پاتا ہوں، اس کو عامر بن فہیرہ کہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ تم لوگوں میں کیسے آدمی تھے؟ میں نے بتایا کہ وہ ہم لوگوں میں افضل تھے۔ اس نے کہا میں آپ کو ان کے بارے میں خبر نہ دے دوں؟ اور اس نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس شخص نے ان کو نیزہ مارا تھا۔ پھر اس نے اپنا تیر یا نیزہ کھینچ لیا تھا۔ لہٰذا وہ آدمی آسمان کی بلندی میں چلا گیا حتیٰ کہ اللہ کی قسم میں اس کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ وہ عامر بن فہیرہ تھے اور وہ وہ تھے کہ جن کا قاتل بنوکلاب میں سے ہے اُسے جبار بن سلمی کہتے تھے۔ ذکر کیا گیا ہے کہ جب اس نے ان کو برچھا مارا تو میں نے سُنا کہ انہوں نے یوں کہا تھا، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ کیا مطلب اس کا کہ میں کامیاب ہوگیا۔ لہٰذا میں ضحاک بن سفیان کلامی کے پاس آیا اور میں نے اس کو خبر دی اس وقوعے کی۔ اور میں ان سے پوچھا ان کے اس قول کے بارے میں کہ اللہ قسم میں کامیاب ہوگیا۔

اس نے کہا کہ اس سے جنت مراد ہے اور اس نے مجھ پر اسلام پیش کیا میں نے بات مان لی۔ پھر اس نے مجھے اسلام کی دعوت دی اس لئے کہ جو میں عامر بن فہیرہ کے مقتل میں دیکھا تھا اور یہ کہ کس نے اس کو آسمان کی طرف اُٹھایا تھا۔ فرمایا کہ پھر ضحاک نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا کہ فرشتوں نے اس کے جُثے کو چھپا لیا تھا۔ اور وہ علیین میں اُتار دیئے گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۷۲)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ وہ اُٹھا لئے گئے تھے پھر رکھ دیئے گئے پھر وہ غائب پائے گئے تھے۔ اس کے بعد بایں وجہ کہ فرشتوں نے ان کے جُثے کو دفن کر دیا تھا۔

ہم نے مغازی ابن موسیٰ میں روایت کیا ہے اس قصے کے بارے میں۔ وہ لکھتے ہیں کہ عروہ بن زبیر نے کہا تھا کہ عامر کا جسد نہیں پایا گیا تھا تو سب یہ خیال کر رہے تھے کہ فرشتوں نے اس کو دفن کر دیا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۷۲)

☆☆☆

باب ۵۵

غزوۂ بنونضیر

اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کو بنونضیر کے ارادے کی خبر دینا جو انہوں نے مکر کیا تھا اور زہریؒ کا خیال یہ تھا کہ یہ اُحد سے پہلے ہوا تھا۔ جبکہ دوسروں کا خیال ہے کہ یہ اُحد کے بعد ہوا اور بیر معونہ کے واقعہ کے بھی بعد میں ہوا اور اس بارے میں اخبار پہلے گزر چکی ہیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بنونضیر کی طرف گئے۔ ان سے استعانت مدد چاہتے تھے ان دو قتل کے بارے میں جو بنوعامر کے ہوئے تھے جن کو عمر بن اُمیہ ضمری نے قتل کیا تھا۔

اس روایت میں جو مجھے حدیث بیان کی ہے یزید بن رومان نے اور بنونضیر اور بنوعامر کے درمیان معاہدہ اور حلیف تھا جب رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے پاس گئے۔ آپ ان سے استعانت چاہتے تھے دیت کہ بارے میں (کہ بنوعامر سے کہیں وہ دیت لے لیں)۔ بنونضیر کے یہود نے کہا ٹھیک ہے اے ابوالقاسم! ہم آپ کی مدد کریں گے اس پر جو آپ پسند کرتے ہیں، جیسے آپ نے اس بارے میں مدد چاہی ہے۔

اس کے بعد وہ ایک دوسرے کے ساتھ علیٰحدہ باتیں کر کے آئے۔ آپس میں کہنے لگے آج موقع اچھا ہے، ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ دیوار کی جانب ان کے گھروں کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا کہ کون شخص ہے جو محمد (ﷺ) پر بھاری پتھر گرا دے چھت کے اُوپر کھڑے ہو کر اور اس کو قتل کر دے اور وہ ہماری جان چھوڑ ادے۔

چنانچہ اس کام کے لئے ان میں سے ایک بد بخت تیار ہو گیا اس کا نام عمرو بن جحاش بن کعب تھا (الزرقانی ۹۳/۲)۔ اس نے کہا کہ میں یہ کام کر دیتا ہوں، لہٰذا وہ پتھر پھینکنے کے لئے چھت پر بھی چڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی جماعت میں تھے۔ ان میں ابوبکر صدیق تھے، عمر بن خطاب تھے، علی تھے۔ مگر حضور ﷺ کے پاس آسمان سے خبر پہنچ گئی قوم کے ارادے کے بارے میں۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم لوگ یہیں رہو اور آپ خاموشی سے اُٹھ کر مدینہ روانہ ہو گئے۔

جب حضور کو دیر ہو گئی تو صحابہ آپ کی تلاش میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مدینے سے کوئی آدمی آ رہا تھا اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے حضور ﷺ کو مدینے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ لہٰذا اصحاب بھی حضور ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ حضور نے ان کو یہودیوں کے ارادے کے بارے میں خبر دی جو انہوں نے غداری کا پروگرام بنایا تھا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔ حضور ﷺ لوگوں کو لے کر پہنچے تو اب ان کے پاس جا کر اُترے۔ لہٰذا یہود حضور سے چھپ گئے اور انہوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لی۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان کی کھجوروں کے درخت کاٹ دو اور جلا دو۔ وہ چیخے کہ محمد (ﷺ) تم تو فساد سے منع کرتے تھے اور جو کوئی ایسا کرتا تھا آپ اس کو عیب لگاتے تھے تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کھجوروں کو کاٹ رہے ہو اور ان کو جلا رہے ہو۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۴۳/۳)

(۲) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ جب بنونضیر نے رسول اللہ ﷺ سے چھپنے کے لئے قلعہ میں پناہ لے لی تو حضور نے ان کی کھجوریں کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا، اے ابوالقاسم! آپ تو فساد کو پسند نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری اس بارے میں کہ یہ فساد نہیں ہے۔

اللہ نے فرمایا :

ما قطعتم من لينة أو تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله وليخزى الفاسقين ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۵)

جو کچھ تم نے کاٹنے میں کھجوروں کے تنے یا ان کو اپنے تنون کھڑے چھوڑ دیا ہے تو یہ اپنی مرضی سے نہیں کیا تم نے، بلکہ یہ سب کچھ اللہ کے حکم کے تحت ہوا ہے۔ اور اس لئے ہوا ہے تا کہ وہ فاسقوں اور نافرمانوں کو رسوا کر دے، یہ فساد نہیں ہے۔

(۳) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسعد شرجیل بن سعد نے، اللہ کی قسم میں نے دیکھا بعض کھجور بنونضیر کی بے شک بعض ان میں جلی ہوئی تھیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی محمد بن اسماء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے چچا جدید بن اسماء نے نافع سے، اس نے عبداللہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے بنونضیر کی کھجوریں جلا دیں اور کاٹ دیں، یہ بویرہ تھیں۔ اسی بارے میں حضرت حسان نے کہا تھا۔

وهان على سراة بنى لؤى حريق بالبويرة مستطير

ذلت تھی بنی لؤی کے سرداروں کے لئے بویرہ میں کھجوروں کا جلانا جا پھیل گیا تھا۔

مراد صادید قریش ہیں کیونکہ قریش وہ تھے جنہوں نے کعب بن اسد قرظی کو جو کہ صاحب عقد تھا بنوقریظہ کا اس کو اُبھارا تھا نقض عہد کرنے پر اس کے اور نبی کریم کے درمیان۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن نصر سے، اس نے حبان سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۲۹)

اس نے جویریہ بن اسماء سے، اس نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ اس کو جواب دیا تھا ابوسفیان بن حارث نے۔

أدام الله ذلك من صنيع وحرق فى نواحيها السعير

ستعلم اينا منه بنزه وتعلم اى ارضينا تضير

اللہ ہمیشہ رکھے اس فعل کو اور اس کے اطراف کو بھی آگ جلاتی رہے یعنی ارد گرد کو اور مدینے کو بھی آگ لگے۔ (بحالت کفر انہوں نے یہ بددعا کی تھی)

عنقریب تم جان لو گے کہ ہم تم میں سے کون خوش ہے۔ تم جان لو گے جی کونسی زمین نقصان میں ہے۔ (مدینہ دارالسلام یا مکہ دارالکفر)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسین بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ابوالعباس سرّاج نے، ان کو ابوالمنذر نے، ان کو یحییٰ بن حماد نے، ان کو جویریہ، پھر اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور اس نے کہا ہے حدیث میں کہ بنونضیر کی کھجوروں کو جلا دیا تھا اس کے لئے حسان کہتے ہیں پھر انہوں نے شعر کا ذکر کیا اور اس کو جواب بھی، اور انہوں نے لفظ ھَانَ کہا ہے وھان نہیں کہا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابومحمد بن ابوحامد مقری نے اور ابواحمد بن حسن قاضی نے اور ابوصادق محمد بن احمد عطار نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی لیث بن سعد نے نافع سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کی کھجوریں جلا دیں تھیں اور کاٹ ڈالی تھیں یہ ابھی چھوٹی تھیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری :

ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله وليخزى الفاسقين ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۵)

بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا ہے قتیبہ سے، اس نے لیث سے۔ (بخاری کتاب التفسیر۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۲۹ ص ۱۳۶۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوحامد بن شرقی نے، ان کو محمد بن یحییٰ زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ہثیم بن جمیل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے زائدہ نے، عبیداللہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے بنونضیر کی کھجوروں کے درخت جلا دیئے تھے اور کاٹ ڈالے تھے، اس بارے میں حسان نے کہا تھا :

وھان علی سراۃ بنی لؤی حریق بالبویرۃ مستطیر

محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ ہثیم نے کہا کہ میں زائدہ کے تھا ارض روم میں۔ انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی، پھر انہوں نے مجھے حکم دیا جلانے کے بارے میں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علوی نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالازہر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن شرجیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن حزیم موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ بنونضیر یہود اور بنوقریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کو جلاوطن کر دیا تھا اور بنوقریظہ کو ٹھہرنے دیا تھا اور ان پر احسان کیا تھا، حتیٰ کہ اس کے بعد قریظہ نے بھی جنگ شروع کر دی تھی۔ راوی نے حدیث ذکر کی ہے جیسے پہلے گزر چکی ہے۔

بخاری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/ ۳۲۹۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۶۲ ص ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد المفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عقبہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید صالح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بکیر بن معروف نے مقاتل بن حیان سے کہ اللہ کا یہ فرمان :

یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المؤمنین ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۵)

یہود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو ویران کر رہے تھے اور مؤمنوں کے ہاتھوں سے بھی۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان سے قتال کر رہے تھے جب کسی گھر پر یا اوطاق پر قابض ہوتے تھے اس کی دیواریں گرا دیتے تھے تاکہ قتال کے لئے وہ جگہ مل سکے اور یہودی جب مغلوب ہوتے تھے کسی گھر میں یا مکان میں اس کو پیچھے سے سوراخ اور نقب لگا دیتے تھے اس کے بعد اس کو قلعہ بنا لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

فاعتبروا یا اولی الابصار ۔ (ترجمہ) عبرت حاصل کرو اے عقل وبصیرت والو۔

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :

ما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمۃ علی اصولھا (تا) فاسقین ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۵)

مراد یہ ہے لینۃ سے، کھجور کا درخت یہود کو زیادہ محبوب تھے۔ نوکروں چاکروں سے اور خود اولاد سے۔ اس کے ثمر کو لَوْن کہتے تھے۔ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف سے ان کی کھجوروں کو کاٹنے اور درختوں کو کاٹتے وقت کہا تھا، اے محمد! آپ تو کہتے تھے کہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں کیا بھلا درختوں کاٹ ڈالنا کھجوروں کو برباد کر دینا ہی اصلاح ہے؟ یا فساد ہے؟

نبی کریم پر یہ بات گراں گزری اور مسلمان اپنے دل میں ناراض ہوئے ان کی اس بات سے اور کچھ خفت بھی محسوس کی کہ یہ سارا عمل فساد نہ بن جائے۔ لہٰذا ایک دوسرے سے کہنے لگے نہ کاٹو کیونکہ یہ تو اللہ نے ہمیں مال بطور فے اور غنیمت کے دیا ہے۔ جنہوں نے کاٹا تھا وہ کہنے لگے کہ ہم ایسا کر کے یہودیوں کو خوب جلانا چاہتے ہیں، لہٰذا اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ما قطعتم من لینۃ ۔ یعنی کھجور وغیرہ تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا ہے اور اللہ کی اجازت سے ہوا ہے۔ اور جس کو چھوڑ رکھا ہے

(او ترکتموھا قائمۃ علیٰ اصولھا) وہ بھی اللہ کی اجازت کے ساتھ ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ کا دل بھی مطمئن ہو گیا اور اہل ایمان کا دل بھی۔

(ولیخزی الفاسقین) مراد ہے اہل نضیر، لہٰذا کھجوروں کا کاٹنا اور درختوں کو تباہ کرنا ان کے لئے رسوائی تھا۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، ان کو محمد بن سعد عوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے، ہمارے والد نے ہمارے چچا سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ہمارے دادا سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو محاصرہ کیا تھا، حتیٰ کہ آپ اس بارے میں انتہائی حد تک پہنچ گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے آپ کا ہر وہ مطالبہ پورا کیا جو آپ ان سے چاہتے تھے اس لئے حضور ﷺ نے ان سے صلح کر لی تھی اس شرط پر کہ وہ ان کے خون محفوظ کر دیں گے اور ان کو ان کی سرزمین سے ان کے وطنوں سے نکال دیں گے اور ان کو محفوظ راستہ دیں گے اذرعات شام تک اور ان میں سے ہر تین افراد کے لئے ایک اُونٹ فراہم کریں گے اور پانی فراہم کریں گے۔ جلاوطنی سے مراد ان کو ان کی اپنی زمین سے دوسری زمین کی طرف نکالنے کا نام ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابومنصوری نصروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو ہشیم نے ابوبشر سے، اس نے سعید بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ابن عباس سے کہ سورہ الحشر کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ (سورۂ حشر)

اس کو بخاری نے نقل کیا صحیح میں دوسرے طریق سے، اس نے ہشیم سے۔ (کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۸۲۔ فتح الباری ۸/ ۶۲۸۔ ۶۲۹)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن احمد بن حسن بن اسحاق بزار نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن اسحاق فاکہی نے، ان کو ابویحییٰ بن ابومسرہ نے، ان کو یعقوب بن محمد زہری نے، ان کو ابراہیم بن جعفر بن ہبز بن محمود بن محمد بن مسلمہ نے اپنے والد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، اس نے محمد بن مسلمہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو بھیجا تھا بنونضیر کی طرف اور اسے حکم دیا تھا کہ ان کی جلاوطنی (ترک وطن کرنے) کے لئے تین راتوں کی مہلت دے دے ان لوگوں کو۔ (الواقدی ۱/ ۳۶۶۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۴۵۵)

باب ۵٦

بنونضیر کو جلاوطن کرنے کے بعد عمرو بن سُعدیٰ یہودی کا یہودیوں کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کا اعتراف کرنا بعض دیگر یہود کا بھی اعتراف کرنا کہ تورات کے اندر نبی کریم ﷺ کی تعریف موجود ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمرو واقدی نے، ان کو ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ جب بنونضیر مدینے سے نکل گئے تو عمرو بن سُعدیٰ آئے انہوں نے اپنے گھر کا چکر لگایا اور اس کی ویرانی دیکھی تو اس نے سوچ بچار کی۔ اس کے بعد وہ پلٹ کر قریظہ کے پاس آیا، اس نے ان کو ایک کنبہ پایا۔ چنانچہ ان کے قرن میں پھونک ماری گئی، لہٰذا وہ لوگ جمع ہو گئے۔ پس زبیر بن باطا نے کہا، اے ابوسعید آپ کہاں تھے؟ آج صبح سے ہم نے آپ کو دیکھا نہیں؟ کیونکہ وہ کنبہ سے جدا نہیں ہوتا تھا اور یہودیت میں انتہائی عبادت گزار بنا ہوا تھا (اللہ والا بنا ہوا تھا)۔

اس نے کہا میں نے آج کئی عبرتیں دیکھی ہیں جن کے ساتھ ہم لوگ عبرتیں دلائے گئے ہیں۔ میں اپنے بھائی بندوں کے گھر اور ٹھکانے جا کر دیکھے ہیں جو کہ ویران پڑے ہیں۔ اس عزت اور غلبے اور مضبوطی کے باوجود اور وافر شرف اور کامیاب عقل و فراست رکھنے کے

باوصف وہ لوگ اپنے مالوں کو چھوڑ گئے ہیں اور دوسروں کو اس کا مالک کر گئے ہیں اس طرح نکل گئے ہیں جیسے عاجز ہو کر چھوڑ جاتا ہے۔ قسم ہے توراۃ کی یہ کیفیت کسی ایسی قوم پر زبردستی ہرگز نہیں کی جاتی، اللہ کو جن کے باقی رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

تحقیق اللہ اس کو اس سے قبل کعب بن اشرف کے ساتھ بھی واقع کر چکا تھا جو یہود میں سے بڑا عزت دار تھا۔ اللہ نے اس کو اپنے گھر میں امن سے رکھا تھا۔ اور یہی کیفیت اللہ واقع کر چکا ہے ابن سُنَیْنَہ کے ساتھ جو کہ ان کا سردار تھا اور یہی حالت واقع کر چکا ہے بنی قینقاع کے ساتھ، وہ یہود کے اہل جد تھے ان کے بڑے تھے۔ وہ اہل اسباب تھے، اہل اسلحہ تھے اور اہل قوت وشجاعت تھے۔ ان کو قید کر ڈالا جو انسان بھی ان میں سر نکالتا تھا اسی کو قید کر لیا جاتا۔ چنانچہ ان کے بارے میں بات چیت کی گئی تو انہیں چھوڑ دیا گیا اس شرط پر کہ انہیں یثرب سے جلاوطن ہونا اور نکل جانا ہوگا۔

اے میری قوم! تم یہ دیکھ چکے ہو میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ لہٰذا اب تم میری بات مانو، وہ یہ ہے کہ تم آؤ ہم محمد ﷺ کی اتباع کر لیتے ہیں۔ اللہ کی قسم! تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ نبی ہے اور ہم لوگوں کو اس کے بارے میں بشارت دی تھی اور اس کے معاملے کی اطلاع دی تھی ابن الہیبان ابوعمیر نے اور ابن حراش نے۔ وہ دونوں یہود کے سب سے بڑے عالم تھے دونوں بیت المقدس سے آئے تھے، وہ دونوں اس کی آمد کی امید ظاہر کر رہے تھے۔ انہوں نے محمد ﷺ کی اتباع کرنے کا حکم دیا تھا اور ان دونوں نے ہم لوگوں سے کہا تھا کہ ہم لوگ محمد ﷺ کو ان دونوں کی طرف سے سلام دیں۔ پھر وہ دونوں اپنے دین پر ہی فوت ہو گئے تھے اور ہم ہی لوگوں نے ان کو دفن کیا تھا اپنے اسی حرہ میں۔ چنانچہ یہ سُن کر قوم خاموش ہو گئی، ان لوگوں میں سے کسی کلام کرنے والے نے کلام نہیں کیا۔ لہٰذا عمرو بن سُعدیٰ نے اپنے اسی کلام کا پھر اعادہ کیا (یعنی دوبارہ اس نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی)۔ اور ان کو جنگ سے ڈرایا اور قیدی بننے سے اور جلاوطن ہونے سے ڈرایا۔

پس زبیر بن باطا نے کہا تحقیق قسم ہے توراۃ کی میں نے کتاب باطا توراۃ میں ان کی (محمد ﷺ) کی تعریف وصفت خود پڑھی ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اُتری تھی۔ اس مثانی میں نہیں ہے جو ہم بیان کرتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ کعب بن اسد یہود نے زبیر سے کہا، اے ابوعبدالرحمٰن آپ کو کونسی چیز ان کی (محمد ﷺ) کی اتباع سے مانع ہے۔ زبیر نے جواب دیا کہ تم ہو۔ کعب نے کہا کہ کیوں؟ توراۃ کی قسم ہے میں تیرے اور اس کے (محمد ﷺ) درمیان ہرگز حائل نہیں ہوں (یعنی تم آزاد ہو چاہو تو ایمان لے آؤ)۔ زبیر باطا نے کہا کہ آپ ہمارے صاحب عہد اور ہمارے عقد ہیں (یعنی بسط وکشاد کے مالک ہیں)۔ آپ اگر اس کی (محمد ﷺ) کی اتباع کریں گے تو ہم بھی اس کی (محمد ﷺ) اتباع کریں گے۔ اور اگر آپ اس کی (محمد ﷺ) کی اتباع سے انکار کریں گے تو ہم بھی اس سے انکار کریں گے۔

اس پر عمرو بن سُعدیٰ کعب کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بات چیت ذکر کی جو دونوں نے اس بارے میں کی تھی یہاں تک کہ کعب نے کہا کہ میرے پاس اس کے (محمد ﷺ) معاملے میں اس کے سوا کچھ نہیں ہے جو کچھ میں نے کہہ دیا ہے میرا نفس (دل) خوش نہیں ہوتا اس بات پر کہ میں تابع ہو جاؤں۔ (الواقدی ۵۰۳-۵۰۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۸۰-۸۱۔ سیرۃ الشامیہ ۴۶۳-۴۶۵)

☆☆☆

(نوٹ) اس واقعہ کی مزید تفصیل محشی کی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی نے سیرت شامیہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ جس کو ہم نے بخوف طوالت نقل نہیں کیا (من ادارہ فلیطالع فی دلائل النبوۃ ہذا المقام)۔ مترجم

باب ۵۷

غزوۂ بنولحیان

یہ وہی غزوہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے صلاۃ الخوف پڑھائی تھی مقام عسفان میں۔ جس وقت ان کے پاس آسمان سے خبر آ گئی تھی مشرکین کے ارادوں کے بارے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمار نے اور سلمہ بن محمد اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ آپ جمادیٰ اولیٰ میں بنوقریظہ کے صلح ہونے کے چھ ماہ پورے ہونے پر بنولحیان کی طرف روانہ ہوئے تھے مقام رجیع والوں کی تلاش میں۔ مثلاً حضرت خبیب ؓ اور ان کے احباب کی تلاش میں۔ اور ظاہر یہ کیا تھا کہ شام کے ملک جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ مخالف لوگوں کو دھوکہ میں رکھ سکیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم وغیرہ نے، انہوں نے کہا کہ جب حضرت خبیب شہید کر دیئے گئے اور ان کے اصحاب بھی تو رسول اللہ ﷺ ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کے لئے روانہ ہوئے تاکہ بنولحیان سے خفیہ طریقے سے پہنچ کر بدلہ لے سکیں۔ لہٰذا آپ شام کے راستے پر روانہ ہو گئے اور لوگوں کے سامنے یوں ظاہر کیا جیسے وہ بنولحیان کے پاس جانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ ایسے اس لئے کیا تاکہ خاموشی سے ان کے اوپر پہنچ جائیں یہاں تک کہ آپ ارض بنولحیان میں جا اُترے قبیلہ ہذیل کے قریب۔

آپ نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ پہلے سے ڈرا دیئے گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ لے رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہم عسفان میں اُترتے تو قریش دیکھ لیتے کہ ہم مکہ میں آ گئے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہو کر عسفان میں اُترے پھر آپ نے دو گھڑ سوار بھیجے حتیٰ کہ مقام کراع الغمیم تک پہنچے۔ اس کے بعد اس کی طرف پھر گئے۔ ابوعباس زرقی نے ذکر کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے یہاں صلوٰۃ الخوف پڑھائی تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابونصر قتادہ نے اور ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن علی ذہلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی جریر نے منصور سے اس نے مجاہد سے، اس نے ابوعباس زرقی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مقام عسفان میں اور مشرکین پر خالد بن ولید تھے۔ ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تھی۔ مشرکین نے کہا کہ اگر یہ لوگ کاش کہ ایسی حالت پر ہوتے کہ اگر ہم ارادہ کرتے تو دھوکہ سے ان کو مار سکتے (تو ایسا ضرور کرتے) اور نماز میں قصر کرنے کی آیت ظہر اور عصر کے مابین نازل ہوئی تھی اس لئے لوگوں نے ہتھیار پہن کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صفیں بنائی تھیں۔

دو صفیں قبلہ کی طرف منہ کر کے جبکہ مشرکین ان کی جانب منہ کئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ نے تکبیر تحریمہ کہی تو سب لوگوں نے تکبیر کہی تھی اس کے بعد حضور نے رکوع کیا اور سب لوگوں نے اجتماعی رکوع کیا تھا، اس کے بعد آپ نے سر اُٹھایا رکوع سے تو سب لوگوں نے سر اُٹھائے۔ اس کے بعد حضور نے سجدہ کیا تو اس صف نے سجدہ کیا جو آپ کے قریب کھڑی تھی۔ دوسرے لوگ کھڑے مشرکین کی نگرانی کرتے رہے۔ جب یہ قریب صف والے اپنے سجدے سے فارغ ہوگئے تو دوسروں نے سجدہ کیا مگر وہ صف توڑ دی گئی جو حضرت کے قریب تھی اور دوسرے لوگ آگے بڑھ گئے اور ان پہلی صف والوں کی جگہ پر جا کر کھڑے ہوئے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا اور ان کے ساتھ سب نے اجتماعی رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر اُٹھایا تو سب نے سر اُٹھایا پھر حضور نے سجدہ کیا اور اس صف نے بھی سجدہ کیا جو آپ کے قریب تھی دوسرے لوگ مشرکین کی نگرانی کرتے رہے یہ لوگ اپنے سجدے سے فارغ ہوگئے تو ان دوسروں نے بھی سجدہ کیا پھر سب لوگ حضور کے ساتھ سیدھے ہو کر اجتماعی طور پر بیٹھ گئے۔ پھر حضور ﷺ نے ان سب پر اجتماعی سلام فرمایا۔ حضور ﷺ نے یہ نماز مقام عسفان میں پڑھائی تھی اور بنی سلیم والے دن پڑھائی تھی۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ الخوف۔ حدیث ۱۲۳۶ ص ۲/۲۱)

نماز کی اس صفت والی روایت کو سلیم بن حجاج نے صحیح میں نقل کیا ہے عطا کی حدیث سے جابر بن عبداللہ انصاری سے۔
(مسلم۔ باب الصلوٰۃ الخوف۔ حدیث ۳۰۷ ص ۵۷۴)

مگر اس نے اس جگہ کا ذکر نہیں کیا جس جگہ حضور ﷺ نے یہ نماز پڑھائی تھی اور ابوعیاش کا قول بھی ذکر نہیں کیا اور مشرکین پر خالد بن ولید تھے۔ تحقیق بعض اہل مغازی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ غزوہ بنولحیان غزوہ بنوقریظہ کے بعد ہوا تھا۔

(۴) اور واقدی نے اپنی اسناد کے ساتھ خالد بن ولید سے ذکر کیا ان کے مسلمان ہونے کے قصہ میں، کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تھے تو خالد کہتے ہیں کہ میں مشرکین کے ساتھ نکلا تھا۔ میں رسول اللہ کو ان کے اصحاب کے ساتھ مقام عسفان میں ملا تھا۔ لہٰذا میں آپ کے مقابلے پر کھڑا ہوا تھا اور میں ان کے درپے ہوا تھا۔ حضور نے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی تھی۔ ہم لوگوں کے آگے۔ ہم لوگوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ ہم ان پر حملہ کر دیں پھر ہمارا عزم پکا نہ ہو سکا تھا۔ چنانچہ حضور مطلع ہو گئے تھے اس پر جو ہمارے دلوں میں ارادہ تھا ان کے بارے میں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے اصحاب کو جب نماز پڑھائی تو وہ صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ (المغازی للواقدی ۷۴۶)

(۵) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے ان کو خبر دی عبداللہ جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ہشام نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی تھی مقام نخل میں۔ لہٰذا مشرکین نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، پھر وہ کہنے لگے اچھا رہنے دو ان کو۔ یہ ان مسلمانوں کی نماز ہے جو کہ ان کو اپنے بیٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔

فرمایا کہ پھر جبرئیل علیہ السلام اُترے رسول اللہ ﷺ پر۔ انہوں نے آپ کو خبر دی پھر حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو عصر کی نماز اس طرح پڑھائی کہ آپ نے دو صفیں بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے آگے کھڑے تھے اور دشمن رسول اللہ کے آگے تھے۔ لہٰذا سب نے اجتماعی تکبیر کہی اور رکوع بھی اکٹھے کیا پھر سجدہ صرف ان لوگوں نے کیا جو حضور کے قریب تھے، باقی لوگ سیدھے کھڑے رہے تھے۔ جب پہلے والوں نے سر اُٹھایا تو دوسروں نے سجدہ کیا پھر آگے والے پیچھے ہو گئے اور پیچھے والے آگے ہو گئے، پھر سب نے کر تکبیر کہی اور سب نے مل کر سجدہ کیا۔ پھر ان لوگوں نے سجدہ کیا جو ان کے قریب تھے اور دوسرے کھڑے رہے۔ جب ان لوگوں نے اپنے سر اُٹھائے دوسروں نے سجدہ کیا۔

امام بخاری نے ہشام دستوائی کی روایت کے ساتھ استشہاد کیا ہے۔ (فتح الباری ۷/۴۳۶)

اور امام مسلم نے اس کو نقل کیا ہے ابوخیثمہ زہیر بن معاویہ سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے مگر یہ کہ انہوں نے کہا ہے، ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر ایک قوم کے ساتھ جہاد کیا تھا جہینہ میں سے انہوں نے ہم لوگوں کے ساتھ شدید قتال کیا۔

(مسلم۔کتاب المساجد۔حدیث ۳۰۸ ص ۵۷۵)

جب ہم لوگوں نے نماز ظہر ادا کی تو مشرکین نے کہا کہ اگر ہم لوگ ان پر اس وقت پل پڑتے جب یہ نماز پڑھ رہے تھے تو ہم ان کو کاٹ ڈالتے۔ لہٰذا جبرائیل امین نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچا دی اور رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس بات کا تذکرہ کر دیا۔

کہتے ہیں مشرکین نے کہا کہ اچھا عنقریب ان کی ایک اور نماز آ رہی ہے (نماز عصر) وہ مسلمانوں کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (مسلم نے آگے پوری حدیث ذکر کی ہے)۔ محشی نے اس مقام پر مذکورہ حدیث کا تتمہ ذکر کیا ہے مسلم سے کہ جب نماز عصر کا وقت ہو گیا تو فرمایا کہ ہم لوگوں نے دو صفیں بنائیں۔ مشرکین ہمارے اور قبلہ کے بیچ میں تھے (یعنی سامنے تھے)۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم نے بھی ساتھ تکبیر کہی، حضور ﷺ نے رکوع کیا اور ہم نے بھی ساتھ رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا اور ان کے ساتھ صف اول نے سجدہ کیا جب وہ کھڑے ہو گئے تو پھر صف ثانی نے سجدہ کیا۔ پھر صف اول پیچھے ہٹ گئی اور صف ثانی آگے جا کر صف اول کی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ حضور نے رکوع کیا اور ہم نے بھی رکوع کیا۔ پھر حضور نے سجدہ کیا اور ان کے ساتھ صف اول نے سجدہ کیا اور دوسری صف کھڑی رہی۔ جب صف ثانی نے سجدہ کر لیا تو پھر سارے بیٹھ گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے ان پر سلام پھیرا۔ (حاشیہ ختم ہوا۔ از مترجم)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، ان کو نصیر نے اور اس کا قول جس نے کہا ہے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے کہ مقام نخل میں وہ وہم پیدا کرتا ہے کہ یہ اور غزوہ ذات الرقاع ایک ہی ہے۔ اسی غزوہ سے اب نکلے تھے عسفان کی طرف جیسے ابن اسحاق نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور صلوٰۃ الخوف کی کیفیت میں۔

روایت کا اختلاف، اختلاف احوال کی وجہ سے آپ کی نماز میں، اللہ بہتر جانتے ہیں کہ یہ کیسے ہوا تھا؟ اور مقصود تو معروف کیفیت صلوٰۃ ہے حضور کی اور مقصود اس مقام پر اس چیز کی معرفت ہے جو امر ظاہر ہوا تھا جو آپ کی بنوت پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خصوصی طور پر اس چیز سے آگاہ فرما دیا تھا جو مشرکین ارادہ کر کے بیٹھے تھے حضور ﷺ کی نماز میں حملہ کرنے کا، اور یہی خلاصہ ہے اس باب کا۔ و باللہ التوفیق

محمد بن اسحاق بن یسار نے ذکر کیا ہے اس مذکور کے بعد غزوہ ذی قرد کو جب بنوفزارہ نے رسول اللہ کے اُونٹوں پر غارت کی تھی۔ اس بارے میں جو بات لاریب ہے وہ یہ ہے کہ یہ حدیبیہ کے بعد ہوا تھا سلمہ بن رکوع والی حدیث اس بات پر ناطق ہے۔ ہم نے اس کا ذکر مؤخر کر دیا ہے۔ توفیق ارزانی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

☆☆☆

باب ۵۸

غزوہ ذات الرقاع [۱]

یہی غزوۂ محارب خصفہ ہے بنوثعلبہ بن غطفان سے

(۱) محمد بن اسماعیل بخاریؒ کہتے ہیں کہ یہ غزوہ، غزوۂ خیبر کے بعد ہوا تھا اس لئے کہ ابوموسیٰ خیبر کے بعد آئے تھے۔

(۲) اور ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی غزوہ نجد میں صلوٰۃ الخوف۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ابو ہریرہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایام خیبر میں آئے تھے۔

(۳) میں کہتا ہوں (مصنف) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے جہاد کیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر نجد کی طرف۔ انہوں نے بھی صلوٰۃ الخوف کا ذکر کیا ہے۔ ان کا قتال میں جانا جنگ خندق والے سال تھا۔

(۴) مگر یہ بات ہے کہ محمد بن اسحاق بن یسار نے یہ زعم کیا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع جمادی اولیٰ میں غزوۂ بنونضیر سے دو ماہ بعد ہوا تھا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعاس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبداللہ الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر ٹھہرے رہے تھے رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنونضیر کے بعد ماہ ربیع الثانی اور کچھ حصہ جمادی اولیٰ، اس کے بعد آپ نے جہاد کیا نجد کا اب ارادہ کر رہے تھے بنومحارب کا اور بنوثعلبہ کا غطفان سے، حتیٰ کہ آپ النخلہ میں اُترتے تھے یہی غزوۂ ذات الرقاع تھا۔ آپ اس میں قبیلہ غطفان کی جمعیت سے ملے تھے (دونوں طرف سے)۔ لوگ ایک دوسرے کے قریب آگئے تھے قتال کے لئے۔ مگر ان کے درمیان جنگ نہیں ہوئی تھی۔ تحقیق لوگ بعض بعض سے ڈر گئے تھے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو صلوٰۃ الخوف پڑھائی تھی اس کے بعد آپ لوگوں کے ساتھ لوٹ گئے تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمار بن حسن نے، ان کو سلمہ نے محمد بن اسحاق سے ذکر مغازی رسول میں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ٹھہرے رہے تھے مدینے میں غزوہ بنونضیر کے بعد ماہ ربیع الثانی اور کچھ جمادی اولیٰ۔ اس کے بعد آپ نجد کا غزوہ کرنے نکلے تھے، آپ کے ارادے کا ہدف محارب تھے یہ ثعلبہ بن غطفان تھے۔ یہی غزوہ ذات الرقاع تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۵۷)

جب حضور ﷺ غزوۂ ذات الرقاع سے واپس مدینہ میں پہنچے تو آپ یہاں پر رُکے رہے تھے ماہ جمادی اولیٰ کی ثانیہ، اور جب پھر آپ شعبان میں بدر کی طرف نکلے تھے ابوسفیان کے وعدے کی معیاد کے لئے۔ لہٰذا واقدی تو اس خبر کی طرف گئے ہیں جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے، وہ کہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ غزوہ کا نام ذت الرقاع اس لئے رکھا ہے کہ کہا گیا کہ اس میں کئی ٹکڑے تھے، سُرخی اور سیاہی اور سفیدی کے۔ لہٰذا نام دیا گیا ذات الرقاع۔

---

[۱] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۶۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۵۷۔ انساب الاشرف ۱/۱۶۳۔ مغازی للواقدی ۱/۳۹۵۔ مسلم بشرح النووی ۱۲/۱۷۔ تاریخ طبری ۲/۵۵۵۔ بخاری ۵/۱۱۳۔ ابن حزم ۱۸۲۔ عیون الاثر ۲/۸۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۸۳۔ نویری ۱۷/۱۵۸۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۵۳۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شب ہفتہ روانہ ہوئے تھے جب محرم کے دس دن گزر چکے تھے۔ سینتالیس ماہ پورے ہونے پر، اور آپ بیر حرار پر پہنچے تھے اتوار کے دن جب محرم کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے (حرار مدینہ سے تین میل پر یہ کنواں تھا)۔ اور مقام ذات الرقاع مقام نخیل کے قریب تھا۔ سعد اور شقرہ کے درمیان .... اور بیر ارکا مدینے سے تین میل پر تھا۔ یہ اسلام سے قبل کا بیر (کنواں) تھا۔ حضور ﷺ پندرہ راتیں غیر موجود رہے تھے۔ (المغازی للواقدی ۱/۳۹۵)

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ضحاک بن عثمان نے عبید اللہ مقسم سے، اس نے جابر سے اور مجھے حدیث بیان کی ہشام بن سعد نے زید بن اسلم سے، اس نے جابر سے اور مالک سے اور عبداللہ بن عمر سے، اور اس نے وہب بن کیسان سے، اس نے جابر سے۔ تحقیق ان میں سے بعض نے بعض پر اضافہ کیا ہے حدیث میں۔ اور ان مذکورہ کے علاوہ نے۔ تحقیق انہوں نے مجھے حدیث بیان کی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص آنے والا آیا اور وہ سامان تجارت برائے فروخت لے کر آیا تھا۔ بازار نبط میں لوگوں نے پوچھا کہ یہ سامان کہاں سے لائے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں اس کو نجد سے لایا ہوں۔ اور تحقیق میں نے قبائل انمار اور ثعلبہ کو دیکھا ہے وہ تمہارے مقابلے کے لئے بڑی بڑی جماعتیں جمع کر چکے ہیں اور میں تم لوگوں کے دیکھ رہا ہوں کہ تم ان سے پہل کرنے والے ہو۔

رسول اللہ ﷺ کو اس کو یہ قول پہنچا تو آپ اپنے چار سو اصحاب کو لے کر نکلے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ سات سو یا آٹھ سو کو لے کر نکلے۔ حضور مدینے سے نکلے، آپ تنگ راستے سے چلے پھر وادی شقرہ میں پہنچے، ایک دن وہاں قیام کیا آپ نے اپنے جاسوس پھیلا دیئے، وہ رات کو آپ کے پاس لوٹے، انہوں نے رپورٹ دی کہ انہوں نے کسی کو بھی نہیں دیکھا وہ تمام جدید نشانات کو روند کر آ گئے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ چلے حتیٰ کہ ان لوگوں کے ٹھکانوں پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ ٹھکانے اور گھر خالی پڑے ہیں ان کے اندر کوئی بھی نہیں ہے۔

عرب دیہاتی پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے تاخیر اور ٹال مٹول کیا حضور کی طرف آنے میں۔ لوگوں نے بعض نے بعض سے خوف کیا اور مشرکین ان کے قریب تھے اور مسلمانوں نے خوف کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہیں ٹلیں گے حتیٰ کہ ان کو جڑ سے ختم کریں گے۔ یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ الخوف پڑھائی تھی۔ (المغازی للواقدی ۳۹۵۔۳۹۶)

(۷) (بیہقی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حدیث کو مروی ہے ابوموسیٰ سے اس غزوہ کے بارے میں جس میں وہ حاضر تھے اس کا نام رکھا ذات الرقاع۔ فرمایا کہ ہم لوگوں کے پیر پھٹ گئے تھے اور میرے دونوں قدم زخمی ہو گئے تھے تو ناخن بھی گر گئے تھے۔ لہٰذا ہم لوگ اپنے پیروں پر کپڑوں کی دھجیاں اور پٹیاں لپیٹنے لگے تھے۔ فرماتے ہیں چونکہ ہم لوگوں نے پرانے فرقے پیروں پر باندھ لئے تھے اس لئے اس غزوے کا نام ذات الرقاع رکھ دیا تھا (رقاع اُقعَۃ کی جمع ہے فرقے وہ کپڑے بوسیدہ ٹکڑوں والا غزوہ)۔

(۸) اور ہم نے واقدی سے روایت کی ہے اس غزوے کے بارے میں جو حضور ﷺ نے جہاد کیا تھا محارب اور بنی ثعلبہ سے بے شک اس کا نام ذات الرقاع اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ پہاڑ گونا گوں تھا بعض ٹکڑے اس کے سرخ تھے بعض سیاہ بعض سفید تھے۔ اس نسبت سے اس غزوے کا نام غزوہ ذات الرقاع ہو گیا تھا۔ اگر واقدی نے اس بات کو محفوظ کیا ہے تو یہ مناسب ہے کہ یہ وہ غزوہ ہے جس میں ابوموسیٰ موجود تھے اور ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر، وہ اس غزوے کے علاوہ ہوگا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۵۹

اللہ عزوجل کا اپنے رسول ﷺ کی حفاظت فرمانا

اس بات سے جو کچھ حضور کے بارے میں غورث بن حارث نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اور خوف کے وقت حضور ﷺ کی نماز کی خاص کیفیت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن بن ایوب نے ، ان کو ابوحاتم رازی نے ، ان کو ابوایمان حکم بن نافع نے ، ان کو شعیب نے زہری سے ، ان کو سنان بن ابوسنان لؤی نے ، اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے یہ کہ جابر بن عبداللہ انصاری جو اصحاب رسول اللہ میں سے تھے۔ ان دونوں کو خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا تھا۔ جہاد نجد کی طرف تھا جب حضور واپس لوٹے تو وہ بھی ساتھ ہی واپس آیا ، راستے میں ان کو دوپہر کو سونے کا وقت ہو گیا اور وہ وادی کثیر خاردار درختوں سے پُر تھی یعنی ببول وغیرہ کے درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ اُتر پڑے لوگ خاردار درختوں تلے سایہ حاصل کرنے کے لئے پھیل گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کیکر کے درخت تلے آرام فرمایا اور پنی تلوار درخت کے ساتھ معلق کر دی۔

جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ گہری نیند سو گئے تھے ، اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو آواز دے کر بلایا ، ہم لوگ فوراً حضور کی طرف لپکے دیکھا کہ ایک اعرابی ان کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے میری تلوار اُٹھالی تھی اور میں نیند میں تھا۔ میں جاگ گیا ، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس کے ہاتھ میں ہے اس نے مجھ پر تلوار اُٹھائی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ محمد اب تجھے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ! پھر اس نے کہا ہے کہ تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ میں نے پھر کہا اللہ! اس نے تلوار رکھ دی اور بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کوئی سزا نہ دی حالانکہ وہ یہ فعل کر چکا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۲۶)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صنعائی سے اور ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۳۔۱۴ ص ۱۷۸۶۔۱۷۸۷)

رسول اللہ کا اعرابی کو معاف کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن صفار نے ، ان کو احمد بن منصور نے ، ان کو عبدالرزاق نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے ، اس نے ابوسلمہ سے ، اس نے جابر سے کہ نبی کریم ﷺ ایک منزل پر اُترے تھے اور لوگ خاردار جھاڑیوں تلے سایہ حاصل کرنے لگے اور نبی کریم ﷺ نے اپنا اسلحہ درخت کے ساتھ لٹکا دیا تھا اچانک ایک دیہاتی آیا ، اس نے تلوار اُٹھا کر حضور ﷺ پر سونت لی اس کے بعد وہ حضور کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ

میرے اور تیرے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ! (یعنی اللہ تجھے مجھ سے شکست دے گا)۔ تین بار اس نے سوال کیا اور حضور ﷺ نے یہی جواب دیا اور حضور یہی فرماتے رہے کہ اللہ! لہٰذا اعرابی نے تلوار دوبارہ نیام میں ڈال دی اور آ کر بیٹھ گیا نبی کریم ﷺ پاس۔ حضور نے اپنے اصحاب کو بلایا اور ان کو اس دیہاتی کی کارفرمائی سُنائی۔ وہ حضور کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نے اس کو کوئی سزا نہیں دی۔

کہتے ہیں کہ حضرت قتادہ اسی طرح ذکر کرتے تھے کہ عرب کی ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اچانک قتل کر دیں۔ لہٰذا انہوں نے اس اعرابی کو بھیجا تھا اور قتادہ یہ پڑھتے تھے :

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْآ اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ ۔ الخ

(سورۃ المائدہ : آیت ۱۱)

یاد کرو اللہ کی نعمت کو تمہارے اوپر جب ایک قوم نے تمہاری طرف دست درازی کا ارادہ کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۲۹)

اور مسلم نے حمید سے، دونوں نے عبدالرزاق سے سواہ قول قتادہ کے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۳ ص ۱۷۸۶)

بخاری کہتے ہیں کہ ابان نے کہا تھا۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابو کثیر نے، اس نے وہی حدیث ذکر کی ہے جس کی خبر دی ہے عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن کعبی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو اسماعیل بن فقیہ نے، ان کو ابوبکر بن شیبہ نے، ان کو عفان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ربان نے، ان کو یحییٰ بن ابو کثیر نے ابوسلمہ سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے حتیٰ کہ جب ہم مقام ذات الرقاع میں پہنچے تو ہم نے ایک سایہ دار درخت پایا، ہم نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے آرام کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ایک آدمی آیا مشرکین میں سے۔ اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت پر لٹکی ہوئی تھی اس نے حضور کی تلوار اُٹھائی اور اس کو نیام سے نکالیا اور حضور سے کہنے لگا کیا آپ مجھ سے ڈریں گے؟ حضور نے فرمایا کہ نہیں؟ پھر کہنے لگا تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ بچائے گا مجھے تجھ سے۔

کہتے ہیں کہ اس شخص کو اصحاب رسول نے ڈانٹا تھا۔ لہٰذا اس نے تلوار دوبارہ نیام میں ڈال کر واپس اپنی جگہ پر لٹکا دی۔ نماز کے لئے اذان کہی گئی، حضور ﷺ نے ایک طائفہ کو ایک رکعت پڑھائی پھر وہ پیچھے ہٹ گئے پھر دوسرے طائفے کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ فرمایا رسول اللہ کی چار رکعات ہوگئی تھیں اور قوم کی دو رکعات۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۴ ص ۱۷۸۷)

بخاری نے کہا کہ مسدد کہتے ہیں کہ ابوعوانہ سے مروی ہے اس نے ابو بشر سے کہ اس آدمی کا نام غورث بن حارث تھا۔ حضور ﷺ نے اس سفر میں قتال کیا تھا محارب بن خصفہ سے۔

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب نے، ان کو محمد بن معاذ نے، ان کو ابوالنعمان محمد بن فضل عارم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمر وادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی محمد بن یحییٰ مروزی نے، ان کو عاصم ان علی نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو ابو بشیر نے، ان کو سلیمان بن قیس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا تھا محارب خصفہ سے مقام نخل میں۔

مشرکین نے مسلمانوں کو غافل دیکھا اور ان میں سے ایک آدمی آیا اس کو غورث بن حارث کہا جاتا تھا وہ تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کے پر آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ آپ کو کون بچائے گا میرے ہاتھ سے؟ آپ نے فرمایا، اللہ۔ کہتے ہیں کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تلوار اُٹھالی اور آپ نے فرمایا کہ اب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ اس نے التجا کی کہ آپ اچھے اور خیر سے تلوار اٹھانے والے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا کہ نہیں میں یہ شہادت نہیں دیتا مگر آپ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ قتال نہیں کروں گا اور ان لوگوں کے ساتھ بھی نہیں ہوں گا جو آپ سے

قتال کریں گے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ چنانچہ وہ اپنے اصحاب کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں سب لوگوں سے بہتر انسان کے پاس سے آ رہا ہوں۔

پھر راوی نے صلوٰۃ الخوف کا ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے چار رکعت پڑھائی تھیں۔ ہر گروہ کو دو رکعت پڑھائی تھی۔ یہ الفاظ ہیں حدیث عاصم کے اور عاصم کی ایک روایت میں ہے کہ اس دیہاتی نے کہا تھا کہ میں آپ کے ساتھ معاہدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے قتال ہیں کروں گا اور میں ایسی قوم کا ساتھ بھی نہیں دوں گا جو آپ سے قتال کریں گے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میں تمہارے پاس سب لوگوں سے بہتر شخص کے پاس سے آیا ہوں۔

جب نماز کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ لوگ دو گروہوں میں ہو گئے ایک گروہ حضور کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا تھا۔ جو گروہ آپ کے ساتھ تھا آپ نے ان کو دو رکعتیں پڑھائیں تھیں پھر وہ لوگ ہٹ گئے تھے جا کر ان کے ساتھ کھڑے ہوئے جو دشمن کے مقابل تھے۔ اور وہ لوگ آ گئے جن کو آپ نے دو رکعت پڑھائی تھی۔ لہٰذا لوگوں کے لئے دو دو رکعات ہوئی تھیں اور نبی کریم کی چار رکعات ہوئی تھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۸۵/۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی شافعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی مالک نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے قرأت کی مالک کے سامنے اس روایت کی یزید بن رومان سے، اس نے صالح بن خوات سے، اس نے اس شخص سے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی ذات الرقاع والے دن صلوٰۃ الخوف پڑھی تھی۔

یہ کہ ایک گروہ نے صف باندھی تھی حضور ﷺ کے ساتھ اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہا۔ آپ نے اس گروہ کو ایک رکعت نماز پڑھائی جو آپ کے ساتھ تھا، ایک رکعت اس کے بعد۔ حضور ﷺ اپنی جگہ کھڑے رہے لوگوں نے اپنی نماز دو رکعت پوری کی تھی پھر وہ ہٹ گئے تھے وہ دشمن کے مقابل صف بستہ ہو گئے تھے اور دوسرا گروہ آیا تھا آپ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی آپ کی نماز میں سے پھر آپ بیٹھے رہے ان لوگوں نے اپنی نماز پوری کر لی تو پھر حضور ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب صلوٰۃ المسافرین۔ ۳۱۰)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے، اس نے مالک سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوۃ ذات الرقاع)

کیفیت صلوٰۃ الخوف .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو بن محمد بن یحییٰ نے اور محمد بن نصر نے اور احمد بن نصر بن عبدالواہاب نے اور کثیر بن سفیان نے اور عمران بن موسیٰ نے، وہ سب کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مغازی بن معاذ عنبری نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے، اس نے صالح بن خورت سے، اس نے سہل بن ابی خثمہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی خوف میں، آپ نے اپنے پیچھے دو صفیں بنوائیں۔ آپ نے ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی جو آپ کے قریب کھڑے تھے پھر آپ کھڑے ہو گئے تھے اور مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے جو ان لوگوں سے جو پیچھے تھے ایک رکعت اور پڑھ لی۔ پھر پیچھے والے آگے بڑھ گئے اور آگے والے پیچھے ہو گئے، اب حضور ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ بیٹھ رہے یہاں تک کہ جو پیچھے ہو گئے تھے انہوں نے ایک رکعت اکیلے پڑھ لی پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے۔ (کتاب صلوٰۃ المسافرین۔ باب صلوٰۃ الخوف)

اور بخاری نے روایت کیا ہے حدیث یحییٰ بن قطان سے۔ (کتاب المغازی۔ باب غزوۃ ذات الرقاع)

اس نے شعبہ سے مختصراً طور پر اور اس روایت میں جو بخاری نے ذکر کی ہے یہ ہے کہ لیث بن سعد نے روایت کی ہے۔ ہشام سے، اس نے زید بن اسلم سے یہ کہ قاسم بن محمد نے اس کو حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ نماز پڑھائی تھی رسول اللہ ﷺ نے غزوہ انمار میں۔

(۷) تحقیق ہم نے روایت کی ہے واقدی سے، اس آدمی کے قصے میں جس نے مدینے میں خبر دی تھی کہ انمار اور ثعلبہ تمہارے مقابلے کے لئے لشکر جمع کر چکے ہیں۔ لہٰذا احتمال ہے کہ یہ نماز جو آپ نے پڑھائی تھی یہ بھی اسی غزوہ میں ہو۔ سوائے اس کے نہیں کہ اس روایت میں جس کو ہم جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے خلاف ہے، دونوں نمازوں میں شاید یہ اختلاف حالت کی وجہ سے ہے دونوں میں۔ واللہ اعلم

حضرت عباد بن بشیر کی کیفیتِ نماز .... (۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، ان کو عبداللہ بن عمر نے اپنے بھائی عبید اللہ بن عمر سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے صالح بن خورت سے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی تھی۔ حضور ﷺ قبلہ رُخ کھڑے ہوئے تھے، ایک جماعت حضور ﷺ کے پیچھے تھی اور دوسری جماعت دشمن کی طرف متوجہ تھی۔ حضور ﷺ نے اس جماعت کو ایک رکعت پڑھائی دو سجدے سمیت جو آپ کے پیچھے کھڑی تھی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی جگہ پر جم کر کھڑے رہے تھے، ان لوگوں نے آپ کے پیچھے ایک رکعت پڑھی دو سجدوں کے ساتھ۔ پھر آپ نے سلام پھر دیا تھا۔ اتنے میں دوسری جماعت آ گئی تھی آپ نے ان کو بھی ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائی تھی۔ جبکہ پہلی جماعت دشمن کی طرف منہ کئے ہوئے تھی۔ آپ نے جب ان کو ایک رکعت پڑھائی تو آپ دیر تک بیٹھے رہے تھے، یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے لئے ایک رکعت دو سجدوں سمیت مکمل کر لی۔ پھر سب نے سلام پھیر دیا۔

حضور ﷺ نے اس قوم کے گھروں میں صرف عورتوں کو پایا تھا۔ آپ نے ان لوگوں کو قید کیا تھا۔ قیدیوں میں ایک لڑکی زیادہ خوبصورت تھی، اس کا شوہر اس کے ساتھ بہت محبت کرتا تھا۔ حضور ﷺ جب مدینہ کی طرف واپس لوٹنے لگے تو اس کے شوہر نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور محمد (ﷺ) کو تلاش کر کے نقصان پہنچائے گا ورنہ اس وقت تک اپنی قوم کے پاس واپس نہیں آئے گا جب تک محمد (ﷺ) کو قتل نہ کر لے، یا اس بارے میں کوئی خون نہ بہا ڈالے، یا اپنی بیوی کو نہ چھڑا لائے۔

ان دن رسول اللہ ﷺ شام کے وقت محو سفر تھے ہوا تیز چل رہی تھی، وہ آدمی وادی میں سامنے اُترا۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا۔ دو آدمی کھڑے ہو گئے عمار بن یاسر اور عباد بن بشر، دونوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم کریں گے آپ کی حفاظت۔ ہوا اتنی تیز تھی کہ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ مگر دو آدمی گھاٹی کے منہ پر بیٹھ گئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ کونسی رات تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ اول یا آخر؟ یعنی رات کا کونسا حصہ تمہاری طرف سے ڈیوٹی کروں اول یا آخر تم سو جاؤ۔ کہتے ہیں کہ اس نے کہا کہ اول حصہ تم ڈیوٹی کرو، چنانچہ عمار بن یاسر سو گئے اور عباد نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

اللہ کا دشمن آیا وہ دیکھتا جاتا تھا کہ جاگ تو نہیں رہے، فرصت اور غفلت کے وقت کی تلاش میں تھا۔ ہوا بھی رک گئی تھی۔ اس کو جب قریب سے کوئی کھڑا ہوا ہیولیٰ نظر آیا تو اس نے سوچا کہ یہ قوم کا سردار ہوگا۔ اس نے تیر مار دیا، وہ انہیں لگ گیا مگر انہوں نے اس کو کھنچ لیا۔ پھر اس نے دوسرا تیر مارا پھر عباد نے نکال دیا پھر اس نے تیسرا تیر مارا اس کے ساتھ وہ بیٹھ گئے۔ جب خون ان پر غالب آ گیا تو انہوں نے رکوع کیا اور سجدہ کر لیا پھر انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا اُٹھ کر بیٹھئے دشمن آ گیا ہے۔ عمار بن یاسر اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اس اعرابی دشمن نے جب دیکھا کہ عمار اُٹھ گئے ہیں وہ سمجھ گیا کہ یہ لوگ حضور ﷺ کی حفاظت کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ بھاگ گیا۔

اب عمار نے پوچھا کہ اے میرے بھائی! آپ مجھے اس وقت اُٹھا دیتے جب اس نے آپ کو پہلا تیر مارا تھا جب کیوں نہ اُٹھایا؟ عبار نے بتایا کہ میں سورۃ الکہف پڑھ رہا تھا۔ میں نے اس کو بیچ میں چھوڑ نا پسند نہیں کیا، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ڈر رہا تھا کہ حضور نے جو مقصد میرے لئے لگایا وہ ضائع ہو جائے گا یعنی حضور کی حفاظت والا تو میں نماز سے نہ ہٹتا خواہ میری جان بھی چلی جاتی۔ کہتے ہیں اس انصاری کو عمارہ بن حزم کہتے ہیں۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس میں زیادہ ثابت اور یقینی بات یہی ہے کہ عباد بن بشر تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ اچانک ایک آدمی حضور ﷺ کے اصحاب میں سے کسی پرندے کا بچہ اُٹھالایا۔ حضور ﷺ اس کی طرف دیکھ رہے تھے، حتیٰ کہ بچے کے ماں باپ دونوں یا دونوں میں سے ایک آئے اس نے اپنے آپ کو اس شخص کے ہاتھ میں پھینک دیا جس نے اس کا بچہ اُٹھایا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس پرندے سے حیران ہو کہ تم نے اس کا بچہ پکڑ لیا ہے۔ اس نے از راہ شفقت اپنے آپ کو اپنے بچے کے لئے پھینک دیا ہے اور اللہ تعالیٰ جو تمہارا ربّ ہے وہ تمہارے ساتھ اس سے زیادہ رحیم ہے جس قدر یہ پرندہ اپنے بچے کے لئے شفیق ہے۔

اور تحقیق ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق نے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۲۔۱۶۳)

قصہ اس آدمی کا صدقہ بن بسار سے، اس نے عقیل بن جابر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں، ایک مشرک آدمی کی عورت کو قیدی بنا کر لے آئے۔ جب واپسی کے لئے لوٹے، راوی نے مذکورہ قصہ ذکر کیا ہے سوائے اس کے کہ اس نے دو آدمیوں کا نام نہیں لیا جو آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ تحقیق اس کا ذکر کتاب السنن میں گزر چکا ہے۔ (السنن الکبریٰ۔ کتاب السیر ۹/۱۵۰)

(۹) ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سالم بن عبداللہ نے عبداللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا تھا نجد کی طرف۔ ہم لوگ دشمن کے مقابل آگئے۔ لہٰذا ہم نے ان کے مقابلے میں صفیں بنالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر ہمارے لئے کھڑے ہوگئے۔ لہٰذا ایک جماعت ہم میں سے حضور کے ساتھ کھڑی ہوگئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلے کے لئے کھڑی ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھائی اور دو سجدے جو آپ کے ساتھ تھے کئے۔ پھر وہ لوگ ہٹ گئے، اس جماعت کی جگہ پر جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ جماعت آگئے آگئی جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا اور مسلمانوں میں سے ہر مرد کھڑا ہو گیا اس نے اپنے لئے ایک ایک رکعت پڑھی دو سجدے کئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ (فتح الباری ۷/۴۲۲)

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث معمر سے، اس نے زہری سے۔ (فتح الباری ۷/۴۲۲۔ مسلم باب صلوٰۃ الخوف۔ حدیث ۳۰۵ ص ۵۷۴)

☆☆☆

باب ۶۰

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے اُونٹ کے بارے میں آپ کے غزوات میں جن معجزات و برکات کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو بکر محمد بن احمد بالومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن ہارون نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالوہاب نے، ان کو عبیداللہ بن عمر نے وہب بن کیسان سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں گیا میرے اُونٹ نے مجھے دیر کرا دی اور وہ تھک گیا۔

رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے، اے جابر! میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا؟ میں نے کہا کہ میرے اُونٹ نے مجھے دیر کرا دی ہے، یہ تھک گیا ہے اور پیچھے رہ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی کھونٹی سے اسے گھونسہ مارا اس کے بعد فرمایا کہ تم اس پر سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اب اس کو روک رہا ہوں کہ کہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے ہی آگے نہ ہو جائے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں کر لی ہے۔ حضور نے پوچھا کہ کیا کنواری سے کی ہے یا غیر کنواری سے؟ میں نے بتایا کہ غیر کنواری سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے کم عمر لڑکی سے کیوں نہیں کی تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی (یعنی باہم زیادہ محبت پیار کرتے)۔

میں نے عرض کی میری کئی کئی بہنیں ہیں میں نے یہ پسند کیا کہ میں بڑی عورت کے ساتھ شادی کروں جو ان کی دیکھ بھال کرے، ان کی کنگھی وغیرہ کرے اور ان کی ذمہ داری نبھائے۔ آپ نے فرمایا کیا آپ نہ جائیں گے گھروں میں جب جائیں تو مطلب یہ بھی ہے کہ کیا اب سردار یا ذمہ دار بھی ہیں تو آپ ذمہ داری لیتے ہیں تو اس کے لئے عقل مندی بھی چاہیے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا آپ اپنا یہ اُونٹ بیچو گے؟ میں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ حضور ﷺ نے اس کو مجھ سے ایک اوقیہ کے بدلے خرید کر لیا۔ پھر حضور مجھ سے پہلے آ گئے اور میں صبح پہنچا۔

میں مسجد میں آیا تو میں نے حضور ﷺ کو مسجد کے دروازے پر پایا۔ آپ نے فرمایا ابھی آ رہے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ چھوڑ دیجئے اپنے اُونٹ کو اور مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت پڑھ لیجئے۔ کہتے ہیں کہ میں داخل ہوا اور میں نے دو رکعت پڑھ لیں۔ آپ نے بلال سے کہا کہ میرے لئے ایک اوقیہ تول دے۔ بلال نے میرے لئے وزن کیا اور ترازو کو جھکا دیا۔ کہتے ہیں کہ میں چلا گیا جب میں لوٹ کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ جابر کو میرے پاس بلاؤ، میں حاضر ہوا تو میں نے کہا کیا اب مجھ پر اُونٹ واپس کیا جائے گا حالانکہ آپ سے بڑھ کر کوئی شئ مجھے پسند نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ اپنا اُونٹ لے لیں اور اس کی قیمت بھی تیری ہے، یعنی اس کی قیمت دی ہوئی واپس نہیں لیں گے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں بندر سے، اس نے عبدالوہاب ثقفی سے۔ (کتاب البیوع۔ فتح الباری ۳۲۰/۴)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن مثنیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الرضاع۔ حدیث ۵۷ ص ۱۰۸۹)

کنواری لڑکی سے شادی کی ترغیب .... (۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ سے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وہب بن کیسان نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، مقام نخل میں جب لوگ واپس لوٹے تو میں اپنے

اُونٹ پر سوار تھا۔ اس نے مجھے دیر کرادی، میرے ساتھی آگے نکل گئے تھے۔ حضور جو پیچھے آ رہے تھے آپ نے مجھے پالیا، پوچھا تجھے کیا ہوا اے جابر؟ میں نے بتایا یارسول اللہ میرے اس اُونٹ نے دیر کرادی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بٹھاؤ۔ میں نے اس کو بٹھا دیا، حضور ﷺ نے اپنی سواری بٹھادی اور فرمایا کہ اپنا یہ عصا مجھے دے دو جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں نے وہ حضور ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے درخت سے دوسری چھڑی کاٹ کر دے دی۔ حضور ﷺ نے اس کو دو چابک مارے، اس چابک کے ساتھ پھر فرمایا کہ اب تم اس پر سوار ہو جاؤ اے جابر! میں سوار ہو گیا۔ اللہ کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ تو حضور کی اُونٹنی سے بھی آگے نکلنے لگا۔ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ باتیں کیں۔

آپ نے فرمایا کیا آپ اپنا اُونٹ مجھے بیچو گے اے جابر؟ میں نے کہا بلکہ میں آپ کو ہبہ اور ہدیہ کرتا ہوں یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تم میرے پاس فروخت کردو۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اگر آپ چاہیں تو یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ کتنے میں بیچو گے۔ میں نے کہا آپ ہی اس کی قیمت بتائیے۔ آپ نے فرمایا میں اس کو لے رہا ہوں ایک درہم کے بدلے میں۔ میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم یارسول اللہ، پھر آپ تھوڑی قیمت بڑھاتے گئے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک اوقیہ۔ میں نے کہا میں راضی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے یہ آپ کو مل جائے گی قیمت۔

پھر فرمایا کہ کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کیا کنواری یا شادی شدہ سے؟ میں نے بتایا کہ غیر کنواری سے۔ آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی، وہ تم سے کھیلتی تم اس سے کھیلتے۔ میں نے کہا یارسول اللہ میرے والد قتل ہو گئے تھے اُحد والے دن۔ وہ سات بیٹیاں چھوڑ گئے تھے میں نے بڑی عورت سے شادی اس لئے کی ہے کہ وہ ان کے کپڑے دھوئے، ان کے سر سنوارے، ان کی دیکھ بھال کرے۔ آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا اور درست کیا ہے۔ بہر حال اگر ہم مقام حرار پر آئے تو ہم وہاں پر ایک دن ٹھہریں گے اور وہاں پر اُونٹ ذبح کریں گے۔ اگر وہ سُن لے گی ہم لوگوں کے بارے میں تو وہ اپنے تکیے جھاڑ پھونک کر رکھ لے گی۔ میں نے کہا، اللہ کی قسم ہمارے پاس تو تکیے نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عنقریب وہ بھی بن جائیں گے۔ اس کے بعد راوی نے بقیہ حدیث ذکر کی ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۰۔۱۶۱)

باب ۶۱

غزوۂ بدر اٰخِرَہ[۱]

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد عبداللہ بن عتاب نے عبدی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث اسماعیل کے ان کے چچا موسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو نکالا بدر میں ابوسفیان کے وعدے کے لئے۔ حضور ﷺ جو کہ اہل صدق و اہل وفا تھے (سچے تھے، وعدہ پورا کرتے تھے)۔ شیطان اپنے دوستوں کو لوگوں سے اُٹھایا وہ لوگوں میں چلے پھرے اور ان کو ڈرایا۔

---

[۱] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۵۹۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۳۔ انساب الاشرف ۱/۱۶۳۔ تاریخ طبری ۲/۵۵۹۔ ابن حزم ۱۸۴۔ عیون الاثر ۲/۸۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۸۷۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۶۰۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۴۷۸۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ تمہارے مخالفوں نے تمہارے مقابلے کے لئے رات کی مثل لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو کہ توقع کرتے ہیں کہ وہ تمہارے اُوپر پہنچ کر تمہارے اُوپر ٹوٹ پڑیں گے۔ لہٰذا تم لوگ بچو کہ وہ صبح کو تمہارے اُوپر آن کھڑے ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شیطان کی تخویف اور ڈراوے سے محفوظ رکھا۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات مانی اور وہ اپنی مختصر سی پونجی کے ساتھ نکلے۔

انہوں نے کہا کہ اگر ہم ابوسفیان سے ٹکرائے تو وہ وہی ہے ہم جس کے مقابلے کے واسطے نکلے ہیں اور ہم اس سے نہ مل سکے تو ہم اپنا سامان فروخت کریں گے۔ کیونکہ مقام بدر تجارت کی جگہ تھی جس میں ہر سال لوگ آتے تھے۔ مسلمان روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ بدر کے موسم اور اس کے وقت پر آ گئے۔ انہوں نے اس سے اپنی حاجت پوری کر لی یعنی خرید و فروخت کی۔

ادھر ابوسفیان نے وعدہ کی خلاف ورزی کی، مکے سے نہ وہ خود روانہ ہوا نہ ہی اس کے اصحاب و احباب نکلے۔ اس دوران بنو نمرہ کا ایک آدمی آیا اس کے اور مسلمانوں کے درمیان دوستی کا معاہدہ تھا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم ہم لوگ تو یہ خبر دینے گئے تھے کہ تم لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا، تم لوگوں کو کونسی چیز نے اس موسم پر آنے کے لئے تیار کیا ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ قریش میں سے ہمارے دشمن یہاں پہنچیں۔ ابوسفیان اور اس کے احباب کا چیلنج اور وعدہ ہمیں یہاں لے آیا ہے اور ان کے ساتھ قتال کا عزم ہے۔ اس کے باوجود اگر تم چاہو تو ہم تمہارے ساتھ کیا ہوا دوستی کو معاہدہ تیری طرف اور تیری قوم کی طرف پھینک دیتے ہیں (یعنی معاہدہ ختم کئے دیتے ہیں)۔ اور ہم اپنی اس منزل سے ہٹنے سے قبل تمہارے ساتھ تلوار بازی کر لیتے ہیں۔ مگر اس ضمیری آدمی نے کہا کہ اللہ کی پناہ بلکہ ہم لوگ اپنے ہاتھوں کو تم لوگوں سے روک کر رکھیں گے اور تمہارے ساتھ کئے ہوئے دوستی کے معاہدے پر مضبوطی سے قائم رہیں گے۔

اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ ان لوگوں کے پاس ابن حُمام کا گزر ہوا اس نے پوچھا کہ یہ بدر میں آئے ہوئے کون لوگ ہیں؟ اس کو بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان کے اصحاب ہیں۔ یہ لوگ یہاں پر ابوسفیان کا اور ان کے ساتھی جو قریش ہیں ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ ابن حُمام رجز پڑھتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ اس کے اشعار یہ تھے۔

تهوى على دين ابيها الاتلد اذ نفرت من رفقتى محمد
وعجوة موضوعة كالحلمد اذ جعك ماء قديد موعد
وصبحت مياهها ضحى الغد

کہتے ہیں کہ وہ ابن الحمام قریش کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب تمہارے وعدے کی جگہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ سچ کہتا ہے۔ لہٰذا قریش جمع ہوئے اور مال جمع کئے جو خوشی سے تیار ہوا اس کو انہوں نے مضبوط کیا اور ایک ایک اوقیہ (چاندی سے) کم مال کسی سے قبول نہ کیا۔ پھر وہ تیاری کر کے چل پڑے بدر میں مقابلے کے لئے، حتیٰ کہ یہ لوگ مقام مجنۃ ع فان میں پہنچ کر ٹھہر گئے جس قدر اللہ نے چاہا کہ وہ وہاں مقیم رہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے ان کے ساتھیوں نے باہم مشورہ کیا (کہ پہلے بھی ہمارے بڑے بڑے سردار بدر میں مارے گئے تھے کہیں باقی لوگوں کو بھی وہاں لے جا کر مروا نہ دیں)۔ ابوسفیان نے کہا کہ اس مقصد کے لئے یہ وقت مناسب نہیں ہے بلکہ ایسا سال ہونا چاہئے جو خوشحالی کا سال ہو۔ یہ سال خشک سالی کا سال ہے۔ اس سال میں تم لوگ اُونٹوں کو کیکر کھلاؤ اور خوب دودھ پیئو (اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالو)۔ اس کے بعد وہ مکے کی طرف واپس لوٹ گئے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ مدینے کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل کے ساتھ۔ یہ غزوہ غزوہ جیش سویق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ واقعہ شعبان ۳ھ میں پیش آیا تھا۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۸۹/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو نکالا تھا ابوسفیان کے وعدے کی جگہ بدر میں۔لہٰذا شیطان نے اپنے دوستوں کو لوگوں میں اُکسایا۔

پھر راوی نے حدیث ذکر کی حدیث موسیٰ بن عقبہ کے مفہوم کے ساتھ مگر اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اس بات کو معید بن ابومعید خزاعی نے سُنا وہ شاعر آدمی تھا اس نے مکے کا قصد کیا۔اس نے اس سفر کے دوران شعر کہے۔راوی نے ان اشعار کا مفہوم بھی ذکر کیا ہے۔کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ اس کا کہنے والا اُحمام ہے۔

جب خزاعی مکے میں آیا تو لوگوں نے اس سے موسم بدر کے بارے میں خبر پوچھی، اس نے ان کو خبر دی اور محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی حالت کے بارے میں تفصیل ان کو بتائی اور ان کو بتایا کہ وہ لوگ بدر میں پہنچ چکے ہیں اور ضمری کا مسلمانوں کے ساتھ مذاکرہ بھی اس نے ذکر کیا ان کو۔اس بات نے ان کو تشویش میں مبتلا کر دیا، چنانچہ وہ لوگ جماعت اکھٹی کرنے اور خرچہ جمع کرنے میں لگ گئے۔اس نے حدیث ذکر کی ہے مگر تاریخ ذکر نہیں کی۔

رسول اللہ کا ایفائے عہد کے لئے خروج کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ ذات الرقاع سے واپس آئے تو آپ بقیہ ایام جمادی اولیٰ اور جمادی الآخرہ اور رجب کا مہینہ ٹھہرے رہے اس کے بعد شعبان میں آپ بدر کی طرف منتقل ہو گئے ابوسفیان کی بتائی ہوئی میعاد پر آپ بدر میں جا اُترے اور آپ وہاں پر آٹھ راتیں ٹھہرے رہے اور ابوسفیان کا انتظار کرتے رہے۔ ادھر سے ابوسفیان بھی مکے سے نکل آیا اور ظہران کے کونے آ کر اُترا۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مقام عسفان تک پہنچ گیا اس کے بعد ان کا ارادہ بدل گیا، واپس ہونے کا ارادہ ہو گیا۔اس نے کہا اے قریش کی جماعت! اس کام کے لئے یہ وقت اور یہ سال مناسب نہیں ہے، یہ تو قحط اور خشک سالی کا سال ہے۔اس مقصد کے لئے تو خوشحالی کا سال بہتر ہو گا جس میں تم درختوں کو چراؤ اور اس میں خوب دودھ پیئو۔میں واپس جاتا ہوں تم لوگ بھی واپس چلو۔لہٰذا لوگ واپس لوٹ گئے۔ اہل مکہ نے ان لوگوں کا نام جیش سویق رکھا تھا۔کہتے ہیں کہ تم اس حال میں نکلے تھے کہ ستو پی رہے تھے۔کہتے ہیں کہ ٹھہرے رہے تھے رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کا انتظار کرتے رہے اور اس کے وعدے کا۔

چنانچہ آپ ﷺ کے پاس مخشی بن عمرو ضمری آیا وہ وہ شخص تھا جس نے حضور کے ساتھ معاہدہ کیا تھا نبی ضمرہ کے خلاف غزوۂ ودان میں، اس نے کہا اے محمد ﷺ آپ آئے ہو قریش کے لئے اس پانی کے مقام پر؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں اے بن ضمرہ کے بھائی، اگر تو چاہے تو ہم اس کے باوجود ہم تیری طرف واپس کر دیتے ہیں وہ معاہدہ جو ہمارے اور تیرے درمیان ہے۔اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم اے محمد ﷺ ہم لوگوں کو تجھ سے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔حضور وہاں ٹھہرے اور انتظار کرتے رہے ابوسفیان کا۔

چنانچہ حضور ﷺ کے ساتھ معید بن معید خزاعی گزرا، اس نے کہا اور تحقیق وہ دیکھ چکا تھا رسول اللہ ﷺ کا مقام اور آپ کی اُونٹنی جلدی کر رہی تھی جھک رہی تھی آپ کے ساتھ۔

قَدْ تَفَرَتْ مَنْ رُفْقَتَی مُحَمَّدِ

وعجوة من يثرب كالعنجد تهوى على دين ابيه ميعاد

قد جعلت ماء قديد موعدى وماء ضجنان لها ضحى الغد

محمد ﷺ کی اُونٹنی ان کے ساتھیوں سے آگے آگے ہے۔ حالانکہ مدینے کی عجوہ کھجوریں، سیاہ کشمش کی طرح ہیں، وہ جلدی کر رہی ہیں اپنے باپ کی قدیم عادت پر قیام قدیہ کا پانی وعدہ گاہ قرار دیا گیا تھا اور ان کے پہاڑی ضجنان کا پانی اس کے لئے بر آنا ہو چکا ہے۔

پھر راوی نے اشعار بیان کئے ابن رواح کے اور حسان کے، ابوسفیان کے وعدہ خلافی کرنے اور پھر وعدہ گاہ بر نہ آنے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس مدینہ لوٹ گئے، وہاں جا کر آپ کئی ماہ تک ٹھہرے رہے حتیٰ کہ ذی الحجہ گزر گیا۔ اور اس حج میں مشرکین والی رہے سن ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آمد سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۳۔۱۶۸۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۸۷۔۸۸)

اور واقدی نے گمان کیا ہے کہ حضور ﷺ اس غزوہ میں بدر کی طرف پہنچے تھے ذیقعدہ کے چاند میں پینتالیس ماہ پورے ہونے پر۔ حضور اس غزوہ میں پندرہ سو صحابہ میں نکلے تھے۔ اور موسیٰ بن عقبہ کا قول یہ ہے کہ غزوہ شعبان میں ہوا تھا۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

باب ۶۲

غزوۂ دومۃ الجندل اوّل [1]

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، انہوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے دومۃ الجندل کے جہاد کے لئے گئے پھر واپس لوٹ آئے وہاں تک پہنچنے سے قبل اور جنگ کی نوبت نہ آئی۔ پھر آپ ﷺ بقیہ سال کا حصہ مدینے میں مقیم رہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۶۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو ابوالحسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوسبرہ نے عبداللہ بن ابولبید سے، اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے، واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمن بن عبدالعزیز نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے، ان دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی یہی حدیث دونوں میں سے ایک دوسرے پر اضافہ کرتا ہے اور ان دونوں نے بھی مجھے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا ادنیٰ شام کے قریب ہونے کی طرف۔ اور آپ کو بتایا گیا کہ یہ کنارہ ہے شام کے منہ میں۔ اگر آپ اس کے قریب ہو گئے تو یہ بات قیصر روم کو خوف زدہ کر دے گی۔

اور آپ سے ذکر کیا گیا کہ دومۃ الجندل کی بڑی کثیر جمعیت موجود ہے۔ وہ لوگ اس پر ظلم کرتے ہیں جو ان کے پاس سے گزرتا ہے، سامان ایک سے دوسرے شہر منتقل کرنے کا ذریعہ ہے، وہاں پر عظیم مارکیٹ بھی ہے۔ وہ لوگ مدینے کے قریب ہونا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کیا اور بلایا۔ لہٰذا حضور ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ نکلے۔ آپ رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپ جاتے تھے۔ حضور ﷺ کے ساتھ ایک رہبر تھا بنو عذرہ میں سے، اس کو کہا جاتا تھا مذکور، رہنما، خریت۔ رسول اللہ علی الصبح سفر کو نکلتے تھے اور ان کے راستے سے ہٹ گئے تھے۔ جب حضور ﷺ دومۃ الجندل کے قریب پہنچے ان کے رہبر نے ان کو خبر دی کہ بنو تمیم کے مویشی چر رہے ہیں۔ حضور چلے حتیٰ کہ اور ان کے چرواہوں اور مویشیوں پر اچانک ہلّہ بول دیا، جو پکڑے گئے پکڑے گئے اور جو بھاگ گئے بھاگ گئے ہر طرف سے۔

---

[1] دیکھئے طباقات ابن سعد ۲/۶۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۸۔ انساب الاشراف ۱/۱۶۴۔ تاریخ طبری ۲/۵۶۴۔ مغازہ للواقدی ۱/۴۰۲۔ ابن حزم ص۱۸۴۔ عیون الاثر ۲/۷۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۲۔ النویری ۱۷/۱۶۲۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۶۲۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۴۸۴۔

www.ahlehaq.org

اتنے میں یہ خبر اہل دومۃ الجندل تک پہنچ گئی اور وہ وہاں سے تتر بتر ہو گئے۔ حضور ﷺ جا کران کے میدان اور صحن میں جا اُترے مگر وہاں پر کوئی بھی نہیں تھا۔ آپ وہاں پر کئی دن ٹھہرے اور آپ نے ادھر اُدھر دفد بھی دوڑائے، پھر واپس لوٹ آئے۔ حضرت محمد بن سلمہ ان میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر لے آئے۔ حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اس سے دیگر ساتھیوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ کل شام سے فرار ہو گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا وہ مسلمان ہو گیا اور حضور ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے۔

(المغازی للواقدی ۱/۴۰۳-۴۰۴۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۲)

باب ۶۳

غزوہ خندق [1]۔یہی غزوۂ احزاب ہے
باب، تاریخ، غزوۂ خندق

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عتاب نے، ان کو حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے رسول اللہ مغازی کے بارے میں۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے قتال کیا تھا بدر والے دن رمضان ۲ھ میں۔ پھر آپ نے قتال کیا تھا اُحد والے دن شوال ۳ھ میں، پھر آپ نے قتال کیا تھا خندق والے دن، وہی یوم احزاب ہے اور وہی قریظہ ہے۔ یہ شوال ۴ھ میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعُلاثہ نے، ان کو ان کے والد ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، اس نے ذکر کیا مذکور کی مثل دونوں نے کہا ہے قصہ خندق کے بارے میں کہ وہ جنگ اُحد کے دو سال بعد ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، ان کو عقیل نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر واقعہ اُحد ہوا تھا ایک سال کے پورے ہونے پر واقعہ بدر سے۔ پھر واقعہ احزاب ہوا تھا۔ یہ واقعہ اُحد کے دو سال بعد ہوا تھا۔ یہ وہ دن تھا جب رسول اللہ ﷺ مدینے کی جانب خندق کھودی تھی اور مشرکین کا سردار ان دنوں ابوسفیان بن حرب تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بنوقریظہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اور جا کران کا محاصرہ کیا تھا، حتیٰ کہ وہ اُتر آئے تھے سعد بن معاذ کے کہنے پر۔

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۶۵۔سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۸۔انساب الاشراف ۱/۱۶۵۔تاریخ طبری ۲/۵۶۴۔صحیح بخاری ۵/۱۰۷۔مسلم بشرح النووی ۱۲/۱۴۵۔ ابن حزم ص ۱۸۴۔عیون الاثر ۲/۷۶۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۹۔النویری ۱۷/۱۶۶۔سیرۃ حلبیہ ۲/۴۰۱۔سیرۃ الشامیہ ۴/۵۱۲۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن خلیل بغدادی نے نیشاپور میں، ان کو حسین بن محمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے قتادہ سے رسول اللہ ﷺ کے مغازی میں، وہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر رمضان میں ہوئی تھی حضور ﷺ کی ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد۔ اور جنگ اُحد اس سے اگلے سال شوال میں ہوئی تھی۔ فرمایا کہ جنگ احزاب جنگ اُحد کے دو سال بعد ہوئی تھی ہجرت کے چار سال بعد۔ اصحاب نبی اس دن ایک ہزار تھے ہمیں جو خبر پہنچی ہے اس کے مطابق۔ اور مشرکین چار ہزار تھے یا جو کچھ اللہ نے چاہا اس میں سے اور ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ آج کے دن کے بعد مشرکین تم سے ہرگز نہیں لڑ سکیں گے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ خندق شوال ۵ھ میں ہوا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶۸)

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ فی الحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن قتال کیا تھا مدینہ آمد کے ڈیڑھ سال بعد ماہ شوال میں۔ اس کے بعد آپ نے قتال کیا تھا خندق والے دن اُحد کے دو سال چار ماہ بعد مدینہ آمد کے بعد۔ لہٰذا جس نے چار سال بعد کہا ہے اس نے چار سال کے بعد کا ارادہ کیا ہے یعنی پانچویں سال تک پہنچنے سے قبل۔ اور جس نے کہا ہے پانچ سال، اس نے ارادہ کیا ہے کہ پانچویں سال میں داخل ہونے کے بعد یعنی وہ سال پورا ختم ہونے سے قبل۔ واللہ اعلم

بہر حال حدیث صحیح وہ ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابومحمد بن ابوحامد مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبید طنافسی نے عبیداللہ بن عمر سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جہاد میں قتال کرنے کے لئے پیش کیا گیا جبکہ میں چودہ سال کا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے اجازت نہیں دی تھی۔ پھر جب یوم خندق آیا تو میں پندرہ سال کا ہو چکا تھا پھر آپ نے مجھے اجازت دے دی تھی۔

نافع کہتے ہیں کہ میں عمر کے پاس آیا یعنی ابن عبدالعزیز کے پاس۔ عمر اس وقت خلیفہ تھے۔ میں نے اس کو یہ حدیث بیان کی، انہوں نے فرمایا کہ یہ حد ہے صغیر اور کبیر کے درمیان (چھوٹے اور بڑے کے درمیان)۔ لہٰذا انہوں نے اپنے عاملوں (گورنروں) کی طرف لکھ بھیجا کہ پندرہ سال والے کو الگ شمار کرو اور اس سے کم ہو اس کو عیال کے ساتھ لاحق رکھو۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عبیداللہ بن عمر سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ ترمذی۔ کتاب الاحکام۔ حدیث ۱۳۶۱ ص ۳/۶۳۲-۶۳۳)

توجیہات

(۶) احتمال ہے کہ حضرت ابن عمر چودہویں سال میں شروع ہو چکے ہوں گے اُحد والے دن۔ لہٰذا آپ نے ان کو اجازت نہ دی قتال میں جب آپ کے سامنے پیش کئے گئے۔ اور تحقیق خندق والے دن پندرہ سال پورے ہو چکے تھے اور اس زیادہ ہو چکے تھے۔ لہٰذا آپ نے اجازت دے دی جب آپ کے سامنے پیش کئے گئے مگر اس نے پندرہ کا عدد بیان کیا اس لئے کہ حکم کا تعلق اسی سے تھا سوائے اضافے کے اور بعض اہل علم اس صحیح روایت کے ظاہر کی طرف گئے ہیں اور قول موسیٰ بن عقبہ ظاہر پر محمول کیا گیا ہے اور یہ کہ ابوسفیان جب حضور ﷺ سے کئے ہوئے وعدہ کے لئے شعبان میں نکلا تھا تو واپس لوٹ گیا تھا۔ پھر قتل کی تیاری کر کے نکلا تھا شوال میں اُحد سے ایک سال کے پورے ہونے پر۔ یہ بات مخالف ہے جماعت کے قول کے بدر آخر اور خندق کے مابین مدت کے اندازے اور تخمینے کے بارے میں۔ نیز ہم قبل ازیں

موسیٰ بن عقبہ سے روایت کر چکے ہیں، نبی کریم ﷺ کے خروج کے بارے میں ابوسفیان کے وعدے کے لئے کہ وہ خروج شعبان ۳ھ میں تھا اور خندق شوال ۴ھ میں تھا۔ نیز ہم نے اس سے روایت کیا ہے قصہ خندق کے بارے میں کہ اس نے کہا ہے کہ ابوسفیان نکلا تھا دو سالوں کے آخر میں یعنی اُحد سے۔ اور تحقیق اس نے اُحد کے بارے میں کہا ہے کہ وہ شوال ۳ھ میں ہوا تھا۔ لہٰذا اس کا یہ قول بدر آخر کے بارے میں وہ نبی کریم نکلنا مراد ہوگا ابوسفیان کے وعدہ کے لئے ۳ھ میں یعنی بعد پورا ہوئے تین کے اور دخول چہارم اور ان کا قول خندق کے بارے میں ۴ھ میں یعنی بعد پورے ہوئے چار سال کے اور پانچویں میں داخل ہونے کے۔

یہ مذکورہ تحقیق ان لوگوں کے قول پر ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تاریخ کی ابتداء اور آغاز نبی کریم ﷺ کی مدینہ میں آمد سے ہوا ہے۔ حالانکہ بعض اہل تاریخ نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مدینے میں آمد ماہ ربیع الاول میں ہوئی تھی۔ لہٰذا وہ اس سال کے بقیہ مہینوں کو شمار نہیں کرتے۔ بلکہ وہ تاریخ کا آغاز اس سے اگلے سال محرم سے کرتے ہیں۔ لہٰذا غزوہ بدر ۱ھ میں اور بدر ثانی ۳ھ اور غزوہ خندق ۴ھ میں ہوگا۔

غزوۂ بدر سے وفات رسول ﷺ تک مختصر جائزہ

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو یوسف بن یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینے آئے تھے ماہ ربیع الاول میں اور موسم تک مدینے میں ٹھہرے رہے تھے اور غزوہ بدر ہوا تھا جمعہ کے دن سترہ راتیں گزرنے کی صبح ماہ رمضان میں۔ مدینے میں رسول اللہ ﷺ کی آمد کے سترہ ماہ کے سرے پر۔ اور یہ پہلا سال تھا جہاں سے تاریخ شمار ہوئی۔

اس کے بعد غزوہ اُحد ہوا ہفتے کے دن بارہ راتیں گزر چکی تھیں شوال ۲ھ دوسرے ماہ میں۔ اس کے بعد غزوہ بدر ثانی ہوا ماہ شعبان ۳ھ میں قریش کے وعدے پر۔ اس کے بعد غزوۂ خندوق ہوا ماہ شوال ۴ھ میں۔ اس کے بعد غزوہ بنی لحیان ہوا ۵ھ میں، اس سے مراد ہے غزوۂ بنو مصطلق۔ اس کے بعد غزوۂ حدیبیہ ہوا ماہ ذیقعدہ ۶ھ میں۔ اس کے بعد عمرۃ القضاء ہوا ماہ ذیقعدہ ۷ھ میں۔ اس کے بعد غزوۂ فتح مکہ ہوا ماہ رمضان ۸ھ میں۔ اور لوگوں کے لئے حج قائم کیا ۸ھ میں عتاب بن اُسید نے اور حج قائم کیا لوگوں کے لئے ۹ھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔ اور لوگوں کے لئے حج قائم کیا ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اور وہی حجۃ الوداع تھا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے تھے اور وہاں قیام فرمایا، بقیہ ایام ذوالحجہ کے اور ماہ محرم اور ماہ صفر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف قبض فرمالیا تھا ماہ ربیع الاول بروز پیر۔ ان پر اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں اور ان کی آل پر۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن نوفل نے، ان کو فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں غزوہ بنو مصطلق سے ڈیڑھ سال بعد ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آمد کے بعد اور اُحد اس سے ایک سال بعد میں ہوا تھا اور غزوہ خندق ۴ھ اور بنو مصطلق ۵ھ میں، خیبر ۶ھ میں، حدیبیہ، خیبر والے سال میں۔ اور فتح مکہ ۸ھ اور غزوہ بنو قریظہ خندق والے سال میں۔

☆☆☆

باب ۶۴

غزوۂ خندق کا قصہ

مغازی[1] موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر رحزامی نے، یہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی سے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے، اس نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان اور قریش نکلے تھے اور مشرکین میں وہ لوگ بھی جنہوں نے ان کی اتباع کی تھی۔ ان کے ساتھ حُیی بن اخطب یہودی بھی تھے۔ ان لوگوں نے عُیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر سے امداد بھی طلب کی تھی بدر کے لئے، وہ ان لوگوں کو بھی لے آیا بنوغطفان میں سے جس جس نے ان کی بات مانی تھی اور بنوابوالحقیق، کنانہ بن ربیع بن ابوالحقیق۔ انہوں نے بنوغطفان میں خوب دوڑ دوڑ کر ان کو قتال پر اُکسایا اس شرط پر کہ خیبر کے باغات کا آدھا پھل ان کو دیا جائے گا۔

اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ حارث بن عوف بنومُرّہ کے بھائی نے کہا تھا عُیینہ بن بدر سے اور غطفان سے۔ اے میری قوم! میری بات مانو اور اس آدمی (محمد ﷺ) کے ساتھ قتال کرنا چھوڑ دو اور اس کے دشمن کے درمیان جو عرب میں سے ہیں علیحدہ کر دو یہ خود ایک دوسرے سے نمٹ لیں گے۔ لہٰذا شیطان ان پر غالب آ گیا اور لالچ نے ان کی گردنیں کاٹ دیں۔ عُیینہ بن بدر کے حکم کے تابع فرمان ہو گئے رسول اللہ ﷺ سے قتال پر، اور انہوں نے اپنے حلیفوں کو لکھا جو کہ بنواسد میں سے تھے۔ چنانچہ قبیلہ طلحہ والے ان لوگوں کے ساتھ مل کر آئے جن لوگوں نے بنواسد میں سے ان کی اتباع کی تھی، وہ دونوں قبیلے آپس میں دوست تھے اسد اور غطفان۔

ادھر قریش نے بنوسُلیم کے جوانوں کو لکھا جو کہ اشراف تھے، ان کے درمیان رشتہ داریاں تھیں۔ چنانچہ ابوالاعور بنوسُلیم ان لوگوں میں آیا جس جس نے اس کی اتباع کی تھی اور ابوالاعور ان میں سے تھا جس نے اس کی اتباع کی تھی بنوسُلیم میں اور عُیینہ بن بدر بھی ایک عظیم جماعت میں۔ یہی وہ لوگ تھے جن کو اللہ نے احزاب کا نام دیا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ کو ان قبائل کے (مسلمانوں سے مقابلے کے لئے) نکلنے کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے خندق کھودنی شروع کر دی مسلمان بھی آپ کے ساتھ مل کر خندق کھودنے لگے۔ حضور ﷺ بذات خود بھی اس عمل میں مسلمانوں کے ساتھ شریک رہے۔ چنانچہ یہ کام انہوں نے جلدی کرتے ہوئے انتہائی عجلت میں کیا کیونکہ وہ یہ کام دشمن کے پہنچنے سے قبل کرنا چاہتے تھے۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس عمل میں ان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں تاکہ مسلمانوں کی ہمت بڑھے اور ان کی قوت مضبوط ہو، یہ کام انہوں نے اللہ کے حکم سے کیا۔ چنانچہ کچھ لوگ ایک دوسرے پر ہنسنے لگے جب وہ تھک کر رُک جاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج کوئی کسی سے غصہ نہ کرے کسی شئ کے بارے میں اگر کسی چیز کے بارے میں رجز سُنایا جائے جب تک کعب کا قول یا حسان کا قول، بے شک وہ دونوں اس سے قول کثیر پاتے ہیں۔ اور حضور ﷺ نے ان دونوں کو منع فرمایا کہ ایسا کوئی قول نہ کریں جس کے ساتھ وہ کسی کو نیچا دکھائیں۔

---

[1] الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۹۔۱۷۷۔

صحابہ نے ذکر کیا کہ کھدائی کے دوران ان کے آگے ایک سخت چٹان آگئی ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی سے کدال لیا اور تین بار اس کو زور زور سے مارا اور وہ پتھر ضرب میں ٹوٹ گیا۔ صحابہ نے دعویٰ کیا کہ سلمان فارسی نے حضور ﷺ کی ہر ضرب پر ایک چمک دیکھی تھی، تینوں بار جو کہ تین سمت وہ چمک گئی تھی۔ ہر مرتبہ سلمان اپنی نظر اس چمک کے پیچھے لگاتے رہے۔ پھر سلمان نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور بتایا کہ میں نے اسے دیکھا بجلی کی چمک کی مثل پایا لہر کی طرح اس ضرب سے جو آپ نے ماری تھی، یارسول اللہ! ایک روشنی مشرق کی طرف دوسری ملک شام کی طرف تیسری ملک یمن کی طرف گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، واقعی تم نے وہ دیکھی تھی اے سلمان؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ تحقیق میں نے دیکھی تھی یارسول اللہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان روشنیوں میں سے ایک روشنی میں میرے لئے کسریٰ کے شہر اور ان شہروں کے چھوٹے چھوٹے قصبے روشن کردیئے گئے تھے، اور دوسری روشنی میں روم کا شہر اور شام اور تیسری روشنی میں یمن کا شہر اور اس کے محلات چمکا دیئے گئے۔ جو کچھ میں نے دیکھا نصرت اور مدد وہاں تک انشاء اللہ پہنچے گی۔ اور حضرت سلمان فارسی اس کو رسول اللہ سے نقل کیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ سلمان فارسی قوی آدمی تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ہر طرف سے خندق کھودنے کے لئے طے کردیا تھا تو مہاجرین نے کہا، اے سلمان ہمارے ساتھ کھودائی کروائیں۔ انصار نے کہا ہم سے زیادہ کوئی حق دار نہیں ہے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ نہیں سلمان ہم میں سے ہے اہل بیت کی طرح ہے، یعنی ہمارے گھر کے افراد کی طرح ہے۔ (مستدرک حاکم ۳/ ۵۹۸)

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا جب فیروز دیلمی نے صنعاء کے کذاب اسود عنسی کو قتل کردیا تھا تو ان میں سے کوئی آنے والا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا اور وہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کون ہیں؟ یعنی ہماری حیثیت کیا ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ہمارے اہل بیت ہو اور ہم میں سے ہو۔ الغرض جب صحابہ نے اپنی خندق کی کھدائی مکمل کرلی تو یہ شوال ۴ھ تھا وہی عام الاحزاب ہے۔

اور جنگ خندق والے سال ابوسفیان بن حرب آیا اور وہ لوگ بھی جو اس کے ساتھ تھے مشرکین قریش میں سے اور وہ لوگ جو ان کے پیچھے آئے تھے اہل ضلالت میں سے، وہ لوگ مکے سے آکر وادی قناۃ کے بالائی حصے پر فروکش ہوئے تھے الغابہ گھاٹی کے سامنے (درختوں کے جھنڈ کی سمت)۔ ادھر بنوقریظہ نے ان کے لئے قلعہ بند کردیا اور انہوں نے حُیی بن اخطب (یہودی) سے نفرت اور اظہار ناراضگی کیا اور کہنے لگے تم لوگ اس قوم میں شامل مت ہو کیونکہ تم نہیں جانتے ہو کہ انجام اور نتیجہ کس کے حق میں ہوگا۔ اور حالت یہ ہے کہ حُیی نے اپنی قوم کو ہلاک کردیا ہے اس سے ڈرو۔ ادھر حُیی آیا یہاں تک کہ وہ یہودیوں کے قلعے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ ان کا بند تھا، اس وقت یہود کا سردار کعب بن اسد تھا۔ حُیی نے کہا کیا یہاں کعب ہے؟ اس کی بیوی نے بتایا کہ وہ یہاں نہیں ہے۔ وہ باہر کسی کام سے گیا ہے۔ حُیی نے کہا نہیں بلکہ وہ تیرے پاس ہی ٹھہرا ہوا ہے جشیش پر وہ اسے کھا رہا ہے (جشیشہ ایک کھانا ہوتا تھا جو گندم کو دلیہ کرکے تیار کیا جاتا تھا)۔

دراصل کعب نے ناپسند کیا تھا کہ کہیں وہ رات کے کھانے پر نقصان نہ پہنچادے۔ مگر اب کعب نے کہا کہ ٹھیک ہے اس کو اجازت دے دو کہ مرنے والا ہے یعنی کوئی بھی اسے ماردے گا)۔ اللہ کی قسم ہم نے کسی بھلائی کو نظر انداز نہیں کیا، چنانچہ حُیی اندر داخل ہوا اور کہنے لگا، میں تیرے پاس لایا ہوں اللہ کی قسم زمانے کی عزت۔ اگر تم اس کو میرے اُوپر نہیں رہنے دوگے (یعنی اگر تم میری بات نہیں مانو گے) تو میں تمہارے پاس قریش کے سرداروں اور ان کے قائدین کو لے آؤں گا اور میں تمہارے پاس حلیف قبیلہ اسد اور غطفان کو لے کر آؤں گا۔

کعب بن اسد نے کہا کہ میری مثال اور ان کی مثال جن کو تم میرے پاس لاؤ گے مثل مثال اس بادل کی سی ہے جو اس پورے پانی کو انڈیل دے جو کچھ اس میں ہے پھر چلا جائے۔ تیرا بُرا ہو اے حُیی ہم لوگوں کو تو ہمارے عہد پر رہنے دے جو ہم لوگوں نے اس آدمی (محمد ﷺ) سے کر رکھا ہے۔ بے شک میں نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو محمد (ﷺ) سے زیادہ سچا ہو، نہ ہی ایسا کوئی دیکھا جو اس سے زیادہ عہد پورا کرنے والا ہو۔ اس کے اصحاب بھی ایسے ہی ہیں، نہ اس نے کسی دین پر مجبور کیا ہے نہ ہی ہمارا زبردستی مال چھینا ہے، نہ ہی ہم محمد (ﷺ) سے

آپ کے عمل کے حوالے ناراض ہیں،تم ہلاکت کی طرف بلاتے ہو،ہم تجھے اللہ سے ڈراتے ہیں۔مگر جو کچھ آپ نے ہمیں معاف کردیا ہے اپنے نفس کے بارے میں۔اس نے کہا،اللہ کی قسم میں ایسانہیں کروں گا،نہ ہی محمد (ﷺ) ان کوروٹی دیں گے قیامت تک،نہ ہی ہم علیحدہ ہوں گے اور نہ ہی یہ جماعت الگ ہوگی یہاں تک کہ ہم ہلاک ہوجائیں گے۔

عمرو بن سعد قرضی نے کہا،اے یہود کی جماعت یادرکھو کہ تم لوگوں نے محمد (ﷺ) کے ساتھ معاہدہ کیا ہے دوستی کا جو کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم اس کے ساتھ دھوکہ اور خیانت نہ کروگے اور اس کے خلاف دشمن کی مدد بھی نہیں کروگے اور یہ کہ تم محمد (ﷺ) کی مدد بھی کروگے اس کے خلاف جو مدینے پر حملہ کرے گا۔لہٰذاتم لوگ ان کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے اس کو پورا کرو۔اور اگر تم لوگ ایسا نہ کروگے تو اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان راستہ چھوڑ دو اور ان سے خود تم علیحدہ ہوجاؤ۔مگر حُیی بن اخطب ہمیشہ ان یہود کو گمراہ کرتا رہا،حتی کہ اس نے ان کو بدبخت اور بدنصیب بنادیا۔اس نے ان کی ایک جماعت اکٹھی کی صبح ایک ہی بات پر متفق ہوگئے مگر بنوشیعہ،بنواسد،بنواُسید،بنوثعلبہ رسول اللہ کی طرف نکل گئے۔

(اہل مغازی نے گمان کیا ہے) اور یہود نے کہا،اے حُیی! آپ جائیں اپنے تعلق والوں کے پاس،ہم لوگ ان سے بے خوف و خطر نہیں ہیں،اگر وہ لوگ ہمیں اطمینان دلائیں اپنے اشراف میں سے ہر اس شخص کو جو ان کے ساتھ آئے ہمارے پاس اور ضمانت دے پس وہ ہمارے ساتھ ہوں تو وہ جب محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب کے قتال کے لئے اُٹھیں گے تو ہم بھی نکلیں گے اور ہم بھی ان کے کندھے سے کندھا ملا کر چلیں گے۔اگر وہ لوگ اس کے لئے تیار ہوں تو آپ ان کے اور ہمارے درمیان ایک بندھن باندھ دیں۔

چنانچہ حُیی قریش کے پاس گیا اور ان لوگوں نے اس کے ساتھ عقد وعہد پکا کیا کہ وہ ستر آدمی حُیی کے حوالے کرتے ہیں (محمد ﷺ سے ان کے اصحاب سے قتال کے لئے) اور ان لوگوں نے وہ صحیفہ چیر پھاڑ ڈالا جس میں وہ فیصلہ لکھا گیا تھا کہ جو ان لوگوں کے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین ہوا تھا۔لہٰذا ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف جنگ کا پیغام پھینک دیا اور خود کو انہوں نے قلعے میں محفوظ کرلیا جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے،اور انہوں نے اپنے اصحاب کو بھی قتال کے لئے تیار کیا۔

جب یہ لوگ نکل کر یہودیوں سے قتال کے لئے آگے آگئے تو مشرکین اور یہود کے مشترکہ لشکر نے مسلمانوں کا محاصرہ کرلیا اور اس طرح وہ لوگ بُری طرح گھِر گئے کہ جیسے وہ کسی قلعے میں بند کردیئے گئے ہیں۔لشکروں کے قلعے میں ان لوگوں نے بیس دن تک مسلمانوں کو محاصرے میں گھیرے رکھا اور انہوں نے اس قدر ہر طرف سے گھیرا تنگ کردیا کہ پریشانی کے عالم میں کوئی آدمی یہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے نماز بھی پوری پڑھی ہے یا نہیں۔اور مشرکین اور یہود نے رسول اللہ ﷺ کے مقام کی طرف ایک سخت جنگجو جنگی دستہ بھیجا وہ لوگ دن بھر رسول اللہ ﷺ سے اور صحابہ کرام سے قتال کرتے رہے یہاں تک کہ شام ہوگئی۔جب عصر کا وقت ہوا وہ لشکر انتہائی قریب آگیا جس کی وجہ سے نہ نبی کریم ﷺ عصر کی نماز پڑھنے پر قادر ہوسکے نہ ہی آپ کے اصحاب جو آپ کے ساتھ تھے۔رات ہونے پر وہ لشکر ہٹ گیا۔

اہل مغازی نے یہ گمان کیا ہے،نبی کریم ﷺ نے یوں بددعا فرمائی تھی کہ ان لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز بھی نہیں پڑھنے دی اللہ ان کے پیٹوں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھردے۔

(بخاری۔کتاب الجہاد۔حدیث ۲۹۳۱۔فتح الباری ۶/۱۰۵۔۷/۴۰۵۔مسلم کتاب المساجد۔حدیث ۲۰۲۔مسند احمد ۱/۷۹۔۸۱)

اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے،ان کے پیٹوں کو اور قبروں کو آگ سے بھردے۔جب آزمائش اور مصیبت سخت ہوگئی تھی رسول اللہ ﷺ پر آپ کے اصحاب پر تو بہت سارے لوگ منافقت میں پڑ گئے اور انہوں نے بُرا کلام کیا۔جب حضور ﷺ نے تکلیف اور مصیبت کی وہ حالت دیکھی مسلمان جس کیفیت میں مبتلا تھے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو بشارت دینا شروع کی،آپ فرمارہے تھے قسم ہے اس ذات کی

جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ضرور تم سے یہ کیفیت کھول دی جائے گی جو تم سختی دیکھ رہے ہو۔ اور میں بے شک یقین رکھتا ہوں کہ میں بیت العتیق (کعبہ) کا طواف کروں گا امن کی حالت میں اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کعبے کی چابیاں میرے حوالے کردے گا۔ اور البتہ ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ کسریٰ، فارس اور قیصر روم کو ہلاک کردے گا اور تم لوگ ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

آپ کے ساتھ جو اصحاب تھے وہ حیران تھے اور از راہ تعجب و حیرانی کہنے لگے کہ انتہائی حیران کن بات ہے کہ ہم لوگ بیت اللہ کا طواف بھی بحالت امن کریں گے اور قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو بھی تقسیم کریں گے جبکہ اس وقت ہماری حالت یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی آدمی اتنا بھی مامون و محفوظ یا آزاد نہیں ہے کہ وہ جا کر قضاء حاجت کرلے اور کچھ لوگوں نے تو یہاں تک کہہ ڈالا کہ اللہ کی قسم نہیں وعدہ دے رہے ہم کو مگر دھوکہ کا۔ دوسروں نے کہا ان میں سے جو آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ہمیں واپس جانے کی اجازت دے دیجئے کیونکہ ہمارے گھروں کے اُوپر چھپر بھی نہیں ہے ننگے گھر میں اور کچھ دوسرے لوگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اے اہل یثرب مقابلہ میں کھڑا ہونا تمہارے بس کی بات نہیں ہے لہٰذا واپس لوٹ چلو۔

لہٰذا حضور ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کو جو بنو عبدالاشہل کے بھائی تھے اور سعد بن عبادہ کو اور عبداللہ بن رواحہ خوان بن جبیر کو بنو قریظہ سے بات کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ جا کر ان کے حلیف اور معاہدہ دوستی کے بارے میں قسم دے کر پوچھیں۔ وہ لوگ گئے وہ بنو قریظہ کے قلعے کے دروازے پر پہنچے انہوں نے دروازہ کھلوایا، دروازہ کھولا گیا وہ لوگ اندر ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے۔ ان صحابہ نے ان کو صلح کی دعوت دی اور حلیف اور دوستی کی تجدید کی دعوت دی۔ یہودیوں نے کہا اب آئے ہو؟ انہوں نے ہمارا بازو توڑ لیا ہے (ٹوٹے ہوئے بازو سے ان کی مراد قبیلہ بنو نضیر تھے)۔ ان کو انہوں نے نکال دیا ہے اور ان یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کو شدید گالیاں دیں۔ لہٰذا سعد بن عبادہ برداشت نہ کر سکے اس نے بھی ان کو گالیاں سُنائیں۔ کیونکہ یہودیوں نے ان کو ناراض کر دیا تھا۔ سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے کہا بے شک ہم اس لئے نہیں آئے تھے اور نہ ہی ہمارے اور ان کے درمیان اس سے زیادہ ایک دوسرے کو گالیاں دینے کی گنجائش ہے۔

اس کے بعد سعد بن معاذ نے ان کو پکار کر کہا کہ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہوا ے بنو قریظہ اس معاہدہ کو اور حلیف کو جو ہمارے اور تمہارے درمیان تھا۔ میں تمہارے بارے میں ڈرتا ہوں مثل بنو نضیر کے یوم کے (یعنی جیسے ان پر بُرا وقت آیا تھا)، یا اس سے بھی زیادہ بُرا وقت۔ یہودی سعد سے کہنے لگے، تم نے لگتا ہے اپنے باپ کا ذَکر کھایا ہے (شرم گاہ)۔ سعد کہنے لگے کہ سوائے اس کے جو قول بھی تھا اس سے بہت زیادہ خوبصورت تھا اور اس سے زیادہ اچھا تھا۔ بس یہ لوگ اُٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس چلے گئے جس وقت وہ مایوس ہو گئے ان یہودیوں سے۔

جب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہروں کی کراہت کو بھانپ لیا جس کے ساتھ وہ آئے تھے۔ آپ نے پوچھا تمہارے پیچھے کیا کیفیت ہے؟ وہ کہنے لگے کہ ہم آپ کے پاس اللہ کی مخلوق میں سے خبیث ترین یا اَخبَثُ ترین لوگوں کے ہاں سے آئے ہیں جو اللہ کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور اس کے رسول کے بھی۔ پھر انہوں نے حضور ﷺ کو وہ ساری باتیں بتائیں جو انہوں نے بکی تھیں (سب کچھ سُننے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی پوری خبر چھپانے کا حکم فرمایا۔

پھر رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف چلے گئے۔ وہ سخت آزمائش میں اور سخت مصیبت میں تھے۔ وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں جنگ سے بھی زیادہ شدید دن نہ آن پڑے۔ جب انہوں نے رسول اللہ کو سامنے آتے دیکھا تو عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ خیریت تو ہے؟ آپ کے پیچھے کیا حالت ہے؟ حضور ﷺ نے انتہائی حوصلے سے اور بردباری سے فرمایا، سب خیر ہے خوش ہو جایئے۔ پھر آپ نے اپنے کپڑے کے ساتھ گھونگھٹ نکالا اور آپ سیدھے لیٹ گئے اور لمبی دیر تک ٹھہرے رہے۔

صحابہ پر خوف اور اضطراب شدید ہو گیا جب انہوں نے دیکھا کہ لمبی دیر تک رسول اللہ لیٹ گئے ہیں۔ وہ سمجھ گئے کہ بنو قریظہ سے کوئی اچھی خبر نہیں آئی۔ پھر بڑی دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ اللہ کی فتح اور اس کی نصرت کے ساتھ جب صبح ہو گی تو لوگ بعض ان میں سے بعض کے قریب ہوئے تو ان کے درمیان تیر بازی اور پتھر بازی شروع ہو گئی۔

ابن شہاب نے کہا کہ حضرت سعید مسیّب نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ۔

اے اللہ! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے عہد کا اور تیرے وعدے کا۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو تیری پوجا نہیں کی جائے گی۔

خندق میں گر کر مشرک کی ہلاکت
حضور ﷺ کا مشرک پر اور اس کی دیت پر لعنت کرنا

اور نوفل بن عبد اللہ مخزومی سامنے آیا، وہ مشرک تھا اپنے گھوڑے پر سوار تھا تاکہ وہ اپنے گھوڑے کو خندق میں جھونک دے مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا، مشرکین اس کے ساتھ ذلیل ہو گئے اور ان کے سینوں میں اس بات کا بہت بڑا اثر ہوا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگ تمہیں ایک آدمی کی دیت دیتے ہیں اس بات پر کہ تم لوگ اس کی میت ہمارے حوالے کر دو ہم اس کو دفن کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے ان کے حوالے کر دیا کہ وہ خبیث ہے اس کی دیت بھی خبیث ہے۔ اللہ اس پر بھی لعنت کرے اور اس کی دیت پر بھی لعنت کرے، ہمیں اس کی دیت لینے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ہم تمہیں اس بات سے روکنے والے نہیں ہیں کہ تم اس کو دفن کرو۔

سعد بن معاذ کو ایک تیر ایسا لگا کہ اس کے بازو سے اس کی رگ اَکحَل کٹ گئی۔ گمان کیا ہے کہ ان کو تیر حبان بن قیس بنو عامر بن لوی نے مارا تھا۔ پھر بنو عرقہ کے ایک آدمی نے اور دیگر لوگوں کا کہنا ہے اسامہ جُشمی ہنس مخزوم کے حلیف نے مارا تھا۔

حضرت سعد کا دعا کرنا

حضرت سعد بن معاذ نے کہا، اے میرے ربّ! مجھے بنو قریظہ سے شفا عطا کر مرنے سے قبل۔ لہٰذا ان کا وہ رگ کٹنے والا زخم بہہ جانے کے باوجود درست ہو گیا اور اہل ایمان نے صبر کیا تھا جو انہوں نے دیکھی تھی کثرت احزاب (گروہوں اور جماعتوں کی کثرت) اور ان کے معاملے کی شدت۔ اس ساری کیفیت نے مسلمانوں کے یقین کو اور زیادہ کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا جو اس نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا۔ اس کے بعد قدرتی طور پر یہ تبدیلی آئی کہ بعض ان کے بعض سے ہٹ گئے۔

اس کے بعد ابوسفیان نے بنو قریظہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگوں کو مکہ سے آنے والے لشکر کا یہاں ٹھہرانا خاصا طویل ہو گیا ہے چاروں طرف خشک سالی ہے سواریوں کے لئے ہمیں چارہ نہیں ملتا لوگ اور اُونٹ گھوڑے بھوکوں مر رہے ہیں ان حالات میں ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ حملہ کرنے کے لئے محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کی طرف نکلیں۔ لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان جو بھی فیصلہ ہو گا اللہ کرے گا۔ تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو؟ بنو قریظہ والوں نے یہ پیغام بنو غطفان کو بھیج دیا۔ انہوں نے واپس جواب دیا کہ ٹھیک ہے جیسے تم لوگ مناسب سمجھو اگر تم چاہتے ہو تو اُٹھو ہم تمہیں روک کر نہیں رکھیں گے بشرطیکہ جب تم ہمارے پاس رہن بھیج دو۔

ایک آدمی نے بنو اشجع میں سے آیا اس کا نام نعیم بن مسعود تھا وہ باتیں بہت پھیلاتا تھا وہ یہ خبریں سُن چکا تھا جو قریش نے بنو قریظہ اور بنو غطفان کو بھیجی تھیں اور ان کا جواب بھی سُن لیا تھا۔ حضور ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو اس کو اشارہ کر کے بلایا عشاء کے وقت۔

حضور ﷺ کا خفیہ سیاسی تدبیر کرنا

چنانچہ نعیم بن مسعود آیا اور حضور ﷺ کے ترکی خیمے میں داخل ہوا۔ حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی تھے۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کیا حالت چھوڑ کر آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ بات کچھ ایسی ہے کہ اللہ کی قسم آپ کو طاقت نہیں ہے قوم کے ساتھ۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ متفق اور مجتمع ہو چکے ہیں، وہ آپ کے معاملے میں بہت جلدی کرنے والے ہیں انہوں نے بنی قریظہ کے پاس پیغام بھیج دیا ہے کہ ہمارا پڑاؤ یہاں پر طویل ہو گیا ہے اور ہمارے ارگرد خشک سالی اور قحط کا ماحول بن چکا ہے۔ ہم اب یہ پسند کریں گے کہ ہم محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب کے ساتھ جلدی کریں اور جلدی سے جان چھڑالیں۔ بنو قریظہ نے واپس جواب بھیج دیا ہے کہ جیسے تم لوگ مناسب سمجھتے ہو کر لو۔ جب تم چاہو تو رہن بھیج دو اس کے بعد تمہیں کوئی نہیں روکے گا سوائے تمہارے اپنے نفسوں کے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی۔ سے کہا میں تمہیں ایک بات راز کی بتاتا ہوں، اس بات کو ذکر نہ کرنا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنو قریظہ نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے، وہ مجھ سے صلح کرنے کی دعوت دے رہے ہیں اس شرط پر کہ میں بنونضیر کو ان کے گھروں اور ان کے مالوں میں واپس آباد کر دوں گا۔

نعیم کا یہود کے خلاف پروپیگنڈا کرنا

نعیم رسول اللہ کے ہاں سے اُٹھا تو (بھلا اس کے دل میں کہاں بات رہ سکتی تھی) وہ سیدھا بنو غطفان کے پاس گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ جنگ دھوکہ دہی کا نام ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں کر دے۔ اس کے بعد نعیم غطفانیوں کے پاس گیا اور کہنے لگا، دیکھو میں تمہارا خیر خواہ ہوں، میں یہودیوں کی غداری پر مطلع ہو گیا ہوں۔ تم یہ تو جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) ہرگز جھوٹ نہیں بولتے۔ میں نے ان سے یہ بات سُنی ہے وہ بتا رہے تھے کہ بنو قریظہ نے ان سے صلح کر لی ہے اس چیز کے بدلے میں وہ ان کے یہودی بھائیوں بنونضیر کو ان کے گھروں اور مالوں میں واپس لوٹا دیں گے اور وہ رہن میں ان کے پاس رکھے ہوئے ہمارے ستر آدمیوں کو ان کے حوالے کر دیں گے۔

اس کے بعد نعیم بن مسعود اشجعی وہاں سے اُٹھا اور سیدھا ابوسفیان کے پاس پہنچا اور قریش کے پاس ان سے کہا کہ یقین جانئے بے شک میں یہودیوں کی غداری پر مطلع ہوا ہوں۔ میں نے محمد (ﷺ) سے یہ بات سُنی ہے کہ بنو قریظہ کے یہودیوں نے ان سے صلح کر لی ہے اس شرط پر کہ وہ ان کے یہودی بھائیوں بنونضیر کو ان کے گھروں میں اور مالوں میں واپس بھیج دیں گے اس شرط کے ساتھ کہ یہودی رہن ان کے حوالے کر دیں گے اور اس کے ساتھ مل کر قتال کریں گے اور ان کے درمیان جو تحریری معاہدہ تھا وہ دوبارہ کر دیں گے۔ یہ سُنتے ہی ابوسفیان اور قریش کی تو ہوا خارج ہو گئی۔

چنانچہ ابوسفیان (بھاگے بھاگے) قریش کے معززین کے پاس گئے اور کہا کہ مجھے آپ لوگ مشورہ دو، وہ تو پہلے ہی یہاں کے قیام سے اُکتائے بیٹھے تھے اور ان پر مسافرت بڑی مشکل گزر رہی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تو یہ مشورہ دیں گے کہ ہم یہاں پر نہ رکیں واپس نکل چلیں بے شک بات وہی ہے جو ہمیں نعیم نے بتادی ہے اللہ کی قسم محمد (ﷺ) جھوٹ نہیں بولتا بلکہ یہودی بہت بڑے غدار دھوکے باز قوم ہیں۔ ادھر وہ لوگ جن کو انہوں نے امن کے لئے متعین کیا ہوا تھا انہوں نے یہ بات سُنی تو کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہم بھی یہودیوں کو اپنے نفسوں کے بارے میں امین نہیں سمجھتے کبھی بھی ان کے قلعے میں داخل نہیں ہوں گے۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہم ہرگز جلدی نہیں کریں گے بلکہ پہلے ان کے پاس نمائندہ بھیجیں گے اور ہم معاملہ واضح کریں گے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔

چنانچہ ابوسفیان نے ان کے پاس عکرمہ بن ابوجہل کو بھیجا اور کچھ دیگر گھڑ سوار بھی، یہ ہفتے کی شب تھی۔ وہ لوگ پہنچے انہوں نے آ کر کہا کہ ہم لوگ صبح مسلمانوں کے ساتھ جنگ شروع کر رہے ہیں تم لوگ بھی باہر نکلو اور ہمارے ساتھ ہو جاؤ۔ یہودیوں نے کہا کہ صبح تو ہفتہ ہے

ہم تو ہفتے کے دن کبھی بھی نہیں لڑیں گے۔ادھر عکرمہ نے کہا کہ ہم بھی اب یوں ہی ٹھہرے رہنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں،سواریاں مرر ہی ہیں اور بھیڑ بکریاں بھی، ہمیں کہیں چارہ بھی نہیں مل رہا جانوروں کے لئے۔مگر یہودیوں نے کہا کہ کچھ بھی ہو جائے ہم لوگ ہفتے کے دن قتال کی کوئی کاروائی نہیں کریں گے۔ بلکہ اتوار تک تم لوگ ٹھہر جاؤ اور رہن رکھنے کے لئے طے شدہ لوگ ہمارے پاس بھیج دو۔ لہٰذا ان کی مدد سے مایوس ہو کر واپس لوٹ آئے۔

مسلمانوں پر پریشانی اور محاصرہ انتہائی مشکل گزر رہا تھا اور اس نے ان کو اپنے آپ سے بھی بے خبر کر رکھا تھا نہ دن میں آرام ان کو نہ رات کو۔رسول اللہ ﷺ نے کوئی آدمی بھیجنا چاہا جو خندق سے نکل کر جائے اور دشمن کی خبر لے کر آئے کہ وہ کیا سوچ رہے ہیں۔

حضور ﷺ اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تم دشمنوں کو دیکھتے جاؤ؟ اس نے عذر کیا تو آپ نے اسے چھوڑ دیا،اور دوسرے کے پاس آئے۔ادھر حذیفہ بن یمان سُن رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کیا کہہ رہے ہیں مگر وہ اس بارے میں خاموش رہے وہ کوئی کلام نہیں کرر ہے تھے تکلیف اور پریشانی کی وجہ سے۔رسول اللہ اس کے پاس آئے اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ حضور ﷺ اس کو نہیں جانتے تھے۔اس نے بتایا کہ میں حذیفہ بن یمان ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ میں تیرے پاس ہی آرہا تھا۔آپ نے پوچھا کہ آپ نے میری بات سُنی تھی جو میں رات سے کہہ رہا تھا کہ میں ان کو بھیجوں وہ ہمیں لوگوں کی خبر لا کر دیں؟ حذیفہ نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ بات میرے کان میں گونج رہی ہے۔حضور ﷺ نے پوچھا پھر تم کیوں نہیں اُٹھے جب تم نے بات سُن لی تھی؟ اس نے بتایا کہ بھوک اور پریشانی کی وجہ سے نہیں اُٹھا۔

اس نے جب بھوک کا ذکر کیا تو رسول اللہ ہنس پڑے،آپ نے دعا دی فرمایا کہ تم اُٹھو اللہ تیری حفاظت کرے۔تیرے آگے پیچھے، اُوپر نیچے، تیرے دائیں بائیں سے یہاں تک کہ تو ہمارے پاس واپس آجائے۔لہٰذا حذیفہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کے ساتھ خوش ہو گئے اُٹھ کر روانہ ہو گئے،ایسے ہو گیا جیسے کسی نے اُٹھالیا ہو۔نہ بھوک مشکل گزری نہ ہی کوئی خوف،اور اس کو پتہ بھی نہ چلا اس تکلیف کا جو اس سے قبل اس کو پہنچی تھی۔ چلا گیا خندق کی بار کے اُوپر سے۔لہٰذا رات کو مشرکین کی محفل میں جا بیٹھے۔

اس وقت ابوسفیان ان سے یہ کہہ رہے تھے کہ تم لوگ آگ جلاؤ تا کہ تم میں سے ہر کوئی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو جان سکے۔ لہٰذا حذیفہ نے اپنے دائیں اور بائیں سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں فلاں ہوں اس نے پوچھنے میں جلدی کی تا کہ کہیں وہ لوگ اس کو پہلے نہ سمجھ جائیں۔

اس کے بعد ابوسفیان نے واپس کوچ کرنے کا اعلان کیا۔لہٰذا لوگوں نے واپس کوچ کیا۔اور انہوں نے سامان اُٹھائے اور سامان بھی لے جایا گیا۔ایک ساعت تک رات کو گھوڑے رو کے گئے اس کے بعد روانہ ہو گئے۔بنو غطفان نے لشکر کا شور سُنا اور روانگی کی آوازیں قریش کی جانب سے۔لہٰذا انہوں نے ان کے پاس نمائندے بھیجے تو غطفان کو قریش کے کوچ کرنے کی خبر پہنچی مگر وہ لوگ اس قدر زچ اور بدحواس ہو چکے تھے کہ کسی چیز کی طرف مُڑ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے ان کی روانگی سے پہلے دس دن سے رات کو اللہ نے ایسی شدید ہوا چلا دی تھی کہ نہ ان کا کوئی خیمہ کھڑا ہو سکتا تھا نہ ہی............حتیٰ کہ زمین پر کوئی منزل اور کوئی ٹھکانہ ان پر زیادہ شدید اور مشکل نہیں تھا۔ان کی اس منزل اور ٹھکانے سے اور نہ ہی وہ اتنے مجبور ہوئے تھے کبھی کسی جگہ پر۔وہ مجبور ہو گئے جبکہ ہوا زیادہ شدید ہوتی گئی اس کے ساتھ اللہ کے وہ لشکر بھی تھے جو نظر نہیں آرہے تھے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

حضرت حذیفہ یہ منظر دیکھنے کے بعد واپس اس کی خبر لے کر لوٹے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ آپ ﷺ اس وقت سے جب سے آپ نے حذیفہ کو بھیجا تھا کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے۔ یہی کام آپ نے اس وقت کیا تھا جب محمد بن مسلمہ اور اس کے ساتھی کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرنے کے لئے گئے تھے اور وہ اس کو قتل کر کے واپس آئے تھے تو جب بھی رسول اللہ ﷺ مسلسل نماز پڑھتے رہے تھے کھڑے ہوکر، حتیٰ کہ وہ وہاں سے فارغ ہوگئے تھے اور آپ نے تکبیر کی آواز سُنی تھی۔

الغرض اس موقع پر بھی حذیفہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آئے اور آپ نے اس کو مزید قریب آنے کا کہا حتیٰ کہ اس نے اپنی پیٹھ رسول اللہ ﷺ کے قدموں سے ملادی اور اپنے کپڑے کو سمیٹ لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے مشرکین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے وہی خبر آپ کو سُنائی۔ اب رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے صبح کی تو اللہ نے ان کو فتح اور کامیابی دے دی تھی اور اللہ نے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کردی تھیں وہ مدینے کی طرف لوٹے تو ان کی آزمائش شدید تھی بوجہ اس محاصرہ کے جو دشمن نے انہیں محاصرہ میں لے رکھا تھا۔ شدید گرمی میں واپس لوٹے تو سخت مشقت سے لوٹے تھے۔ لہٰذا گھروں میں آکر ہتھیار اُتارے۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعلانہ محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، اس نے یہی مذکورہ قصہ ذکر کیا ہے بالکل اسی مفہوم کے ساتھ جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اور اس لئے بھی کہ ان دونوں نے ذکر کیا ہے اپنے مغازی میں اس قصے کے شواہد کو احادیث موصولہ میں اور مغازی محمد بن اسحاق بن یسار میں ہے۔ ہم اس کو ذکر کریں گے متفرق ابواب میں اللہ کی مدد کے ساتھ۔

باب ۶۵

احزاب اور گروہوں کا جماعت بندی کر کے جمع ہونا
اور رسول اللہ ﷺ کا خندق کھودنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی یزید بن اومان نے عروہ بن زبیر سے، ان کو حدیث بیان کی یزید بن زیاد نے محمد بن کعب قرظی سے اور عثمان بن یہوذا سے جو بنوعمرو بن قریظہ میں سے ایک تھے، اس نے روایت کی اپنی قوم کے کئی مردوں سے، انہوں نے کہا کہ وہ لوگ جنہوں نے تمام جماعتوں اور گروہوں کو جمع کیا تھا وہ بنووائل کے کچھ افراد تھے علاوہ ازیں بنونضیر میں سے حُیی بن اخطب تھے اور کنانہ بن ربیع ابو الحقیق اور ابوعمار اور بنووائل میں سے ایک قبیلہ۔ انصار میں اوس میں سے وحوج بن عمرو اور ان میں سے کئی مرد تھے جنہیں میں یاد نہیں رکھ سکا۔

یہ لوگ روانہ ہوکر قریش کے پاس پہنچے اور ان کو رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کی دعوت دی۔ وہ لوگ اس بات کے لئے خوش ہوگئے۔ انہوں نے ان سے کہا ہم تمہارے ساتھ ہوں گے محمد (ﷺ) کے خلاف۔ قریش نے ان لوگوں سے کہا تم لوگ یہود کے عالم ہو اور پہلے اہل کتاب اور اہل علم ہو، اس چیز کے بارے میں جس میں محمد (ﷺ) اور ہم میں اختلاف ہو رہا ہے کیا بھلا ہمارا دین بہتر ہے یا اس کا؟ انہوں نے بتایا تمہارا دین بہتر ہے اس کے دین سے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت نازل فرمائی :

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ .... و كفى بجهنم سَعِيْرًا تک ۔

(سورۂ نساء : آیت ۵۱۔۵۴)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو کتاب کا حصہ عطا کئے گئے ہیں مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو اور کہتے ہیں کافروں کو یہ زیادہ ہدایت پر ہیں مسلمانوں سے۔ یہی ہیں جن کو لعنت کی ہے اللہ نے جن کو اللہ لعنت کرے پھر وہ نہ پائیں گے کوئی مددگار، یا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں پھر تو نہ دیں گے یہ لوگوں کو ایک تل کے برابر۔ یا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے۔ البتہ تحقیق ہم نے دی ہے آل ابراہیم کو کتاب اور علم اور ہم نے دی ان کو بڑی سلطنت پھر ان میں سے کسی نے ان کو مانا کوئی ان میں سے رک گیا اس سے، اور کافی ہے جہنم کی بھڑکتی آگ۔

یہ حقیقت ہے کہ یہودیوں نے یہ سارا کام عربوں سے حسد کرنے کے لئے کیا تھا (یعنی جذبہ حسد کے تحت کیا تھا)۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد (ﷺ) کو جو کہ انہی میں سے نبی بنایا تھا جب یہودیوں نے یہ بات قریش سے کی تو انہوں نے یہودیوں کی بات مان لی اس بات کے لئے جس کی طرف انہوں نے دعوت دی تھی۔

اس کے بعد یہودی وہاں سے چلے اور بنوغطفان کے پاس گئے۔ ان کے آگے بھی انہوں نے فریاد کی رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے اور ان سے کہا کہ وہ ان کے ساتھ مل کر محمد (ﷺ) سے جہاد کریں اور انہوں نے ان کو بھی بتادیا کہ قریش نے بھی اس بات پر ان کی تابع داری کی ہے۔ انہوں نے ان سے صلح کر لی ہے اس بات سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۹۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۹۵۹)

جب قریش مقابلے کے لئے آئے تو وہ تمام وسائل کے ساتھ مدینے میں بیر رومہ کے پاس اُترے۔ ان دنوں قریش کا قائد (ان سب کو بلا کر لانے والا) ابوسفیان بن حرب تھا۔ اور بنوغطفان بھی آئے، ان کے ساتھ عیینہ بن حصن تھا اور حارث بن عوف، حتیٰ کہ وہ مقام نَقَمِيْن پر اُترے اُحد کے دامن میں۔ جب وہ اس مقام پر اُتر گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کی خبر پہنچ چکی تھی جس پر قریش اور غطفان نے اتفاق کرلیا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ نے مدینے پر خندق کھودی۔ اور آپ نے مسلمانوں کو اجر و ثواب کی ترغیب دی۔ لہٰذا مسلمانوں نے اس میں کام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اور مسلمانوں نے بھی اس میں مسلسل کام کیا۔

اس محنت شاقہ کے کرنے میں کچھ لوگ منافقین میں سے وہ تھے جو مسلمانوں سے اور رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ اس کام سے ضعیف اور کمزوروں کے ساتھ چھپتے رہے اور وہ بغیر اجازت رسول کے اور بغیر بتائے اپنے گھروں کو کھسک جاتے تھے جبکہ مسلمان اس طرح کرتے تھے کہ اگر کسی کو کوئی بھی ضروری حاجت پیش آتی تو وہ اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے ضرور کرتے تھے اور اپنی حاجت میں لگنے کے لئے حضور سے اجازت مانگتے تھے اور حضور ان کو اجازت دیتے تھے۔ جب وہ اپنی حاجت پوری کر لیتے تو واپس آ کر کھدائی والے کام میں شامل ہو جاتے تھے خیر میں رغبت کرتے ہوئے اور حصول اجر و ثواب کے جذبے کے ساتھ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی مؤمنوں کی توصیف میں یہ آیت نازل فرمائی :

انما المؤمنون الذين آمنوا با لله ورسوله واذا كانوا معه على امر جامع لم يذهبوا حتىٰ يستأذنوه ۔ الخ تا والله بكل شيء عليم ۔ (سورۂ نور : آیت ۶۲۔۶۴)

اہل ایمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لا چکے ہیں جب وہ رسول کے ساتھ ہوتے ہیں کسی ضروری کام میں تو وہ بغیر اجازت کے جاتے نہیں ہیں۔ (آخر تک)

لہٰذا مسلمان اس خندق والے عمل میں لگے رہے، حتیٰ کہ انہوں نے ان کو پکا کرلیا اور اس دوران مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک مسلمان کے کلام کو بطور رجز پڑھا گیا اس کا نام جُعیل تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عمرو رکھا تھا، مسلمان یالو کہتے تھے۔

سمّاہ من بعد جُعیل وعمرًا وکان للبائس یومًا ظھرًا

رحمت عالم ﷺ نے جُعیل سے اس کا نام عمرو رکھا۔ نبی کریم ﷺ غرباء اور فقر کے لئے سب سے بڑے معاون تھے اس دن، جب وہ لوگ عمرو کے پاس سے گزرتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرؤا، اور جب وہ کہتے ظھراً تو رسول اللہ بھی فرماتے ظھراً۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۰۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو عبداللہ بن بکر نے، ان کو حمید نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز سردی کی صبح کو باہر نکلے اور مہاجرین وانصار خندق کھود رہے تھے اپنے ہاتھوں سے۔ آپ نے یہ دیکھ کر دعا فرمائی :

اللھم ان الخیر الآخرۃ فاغفر الأنصار والمھاجرۃ

اے اللہ! بے شک خیر تو دراصل آخرت کی خیر ہی ہے۔ بس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمایئے۔

صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی شفقت ورحمت سے بھرپور جامع سُنی تو انہوں نے جذبہ وفاداری اور جذبہ حُب رسول کا حق ادا کرتے ہوئے حضور ﷺ کو جواب دیا۔ (مترجم)

نحن الذین بایعوا محمدًا علی الجھاد ما بقینا ابدًا

ہم وہ لوگ ہیں جو محمد ﷺ کے ہاتھ پر اپنا سب کچھ فروخت کر چکے ہیں جہاد کرنے کے لئے، ہم نے سدا زندہ نہیں رہنا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق نے حمید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف نکلے تو مہاجرین وانصار خندق کھود رہے تھے صبح سردی کے وقت، ان کے پاس کوئی غلام بھی نہیں تھا جو ان کے لئے کام کرتا۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا جوان کو بھوک اور تھکان تھی تو فرمایا :

اللھم انّ العیش عیش الآخرۃ فاغفر لأنصار والمھاجرۃ

اے اللہ! بے شک زندگی تو درحقیقت آخرت کی زندگی ہے، لہٰذا مہاجرین وانصار سب کو بخش دے۔

صحابہ کرام نے آپ کو جواب دیا :

نحن الذین بایعوا محمدًا علی الجھاد ما بقینا ابدًا

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت جہاد کر رکھی ہے۔ ہم نے ہمیشہ باقی نہیں رہنا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے حمید سے اور حدیث ابواسحاق سے، اس نے حمید سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۹۹۔ فتح الباری ۷/۳۹۲)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سُلمی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو یعنی ابن نجید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومسلم کجی نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت اور حمید سے، اس نے انس سے یہ کہ اصحاب نبی خندق والے دن کہتے تھے :

نحن الذین با یعوا محمدًا علی الاسلام

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے اسلام پر بیعت کی ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجھاد السیر۔ حدیث ۱۳۰ ص ۱۴۳۲)

حمید کہتے ہیں :

علی الجهاد ما یقینا ابدا ۔ جہاد پر بیعت کی ہم نے ہمیشہ نہیں رہنا۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

اللھم انا الخیر الآخرۃ فاغفر للأنصار والمهاجرة

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے ایک اور طریق سے حماد بن سلمہ سے، اس نے ثابت سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو بن ابوجعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویُعلی نے، ان کو جعفر بن مہران نے، ان کو عبدالوارث نے بن سعید نے، ان کو عبدالعزیز بن مہیب نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ مہاجر اور انصار مدینے کے گرد خندق کھود رہے تھے اور مٹی دوسری جگہ اپنی پیٹھ پر لاد کر ڈال رہے تھے اور یہ کہتے جا رہے تھے، ہم وہ ہیں کہ ہم نے محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے ہم ہمیشہ باقی نہیں رہیں گے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جواب دیتے ہوئے فرما رہے تھے، اے اللہ! نہیں کوئی خیر سوائے آخرت کی خیر کے، لہٰذا انصار اور مہاجرین میں برکت عطا فرما۔ دو دو تھال بھرے ہوئے جو سے ان کے لئے رکھ جاتے تھے متغیر بو والا تیل اور چربی کے ساتھ ان کو دیئے جاتے تھے، جن کا ذائقہ حلق میں ناگوار محسوس ہوتا تھا۔ بو ناگوار ہوتے تھی وہی ان لوگوں کے آگے رکھا جاتا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابومعمر سے، اس نے عبدالوارث سے۔ (کتاب المغازی۔حدیث ۴۱۰۰۔فتح الباری ۳۹۲/۷)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین بن یعقوب حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن اسحاق نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو عبدالعزیز بن خازمہ نے اپنے والد سے، اس نے سہل بن سعید سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے خندق میں، وہ لوگ کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی دوسری جگہ پھینک رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ نہیں کوئی زندگی سوائے آخرت والی زندگی کے۔ مہاجر وانصار کی مغفرت فرما۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے۔ (کتاب المغازی۔حدیث ۴۰۹۸۔فتح الباری ۳۹۲/۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے، اس نے عبدالعزیز سے۔ (مسلم۔کتاب الجہاد السیر۔حدیث ۱۲۶ ص ۱۴۳۱)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبدالادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابوخلیفہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو ابوالولید نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ساتھ مٹی منتقل کر رہے تھے یوم الاحزاب میں۔ تحقیق مٹی نے آپ کے پیٹ کی سفیدی کو چھپا دیا تھا اور یہ فرماتے تھے :

اللھم لولا انت ما اھتدینا لا تصدقنا ولا صلینا

فأنزلن سکینة علینا وثبت الأقدام ان لاقینا

ان الألی قد بغوا علینا اذ ارادوا فتنة ابینا

اے اللہ! اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے، نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے، بس تو ہی ہم لوگوں پر سکینہ نازل فرما، اور اگر ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عطا کرنا، بے شک کفار نے ہم پر بغاوت کی ہے اور وہ ہمیں کافر بنانا چاہیں گے تو ہم نہیں مانیں گے۔

صحابہ جواب میں کہتے ہیں بلند آواز کے ساتھ، اَبَینَا اَبَینَا ۔ نہیں مانیں گے ہم نہیں مانیں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوالولید سے۔ کتاب الجہاد۔حدیث ۲۸۳۶۔فتح الباری ۴۶/۶)

اور بخاری مسلم دونوں نے نقل کیا ہے کئی طرق سے شعبہ سے۔

(فتح الباری ۶/۴۶،حدیث ۴۱۰۴۔دتح الباری ۷/۳۹۹۔مسلم۔کتاب الجہادوالسیر۔حدیث ۱۲۵ ص ۱۴۳۰)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عثمان بن عمر ضبی نے، ان کو مسدد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالاحوص نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو براء نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے خندق والے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا، آپ مٹی اُٹھا کر دوسری جگہ ڈال رہے تھے (آپ نے اس قدر محنت کی کہ) مٹی نے آپ کے سینے کے بالوں کو چھپالیا تھا، حالانکہ آپ کے زیادہ بال تھے اور آپ عبداللہ بن رواحہ کے رجز یہ شعر کو گنگنا رہے تھے۔ انہوں نے اشعار ذکر کئے ہیں شعبہ کی روایت کی مثل، مگر انہوں نے آخری شعر اس طرح کہا ہے :

ان العدو قد بغوا علینا وان ارادوا فتنة ابینا

بے شک دشمن نے ہمارے اُوپر سرکشی کی ہے اور اگر وہ ہمیں فتنے میں ڈالنا چاہیں گے تو ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے (آپ اُونچی آواز کے ساتھ یہ پڑھتے تھے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (کتاب الجہاد۔حدیث ۳۰۳۴۔فتح الباری ۶/۱۶۰)

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن فضل بلخی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن یوسف بلخی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میتب بن شریک نے، اس نے زیاد بن زیاد سے، اس نے ابوعثمان سے، اس نے سلمان سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے خندق میں ضرب لگائی اور فرمایا :

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّهِ هُدِيْنَا ۔ وَلَوْعَبَدْنَا غَيْرَهٗ شَقِيْنَا فَاحِبَّ رَبًّا وَاحِبَّ دِيْنًا ۔

اللہ کے نام کے ساتھ کھدائی اور ضرب لگاتا ہوں اور اسی کے ذریعے ہم ہدایت وراہنمائی پاتے ہیں اور اگر ہم اس کے سوا کسی اور کو پکاریں گے تو ناکام و نامراد ہو جائیں گے۔ ہم رب سے محبت کرتے ہیں ہم دین سے محبت کرتے ہیں۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۵۱۷)

باب ۶۶

خندق کی کھدائی کے دوران

آثار صدق کا اور دلائل نبوت کا ظہور ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے بارے میں کئی احادیث تھیں جو مجھے پہنچی تھیں۔ ان میں عبرت تھی رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کے حوالے سے اور آپ کی نبوت کے تحقیق اور ثابت ہونے کے بارے میں۔ ان چیزوں کو مسلمانوں نے مشاہدہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ سے ان کے ظہور کو۔

مجھے جو چیز پہنچی ہے اس میں سے یہ بات ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک عظیم اور سخت چٹان نکل آئی تھی۔ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں شکایت کی تھی۔ آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور اس میں اپنا

لعاب دہن ڈالا اور پھر دعا فرمائی، جس قدر اللہ نے چاہا پھر اس پانی کے اس چٹان پر چھینٹے دیئے گئے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے جو وہاں موجود تھے کہ قسم سے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ چٹان ریت کی طرح ہو کر بہنے لگی، حتیٰ کہ وہ ریت کے ٹیلے کی طرح بہہ گئی، نہ کلہاڑی مارنی پڑی نہ کدال چلانی پڑی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۱۔۱۷۲)

تھوڑا کھانا سارے مجمع کے لئے کافی ہونا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے، اس نے عبدالواحد بن ایمن مخزومی سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ایمن المخزومی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ خندق والے دن ہم لوگ خندق کھود رہے تھے۔ چنانچہ اس میں ایک سخت چٹان نکل آئی، یہ گویا ایک پہاڑ تھا۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس میں ایک سخت چٹان آ گئی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اس پر پانی چھڑکو۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خود اُٹھے، اس کے پاس آئے حالانکہ آپ کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا۔ آپ نے کدال یا پھاوڑا لیا اور تین ضربیں لگائیں، تین بار بسم اللہ پڑھ کر۔ لہٰذا وہ بھُر بھُر ریت ہو کر گرنے لگی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے، انہوں نے اجازت دے دی۔ میں نے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے بتایا کہ میرے پاس دو کلو کے قریب جَو رکھے ہیں اور بکری کی ایک بچی ہے (لے لی)۔ چنانچہ اس نے وہ جو پیس کر آٹا گوندھا اور میں نے بکری کا بچہ ذبح کر لیا اور اس کی کھال اُتاری۔ یہ میں اپنی بیوی کو دے کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا لحظہ بھر ان کے پاس بیٹھا رہا، اس کے بعد میں نے عرض کی مجھے اجازت دیجئے یا رسول اللہ۔ آپ نے اجازت دے دی۔ میں بیوی کے پاس آیا دیکھا کہ آٹا گوندھا جا چکا ہے اور گوشت بھی پک چکا ہے۔ میں واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور جا کر عرض کی میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے آپ اُٹھئے اور دو آپ کے اصحاب میں سے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ وہ کتنی ہے؟ میں نے بتایا کہ ایک صاع جَو تھے اور ایک بچہ بکری کا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں سے اجتماعی طور پر کہہ دیا سب لوگ جابر کے گھر چلو۔ لہٰذا سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مجھے اس قدر شرم آئی جو بس اللہ ہی جانتا ہے۔

میں نے دل میں سوچا حضور ﷺ ایک خلق کثیر لے کر چل رہے ہیں ایک صاع جَو اور ایک بکری کے بچہ پر۔ میں جلدی سے اپنی بیوی کے پاس گیا اور میں نے اس کو بات بتائی کہ میں تو رسوا ہو گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ پورے لشکر کے ساتھ آ گئے ہیں۔ وہ کہنے لگی کیا انہوں نے آپ سے پوچھا تھا کہ تیرا کھانا کتنا ہے؟ میں نے بتایا جی ہاں، پوچھا تھا۔ وہ کہنے لگی اللہ کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ہم نے ان کو بتا دیا تھا جو کچھ ہمارے پاس تھا۔ چنانچہ میری بیوی نے میرا شدید غم ہلکا کر دیا بلکہ دُور کر دیا۔

رسول اللہ تشریف لائے، اندر آئے اور فرمایا کہ تم روٹیاں لے لو اور گوشت میرے لئے چھوڑ دیجئے میں خود تقسیم کروں گا۔ رسول اللہ گوشت اور شوربا ملا کر دیتے رہے اور گوشت کے چمچے بھرتے تھے پھر اس کو بھی ڈھک دیتے تھے۔ وہ اس طرح مسلسل نکال کر لوگوں کو دیتے رہتے یہاں تک کہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے جبکہ تنور اسی طرح روٹیوں سے بھرا ہوا تھا اور ہنڈیا سالن سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زوجہ جابر سے کہا کہ آپ کھایئے اور ہدیہ بھی کیجئے۔ ہم لوگ مسلسل کھاتے رہے اور اللہ واسطے بھی دیتے رہے اس دن سارا دن۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے خلاد بن یحییٰ سے، اس نے عبدالواحد بن ایمن سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۹۵)

خندق کی کھدائی میں قیصر و کسریٰ کی فتح .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبداللہ الجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی گئی سلمان سے، وہ کہتے ہیں کہ میں خندق کے ایک کونے میں کھدائی کر رہا تھا میرے سامنے ایک سخت چٹان آ گئی۔ حضور ﷺ میرے طرف متوجہ ہوئے، کیونکہ وہ قریب تھے۔

جب انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں مار رہا ہوں اور انہوں نے جگہ کا مجھ پر سخت ہونا ملاحظہ کیا تو آپ نیچے اُترے اور میرے ہاتھ سے کدال لیا اور اس پر سخت ضرب لگائی، اس چمک سے ایک چمک نمودار ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے دوسری ضرب لگائی پھر اس کے نیچے سے چمک نکلی، پھر تیسری بار ضرب لگائی پھر اس کے نیچے سے چمک نکلی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں یہ کیسی چمک تھی جو آپ نے دیکھی کدال کے نیچے سے جب آپ مار رہے تھے؟ آپ نے فرمایا، کیا تم نے بھلا وہ دیکھی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ پہلی چمک کے ساتھ اللہ نے میرے لئے یمن کو فتح کر دیا ہے اور دوسری چمک سے بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے ملک شام اور مغرب فتح کر دیا ہے، اور تیسری چمک سے اللہ نے میرے لئے مشرق فتح کر دیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۷۳/۳)

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے جس کو میں جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا ابو ہریرہ سے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد میں فرمایا کرتے تھے اور اس کے بعد بھی تم لوگ فتوحات کرو جس قدر تمہارے لئے ممکن ہو سکے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے نہیں فتح کر کے دیا ان کو کوئی شہر، اور نہ ہی تم ان کو قیامت تک فتح کر سکتے ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ تحقیق اللہ نے محمد ﷺ کو ان کی چابیاں عطا کر دی تھیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۷۳/۳)

میں کہتا ہوں یہ وہ ہے جس کو ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے یسار سلمان کے قصے میں سے۔ ہم نے اس کا مفہوم ذکر کر دیا ہے جو منقول ہے معاذ بن ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، اس نے موسیٰ بن عقبہ سے۔

مسلمان ہم میں سے اہل بیت سے .... (۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن علوی مقری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد یونس قرشی نے، ان کو محمد بن خالد بن عثمہ نے، ان کو کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے کے لئے لکیر کھینچ کے دی تھی جنگ احزاب والے سال ببول کے درختوں کے پاس سے بنی حارثہ کی جانب جب مدد تک پہنچے۔ اس کے بعد چالیس ہاتھ کاٹ کر تقسیم دیئے ہر دس افراد کے درمیان۔ لہٰذا مہاجرین وانصار نے اختلاف کیا سلمان فارسی کے بارے میں، وہ قوی آدمی تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سلمان ہم سے ہے گھر کا فرد ہے۔ (مستدرک حاکم ۵۹۸/۳)

عمرو بن عوف نے کہا کہ میں اور سلمان فارسی، حذیفہ بن یمان، نعمان بن مقرن اور چھ انصار صحابہ ہم دس افراد چالیس ہاتھ کمائی کی کھدائی میں متعین کئے گئے تھے، حتیٰ کہ جب ہم سینے کے برابر کھود چکے تو خندق کے پیٹ سے ایک چٹان نکالی جو سفید اور گول پتھر تھا، اس نے تو ہمارے لوہے کو توڑ دیا اور ہمارے اُوپر شدید مشکل کر دی، ہم نے کہا اے سلمان! آپ اُوپر چڑھ کر رسول اللہ کے پاس جایئے اور ان کو اس چٹان کے بارے میں بتایئے۔ اگر آپ کہیں تو اس سے ہٹ کر کھدائی کر لیں اور اس کو چھوڑ دیں تو یہ آسان ہے، اگر کہیں کہ نہیں اس کو صاف کرنا ہے تو ہم آپ کی لکیر اور نشان سے تجاوز نہیں کریں گے۔

سلمان اُوپر چڑھ کر نکل گیا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ آپ ترکی خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں خندق کے اندر ایک سفید چٹان نکل آئی ہے۔ اس سے ہمارے لوہے کے اوزار ٹوٹنے لگ گئے ہیں لیکن آپ کے بتائے ہوئے نشان سے بھی ہٹنا نہیں چاہتے۔ ہمارے اُوپر بہت مشکل ہو گئی ہے۔ آپ جو حکم فرمائیں ہم وہ کریں گے۔ لہٰذا حضور ﷺ سلمان کے ساتھ خندق کے اندر خود اُتر آئے اور ہم لوگ شگاف سے خندق کے اندر اُتر آئے۔ آپ نے کدال لیا سلمان کے ہاتھ سے اور چٹان کے اُوپر زور سے ایک سخت ضرب لگائی اور اسے پھاڑ دیا اور اس چٹان سے ایک چمک نکلی جس نے اس کے دونوں کنارے روشن ہو گئے یعنی اس قدر روشنی نکلی جیسے اندھیری رات میں چراغ کی روشنی۔ رسول اللہ ﷺ نے زور سے تکبیر کہی اس کامیاب ہونے پر۔ لہٰذا مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اس کے بعد رسول اللہ نے دوسری ضرب لگائی اور مزید پھاڑ دیا اس کو، پھر اس سے چمک نکلی جس سے دونوں کنارے روشن ہو گئے اس قدر گویا کہ اندھیری رات میں چراغ ہے۔ حضور ﷺ نے کامیاب ہونے پر پھر نعرہ تکبیر بلند کیا اور اصحاب نے بھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس پر تیسری ضرب لگائی اور اسے پورا توڑ ڈالا، پھر اس میں سے روشنی نکلی جس نے دونوں کنارے روشن کر دیئے جیسے کہ وہ اندھیری رات میں چراغ ہے۔ رسول اللہ نے تیسری بار بھی نعرہ بلند کیا اس کامیابی پر اور مسلمانوں نے بھی نعرہ بلند کیا۔ اس کے بعد آپ نے سلمان کا ہاتھ پکڑا اور اُوپر چڑھ کر باہر آ گئے۔

سلمان نے کہا، میرے ماں باپ قربان جائیں یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایسی چیز دیکھی ہے جو اس سے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھی۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے، کہ تم نے وہ چیز دیکھی تھی جو سلمان کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ قربان ہم ایمان لائے ہیں، ہم دیکھ رہے تھے آپ نے ضرب لگائی تو پانی کی طرح موج کی مثل چمک نکلی اور آپ کو تکبیر کہتے سُنا اور اس کے سوا ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔

آپ نے فرمایا، تم سچ کہتے ہو۔ میں نے جب اپنی پہلی ضرب لگائی تو وہ چمک جو تم لوگوں نے دیکھی تھی اس سے میرے لئے حیرہ کے محلات روشن ہو گئے تھے اور مدائن کسریٰ گویا کہ وہ کتوں کے دانت ہیں یعنی جیسے وہ سامنے ہوتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ میری اُمت ان مقامات پر غالب آئے گی۔ پھر میں نے دوسری ضرب لگائی تو وہ چمک جو تم نے دیکھی اس نے میرے لئے قصور احمر ارض روم روشن کر دیئے کتوں کے دانتوں کی مثل۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری اُمت اس مقام پر بھی غالب آئے گی۔ اس کے بعد پھر میں نے تیسری ضرب لگائی تو اس سے چمک نکلی جو تم نے دیکھی۔ اس نے میرے لئے صنعاء کے محلات روشن کر دیئے جیسے کتوں کے دانت سامنے ہوتے ہیں۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری اُمت ان پر غالب آئے گی۔ لہٰذا تم خوش ہو جاؤ کہ اللہ کی نصرت ان مقامات تک پہنچے گی، خوش ہو جاؤ وہاں تک نصرت پہنچے گی۔ لہٰذا مسلمان خوش ہو گئے اور انہوں نے کہا، اللہ کا شکر ہے اس بات کا وعدہ دیتے ہوئے حضور ﷺ سچے ہیں، بایں طور پر کہ اللہ نے ہمیں نصرت کا وعدہ دیا ہے۔

محصور ہونے کے بعد احزاب اور گروہ چھٹ گئے۔ لہٰذا مسلمانوں نے کہا یہی ہے۔

هذا ماوعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله ومازادهم الا ايمانا وتسليما ۔

(سورۃ الحزاب : آیت ۲۲)

وہ نصرت اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم کو وعدہ دیا تھا۔ اللہ نے بھی سچ فرمایا تھا اور اس کے رسول نے بھی، اس بات نے ان کے ایمان کو اور تسلیم رضا کو اور زیادہ کر دیا تھا۔

اور منافقوں نے کہا، کیا تم حیران و پریشان نہیں ہوتے ہو کہ یہ نبی تم سے باتیں کرتا ہے تمہیں آرزوئیں دلاتا ہے اور تمہیں جھوٹے اور باطل وعدے دیتا ہے اور وہ تمہیں یہ خبریں دیتا ہے کہ اس نے یثرب سے ہی حیرہ کے محلات دیکھ لئے ہیں اور مدائن کسریٰ اور بے شک وہ تمہارے لئے فتح ہو جائیں گے حالانکہ خندق کھود رہے ہو اور تم مقابلہ کے لئے سامنے نہیں آ سکتے ہو۔

اللہ نے قرآن نازل کیا ہے :

واذ يقول المنافقون والذين فى قلوبهم مرض ماوعدنا الله ورسوله الا غرورا ۔

(سورۃ الاحزاب : آیت ۱۲)

یاد کرو جب منافق کہہ رہے تھے اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم کو وعدہ دیا ہے وہ دھوکہ ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن غالب بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ھرذہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عوف نے میمون زہرانی سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے براء بن عازب انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ جب وہ وقت آیا جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کے لئے کہا تو دوران کھدائی ایک عظیم چٹان ہمارے سامنے آ گئی تھی جو بہت سخت تھی، جو کہ کدالوں کو قبول نہیں کرتی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس بات کی شکایت کی تو آپ نے اسے دیکھا تو کدال ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ کہہ کر زوردار ضرب لگائی اور اس کی ایک تہائی چٹان توڑ دی اور فرمایا، اللہ اکبر مجھے ملک شام کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم البتہ بے شک میں اس کے سُرخ محلات دیکھ لوں گا انشاء اللہ۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی اور دوسری تہائی چٹان توڑ ڈالی اور کہا، اللہ اکبر۔ مجھے فارس کے ملک کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم بے شک میں مدائن کے سفید محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی ہے، آپ نے فرمایا، بسم اللہ جس سے آپ نے بقیہ چٹان بھی توڑ ڈالی۔ آپ نے فرمایا، اللہ اکبر۔ مجھے یمن کے ملک کی چابیاں دے دی گئیں ہیں۔ اللہ کی قسم میں اس وقت اس جگہ پر کھڑے کھڑے صنعاء شہر کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ (السنن الکبریٰ۔تحفۃ الاشراف ۲/۶۵)

باب ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ یَا کَرِیْمُ

ایام خندق میں دعوت کے کھانے میں جن برکات کا اور آثار نبوت کا ظہور ہوا تھا جس پر آپ بُلائے گئے تھے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن داؤد علوی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن حسن بن شرفی نے، ان کو عبداللہ بن ہاشم نے، ان کو وکیع عبدالواحد بن ایمن مکی نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے خندق کھودی تھی نبی کریم اور مسلمانوں کو شدید مشقت کرنا پڑی تھی تین دن، آپ اس طرح رہ گئے تھے کہ کھانا وغیرہ کچھ بھی موجود نہیں تھا جبکہ نبی کریم ﷺ نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبداللہ ادیت نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابویُعلی نے، ان کو ابوخثیمہ نے، ان کو وکیع نے، ان کو عبدالواحد بن ایمن نے (ح)۔ اسماعیل کہتے ہیں مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو محاربی نے عبدالرحمٰن بن محمد سے، اس نے عبدالواحد بن ایمن سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے رسول اللہ ﷺ سے، جس کو میں تم سے روایت کیا کروں۔ حضرت جابر نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق والے دن اس میں کھودائی کر رہے تھے۔ ہم تین دن تک یونہی ٹھہرے رہے تھے، ہم کچھ نہیں کھا رہے تھے اور نہ ہی کچھ کھانے پر قادر تھے۔ اچانک خندق میں ایک سخت زمین (یا چٹان) سامنے آ گئی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آ کر عرض کی کہ یہ چٹان آ گئی ہے خندق کے اندر، ہم نے اس پر پانی چھڑکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اُٹھے حالانکہ اس وقت آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ آپ نے کدال یا پھاوڑا لیا پھر آپ نے تین بار بسم اللہ پڑھی پھر آپ نے چوٹ ماری، چنانچہ وہ بہتی ہوئی نرم ریت بن گئی۔ میں نے جب رسول اللہ کی حالت دیکھی تو میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔

میں اپنی بیوی کے پاس آیا، میں نے کہا تیری امی تجھے گم پائے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خاص حالت میں دیکھا ہے، لہٰذا میں صبر نہیں کرسکا (پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے)۔ تیرے پاس کچھ ہے کھانے کو۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس ایک صاع جَو ہیں اور بکری کا بچہ بھی ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے وہ پیس لئے اور بکری کا بچہ ذبح کرلیا اور اس کو پکانے کے لئے ہنڈیا میں ڈال دیا، بیوی نے آٹا گوندھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تھوڑی دیر میں ٹھہرا پھر میں نے دوسری بار آپ سے اجازت لی۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں گھر آیا، آٹا تیار تھا میں نے ان کو روٹیاں بنانے کے لئے اور ہنڈیا کو میں نے پتھروں پر کردیا۔

پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے ان سے کان میں بات کہی۔ میں نے کہا کہ ہمارے پاس تھوڑا سا کھانا ہے آپ اگر مناسب سمجھیں تو میرے ساتھ چلیں اور ایک یا دو آدمی اپنے ساتھ اور بھی لے لیں۔ آپ نے پوچھا کہ کھانے میں کیا ہے اور کتنا ہے؟ میں نے بتایا ایک صاع جَو تھے وہ پیس لئے ہیں اور بکری کی ایک بچہ تھا وہ ذبح کرلیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گھر جاؤ اور اہلیہ سے کہو کہ ہنڈیا کو نہ اُتارے، چولہے کے پتھروں اور تنور سے روٹیاں لگا کر نہ نکالے میرے آنے تک۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا چلو جابر کے گھر پر۔ جابر کہتے ہیں کہ مجھے اس قدر شرم آئی میں شرمندہ ہوگیا کہ بس اللہ ہی جانتا ہے۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا تیری ماں تجھے گم پائے تیرے پاس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے سارے اصحاب آرہے ہیں۔ وہ کہنے لگی کیا رسول اللہ ﷺ نے تم سے کھانے کے بارے میں پوچھا تھا؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ وہ بولی کہ اللہ اور اس کا رسول جانے، آپ نے بتا دیا تھا جو کچھ تیرے پاس ہے، لہٰذا میری وہ پریشانی جاتی رہی جو مجھے لاحق تھی۔ میں نے کہا تم سچ کہتی ہو، بس۔

رسول اللہ تشریف لے آئے، پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ تم لوگ بھیڑ اور رَش نہ لگاؤ۔ آپ نے تندور پر اور ہنڈیا پر برکت کی دعا فرمائی، اس کے بعد ہم لوگ تندور سے روٹیاں نکالتے رہے لیتے رہے اور ہنڈیا سے گوشت لیتے رہے ہم لوگ شوربا نکالتے ثرید بناتے گئے اور مہمانوں کے قریب کرتے گئے مسلسل یہی کرتے رہے۔ آپ نے فرمایا کہ دسترخوان پر سات یا آٹھ آدمی بیٹھتے جائیں۔ جب سب لوگ کھا چکے تو ہم نے ہنڈیا کو اندر سے ڈھکنا کھول کر دیکھا وہ اسی طرح بھری ہوئی تھی جیسے پہلے تھی۔ حتیٰ کہ سارے مسلمان شکم سیر ہوگئے اور کھانے کا ایک بڑا حصہ ابھی تک باقی تھا۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ لوگوں کو شدید بھوک پہنچی ہوئی ہے تم لوگ خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو بھی کھلاؤ۔ ہم سارا دن خود بھی کھاتے رہے اور لوگوں کو بھی کھلاتے رہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے خبر دی کہ وہ لوگ تین سو تھے یا آٹھ سو تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں خلاد بن یحییٰ سے، اس نے عبدالواحد سے مگر اس نے اس کے آخر میں تعداد ذکر نہیں کی۔
(کتاب المغازی۔حدیث ۴۱۰۱۔فتح الباری ۱۷/۳۹۵)

حضرت جابر کی دعوت میں برکت کا ظہور .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے ہشام بن سعد سے، اس نے ابوزبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی جابر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تقریباً تین سو آدمی تھے، ہم لوگ خندق کھودرہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پتھر لیا اور اس کو اپنے پیٹ پر دھر لیا پیٹ کے تہہ بند کے درمیان۔ آپ اپنے پیٹ کو سیدھا رکھ رہے تھے پیٹ میں بھوک سے بل پڑنے کی وجہ سے۔ میں نے دیکھا تو کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے گھر میں میرا ذرا سا کام ہے۔

میں بیوی کے پاس آیا اور میں نے اس کو بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ اس حالت نے مجھے غمگین کردیا ہے۔ کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا کہ یہ بکری کا بچہ ہے اس کو ذبح کرلو اور ایک صاع جَو ہیں اس کو پیس لیتے ہیں۔ وہ پیس لئے گئے

اور بکری کے بچہ کو ذبح کر دیا گیا۔ میں نے کہا تم یہ پکاؤ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہو کر آتا ہوں۔ میں واپس گیا اور جا کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو تھے جو پیس لئے ہیں آپ کھانے کے لئے میرے ساتھ چلیں۔ حضور نے پورے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ تم لوگ جابر بن عبداللہ کی بات نہیں مان رہے ہو؟

کہتے ہیں کہ میں بیوی کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں تو شرمندہ ہو گیا ہوں۔ حضور ﷺ خود بھی اور ان کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب آ رہے ہیں۔ وہ کہنے لگی آپ نے حضور ﷺ کو پیغام دیا تھا اور وضاحت نہیں کی تھی؟ میں نے کہا کہ میں نے تو بتا دیا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ تم دوبارہ جاؤ، ان کو بتا کر آ ؤ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ یہ تو ایک چھوٹا سا بچہ تھا بکری کا اور ایک صاع جَو تھے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ واپس جائیے اور تندور سے کچھ نہیں نکالنا اور نہ ہی ہنڈیا سے یہاں تک کہ میں آ جاؤں اور ہاں کچھ پیالے اُدھار لے لینا۔

بس رسول اللہ آئے اور ہنڈیا پر اور تندور پر آپ نے دعا کی، پھر فرمایا کہ نکالتی جاؤ اور روٹی کے ٹکڑے کر کے گوشت شوربا بناتے جاؤ یعنی ثرید بنا دو۔ اس کے بعد آپ نے ان لوگوں کو دس دس کر کے بٹھایا، انہیں اندر بلایا۔ ان سب نے کھایا وہ تین سو آدمی تھے۔ ہم نے خود بھی کھایا باہر پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ جب رسول اللہ ﷺ چلے گئے تو پھر وہ بھی ختم ہو گیا۔ (مستدرک ۳/ ۳۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۹۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو ابو عاصم نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو عمرو بن ابو جعفر نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد عبدالرحمن نے، ان کو عمرو بن علی نے، ان کو ابو عاصم نے، ان کو حنظلہ بن ابوسفیان نے، ان کو سعید بن بینا نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جب خندق کھودی گئی میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے پاس واپس لوٹ کر آیا اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شدید بھوک لگی ہوئی ہے۔ اس نے ایک تھیلی نکالی اس میں ایک صاع کے قریب جَو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک بچہ تھا۔

کہتے ہیں کہ میں نے اس کو ذبح کر لیا اور جَو پیس لئے جو ہمارے پاس موجود تھے۔ میں نے اسے کاٹ کر ہنڈیا میں ڈال دیا پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (بیوی کہنے لگی کہ دیکھنا رسول اللہ کے آگے مجھے شرمندہ نہ کرا دینا اور ان کے اصحاب کے آگے)۔ میں گیا اور میں نے جا کر حضور ﷺ کے کان میں کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو پیسے ہیں جو ہمارے ہاں موجود تھے آپ آ جائیں اور چند افراد آپ کے ساتھ بھی۔

کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چیخ کر اعلان کر دیا، اے خندق کھودنے والو جابر نے دعوت کا کھانا تیار کیا ہے بھاگ بھاگ کر آ جاؤ۔ اور رسول اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ ہنڈیا نہ اُتارنا اور گوندھے ہوئے آٹے کو رکھ دینا روٹیاں نہ پکانا میرے آنے تک۔ کہتے ہیں کہ میں آیا اور لوگ بھی آ گئے۔ میں بیوی کے پاس آیا وہ کہنے لگی تم نے یہ کیا کیا (کہ سب لوگوں کو بلا لیا)۔ میں نے بتایا کہ میں نے تو وہی بات کہی تھی جو تم نے بتائی تھی۔ میں تھوڑا سا آٹا نکال کر لے آیا، آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی اس کے بعد آپ ہماری ہنڈیا کی طرف آئے اور لعاب دہن لگایا اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ پکانے والی کو بلا لو جو تمہارے ساتھ پکوا لے اور پیالے بھرتے رہو ہنڈیا میں سے مگر نیچے نہ اُتارو، وہ لوگ ایک ہزار تھے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ انہوں نے کھایا اور چھوڑ کر بھی گئے۔ وہ لوگ واپس لوٹ گئے جبکہ ہماری ہنڈیا اسی طرح جوش مار رہی تھی جیسے پہلے تھی اور آٹا اسی طرح پک رہا تھا جیسے پہلے تھا یعنی کوئی چیز ختم نہیں ہوئی تھی۔ (مستدرک حاکم ۳/ ۳۱)

حدیث دوری مختصر ہے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن علی سے، اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حجاج بن شاعر سے، اس نے ابو عاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب من تکلم الفارسیہ۔ مسلم کتاب الاثریۃ۔ حدیث ۱۴۱ ص ۱۶۱۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن میناء نے بشیر بن سعید کی بیٹی سے۔ وہ کہتی ہیں کہ میری امی نے کھجور بھیجی میرے کپڑے کے کنارے میں میرے باپ کے اور میرے ماموں کے پاس۔ وہ لوگ خندق کھود رہے تھے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا آپ نے مجھے آواز دی، میں آپ کے پاس گیا۔ آپ نے مجھ سے اپنی ہتھیلی پر مجھ سے کھجوریں لیں اور کپڑا پھیلا دیا، پھر آپ نے ان کو اس پر بکھیر دیا وہ اس کے کناروں پر مسلسل گر رہی تھیں۔ اس کے بعد آپ نے اہل خندق کو حکم دیا کہ سارے جمع ہو جاؤ۔ سب نے اس میں سے کھایا حتیٰ کہ وہ وہاں سے کھا کر لوٹ گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۶)

باب ۶۸

احزاب اور تمام گروہوں کا مقابلے کے لئے آنا بنو قریظہ کے یہودیوں کا اس عہد ومیثاق کو توڑنا جو رسول اللہ ﷺ کے اور ان کے درمیان طے تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق نے اپنی پہلی اسناد کے ساتھ اس سے ان کی مراد وہ اسناد ہے جو پیچھے باب تحزیب الاحزاب میں ذکر ہو چکی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب مشرکین نے آ کر پڑاؤ ڈالا تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور انہوں نے اپنے لشکر کو خندق کھودنے پر لگا دیا۔ تین ہزار کے لشکر میں اس کے حصے تقسیم کر دیئے اور مشرکین اپنے تمام گروہوں اور قبائل سمیت دس ہزار تھے اور ان سب کے ساتھ جو بنو کنانہ میں سے ان کے ساتھ آئے اور اہل تہامہ اور غطفان اور جو ان کے تابع ہوا اہل نجد میں سے، حتیٰ کہ ان لوگوں نے اُحد کے دامن میں باب نعمان پر پڑاؤ ڈالا۔ حضور ﷺ نے اپنے لشکر سمیت سُلع کی طرف اپنی پیٹھ کر لی اس طرح خندق ان کے اور قوم کفار کے بیچ میں ہو گئی تھی۔ آپ نے بچوں اور عورتوں کے لئے ہدایت دی، ان کو ٹیلوں پر منتقل کر دیا گیا۔

یہود کا سردار حُیی بن اخطب نکلا اور وہ کعب بن اسد کے پاس آیا جو عقد بنو قریظہ کا اور ان کے عہد کا مالک اور سرپرست تھا۔ مگر کعب نے جب اس کے آنے کی خبر سُنی تو اس نے قلعے کا دروازہ بند کر لیا اس کے لئے۔ اس نے کہا کہ ہلاک ہو جائے تو اے کعب! کھلوا دو تم میرے لئے، حُیی کہ میں تیرے پاس اندر آ سکوں۔ اس نے کہا کہ ہلاک ہو جائے اے حُیی! بے شک تو ایسا آدمی ہے جس کے آنے سے فال بد پکڑی جاتی ہے، بے شک مجھے کوئی حاجت نہیں ہے تیری اور نہ ہی تیرے آنے کے مقصد سے کوئی سروکار ہے۔ میں نے نہیں دیکھا محمد ﷺ سے مگر سچ بولنا اور عہد و پیمان کو پورا کرنا۔ (صدق ووفا) دیکھی ہے۔ اس نے مجھ سے صلح کر لی ہے اور میں نے اس سے صلح کر لی ہے۔ تم مجھے چھوڑ دو اور واپس چلے جاؤ۔ مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا، اللہ کی قسم تم نے مجھ سے دروازہ ایسے ہی بند نہیں کیا بلکہ دراصل آپ کے مخصوص کھانے کی وجہ سے کہ میں تمہارے ساتھ کھانا نہ کھاؤں تم اس کو محفوظ کر لو۔

لہٰذا اس کے لئے دروازہ کھولا گیا۔ جب وہ اس کے پاس اندر گیا تو کہنے لگا ہلاک ہو جائے اے کعب! میں زمانے بھر کی عزت، غلبہ اور طاقت کر لے کر آیا ہوں یعنی قریش کا ساتھ کر کے ان کے ساتھ ان کے سردار بھی ساتھ ہیں، میں نے ان کا پڑاؤ بیر رومہ پر ڈلوایا ہے۔ اور

میں تیرے پاس بنوغطفان کو بھی جمع کر کے لایا ہوں اوران کے قائد اور سردار بھی ساتھ ہیں۔ میں نے ان کو اُحد کے دامن میں ٹھہرا دیا ہے۔ اس طرح گویا تیرے پاس میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر لے کر آیا ہوں جس کو کوئی چیز رد نہیں کر سکتی نہ ہی پیچھے کر سکتی ہے۔

کعب نے کہا، اے حُیی! اللہ کی قسم تم میرے پاس ذلت کا پیغام لے کر آئے ہو اور ایسا بادل جس کے اندر بارش کے لئے پانی ہی نہیں ہے، جس کا پانی گرایا جا چکا ہے، کچھ بھی اس میں پانی نہیں ہے۔ ہلاک ہو جائے تو مجھے چھوڑ دے اس حالت پر جس پر میں ہوں۔ مجھے تیری کوئی حاجت نہیں ہے، نہ ہی مجھے اس چیز کی ضرورت ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو۔

لیکن اس قدر انکار کے باوجود حُیی بن اخطب نے ہمیشہ اس کو فریب اور دھوکہ دیتے رہے جیسے بھاگنے والے اُونٹ کو دھوکے سے بلایا جاتا ہے، حتیٰ کہ اس نے اس کی بات مان لی۔ اور حُیی نے اس کو عہد و میثاق دیا، اس نے یہاں تک کہا کہ اگر قریش اور غطفان محمد (ﷺ) کو ختم کرنے سے قبل واپس لوٹ گئے اور ہمیں دھوکہ دے گئے تو میں اپنے آپ کو تیرے ساتھ قلعے میں بند کرلوں گا (کہیں فرار نہیں ہوں گا)۔ حتیٰ کہ جو کچھ پریشانی یا تکلیف تجھے پہنچے گی وہی مجھے بھی پہنچے گی اس کے بعد کعب نے محمد رسول اللہ ﷺ سے اور مسلمانوں سے کیا ہوا عہد توڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ سے اظہار اعلان بیزاری کر دیا اور اس شرائط براءۃ کا اعلان کر دیا جو مسلمانوں کے اور ان کے درمیان میثاق تھا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۳۔۱۷۵)

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کعب کی خبر پہنچی اور بنو قریظہ کی عہد شکنی کرنے کی، آپ نے سعد بن عبادہ کو جو کہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور سعد بن معاذ کو جو کہ قبیلہ اوس کے سردار تھے بھیجا اور ان کے ساتھ دیگر لوگ بھی تھے۔ اہل مغاذ کے ذکر کے مطابق وہ ان مذکور کے تابع تھے۔ مثلاً خوّرت بن جیر اور عبداللہ بن رواحہ۔ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ جا کر دیکھو جائزہ لو اگر وہ اس معاہدے کی پاسداری اور وفا پر قائم ہوں جو ان کے اور ہمارے درمیان ہوا تھا تو اس کو ظاہر کر دو اور اس کا اعلان کر دو اور اگر وہ پھر گئے ہوں جیسے ہمارے پاس اطلاع ہے تو پھر میرے لئے بھی ان سے اعلان بیزارہ کر دو اور مسلمانوں کی تائید میں دلیل اور ثبوت لے آؤ جو اس سے میں سمجھ جاؤں، ضعف اور کمزوری نہ آنے دو اور مسلمانوں کی قوت کو نہ توڑنا، تفرّق اور انتشار کی کیفیت نہ بنانا۔

جب یہ لوگ پہنچے تو انہوں نے ان کو اس سے کہیں زیادہ خبیث پایا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بُرا بھلا کہا اور کہنے لگے کہ ان کے اور ہمارے درمیان کوئی عقد ہے نہ ہی کوئی عہد ہے۔ اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ نے ان کو آڑے ہاتھوں لیا کیونکہ وہ بات چیت گالم گلوچ کرنے میں تیز آدمی تھے۔ سعد بن معاذ نے کہا آپ چھوڑیئے ان کو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دوسرے کو گالیاں دینے کے اور بُرا بھلا کہنے کے سوا کچھ بھی نہیں رہا۔ پھر وہ لوٹے اور رسول اللہ کے پاس آگئے۔ انہوں نے کہا قبیلہ عُضل اور قارہ والا معاملہ ہے، ان کی مراد یہ تھی کہ عُضل اور قارہ نے حضرت خبیب اور اس کے اصحاب کے ساتھ کیا تھا وہی معاملہ ہے (یعنی دھوکہ ہے ظاہری معاہدہ تھا اندر سے دشمنی ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر خوش ہو جاؤ اے مسلمانوں کی جماعتو! (یعنی خوش ہو جاؤ بروقت معشیت واضح ہوگئی کسی بڑے نقصان سے بچ گئے)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۵۔۱۷۶)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کے پاس آدمی بھیجا وہ دونوں بنو غطفان کے قائد تھے۔ حضور ﷺ نے مدینے سے کھجوروں کے ایک تہائی پھل ان سرداروں کو دینے کی تجویز اس شرط پر کہ وہ بنو غطفان اور ان کے ساتھ جتنے قبائل ساتھ دینے والے ہیں وہ حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب کی مخالفت سے رجوع کرلیں۔ حضور ﷺ کے اور ان کے درمیان صلح کی بات جاری تھی، حتیٰ کہ انہوں نے تحریر لکھ لی تھی مگر اس پر گواہی لکھنا باقی تھا، صلح پکی نہیں ہوئی تھی صرف ایک دوسرے کو راضی کرنے تک بات ہوئی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۶۔۱۷۷)

جب حضور ﷺ نے اس پروگرام کو پکا کرنا چاہا تو آپ نے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کے پاس بندہ بھیجا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا اور اس بارے میں ان سے مشورہ طلب کیا۔ان دونوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا یہ ایسا معاملہ ہے جس کو آپ کرنا چاہتے ہیں اور ہم بھی اس کو کریں گے، یا یہ ایسی چیز ہے جس کا آپ کو اللہ نے حکم فرمایا ہے اور اس پر ہمیں ضرور عمل کرنا ہے، یا ایسی بات ہے جس کو ہم سے پوچھ کر کریں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ ایسی بات ہے جس کے بارے میں تمہیں اختیار ہے۔اللہ کی قسم میں نہیں کر رہا اس کام کو مگر اس لئے کہ دیکھا ہے تمہیں عرب ایک ہی کمان سے شکار کریں گے (یعنی سب متفق ہوگئے ہیں)۔اور وہ ہر طرف سے تمہارے اُوپر سخت چڑھائی کر رہے ہیں۔ لہٰذا دریں صورت میں نے یہ چاہا ہے کہ میں تمہارے مقابلہ میں ان کی قوت کو توڑ دوں۔

حضرت سعد بن معاذ نے جواب دیا یارسول اللہ ﷺ دیکھیں ہم لوگ اور وہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی حالت پر تھے اور بتوں کی عبادت کرتے تھے، نہ ہم اللہ کی عبادت کرتے تھے نہ ہی ہم اس کی معرفت رکھتے تھے۔وہ لوگ مدینے کے پھل تو ضیافت کے طور پر کھا جائیں گے یا خرید کی ہوئی چیز سمجھ کر۔جب اللہ نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت عطا کی ہے تو ہم اپنے مال ان کو دے دیں؟ ہمیں اس بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اللہ کی قسم ہم ان کو کچھ بھی نہیں دیں گے سوائے تلوار کے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا ان کے اور ہمارے درمیان۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سعد تم سعد ہو اور تمہارا مشورہ بھی مشورہ ہے۔چنانچہ سعد نے وہ صحیفہ اور وہ تحریر جو واقعی لکھی جا چکی تھی ہاتھ میں لے لی اور اس کو مٹا ڈالا، پھر کہنے لگے کہ لگالیں وہ زور اپنا ہمارے خلاف۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ اس موقف پر ڈٹ گئے حالانکہ ان کے دشمن محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۷۷۔تاریخ ابن کثیر ۱۰۴۔۱۰۵)

میرا حواری زبیر ہے .... (۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو محمد منکدر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جابر بن عبداللہ سے کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب والے دن فرمایا تھا کہ کون ہے جو ہمارے پاس قوم کی (مشرکین و کفار کی) خبر لائے؟ حضرت زبیر نے عرض کی میں لے آؤں گا یارسول اللہ۔دوبارہ آپ نے یہی سوال دہرایا تو زبیر نے بھی دوبارہ یہی جواب دیا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حواری (خاص مددگار و محافظ) ہوا کرتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔(بخاری کتاب المغازی۔فتح الباری ۷/ ۴۰۶)

باب ۶۹

۱۔ مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کرنے سے ان کو جو سختی اور مصیبت پہنچی اس کا بیان۔

۲۔ حتیٰ کہ بعض منافقین نے اس شک اور خیانت کا برملا اظہار کر دیا جو ان کے دلوں میں مخفی تھا۔

۳۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی فرض نماز رہ گئی بوجہ مشغولیت جہاد کے۔

۴۔ اور ان لوگوں کا مقابلے کے لئے نکلنا۔

۵۔ نیز نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ جنگ تو دھوکہ دہی ہوتی ہے۔

۶۔ نیز اللہ تعالیٰ کا مشرکین کے خلاف سخت ہوا چلانا اور لشکر بھیجنا۔

۷۔ یہاں تک کہ وہ ناکام و نامراد واپس لوٹ گئے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہثیم بن خلف نے اور ابن ناجیہ نے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی عبدۃ نے ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

اذ جآؤ کم من فوقکم و من اسفل منکم و اذ زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجر ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۱۰)

جب تمہارے دشمن (کفار و مشرکین) تمہارے پاس آن پہنچے تھے تمہارے اُوپر کی جانب سے۔ اور تمہارے نیچے کی سمت سے بھی۔ اور جس وقت آنکھیں غلطی کرنے لگی تھیں اور دل ہنسلیوں میں آن پہنچے تھے (مارے خوف کے کلیجے منہ کو آنے لگے تھے)۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ سب جنگ خندق میں ہوا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن ابوشیبہ سے، اس نے عبدۃ سے۔ (کتاب المغازی۔ باب غزوۃ الخندق۔ مسلم کتاب التفسیر ۲۳۱۶/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، ان کو محمد بن سعد عوفی نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے چچا حسین بن حسن بن عطیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو ان کے والد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت :

یا ایھاالذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جآء تکم جنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودًا لم تروھا ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۱۰)

اے اہل ایمان ! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو تمہارے اُوپر ہے جب تمہارے لشکر آن پہنچے تھے، پھر ہم نے ان پر شدید ہوا چلادی تھی اور (مخفی) جن کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا : جآء تکم جنود سے مراد ابوسفیان کی قوم مراد ہے یوم احزاب میں، نیز یہ آیت :

وَيَسْتَاذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ ۔

ان میں سے ایک گروہ نبی کریم ﷺ سے گھر جانے کی اجازت مانگ رہے تھے، وہ کہتے تھے کہ

ان بیوتنا عورۃ وماھی بعورۃ ان یریدون الافرارا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۱۳)

کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ کوئی غیر محفوظ نہیں تھے، بلکہ وہ وہاں سے فرار کا ارادہ رکئے ہوئے تھے۔

فرمایا کہ اس سے مراد بنو حارثہ تھے۔ (تفسیر قرطبی ۱۴/۱۴۸)
انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں ہمیں ان پر چوری کا ڈر ہے۔
نیز یہ آیت :

ولما رأى المؤمنون الاحزاب ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۲۲) آخر تک مکمل آیت۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے سورۃ بقرہ میں فرمایا تھا :

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولمايأتكم مثل الذين خلوا من قبلكم مستهم البأسآء والضرّاء وزلزلوا حتىٰ يقول الرسول والذين اٰمنوا معه متىٰ نصرالله ؟ الا ان نصرالله قريب ۔

(سورۃ بقرہ : آیت ۲۱۴)

کیا سمجھتے ہو تم کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تا حال تمہارے پاس ان لوگوں کی سی حالت ابھی تک نہیں آئی جو تم سے پہلے گزر گئے ہیں۔ انہیں سختی پہنچی تھی اور وہ خوب جھنجوڑے گئے تھے یہاں تک کہ رسول نے اور ان لوگوں نے جو ان کے ساتھ تھے کہا کب آئے گی اللہ کی نصرت۔ (اللہ نے فرمایا) خبردار بے شک اللہ کی نصرت قریب ہے۔

جب ان لوگوں کو آزمائش آن پہنچی یعنی مصیبت جب احزاب اور گروہوں کے خندق میں ملے تھے۔ اہل ایمان نے اس کی تاویل یوں کی ہے کہ اس سب کیفیت نے ان کے ایمان کو اور تسلیم و رضا کو اور زیادہ کر دیا۔ (قرطبی ۱۴/۱۵۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الحسن بن حکیم مروزی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالموجہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدان نے، ان کو عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے قتادہ سے اللہ کے قول کے بارے میں :

ولما رأى المؤمنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله ۔

جب اہل ایمان کفر کی تمام جماعتوں اور گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہی تو وقت ہے جس کا ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا اور اللہ نے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا سورۃ بقرہ میں :

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما يأتكم مثل الذين خلوا من قبلكم مستهم البأسآء والضراء وزلزلوا ۔

کیا تم لوگ گمان کر بیٹھے ہو کہ بس تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تمہارے پاس ان لوگوں کی مثل آزمائش نہیں آئی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، ان کو تکلیف اور شدت پہنچی تھی اور وہ خوب جھنجوڑے گئے تھے۔

نیز فرمایا کہ

ولما رأى المؤمنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله ۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن رومان نے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور یزید بن زیاد نے محمد کعب قرظی سے اور عثمان بن کعب بن یہوذا سے جو کہ بنو قریظہ سے ایک تھے، اس نے اپنی قوم کے کئی مردوں سے، وہ کہتے ہیں کہ معتب بن قشیر نے کہا کہ بنو عمرو بن عوف کے بھائی ہوتے تھے، گویا کہ محمد ﷺ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کسریٰ اور قیصر کے خزانوں میں سے کھائیں گے حالانکہ ہم میں سے ایک آدمی بھی اپنے پیشاب پاخانے جانے کے لئے بھی امن میں

نہیں ہے (کہ وہ امن سے پیشاب کرنے کے لئے جا سکے)۔ حتیٰ کہ اوس بن قیظی نے اپنی قوم کے بھرے مجمع میں یہ کہا تھا بنو حارثہ میں سے کہ ہمارے گھر خالی نہیں یعنی اکیلے اور خطرے میں ہیں۔ یہ مدینے سے باہر تھے ہمیں اجازت دیں ہم اپنی عورتوں اور بچوں اور اولادوں کے پاس جائیں۔

جب انہوں نے رسول اللہ سے یہ بات کہی تو اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت اُتاری۔ وہ جب ان سے فارغ ہوگئے جس آزمائش میں گھرے ہوئے تھے کہ اللہ کی نعمت کو یاد کرے ان پر اور اس پر کہ رسول اللہ ﷺ ان کو کافی ہوگیا تھا۔ ان لوگوں کی طرف سے سوءظن پیدا ہونے کے باوجود۔ اور اہل نفاق کے مقالے کے باصف جس نے بھی ان میں سے کچھ کہا تھا۔

اللہ نے یہ آیت اُتاری :

یا ایها الذین اٰمنوا اذ کروا نعمة الله علیکم اذ جآء تکم جنود ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۹)

آ گئے تھے یعنی تمہارے اُوپر کی جانب سے۔ لہٰذا اللہ نے ان پر ہوا چلا دی تھی۔ اور ایک لشکر جس کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

پہلے جنود سے مراد قریش اور عطفان مراد ہیں اور بنو قریظہ اور دوسرے سے مراد جس کو اللہ نے ان مذکورہ کفار پر بھیجا تھا شدید ہوا کے ساتھ وہ فرشتے تھے۔

اذ جآؤ کم من فو مکم و من اسفل منکم سے پڑھتے جایئے الظُّنُونا تک

اس آیت میں جآؤ کم من فو مکم سے مراد بنو قریظہ ہیں اور ان میں سے جو لوگ اسفل سے تمہارے نیچے کی طرف سے تمہارے پاس آئے تھے سے مراد قریش اور بنو غطفان تھے۔

هنالك ابتلی المؤمنون و زلزلوا زلزالا شدیدا سے ماوعدنا الله و رسوله الاغرورا ۔

یہ آئی ہے مُعتِّب بن قیسرہ اور اس کے اصحاب کے قول کے بارے میں اور ایک گروہ نے کہا تھا یا اهل یرب سے الافرادا تک۔ یہ اوس بن قیظی کے قول کے بارے میں اور اس کے ساتھیوں کے قول کے بارے میں ہے جو اسی قول پر ہے اس کی قوم سے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۸۔۱۹۹)

حضور ﷺ اور مشرکین بیس راتوں سے زیادہ وہاں ٹھہرے رہے، لوگ پریشان اور خوف کی سی حالت پر تھے کہ قتال بھی نہیں ہو رہا تھا مگر محاصرہ اور تیر پھینکا جا رہا تھا۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں ابن اسحاق سے اپنی اسناد کے ساتھ اضافہ کیا ہے کہ مگر یہ کہ کئی گھڑ سوار جو قریش میں سے تھے ان میں سے عمرو بن عبدود اور عکرمہ بن ابو جہل اور ضرار بن خطاب، ہبیرہ بن ابو وہاب انہوں نے قتال کے لئے ہتھیار پہن لئے اور ایسے گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلے، حتیٰ کہ بنو کنانہ کے ٹھکانوں کے پاس سے گزرے اور رُک گئے اور کہنے لگے کہ اے بنو کنانہ! جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ عنقریب تم جان لوگے کہ آج کے دن گھڑ سوار بہادر کون ہیں۔ اس کے بعد ان کو ان کے گھوڑے جلدی آگے لے آئے حتیٰ کہ خندق پر آ کر رُک گئے اور (یہ منظر خندق والا پہلی مرتبہ دیکھ کر) کہنے لگے کہ اللہ کی قسم یہ تدبیر (حکمت عملی) عرب اختیار نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے خندق کا تنگ مقام تلاش کیا اور انہوں نے اپنے گھوڑوں کو مار مار کر خندق میں گھسا دیا۔ لہٰذا انہوں نے خندق کے ساتھ خالی جگہ اور دراڑ میں چکر لگایا۔ ادھر سے حضرت علی مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ نکلے کہ انہوں نے اس راستے کو یا دراڑ کو اختیار کیا جس سے وہ گھسے تھے حتیٰ کہ گھڑ سوار ان کی طرف متوجہ ہو کر قریب ہونے لگے اور عمرو بن عبدودّ قریش کا ایسا سوار تھا جو بدر والے دن قتال کر چکا تھا، یہاں تک کہ اس کو بدر کے زخمیوں میں سے اُٹھایا گیا تھا زخموں نے اس کو روک کر رکھا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ جنگ اُحد میں موجود نہیں تھا۔

خندق والا موقع آیا تو وہ باقاعدہ شعار اور خصوصی نشان لگا کر نکلا تاکہ اس کا مقابلہ دیکھا جاسکے۔ جب وہ خندق پر آ کر رکا اور اس کا گھوڑا بھی تو حضرت علی نے کہا، اے عمرو! تو قریش کو اللہ کی قسمیں دیا کرتا تھا کہ مجھے کوئی آدمی اگر دو میں سے ایک بات کی طرف بلائے گا تو میں دو میں سے ایک ضرور قبول کروں گا، عمرو نے کہا کہ جی ہاں میں نے کہا تھا۔ لہٰذا حضرت علی نے اس سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی نے کہا کہ پھر میں تجھے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں۔ وہ کہنے لگا اے بھتیجے کیوں؟ میں تو اللہ کی قسم تجھے قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت علی نے کہا لیکن اللہ کی قسم میں تجھے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔

یہ سنتے ہی عمرو طیش میں آ گیا اور اس نے گھوڑے سے نیچے چھلانگ لگادی اور اپنے گھوڑے کی ٹانگوں پر تلوار مار کر اس کو کاٹ ڈالا یا زخمی کر ڈالا۔ اس کے بعد وہ علی کے پاس آ گیا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا اور اس دوران علی نے اس کو قتل کر دیا اور اس کا گھڑ سوار دستہ یعنی عمرو کے ساتھی شکست خوردہ ہو کر بھاگ گئے۔ یہاں تک کہ وہ خندق سے نکل گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۱۰۵)

ابن اسحاق نے ان کا نکلنا اور عمرو کا مقابلہ کے لئے پکارنا دوسرے طریق پر ذکر کیا ہے اس اسناد میں جس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص خندق والے دن آیا تھا وہ ہبیرہ بن وابو وہب مخزومی تھا اور ابو وہب کا نام جعدہ تھا۔ اور نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی مقابلے کے لئے نکلا تھا۔ وہ مقابلے کو چیلنج کر رہا تھا۔ لہٰذا اس کی طرف حضرت زبیر بن عوام مقابلے پر آئے تھے انہوں نے اس کو تلوار کی ایسی کاری ضرب لگائی تھی کہ اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا تھا، حتیٰ کہ اس کو تلوار میں بھی گھاؤ آ گئے تھے مگر وہ یہ شعر کہتے ہوئے لوٹ گئے۔

انی امرؤ احمی واحمتی   عن النبی المصطفیٰ الأمی

میں ایسا مرد ہوں کہ میں نبی کریم ﷺ کی حفاظت اور بچاؤ کرتا ہوں جو کہ اُمی ہیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۰۷)

اور ابن اسحاق نے اس کتاب کے ایک اور مقام پر ذکر کیا ہے کہ حضرت علی نے اس کو ہنسلیوں میں نیزہ مارا تھا جو کہ اس کے پیٹ میں نکل گیا تھا، جس سے وہ خندق کے اندر ہی مر گیا تھا۔

اور مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کی طرف آدمی بھیجا وہ اس کی مردار لاش کو دس ہزار میں خریدنا چاہتے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ وہ دس ہزار تمہارے ہیں ہم لوگ مردہ کی قیمت نہیں کھاتے۔

کہتے ہیں کہ عمرو بن ودّ نکلا اور کہنے لگا کہ کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے؟ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے جبکہ عمرو لوہے میں چھپا ہوا تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہی ہے عمرو۔ حضرت علی نے کہا میں اس کو کافی ہوں اے اللہ کے نبی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ عمرو ہے تم بیٹھ جاؤ۔ اتنے میں عمرو نے پکارا کیا کوئی جوان نہیں ہے؟ وہ ان کو اشتعال دلا رہا تھا اور کہنے لگا کہ کہاں ہیں وہ تمہاری جنت جس کے بارے میں تم گمان کرتے ہو کہ تم میں سے جو قتل کیا جائے وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ کیا تم لوگ میری طرف اپنے کسی جوان کو مقابلے کے لئے نہیں نکال سکتے؟ حضرت علی اُٹھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ، اس نے تیسری بار للکارا اور اشعار کہنے لگا۔

عمرو بن عبدودّ نے مسلمانوں کو مقابلے کے لئے للکارتے ہوئے یہ اشعار کہے:

ولقد بححت من النداء   بجمعکم : هل من مبارز

ووقفت اذ جبن المشجع   موقف القرن المناجز

ولــــذاك انـــــى لـــم ازل　　متســرعـــا قبـل الـهـزاهــز
انّ لشـجـــاعة فـــى الـفتـــى　　والـجـود من خيـر الـغـرائـز

البتہ تحقیق میرا گلا بیٹھ گیا ہے تمہارے مجمع کو یہ للکارتے ہوئے کہ کوئی ہے مقابلے میں آنے والا، میں ٹھہرا ہوا ہوں جس وقت بہادر بزدل ہو جاتے ہیں میں ایسے ڈٹا ہوا ہوں جیسے مقابلے کرنے والا مسلح بہادر کھڑا ہوتا ہے۔ اسی لئے میں ہمیشہ جلدی کر رہا ہوں یہاں سے ہلنے اور ٹلنے سے پہلے بے شک شجاعت جوان کے اندر اور سخاوت عمدہ صفات میں سے ہوتی ہے۔

حضرت علی اُٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ میں اس کا کام تمام کرتا ہوں حضور نے فرمایا یہ عمرو ہے علی نے کہا ہوتا رہے عمرو ہے تو بھی میں جاتا ہوں۔ لہٰذا ان کو اجازت دے دی۔ چلتے چلتے اس کے پاس گئے، وہ اس وقت کہہ رہا تھا :

لا تـعـجـلـن فـقـد اتـاك　　مـجـيـب صـوتك غير عـاجـز
ذو نية و بــصـيــرة　　والـصـدق منـجـى كل فـائـز
انــى لأرجــو ان اقيــم　　عـلـيك نـائـحة الـجـنـائـز
مــن ضـربة نــجــلاء　　يبـقـى ذكـرهـا عـند الهزاهز

تو جلدی ہرگز نہ کر ابھی آ گیا ہے تیرے پاس آواز اور پکار کا جواب دینے والا جو عاجز و کمزور نہیں ہے، صاحب عزم و صاحب بصیر ہے اور سچائی نجات دہندہ ہوتی ہے ہر کامیاب انسان کو۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں ٹھہرا رہوں گا جنازوں پر رونے والیوں کی طرح، جو مر گئے ہوں شریف النفس کی ضرب سے، باقی رہتا ہے ان کا ذکر چلے جانے کے باوجود۔

عمرو نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں علی ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کیا ابن عبد مناف۔ انہوں نے کہا کہ علی ابن ابوطالب۔ اس نے پوچھا کہ تیرے سوا اور کوئی ہے اے بھتیجے اور تیرے چچاؤں میں سے تم سے بڑا کوئی ہونا چاہئے، میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں تیرا خون بہاؤں۔ حضرت علی نے کہا لیکن میں اللہ کی قسم میں ناپسند نہیں کرتا کہ میں تیرا خون بہاؤں۔ چنانچہ عمرو غصے میں آ گیا وہ نیچے اُتر آیا اور اس نے تلوار سونت لی اور وہ آگ کے شعلے طرح ہو گیا۔ اس کے بعد وہ غضبناک ہو کر حضرت علی کی طرف آنے لگا اور حضرت علی بھی اسی طرح مقابل آ گئے اپنی چمڑے کی کھال کے ساتھ اور اس پر کاری ضرب لگائی، عمرو بھی چمڑے کی کھال میں تھا اسے علی نے ضرب سے کاٹ دیا اور تلوار اسی میں رہ گئی۔ علی کی ضرب عمرو کے سر پر لگی تھی جس سے اس کے سر میں گہرا زخم آ گیا، دوسرا وار انہوں نے اس کے کندھے اور گردن کے درمیان کیا جس سے وہ گر گیا اور نجاج کود کر آ گیا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے نعرہ تکبیر کی آواز سُنی تو سمجھ گئے کہ علی نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت علی نے اس کا کام تمام کر دیا اور آپ نے شجاعت پر مبنی اشعار کہے :

اعـلـيَّ تـقـتـحـم الـفـوادس هـكـذا　　عـنـى وعـنـهـم اخـروا اصـحـابى
الـيـوم يـمـنـعـنـى الـفـراز حفيظتى　　ومـصـمـم فـى الـراس لیس بنابى

کیا مجھ پر شہسوار اسی طرح حملے کرتے رہیں گے، لہٰذا ان سے اور مجھ سے میرے ساتھیوں کو پیچھے ہٹالو۔ آج کے دن میری تلوار مجھے فرار سے روکتی ہے جو کہ سر کو کاٹ ڈالنے والی ہے جو کہ ناکام نہیں ہے۔

کچھ دیگر اشعار بھی ذکر کئے گئے ان میں سے آخری شعر ہے :

عبـد الـحـجـارة من سفاهة عقله　　وعـبـدت رب مـحـمـد بـصـواب

اس کافر نے اپنی عقل کی حماقت وخرابی کی وجہ سے پتھر کی عبادت کی جبکہ میں درست اور بجا طور پر ربّ محمد کی عبادت کرتا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی متوجہ ہوئے رسول اللہ کی طرف حالانکہ آپ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ عمر بن خطاب نے کہا آپ نے اس کی زرہ کیوں نہ کھینچ لی اس لئے کہ پورے عرب میں اس سے بہتر کسی کی زرہ نہیں ہے۔ حضرت علی کہنے لگے کہ میں نے اس پر وار کیا تو اس نے مجھ سے اپنا بچاؤ اپنے سامان کے ساتھ کیا تھا۔ لہٰذا مجھے شرم آئی ہے ابن چچازاد سے کہ میں اس سیسامان نوچ لوں۔ اوران کے گھڑسواروں کی جماعت شکست کھا کر نکل گئی، حتیٰ کہ خندق سے نکال دیئے گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۶۔۱۰۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر بن احمد اصفہانی نے، ان کو ہارون بن سلیمان نے، ان کو مؤمل بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن زید نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خندق والے دن عورتوں کے ساتھ ٹیلوں پر مقرر کیا گیا تھا یعنی محافظ کے طور پر اور میرے ساتھ عمرو بن ابوسلمہ بھی تھے، وہ میرے نیچے جھک جاتے تھے۔ میں ان کی پیٹھ پر کھڑے ہوکر مسلمانوں کی طرف دیکھا کرتا کہ وہ کیسے لڑ رہے ہیں پھر میں نیچے ہوجاتا اور وہ میری پیٹھ پر کھڑے ہوکر مسلمانوں کا قتال دیکھتے۔

چنانچہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ کبھی یہاں سے حملہ کرتے تو کبھی وہاں سے۔ وہ جس چیز کی ضرورت سمجھتے اُٹھانے کی وہ اس کے پاس آجاتی۔ جب شام ہوئی اور وہ ہمارے پاس ہماری پناہ گاہ میں آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ ابا جان میں نے آپ کو بڑی گرم جوشی دکھاتے ہوئے دیکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا واقعی اے بیٹے تم نے یہ دیکھا تھا؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ آج رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے اپنے والدین کو جمع کر کے کہا تھا فدا لك ابی و امی میرے ماں باپ تیرے لئے قربان۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۷۔۱۰۸)

کافروں کے نہ وجود میں کوئی چیز ہے نہ ہی اس کی قیمت میں

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو حجاج بن منہال نے اور سلیمان بن حارث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو اسحاق بن حسن حربی نے، ان کو عفان نے، وہ سب کہتے ہیں کہ ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو حجاج نے اور ابن عبدان کی ایک روایت میں ہے حجاج سے ان نے حکم سے، اس نے مقیم سے، اس نے ابن عباس سے کہ مشرکین میں سے ایک آدمی جنگ احزاب والے دن مارا گیا تھا، مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ اس کی میّت ہمارے پاس بھیج دیں ہم انہیں بارہ ہزار دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی چیز و بھلائی نہیں ہے نہ اس کے وجود میں نہ ہی اس کی رقم میں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن سہل نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ جنگ خندق والے دن بنوحارثہ کے قلعے میں محفوظ تھیں۔ وہ مدینے کے قلعوں میں سب سے زیادہ محفوظ قلعہ تھا اور اُم سعد بن معاذ قلعے میں ان کے ساتھ تھی۔ یہ واقعہ ان خواتین پر حجاب کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام جب خندق کی طرف روانہ ہونے لگے تھے تو آپ نے بچوں اور عورتوں کو قلعوں میں محفوظ کر گئے تھے ان پر دشمن کے خوف کی وجہ سے۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ سعد بن معاذ وہاں سے گزرے۔ انہوں نے زرہ پہنی ہوئی تھی جو کہ چھوٹی تھی جس سے ان کے بازو نکلے ہوئے تھے اور تلوار ان کے ہاتھ میں تھی، آگ جلا رہی تھے (مطلب چمک رہی تھی)۔ وہ یہ شعر کہہ رہے تھے :

لبث قليلا فيشهد الهيجا حمل لا باس بالموت اذا حان الاجل

تھوڑی سی دیر ٹھہر جا وقت آیا چاہتا ہے۔ کوئی حرج نہیں کوئی ڈر نہیں موت کا جب اجل آجائے۔

اُم سعد نے کہا تھا اے بیٹے مجاہدین کے ساتھ مل جائیے، اللہ کی قسم آپ پیچھے ہو گئے ہیں۔ سیدہ عائشہ نے کہا اے اُم سعد میں چاہتی ہوں کہ سعد کی زرہ زیادہ مکمل ہوتی یعنی پوری ہوتی اس زرہ سے تو بہتر ہوتا وہ اس کو تیر لگنے سے ڈر رہی تھیں۔

ابو عبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت سعد کو عاصم بن عمر حبان بن قیس بن عرقہ نے تیر مارا تھا جس سے ان کی رگ اکحل (بازو کی رگ) کٹ گئی تھی۔ جب ان کو تیر لگ گیا تو اس نے کہا تھا کہ لے لو تم اس کو مجھ سے میں ابن عرقہ ہوں وہ بنو عامر بن لوی میں سے ایک تھا۔ تو حضرت سعد نے کہا تھا اللہ اس کے چہرے کو آگ میں غرق آلود کرے۔

اے اللہ! اگر آپ نے اس جنگ میں قریش کو کچھ باقی چھوڑا تو مجھے ان کے لئے باقی رکھنا۔ بے شک مجھے کسی قوم کے ساتھ اس قدر جہاد کرنا محبوب نہیں جتنا اس قوم کے ساتھ جہاد محبوب ہے جنہوں نے تیرے رسول کو ایذا پہنچائی ہے اور اس کی تکذیب کی ہے اور اس کو اس کے شہر سے نکالا ہے۔ اور اگر آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان رکھ دیا ہے (ختم کر دیا ہے) تو اس جنگ کو میرے لئے شہادت کا ذریعہ بنا دے۔ اور مجھے موت نہ دے تا کہ بنو قریظہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لوں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۰۔۱۸۱)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے اس تحقیق نے حدیث بیان کی ہے میں جس کو جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا۔ اس نے عبید اللہ بن کعب بن مالک سے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت سعد کو جو تیر لگا تھا اس دن وہ ابو اسامہ جشمی نے مارا تھا جو کہ بنو مخزومی کے حلیف تھے۔ انہوں نے اس بارے میں شعر کہے تھے ان کو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ صفیہ بنت عبد المطلب حسان بن ثابت کے قلعے میں (حفاظت) تھی اور حضرت حسان ہم لوگوں کے ساتھ تھے۔ عورتوں اور بچوں کے ساتھ جس جگہ نبی کریم ﷺ نے خندق کھودی تھی۔ صفیہ کہتی ہیں کہ ایک یہودی آدمی گزرا وہ قلعہ یا حفاظت گاہ کے گرد چکر لگانے لگا۔ تحقیق محاربہ کی تھا بنو قریظہ نے اور ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جو کچھ تھا انہوں نے کاٹ دیا۔ لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان کوئی ایک بس نہ رہا جو ہمارا اس سے دفاع کرتا جبکہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان اپنے دشمن کے سینے پر تھے۔ وہ ان کو چھوڑ کر ہماری طرف بھی نہیں لوٹ سکتے تھے۔

اچانک ہمارے پاس کوئی آنے والا آیا تو حسان سے کہا یہ یہودی ہے جو ہمارے خیمے کے گرد گھوم رہا ہے جسے آپ دیکھ رہے ہو۔ میں بے خوف نہیں ہوں (یعنی مجھے ڈر ہے کہ جا کر اپنے پیچھے یہودیوں کو ہماری کمزوری کی خبر نہ دے۔ جبکہ رسول اللہ اور آپ کے اصحاب مصروف ہیں، ہمارے پاس آنے سے مجبور ہیں۔ آپ اُتر کر اس کی طرف جائیں اور اسے قتل کر دیں۔ حسان نے کہا اللہ تجھے معاف کرے اے عبد المطلب کی بیٹی، اللہ کی قسم آپ جانتی ہیں کہ مجھے اس چیز کا اختیار نہیں ہے۔

صفیہ نے کہا جب حسان نے یہ بات کہی تو میں نے اپنے وسط میں سے خود کو گھر کے ستون کے ساتھ باندھ لیا۔ اس کے بعد اسی کے سہارے میں نیچے اس کی طرف اُتر گئی۔ پس میں نے اس کو ستون کے ساتھ مار کر قتل کر دیا۔ پھر میں قلعے کی طرف لوٹ آئی، پھر میں نے اس نے سوچا کہ حسان نیچے اُترا اور اس کا سامان لوٹ لے مجھے کوئی چیز مانع نہیں تھی اس کا سامان لوٹنے سے مگر یہی کہ وہ آدمی ہے، میں نے کہا اے بنت عبد المطلب مجھے اس کا سامان لوٹنے کی کوئی حاجت بھی نہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۲۔۱۸۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۰۹،۳۸)

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفیہ بنت عبد المطلب سے اسی کی مثل۔ اور اس نے اس میں سے زیادہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ پہلی عورت ہے جس نے ایک مشرک آدمی کو قتل کیا۔

حضور ﷺ کا مشرکین اور یہودیوں کے لئے بددعا کرنا کہ اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے

(۹) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن عمر نے بن شوذب مقری نے واسطی نے واسط میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعیب بن ایوب نے، انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی وہب بن جریر نے، اس نے شعبہ سے، اس نے حکم سے، اس نے یحییٰ بن جرار سے، اس نے حضرت علی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جنگ احزاب والے دن ایک راستے پر بیٹھے ہوئے تھے خندق کے راستوں میں سے۔ اور فرمایا کہ ان لوگوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے مشغول کر دیا ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔ یا یوں کہا تھا کہ ان کے پیٹوں کو۔ یہ الفاظ ہیں حدیث رودباری کے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شعبہ کی حدیث سے۔ (مسلم کتاب المساجد۔ حدیث ۲۰۴ ص ۱/ ۴۳۷)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حارث بن ابوسامہ نے، ان کو عبداللہ بن بکیر نے، ان کو ہشام بن ابوعبداللہ نے یحییٰ بن ابوکثیر سے، اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ عمر بن خطاب یوم الخندق میں جب سورج غروب ہو گیا تھا اس کے بعد قریش کے کفار کو گالیاں دے رہے تھے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا حتیٰ کہ سورج غروب ہونے لگا ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے بھی نہیں پڑھی ابھی تک۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے ساتھ اُترا۔ میرا خیال ہے کہ کہا تھا بطحاب کی طرف (مدینہ میں وادی تھی)۔ آپ نے نماز کا وضو کیا۔ ہم لوگوں نے بھی وضو کیا آپ نے عصر کی نماز پڑھی سورج کے غروب ہونے کے بعد۔ اس کے بعد آپ نے مغرب پڑھی۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ہشام دستوائی سے۔

(بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ۔ مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔ حدیث ۲۰۹ ص ۱/ ۴۳۸)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حامد بن ابوحامد مقری نے، ان کو اسحاق بن سلیمان رازی نے، ان کو ابن ابوذائب نے مقبری سے، اس نے عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ خندق والے دن محبوس ہو گئے تھے ظہر عصر مغرب اور عشاء سے، حتیٰ کہ ہماری طرف اس بات کی کفایت کی گئی۔

اللہ نے یہ آیت اُتاری:

و کفی اللّٰہ المؤمنین القتال و کان اللّٰہ قویا عزیزا۔

اللہ کی کفایت کی مؤمنوں کو قتال سے، اللہ تعالیٰ قوی ہے غالب ہے۔

رسول اللہ اُٹھے، بلال سے کہا اس نے اقامت کہی پھر آپ نے ظہر پڑھائی۔ جیسے پہلے پڑھتے رہتے تھے، پھر اس نے اقامت کہی پھر آپ نے عصر پڑھائی جیسے پہلے اس کو پڑھتے رہتے تھے پھر اس نے مغرب کی اقامت کہی پھر آپ نے مغرب پڑھائی جیسے پہلے پڑھتے رہتے تھے۔ پھر آپ نے عشاء کی اقامت کہی پھر آپ نے عشاء پڑھائی جیسے اس کو پہلے پڑھتے تھے۔ یہ واقعہ اس آیت کے نزول سے پہلے ہوا تھا۔ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا۔ (بقرہ: ۲۳۹)

رسول اللہ ﷺ کی سیاسی تدبیر اور نُعیم بن مسعود کی کوشش سے
کفار و مشرکین اور یہود کا اتحاد پارہ پارہ ہوا

(۱۲) ہمیں خبر دی ابواللہ حافظ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو احمد بن عبدالجبار نے ،ان کو یونس نے ،ان کو ابن اسحاق نے ، وہ کہتے ہیں لوگ ابھی تک حالت خوف میں تھے ۔نعیم بن مسعود اشجعی اچانک رسول اللہ کے پاس آئے ،ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے ، وہ کہتے ہیں کہ نعیم بن مسعود اشجعی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ بے شک میں مسلمان ہوگیا ہوں اور میرے بارے میں قوم میں سے کسی کو بھی یہ بات معلوم نہیں ہے۔آپ مجھے اپنی بات کا حکم دیجئے ۔رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ آپ ہمارے اندر ایک آدمی ہے ۔پس رسوا کر ہماری طرف جس قدر تو استطاعت رکھتا ہے سواء اس کے نہیں کہ جنگ تو ایک دھوکہ ہوتی ہے ۔مگر وہ ہمارے لئے کھڑے نہیں ہوسکیں گے اور نہ ہی ہمارے ساتھ جنگ پر ٹھہر سکیں گے۔

لہٰذا نُعیم بن مسعود واپس چلے گئے حتیٰ کہ وہ بنوقریظہ کے پاس آیا اور ان سے کہا اے قریظہ کی جماعت کیونکہ وہ جاہلیت میں ان لوگوں کا دوست تھا۔ میں تمہارا دوست ہوں اور رفیق ہوں تم اس حقیقت کو خوب جانتے ہو۔انہوں نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو۔اس نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اللہ کی قسم تم لوگ قریظہ والے ،قریش اور غطفان محمد ﷺ کے لئے ایک مقام اور مرتبے کے حامل نہیں ہو بے شک یہ شہر تمہارا شہر ہے اس میں تمہارا مال ہے اس میں تمہارے بیوی بچے ہیں تمہاری عورتیں ہیں جبکہ قریش اور غطفان کے شہر الگ ہیں تم سے ،وہ اپنے شہروں سے آکر تمہارے پاس اُترے ہیں (آج ہیں کل نہیں ہوں گے) اگر انہوں نے فرصت دیکھی تو فرصت کو غنیمت جان کر اس سے فائدہ اُٹھائیں گے اور اگر انہوں نے موقع نہ سمجھا تو وہ اپنے اپنے شہروں میں لوٹ جائیں گے اپنے مالوں میں اور اپنی عورتوں میں اپنی اولادوں میں اور تمہارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان علیحدگی چھوڑ جائیں گے۔پھر تمہیں اس کے ساتھ مقابلے کی طاقت نہیں ہوگی۔

لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ اگر وہ لوگ یہ کام کریں بھی تو تم لوگ ان کے ساتھ مل کر ایسے ہی نہ لڑو بلکہ تم لوگ ان کے شرفاء میں سے کسی کو بطور رہن ز رضمانت اپنے پاس رکھو جس کے ذریعے تم ان سے عہد و پیمان کرو کہ وہ واپس نہیں ہٹیں گے حتیٰ کہ محمد (ﷺ) کے ساتھ جنگ اور مقابلہ کریں گے۔بنوقریظہ والوں نے اس سے کہا کہ واقعی آپ نے ہمیں صحیح کا مشورہ دیا ہے اور بڑی خیر خواہی کی ہے۔

(یہاں سے اپنا کام کرنے کے بعد) قریش کے پاس گئے ۔لہٰذا ابوسفیان کے پاس اور اشراف قریش کے پاس پہنچے اور کہنے لگے اے قریش کی جماعت ! بے شک تم اچھی طرح جانتے ہو مجھے بھی اور اپنے آپ کو بھی اور میرے دور ہونے جدا رہنے کو۔محمد سے بھی اور اس کے دین سے بھی۔ میں تمہارے پاس ایک نصیحت اور خیر خواہی لے کر آیا ہوں بشرطیکہ تم اس کو مجھ پر ہی چھپا دینا کسی سے ظاہر نہ کرنا۔انہوں نے کہا ٹھیک ہے تم ایسے ہی کریں گے۔آپ ہمارے نزدیک مشکوک اور تہمت زدہ تو نہیں ہو۔

اس نے کہا تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ بنوقریظہ یہودی ہیں ،وہ لوگ نادم ہیں اس پر کہ جو کچھ وہ کر بیٹھے ہیں اپنے اور محمد (ﷺ) کے درمیان ۔لہٰذا انہوں نے پیغام بھیجا ہے محمد (ﷺ) کے پاس کہ کیا آپ اس طرح سے ہم سے راضی نہیں ہوں گے کہ ہم قوم قریش سے رہن اور زرضمانت اس کے اشراف میں سے کچھ لوگوں کو لے لیتے ہیں اور ہم ان لوگوں کو آپ کے حوالے کر دیتے ہیں ۔ہم لوگ (مل کر) ان کی گردنیں ماریں گے۔اس بعد ہم لوگ آپ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ان کے خلاف آپ ان کو اپنے شہروں سے نکال دینا ۔کیا آپ اس پر راضی ہیں؟ محمد ﷺ نے یہود کی یہ تجویز مان لی ہے ۔اب آپ لوگ ہوشیار ہو جائیے ۔اگر یہودی تمہارے پاس پیغام بھیج کر تمہارے جوانوں میں سے کچھ افراد مانگیں تو ان کو ایک بھی آدمی نہیں دینا اور بچ کر رہنا۔

اس کے بعد نُعیم بن مسعود بنوغطفان کے پاس گیا اوران کو جا کر کہا، اے بنوغطفان! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں غطفان ہوں اور تم لوگوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ اس نے ان سے کہا جیسے اس نے قریش کے اس قبیلے سے کہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا، یہ ہفتے کا دن تھا شوال ۵ھ اللہ نے اس دن کو اپنے رسول کے حق میں بنادیا تھا۔

ابوسفیان نے عکرمہ بن ابوجہل کو قریش کی ایک جماعت کے ساتھ یہودیوں کے پاس بھیجا کہ ابوسفیان تم لوگوں سے کہتے ہیں کہ گھوڑے اور اُونٹ مر رہے ہیں ہم لوگ رکنے اور ٹھہرنے کی جگہ پر نہیں ہیں یعنی زیادہ دیر ٹھہرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ لہٰذا تم لوگ باہر نکلو قلعوں سے محمد (ﷺ) کی طرف ہم اور تم لوگ مل کر اس سے لڑتے ہیں۔ ان لوگوں نے جواب بھیجا کہ ہفتے کے دن ہم لوگ کوئی بھی ایسا کام نہیں کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم لوگ ایسے تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں کے ساتھ نہیں لڑیں گے جب تک تم لوگ ہمیں اپنے کچھ مردوں کو ہمارے پاس رہن نہ رکھ دو یعنی بطور ضمانت آدمی جمع کروائیں۔ ہم ان کے ساتھ عہد و میثاق پکا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ ہمیں اکیلا چھوڑ کر چلے جاؤ اور ہم اکیلے محمد (ﷺ) سے لڑتے رہیں۔ ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم اسی بات سے تو نے ہمیں ڈرایا تھا۔

لہٰذا ابوسفیان نے دوبارہ یہودیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگ اپنا ایک بھی آدمی تمہارے حوالے نہیں کریں گے اگر تم چاہو تو لڑائی کے لئے نکلو چاہو تو بیٹھے رہو۔ لہٰذا یہودیوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہی بات تو ہم لوگوں کو نُعیم بن مسعود نے بتائی تھی کہ وہ لوگ مسلمانوں سے نہیں لڑیں گے اگر فرصت ملے گی تو اس کو غنیمت سمجھ کر کچھ کریں گے ورنہ واپس چلے جائیں گے اپنے شہر کی طرف اور ہمیں محمد (ﷺ) کے مقابلے میں اکیلا چھوڑ جائیں گے۔ لہٰذا یہودیوں نے پیغام بھیجا کہ اللہ کی قسم ہم تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے نہیں لڑیں گے جب تک کہ تم ہمارے پاس آدمی رہن کے طور پر جمع نہ کرادو۔ ابوسفیان نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

ادھر اللہ نے ابوسفیان اوران کے ساتھیوں پر شدید ہوا کا جھکڑ چلا دیا اور غطفان پر، اور ہوا کا یہ لشکر جس کو اللہ نے بھیجا تھا، لہٰذا اللہ نے ان کو رسوا کر دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۳۔۱۸۵)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن اومان نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ نُعیم بن مسعود افواہیں یا ادھر اُدھر کی باتیں پھیلانے والا آدمی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا کہ بے شک یہودیوں نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے کہ اگر آپ ہم سے اس طرح راضی ہو جائیں تو ہم ایسا کر لیتے ہیں کہ آپ بطور رہن کے کچھ آدمی قریش کے اور غطفان کے لے لیں ان کے شرفاء میں سے تو وہ ہم آپ کو دے دیں گے آپ ان کو قتل کر دینا۔

وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے اُٹھا اوران لوگوں کے پاس گیا۔ ان کو اس بات کی خبر دی جب نُعیم پیچھے کو لوٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنگ درحقیقت دھوکہ دے کر جیتی جاتی ہے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ مسلم کتاب الجہاد۔ حدیث ۱۸ ص ۱۳۶۲)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد مصری نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح زعفرانی نے، ان کو ابومعاویہ ضریر نے، ان کو اعمش نے مسعود بن مالک سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

نُصِرتُ بِالصَّبَا وَاُهلِكَتُ عَادٌ بِالدَّبُورِ۔

مشرق کی طرف سے مسلسل چلنے والی ہوا کے ساتھ میری مدد کی گئی تھی اور جب قوم عاد اس کے مقابل سے یعنی مغرب سے چلنے والی تیز وتند ہوا کے ساتھ ہلاک کی گئی تھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابومعاویہ سے۔ (مسلم کتاب الاستقاء۔ حدیث ۱۷ص ۶۱۷)
اور بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث مجاہد سے اس نے ابن عباس سے۔
(بخاری کتاب الاستقاء۔ باب قول النبی ﷺ نصرت بالصباء۔ مسلم کتاب صلوٰۃ الاستقاء۔ حدیث ۱۷ ص ۶۱۷)

(۱۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے ابن ابونجیاح سے، اس نے مجاہد سے، اللہ کے اس کے اس فرمان کے بارے میں :

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۹)

فرمایا کہ اس سے مراد بادِ صبا ہے جو مشرقی ہوا جو یوم خندق میں چلائی گئی تھی۔ (تفسیر قرطبی ۱۴/۱۴۴)
یہاں تک کہ ان کی ہنڈیا اُلٹ دی تھیں اور اس ہوا نے ان کے خیمے اُکھاڑ پھینکے تھے۔ اور

وَجُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا ۔

اس سے مراد فرشتے ہیں۔ فرمایا کہ مگر ملائکہ نے اس دن قتال نہیں کیا تھا۔

باب ۷۰

حضور ﷺ کا حضرت حذیفہ بن یمان کو مشرکین کے لشکر کے پاس بھیجنا

اور ان کے لئے آثار نبوت کا ظہور ہونا اور مشرکین پر اس رات بھر ہوا کا چلنا اور لشکر کا آنا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کے قول کی تصدیق کرنا اس بارے میں جو حضور ﷺ نے اس سے وعدہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا قید ہونے سے اور سردی لگنے سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن محمد بن عبدوس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے اعمش سے، اس نے ابراہیم تیمی سے، اس نے ان کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حذیفہ بن یمان کے ہاں تھے تو ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو پالیا تو میں ان کے ساتھ مل کر قتال کروں گا اور آپ کی نصرت میں مبالغہ کروں گا یعنی خوب ان کی اور اصحاب کی نصرت کروں گا۔ چنانچہ حذیفہ نے اس سے کہا کیا تم واقعی ایسا کرو گے؟

البتہ تحقیق میں نے خود کو دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ احزاب والی رات، اس رات کے اندر جو شدید ہوا والی رات تھی اور شدید سردی میں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو قوم کی خبر لے کر آئے یعنی مشرکین کی رپورٹ لے کر آئے، وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔ ہم لوگ خاموش ہو گئے، ہم میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا۔ پھر دوسری بار آپ نے فرمایا، پھر تیسری بار اسی طرح فرمایا۔ پھر فرمانے لگے اے حذیفہ! آپ جائیے، ہمارے پاس ان لوگوں (کفار و مشرکین) کی خبر لے آئیے۔ لہٰذا جب آپ ﷺ نے مجھے میرے نام کے ساتھ مخصوص کر کے فرمایا تو میں نے اس کے سوا کوئی چارہ نہ پایا۔ مگر آپ نے فرمایا جائیے میرے پاس قوم کی خبر لے کر آؤ، لیکن ان کو محمد پر تحریک نہ دینا، مطلب ہے کہ تم پکڑے نہ جانا کیونکہ اگر تم پکڑے گئے تو اس کا نقصان ہمیں اُٹھانا پڑے گا کیونکہ تم ہمارے نمائندہ اور رفیق ہو۔

کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوگیا۔ایسے لگا جیسے میں حمام (گرم غسل خانے میں) چل رہا ہوں (یعنی مجھے وہ سردی محسوس ہی نہ ہوئی)۔ لوگ جس سردی سے پریشان تھے اور نہ ہی اس شدید ہوا سے مجھے کچھ سردی لگی بلکہ مجھے نبی کریم ﷺ کی اجابت کرنے کی برکت سے اللہ نے سب چیز سے عافیت دے دی۔ میں ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا اس وقت ابوسفیان اپنی پیٹھ سینک رہا تھا آگ کے ساتھ۔ میں نے اپنا تیر اپنی کمان کے جگر میں رکھا اور میں نے چاہا کہ میں اس کو ماردوں مگر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات یاد آگئی کہ تم ان کو میرے خلاف موقع نہ دینا اگر میں اس کو تیر ماردیتا تو میں اس کا کام تمام کردیتا۔

کہتے ہیں کہ میں واپس لوٹ آیا ایسے جیسے میں گرم حمام میں چل رہا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا، بعد میں مجھے سردی محسوس ہوئی جب میں فارغ ہوگیا اور ٹھنڈا ہو گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی وہ اضافی جیکٹ پہنائی جو آپ کے جسم اقدس پر تھی جس میں آپ نماز پڑھتے تھے۔ لہٰذا میں صبح تک سوتا رہ گیا۔ جب میں نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُٹھ جا، اے بہت نیند کرنے والے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے اور اسحاق بن ابراہیم سے۔ (مسلم کتاب الجہاد والسیر۔حدیث ۹۹ ص ۱۴۱۴)

رسول اللہ کی دعا سے سردی کا نہ لگنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن کامل قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن عبداللہ طیالسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم بن دکین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن عبداللہ بن ابو بردہ نے موسیٰ بن ابوالمختار سے، اس نے بلال عیسیٰ سے، اس نے حذیفہ بن یمان سے، یہ کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے ادہر اُدہر ہو گئے تھے جنگ احزاب والی رات میں، ان کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں سردی کی وجہ سے گھٹنے سکیڑے بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا اُٹھئے اے ابن یمان۔ آپ احزاب کے لشکر کی طرف جائیے اور جا کر ان کا حال دیکھئے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نہیں کھڑا ہوا آپ کے آگے مگر آپ سے حیا کرتے ہوئے سردی کی وجہ سے جانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا، اے ابن ایمان چلئے تمہارے اُوپر کوئی خطرہ نہیں ہے نہ گرمی کا نہ سردی کا۔ یہاں تک کہ آپ واپس میرے پاس آجائیں گے۔

کہتے ہیں کہ میں ان کے لشکر کی طرف گیا، میں نے دیکھا کہ ابوسفیان آگ جلائے بیٹھا ہے اور اس کے گرد ایک جماعت ہے اور احزاب (جماعتیں اور لوگ) اس سے تتر بتر ہوگئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں ان میں جا کر بیٹھ گیا۔ کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے محسوس کرلیا کہ ان میں کوئی غیر آدمی داخل ہوا ہے، لہٰذا اس نے کہا تم میں سے ہر شخص اپنے برابر میں بیٹھے ہوئے شخص کا ہاتھ پکڑ کر رکھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے جلدی سے اپنا دایاں ہاتھ دائیں طرف والے پر مار کر اس کا ہاتھ تھام لیا اور بایاں ہاتھ بائیں طرف والے پر مار کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ میں کچھ دیر اسی طرح ان کے پاس بیٹھا رہا اس کے بعد میں اُٹھا اور چپ چاپ وہاں سے نکل آیا اور میں رسول اللہ کے پاس آ گیا۔ حضور کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے قریب ہونے کا اشارہ کیا، میں قریب ہوگیا پھر دوبارہ انہوں نے اور قریب ہونے کا اشارہ کیا میں اور قریب ہوگیا، حتیٰ کہ حضور ﷺ نے میرے اُوپر وہ کپڑا ڈالا جو حضور ﷺ کے جسم اطہر پر تھا جس میں وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابن ایمان بیٹھئے کیا خبر ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ لوگ ابوسفیان کے ہاں سے بھاگ گئے ہیں، یعنی اس کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے ہیں کوئی باقی نہیں رہا سوائے ایک گروہ کے جو کہ دس بارہ آدمیوں پر مشتمل ہے جو کہ آگ جلائے بیٹھے ہیں ابوسفیان انہیں میں بیٹھا ہے۔ اللہ نے اس پر سردی انڈیل دی ہے جیسے اس نے ہمارے اُوپر انڈیلی تھی۔ لیکن ہم اللہ سے اس چیز کی امید رکھتے ہیں جس کی امید وہ نہیں رکھتا۔ (مستدرک حاکم ۳۱/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حاتم دار بردی نے مقام مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ برتی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوحذیفہ نے، ان کو عکرمہ بن عمار محمد بن عبید ابوقدرحہ حنفی نے

عبدالعزیز بن رضی حذیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی خلوت کا ذکر کیا ہے، اس کے رفقاء نے کہا خبردار اللہ کی قسم اگر ہم ان میں حاضر ہوتے تو ہم ایسا کرتے ایسا کرتے۔ حذیفہ نے کہا اس کی تمنا نہ کرو میں نے اپنے آپ کو احزاب والی رات دیکھا تھا کہ ہم لوگ صف باندھ کر بیٹھے ہوئے تھے ابوسفیان اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ تھے احزاب میں سے، وہ ہمارے اُوپر تھے اور بنوقریظہ کے یہودی ہم سے نیچے کی جانب تھے۔ ہم اپنی اولادوں پر ان سے ڈرتے تھے ہمارے اُوپر ایسی کوئی رات نہیں آئی تھی مگر شدید اندھیری تھی اور نہ ایک زیادہ شدید باعتبار ہوا کے، اس کی ہوا کی آوازیں، بجلی کی کڑک کی مثل تھیں اور ان میں سخت اندھیرہ تھا، اس قدر کہ ہم میں سے کوئی آدمی اپنی اُنگلی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

منافق قسم کے لوگ نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے گھر خطرے میں ہیں حالانکہ وہ خطرے میں نہیں تھے۔ جس نے بھی ان میں سے اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی، آپ ان کو اجازت دیتے تھے اور وہ کھسک جاتے تھے ہم لوگ تین سو کے لگ بھگ تھے۔ اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے آئے ایک ایک آدمی کے پاس یہاں تک کہ میرے پاس سے گزرے جبکہ میرے اُوپر دشمن سے بچنے کے لئے کوئی ڈھال وغیرہ نہیں تھی۔ اور نہ ہی سردی سے بچنے کے لئے کوئی شئ۔ مگر میری بیوی کی ایک چادر تھی وہ بھی میرے گھٹنوں سے آگے نہ بڑھتی تھی۔ حضور ﷺ میرے پاس پہنچے تو میں اپنے گھٹنوں کے اُوپر دوزانوں بیٹھا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میں نے بتایا کہ میں حذیفہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ حذیفہ؟

کہتے ہیں کہ میں اور سکڑ کر زمین سے قریب ہو گیا مگر میں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ! اس لئے کہ میں موسم کی وجہ سے اُٹھنا پسند نہیں کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ، میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ قوم مشرکین میں کوئی خیر کی بات ہونے والی ہے تم جاؤ کوئی خبر میرے پاس لے کر آؤ قوم کی۔ کہنے لگے کہ میں سب لوگوں سے زیادہ ڈرپوک تھا اور مجھے سردی بھی سب سے زیادہ لگتی تھی۔ لہٰذا میں نکل گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا :

اللّٰھم احفظہ من بین یدیہ ۔ و من خلفہ و عن یمینہ و عن شمالہ و من فوقہ و من تحتہ ۔

اے اللہ! اپنے سامنے اس کی حفاظت فرما، اس کے آگے سے اور اس کے پیچھے سے، اس کے دائیں سے اور اس کے بائیں سے اور اس کے اُوپر سے اور اس کے نیچے سے۔

کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اللہ نے نہ پیدا کیا کوئی خوف میرے دل میں اور نہ ہی کوئی سردی، مگر سب کچھ خوف وغیرہ میرے دل سے نکل گیا کچھ بھی اس میں سے میں نے نہ پایا۔

کہتے ہیں جب واپس لوٹنے لگا تو آپ نے فرمایا حذیفہ کہ ان لوگوں کو کوئی بات یہاں کی نہ بتانا واپس آنے تک بھی۔ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوا، حتیٰ کہ میں قوم کے لشکر کے قریب ہوا۔ میں نے آگ کی روشنی میں جو انہوں نے جلائی ہوئی تھی۔ ایک موٹا کالا آدمی اپنے آگ پر گرم کر کے اپنی کوکھ پر پھیر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کوچ کرو کوچ کرو یہاں سے۔ میں نے اس سے قبل ابوسفیان کو نہیں پہچانا تھا۔ میں نے اپنی ترکش سے تیر نکالا سفید پروں والا، اسے میں نے کمان کے جگر پر رکھا تا کہ میں آگ کی روشنی میں اس پر تیر چلادوں، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات یاد آ گئی کہ کوئی بات نہ کرنا میرے پاس واپس آنے تک، پھر میں رُک گیا اور میں نے اپنا تیر واپس نکال لیا۔ پھر میں نے اپنے آپ کو شجاعت دی، دل کو مضبوط کر کے ان کی لشکر گاہ میں داخل ہو گیا۔ وہاں پر میرے قریب جو لوگ تھے وہ بنوعامر کے لوگ تھے۔ وہ کہہ رہے تھے اے آل عامر کوچ کرو کوچ کرو نکل چلو تمہارے ٹھہرنے کی اب جگہ نہیں ہے اور لشکر کو شدید ہوا نے گھیر لیا تھا جو کہ ان کے لشکر سے ایک بالشت بھر آگے نہ بڑھتی تھی۔

اللہ کی قسم میں نے ان کے سامان پر شدید ہوا سے پتھروں کے گرنے کی آواز خود سُنی تھی۔ ہوا نے ان کو پریشان کر دیا تھا وہ ان کو پتھر مار رہی تھی، پھر میں یہ کوچ والی خبر سُن کر واپس حضور ﷺ کے پاس لوٹ آیا۔ جب آدھا راستہ طے ہو گیا اس کے قریب قریب میں نے تقریباً

بیس گھڑسوار دیکھے جو رات کے اندھیرے میں جارہے تھے ۔ وہ کہنے لگے کہ تم اپنے صاحب کو خبر دے دینا کہ اللہ نے اس کے لئے (کفار و مشرک) قوم سے کفایت کردی ہے (یعنی اللہ نے حضور ﷺ کی طرف سے خود ہی ان سے نمٹ لیا ہے)۔

وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آیا۔آپ چادر لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔اللہ کی قسم جیسے میں لوٹا تو میرے پاس سردی بھی لوٹ آئی۔لہٰذا میں سردی سے تھر تھر کانپنے لگا۔حضور ﷺ نے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کیا،آپ نماز پڑھ رہے تھے میں ان کے قریب ہوگیا۔لہٰذا آپ نے اپنی وہ چادر مجھ پر لٹکادی اور نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ کو امر مشکل آن پڑتا تو آپ نماز پڑھنا شروع کردیتے۔میں نے حضور کو ان لوگوں کی خبر سُنائی اور میں نے بتایا کہ میں ان کو اس حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ کوچ کررہے تھے۔اللہ نے آیت اُتاری :

یا ایها الذین اٰمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذجآء تکم جنود فارسلنا علیهم ریحا و جنودا لم تروها ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۹)

اے اہل ایمان! اللہ کی نعمت یاد کرو تمہارے اُوپر جب تمہارے پاس میں لشکر آن پہنچے تھے ہم نے ان پر شدید ہوا بھیج دی تھی اور لشکر بھی جس کو تم لوگ نہیں دیکھ رہے تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۱۴۔۱۱۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی ابراہیم بن معاویہ نیشاپوری نے، ان کو محمد بن مسلم بن وارہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں قید نہ کردیا جاؤں۔آپ نے فرمایا کہ نہیں تم قید کئے جاؤ گے۔میں نے کہا آپ مجھے حکم فرمادیجئے جو کچھ آپ چاہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور لوگوں میں داخل ہوجاؤ اور قریش کے پاس جاکر کہو، اے قریش کی جماعت حقیقت یہ ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ جب صبح ہو تو کہیں کہ کہاں ہیں قریش؟ کہاں ہے لوگوں کی قیادت کرنے والے؟ کہاں ہیں لوگوں کے سردار؟ پھر تمہیں آگے کردیں اور تم جنگ وقتال سے دوچار ہوجاؤ۔اور تمہارے اندر قتل واقع ہوجائیں۔پھر بنوکنانہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ حقیقت اس طرح ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ بنوکنانہ کہ جب صبح ہو تو لوگ کہیں بنوکنانہ کہاں ہے؟

کہاں ہیں ماہر تیرانداز؟ مگر وہ تمہیں گم پائیں؟ تم جنگ میں جھونک دیئے جاؤ پھر تمہارے اندر قتل ہوں۔اس کے بعد بنوقیس کے پاس جاؤ اور جاکر کہو، اے قیس کی جماعت لوگ چاہتے ہیں کہ جب صبح ہو تو وہ یوں کہیں کہاں ہیں بنوقیس؟ کہاں ہے گھوڑوں کی پشت سے لگے رہنے والے؟ کہاں ہیں شہسوار؟ پھر وہ تمہیں آگے کردیں اور جنگ وقتال میں لگ جاؤ اور تمہارے اندر قتل ہوں۔اپنے ہتھیار کو استعمال بالکل نہ کرنا یہاں تک کہ تم میرے پاس آجاؤ اور مجھے دیکھ لو۔

لہٰذا میں چل پڑا میں ان لوگوں میں داخل ہوگیا، میں نے بھی جاکر ان کے ساتھ آگ سینکنا شروع کردی ان کے آگ کے الاؤ پر اور میں نے باتیں بھی پھیلانا شروع کردیں جن کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا، حتیٰ کہ جب سحر قریب ہوگیا تو ابوسفیان کھڑا ہوگیا۔اس نے لات اور عزیٰ کی پکار کی ان کی دہائی دی اور خوب شرک کیا۔پھر کہا کہ کوئی آدمی دیکھے محمد بن یزید بن اسنان رکھاوی کو۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد بن خالد نے علقمہ بن مرثد سے، اس نے عمران بن سریع سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم حذیفہ بن یمان کے ساتھ تھے۔اس نے طویل حدیث ذکر کی تھی اور اس میں اس نے نبی کریم ﷺ کی دعا بھی ذکر کہ نہ حفاظت کی۔اور ذکر کیا کہ علقمہ بن عُلاثہ نے آواز لگائی، اے عامر بے شک ہو، اس نے مجھ سے لڑائی کی ہے اور میں پیٹھ کے بل ہوں ان لوگوں کو سخت ہوا نے پکڑ لیا تھا اور اس کے اصحاب نے چیخ ماری۔ابوسفیان نے جب یہ حالت دیکھی تو ان لوگوں کو حکم دیا کہ بس وہ سامان لادیں۔ان لوگوں نے سامان لادا جیسے وہ سامان تیار کررہے تھے تو ویسے ہوا ان پر غالب آرہی تھی ان کے بعض سامان پر۔

لہٰذا علقمہ بن مرثد نے کہا عطیہ کابلی سے، وہ کہتے ہیں کہ حدیث میں یہ بات بھی تھی کہ جب حذیفہ واپس لوٹے تھے تو وہ حضور ﷺ کے اور مشرکین کے درمیانی مسافت میں اس کا گزر ایک گھوڑے کے پاس سے ہوا۔ اس لئے دو گھوڑے سوار نمودار ہوئے تھے۔ انہوں نے کہ تم اپنے صاحب (محمد ﷺ) کے پاس واپس چلے جاؤ اور ان کو جا کر خبر دو کہ اللہ نے ان کی جان چھڑا دی ہے ان کفار و مشرکین سے لشکر کے سبب اور شدید ہوا کے سبب۔ پھر حذیفہ نے یہ آیت تلاوت کی :

فارسلنا علیهم ریحا و جنودًا لم تروها ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۹)

اسی طرح ہمیں خبر دی محمد بن یزید نے اس میں جو اس نے حدیث پہنچائی ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن سعد سے، اس نے زید بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے کہ ایک آدمی نے حضرت حذیفہ بن یمان سے کہا، اے حذیفہ ہم لوگ اللہ کی بارگاہ میں رسول اللہ ﷺ سے تمہاری صحبت کی شکایت کریں گے۔ آپ لوگوں نے ان کو پالیا تھا جبکہ ہم نے ان کو نہیں پایا، نہ ہی ہم نے ان کو دیکھا۔ حضرت حذیفہ نے جواب میں کہا کہ ہم لوگ بھی اللہ کی بارگاہ میں شکایت کریں گے تمہاری کہ تم ان کے ساتھ ایمان لے آئے حالانکہ تم نے ان کو دیکھا تک نہیں۔ اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے اے بھتیجے اگر آپ ان کو پالیتے تو آپ کی کیفیت کیا ہوتی؟ آپ کیسے ہوتے؟

البتہ تحقیق ہم نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا تھا خندق والی رات جو سخت سردی کی رات والی رات تھی۔ حالانکہ ابوسفیان اور اس کے ہم نوا ایک میدان میں اُترے ہوئے تھے۔ رسول اللہ نے اس وقت فرمایا کونسا آدمی جاتا ہے وہ ہمارے لئے کفار کی خبر لے آئے، اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر فرمایا کہ کونسا جوان ہے جو چاہتا ہے جا کر ہمارے لئے کفار و مشرکین کی خبر لے آئے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کا رفیق بنائیں گے۔ اللہ کی قسم ہم لوگوں میں سے کوئی آدمی نہ اُٹھا سخت سردی کی وجہ سے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کونسا آدمی جو چاہتا ہے اور کفار و مشرکین کی خبر لے آتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرا رفیق بنائیں گے۔ اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی نہ اُٹھا (اس ہدایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حکم رسول مصطفیٰ نہیں بلکہ اختیاری تھا تاکہ صحابہ پر عدم اجابت رسول کا اعتراض نہ ہو جائے)۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق نے مشورہ دیا کہ آپ حذیفہ کو بھیج دیجئے۔ میں نے کہا کہ آپ کیوں کہہ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حذیفہ! میں نے عرض کی حاضر ہوں یارسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ جائیں گے؟ میں نے کہ اللہ کی قسم مجھے پرواہ نہیں ہے کہ مجھے کوئی قتل کردے۔ میرے پاس بیٹھا ہوا۔ میں پہنچ گیا تو میرے قریب ان لوگوں میں سے ایک آدمی تھا وہ آگ سینک رہا تھا میں نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس خوف سے کہ وہ مجھے نہ پکڑ لے۔ میں نے اس سے پاچھا کہ کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں نے کہا اچھا ہے۔

جب صبح ہوگئی تو اس نے آواز دی کہاں ہیں قریش؟ کہاں ہیں لوگوں کے سردار؟ ان لوگوں نے کہا کہ یہ رہے ہم موجود ہیں یہ وہی تو ہے جس کو ہم لوگ شام کو ساتھ لائے تھے۔ کہاں ہیں بنو کنانہ؟ کہاں ہیں تیرانداز؟ وہ بولے یہ رہے موجود ہیں۔ یہ وہ ہیں جو کل شام کو ہم ساتھ لائے تھے کہاں ہیں بنو قیس گھوڑوں پر پیٹھ سے لگے رہنے والے؟ کہاں ہیں شہسوار؟ وہ بولے ہم حاضر ہیں، یہ وہ ہیں جس کو کل ہم گذشتہ شام کو لائے تھے۔ پھر وہ ایک دوسرے کو بے یارومددگار چھوڑ گئے الگ ہوگئے، ایک دوسرے کو رسوا کردیا۔ اللہ نے ان پر شدید ہوا بھیجی کہ اس نے نہ ان کی کوئی دیوار چھوڑی مگر اس کو گرادیا، نہ کوئی برتن چھوڑا مگر اسے اُلٹ دیا، حتیٰ کہ میں نے ابوسفیان کو دیکھا وہ بوکھلا کر چھلانگ لگا کر بیٹھے ہوئے پیروں، رسی سے بندھے ہوئے اُونٹ پر چڑھ بیٹھا اور اس کو اُٹھانے اور چلانے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ بے چارہ اُٹھ ہی نہ سکا۔

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں کوئی کاروائی نہ کروں اپنے ہتھیار کے ساتھ تو میں اس کو قریب سے تیر مار کر ہلاک کر سکتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آیا۔ میں حضور کو ابوسفیان کے بارے میں اُونٹ پر بیٹھنے والی خبر دے رہا تھا اور حضور ہنستے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے حضور ﷺ کے نوک والے دانت دیکھے۔

(دلائل ابی نعیم ۴۳۳۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۶۔۱۸۷۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۵۴۷۔۵۴۹)

باب ۷۱

نبی کریم ﷺ کا احزابِ کفار و مشرکین کے خلاف بددعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا اس کو قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبدالرحمٰن بن ماتی سبیعی نے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے، ان کو عبداللہ بن ابواوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب (کفار و مشرکین و یہود) کے خلاف بددعا فرمائی تھی :

اللهم منزل الكتاب سريع الحساب هازم الاحزاب ۔ اللهم اهزمهم و زلزلهم ۔

اے اللہ! قرآن کو نازل کرنے والے، بہت جلد حساب لینے والے لشکروں کو شکست دینے والے اے اللہ! ان کو شکست دے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث اسماعیل سے۔

(بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۰۶۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۲۱ ص ۱۳۶۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں سعید نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے :

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ۔ اَعَزَّ جُنْدَهٗ ۔ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَهٗ ۔

اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ اسی نے اپنے لشکر کو غلبہ دیا اور اکیلا تمام گروہ پر غالب آیا۔ اس کے بعد کوئی شی باقی نہیں رہے گی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۱۴۔ فتح الباری ۷/۴۰۶)

☆☆☆

باب ۷۴

تمام احزاب کے چلے جانے کے بعد نبی کریم ﷺ کا فرمان

کہ اب ہم ان کفار و مشرکین کے ساتھ لڑیں گے، وہ ہم سے نہیں لڑسکیں گے

لہٰذا حقیقت میں ایسا ہی ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد فضل قطان نے بغداد میں، کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن عمر بن علی بن حرب طائی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حزب نے، ان کو ابوداؤد حفری نے، ان کو سفیان نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستومیہ نحوی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابویوسف یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے اور قبیصہ نے، ان کو سفیان نے اسحاق سے، اس نے سلیمان بن صُرد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا جنگ احزاب والے دن اب کے بعد ہم ان سے لڑیں گے اور وہ ہم سے نہیں لڑسکیں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابونعیم سے۔ (بخاری ۵/۴۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عروہ دمشقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن خالد وہبی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے سلیمان بن صرد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب احزاب یعنی تمام گروہ ان سے چلے گئے تھے کہ اب ہم نے ان کے ساتھ جہاد کریں گے وہ ہم سے نہیں لڑیں سکیں گے، ہم خود چل کر ان کی طرف جائیں گے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن آدم کی حدیث سے، اس نے اسرائیل سے۔ (بخاری ۵/۴۸)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، آپ نے فرمایا کہ جب خندق والے دن خندق سے واپس لوٹ گئے یعنی جن لوگوں سے دفاع کے لئے خندق کھودی گئی تھی تو رسول اللہ نے فرمایا اس روایت کے مطابق جو ہم کو پہنچی تمہارے اس مسلسل کے بعد قریش ہرگز تم سے نہیں لڑنے آئیں گے بلکہ اب تم خود ان سے لڑنے جاؤ گے۔ لہٰذا حقیقتاً واقعی اور نفس الامری میں ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد قریش ان سے یعنی مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نہ آسکے۔ حضور ﷺ خود ہی اس کے بعد ان سے غزوہ کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے لئے مکہ فتح کردیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۰۶)

☆☆☆

باب ۴۳

۱۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً۔
عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کے درمیان دوستی اور محبت ڈال دے، جن سے تم دشمنی رکھتے ہو۔

۲۔ اور رسول اللہ ﷺ کا اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کے ساتھ عقد نکاح کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن خلف بن مرزبان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن منصور رمادی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوزید عبدالرحمن بن محمد قاضی نے، ان کو ابوحامد احمد بن محمد بن بالویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن سوار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عیسیٰ بن یزید نے، ان کو حدیث بیان کی شبابہ نے، ان کو خارجہ بن مصعب نے کلبی سے، اس نے ابوصالح سے، اس نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں :

عسى الله ان يجعل بينكم و بين الذين عاديتم منهم مودة ۔
عین ممکن کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کے درمیان اُلفت ومحبت پیدا کردے جن سے تم دشمنی رکھتے ہو۔

ابن عباس نے فرمایا کہ وہ محبت ومودة وہ تھی جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کردی تھی وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا عقد نکاح کر دینا تھا۔ (تفسیر قرطبی ۱۸/ ۵۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۴۳)

لہٰذا وہ اُم المؤمنین بن گئیں۔

و صار معاوية خال المؤمنين ۔
اور حضرت معاویہ مسلمانوں کے ماموں بن گئے۔

اور کلبی کی روایت میں اسی طرح ہے۔ اور ہمارے علماء اس طرف گئے ہیں یعنی علماء شوافع اس لئے کہ مصنف شافعی المسالک بھی۔ کہ یہ ایک ایسا حکم ہے جو ازواج سے آگے متعدی نہیں کیا جائے گا، بس وہ مؤمنین کی مائیں بن گئیں تحریم وحرمت کے اندر۔ اور یہ حرمت ان کے بھائیوں اور بہنوں کی طرف متعدی نہیں ہوگی نہ ہی ان کی بیٹیوں تک متعدی ہوگی۔ واللہ اعلم

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو احمد بن نہیرہ نے، ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن مبارک معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے اُم حبیبہ سے کہ وہ عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، وہ نجاشی کی طرف کوچ کر گیا تھا اور وہاں ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ بعد میں نبی کریم ﷺ نے اُم حبیبہ کے ساتھ عقد کرلیا تھا۔ جب وہ حبشہ کی سرزمین پر تھیں اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجاشی نے ہی عقد کرادیا تھا اور اس کا مہر اس نے خود ہی چار ہزار درہم ادا کیا تھی اور اُم حبیبہ کو اس نے حضور کے ساتھ عقد کرنے کے بعد شرجیل کے ساتھ بھیج دیا تھا اور اپنی طرف سے نجاشی نے محترمہ کو سامان تیار کر کے دیا تھا (جہیز)۔ نبی کریم ﷺ نے وہاں پر اُم حبیبہ کے پاس کچھ بھی نہیں بھیجا تھا اور دیگر ازواج رسول کی مہریں چار سو درہم تھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۴۳)

فائدہ : سیدہ اُم حبیبہ کا نام رملہ بنت ابوسفیان صخر بن حرب تھا اور ایک قول یہ ہے کہ نام ھند تھا مگر مشہور رملہ ہے یہی صحیح ہے اہل علم کے نزدیک۔ مترجم

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن خالد نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی اسد بن حزیمہ سے عبیداللہ بن جحش ارض حبشہ میں بحالت عیسائیت فوت ہو گئے تھے جبکہ ان کی عورت اُم حبیبہ بنت ابوسفیان بھی اس کے ساتھ تھی۔ اس کا نام رملہ تھا اس کے بعد دوسرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوا تھا۔

علامہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ عروہ کا یہ قول کرنا کہ حضرت عثمان نے اُم حبیبہ کا عقد رسول اللہ سے کروایا تھا یہ قول غریب ہے۔ اس لئے کہ حضرت عثمان حبشہ سے واپس لوٹ آئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور حضور نے ان کو ان کی زوجہ رقیہ کی تیمارداری سپرد کی تھی۔

حضور ﷺ کا نکاح اُم حبیبہ کے ساتھ عثمان بن عفان نے ارض حبشہ میں کر دیا تھا۔ اُم حبیبہ کی ماں صفیہ بنت ابوالعاص عفان بن ابوالعاص کی بہن تھی جو کہ حضرت عثمان کی پھوپھی تھی۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عثمان نے عیسیٰ بن یونس نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی کہ وہ شخص جو اُم حبیبہ کے نکاح کا ولی بنا تھا وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا اس کا نام خالد بن سعید بن العاص تھا۔ عمرو بن اُمیہ اور ضمری نکاح کا پیغام لے کر گئے تھے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۳/۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۴۳/۴)

شاہ حبشہ نجاشی نے بنت ابوسفیان کا رسول اللہ ﷺ سے عقد کر دیا تھا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو ابوجعفر محمد بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی کی طرف بھیجا تھا۔ اس نے اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا حضور کے بیاہ کر دیا تھا اور اس نے خود ہی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے چار سو دینار (مہر کے) دے دیئے یا روانہ کر دیئے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۳/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۱۴۳/۴)

نجاشی نے اُم حبیبہ کو رسول اللہ ﷺ سے نکاح کا پیغام دیا انہوں نے خوشی سے قبول کر لیا

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن محمد بن حارث اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد بن حیان اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زبیر بکار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن حسن نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن عمرو بن زہیر سے، اس نے اسحاق بن عمرو سے یہ کہ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان فرماتی تھیں مجھے معلوم نہیں تھا حالانکہ میں ارض حبشہ میں تھی مگر نجاشی نے نمائندہ کے ساتھ (وہ ایک لڑکی تھی اسے ابرہ کہا جاتا تھا وہ نجاشی کے کپڑوں کی تیاری اور اس کے تیل وغیرہ کی ذمہ داری پر مقرر تھی) ایک دن اس نے مجھ سے آنے کی اجازت مانگی میں نے اسے اجازت دے دی۔ وہ آکر کہنے لگی کہ بادشاہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف خط لکھا ہے کہ میں آپ کا نکاح ان کے ساتھ کر دوں۔

میں نے اس لڑکی سے کہا اللہ تجھے خوشخبری سنائے کسی خیر کی۔ وہ کہنے لگی کہ بادشاہ تم سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کسی آدمی کو اپنی طرف سے وکیل مقرر کر دیجئے جو آپ کی طرف سے وکیل بن کر رسول اللہ کے ساتھ بیاہ دے یعنی آپ کا ان سے نکاح کر دے۔ میں نے خالد بن سعید کو بلا کر اس کو وکیل مقرر کر دیا۔

سیدہ اُم حبیبہ نے اس رشتے سے خوش ہوکر پیغام لانے والی کو مالا مال کر دیا تھا

اور میں نے خوشی سے ابرہ نامی لڑکی کو چاندی کے دو کنگن دیئے، چاندی کی دو پازیب دیں جو میں نے پہن رکھے تھے اور چاندی کی انگوٹھیاں دیں جو میرے دونوں پیروں کی اُنگلیوں میں پہنی ہوئی تھیں۔ اس لئے کہ اس نے مجھے یہ خوش خبری آ کر دی تھی۔ جب اس دن شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر بن ابی طالب کو حکم دیا اور ان کو بھی جتنے مسلمان وہاں پر موجود تھے اس عظیم نکاح میں شرکت کے لئے۔

نجاشی نے اُم حبیبہ کے نکاح کا خطبہ پڑھا تھا

نجاشی نے یہ خطبہ پڑھا تھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ـ اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ ـ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ـ وَاِنَّهُ الَّذِىْ بَشَّرَ بِهٖ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَتَبَ اِلَىَّ اَنْ اُزَوِّجَهٗ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ اَبِىْ سُفْيَانَ ـ فَاَجَبْتُ اِلٰى مَادَعَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ـ وَاَصْدَقْتُهَا اَرْبَعَ مِائَةِ دِيْنَارٍ ـ

ثم سكب النجاشى الدنانير بين يدى القوم ـ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو انتہائی مقدس بادشاہ ہے سلامتی دینے والا، پناہ دینے والا، غالب ہے، زبردست ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اسی اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور بے شک وہ وہی ہیں جس کے بارے میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔ امابعد بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس خط لکھا کہ میں ان کے ساتھ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا رشتہ و بیاہ کرا دوں۔ میں نے ان کی بات مان لی جس کی طرف مجھے بلایا ہے رسول اللہ ﷺ نے اور میں نے اس کو چار سو دینار مہر میں دی ہے۔

یہ کہہ کر نجاشی نے دنانیر لوگوں کے آگے اُنڈیل دیئے .... اتنے میں خالد بن سعید نے کلام کیا اور اس نے یوں خطاب کیا۔

خالد بن سعید کا خطبہ

الحمد لله احمده واستغفره واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون امابعد، فقد اجبت الىٰ مادعا اليه رسول الله وزوجته بنت ابى سفيان فبارك لرسوله ـ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں میں اسی کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے بخشش مانگتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ نے اس کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اس کو ادیان پر غالب کر دے۔ اگر چہ مشرک ناپسند بھی کریں۔ امابعد تحقیق میں نے اجابت کی ہے یعنی بات مان لی ہے اس چیز کی طرف جس کی طرف رسول اللہ نے حکم فرمایا ہے اور میں نے اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا ان کے ساتھ بیاہ کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس عقد اور شادی کو اپنے رسول کے لئے مبارک بنائے (اس طرح یہ نکاح ہو گیا)۔

اگلے لمحے نجاشی نے مہر والے دینار خالد بن سعید کے حوالے کر دیئے انہوں نے لے لئے۔ اس کے بعد لوگوں نے اُٹھ کر جانے کا ارادہ کیا۔ نجاشی نے کہا کہ نہیں آپ لوگ سب بیٹھے رہیں۔ بے شک انبیاء کی سنت ہے کہ تم جب شادی بیاہ کرو تو شادی بیاہ پر کھانا کھلایا جائے۔ پھر اس نے کھانا منگوایا سب نے کھانا کھایا اس کے بعد چلے گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۴۳-۱۴۴)

ابوعبداللہ بن مندہ نے ذکر کیا ہے کہ نجاشی نے ان کا بیان حضور کے ساتھ کر دیا تھا ۶ ھ میں اور نبی کریم ﷺ نے اُم سلمہ کے ساتھ نکاح کیا تھا ۴ ھ میں۔ اور محمد بن اسحاق بن یسار اس طرف گئے ہیں کہ آپ نے اُم حبیبہ کے ساتھ شادی کی تھی اُم سلمہ کے ساتھ شادی سے پہلے وہ زیادہ مناسب ہے۔

☆☆☆

باب ۷۴

رسول اللہ ﷺ کا

اُم سلمہ بنت ابو اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کے ساتھ شادی کرنا اور حضور ﷺ نے اُم سلمہ کے لئے دعا فرمائی جس کی قبولیت کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول نے اُم حبیبہ کے بعد اُم سلمہ کے ساتھ عقد نکاح کیا تھا یعنی ہند بن ابو اُمیہ۔ اس سے قبل وہ ابوسلمہ کے ہاں تھی یعنی عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ وہ سب کے ساتھ ہجرت کر کے ارض حبشہ پر گئے تھے، اس کے بعد دونوں مدینے میں آ گئے تھے۔ لہٰذا ان کو زخم لگا تھا اُحد میں۔ لہٰذا وہ اسی زخم میں فوت ہو گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۵۲/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُم سلمہ کے ساتھ شوال میں شادی کی تھی اور شوال میں ہی اسے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

حضرت اُم سلمہ کا رسول اللہ سے نکاح کے بعد عزت میں اضافہ .... (۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حارث بن ابواسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی روح نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن جریج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حبیب بن ابوثابت نے یہ کہ عبدالحمید بن عبداللہ بن ابوعمرو نے اور قاسم بن محمد بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام نے، وہ کہتے ہیں کہ ان دونوں نے اس کو خبر دی کہ ان دونوں نے سنا ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے، وہ خبر دیتے ہیں کہ اُم سلمہ زوجہ رسول نے اس کو خبر دی کہ وہ جب مدینے میں آئی تو اس نے ان لوگوں کو خبر دی کہ وہ ابو اُمیہ بن مغیرہ کی بیٹی ہے مگر ان لوگوں نے اس بات کو نہ مانا، یہ کس قدر جھوٹ ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کچھ لوگ حج پر آنے کے لئے تیار ہوئے تو کہنے لگے کہ آپ اپنے گھر والوں کے پاس خط لکھیں، میں نے ان کو لکھ دیا ہے۔ پھر وہ مدینے میں آئے تو میرے بارے میں تصدیق کر کے گئے۔ لہٰذا ان کی عزت مدینے والوں کی نظر میں دوبالا ہو گئی۔

اُم سلمہ کہتی ہیں کہ جب میں نے فاطمہ کو جنم دیا تو اس کے بعد میرے پاس رسول اللہ ﷺ آئے، انہوں نے مجھے نکاح کا پیغام دیا میں نے جواب دیا کہ میری جیسی عورتوں سے نکاح نہیں کیا جا سکتا کیونکہ میرے بچے نہیں ہوں گے (یا بچہ جننے کی حالت میں نہیں ہوں)۔ اور دوسری بات یہ کہ میں بہت زیادہ غیرت کرتی ہوں اور صاحب عیال ہوں۔ حضور نے فرمایا، جہاں تک بات ہے بچوں کی تو میں بڑا بہت بڑا ہوں اور جہاں تک بات ہے غیرت کی تو اللہ تعالیٰ اس کو دور کر دے گا۔ باقی رہا عیال دار ہونا تو وہ عیال اللہ کے رسول کے سپرد ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضور ﷺ جب ان کے پاس آتے تھے تو فرماتے تھے، کیسی ہیں آپ اے زناب، کہاں ہیں زناب ۔ چنانچہ عمار بن یاسر آئے تھے، حضور ﷺ نے آپ کو باہر کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہی منع کرتی ہے رسول اللہ کو حالانکہ وہ اس کو دودھ پلاتی تھیں۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ آئے اور فرمایا کہ کہاں ہے زناب، وہ کہنے لگی قریبہ بنت ابواُمیہ اور اس سے موافقت کی تھی جب لے لیا تھا ان کو عمار بن یاسر نے ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں تمہارے پاس آج رات کو آؤں گا۔ کہتی ہیں کہ میں نے چکی تیار کر لی اور میں نے جَو کے دانے بھی نکال کر رکھ دیئے جو کہ ایک تھیلی میں تھے اور میں نے چربی نکال کر اس کو نچوڑا۔ آپ تشریف لائے رات گزاری، آپ نے صبح کی تو فرمایا جب صبح کر لی بے شک تیرے لئے اہل خانہ پر ایک عزت وشرافت ہے۔ اگر تم چاہو تو میں ساتویں دن تمہارے پاس آنے کی باری مقرر کر دیتا ہوں، اگر میں ساتویں دن کی باری مقرر کر دوں تو میں اپنی ساری راتوں کی باری ساتویں دن مقرر کر دوں گا۔ (تاریخ ابن کثیر ۹۱/۴)

(۴) ہم نے روایت کی ہے عمر بن ابوسلمہ سے اس حدیث میں یہ کہ نبی کریم نے فرمایا تھا اُم سلمہ سے بہرحال جو آپ نے اپنی غیرت کی بات کا ذکر کیا ہے تو بے شک میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ اس کو دور کر دیں گے تم سے۔ کہتی ہیں کہ اس کے بعد وہ عورتوں میں اسطرح تھیں جیسے یہ ان میں سے ہے ہی نہیں اور وہ قطعاً اس طرح اپنے اندر غیرت نہیں پاتی تھیں جو عورتیں اپنے اندر غیرت کا جذبہ پاتی ہیں۔

باب ۷۵

حضور ﷺ کا سیدہ زینب بنت جحش کے ساتھ شادی وعقد کرنا

حضور ﷺ کے ساتھ زینب بنت جحش کی شادی اُم سلمہ کے بعد ہوئی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ان کو اسحاق سے، وہ کہتے ہیں پھر شادی کی رسول اللہ ﷺ نے اُم سلمہ کے بعد زینب بنت جحش کے ساتھ، جو کہ عبداللہ بن جحش کی بہن تھی۔ وہ بنو اسد بن خزیمہ کی عورتوں میں سے ایک تھی۔ اور وہ اس سے قبل حضور ﷺ کے غلام زید بن حارثہ کے پاس تھی۔ اللہ نے اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیاہ دیا تھا۔ رسول اللہ انتقال فرما گئے لیکن ان سے آپ کی اولاد نہ ہو سکی۔ انہیں کا لقب اُم حَکَم تھا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۲/۴)

زینب بنت جحش کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ نے آسمان پر کیا تھا

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابومحمد عبداللہ احمد بن سعد حافظ نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر مقدمی نے، ان کو حماد بن زید نے ثابت بنانی سے، ان کو انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کے پاس زینب کی شکایت لائے۔ رسول اللہ یہ فرمانے لگے :

اِتَّقِ اللّٰهَ وَاَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ

اللہ سے ڈریں اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھیں (یعنی طلاق وغیرہ نہ دیں)

حضرت انس ﷜ نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ کسی بات کو چھپانے والے ہوتے تو اسی بات کو چھپاتے۔ سیدہ زینب ازواج رسول پرفخر کیا کرتی تھیں۔ فرماتی تھیں تم لوگوں کا بیاہ تمہارے گھر والوں نے کیا تھا اور مجھے اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اُوپر بیاہا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں احمد سے اس نے محمد بن ابوبکر سے۔ (بخاری کتاب التوحید۔ فتح الباری ۱۳/۴۰۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن دینار العدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن فضل البجلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عفان بن مسلم نے، ان کو حماد بن زید ثابت سے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ زید بن حارثہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زینب بنت جحش کی شکایت کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

اَمۡسِكۡ عَلَيۡكَ اَهۡلَكَ

اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی روک کر رکھئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد :

وَتُخۡفِىۡ فِىۡ نَفۡسِكَ مَا اللّٰهُ مُبۡدِيۡهِ ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۳۷)

اے پیغمبر آپ اپنے دل میں جس بات کو چھپا رہے تھے اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں محمد بن عبدالرحیم سے، اس یعلیٰ بن منصور سے، اس نے حماد سے مختصراً۔

(کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۶/۵۲۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حامد بن بلال نے، ان کو محمد بن اسماعیل احمسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے علی بن زید بن حدنان سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے علی بن حسین نے کہا کہ حضرت حسن کیا کہتے ہیں اس آیت کے بارے میں :

وَتُخۡفِىۡ فِىۡ نَفۡسِكَ مَا اللّٰهُ مُبۡدِيۡهِ

وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا، نہیں بلکہ اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو معلوم کرا دیا تھا کہ زینب عنقریب ان کی بیوی ہوگی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۴۵)

حضرت زینب کا دیگر ازواج پر فخر کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن حسن حربی نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو عیسیٰ بن طہمات نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا حضرت انس سے وہ کہتے تھے کہ سیدہ زینب بنت جحش دیگر ازواج نبی پر فخر کیا کرتی تھیں کہ اللہ نے میرا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آسمانوں پر کیا تھا اور یہ کہ انہیں کے بارے میں حجاب اور پردے کی آیت اُتری تھی۔

یا ایها الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۵۳)

اے اہل ایمان! تم لوگ پیغمبر کے گھروں میں یونہی بلا اجازت داخل نہ ہوا کرو، ہاں مگر جب تمہیں اجازت دے دی جائے پھر جایا کرو۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خلاّد بن یحییٰ سے، اس نے عیسیٰ سے۔ (بخاری کتاب التوحید۔ فتح الباری ۱۳/۴۰۳)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کا زینب کے ساتھ شادی کرنا بنوقریظہ کے ساتھ جنگ کا واقعہ پیش آنے کے بعد ہوا تھا۔ لیکن میں نے یہی پسند کیا کہ اس کا ذکر اس جگہ پر ہو جہاں ہم نے اُم سلمہ کے نکاح کا ذکر کیا ہے۔ وباللہ التوفیق

ابن مندہ نے گمان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے زینب بنت جحش کے ساتھ نکاح ۳ھ میں کیا تھا۔ اس طرح دیکھا ہے میں نے اس کو اس کی کتاب میں۔ اور ابن اسحاق کا قول زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

بروز منگل بتاریخ ۹/ ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ
۲/نومبر ۲۰۰۷ء کو بوقت رات گیارہ بجے
دلائل النبوۃ جلدسوم کا ترجمہ ختم ہوا

بفضل اللّٰہ وبنعمتہ والحمدللّٰہ علی ذالك اللهم اجعل هذا العمل
هداية للناس ونجاة لى يوم الحساب

تمت

دلائل النبوۃ ۔ جلد چہارم

باب ۷۶

نبی کریم ﷺ کی غزوۂ احزاب سے واپسی اور بنو قریظہ [1] کی طرف روانگی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے فاریابی نے اور عمران بن موسیٰ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان نے (ح)۔ اسماعیلی کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے ان کو ابن نُمیر نے ہشام سے اس نے اپنے والد سے اُس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس آئے اور انہوں نے ہتھیار اُتار کر رکھے اور غسل کر لیا تو ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ نے ہتھیار اُتار لئے اللہ کی قسم ہم نے اب تک نہیں اُتارے۔ اب آپ چلیں ان کی بنو قریظہ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہیں پر اور (یہ کہتے ہوئے) بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

(بخاری، کتاب المغازی فتح الباری ۷:۴۰۷۔ مسلم، کتاب الجہاد والسیر ۔حدیث ۶۵ ص ۱۳۸۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے ان کو عثمان بن سعید دارمی نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو جریر بن حازم نے ان کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن ہلال نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں بلند ہونے والے غبار کو بنو غنم کی گلی سے جبرائیل علیہ السلام کی سواری سے جب وہ بنو قریظہ کی طرف جا رہی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل ۔ (بخاری ۔ کتاب المغازی ۔ حدیث ۴۱۱۸ فتح الباری ۷/ ۴۰۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر الرزاز نے ان کو خبر دی احمد بن ملاعب نے ان کو ابو غسان مالک بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جویریہ بن اسماء نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ان میں اعلان فرمایا تھا جس دن تمام احزاب ان سے واپس لوٹ گئے تھے یہ کہ کوئی بھی یہاں ظہر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ میں (چل کر پڑھیں) لوگوں سے قدرے تاخیر ہو گئی انہوں نے نماز کا وقت فوت ہو جانے کا اندیشہ محسوس کیا۔ یعنی انہوں نے یہیں نماز پڑھ لی۔ اور کچھ دوسرے لوگوں سے کہا کہ نہیں ہم نماز نہیں پڑھیں گے مگر اسی جگہ پر جہاں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی سرزنش نہ فرمائی۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ (بخاری کتاب المغازی ۔حدیث ۴۱۱۹ ۔ فتح الباری ۷:۴۰۷ ۔ ۴۰۸ ۔ مسلم ۔ کتاب الجہاد والسیر ۔حدیث ۶۹ ص ۱۳۹۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عمر ادیب نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو یُعلیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ نے یعنی ابن محمد بن اسماء نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جویریہ نے نافع سے اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اندر اعلان کر دیا تھا جس دن تمام گروہ (کفار و مشرکین) واپس چلے گئے تھے کوئی شخص یہاں پر نماز ظہر نہ پڑھے بلکہ بنو قریظہ میں چل کر پڑھے۔ کہتے ہیں لوگوں نے نماز کا وقت فوت ہونے کا خوف کیا لہٰذا انہوں نے بنو قریظہ میں پہنچنے سے قبل یہیں نماز پڑھ لی اور دوسروں نے کہا ہم نماز یہاں نہیں پڑھیں گے بلکہ وہیں چل کر پڑھیں گے جہاں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ اگر چہ ہم سے وقت فوت بھی ہو جائے۔

---

[1] (دیکھئے مغازی للواقدی ۲:۴۹۲۔ ابن ھشام ۳:۱۸۷۔ طبقات ابن سعد ۲/ ۴/ ۷۔ انساب الاشراف ۱/ ۱۶۷۔ بخاری ۵:۱۱۱۔ تاریخ طبری ۲:۵۸۱۔ ابن حزم ۱۹۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۱۶۔ عیون الاثر ۲/ ۹۴۔ نہایۃ الارب ۱۷/ ۱۸۶۔ سیرۃ حلبیہ ۲/ ۳۴۲۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۷۔ شرح مواہب ۲/ ۱۲۶۔

حضور اکرم ﷺ نے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی سرزنش نہیں فرمائی تھی اسماعیل کہتے ہیں میری کتاب میں اسی طرح ہے "الظُہر"۔

میں کہتا ہوں کہ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن اسماء سے اسی طرح اس کو بخاری نے اُسی سے روایت کیا ہے اور انہوں نے ظہر کی جگہ "العصر" کہا ہے۔ اور اس طرح کہا ہے اہل مغازی نے موسیٰ بن عقبہ سے اور محمد بن اسحاق بن یسار وغیرہ۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے دونوں سے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن خالد بن خلّی نے ان کو بشر بن شعیب نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہری نے ان کو خبر دی عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے یہ کہ ان کے چچا عبداللہ بن کعب نے اس کو خبر دی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ واپس آ گئے تھے احزاب کی طلب اور تعاقب سے اور آپ نے ہتھیار اتار دیئے تھے اور غسل بھی کر لیا تھا اور خوشبو کی دھونی بھی لے لی ان کو اچانک جبرائیل علیہ السلام ان کے سامنے آئے اور فرمایا کس نے آپ کو جنگ اور محاربہ پر سے روک دیا ہے کیا میں دیکھ نہیں رہا کہ آپ نے ہتھیار اُتار کر رکھ لیے ہیں۔ جبکہ ہم نے ابھی تک نہیں اُتار کر رکھے۔ رسول اللہ ﷺ گھبرا کر چلے اور لوگوں کو آپ نے تاکید کا حکم دیا کہ وہ نماز عصر یہاں پر نہ پڑھیں یہاں تک کہ وہ بنوقریظہ پہنچ جائیں۔

کہتے ہیں کہ پھر لوگوں نے دوبارہ ہتھیار زیب تن کئے۔ مگر وہ بنوقریظہ تک نہ پہنچے تھے کہ سورج غروب ہو گیا۔ لوگوں میں شدید اختلاف ہوا غروب آفتاب کے وقت۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تاکیدی کا حکم دیا تھا کہ ہم یہاں پر نماز نہ پڑھیں بنوقریظہ میں جا کر ہی پڑھیں۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے تاکیدی حکم میں ہیں ہمارے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور لوگوں میں سے ایک گروہ نے طلب ثواب کی نیت کر کے پڑھ لی۔ تیسرے گروہ نے (جانے جانے کی تگ دو میں لگ کر) نماز ہی ترک کر دی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا انہوں نے وہاں جا کر بنوقریظہ میں ہی نماز ادا کی حصول ثواب کی نیت سے رسول اللہ ﷺ تینوں فریقوں میں سے کسی کی سرزنش نہیں فرمائی تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۱۷۔۱۱۸)

غزوۂ بنوقریظہ میں فرشتوں کا ہتھیار بند شرکت کرنا

(۶) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نے بطور املا کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن کامل ابوبکر قاضی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن موسیٰ بن حماد بربری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق ابوعبداللہ مُسَیّی نے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن نافع نے ان کو عبداللہ بن عمر نے اپنے بھائی عبیداللہ بن عمر سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے سیدہ عائشہ زوجہ رسول سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے۔ ایک آدمی نے ہم لوگوں پر سلام کیا جبکہ ہم لوگ گھر نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے میں بھی ان کے پیچھے کھڑی ہو گئی یکا یک ہم نے دیکھا تو وہ دِحیہ کلبی تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے بتایا کہ یہ دحیہ کلبی نہیں جبرائیل علیہ السلام مجھے حکم دے رہے ہیں کہ میں بنوقریظہ کی طرف جاؤں انہوں نے دیکھا کہ تم لوگوں نے ہتھیار اُتار دیے ہیں مگر ہم لوگوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے۔

ہم نے مشرکین کا تعاقب کیا ہے یہاں تک کہ ہم مقام حمراء الاسد تک پہنچے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ غزوہ خندق سے واپس آ گئے تھے لہٰذا نبی کریم ﷺ گھبرا کر اُٹھ کر کھڑے ہوئے۔ اور اپنے اصحابہ سے فرمایا میں تمہیں تاکیدی کا حکم دیتا ہوں کہ تم لوگ اس وقت تک نماز عصر نہ پڑھنا جب تک کہ تم بنوقریظہ کے پاس نہ پہنچ جاؤ۔ مگر سورج غروب ہو گیا ان لوگوں نے بنوقریظہ میں پہنچنے سے قبل لہٰذا مسلمانوں میں سے ایک جماعت نے کیا نبی کریم ﷺ نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ تم لوگ نماز چھوڑ دو (بلکہ جلدی وہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا) لہٰذا انہوں نے نماز پڑھ لی تھی دوسری جماعت نے کہا اللہ کی قسم بیشک ہم رسول اللہ ﷺ حکم اور مقصد میں ہیں لہٰذا ہمارے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور ایک جماعت نے نماز پڑھ لی ایمان کی حالت میں اور طلب ثواب کی نیت سے اور ایک جماعت نے نماز ترک کر دی ایمان کی حالت میں اور طلب ثواب کی نیت سے مگر نبی کریم ﷺ نے تمام فریقوں میں سے کسی کو غلط نہیں کہا تھا۔ نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے اور آپ کئی مجالس کے ساتھ گزرے جو ان کے اور بنوقریظہ کے درمیان تھیں آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی ایک شخص گزرا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس دحیہ کلبی گزرے تھے جو کہ سفید خچر پر سوار تھے ان کے نیچے ٹکڑا چادر کا بچھا ہوا تھا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ دحیہ کلبی نہیں تھے بلکہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے بنوقریظہ کی طرف بھیجے گئے تھے تاکہ وہ ان کو ہلا دیں جھنجھوڑ دیں اور ان کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ کرلیا اور اپنے صحابہ سے کہا کہ وہ چھپ جائیں آڑ کے ساتھ یہاں تک کہ آپ ان کو اپنا کلام سنوائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو (یعنی بنوقریظہ کو) للکارا اے بندروں سوروں کے بھائیو۔ ان لوگوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ فحش گوئی کرنے والے تو نہیں تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں محاصرے میں لے لیا حتی کہ وہ لوگ سعد بن معاذ کے حکم پر قلعوں سے نیچے اُتر آئے تھے۔ اس لیے کہ وہ لوگ سعد کے حلیف تھے انہوں نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ ان کے ساتھ مُثلہ کریں ان کی عورتوں کو بچوں کو قید رکھا جائے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴: ۱۱۸۔ مستدرک للحاکم ۳/ ۳۴۔ ۳۵) دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۳۷۔ سیرۃ الشامیہ ۵/ ۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ان کو مقدام بن داؤد نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی میرے چچا سعید بن عیسیٰ نے ان کو عبدالرحمن بن اشہر انصاری نے ان کو خبر دی عبداللہ بن عمر اپنے بھائی عبیداللہ بن عمر سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے کودنے کی شدید آواز سنی تو آپ اس آواز کی طرف باہر نکلے میں بھی حضور اکرم ﷺ کے پیچھے ہولیا تاکہ دیکھوں کیا ہو رہا ہے؟ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ایک آدمی کی گرسواری کے خچر کی گردن کے بالوں یعنی اس کی ریال پر سہارا لگائے کھڑے ہیں میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ دحیہ کلبی تھے مجھے جو نظر آئے اور وہ پگڑی باندھے ہوئے تھے اور اس کی پگڑی کے بل اس کے کندھوں کے درمیان پیچھے رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے تو میں نے پوچھا آپ تیزی سے اُٹھے تھے میں بھی پیچھے نکلا کہ میں دیکھوں۔ میں نے دیکھا تو وہ دحیہ کلبی تھے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا واقعی تم نے اسے دیکھا تھا؟ میں نے کہا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے اس نے مجھے حکم دیا کہ میں بنوقریظہ کی طرف نکلوں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں مجھے خبر دی یحییٰ بن سعید اس نے عُمرہ سے ان نے عائشہ سے اس کی مثل۔

۲۔ اور آپ کو روایت کیا ہے خالد بن مخلد نے عبداللہ بن عمر سے اس نے اپنے بھائی یحییٰ بن سعید سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

۳۔ اس حدیث کا شاہد۔ سیدہ عائشہ کے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے میں ہے۔ اور سیدہ کے اس قول میں کہ گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ غبار صاف کر رہے ہیں جبرائیل علیہ السلام کے چہرے سے میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کون ہے دِحیہ کلبی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہے۔

۴۔ مغازی یونس بن بکیر میں ہے روایت کیا گیا ہے عنبسہ بن ازہر اس نے سماک بن حرب سے اس نے عکرمہ سے۔ آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کی روایت کے بارے میں ہے۔ (جبرائیل علیہ السلام) صحابہ کے پاس سے گذرے تھے۔ لہٰذا نبی کریم نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس سے کوئی گزرا تھا انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ہمارے پاس سے دحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خچر پر سوار گذرے تھے اس پر اس کا پالان تھا اس کے اُوپر موٹے ریشم کا پوش ڈالا ہوا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اللہ نے ان کو بنوقریظہ کی طرف بھیجا تھا کہ وہ ان کے سمیت ان کے قلعوں کو ہلا دے اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دے۔

۵۔ نیز مغازی یونس میں ہے۔ محمد بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے کہ ہمیں ان کے بارے میں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے اس نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب کو بھیجا بنوقریظہ کے پاس میں نے اس ان کے ساتھ دیکھا تھا۔ لوگوں نے اس سے جلدی کی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۸۸)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے آپ کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر رجز امی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن فلیح نے اس سے موسیٰ بن عقبہ نے ان سے شہاب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے اور روایت کے الفاظ اس کے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب عبدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابواویس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ غسل خانے میں بالوں میں کنگھی کر رہے تھے۔ ایک طرف بالوں میں کنگھی تھی کہ ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آ گئے۔ گھوڑے پر سوار تھے۔ ان پر ان کے ہتھیار بھی تھے۔ وہ مسجد کے دروازے پر رک گئے۔ جنازوں کے مقام پر۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے کیا آپ نے ہتھیار اُتار کر رکھ دیئے ہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں جبرائیل نے کہا لیکن ہم نے نہیں اُتارے ہیں اس وقت سے جب سے تیرے دشمن آ کر اُترے تھے تیرے پاس۔ میں مسلسل ان کے تعاقب میں رہا۔ اب اللہ نے ان کو شکست دے دی ہے۔

کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام کے چہرے پر غبار کے آثار تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنو قریظہ کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں انہی کی طرف جا رہا ہوں ان تمام فرشتوں کے ساتھ جو میرے ساتھ ہیں۔ صلوات اللہ علیہم۔ تاکہ میں ان کے قلعوں سمیت ان کے دل ہلا دوں۔ آپ لوگوں کو ساتھ لے کر نکلے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ جبرائیل علیہ اسلام کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے تھے آپ ایک مجلس سے گذرے جو بنو غنم کے لوگوں کی تھی وہ رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس سے کوئی گھوڑے پر سوار شخص ابھی گذرا ہے انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ہمارے پاس دحیہ کلبی گذرے تھے۔ سفید خچر پر تھے۔ ان کے نیچے ایک بچھونا پڑا ہوا تھا۔ یا موٹے ریشم کا ٹکڑا تھا۔ اس شخص کے اوپر ہتھیار سجے ہوئے تھے۔ اہل مغازی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ نبی کریم ﷺ دحیہ کلبی کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بنو قریظہ میں ملو آ کر وہیں جا کر نماز عصر پڑھنا۔ حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے جانے کے لئے اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے جن کو اللہ نے چاہا بنو قریظہ کی طرف روانہ ہو گئے چنانچہ نماز عصر کا وقت ہو گیا جب کہ وہ لوگ راستے میں تھے۔ انہوں نے نماز کا ذکر کیا بعض نے بعض سے کہا کیا تم جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ تم نماز عصر بنو قریظہ میں جا کر پڑھنا دوسروں نے کہا کہ یہ نماز ہے لہٰذا انہوں نے نماز پڑھ لی۔ اور ایک جماعت نے ان میں سے نماز مؤخر کر دی اور انہوں نے بنو قریظہ میں ہی جا کر نماز پڑھی۔ سورج کے غروب ہو جانے کے بعد صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کا ذکر کیا جنہوں نے ان میں سے نماز کے لئے جلدی کی تھی۔ اور اس کا جنہوں نے اسے مؤخر کر دیا تھا۔ انہوں نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سب میں سے کسی کی بھی سرزنش نہیں فرمائی تھی۔

اور کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حضرت علیؓ نے آتے دیکھا تو سامنے آ کر عرض کی کہ آپ واپس لوٹ جائیے یا رسول اللہ ﷺ۔ بیشک اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے یہودیوں کو کافی ہے۔ (یہ بات اس لئے کہی کہ انہوں نے یہودیوں کی کچھ بکواس سنی تھی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اور آپ کی ازواج مطہرات کے بارے میں جس کو انہوں نے ناپسند کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی سنیں۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ مجھے واپس جانے کی بات کیوں کہہ رہے ہیں؟ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (از راہ ادب) وہ بات رسول اللہ ﷺ کو نہ بتائی بلکہ اس کو انہوں نے چھپا لیا۔ (مگر رسول اللہ ﷺ بھانپ گئے) آپ نے فرمایا شاید تم نے میرے بارے میں ان سے کوئی تکلیف دہ بات سُنی ہے۔ چلیں آپ رہنے دیں بیشک اللہ کے دشمن اگر مجھے دیکھ لیں گے تو ایسی کسی بات کہنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے جیسی تم نے سنی ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ ان کے قلعے کے پاس اُترے تو وہ لوگ اس کے اُوپر تھے آپ نے بُلند آواز کے ساتھ ان کے اشراف کی ایک جماعت کو بلایا یہاں تک کہ ان کو سنوایا۔ اور فرمایا ہماری بات مان جاؤ اے جماعت یہود اے بندروں کے بھائیو۔ تحقیق تمہارے ساتھ اللہ کی طرف سے ذلت اور رسوائی نازل ہو چکی ہے رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا مسلمانوں کے لشکروں کے ساتھ دس سے زیادہ راتیں یہ محاصرہ جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ نے حُیِیّ بن اخطب یہودی (بنونظیر جلاوطن قبیلے کے سردار کو) اور واپس بھیج دیا۔ حتیٰ کہ وہ بھی بنوقریظہ کے قلعے میں داخل ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں شدید رعب ڈال دیا باہر سے ان پر مسلمانوں نے محاصرہ کر رکھا تھا۔

چنانچہ (یہودیوں کو کوئی تدبیر کامیاب ہوتی نظر نہ آئی تو) انہوں نے ابولُبابہ بن عبدالمنذر کے آگے فریاد کی۔ کیونکہ وہ لوگ انصار حلیف تھے۔ ابولُبابہ نے ان سے کہا کہ میں ان کے پاس نہیں آؤں گا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اس بات کی اجازت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھے (ان کو ملنے کی اجازت دی ہے)۔ چنانچہ ابولُبابہ یہودیوں کے پاس پہنچے تو یہودی ان کے آگے روئے اور کہنے لگے کہ اے ابولُبابہ آپ کیا ہمیں مشورہ دیتے ہیں؟ اور ہمیں آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمیں لڑنے کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ چنانچہ ابولُبابہ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور اپنی انگلیوں کو اپنی گردن پر پھیر کر ان کو دکھایا اور بتایا کہ تمہارے قتل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ ابولُبابہ جب واپس لوٹے تو وہ پشیمان ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ ان کو فتنہ عظیم پہنچ گیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے انور کی طرف (از راہ شرمندگی) نظر اُٹھا کر نہیں دیکھوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ نہیں کرلوں جب کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے میرے دل سے۔ ابولُبابہ وہاں سے سیدھا مدینے میں لوٹ آیا اور آ کر اس نے مسجد میں نصب کھجور کے تنوں کے بنے ہوئے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو باندھ دیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ تقریباً بیس راتیں بندھا رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جیسے ذکر کیا گیا جب ابولبابہ نے تاخیر کی کیا ابولبابہ ابھی تک اپنے حلیفوں سے فارغ نہیں ہوئے؟ لوگوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ تحقیق اللہ کی قسم وہ قلع سے واپس لوٹ چکا ہے۔ مگر ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ضرور ابو لبابہ کے ساتھ کوئی امر پیش آ گیا ہے۔ جس ذمہ داری پر وہ تھے۔ چنانچہ مسجد نبوی سے ایک آدمی آیا اس نے آ کر بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ابو لبابہ کو دیکھا وہ کھجور کے تنوں سے بنے ہوئے مسجد کے ستون میں سے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہے اسی کے ساتھ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے جانے کے بعد ضرور اس کو کوئی فتنہ پیش آ گیا ہے۔ اگر وہ میرے پاس آ جاتا تو میں اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتا۔ جب اس نے یہ کام کر دیا ہے (یعنی خود کو باندھ دیا ہے) میں اس کو اس کی جگہ ہرگز نہیں بلاؤں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/ ۱۱۸۔۱۱۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے وہ کہتے ہیں ایک ابوالاسود نے وہ کہتے ہیں کہ عُروہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر میں کنگھی کر رہے تھے۔ ایک طرف کی کنگھی ہی کی تھی کہ ان کے بارے میں اللہ کا حکم آ گیا۔ جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر آئے ان کے جسم پر ہتھیار بھی تھے دلوں نے یہ قصہ ذکر کیا اسی مفہوم میں جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے۔ مگر اس نے ان سے یہ قول زیادہ کیا ہے کہ آپ لوگوں کو لے کر نکلیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ واپس گھر ہی میں گئے اور آپ نے ہتھیار زیب تن کیے خروج کرنے کا اعلان فرمایا اور صحابہ کو حکم دیا کہ ہتھیار اُٹھا لیں۔ چنانچہ لوگ گھبرا کر جنگ کیلئے نکلے۔

لہٰذا علی بن ابوطالب کو آپ نے بھیجا مقدمے؟ یعنی پہلے حصے پر اور جھنڈا اس کے حوالے کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ روانہ ہو کر ان لوگوں کو بنوقریظہ کے قلعے پر جا کر روکے اس نے ایسے ہی کیا حضور اکرم ﷺ بھی ان کے قدموں پر پیچھے پیچھے چلے آپ انصار کی ایک مجلس پر گذرے بنوغنم میں وہ رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس ابھی کوئی گھوڑے سوار گذرا ہے انہوں نے بتایا کہ دِحیہ کلبی گذرے تھے۔ ان کے نیچے سرخ ریشمین کپڑے کا ٹکڑا تھا۔ اس نے ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔ راویوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ حضور اکرم ﷺ دِحیہ کلبی کو جبرائیل کے مشابہ قرار دیتے تھے۔ اس کے بعد راویوں نے بقیہ قصہ اس کے مثل ذکر کیا تھا ہاں مگر کسی نے دس رات سے زیادہ کی بات نہیں کہی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/ ۱۱۹)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد اسحاق بن یسار نے محمد بن کعب بن مالک سلمی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا تھا پچیس راتوں تک یہاں تک کہ حصار نے تو ان کو سخت مشقت میں واقع کر دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تھا اور حیی بن اخطب بنی قریظہ کے ساتھ داخل ہو گئے تھے ان کے قلعے کے اندر جب قریش اور غطفان واپس لوٹ گئے تھے۔ کعب بن اسد سے ایفاء عہد کرنے کے لئے اس نے جو ان سے عہد کیا ہوا تھا۔ جب یہودیوں نے یقین کرلیا کہ رسول اللہ ﷺ واپس (محاصرہ چھوڑ کر) لوٹنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ان سے مقابلہ کریں گے۔ کعب بن اسد نے کہا اے جماعت یہود بیشک تمہارے ساتھ ایسی مصیبت آئی ہوئی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ اس بارے میں، میں تمہارے سامنے تین صورتیں پیش کرتا ہوں تم جو چاہو ان میں سے اختیار کرلو۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں۔ انہوں نے بتایا پہلی صورت تو یہ ہے کہ ہم لوگ اس شخص (محمد ﷺ) کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور اس کی تصدیق کرلیں۔

اللہ کی قسم یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ وہ نبی مُرسل ہے۔ (اور یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ) کہ یہ شخص وہی ہے جس کا تذکرہ تم اپنی کتاب میں پاتے ہو۔ (لہٰذا ایسا کر کے) تم لوگ اپنے خون بچاؤ اپنے مال بچاؤ اور اپنی عورتوں کو بھی بچاؤ۔ (یہودیوں نے جواب دیا) کہ ہم لوگ تو راۃ کے حکم اور فیصلے کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی اس کی جگہ پر کسی اور کو تبدیل کریں گے۔ اس نے کہا کہ جب تم لوگوں نے میری پہلی تجویز ماننے سے انکار کر دیا ہے تو دوسری صورت یہ ہے کہ۔ آؤ ہم لوگ اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں کو خود قتل کر دیں۔ اس کے بعد ہم صرف مرد تلواریں سونت کر نکلیں ہم اپنے پیچھے کوئی بوجھ ایسا نہ چھوڑیں جو ہمیں فکر مند کر سکے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ کرے۔ اگر ہمیں ہلاک ہونا پڑے تو ہم بے فکر ہو کر ہلاک ہو سکیں ہم اپنے پیچھے اپنی کوئی نسل باقی نہ چھوڑیں جس کی ہمیں فکر لاحق ہو سکے۔ اور اگر ہم غالب آگئے تو میری بقاء کی قسم البتہ ضرور ہم لوگوں کو عورتیں بھی مل جائیں گی اور اولادیں بھی ہو جائیں گی ان لوگوں نے کہا کہ ہم ان مسکینوں کو قتل کر دیں۔ ان کو مار دینے کے بعد زندہ رہنے میں کوئی فائدہ نہیں اس نے کہا کہ جب تم نے میری دوسری تجویز بھی مسترد کر دی ہے تو تیسری صورت یہ ہے کہ آج رات ہفتے کی رات ہے ممکن ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب اس رات میں ہمیں امان دے دیں۔

لہٰذا نیچے اُتر جاؤ۔ شاید ہم ان لوگوں سے کوئی غفلت کا موقع پالیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ۔ کیا ہم لوگ اپنی ہفتے کے دن کی عزت کو بھی خراب کر دیں۔ اور ہم اس میں وہ کام کریں جو ہمارے بڑوں اور پہلوں نے کیے تھے اور ان کو وہ حالت پیش آئی تھی جو تم جانتے ہو کہ ان کی شکلیں مسخ ہو گئی تھیں۔ کعب بن اسد نے کہا نہیں کوئی رات گذاری کسی ایک آدمی نے بس جب سے پیدا ہوا کوئی ہوشیار اور عقلمندی کی۔ (یعنی تم لوگ ہمیشہ سے احمق چلے آئے ہو) اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہماری طرف ابولبابہ بن عبدالمنذر کو بھیج دیجئے وہ لوگ قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس سے کچھ مشورہ لیں گے رسول اللہ ﷺ نے اسے ان کے پاس بھیج دیا انہوں نے جب اس کو دیکھا تو مرد اس کے پاس اُٹھ اُٹھ کر آئے اور عورتوں نے ان طرف پناہ لی اور بچوں نے بھی۔ اس کے سامنے بولنے لگے وہ بھی ان کی حالت دیکھ کر نرم دل ہو گئے انہوں نے اس سے پوچھا کہ ابولبابہ آپ کیا مناسب سمجھتے ہیں کہ محمد کے حکم پر نیچے اُتر آئیں اس نے کہا کہ جی ہاں اُتر آئیں۔ مگر اس نے ہاتھ سے اشارہ کر کے ان کو بتایا اپنے حلق پر ہاتھ پھیر کر کے کہ وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ ابولبابہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے قدم مسلسل اس کے بعد کانپنے لگے جب میں نے سمجھ لیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔

اس کے بعد ابولبابہ اپنا سامنہ لے کر واپس مدینے چلے آئے رسول اللہ ﷺ کا سامنا نہیں کیا (شرم کی وجہ سے) یہاں تک کے مسجد کے ستونوں میں سے ستون کے سامنے خود کو باندھ دیا اور کہنے لگے کہ میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرلے۔ میری اس غلطی کے اندر جو میں نے کی ہے۔ اور اس نے اللہ سے عہد کرلیا کہ وہ بنوقریظہ کبھی نہیں جائے گا۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ اس شہر میں کبھی نہیں دیکھیں گے

جس شہر میں، میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو چونکہ واپس آنے میں ان کی آپ نے تاخیر محسوس کی تو معلوم ہونے پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں ان کے لئے استغفار کرتا۔ بہرحال جب اس نے یہ کام کیا ہے تب تو میں اس کو اس کی جگہ سے نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی خود توبہ قبول کرے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۸۔۱۹۰)

اس طرح کہا ہے ابن اسحاق نے اپنی اسناد کے ساتھ اور سعید بن مسیّب نے گمان کیا ہے کہ ان کا خود کو توبہ کے ستون کے ساتھ باندھ دینا ان کے غزوۂ تبوک سے تخلّف کے اور پیچھے رہنے کے بعد تھا جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا تھا۔ اور انہوں نے ان پر سرزنش کی تھی ان کے اس فعل پر جو انہوں نے یوم قریظہ میں کہا تھا۔ اس کے بعد غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے ان لوگوں کے سامنے جو پیچھے رہ گئے۔ واللہ اعلم اور علی بن ابوطلحہ اور عقبہ بن سعید کی ابن عباس سے روایت میں ان کے باندھنے کے بارے میں ہے جب وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ ابن مسیّب کے قول کو پکا کرتا ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن عبداللہ قسیط نے یہ کہ ابولبابہ کی توبہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی جب وہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے وہ فرماتی ہیں کہ میں سحر کے وقت رسول اللہ ﷺ سے جب وہ ہنس رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا رکھے کس بات نے آپ کو ہنسایا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔ میں نے کہا میں اس کو اس بات کی خوشخبری سناؤں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ جانتی ہیں تو سنائیں۔ لہٰذا میں اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑی ہوگئی اور میں نے کہا اے ابولبابہ خوش ہو جا تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول فرمالی ہے۔ یہ واقعہ ہم لوگوں پر پردے کے حکم اترنے سے پہلے کا ہے۔ لہٰذا لوگ اس کو کھولنے کے لئے دوڑے مگر اس نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ خود اپنے ہاتھ سے مجھے کھولیں گے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ جب صبح کی نماز کے لئے نکلے تو آپ نے خود ان کو کھول دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۱)

باب ۷۷

بنو قریظہ کے یہودیوں کا حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر قلعوں سے نیچے اُترنا اور ان کے قتل ہونے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانے کے حوالے سے جو کچھ واقعات پیش آئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمتہ اللہ علیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ان کو شعبہ نے سعد بن ابراہیم سے اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن شاکر نے ان کو عفان نے ان شعبہ نے ان کو خبر دی سعد بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے وہ حدیث بیان کرتے تھے حضرت ابوسعید خدری سے وہ کہتے ہیں کہ اہل قریظہ سعد بن معاذ کے کہنے پر نیچے اُترے تھے رسول اللہ ﷺ نے سعد کے پاس پیغام بھیجا وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب وہ مسجد کے قریب آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کی طرف یوں فرمایا تھا کہ اپنے بہتر آدمی کی طرف۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک یہ لوگ ابھی تیرے ہی حکم پر اُترے ہیں

تو سعد نے فرمایا کہ ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا جائے اور ان کی اولادوں کو قید کیا جائے رسول اللہ نے فرمایا کہ آپ نے ان کے خلاف فیصلہ دیا ہے تو یہ اللہ کے حکم کے ساتھ دیا ہے۔ اور کبھی فرمایا کہ بادشاہ کے حکم کے ساتھ۔ یہ الفاظ حدیث عفان کے ہیں۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث شعبہ سے ہے۔ (بخاری کتاب الجہاد۔ مسلم کتاب الجہاد۔ باب جواز قتل من نقض العہد)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے اور یہ الفاظ اس کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب بنوقریظہ والوں نے حضور سے یہ مکالمہ کیا تھا کہ ان کے معاملے میں ایک آدمی کو فیصل مقرر کردیں۔ آپ نے فرمایا کے میرے اصحاب میں سے تم لوگ جس کو چاہو چن لو۔ لہٰذا انہوں نے سعد بن معاذ کو منتخب کیا۔ رسول اللہ ﷺ بھی اس بات پر راضی ہوگئے۔ چنانچہ وہ لوگ سعد بن معاذ کے کہنے پر نیچے اتر آئے (خود کو حضور اکرم ﷺ کے حوالے کردیا) حضور اکرم ﷺ ان کے ہتھیار اور اسلحہ کے بارے میں حکم دیا وہ آپ کے خیمے میں جمع کردیا گیا۔ اور ان لوگوں کے بارے میں حکم دیا ان کی غنکلیں کسی گئیں تو وہ جکڑے گئے۔ اور دار اسامہ میں بند کردیئے گئے۔

حضور اکرم ﷺ نے سعد بن معاذ کو بلالیا وہ دیہاتی گدھے پر سوار ہوکر آئے۔ لوگوں کا گمان ہے کہ اوپر بچھونے کا خچر کا زین چمڑے کا تھا اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ ان کے پیچھے بنوعبدالاشہل کا ایک آدمی بھی آ گیا۔ لہٰذا ان کے ساتھ پیدل چلنے لگا۔ اور اس نے بنوقریظہ کا بڑا حق جتلایا ان کو اور اس نے ان کے حلیف ہونے کا ذکر بھی کیا۔ اور وہ بھی جو انہوں نے سعد کو یوم بُعاث میں عذر کیا تھا اور اس آدمی نے یہ بھی کہا کہ ان لوگوں نے آپ کو منتخب کیا تھا آپ کے مامور آپ کی قوم میں سے اس امید کے ساتھ کہ آپ ان کے ساتھ شفقت اور مہربانی کریں گے۔ اور آپ پر نرمی کریں گے آپ ان کو باقی رکھوائیں (یعنی ان کو بچوالیں بیشک وہ آپ کے لئے باعث عزت ہیں باعث قوت وشوکت ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس آدمی نے بہت زیادہ بات کی مگر سعد نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

حتیٰ کہ جب قریب پہنچ گئے تو اس آدمی نے پوچھا کیا آپ مجھے واپس جواب نہیں دیں گے میں نے جو آپ سے کلام کیا ہے اس بارے میں۔ لہٰذا سعد نے کہا کہ تحقیق میرے لیے وہ وقت آ گیا ہے کہ میں اللہ کے کام کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کروں۔ لہٰذا وہ آدمی سعد کو چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا انہوں نے پوچھا کہ کیا رپورٹ لائے ہو۔ اس نے ان کو خبر دی کہ وہ لوگ ان کو (قریظہ والوں کو) باقی نہیں چھوڑیں گے۔ اور اس نے وہ پوری بات ان کو بتائی جو اس نے کہی تھی۔ اور سعد نے ان کو جواب دیا تھا۔ سعد نے ان لوگوں کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ ان کے جنگجو افراد کو قتل کردیا جائے۔ اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا جائے اور ان کے مال (مجاورین میں) تقسیم کردیئے جائیں۔ اہل مغازی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد سے فرمایا تھا آپ نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کردیا۔

اہل معازی کا گمان ہے کہ وہ چھ سو جنگجو تھے وہ دار ابوجہل کے پاس بلا کر فرش پر قتل کئے گئے تھے جب کہ اس وقت کوئی بلاط وفرش نہیں بنا ہوا تھا اور حضور نے ان کے مال تقسیم کرڈالے تھے ان لوگوں میں جو لوگ مسلمانوں میں سے موجود تھے۔ اور وہ تمام گھوڑے جو مسلمانوں کے لئے تھے چھتیس گھوڑے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ہر گھوڑے سوار کے لئے دو دو حصے تقسیم کیے تھے۔ اور حُیی بن اخطب نکال کرلائے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تجھے اللہ تعالیٰ نے رسوا کردیا ہے؟ اس نے حضور اکرم ﷺ سے کہا۔ کہ آپ مجھ پر غالب ہو چکے ہیں۔ میں تیرے ساتھ لڑنے کے معاملے میں اپنے نفس کے سوا کسی کو ملامت نہیں کروں گا۔ اور آپ کے معاملے میں شدت اور سختی اختیار کرنے پر بھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے

بارے میں حکم دیا اس کی بھی گردن ماردی گئی۔ یہ سارا معاملہ سعد بن معاذ کے سامنے کیا گیا۔ قیدیوں میں ایک عمرو بن سعد یہودی بھی تھا جب قتل کرنے کے لئے اس کو لینے گئے تا کہ اس کو قتل کریں تو۔ انہوں نے اس کو موجود نہ پایا ابن عمرو نے کہا کہ صحابہ نے کہا اللہ کی قسم ہم اس کو نہیں دیکھ رہے اور یہ ہے اس کی جگہ محبوس ہونے کی جس کے اندر وہ تھا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسے بھاگ نکلا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہم سے غائب ہو گیا ہے ایسی صورت کے ساتھ جس کو اللہ ہی جانتا ہے اس کے نفس کے بارے میں ''تہدستان قسمت راچہ سود''۔

اور ثابت بن قیس بن شماس بنو حارث بن خزرج کا بھائی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے زبیر اور اس کی بیوی ہبہ اور عطیہ کے طور پر دے دیجئے آپ نے وہ دونوں ہبہ کر دیے۔ لہٰذا ثابت نے زبیر کی طرف رجوع کیا اور کہا اے ابو عبد الرحمٰن کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ اس وقت زبیر بڑی عمر کے تھے اور اندھے ہو چکے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کیا کوئی آدمی اپنے بھائی بھی نہیں پہچانے گا ثابت بن قیس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں آج کے دن تجھے اُس کا بدلہ دوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے آپ کیجئے بیشک شریف انسان شریف کو بدلہ دیا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے تجھے رسول اللہ ﷺ سے مانگ لیا ہے انہوں نے آپ کو میرے لیے ہبہ کر دیا ہے۔ میں نے کھولدیا ہے تجھ سے اسارت کو۔ زبیر نے کہا (میں نابینا ہو گیا ہوں) مجھ کو پکڑ کر چلانے والا نہیں ہے۔

کیا تم نے میری بیوی بھی لے لی ہے اور میرے بیٹے۔ چنانچہ ثابت رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس گیا اس نے آپ سے اس کی اولاد بھی مانگ لی یعنی زبیر کی اولاد اور اس کی بیوی۔ آپ نے وہ دونوں اس کو ہبہ کر دیے۔ چنانچہ ثابت زبیر کے پاس گئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیری طرف تیری بیوی اور تیرے بچے واپس کر دیے ہیں۔ زبیر نے کہا۔

فَحَائِطُ لِیُ فیهِ اُغْدُقُ لَیسَ لِی وَلَا هُلِیُ عَیْشٌ لا بِهِ

میرا ایک باغ بھی ہے اس میں میرا میٹھے پانی کا چشمہ بھی میرا اور میرے گھر والوں کا اس کے سوا کوئی گزارہ نہیں ہے۔

لہٰذا پھر ثابت بن قیس رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر گئے اور ان سے جا کر زبیر کے باغ کا سوال کیا آپ ﷺ نے وہ بھی اس کو ہبہ کر دیا۔ لہٰذا ثابت زبیر کی طرف لوٹ کر آئے اور اس کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرا اھل بھی اور تیرا مال بھی تجھے واپس لوٹا دیا ہے اب تو مسلمان ہو جا اور بچ جا اس نے کہا کہ۔ جو کچھ دو مجلسیں کریں (یعنی جو فیصلہ وہ کریں گے وہی کروں گا) اس نے اپنی قوم کے کچھ مردوں کے نام ذکر کیے۔ لہٰذا ثابت نے اس کو بتایا کہ وہ قتل کر دیے گئے ہیں۔

حضور ﷺ ان سے فارغ ہو چکے ہیں شاید کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ھدایت دے دے۔ اور ابھی تجھے کسی خیر کے لئے باقی رکھا ہے۔ زبیر نے کہا میں اللہ کے واسطے تجھ سے اور میرے اس احسان کے بدلے میں سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ لاحق کر دے (یعنی مجھے قتل کر دے) ان کے مارے جانے کے بعد زندہ رہنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت ثابت نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی حضور اکرم ﷺ نے زبیر کے قتل کا حکم دے دیا وہ بھی قتل کر دیا گیا۔ (الدرر لابن عبد السبر ۱۸۰۔۱۸۲، سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۶)

(۱) جب اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ کے معاملے میں اپنا فیصلہ نافذ فرمادیا۔ (۲) اور اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے ان مقامات کی مصیبت اُٹھالی۔ (۳) تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اُتارا اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنا احسان جتلایا جو اللہ نے ان پر انعام فرمایا تھا۔ (۴) خصوصاً اس وقت جب اس نے ان کے دُشمن پر تیز اور تند ہوا چلادی تھی۔ (۵) اور ایسے لشکر بھیجے تھے جنہیں وہ دیکھ نہ سکتے تھے۔ (۶) ان لشکروں کے مقابلے پر جو اہل مدینہ پر بالائی سمت سے آئے تھے۔ (۷) اور وہ جوان کے نیچے کی سمت سے آئے تھے (جب خوف کے مارے)۔ (۸) آنکھیں غلطی کرنے لگی تھیں اور دل ہتھیلیوں میں آن پڑے تھے۔ (۹) اور لوگ اللہ کے ساتھ نامناسب گمان کرنے لگے تھے۔ جب آزمائش مصیبت آن پڑی تھی۔ (۱۰) اور منافقین کی سخت باتیں۔ (۱۱) اور ان میں سے ایک جماعت نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہمیں تو اللہ نے اور اس کے رسول نے دھوکے کا وعدہ دیا تھا۔

(۱۲) اوران میں سے ایک جماعت نے اللہ کی نصرت اوراس کے رسول کی نصرت سے علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ (۱۳) اوروہ اپنے بھائی بندوں کو بلا کر رسول اللہ کا ساتھ چھوڑنے کا کہہ رہے تھے۔ (۱۴) اللہ نے ان لوگوں کی زبان کی تیزی کا ذکر بھی نازل کیا۔ (۱۵) اور جنگ سے ان کی کمزوری کا ذکر کیا ہے۔ (۱۶) اس کے بعد مسلمانوں کا ذکر کیا ہے۔ (۱۷) اور آزمائش اور مصیبت کے وقت ان کے تصدیق کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (۱۸) اور یہ ذکر کیا ہے کہ فَمِنۡهُمۡ من قضیٰ نحبه ومنهم من ینتظرو ما بدلوا تبدیلا۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو اپنی حاجت اور دلی خواہش شہادت حاصل کرنے والی پوری کر چکے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ابھی تک شہادت کی آرزو لئے بیٹھے ہیں۔ مگر انہوں نے دین نہیں تبدیل کیا۔ (۱۹) اس کے بعد یہ ذکر فرمایا کہ وردالله الذین کفروا بغیظهم لم ینالوا خیرًا وکفی الله المؤمنین القتال وکان الله قویاً عزیزا (احزاب:۲۵) کہ اللہ نے کافروں کو ان کے غیظ وغضب سمیت واپس لوٹایا تھا وہ کوئی کامیابی نہ حاصل کرسکے۔ اللہ نے اہل ایمان کے لئے قتال سے کفایت فرمائی (یعنی لڑائی کئے بغیر ان کا کام بنادیا) اللہ تعالیٰ قوت والا اور غلبے والا ہے۔ (۲۰) اس کے بعد اللہ نے بنوقریظہ کا ذکر فرمایا اوران کی طرف سے اور رسول کی دشمنی کا مظاہرہ کرنے کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ فرمایا وانزل الذین ظاهروهم من اهل الکتاب من صیاصیهم وقذف فی قلوبهم الرعب (الاحزاب:۲۶)۔ اللہ نے ان لوگوں کو ان کی گڑھیوں اور قلعوں سے اتارا تھا اہل کتاب میں سے جنہوں نے ان سے رفاقت بنا رکھی تھی۔ اوران کے دلوں میں دھاک بیٹھادی تھی۔ (۲۱) نیز اللہ نے یہود پر مسلمانوں کے تسلط کا ذکر کیا ان کو قتل کرنے اور قیدی بنانے کے بارے میں۔ (۲۲) اور یہ احسان جتلایا کہ واورثکم ارضهم ودیارهم واموالهم وارضالم تطؤها وکان الله علی کل شیءٍ قدیرا (احزاب:۲۷) کہ اللہ نے ہی تمہیں ان کی زمینوں کا وارث بنایا اوران کے گھروں کا اوران کے مالوں کا اور ایسی زمین کا جس پر تیرے قدم نہ رکھے تھے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (۲۳) نیز قرآن مجید میں یہ مذکورہ وضاحتیں جب آپ پڑھیں گے تو دیکھیں گے کہ انتیس آیات میں نازل کی گئی ہیں جن کی ابتداء اس آیت سے ہے۔ یا ایها الذین آمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذجاءتکم جنود فارسلنا علیهم ریحًا وجنودالم تروها وکان الله بما تعلمون بصیرا۔ (سورۃ احزاب : آیت ۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لھیعہ نے ان کو ابوالاسود نے ان کو عروہ بن زبیر نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ میں محاصرہ قائم کیے رکھا یہاں تک کہ انہوں نے خود مطالبہ کیا کہ انکے اوراپنے درمیان ایک ثالث مقرر کردیں جو کہ فیصلہ کرے تاکہ اس کے فیصلے پر وہ نیچے اتر آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب میں سے تم جس کو چاہو پسند کرلو ثالثی کے لئے۔

اس کے بعد راوی نے اس قصے کو ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ والی روایت کے مفہوم میں۔ مگر اس قول کا اضافہ کیا ہے۔

وَاَرۡضاً لَم تَطَئُوۡها۔ فیزۡ عَمُوۡنَ اَنَّها خَیرٌ ولا احسبها الا کل ارض فتحها الله عَزَّوَجَلَّ عَلَی والۡمُسۡلِمِیۡنَ اَوۡ هُوَ فَا تِحُهَا اِلیٰ یَوۡمِ القِیٰمَةِ

ایسی زمین جس پر تم نہیں چلے ہو۔ (کے الفاظ جو قرآن میں آئے ہیں اس سے مراد لوگوں کا گمان ہے کہ وہ ارض خیر ہے۔ جب کہ میں اس کو ہر وہ زمین خیال کرتا ہوں جس کو اللہ نے مسلمانوں پر فتح کردیا ہے یا جس کو وہ فتح کرنے والا ہے قیامت تک اور سب مراد ہے)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحٰق نے۔ اس نے قصہ ذکر کیا ہے یہودیوں کے سعد بن معاذ کے حکم پر اُترنے کا اوراس کا جو کچھ سعد سے کہا گیا تھا اور سعد نے جو کچھ کہا تھا ابن اسحٰق نے کہا ہے پھر اُن لوگوں سے اُترنے کا مطالبہ کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینے میں محبوس کردیا تھا دار زینب بنت حارث میں وہ ایک عورت تھی بنونجار میں سے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نکلے خندقوں لوگوں کے مقام کی رات بازار مدینہ میں آج جو بازار مدینہ ہے (مصنف کے عہد میں ۳۸۴ھ میں) آپ نے وہاں خندق کھودی اس کے بعد وہ لوگ وہاں بھیجے گئے ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماردی گئیں ان لوگوں کو اس مقام کی طرف گلوں میں

طوق ڈال کر لایا گیا ان میں اللہ کا دشمن حُیی بن اخطب تھا اور کعب بن اُسید وہ قوم کے سردار تھے وہ لوگ آٹھ سو افراد تھے یا نوسو۔ ان کو زیادہ سے زیادہ قرار دینے والے کہتے ہیں کہ آٹھ یا نوسو کے درمیان تھے۔ ان لوگوں نے کعب بن اسد سے کہا تھا وہی ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گروہ گروہ کر کے لے جا رہے تھے اے کعب آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ (محمد) کیا کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا ہر ہر جگہ۔ پر تم نہیں سمجھ سکتے۔

کیا تم لوگ دیکھتے نہیں کہ بلانے والا مطعون نہیں کیا جاتا۔ اور یہ بھی دیکھ رہے ہو کہ جس جس کو تم میں سے لے جایا گیا وہ واپس نہیں آیا۔ یہ تو اللہ کی قسم قتل بھی ہے۔ یہی طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان سے فارغ ہو گئے۔ حُییُ بن اخطب (یہودی سردار کو لایا گیا یہ سب سے بڑا سازشی اور شری تھا جس نے مکے والوں کو بنوعطفان کو حضور کے مقابلے پر لا کر کھڑا کیا تھا اور بنوقریظہ سے مسلمانوں کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ ختم کر دیا تھا) اس کے جسم پر قَضَّاحی پوشاک تھی (یعنی سرخ چوغہ یا) سرخ پوشاک وہ ہر طرف سے بیٹھا ہوا تھا انگلی کے پورے کے برابر تا کہ اس کو اُتار کر دوسرا استعمال نہ کر سکے اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو کہنے لگا خبردار اللہ کی قسم میں آپ کی دشمنی میں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جو اللہ کو رسوا کرنا چاہتا ہے وہ خود رسوا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے لوگو بیشک بات یہ ہے کہ اللہ کے حکم پر تو کوئی ڈر خوف کوئی ملال نہیں ہے ہر بات لکھی ہوئی ہے اور تقدیر ہے۔ یہ ایک جنگ تھی اللہ نے جس کو بنی اسرائیل پر لکھ دیا تھا اس کے بعد وہ بیٹھ گیا۔ لہٰذا اس کی گردن اڑا دی گئی۔ پس کہا تھا جبل بن جوال ثعلبی (جبل بن جوال بنوثعلبہ میں سے تھا۔ دارقطنی نے کہا ابوعمیر نے کہا کہ وہ یہودی تھا جو مسلمان ہو گیا تھا)۔

لعمرُكَ مالام ابن اخطب نفسه ولكنّه من يَخذُلِ اللّٰه يُخذَلِ

يُجاهد حتى ابلغ النفس جهدها وقلقلَ يبغى العِز كل مقلقل

تیری بقا کی قسم ابن اخطب نے اپنے نفس کو ملامت تو نہیں کی مگر یہ حقیقت ہے کہ جو اللہ کو رسوا کرتا ہے وہ خود رسوا ہو جاتا ہے۔ اس نے سخت جدوجہد کی یہاں تک کہ اس میں اس کی جان چلی گئی متحرک آدمی تھا وہ عزت غلبے کا خواستگار تھا اور ہر پھرتیلا اور متحرک آدمی عزت وغلبہ کا خواستگار رہتا ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ اشعار خود حییّ بن اخطب نے کہے تھے۔

(۵) ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے زہری نے حدیث بیان کی ہے کہ زبیر بن باطا قرظی کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی ان کا گذر ثابت بن قیس بن شماس کے پاس ہوا تھا۔ پھر ابن اسحٰق نے ان کے قصے کو موسیٰ بن عقبہ کے مفہوم کے مطابق ذکر کیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مکمل۔ اور ابن اسحٰق نے ذکر کیا ہے ان میں جس نے اس سے ثابت کے بارے میں پوچھا تھا۔ وہ کعب اسد تھے اور حُییَ بن اخطب اور دیگر۔ پھر کہا کہ میں تم سے پوچھتا ہوں یعنی درخواست کرتا ہوں تم سے اے ثابت اسد اس احسان کے بدلے میں جو میں نے تیرے سے کیا تھا وہ یہ ہے کہ مجھے میری قوم کے ساتھ لاحق کر دے (یعنی مجھے بھی مروا دے) اللہ کی قسم ان لوگوں کے بعد زندہ رہنے میں کوئی صبر نہیں کر سکتا جب تک کہ میں اپنے دوستوں سے نہ مل جاؤں۔ لہٰذا ثابت ان کو بھی آگے لے گئے اور ان کی بھی گردن ماردی گئی۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ وہ اپنے دوستوں سے مل گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کی آگ میں جلا دے گا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے قتل کا حکم دیا تھا ہر اس شخص کے لئے جو ان میں سے جوان ہو چکے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے حال یعنی بنوقریظہ کے مال تقسیم کر دیئے تھے اور ان کی عورتوں کو اور ان کی اولادوں کو مسلمانوں کے درمیان۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے وہ فرماتے ہیں کہ تقسیم اور حصہ دہی نہیں واقع ہوئی مگر بنوقریظہ کے بارے میں جدوجہد کرنے والے نمازیوں میں اس دن گھوڑے چھتیس تھے گھڑ سواروں کے لئے۔ اس مال بنوقریظہ میں رسول اللہ ﷺ نے دو دو حصے مقرر کیے تھے۔ دو حصے گھوڑوں کے اور دو حصے آدمیوں کے۔ لہٰذا اس تقسیم کی سنت اور طریقے پر تقسیمات جاری رہتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس دن مقرر کیے تھے گھوڑ سوار کے لئے اور اس کے گھوڑے کے لئے تین حصے۔ یعنی ایک کا ایک حصہ اور اس کے گھوڑے کے دو حصے۔ اور پیدل کا ایک حصہ۔

(۶) ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سعد بن زید بنو عبداللہ الاشہل کو بھیجا تھا بنو قریظہ کے قیدیوں کے ساتھ نجد کی طرف اس نے ان کے بدلے میں گھوڑے اور اسلحہ خریدا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی ذات کے لئے ان میں منتخب کیا تھا۔ ان کی عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ کو جو کہ بنو عمرو بن قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہ رہی تھی حضور اکرم ﷺ کی وفات تک۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی ملکیت میں تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے پیش کش کی تھی کہ آپ ﷺ ان سے شادی کرلیں۔ اور اس پر پردے کا حکم لاگو کردیں۔ وہ کہنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے اپنی ملکیت میں (لونڈی کی حیثیت سے) چھوڑ دیں یہ بات زیادہ ہلکی پھلکی ہوگی آپ کے لئے بھی اور میرے لئے بھی۔

لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا تھا۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو قیدی بنایا تھا اس نے اسلام کے ساتھ تعصب رکھ لیا تھا اور یہودیت کے سوا سے انکار کردیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو علیحدہ کردیا تھا۔ اور آپ اپنے دل میں اس کی اس اداء سے ناخوش تھے۔ حضور ﷺ ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اچانک آپ نے اپنے پیچھے جوتوں کی آہٹ سنی آپ نے فرمایا کہ یہ ثعلبہ بن سَعیہ ہے مجھے بشارت دینے آرہا ہے ریحانہ کے مسلمان ہونے کی۔ اتنے میں اس نے آکر کہا یا رسول اللہ ﷺ ابھی ابھی ریحانہ مسلمان ہوگئی ہے اس بات نے حضور اکرم ﷺ کو خوش کردیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۶۔۱۹۸۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۲۵۔۱۲۶)

(۷) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے (رحمۃ اللہ علیہ) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ عبدالملک بن عمیر سے اس نے عطیہ قرظی سے وہ کہتے ہیں کہ میں بنو قریظہ کے قید ہونے والوں میں سے تھا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان قیدیوں میں جو جوان ہو چکے ہیں وہ قتل کردیئے جائیں میں ان میں سے تھا جو ابھی تک جوان نہیں ہوئے تھے۔ لہٰذا میں (زندہ) چھوڑ دیا گیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۷)

باب ۷۸

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعاء اپنے زخم کے بارے میں

اور ان کی دعاء کی قبولیت اور اس بارے میں ان کی کرامت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن رافع نے اور حسین بن منصور نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن نُمیر نے ان کو ھشام نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ سے وہ فرماتی ہیں۔ حضرت سعد کو تیر لگ گیا تھا خندق والے دن اس کو قریش میں سے ایک آدمی نے نشانہ مارا تھا۔ اس کو حبان بن عرفہ کہتے تھے۔ اس نے ان کو رگ اکحل پر مارا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مسجد میں خیمہ لگا دیا تھا تا کہ آپ ان کی قریب سے عیادت کرلیا کریں۔ (ابوداود کتاب الجنائز حدیث ۳۱۰۱ ص ۳/۱۸۶)

جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس لوٹے اور آپ نے اسلحہ اتار کر رکھ دیا اور غسل بھی کرلیا۔ تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس پہنچے۔ وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں۔ اللہ کی قسم ہم نے تو ابھی تک نہیں اُتارے۔ آپ نکلیں ان کی طرف رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کہاں اس نے بتایا کہ یہاں پر اور انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نکلے وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے

حکم پر اُترے مگر رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں حکم اور فیصلہ سعد کی طرف پھیر دیا۔ سعد نے کہا کہ میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ جو ان میں سے لڑنے کے قابل ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولادوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کے مال مجاہدین میں تقسیم کر لئے جائیں۔ میرے والد نے بتایا کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تحقیق آپ نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے ساتھ فیصلہ فرمایا ہے۔ (ابن نُمیر کہتے ہیں) ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت سعد کا زخم ان کو چھوڑنے کے لئے خشک ہوگیا تھا۔ انہوں نے دعا کی۔ اے اللہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجھے تیری رضا کے لئے اس قوم کے ساتھ جنہوں نے آپ کے رسول کی تکذیب کی ہے اور ان کو نکالا اور لڑنے سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے۔

اے اللہ میں گمان کرتا ہوں آپ نے ہی ان کے اور ہمارے درمیان جنگ بند کرادی ہے۔ اگر قریش کی جنگ سے کچھ باقی رہ گئی ہے تو مجھے ان کے لیے زندہ رکھ میں تیری رضا کے لئے ان سے لڑوں گا۔ اور اگر آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ختم کر دی ہے تو پھر تو اس زخم کو دوبارہ جاری کر دے اور میری موت اس کے اندر رکھ دے۔ کہتے ہیں کہ یہ دعا کرتے ہی ان کا زخم نرم ہو کر دوبارہ پھوٹ پڑا۔ مسجد میں جو ان کے اھل خیمہ گئے بنوغفار ہی سے ان کو اس خون نے ڈرادیا جو ان کی طرف بہہ کر جا رہا تھا انہوں نے آواز لگا کر پوچھا اے اھل خیمہ یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے ہماری طرف آرہا ہے۔ جب کہ وہ سعد کا خون تھا جو ان کا زخم تازہ ہونے سے بہہ رہا تھا چنانچہ اس سے اُن کا انتقال ہو گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زکریا بن یحیٰ سے اُس نے عبداللہ بن نمیر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے اس نے عبداللہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی، باب رجع النبی ﷺ من الاحزاب۔ مسلم کتاب الجہاد۔ حدیث ۶۵ ص ۱۳۸۹)

اور اس کو روایت کیا ہے محمد بن اسحٰق بن یسار نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے کہ انہوں نے اپنی دعا میں کہا تھا کہ اگر آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ختم کر دی ہے تو اس زخم کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دو۔ اور مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں بنوقریظہ سے۔ (مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۶۷ ص ۱۳۹۰/۳)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعلی حسن بن محمد روذباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابومسرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی۔ المقری نے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے ان کو ابوزبیر نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ احزاب والے دن حضرت سعد بن معاذ کو تیر مارا گیا۔ انہوں نے ان کی رگ اکحل کاٹ دی تھی رسول اللہ ﷺ نے آگ کے ساتھ ان کے زخم کو داغ دیا تھا۔ لہٰذا ان کا ہاتھ پھول گیا تھا پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا خون بہا پھر دوبارہ اس کو داغ دیا پھر ان کا ہاتھ پھول گیا جب سعد نے اس کو دیکھا تو دعا کی اے اللہ میری روح نہ نکالنا اس وقت تک کہ جب تک کہ میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں بنوقریظہ کے بارے میں انہوں نے اپنی اس رگ کو کس کر باندھ دیا۔ لہٰذا اس سے ایک قطرہ بھی نہ گر رہا تھا۔

حتیٰ کہ وہ لوگ سعد بن معاذ کے حکم پر نیچے اتر آئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس آدمی بھیجا انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں اور ان کی عورتیں اور بچے قیدی بنا لیے جائیں۔ اس سے مسلمان مدد حاصل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد سے فرمایا۔ کہ تم اللہ کے حکم کو پہنچ گئے ہو ان کے بارے میں (یعنی تم نے اللہ کی مرضی کے مطابق فیصلہ کیا ہے) وہ لوگ چار سو افراد تھے جو حضور اکرم ﷺ ان کے قتل سے فارغ ہو گئے تو ان کی رگ دوبارہ کھل گئی اور انتقال کر گئے اللہ ان پر رحم فرماتے۔ (ترمذی کتاب السیر۔ حدیث ۱۵۸۲ ص ۱۴۴/۴۔ ۱۴۵۔ مسند احمد ۳: ۳۵۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن علی بن معاویہ العطار نیساپوری نے ان کو ابوحامد احمد بن محمد بن احمد بن بالویہ عفصی نے ان کو حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے ان کو اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن محمد قریشی نے ان کو ابن ادریس نے عبداللہ سے انہوں نے نافع سے اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک یہ وہ آدمی ہے جس کے لئے عرش الٰہی ہل گیا ہے یعنی سعد بن معاذ اور ان کے

جنازے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے لے کر گئے ہیں البتہ تحقیق اس کو بھیجا گیا تھا پھر اس کو کھولدیا گیا ہے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی اور ابن سلمہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحق نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی معتمر نے اپنے والد سے اُس نے حسن سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے عرش رحمٰن حرکت میں آ گیا تھا اس کی روح کے آنے کی خوشی کی وجہ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے ان کو ان کے والد نے اور شعیب بن لیث نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی لیث بن سعد نے یزید بن ھاد سے اس نے معاذ بن رفاعہ سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور پوچھا کہ یہ کون نیک بندہ تھا جو فوت ہوا ہے اس کی روح کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور خوشی سے عرش جھوم گیا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے تو اچانک وہ سعد بن معاذ تھے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس کی قبر پر بیٹھ گئے وہ ورد کیے جا رہے تھے وہ ابھی بیٹھے ہوئے ہی تھے اچانک آپ نے دو مرتبہ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کہا لوگوں نے بھی یہ سن کر سبحان اللہ کہا پھر کہا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں حیران ہوتا ہوں اس عبد صالح کی وجہ سے اس کے اوپر اس کی قبر میں سختی کی گئی حتی کہ اب اس کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ (سند احمد ۳/ ۳۲۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن رفاعہ بن رافع زُرقی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میری قوم کے مردوں میں سے جن کو میں چاہتا ہوں۔ کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ رات کے اندر ریشم کے عمامے کو سر پر سجائے ہوئے کہنے لگے اے محمد ﷺ یہ کون میت ہے جس کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور عرش اس کے لیے خوشی سے متحرک ہو گیا؟ لہٰذا رسول اللہ ﷺ فوراً کھڑے ہو گئے اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے جلدی کرتے ہوئے سعد بن معاذ کی طرف گئے آپ نے ان کو اس حال میں پایا کہ اسی وقت ہی ان کی روح قبض ہوئی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳: ۲۰۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۲۹)

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس عاصم نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن رفاعہ بن رافع نے ان کو خبر دی محمد بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن جموح نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب سعد بن معاذ اپنی قبر میں رکھے گئے رسول اللہ ﷺ نے سبحان اللہ کہا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سبحان اللہ کہا اس کے بعد آپ نے اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اللہ اکبر کہا۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کس وجہ سے سبحان اللہ کہا تھا آپ نے فرمایا اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی حتی کہ اللہ نے اسے کھولدی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۰۳)

(۷) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے امیہ بن عبداللہ نے کہ انہوں نے سعد کے گھر آئے کسی فرد سے پوچھا تھا تمہارے پاس اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے قول میں سے کیا بات پہنچی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ کوتاہی کر جاتے تھے پیشاب کرنے کے بعد بعض دفعہ وضو کرنے یا استنجا کرنے میں۔ واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆

باب ۷۹

حضرت ثَعْلَبَہ اور اُسید ابناء سَعْیَہ کا اور اَسَدْ بن عبید کا مسلمان ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مُقری اسفرائنی نے وہیں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحق وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی نصر بن علی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وھب بن جریر بن حازم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے محمد بن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر نے اس نے بنوقریظہ کے ایک بوڑھے سے اس نے کہا کہ ہمارے پاس ملک شام سے ایک یہودی آدمی آیا تھا اس کا نام تھا ابن الہیبان۔ اللہ کی قسم ہم نے کبھی کوئی آدمی اس سے بہتر نہیں دیکھا وہ ہمارے سامنے مقیم رہا جب بارش بند ہو جاتی تھی تو ہم اس سے کہتے تھے کہ ہمارے لیے بارش طلب کیجئے وہ کہتا تھا نہیں ایسے نہیں اللہ کی قسم بلکہ بارش کی دعا کرنے جانے سے قبل تم لوگ صدقہ کرو وہ کہتے تھے کہ کیا صدقہ کریں؟ وہ کہتا تھا کہ ایک صاع کھجوریں یا ایک مد جَو ہم لوگ صدقہ کرتے تھے وہ ہمیں لے کر ہمارے میدان میں جاتا بس اللہ کی قسم ابھی تک وہ اپنی مجلس سے اُٹھتا تھا کہ ہمارے ساتھ گھاٹیاں پانی کی بھر کر بہنے لگتیں۔

اس نے صرف ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی بار ایسے کیا تھا جب اس کی وفات ہونے لگی تو اس نے کہا اے جماعت یہود۔ کیا تم لوگ مجھے دیکھتے نہیں ہو کہ میں شراب اور خمیر کی (یعنی کھانے پینے والی) سرزمین سے بھوک اور تکلیف والی زمین پر آ گیا ہوں مجھے کیا چیز یہاں لے کر آئی ہے ہم نے کہا کہ تم یہ بہتر جانتے ہو اس نے بتایا کہ مجھے ایک نبی کی توقع اور آرزو یہاں لے آئی ہے جو ابھی مبعوث ہونے والا ہے۔ اور یہی اس کا شہر ہوگا ہجرت کرنے کے بعد۔ وہ بھیجا جائے گا خون بہانے کے حکم کے ساتھ اور اولادوں کو قید کرنے کے ساتھ (مراد جہاد ہے) یہ بات تمہیں اس کے پاس جانے سے مانع نہ بنے اور تم سے پہلے ان سے کوئی اور نہ ملنے پائے (یعنی تم پیچھے نہ رہ جانا بلکہ اس کو جان لینا)۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے بنوقریظہ کے ایک شیخ (معمر آدمی) سے کہ انہوں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ ثعلبہ بن سعیہ اُسید بن سعیہ اسلام اور اسد بن عبید بنو ہزل کی جماعت کا مسلمان ہونا کس وجہ سے ہوا تھا۔ یہ لوگ بنوقریظہ میں سے نہیں تھے۔ نہ ہی بنونضیر میں سے تھے بلکہ وہ اس سے اُوپر تھے۔ میں نے بتایا کہ مجھے نہیں معلوم۔ اس نے بتایا کہ ہم لوگوں کے پاس شام کے ملک کے یہودیوں میں سے ایک آدمی آیا تھا اسے ابن الہیبان کہا جاتا تھا۔ پھر اس (معمر شخص نے) روایت جریر کے مفہوم کے مطابق قصہ ذکر کیا۔ اور اس نے اس بات کا اضافہ کیا کہ جب وہ رات آئی تھی جس رات قریظہ کی بستی فتح ہوگئی تھی۔ تو ان تین آدمیوں نے کہا تھا۔ وہ اس وقت کڑیل جوان تھے۔

اے جماعت یہود یہ شخص (محمد ﷺ) وہی ہے جس کا ذکر تم لوگوں سے ابن الہیبان نے کیا تھا۔ یہودیوں نے کہا وہ کیا تھا؟۔ انہوں نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم بیشک وہ اللہ وہی ہے اے جماعت یہود۔ بیشک یہ اللہ کی قسم البتہ وہی ہے اپنی صفت کے ساتھ۔ اس کے بعد وہ نوجوان اترے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور انہوں نے اپنے مال چھوڑ دیئے اولادیں چھوڑ دیں اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا۔ صحابہ نے کہا کہ ان کے مال قلعے میں تھے مشرکین کے ساتھ جب قلعے فتح ہوئے۔ یہ مال ان کو واپس کر دئے گئے۔ ابن اسحق کے خیال کے مطابق اسی رات عمرو بن سُعدی قرظی نکلا اور وہ

رسول اللہ ﷺ کے محافظ (چوکیدار) کے پاس گذرا اس رات کو محمد بن مسلمہ اس ذمہ داری پر مامور تھے۔ انہوں نے جب اس کو دیکھا تو پوچھا کہ کون ہے یہ؟ اس نے نے بتایا کہ میں عمرو بن سُعد ہوں۔ اور وہ یعنی عمرو وہی تھے جنہوں نے بنو قریظہ کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے غداری و دھوکہ کرنے میں۔ اور اس نے کہا تھا کہ میں محمد ﷺ کے ساتھ کبھی بھی دھوکہ نہیں کروں گا۔ محمد بن مسلمہ نے جب اسے پہچان لیا تو پڑھا۔ اللھم لاتحرضی عثرلت الکرام پھر اس کا راستہ انہوں نے چھوڑ دیا وہ چلا گیا۔ حتی کہ وہ رات اس نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں گذاری مدینے میں۔ اس کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا آج تک اس کا پتہ نہ چل سکا کہ وہ دھرتی پر کہاں گیا رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ ایسا آدمی تھا اللہ نے جس کو نجات دے دی تھی اس کے عہد پر قائم رہنے اور ایفاء عہد کرنے کی وجہ سے۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ وہ جکڑا گیا تھا ان لوگوں کے ساتھ جو جکڑے گئے تھے۔ بنوقریظہ میں سے جب وہ نیچے اُتر آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر۔

اس کے بعد۔ اس کی بوسیدہ رسی کا ٹکڑا پھینک دیا گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ خندق کے اور بنو قریظہ کے معاملے پر قرآن نازل فرمایا۔ سورۃ احزاب کی صورت میں اس میں اللہ نے ذکر فرمایا ہے جو کہ اس میں آزمائش اور اللہ کی نعمت و احسان ان پر نازل ہوا تھا۔ اور اس کا ذکر کہ اللہ نے مسلمانوں کی کفایت کی تھی دشمنوں کے احزاب اور گروہوں سے۔ جب اس مصیبت کو اللہ نے ان سے دور کر دیا تھا۔ سوءِ ظن پیدا ہو جانے کے بعد اور اھل نفاق کے قول کے بعد جو انہوں نے سوءِ ظن پیدا کر لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یا ایھاالذین امنوا اذکروا نعمة اللّٰه علیکم اذجاء تکم جنودٌ فارسلناعَلَیھِمْ رِیحاً و جُنُوْدًا لَمْ تَرَوْھَا۔ الخ

اے اہل ایمان اللہ کے احسان کو یاد کرو جو تمہارے پاس اس وقت ہوا جب تمہارے پاس کفار کے لشکر آ چکے تھے کہ ہم نے ان لشکروں پر شدید ہوا بھیج دی تھی اور ایسے لشکر بھیج رہے تھے جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے تھے۔

باب ۸۰

ابورافع عبداللہ بن ابوالحقیق کا قتل ہونا

(اس کو سلام بن ابوالحقیق بھی کہا جاتا ہے)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو محمد بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ جب غزوۂ خندق کا معاملہ اختتام کو پہنچا اور حضور اکرم ﷺ نے بنوقریظہ کو (نیچے اترنے کا) حکم دیا۔ تو ابورافع سلام بن ابوالحقیق ان لوگوں میں سے تھا جس نے رسول اللہ ﷺ پر احزاب و گروہ جمع کرائے تھے (یعنی لشکر کشی کروائی تھی۔ ادھر قبیلہ اوس کے (مسلمان) غزوۂ اُحد سے قبل کعب بن اشرف یہودی سردار کو رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھنے کی پاداش میں قتل کر چکے تھے۔ وہ نہ صرف خود دشمنی رکھتا تھا بلکہ لوگوں کو بھی اس دشمنی پر اُکساتا تھا۔ اب بنوخزرج (کے مسلمانوں نے) سلّام بن ابوالحقیق کو قتل کرنے کی اجازت مانگی تھی وہ خیبر میں تھا۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی تھی اس بارے میں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳:۲۳۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۳۷)

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ہمیں زہری نے خبر دی ہے عبداللہ بن کعب بن مالک سے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو رسول اللہ ﷺ کے لئے حفاظت اور دفاع فرمایا تھا اس میں یہ سبب اور ذریعہ بھی تھا کہ انصار کے یہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج رسول اللہ ﷺ کے دفاع کرنے میں آپس میں

مقابلہ کرتے تھے جیسے دونر باہم مقابلہ کرتے ہیں۔ دونوں میں سے کوئی ایک جب کوئی کام کرتا رسول اللہ ﷺ کی نصرت میں تو دوسرا بھی ضرور کرتا۔ جب قبیلہ اوس والوں نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کر دیا (جو کہ دشمن رسول تھا) تو خزرج نے ایسا آدمی سوچا جو عداوت رسول میں اس جیسا ہو۔ چنانچہ انہوں نے خیبر میں موجود ابن ابوالحقیق کو سوچا اور طے کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔

لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس بات کی ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے عبداللہ بن عتیک نکلے اور ابوقتادہ اور عبداللہ بن انس اور مسعود بن سنان اور اسود بن خزاعی جو کہ حلیف تھے بنواسلم کے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ان میں فلان بن سلمہ تھے۔ یہ لوگ اس مہم پر روانہ ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ اور اوپر چڑھ گئے۔ مگر اس کی بیوی نے ان کو محسوس کر لیا اور اس نے چیخ ماری بات یہ تھی کہ وہ جب روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو منع کیا تھا کہ وہ عورتوں کو اور بچوں کو قتل نہیں کریں گے۔ ایک آدمی نے ان میں سے اس عورت پر تلوار اُٹھائی ہی تھی مارنے کے لئے۔ مگر اس کو رسول اللہ ﷺ کا منع کرنا یاد آ گیا، عورتوں کے قتل سے لہٰذا اس نے فوراً اپنا ہاتھ باندھ لیا کہتے ہیں کہ اتنے میں سب نے جلدی سے اس پر تلواریں نکال لیں اور عبداللہ بن اُنیس نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھی اوپر چڑھ گئے اور اسے قتل کر دیا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳: ۲۳۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۳۷)

یہی روایت بیان کی ہے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے اس نے اپنی والدہ سے اس نے عبداللہ بن اُنیس سے یہ کہ اسے قتل کیا تھا ابن عُتَیک نے اور ابن اُنیس نے اس پر دوبارہ حملہ کر کے ختم کر دیا اور یہ بھی کہا گیا کہ ابن عتیک نے اسے قتل کیا اور اس نے دوبارہ اس کا کام بھی تمام کر دیا صحیح وہ ہے جو ہمیں خبر دی ابوعمر و محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحٰق بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحٰق بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن آدم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زائدہ نے اپنے والد سے اس نے ابواسحٰق سے اس نے براء بن عازب سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کا ایک گروہ ابورافع کی طرف بھیجا تھا۔ لہٰذا اس پر عبداللہ بن عُتَیک رات کے وقت داخل ہو گیا اور اسے قتل کر دیا جب وہ سو رہا تھا۔ اور روایت کیا ہے اس کو بخاری نے صحیح میں اسحٰق بن نصر سے اور دیگر سے اس نے یحییٰ بن آدم سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۳۸۔ فتح الباری ۷/ ۳۴۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن حسین خثعمی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عُثمان بن الودی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شریح بن مسلمہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن یوسف ابن ابواسحٰق نے اپنے والد سے ان نے ابواسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا براء وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعُتَیک کو اور عبداللہ بن عُتبہ کو چند لوگوں کے ساتھ بھیجا تھا ابورافع کی طرف۔ وہ لوگ گئے قلعے کے قریب ہوئے۔ عبداللہ بن عتیک نے ان لوگوں سے کہا تم لوگ یہیں ٹھہرو میں جا کر دیکھتا ہوں کہتے ہیں کہ میں نے نرمی کی کہ میں کسی وسیع قلعے میں داخل ہو جاؤں کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا گدھا گم ہو گیا تھا وہ آگ کے شعلے لے کر اس کو ڈھونڈنے نکلے تھے۔ کہتے ہیں مجھے خوف آیا کہ وہ کہیں مجھے پہچان نہ لیں۔

لہٰذا اس نے سر کو ڈھانپ لیا اور اس طرح بیٹھ گیا کہ جیسے میں پیشاب کرنے بیٹھا ہوں کہتے ہیں کہ اتنے میں دربان نے آواز لگا دی جو اندر داخل ہونا چاہتا ہے جلدی اندر آ جائے میرے دروازہ بند کرنے سے پہلے کہتے ہیں کہ میں جلدی سے اندر داخل ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں قلعے کے دروازے کے پاس واقع گدھوں کے باندھنے کے کمرے میں چھپ گیا۔ کہتے ہیں ان لوگوں نے ابورافع کے پاس عشاء کا کھانا کھایا اور باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گذر گیا اس کے بعد سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے جب آوازیں بند ہو گئیں اور میں نے کوئی حرکت نہ سنی اس وقت میں نکلا۔ کہتے ہیں میں نے دیکھ لیا تھا کہ دروازے کی کنجی دربان نے ایک آلے میں رکھ دی ہے میں نے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ لوگ نکل کر مجھے پکڑ نہ لیں۔

لہٰذا میں آہستہ آہستہ چل کر گیا پھر میں نے ان کے گھروں کے دروازے باہر سے بند کر دیئے اس کے بعد میں ابورافع کی طرف اُوپر کو چڑھ گیا سیڑھی پر گھر میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس کا چراغ بجھا ہوا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ آدمی کہاں ہے میں نے آواز لگا دی اے ابورافع اس نے پوچھا کہ کون ہے۔ یہ کہتے ہی میں آواز کی جانب لپکا آگے بڑھ کر میں نے اس کو تلوار ماری اس نے چیخ ماری مگر اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا کہتے ہیں کہ میں آگے گیا جیسے کہ میں اس کی فریاد سننے کے لئے آرہا ہوں میں نے پوچھا کیا ہوا اے ابورافع ؟ میں نے آواز بدل لی تھی۔ اس نے کہا کیا تجھے پریشانی نہیں ہو رہی تیری جان کے لئے ہلاکت ہو میرے پاس کوئی آدمی داخل ہو گیا ہے اس نے مجھے تلوار ماری ہے۔

کہتے ہیں کہ میں اور اس کے قریب ہوا اور میں نے ایک اور تلوار ماری اس کو مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اب اس نے ایک چیخ ماری اور اتنے میں اس کے گھر والے اُٹھ گئے کہتے ہیں کہ میں نے جلدی سے آواز بدلی ،ور ایسے ہو گیا جیسے میں اس کی فریاد سننے آیا ہوں وہ پشت پر لیٹا ہوا تھا میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھ دی اندھیرے میں اور اس پر سہار کرتے ہوئے اوپر چڑھ گیا وہ اس کو کاٹتی ہوئی پار نکل گئی یہاں تک میں نے اس کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنی اس کے بعد میں گھبرا کر نکلا اور سیڑھی پر آیا اترنا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں سیڑھی سے گر گیا جس کی وجہ سے میرے پیر کا جوڑ نکل گیا۔ لہٰذا میں نے ان کو باندھ لیا پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا وہ اُچک رہا تھا۔ میں کہا تم لوگ جاؤ جا کر رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سناؤ میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا جب تک کہ میں اس کی موت کا اعلان نہ سن لوں۔ کہتے ہیں کہ جب صبح ہو گئی تو موت کی خبر دینے والے نے کہا کہ میں ابورافع کی موت کی خبر دے رہا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگا تو میرے ساتھ کوئی تکلیف و بیماری نہیں تھی میں نے اپنے ساتھیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے سے قبل ہی پا لیا اور میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو بشارت دی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن عثمان سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۴۰۔ فتح الباری ۷/۳۴۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے۔ اسماعیلی کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی منیعی نے اور حسن نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابوشیبہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحٰق سے اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے کئی آدمیوں کو ابورافع یہودی کے پاس بھیجا۔ اور ان پر عبداللہ بن عتیک کو امیر مقرر کیا۔ ابورافع رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتا تھا اور ایذا پہنچانے پر مدد کرتا تھا۔ اور وہ اپنے قلعے میں تھا ارضِ حجاز میں وہ لوگ قلعے کے پاس پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ شام کے وقت مویشیوں کے ساتھ سرِ شام واپس چلے گئے تو عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ اپنی اصلی جگہ پر بیٹھ جاؤ میں جاتا ہوں جا کر گیٹ میں سے نرم روش اختیار کرتا ہوں شاید کہ میں داخل ہو جاؤں۔

کہتے ہیں کہ وہ دروازے کے قریب گیا پھر اُس نے اپنے کپڑے کے ساتھ گھونگھٹ کر لیا گویا کہ وہ قضاء حاجت کر رہا ہے حالانکہ لوگ اندر داخل ہو رہے تھے۔ لہٰذا گیٹ میں سے (اس کو اندھا بندہ سمجھ کر) آواز لگائی اے اللہ کا بندہ رک تم اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو داخل ہو جاؤ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں۔ میں داخل ہو گیا اور اندر جا کر چھپ گیا جب دیگر لوگ داخل ہو چکے تو دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد گیٹ کی چابیاں ایک کیل پر لٹکا دی گئیں۔ کہتے ہیں میں اُٹھ کر چابیاں اُٹھائیں اور دروازہ کھول دیا۔ ابورافع کے پاس رات کو کہانیاں سنائی جاتی تھیں۔ وہ اُوپر کی منزل پر تھا۔ جب اس کے قصہ گو اس سے چلے گئے تو میں اس کی طرف اُوپر کو چڑھ گیا جونہی میں کسی دروازے سے جاتا تو اس کو اندر سے بند کرتا جاتا۔ میں نے سوچا کہ اگر لوگ میرے بارے میں جان لیں تو میری طرف نہ پہنچ سکیں حتیٰ کہ میں اس کو قتل کر لوں۔

چنانچہ میں اس کے پاس جا پہنچا مگر وہ اندھیرے کمرے میں تھا اپنے بستر کے بیچ میں مجھے یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ وہ گھر میں کس طرف ہے؟ میں نے آواز دی اے ابورافع اس نے پوچھا کہ کون ہو۔ لہٰذا میں اس کی آواز کی طرف جھک گیا اور میں نے اس کو گھما کر ایک تلوار ماری اندھیرے میں اور میں ڈر بھی رہا تھا۔ مگر میں کچھ نہ کر سکا اتنے میں اس نے چیخ ماری۔

کہتے ہیں کہ میں گھر سے نکل گیا میں ذرا سی دیر رک کر پھر اس کی طرف داخل ہوا میں نے کہا کیسی آواز ہے اے ابورافع اس نے کہا تیری ماں کی ہلاکت گھر کے اندر کوآدمی ہے اس نے مجھے تلوار ماری ہے کہنے لگے کہ پھر میں نے ایک تلوار ماری اور اس کو زخمی کر دیا مگر میں اس کو قتل نہیں کر سکا۔ اس کے بعد میں نے تلوار کا سینہ اس کے پیٹ پر رکھ دیا حتیٰ کہ وہ اس کی پیٹھ میں اتر گئی میں نے جان لیا کہ میں نے اب اس کو قتل کر دیا ہے۔ لہٰذا میں ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا سیڑھی تک پہنچا میں نے پیر رکھا میں نے سمجھا کہ میں زمین پر آ گیا ہوں مگر میں چاندنی رات میں گر گیا جس سے میری ہڈی ٹوٹ گئی۔ لہٰذا میں نے خود اس کو اپنے عمامہ سے باندھا۔ پھر چل پڑا حتیٰ کہ میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا میں نے کہا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا حتیٰ کہ میں جان لوں کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے کہ نہیں؟ جب مرغے نے آواز دی تو موت کی خبر دینے والا قلعے کی دیوار پر کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگا کہ میں ابورافع کی موت کی خبر دیتا ہوں۔ لہٰذا میں اپنے دوستوں کے پاس پہنچا میں نے کہا کہ بچ گیا ہوں بچ گیا ہوں۔ اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے۔ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے ان کو خبر دی۔ لہٰذا آپ نے کہا اپنا پیر سیدھا کر میں نے سیدھا کیا حضور اکرم ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا ایسا ہو گیا جیسے میں نے کبھی اس کی شکایت نہیں کی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یوسف بن موسیٰ نے اس نے عبداللہ بن موسیٰ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۴۰)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے کہتے ہیں سلّام بن ابوالحقیق یہودی نے بنوغطفان میں تحریک چلائی اور ان کے اردگرد مشرکین عرب کے اندر وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتال کی دعوت دیتا رہا اور ان کے لیے بڑے بھاری انعام مقرر کرتا رہا۔ لہٰذا ان سب کے ساتھ بنوغطفان بھی جمع ہو گئے۔ اور حُیی بن اخطب یہودی سردار (جو بنوقریظہ کے ساتھ نکلا تھا) مکے میں جا کر اہل مکہ کو بہکاتا رہا اس نے ان سے یہ بات کی کہ تمہاری برادری کے لوگ عرب ان شہروں میں پریشان ہیں وہ اولاد کے منتظر ہیں اور مال کے منتظر ہیں اور بنو غطفان تو ہماری (یہودیوں کی) بات مان گئے ہیں۔ (ان حالات میں) رسول اللہ ﷺ نے ابن ابوالحقیق کے پاس عبداللہ بن عتیک بن قیس بن اسود کو بھیجا۔ اور ابوقتادہ بن ربعی کو اور اسود خزاعی کو۔ اور ان پر آپ نے امیر مقرر کیا عبداللہ بن عتیک کو وہ لوگ اس کے پاس رات کے وقت گھس گئے اور اس کو قتل کر دیا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عُتَیک کو اور عبداللہ بن انیس کو اور مسعود بن سنان بن اسود کو اور ابوقتادہ بن ربعی بن بلادمہ کو بنوسلمہ میں اور اسود بن خزاعی کو جو کہ ان کے حلیف تھے ان کو نجدہ کہا جاتا تھا اس کتاب کے علاوہ میں اور اسعد بن حُرام وہ البُرک میں سے ایک تھے بنواسود کے جو کہ حلیف تھے بنواسود کے رسول اللہ ﷺ نے ان پر امیر مقرر کیا تھا عبداللہ بن عُتَیک کو وہ لوگ رات کے وقت ابورافع بن ابوالحقیق یہودی کے پاس اترے خیبر میں انہوں نے اس کو اس کے گھر میں قتل کر دیا۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۸۳)

کہا موسیٰ بن عقبہ نے کہ ابن شہاب نے کہا ہے کہ کہا ابن کعب نے وہ لوگ (ابوالحقیق کو قتل کرنے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا اَفْلَحَتِ الْوُجُوْہُ ۔ کامیاب ہیں چہرے۔ ان لوگوں نے جواب میں عرض کی آپ کا چہرہ سدا کامیاب رہے یا رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ کیا تم نے اس (دشمن خدا اور رسول کو) قتل کر دیا ہے؟ بولے کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تلوار پکڑواؤ آپ نے اس کو میان سے نکالا اور فرمایا کہ ہاں یہی اس کا کھانا تھا۔ تلوار کی دھار پر دیکھ کر فرمایا۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۸۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۳۹)

☆☆☆

باب ۸۱

اِبنِ نُبَیح هُذَلی کا قتل اوراس میں آثارنبوت کاظہور

(۱) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے ان کوخبردی بغدادی نے اوران کو محمد بن عمرو بن خالد نے ان کوان کے والد نے ان کوابن لھیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن اُنیس سُلَمی کو بھیجا تھا۔ ابوسفیان بن خالد هذلی لحیانی کوتا کہ وہ اس کو قتل کرآئے وہ مکے میں وادی عُرنہ میں (عرفات کے قریب) رہتا تھا۔

(۲) ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوبکر بن عتاب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے ان کوحدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انس سُلَمی کو بھیجا تھا سفیان بن عبداللہ بن نبیح هُذَلی۔لحیائی کے پاس وہ مکہ سے باہر عُرنہ میں تھا یا عرفہ میں اس نے اپنے پاس لوگ جمع کرر کھے تھے تا کہ ان کے ساتھ مل کروہ رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کرے۔حضوراکرم ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا کہ وہ اسے قتل کردے عبداللہ بن انیس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ کیسا ہے کس طرح ہے یعنی اس کی صفت (یعنی حلیہ) وغیرہ مجھے بتائیں آپ نے فرمایا کہ جب آپ اس کودیکھیں گے تو اس سے ڈرجائیں گے اوراس سے خوف زدہ ہوجائیں گے۔عبداللہ نے کہا کہ میں کسی شئی سے بھی ہرگز نہیں ڈرتا ہوں۔

عبداللہ روانہ ہوکرلوگوں سے مل گئے۔اور بنوخزاعہ کے ساتھ لاحق ہوگئے جو بھی ملتا وہ اس سے کہتے کہ میں سفیان سے ملنا چاہتا ہوں تا کہ میں اس کے پاس رہوں اوراس کے ساتھ ہوجاؤں۔لہٰذا وہ سفیان سے اس وقت ملے جب وہ بطن وادی عُرنہ میں میں پیدل چل رہا تھا اوراس کے پیچھے پیچھے رحا کا ایک گروہ تھا۔ جو مکے کے باسی تھے عبداللہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس کودیکھا تو میں اس سے ڈرگیا اورخوف زدہ ہوگیا اور میں اس سے دوریا الگ ہوگیا میں نے دل میں سوچا سچ فرمایا تھا اللہ نے اوراس کے رسول نے پھرگھات لگا کراس کے لئے بیٹھ گیا حتی کہ جب لوگ اس سے ہٹ گئے تو میں نے اس پراچانک حملہ کرکے اس کو قتل کردیا۔اہل مغازی کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کواس کے قتل کی خبر عبداللہ بن انیس کے قتل کرنے سے پہلے مل گئی تھی۔موسیٰ نے کہا انہوں نے یہ بھی ذکرکیا ہے واللہ اعلم کہ رسول اللہ ﷺ اس کوعصا بھی دیا تھا۔یا اس کوتھام کررکھا۔لہٰذا وہ اس کے پاس رہا حتی مرنے کے وقت اس نے وصیت کی تھی وہ عصا اس کے کفن میں رکھدیا گیا تھا اس کے چمڑے اور کفن کے درمیان اورہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن انیس کوابن نبیح کی طرف کہاں سے بھیجا تھا کیا مدینہ سے یا کہیں اور جگہ۔یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے اور عروہ کی روایت میں عصا کا تذکرہ نہیں ہے۔

(عیون الاثر ۲/۵۵۔تاریخ ابن کثیر ۴/۱۴۱۔صالحی ۵/۵۷۔الدلائل لابی نعیم ۴۵۱)

(۳) ہمیں خبردی ابونصر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی عبداللہ بن احمد بن سعد حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابراہیم عبدی نے ان کوحدیث بیان کی نفیلی نے ان کو محمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن اسحق نے ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عبداللہ سے یعنی ابن عبداللہ بن اُنیس نے اپنے والد عبداللہ بن انیس سے۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اورفرمایا مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ ابن نُبیح هُذلی میرے ساتھ لڑنے کے لئے لوگوں کو جمع کررہا ہے اور وہ وادی نخلہ میں ہے یا کہا تھا کہ عُرنہ میں ہے تم اس کے پاس جاؤ اورجا کر اسے قتل کرآؤ میں نے کہا

یارسول اللہ ﷺ اس کی کوئی صفت بتائیں مجھے کوئی حلیہ وغیرہ تاکہ میں اس کو پہچان سکوں آپ نے فرمایا کہ تیرے اور اس کے درمیان علامت یہ ہے کہ تم اس کو دیکھو گے تو اس کی کھال سکڑی ہوئی اکھٹی ہورہی ہوگی۔

وہ کہتے ہیں کہ میں تلوار لٹکا کر روانہ ہوگیا۔حتیٰ کہ میں اس کے پاس پہنچ گیا۔(یا جلدی پہنچادیا گیا) عورتوں کے ہودج میں جن کے ساتھ منزل کو تلاش کیا جاتا ہے جب کہ اس وقت عصر کا وقت ہوچکا تھا میں نے جب اس کو دیکھا تو میں نے وہ صفت پالی جو رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے بیان کی تھی جلد کا سکڑا ہوا ہونا۔ میں اس کی طرف چلا گیا اور مجھے ڈر لگا کہ اس کے اور میرے درمیان بات چیت طویل ہوگئی تو وہ میری نماز سے مجھے مشغول کردے گا۔

لہٰذا میں نے نماز پڑھ لی اور میں اس کی طرف چلتا گیا۔ میں اپنے سر کے ساتھ اشارہ کرتا گیا جب میں اس کے پاس پہنچ گیا۔اس نے پوچھا کہ کون جوان ہو۔ میں نے بتایا کہ عرب میں سے ایک آدمی ہوں۔ میں نے آپ کے بارے میں سنا ہے۔اور آپ کی جماعت کے بارے میں جو آپ نے اس آدمی (محمد ﷺ) کے مقابلے کے لیے جمع کی ہے۔ میں بھی اسی سلسلے میں آیا ہوں اس نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم لوگ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں تھوڑا سا اس کے ساتھ چلتا گیا۔حتیٰ کہ جب اس نے مجھے موقع دیا مجھے قدرت ملی تو میں نے یکا یک اس پر حملہ کرکے اس کو قتل کردیا۔ پھر میں جلدی سے نکل گیا۔اور اس کی عورتوں کو اس کے اُوپر اُوندی پڑی ہوئی چھوڑ آیا (یعنی روتی ہوئی)۔

جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا اَفلَحَ الوَجہُ کامیاب رہے یہ چہرہ، میں نے کہا میں نے اس کو قتل کردیا ہے یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مجھے ساتھ لے کر اپنے گھر میں چلے گئے انہوں نے مجھے ایک عصا (لکڑی وغیرہ) دی اور فرمایا کے ان کو اپنے پاس سنبھال کر رکھنا اے عبداللہ بن انیس میں اس کو لے کر لوگوں کے پاس آیا انہوں نے پوچھا اے عبداللہ بن انیس یہ کیسا عصا ہے آپ کے ساتھ میں نے بتایا کہ یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمایا ہے۔اور مجھے حکم دیا ہے کہ اس کو اپنے پاس سنبھال کر رکھنا انہوں نے کہا کہ کیا آپ دوبارہ حضور اکرم ﷺ کے پاس نہیں جائیں گے آپ ان سے اس کے بارے میں پوچھنا۔

کہتے ہیں کہ میں میں لوٹ کر آپ کے پاس واپس گیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے یہ مجھے بھلا کیوں دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ قیامت کے دن میرے اور آپ کے درمیان نشانی ہوگی بیشک کم ہی لوگ اس دن عصا پر سہارا لگائے ہوئے ہونگے۔ کہتے ہیں کہ عبداللہ نے اس کو اپنی تلوار کے ساتھ جوڑے رکھا تھا وہ ہمیشہ ان کے پاس رہی حتیٰ کہ جب وہ فوت ہونے لگے تو حکم دیا کہ وہ ان کے کفن کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔لہٰذا دونوں ساتھ ہی دفنائے گئے۔(سند احمد ۳/۴۹۶)

اس کو روایت کیا ہے عبدالوارث بن سعید نے محمد بن اسحٰق بن یسار سے اور اس نے کہا کہ وہ گئے تھے۔

خالد بن سفیان ھذَلی کے پاس۔(سیرہ ابن ہشام ۴/۲۲۸)

☆☆☆

باب ۸۲

غزوۂ بنو مُصطَلِق (اسی کو غزوۂ مُرَیسیع) بھی کہتے ہیں

اور اس میں آثار نبوت کا ظہور[1]

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن ابومریم اس نے ابولھیعہ سے اس نے ابوالاسود نے عروۃ سے وہ کہتے ہیں کہ بنو مصطلق اور بنولحان شعبان ۵ھ میں ہوا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحٰق نے ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے حزامی نے وہ کہتے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے اس نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے ذکر مغازی رسول اللہ میں کہ آپ نے بنو مصطلق اور بنولحیان سے قتال کیا تھا شعبان ۵ھ۔ اور ہم نے روایت کی ہے قتال سے کہ انہوں نے کہا کہ غزوہ مریسیع ۵ھ میں ہوا تھا ہجرت۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اصفہانی نے وہ کہتے ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جھم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ مُرَیسیع ۵ھ میں ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نکلے تھے پیر کے دن جب شعبان کی دو راتیں گذر چکی تھیں۔ اور حضور اکرم ﷺ مدینے میں آئے تھے ماہ رمضان میں۔ اور آپ نے مدینے پر زید بن حارثہ کو نائب مقرر کیا تھا۔ واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی شعیب بن عباد نے مسور بن رفاعہ سے وہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے۔ سات سو افراد میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنو مُصطَلِق کے ساتھ جہاد کیا جو قبیلہ خزاعہ میں سے تھے شعبان ۷ھ میں۔ اسی نے کہا ہے ابن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے ہر ایک نے کچھ نہ کچھ حدیث بیان کی ہے ان میں سے زیادہ جامع حدیث وہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے (کیونکہ) آپ کو اطلاع ملی تھی کہ بنو مُصطَلِق آپ کے مقابلے کے لیے اکھٹے ہو رہے ہیں۔ اور ان کا قائد حارث بن ابوضرار۔ جویریہ زوجہ رسول اللہ ﷺ کا والد تھا۔

حضور اکرم ﷺ چلتے رہے حتی کہ مقام مُرَیسیع میں پہنچ گئے یہ پانی کا مقام تھا بنو مصطلق کے پانیوں میں سے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقابلے کے لئے پوری تیاری کر رکھی تھی۔ لہٰذا لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور لڑ پڑے اس لڑائی میں رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق کو شکست دی ان میں سے جن کو قتل ہونا تھا وہ قتل بھی ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹوں کو اور مالوں کو اور عورتوں کو بطور غنیمت تقسیم کر دیا۔ ان کو مفت دیا۔ اور اس پر نگرانی کی مقام قدیہ سے اور ساحل سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۴۸)

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۶۳، سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۴۷۔ مغازی للواقدی ص ۱/۴۰۴۔ بخاری ۵/۱۱۵۔ تاریخ طبری ۲/۶۰۴۔ انساب الاشراف ۱/۶۴۔ ابن حزم ۲۰۳۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۴۷۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۵۴۔ نہایۃ الارب ۱۷/۱۶۴۔ عیون الاثر ۲/۱۲۲۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۶۴۔ سیرۃ شامیہ ۴/۴۸۶۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو محمد بن عبداللہ بن اخی زہری نے اور معمر بن راشد نے آخر میں انہوں نے کہا کہ بیشک بنومصطلق خزاعہ میں تھے وہ الفرع میں اترے تھے۔ وہ لوگ بنومدلیج کے حلیف تھے۔ اوران کا سردار حارث بن ابوضرار تھا۔ وہ اپنی قوم کا بھی سردار تھا اوران سب کا جن پر وہ قادر تھا عرب میں سے۔ اس نے ان سب کو رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے بلایا تھا انہوں نے گھوڑے خریدے اور ہتھیار خریدے اور رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لئے تیاری کر لی تھی۔ لہٰذا ان کے اونٹ سوار لوگوں نے اپنے زاویے سے پیش قدمی بھی کر لی تھی وہ اپنی اوران کی خبریں دے رہے تھے رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچ گئی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے بریدہ سلمی کو روانہ کیا اس نے اس بارے میں معلومات حاصل کیں اور واپس آ گئے اور اسی بات کی خبر انہوں نے مسلمانوں کو دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا اور سب نے ان کے مقابلے میں روانگی کے لئے جلدی کی۔ (المغازی للواقدی ۱/۴۰۴-۴۰۵)

(۶) واقدی نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن عبداللہ بن ابوالابیض نے اپنے والد سے اس نے اپنی دادی سے یہ جویریہ کی خادمہ تھی وہ کہتی ہیں کہ میں نے جویریہ بنت حارث سے سنا وہ کہتی تھیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ آئے اور ہم لوگ مقام مریسیع میں تھے میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے۔ ہمارے پاس وہ آ گیا ہے جس سے مقابلہ کرنے کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔ کہتی ہیں کہ میں نے اس قدر لوگ اور گھوڑے اور ہتھیار دیکھے جن کی کثرت کو میں بیان نہیں کر سکتی۔ جب میں مسلمان ہو گئی تو اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کر لیا تو ہم واپس لوٹ آئے۔ لہٰذا میں مسلمانوں کی طرف دیکھنے لگی وہ ایسے نہیں جیسے میں ان کو خیال کرتی تھی۔ بس میں سمجھ گئی ہوں کہ وہ ایک رُعب تھا اللہ کی طرف سے جو مشرکین کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی تھا جو کہ مسلمان ہو گیا تھا اس کا اسلام کو بہت اچھے طریقے سے تھا وہ کہتا ہے کہ ہم لوگوں نے سفید چمکیلے مرد دیکھے تھے سفید گھوڑوں پر سوار تھے ہم لوگوں نے انہیں نہ کبھی پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھے۔ (مغازی للواقدی ۱/ ۴۰۸-۴۰۹)

(۷) واقدی نے کہا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مقام مریسیع تک جا پہنچے وہ ایک پانی کا مقام ہے حضور اکرم ﷺ وہاں اترے اور آپ کے اور چمڑے کا ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ اوران کے ساتھ ان کی عورتوں ہی سے ایک عائشہ اور ام سلمی تھیں وہ لوگ سب (یعنی مسلمان اور مشرکین) اسی پانی کے مقام پر اکھٹے ہو گئے تھے وہ لوگ خوب تیاری کر چکے تھے اور قتال کے لئے پوری طرح تیار تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کی صف بندی کی۔ اور مہاجرین کا جھنڈا ابوبکر کو دیا اور انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کو دیا کہا جاتا ہے کہ مہاجرین کا جھنڈا عمار بن یاسر کے پاس تھا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے عمر بن خطاب کو حکم دیا اس نے لوگوں میں اعلان کیا کہ آپ لوگ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لو اور اس کلمے کی بدولت اپنے نفسوں کو بچالو۔ اور اپنے مال بچالو۔ حضرت عمر نے اعلان کیا۔ ان لوگوں نے انکار کیا۔ لہٰذا پہلا شخص جس نے تیر پھینکا وہ انہی میں سے ایک آدمی تھا اس کے بعد لوگوں نے ایک گھنٹے تک مسلسل تیر اور بھالے برسائے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ سب لوگ مل کر حملہ کر دو۔ لہٰذا مسلمانوں نے مل کر یکبارگی ایک ہی آدمی کی طرح حملہ کر دیا۔ لہٰذا مشرکین کا کوئی آدمی نہ بچ سکا اسی افراد ان میں سے مارے گئے باقی ان کے سارے لوگوں کو آپ نے قید کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مردوں عورتوں کو اُونٹوں بکریوں سب کو قید کیا اور قبضے میں لے لیا۔ مسلمانوں میں سے صرف ایک آدمی شہید ہوا تھا۔ ابوقتادہ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ کہتے ہیں کہ مشرکین کا جھنڈا بردار صفوان ذوسقرہ تھا میرے لئے کوئی رکاوٹ نہیں تھی حتی کہ میں نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ فتح ہو گئی۔ ان کا شعار اور پہچان یہ لفظ تھا۔ یَا مَنْصُوْرُ اَمِتْ (اس کا مطلب ہے کہ موت کا حکم ہے اس سے مراد نصر و مدد کی اچھی خال پکڑنا تھا۔ مارنے کے بعد شعار کے لیے حصول غرض کے ساتھ انہوں نے اس کلمے کو اپنے درمیان علامت قرار دیا تھا اس کے ذریعے وہ ایک دوسرے کو پہچانتے تھے رات کی تاریکی کی وجہ سے)۔

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یزید بن ہارون نے ان کو خبر دی ابن یمون نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع کی طرف لکھا میں ان سے دعا پوچھنا چاہتا تھا قتال سے پہلے کی کہتے ہیں کہ اس نے لکھا نہ یہ بات ابتداء اسلام میں تھی تحقیق رسول اللہ ﷺ غارت کو لوٹ ڈالی تھی بنومصطلق پر وہ

لوگ ان کو لوٹ رہے تھے حالانکہ ان کے مویشی پانی کے گھاٹ پر پانی پلائے جاتے تھے۔ حضورا کرم ﷺ نے ان کے لڑنے والے مردوں کو قتل کیا تھا۔ اور ان کے قیدیوں کو قید رکھا تھا اس دن آپ کو حاصل ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ للوانی نے کہا تھا۔ کہ جویریہ بنت حارث۔ نافع کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عمر نے یعنی اس بارے میں۔ اور وہ اس لشکر میں تھے۔

بخاری مسلم نے ان کو نقل کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن عون کی حدیث سے۔ (بخاری۔ کتاب العتق۔ حدیث ۱۵۴۱۔ فتح الباری ۱۷۰/۵۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱ ص ۱۳۵۶)

تمہارے عزل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہر نفس جس کا پیدا ہونا قیامت تک مقدر ہو چکا وہ ہوگا

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو ابوربیع نے ان کو اسماعیل بن جعفر نے انہوں نے ربیعہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے انہوں نے محیریز سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ داخل ہوئے میں اور ابوصرمہ حضرت ابوسعید خدری کے پاس ابوصرمہ نے ان سے پوچھا کہ اے ابوسعید کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ عزل کے بارے میں کچھ ذکر فرماتے ہوں (یعنی عورت سے صحبت کرتے وقت انزال اندر نہ کرنا بلکہ باہر ضائع کرنا تا کہ حمل نہ ٹھہرے) انہوں نے بتایا کہ جی ہاں (پس منظر اس کا کچھ یوں تھا کہ) ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر غزوۂ بنو مصطلق میں لڑ رہے تھے ہم لوگوں نے عرب کے شرفاء اور معززین کو قیدی بنالیا تھا۔ ہمارے اُوپر اپنی (مجرد رہنے یعنی) بیویوں سے علیحدہ رہنے کی مدت طویل ہوگئی تھی ہم لوگوں نے رغبت کی صحبت کرنے میں مگر ہم نے ارادہ کیا کہ ہم فائدہ تو اٹھائیں۔ (یعنی صحبت تو کریں) مگر ہم عزل کریں (انزال باہر کریں) ہم نے سوچا ہم لوگ ایسا تو کریں مگر رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے موجود ہیں ان سے مسئلہ کیوں نہ پوچھ لیں۔ لہٰذا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا کہ تمہارے اُوپر کوئی حرج نہیں ہے کہ تم نہ کرو۔ نہیں لکھا اللہ عزوجل نے پیدا ہونا کسی روح کا جو کہ ہونے والی ہے قیامت مگر وہ عنقر ہو کر رہے گی۔

صحیح بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے اس نے اسماعیل سے۔

(بخاری کتاب البیوع۔ فتح الباری ۴۲۰/۴۔ مسلم کتاب النکاح حدیث ۱۲۵ ص ۱۰۶۱)

حاشیہ میں ڈاکٹر عبدالمعطی نے لکھا ہے (ضروری حاشیہ) عَزل کے معنی ہیں شرم گاہ سے ذکر کو انزال کے وقت کھینچ لینا جذب ہونے وحمل ہونے کے خوف سے (لاعلیکم ان لاتفعلوا) اس کا مطلب ہے کہ تمہارے اُوپر کوئی ضرور نقصان نہیں ہے ترک عزل میں (یعنی عزل نہ کرنے) اور اندر انزال کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے اس لئے کہ ہر نفس اللہ نے جس کے پیدا ہونے کو مقدر کر دیا ہے وہ اس کو پیدا فرمائے گا لازمی طور پر پیدا کرے گا خواہ تم عزل کرو یا نہ کرو۔ تو تمہارے عزل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔

ایک سردار کی بیٹی کے ساتھ حضورا کرم ﷺ کا مثالی سلوک
غلامی سے آزادی دلوائی۔ اپنی عزت بنایا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحٰق ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق میں قیدی ہونے والی عورتوں کو تقسیم کیا تو (قرعہ ڈالا گیا اور) تو جویریہ بنت حارث قرعہ میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی یا اس کے چچا کے حصے میں آئی تھیں۔ لہٰذا جویریہ نے اس آدمی سے مکاتبت کر لی تھی۔ وہ شیریں سخن حُسن ملیح کی مالک عورت تھی۔ نہیں دیکھتا تھا کوئی ایک اس کو مگر اس کا دل کھینچ لیتی تھیں۔ (جیت لیتی تھیں)۔

چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اپنی مکاتبت کے بارے میں مدد مانگی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے جب اس کو دیکھا تو میں نے اس کو ناپسند کیا۔ اور میں نے دل میں کہا حضور عنقریب خود اس سے یہی کیفیت ناپسندیدگی دیکھ لیں گے جو میں دیکھ رہی ہوں۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو کہنے لگی یا رسول اللہ میں جویریہ ہوں بنت حارث جو اپنی قوم کے سردار تھے۔ تحقیق مجھ پر آزمائش ومصیبت آن پڑی ہے جو آپ کے اُوپر مخفی نہیں ہے (غلامی سے نجات پانے کے لئے) میں نے اپنے نفس کی مکاتبت کر لی ہے (یعنی اتنا اتنا مال دیکر متعلقہ آدمی سے آزاد ہونے کی تدبیر کی ہے)۔ لہٰذا آپ میری (آزادی کے لئے) میری مدد کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہوگا کہ میں تیری طرف سے تیری مکاتبت کا (طے شدہ مال میں) ادا کر دوں (اور یوں تجھے آزاد کرا کر) تم سے نکاح کر لوں۔ جویریہ نے کہا ٹھیک ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت حارث کے ساتھ نکاح کر لیا ہے۔ آپ لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ تو (اس رشتے کی عظمت کے پیش نظر) رسول اللہ ﷺ کے سسرال بن گئے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے (اس احترام کو ملحوظ رکھ کر) ان تمام لوگوں کو چھوڑ دیا جو بنو مصطلق میں سے ان کے ہاتھ میں قیدی اور غلام بن گئے تھے۔ بس البتہ تحقیق اسی (جویریہ کے) سبب سے بنو مصطلق کا ایک سو گھرانہ آزاد کر دیا گیا۔ (سیدہ عائشہ فرماتی ہیں) کہ میں نہیں جانتی کہ کوئی عورت (جویریہ سے) بڑھ کر عظیم برکت والی اپنی قوم کے لئے ثابت ہوئی ہو۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۲/۳۔ تاریخ ابن کثیر ۱۵۹/۴)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ ان کو خبر دی ابو عبد اللہ بُطہ نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرح نے ان کو واقدی نے ان کو ہشام نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ جویریہ بنت حارث نے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ کی ﷺ آمد سے تین دن پہلے خواب دیکھا تھا یثرب سے چاند روانہ ہو کر آیا ہے اور میری گود میں گر گیا ہے۔ میں نے ناپسند کیا کہ میں لوگوں میں سے کسی ایک کو یہ خواب بتاؤں۔ حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لے آئے کہ جب ہم لوگ قیدی بنا لئے گئے تو میں نے اپنے خواب کی امید کی۔ فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے آزاد کروایا اور مجھ سے نکاح کر لیا اللہ کی قسم میں نے حضور اکرم ﷺ سے اپنے قوم کے بارے میں کوئی بات چیت نہیں کی تھی حتیٰ کہ مسلمانوں نے خود ہی ان لوگوں کو چھوڑ دیا تھا۔ مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا پر چچا زاد لڑکی سے ہی مجھے معلوم ہوا تھا اس نے مجھے یہ خبر دی تھی۔ لہٰذا اس نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

واقدی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا مہر بنو مصطلیق کے ہر ہر اسیر کی رہائی قرار دیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ ﷺ نے اس کی قوم کے چالیس افراد کی آزادی اس کا مہر قرار دیا تھا۔ (المغازی للواقدی ۴۱۱/۱۔۴۱۲)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے ان کو ابو بکر عتاب نے ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابو اویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے غزوۂ بنو مصطلِق کے بارے میں ھام مُرَیسیع میں انہوں نے کہا کہ اللہ نے ان لوگوں کو شکست دی اور اس غزوۂ مریسیع میں جویریہ بنت حارث بن ابو ضرار قیدی ہو کر آئی۔ اللہ نے حضور اکرم ﷺ کو اس کی قسمت میں بنایا تھا۔ لہٰذا وہ آپ کی عورتوں میں سے ہو گئی تھی۔ اور بعض بنو مصطلِق نے گمان کیا تھا۔ کہ جویریہ کے والد نے (قیدی بن جانے کے بعد) اس کو طلب کیا تھا اور اس کا ہدیہ دیا تھا رسول اللہ کو۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے اس کے نکاح کا پیغام دیا تھا۔ لہٰذا اس نے اس کا نکاح و بیاہ خود کر دیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۵۹/۴)

☆☆☆

باب ۸۳

غزوۂ بنو مُصطلِق میں عبداللہ بن اُبی بن سلول

کی منافقت کا ظاہر ہو جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے ان کو محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے قصہ بنو مصطلق میں کہ رسول اللہ ﷺ وہیں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اچانک پانی پر جہجاہ بن سعید الغفاری لڑ پڑا وہ اُجرت پر کام کرتا تھا عمر بن خطاب دوسرا سنان بن زید ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ بن حبان نے وہ کہتے ہیں کہ دونوں آدمیوں نے پانی پر ازدحام کیا اور دونوں لڑ پڑے۔ سنان بن زید نے کہا اے انصاری کی جماعت۔ اور جہجاہ نے کہا اے مہاجرین کی جماعت۔ جب کہ زید بن ارقم اور انصار کی ایک جماعت عبداللہ بن اُبی کے پاس تھے ابن اُبی نے جب یہ سنا تو بولا کہ یہ لوگ ہمارے شہروں میں ہمارے ساتھ لڑتے ہیں ہمارے اوپر حملہ آور ہوتے ہیں۔

اللہ کی قسم ہم نے ان کو جو عزت دی ہے اور قریش کی عزتوں کو تحفظ دیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کہنے والے کہا تھا۔ (ابن اُبی منافق نے عرب کا بدترین محاورہ مہاجر مسلمانوں کے لئے استعمال کیا) سَمِّنْ کَلْبَکَ یَاْکُلْکَ۔ اپنے کُتے کو پال پال کر موٹا کیا کہ تجھے کھائے گا۔ (اس کے مقابلے میں وہ یوں کہتے ہیں کہ۔ جَوِّعْ کَلْبَکَ یَتْبَعْکَ۔ اپنے کتے کو بھوکا رکھ تیرے پیچھے پیچھے پھرے گا) نیز ابن اُبی نے کہا تھا اللہ کی قسم اگر ہم لوگ مدینہ واپس لوٹ کر گئے تو ضرور بالضرور عزت دار ذلیلوں کو مدینے سے نکالدیں گے (یعنی ہم لوگ نعوذ باللہ مہاجرین کو نکالیں گے ظاہر اس بکواس کا براہ راست رسول اللہ پر پڑا تھا)۔ نیز اس کے بعد ابن اُبی ان لوگوں سے مخاطب ہوا جو اس کے پاس اس کی قوم میں سے موجود تھے کہنے لگے تم لوگوں نے اپنے آپ کے ساتھ کیا کیا تھا۔ تم لوگوں نے ان لوگوں کو اپنے شہروں میں داخل کیا۔ تم لوگوں نے اپنے مال تقسیم کر کے ان کو دیئے۔ خبردار اگر تم لوگ اللہ کی قسم ان لوگوں سے اپنے آپ کو روک لیتے تو یہ لوگ تمہارے ہاں سے واپس لوٹ جاتے تمہارے شہروں سے۔

زید ابن ادہم نے یہ ساری بکواس سنی اور جا کر رسول اللہ ﷺ کو بتادی وہ اس وقت لڑکے تھے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کے پاس عمر بن خطاب بیٹھے تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کو بتادیا۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ عباد بن بشر کو پکڑیں میں اس کی گردن مار دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت عمر کے جذباتی فیصلے پر سنجیدہ جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا) عمر اس وقت آپ کیا کریں گے جب لوگ یہ باتیں بنائیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔ نہیں ایسے نہ کریں بلکہ اے (شاید) عمر (ہے) آپ واپس کوچ کرنے کا اعلان کر دیں۔

عبداللہ بن اُبی کو جب یہ اطلاع ملی کہ اس کی بکواس رسول اللہ ﷺ تک پہنچ چکی ہے تو وہ آیا اور آ کر معذرت کرنے لگا رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور اس نے آپ کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ وہ بات نہیں کہی جو زید بن ادہم نے کہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ابن اُبی کا اپنی قوم کے اندر بھی ایک مقام تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ممکن ہے کہ یہ اس لڑکے زید بن ادہم کی غلطی ہو یا اُسے وہم ہوا ہو اس آدمی نے جو کہا ہے وہ لڑکا اس کو صحیح سمجھ نہ سکا ہو۔ مگر رسول اللہ ﷺ دوپہر کو ایسے وقت روانہ ہو گئے جس وقت عادۃً آپ روانہ نہیں ہوتے تھے راستے میں رسول اللہ ﷺ کو حضرت اُسید بن حضیر ملے اس نے حضور اکرم ﷺ کو سلام نبوت کیا پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم یا رسول اللہ آپ بے گاہ وقت روانہ ہو گئے ہیں خیریت تو ہے آپ اس وقت تو روانگی نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اطلاع نہیں پہنچی جو تیرے دوست ابن اُبی نے کہی ہے۔ اس نے یہ بکواس کی ہے کہ وہ جب مدینے میں آئے گا تو عنقریب عزت والے ذلیلوں کو مدینے سے نکالیں گے اُس نے کہا کہ اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی عزت والے ہیں اور وہی ذلیل ہے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ابن اُبی کے مقابلے میں نرمی فرمائیں۔

www.ahlehaq.org

اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کے پاس حکم اور وضاحت لائے گا۔ بیشک ہم لوگ ان کے خلاف اعتراضات اکھٹے کر رہے ہیں تاکہ اس سے بات کی جائے۔ وہ (بدبخت) یہ سوچ بیٹھا ہے کہ آپ نے شاید اس کا اقتدار چھین لیا ہے حضور اکرم ﷺ لوگوں کے ساتھ چلے آرہے تھے حتی کے رات بھر چلے اور اگلی شام تک چلتے رہے حتی کہ پھر صبح کی اور دن کا ابتدائی حصہ بھی چلے۔ حتی کہ جاتے وقت موسم سخت ہو چکا تو آپ نے لوگوں کو اترنے کے لئے کہا تاکہ اس بات سے لوگوں کے ذہن خالی کریں جو ہوگئی تھی۔ اترتے ہی لوگ زمین پر سو گئے نیند نے سب کو آغوش میں لے لیا۔ اتنے میں سورت المنافقون نازل ہوگئی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۴۸۔۲۴۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحٰق نے ان کو خبر دی بشر بن موسیٰ نے ان کو خبر دی حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو عمرو بن دینار نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے غازیوں میں وہاں پر مہاجرین ہی کے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو ہاتھ کے ساتھ پیچھے سے سر پر مارا۔ تو اس انصاری نے انصاریوں کو پکار کر کہا کہ دیکھو یہ ایسی حرکت کر رہا ہے اور مہاجر نے بھی ایسے ہی کہا اے مہاجرین آجاؤ اس نے ایسے کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ (نے دونوں کی بات کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا) کیا ضرورت ہے اس طرح جاھلیت والی پکاریں پکارنے کی۔ چھوڑو ایسی حرکت کو یہ بدبودار بات ہے۔ عبداللہ بن اُبی نے کہا۔ کیا انہوں نے ایسی بات کہی ہے۔ اللہ کی قسم اگر ہم لوگ مدینہ میں واپس لوٹ گئے تو البتہ ضرور عزت والے ذلیلوں کو۔ (یا طاقتور کمزروں کو) نکالیں گے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ انصار مدینے میں مہاجرین سے زیادہ تھے جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ اس کے بعد مہاجرین زیادہ ہوگئے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا۔ چھوڑیئے مجھے میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھوڑیے اس کو تاکہ لوگ باتیں نہ بنائیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی سے۔ (بخاری کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۸/ ۶۵۲:)

اور مسلم نے ان کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ وغیرہ سے اس نے سفیان سے۔ (مسلم کتاب الارب حدیث ۶۳ ص ۱۹۹۸)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مقام مَرو میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ان کو اسرائیل نے سُدی سے ان کو ابوسعید ازادی نے ان کو زید بن ارقم نے وہ کہتے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور ہمارے ساتھ کچھ دیہاتی عرب بھی تھے ہم لوگ پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے جلدی کرتے تھے۔ مگر وہ دیہاتی لوگ ہم سے پہل کر لیتے تھے۔ ایک دیہاتی اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ کر حوض بھر لیتا اور اس کے گرد پتھر رکھ دیتا اور اس پر چمڑے کا بچھونا ڈال کر ڈھک دیتا یہاں تک کہ اس کے ساتھی آجاتے۔ چنانچہ انصار کا ایک آدمی دیہاتی کے پاس آیا اس نے اپنی اونٹنی کی مہار ڈھیلی کی تاکہ وہ پانی پی لے مگر اس دیہاتی نے اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس نے پتھر ہٹا دیے جس سے وہ پانی بہہ گیا۔ اس لئے اس دیہاتی نے ڈنڈا اُٹھا کر انصاری کے سر میں دے مارا جس سے اس کے سر میں شدید زخم آ گیا وہ انصاری عبداللہ بن اُبی بن سلول رئیس المنافقین کے پاس گیا اور جا کر اس کو خبر دی اس واقت وہ انصاری ابن اُبی کے ساتھیوں میں سے تھا۔ لہٰذا ابن اُبی غصے ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ تم لوگ۔ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا من حوله۔ تم لوگ ان لوگوں پر مال خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ یہ لوگ منتشر ہو جائیں۔

اس کے اردگرد سے یعنی اعراب و دیہاتی لوگ۔ اور وہ لوگ کھانے کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ چنانچہ عبداللہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جب یہ لوگ محمد ﷺ پاس سے ہٹ جائیں تو تم لوگ اس وقت جایا کرو محمد ﷺ کے پاس کھانا لے کر تاکہ محمد ﷺ کھائیں اور جو اس کے پاس موجود ہوں پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب تم لوگ لوٹ کر مدینے جاؤ تو عزت والے ذلیلوں کو وہاں سے نکالدیں۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا کا ردیف تھا یعنی ان کے پیچھے سواری کر رہا تھا۔ میں نے عبداللہ بن اُبی سے سنا ہم لوگ اس کے احوال

ونہیال ہوتے تھے۔ میں نے جو سنا تھا اس کی خبر اپنے چچا کو دی وہ کہتے انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی رسول اللہ نے ابن اُبی کے پاس کسی کو بھیج کر بلا کر پوچھا تو اس نے قسم کھالی اور انکار کر دیا۔ کہ اس نے کچھ بھی نہیں کہا رسول اللہ نے بھی اس کی تصدیق کر دی اور میری تکذیب کر دی میرے چچا میرے پاس آئے اور کہنے لگے تم نے کیا ارادہ کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے ناراض ہو گئے ہیں اور مسلمانوں نے تجھے جھوٹا سمجھ لیا ہے۔ یہ سنتے ہی مجھ پر اس قدر غم واقع ہوا جو شاید کسی پر واقع ہوا ہوگا ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں چل رہا تھا میں نے اپنے سر کو غم سے ہلکا محسوس کیا اچانک میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میرے کان میں کھجانے لگے جس سے میرے چہرے پر ہنسی آ گئی اس بات سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ میرے لئے اس کے بدلے میں دنیا اور آخرت مل جاتی تو مجھے اس قدر خوشی نہ ہوتی۔ ﷺ

اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کیا کہا ہے میں نے وہی بات بتا دی کہ آپ نے کچھ بھی نہیں کہا صرف انہوں نے میرا کان کھینچا ہے اور میرے سامنے ہنسے ہیں انہوں نے فرمایا کہ خوش ہو جا۔ اس کے بعد مجھے عمر رضی اللہ عنہ ملے میں نے ان کو بھی اس طرح کہا جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا۔ اس کے بعد جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سورۃ المنافقون پڑھی۔ اِذاجَاءَ کَ المنافقون قالوا نشهدانك لرسول الله۔ پڑھتے پڑھتے اس مقام تک پہنچے هم الذين يقولون لا تنفقو اعلى من عند رسول الله حتى ينفضوا۔ اور پڑھتے رہے حتیٰ کہ اس مقام تک پہنچے لَيُخرِ جَنَّ الَا عزُّ منهُا الَاذَلِ۔ منافق جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس مقام تک پڑھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تم ان لوگوں پر مال خرچ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں حتیٰ کہ وہ لوگ بھاگ جائیں۔ اور یہ بھی پڑھا۔ کہ عزت والے ذلیلوں کو مدینے سے نکالیں گے۔

(ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۳۳۱۳ ص ۴۱۵۵۔ ۴۱۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے تفسیر آدم میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے ہمدان میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم بن ابوایاس نے ان کو اسرائیل نے ابواسحٰق ہمدانی سے اس زید بن ارقم سے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے پاس تھا میں نے عبداللہ بن اُبی بن سلول سے سنا وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا۔ لاتُنفقُوا علىٰ مَنُ عند رَسُول الله حتى ينفضُوا۔ آپ لوگ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس نہیں حتیٰ کے وہ بھاگ جائیں۔ اور یوں کہا کہ اگر ہم لوگ مدینے کی طرف واپس لوٹ گئے تو ضرور بالضرور عزت دار اس میں سے ذلیلوں کو نکالدیں گے۔

میں نے یہ بات اپنے چچا کو بتا دی میرے چچا نے وہ رسول اللہ ﷺ کو بتا دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ابن اُبی کو اور اس کے ساتھیوں کو بلایا۔ انہوں نے قسمیں کھالیں کہ ہم لوگوں نے یہ نہیں کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سچا مان لیا اور مجھے جھوٹا بنا دیا۔ مجھے اس سے شدید دکھ ہوا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا مارے شرم کے۔

پھر اللہ نے یہ آیت اُتاری اذاجائك المنافقون قالوا نشهَدُ۔ یہاں تک اُتری هم الذين يقولون لاتنفقو على من عند رسول الله حتى ينفقضوا۔ اور یہاں تک ليخر جَنَّ الاعز منها الاذل۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر مجھے یہ سورۃ سنائی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے سچا قرار دیا ہے اور ابن لہیعہ نے ذکر کیا ہے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اس قصے کو اپنی دونوں مغازی میں۔ اور انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ اوس بن اقرم بنو حارث بن خزرج میں سے ایک آدمی تھا اس نے ابن اُبی کو سنا تھا اس نے وہ عمر بن خطاب کو بتایا۔ عمر نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کر دیا رسول اللہ نے آدمی بھیج کر ابن اُبی سے پوچھا ان کے قول کے بارے میں اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ اس نے اس میں سے کوئی بھی بات نہیں کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم سے یہ بات منہ سے نکل گئی ہو تو تم توبہ کر لو اس نے انکار کر دیا اور قسم بھی کھالی لوگ مجھ اوس بن اقرم پر پڑ گئے۔ انہوں نے کہا کہ تم نے اپنے چچا زاد کے ساتھ برا کیا ہے۔ اور تم نے اس پر ظلم کیا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے بھی تمہیں سچا نہیں جانا۔ وہ اسی چکر میں پڑے ہوئے تھے۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی آ رہی ہے۔ جب اللہ نے اپنا فیصلہ اس بارے میں پورا کر دیا تو حضور اکرم ﷺ سے وہ کیفیت وحی ہٹ گئی تو حضور اکرم ﷺ نے اس کے کان پکڑ کر اسے مڑوڑ دیا حتی کہ سب لوگوں نے غور سے دیکھنا شروع کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ خوش ہو جا اللہ نے تیری بات کو سچا کر دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کے سامنے سورۃ المنافقون پڑھی حتی کہ اس آیت تک پہنچے جو ابن اُوس کے بارے میں اللہ نے نازل کی۔ هم الذين يقولون لاتنفقوا علىٰ من عند رسول الله حتى ينفضوا ۔ حتی کہ یہاں تک پہنچے ولكن المنافقين لايعلمون ۔ یہی لوگ کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کیا کرو وہ جو رسول اللہ کے پاس رہتے ہیں حتی کہ یہ بھاگ جائیں یہاں تک پڑھی کہ لیکن منافق نہیں جانتے۔

بخاری نے صحیح میں آدم سے روایت کی ہے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۸/۶۴۶۔ الدرر لابن عبدالبر ۱۸۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعبداللہ نے ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے ان کو ابن لھیعہ نے ان کو ابواسود نے عروہ سے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی حسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوکریب بن عتاب سے۔ ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے وہ کہتے کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے اسی کو ذکر کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اس روایت میں جس میں زید بن ارقم نے سنا تھا دوسرے قصے میں۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن فضل نے کہ اس نے سنا انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ میں شدید غمگین ہو گیا تھا۔ اس شخص پر جو میری قوم میں سے حَرہ میں مارا گیا تھا۔ زید بن ارقم نے میری طرف پہنچا تھا کیونکہ ان کو میرے غم کی شدت کی خبر پہنچی تھی۔ اس ذکر کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ فرماتے تھے اللهم اغفر للا نصار ولا بنآء الانصار ۔ اے اللہ انصار کو اور ان کی اولاد معاف کر دے۔ ابن فضل نے ذکر کیا ہے یعنی عبداللہ بن فضل نے انصار کی اولاد کی اولاد کے بارے میں۔

ابن فضل نے کہا کہ کسی شخص نے حضرت انس سے پوچھا جو ان کے پاس بیٹھا تھا زید بن ارقم کے بارے میں۔ انہوں نے بتایا وہ وہی تو تھے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ یہ وہ وہی ہے جس کے واسطے اللہ نے اس کی سماعت کی ہوئی بات کی تصدیق نازل کی ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے منافقین میں سے ایک آدمی سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ (حالانکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے) کہ البتہ اگر محمد ﷺ سچا ہے تو ہم لوگ گدھے سے بھی بدتر ہیں تو زید بن ارقم نے کہا تھا اللہ کی قسم محمد ﷺ سچا ہے۔ اور تم گدھے سے بھی بدتر ہو۔ اس کے بعد بات رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تھے۔ مگر کہنے والے نے اس بات سے انکار کر دیا تھا۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری زید کو سچا قرار دینے کے لئے کہ۔ يحلفون بالله قالوا ۔ کہ یہ منافق قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے ایسی بات نہیں کہی۔ الخ

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابواویس سے اس قول تک۔ هذا الذى اولى له باذنه ۔ شاید کے اس کے بعد موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے۔ اور تحقیق اس کو روایت کیا ہے محمد بن فُلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس کی اسناد کے ساتھ۔ پھر کہا ہے کہ ابن شہاب کہتے ہیں۔ اس کا مابعد ذکر کیا گیا ہے موسیٰ سے اس نے ابن شہاب سے۔

☆☆☆

باب ۸۴

ایسی ہوا کا چلنا جس نے رسول اللہ ﷺ کو منافقین کے سرداروں میں ایک سردار کی موت کا پیغام دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے اس نے عروۃ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوھری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے قصہ بنو مصطلق کے بارے میں دونوں کو بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عمان کے راستے صنعاء میں پہنچ کر پڑاؤ کیا لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کو چرنے کے لئے چھوڑا ہی تھا کہ انہیں شدید ہوا نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ حتیٰ کہ لوگ اس سے ڈر گئے۔ کہا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس ہوا کی کیا وجہ ہے؟ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آج کے دن ایک عظیم منافقت کرنے والا منافق مر گیا ہے۔ اس لئے ہوا تیز و تند ہوگئی ہے۔ تمہارے اُوپر اس سے کوئی ڈر خوف نہیں ہے انشاء اللہ۔ اور اس کی موت منافقوں کے لئے بڑے غیظ و غضب اور بڑے دکھ والی ہے موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت جابر نے کہا ہے۔ کہ ہم لوگ مدینے کی طرف لوٹے تو ہم نے یہ کیفیت پائی کہ ایک منافق جو عظیم نفاق رکھتا تھا وہ اسی دن مر گیا تھا۔

(اس کے بعد دونوں راوی متفق ہوگئے ہیں بیان میں) اور پھر اسی دن کے آخر میں ہوا تھم گئی تھی لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کے جانوروں کو جمع کیا۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی سواری گم ہوگئی اُونٹوں کے بیچ سے اس کی تلاش کے لئے لوگ بھاگنے لگے۔ اسی وقت منافقوں میں سے ایک آدمی نے کہا جو کہ انصار کے رفقاء میں سے تھا کہ یہ لوگ کہاں بھاگ رہے ہیں۔ اسکے ساتھیوں نے بتایا کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی سواری کو تلاش کر رہے ہیں جو اُتر چکی ہے۔ عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ گم ہو چکی ہے۔ اس منافق نے (ازراہ طنز یہ بکواس کی کہ) کیا اللہ اس کو اس کی سواری کی جگہ نہیں بتاتا؟ لہٰذا اس کے ساتھیوں نے اس کی بات کو ناپسند کیا اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے تو منافق ہو گیا ہے۔ تو کیوں نکلا تھا جب کہ تیرے دل میں یہ بات تھی؟ اُس نے کہا کہ میں دنیاوی عزت کے لئے نکلا تھا۔ میری زندگی کی قسم بیشک محمد ﷺ تو ہمیں بڑی بڑی باتیں بتاتے تھے اُونٹنی والی بات اتنی بڑی نہیں ہے۔ یہ تو چھوٹی سی بات ہے۔

مگر اس منافق کے ساتھیوں نے اس کو گالیاں دیں اور کہنے لگے اللہ کی قسم ہمارے پاس تیرے مقابلے میں کوئی چارہ کار بھی نہیں ہے اگر ہمیں پتہ چل جاتا کہ تیرے دل میں یہ بات ہے تو ہم ایک لحظہ بھی تیرے ساتھ نہ رہتے۔ تھوڑی دیر تو وہ منافق ٹھہرا رہا اس کے بعد وہ ان لوگوں کو چھوڑ کر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا رسول اللہ ﷺ کی باتیں سننے کے لئے وہاں جا کر اسے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی ساری باتیں بتا دی ہیں رسول اللہ ﷺ بات کر رہے تھے اور وہ سن رہا تھا۔ کہ ایک آدمی منافقین میں سے خوش ہو گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بھاگ گئی ہے یا گم ہوگئی ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو اونٹنی کا مقام نہیں بتایا بیشک اللہ عزوجل نے مجھے اس کی جگہ کہ بارے میں بتا دیا ہے۔

اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔ وہ اُونٹنی تم لوگوں کے سامنے والی وادی میں یا گھاٹی میں کھڑی ہے اس کی مہار درخت کے ساتھ الجھ گئی ہے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کی طرف گئے اور اس کو لے کر آ گئے۔ اور وہ منافق جلدی سے واپس اپنے احباب کے پاس آ گیا جو گروہ بیٹھا تھا جن کے سامنے وہ سابقہ باتیں اس نے کہی تھیں وہ سب لوگ ابھی تک اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی اپنی جگہ سے نہیں اُٹھا تھا۔ اس نے پوچھا کہ میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگوں میں سے کوئی محمد ﷺ کے پاس گیا ہے۔ اور اس کو وہ باتیں بتائی ہیں

جو میں نے کہی تھیں؟ ان سب نے کہا کہ نہیں اللہ گواہ ہے ہم تو اپنے مجلس سے اٹھے بھی نہیں اس کے بعد سے۔ اس نے بتایا کہ میری وہی باتیں وہاں پر کیسے ہو رہی ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم گویا کہ میں مسلمان ہی نہیں ہوا مگر آج کہ بیشک میں تو محمد ﷺ کے بارے میں شک میں تھا۔ اب میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اب تم جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس تاکہ وہ آپ کے بارے میں اللہ سے بخشش طلب کریں انہوں نے گمان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ جا کر اس نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے استغفار کیا۔ (اھل مغازی نے) گمان کیا ہے کہ اس کا نام ابن الصیب تھا۔ اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ اس کا نام ابن اللُّصیث تھا۔ یا ابن اللُّصیت۔ اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ وہ ہمیشہ ڈرتا رہا ڈرپوک رہا حتی کہ مر گیا۔ یہ الفاظ حدیث موسیٰ بن عقبہ کے ہیں۔ اور واقدی نے گمان کیا ہے کہ وہ شخص جس کی موت کی خبر دی گئی تھی ہوا کے چلنے کے وقت وہ زید بن رفاعہ بن تابوت تھا۔ (مغازی للواقدی ۴۲۳/۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے اس اپنے ان شیوخ سے جس نے انس سے بنومصطلق کا قصہ روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے لوٹے حتی کہ جب حضور مقام بقعاء میں پہنچے ارض حجاز میں یقیع کے پیچھے تو سخت ہوا چل گئی جس سے لوگ ڈر گئے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے نہ ڈرو کیونکہ کہ کفر کے سرداروں میں سے ایک سردار کی موت کے لئے چلی ہے۔ لہٰذا لوگوں نے یہ واقعہ پایا کہ اس دن رفاعہ بن زید تابوت مر گیا تھا وہ قبیلہ بنی قینقاع میں سے تھا اس نے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر رکھا تھا جب کہ وہ منافقین کے لئے جائے پناہ کے طور پر تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۵۰/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومعاویہ نے اعمش سے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق ثقفی نے ان کو ابوکریب نے ان کو حفص بن غیاث نے اعمش سے اس نے ابوسفیان سے اس نے جابر سے۔ کہ کہ نبی کریم ﷺ سفر سے تشریف لائے تھے جب مدینے کے قریب ہوئے تو سخت ہوا چل گئی قریب تھا کہ وہ سوار کو بھی گرا کر دفن کر دیتی (جا پڑے) گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے بھیجی گئی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور مدینے میں تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا منافق فوت ہو گیا ہے منافقین میں سے۔ یہ الفاظ حدیث حفص کے ہیں۔ اور ابومعاویہ کی ایک روایت میں سے لے کر انہوں نے کہا کہ ایک سخت ہوا چل گئی تھی جب کہ نبی کریم ﷺ اپنے بعض سفروں میں تھے انہوں نے فرمایا تھا یہ ایک منافق کی موت کی وجہ سے چلی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم جب مدینے میں آ گئے تو معلوم ہوا کہ منافقین کے سرداروں میں سے ایک سردار مر گیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے۔ (مسلم۔ کتاب صفات المنافقین۔ حدیث ۲۱۴۵/۴۔ ۲۱۴۶)

حضور اکرم ﷺ کی خواہش کی تکمیل کے لئے بیٹے کا باپ کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہونا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس اور بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے ان کو عاصم بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنومصطلق سے واپس مدینہ میں آئے تو ان کے پاس عبداللہ بن عبداللہ ابن اُبی آئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ عبداللہ بن اُبی کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اگر آپ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو اس کام کو مجھے دیجئے گا میں اس کا سر کاٹ کر آپ کے پاس لے آؤں گا۔ اللہ کی قسم بنوخزرج جانتے ہیں کہ بنوخزرج میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو مجھ سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ نیکی کرنے والا ہو۔ لیکن میں ڈرتا ہوں کہ آپ کسی آدمی کو اس کام پر مامور کریں گے جو اس کو قتل کرے گا۔ میں ایسے نفس کو اس

حال میں نہیں چھوڑ سکتا کہ میں دیکھتا ہوں عبداللہ کے قاتل کو کہ وہ دھرتی پر زندہ چلتا پھرتا ہے حتی کہ میں اس کو قتل کر دوں گا اس طرح میں ایک مومن کو ایک کافر کے بدلے میں قتل کر بیٹھوں گا اور اس سے یہ قتل کر کے جنتی ہو جاؤں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ ہم اس کے ساتھ اچھی صحبت رکھیں گے اور اس کے ساتھ نرمی کریں گے جب تک وہ ہمارے ساتھ رہے گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۵۸)

حضور اکرم ﷺ کا حکمت و فضیلت کے پیش نظر ابن اُبی کو اپنے قریب بٹھنا

(۵) روایت ہے ابن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابوبکر سے کہ عبداللہ بن اُبی جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا تھا اور آپ کے پاس اوس وخزرج کے صحابہ موجود ہوتے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کے بغض اور کینے کو جانتے ہوئے تھے انہیں یہ بات اچھی لگتی تھی کہ آپ اس کے لئے اس کے شرف کو جھٹلائیں اور ناپسند کرتے تھے کہ وہ اس بات کو ان کے لئے کہیں کیونکہ وہ اس کے بغض کو ان کے خلاف جانتے تھے۔ لہٰذا بعض ان کا بعض سے کہتا تھا کہ یہ عبداللہ بن اُبی ہے جب رسول اللہ ﷺ اس بات کو سنتے تو اس سے کہتے کہ میرے قریب آجایئے۔

باب ۸۵

حدیث اِفک[۱] (واتہام)

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے کہا۔ کہ نعمان بن راشد کہتے ہیں۔ وہ زھری سے روایت کرتے ہیں کہ حدیث اِفک (یعنی سیدہ عائشہ پر اتہام والا واقعہ) غزوۂ مریسیع میں ہوا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مصری نے ان کو محمد بن ابراہیم بن جناد نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو حماد بن زید نے ان کو نعمان بن راشد نے اور معمر نے زھری اس نے عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے۔ (ابن ماجہ۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۱۹۷۰ ص ۱/۶۳۳)

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے لئے غزوۂ مریسیع کے غُزاۃ کے طور پر قرعہ ڈالا۔ چنانچہ میرا قرعہ نکلا۔ لہٰذا میرے بارے وہ شخص ہلاک ہوا جس نے ہلاک ہونا تھا مصنف کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اور اسی طرف گئے ہیں اصحاب مغازی۔ محمد بن یسار۔ محمد بن عمر واقدی اور واقدی نے روایت کی ہے یعقوب بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے عیسیٰ بن معمر سے اس نے عباد بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے میری امی مجھے اپنی حدیث بیان کیجئے غزوۂ مریسیع کے بارے میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان سے ابوسھل بن زیاد قطان سے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید بن عبدالواحد بن شریک بزاز نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبدالصفار نے ان کو عبید بن شریک اور ابن ملحان نے دونوں نے فرق کیا ہے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے ان کو احمد بن ابراہیم بن ملحان نے یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے ان کو لیث بن سعد نے یونس بن یزید نے ابن شہاب سے

---

[۱] (تفصیل کے لئے دیکھیے سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۴۔ تاریخ طبری ۲/۶۱۰۔ ۶۱۹۔ مغازی للواقدی ۲/۴۲۶۔ الدررہ بن عبدالبسر ۱۹۰۔ عیون الاثر ۲/۱۲۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۶۰)

ان کو خبر دی عروہ بن زبیر نے اور سعید بن میسّب نے اور علقمہ بن وقاص سے اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عُتبہ نے سیدہ عائشہ زوجہ رسول کی حدیث کے بارے میں۔ جب ان کے بارے میں اھل افک نے جو کچھ کہا تھا۔ پر اللہ نے ان کو بری کر دیا تھا اس سے جو کچھ ان لوگوں نے کہا تھا۔ اور ہر ایک نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایک جماعت نے حدیث میں سے اور ان میں سے بعض حدیث بعض کی تصدیق کرتی ہے اگر چہ ان میں سے بعض دوسرے بعض سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہے۔ مگر جو کچھ مجھے عروہ نے حدیث بیان کی سیدہ عائشہ سے۔ اور انہوں نے گمان کیا ہے روایت قطان میں۔ کہ اگر چہ ان میں سے بعض ان کو زیادہ محفوظ کرنے والے ہیں۔ انہوں نے دعوی کیا ہے سیدہ عائشہ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

نبی کریم ﷺ جب جہادی سفر کے لئے جانا چاہتے تھے تو اپنی عورتوں کے مابین قرعہ ڈالتے تھے جس کا قرعہ نکلتا اس کو اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے۔ سیدہ عائشہ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالا تھا ایک ایک غزوہ میں جہاں آپ نے جہاد کیا تھا (یعنی غزوہ بنو مصطلق میں جو کہ غزوہ مریسیع کے نام کے ساتھ پہچانا جاتا ہے) چنانچہ میرا ہی قرعہ نکلا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوگئی۔ یہ واقعہ حجاب اور پردے کی آیت اُترنے کے بعد تھا میں اپنے کجاوے پر سوار تھی اور اسی میں اتری تھی ہم لوگ چلتے رہے حتی کہ حضور اکرم ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہوگئے۔ اور واپس لوٹے اور ہم لوٹتے ہوئے مدینے کے قریب پہنچ گئے تھے۔ آپ ﷺ نے کوچ کرنے کا اعلان کیا میں اٹھی جب لوگوں نے کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ میں چلتی ہوئی لشکر سے آگے بڑھ گئی جب میں قضاء حاجت سے فارغ ہوئی واپس لوٹ آئی۔ میرا ایک ہار تھا (جَزعِ ظَفَاز) سے یعنی حرز زیمان (یہ یمن میں پایا جاتا ہے عقیق کی کان میں) وہ ہار ٹوٹ کر گر گیا تھا میں ان کو ڈھونڈ ھنے لگ گئی تھی اس کی تلاش نے مجھے روک دیا وہ (خدام) گروہ جو مجھے سوار کرتے تھے آئے اور انہوں نے میرا کجاوے کو اُٹھایا اور اس کو میرے اُونٹ پر جس پر میں سوار ہوئی تھی اُوپر رکھ کر باندھ دیا۔

وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں کجاوے میں ہوں۔ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان کو گوشت نے بھاری نہیں کیا تھا اس لئے کہ وہ بقدر سد ارمق جان بچانے کی مقدار میں کھاتی تھیں کھانے میں سے۔ لہٰذا ان لوگوں نے کجاوے ہلکا ہونے کو اٹھاتے وقت عجیب نہ سمجھا تھا۔ ویسے بھی میں کم عمر لڑکی تھی انہوں نے اُونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے۔ میں نے اپنا ہار وہیں پالیا جب لشکر چلا گیا میں لشکر کے ٹھکانے پر آئی تھی جگہ پر میں بیٹھی تھی وہاں پر نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا۔ لہٰذا میں وہیں پر رُک گئی۔ قطان کی ایک روایت میں ہے کہ میں اپنی منزل پر آئی جہاں پر میں تھی تو میں نے سوچا کہ عنقریب وہ لوگ مجھے موجود نہیں پائیں گے تو میری طرف لوٹ آئیں گے اور قطان کی ایک روایت میں ہے کہ بس وہ میری طرف متوجہ ہوں گے بس میں اپنی اس منزل پر بیٹھی تھی۔ تو مجھ پر نیند غالب آ گئی۔

لہٰذا میں سوگئی۔ اور صفوان بن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے تھا۔ وہ منہ اندھیرے روانہ ہوا اور اس نے میری منزل پر صبح کی اس نے سوتے ہوئے انسان کا ہیولا دیکھا تو میرے پاس آ گیا اور اس نے مجھے پہچان لیا جب اس نے مجھے دیکھا کیونکہ اس نے مجھے پردے کے حکم سے قبل دیکھا ہوا تھا اس کے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے سے میں جاگ گئی تھی جب اس نے مجھے پہچان لیا تھا میں نے اپنا چہرہ اپنی اوڑھنی کے ساتھ چھپا لیا اللہ کی قسم اس نے مجھ سے کوئی کلمہ کلام بھی نہیں کیا اور نہ ہی میں نے اس سے کوئی کلمہ بات سنی اس کے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے سوا۔ اس نے اپنی سواری بٹھائی۔ اور اس کے اگلے گھٹنوں پر وہ چڑھ گیا۔ لہٰذا میں اس پر سوار ہوگئی۔ لہٰذا وہ میری سواری کو پکڑ کر آگے آگے چلتا رہا حتی کہ ہم لوگ لشکر میں پہنچ گئے اس کے بعد وہ دوپہر کی گرمی کے وقت اترے تھے۔ چنانچہ ہلاک ہوگیا جس نے ہلاک ہونا تھا اور افک واتہام پر جو شخص سرپرست بنا تھا وہ عبداللہ بن اُبَی بن سلول تھا۔ ہم لوگ جب مدینے پہنچ گئے تو بیمار پڑ گئی ایک مہینہ کے قریب اور لوگ اصحاب اتہام کے قول میں منہمک ہونے اور دلچسپی لینے لگے مجھے اس میں سے کسی بات کا بھی علم نہیں تھا۔ جو چیز میرے کرب میں۔ بیماری کے ساتھ ساتھ اضافہ کرتی وہ یہ تھی کہ میں رسول اللہ سے لطف اور مہربانی نہیں دیکھتی تھی جو اس سے قبل میں ان سے دیکھا کرتی تھی اپنی بیماری کے وقت۔

بس رسول اللہ ﷺ میرے پاس آتے تھے سلام کرتے پھر کہتے کہ تم کیسی ہو اس کے بعد وہ ہٹ جاتے تھے یہ بات مجھے شک میں مبتلا کر دیتی تھی مگر میں کسی شر کو محسوس نہیں کرتی تھی۔ حتی کہ ایک دن میں روانہ ہوئی جب بہت کمزور ہو چکی تھی۔ اور میں اس طرح کے ساتھ نکلی۔

پاخانوں کی جگہ کی طرف اور ہم لوگ راتوں کو ہی نکلتے تھے پھر دوبارہ رات کو نکلنا ہوتا تھا۔ یہ ہم لوگوں کے گھروں کے پاس پاخانے نہانے سے پہلے کی باتیں ہیں۔ اس بارے میں ہمارے معاملہ بھی عرب کے پہلے دور کے لوگوں والا ہی تھا کہ پرانے زمانے میں لوگ قضاء حاجت کے لئے نشیبی جگہوں کی طرف جانا پڑتا تھا۔ اور ہم لوگ گھروں کے پاس پاخانے نہانے سے اذیت محسوس کرتے تھے۔

چنانچہ میں اور ام مسطح ہم لوگ قضاء حاجت کے لئے گئے۔ یہ خاتون ابورُہم کی بیٹی تھی رُہم بن عبدالمناف تھے اس عورت کی ماں صخر بن عامر کی ماں تھی۔ ابوبکر صدیق کی ﷛ خالہ تھی۔ اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عبدالمطلب تھا میں اور ام مسطح اپنے گھر کی طرف متوجہ ہوئے ہم اپنی حاجت سے فارغ ہو چکے تھے اچانک ام مسطح کا پیر اس کی چادر میں الجھا اور وہ پھسل گئی۔ کہنے لگی ہلاک ہو جائے مسطح میں نے اس سے کہا کہ آپ نے بہت بری بات کہی ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو برا کہہ رہے ہو جو بدر میں حاضر تھا وہ بولی اے لڑکی کیا تم نے نہیں سنا اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا کہ اس نے کیا کہا ہے؟ اور قطان کی ایک روایت میں ہے کہ وہ وہ اصحاب رسول میں سے ایک آدمی ہے۔ وہ بولی کیا تم نہیں جانتی ہو کہ اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم۔ فرماتی ہیں کہ پھر اس نے مجھے اتہام لگانے والوں کے قول کی خبر دی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے تو مرض پر مرض بڑھ گیا کہتی ہیں کہ جب میں گھر آ گئی تو اور رسول اللہ ﷺ میرے پاس داخل ہوئے انہوں نے سلام کیا پھر فرمایا کہ تم کیسی ہو؟ میں نے کہا کہ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے پاس جاؤں؟ کہتی ہیں کہ میں اس وقت یہ ارادہ کر رہی تھی کہ میں ان کی طرف سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی میں اپنے والدین کے پاس آ گئی۔ بعد میں اپنی امی سے کہا اے میری امی لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں انہوں نے کہا اے بیٹی۔ کرب کے معاملہ کو آسان رکھو اپنے اوپر۔ اللہ کی قسم بہت کم کوئی عورت ایسی ہوتی ہے جو خوبصورت ہو کسی آدمی کے پاس اور وہ اس سے محبت بھی کرتا ہو۔ اور اس کی سوکنیں بھی ہوں مگر کثرت سے وہ اس پر (حسد کرتی ہیں) فرماتی ہیں کہ میں نے کہا سبحان اللہ۔

البتہ تحقیق لوگ اس طرح کی غلط باتیں کرتے ہیں؟ فرماتی ہیں کہ میں بقیہ رات روتی رہی حتیٰ کہ صبح ہو گئی مگر رات بھر میرے آنسو نہیں رُکتے تھے۔ اور نہ ہی مجھے ذرہ بھر نیند آئی تھی۔ فرماتی ہیں کہ اسی طرح روتے ہوئے صبح ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب کو اور اسامہ بن زید کو بلایا جب وحی کے آنے میں تاخیر ہو گئی۔ حضور اکرم ﷺ ان سے اپنی اہلیہ کے فراق و علیحدگی کے بارے میں مشورہ پوچھنا چاہتے تھے۔ فرماتی ہیں کہ بہر حال اس نے تو رسول اللہ ﷺ کو ایسی چیز کا مشورہ دیا جو وہ جانتے تھے ان کی اہلیہ کی براۃ کے بارے میں۔ اور اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے کہ ان کے علم میں تھا کہ آپ دل سے اپنی اہلیہ سے محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا اسامہ نے کہا آپ کے گھر کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے سوائے خیر کے۔ اور علی بن ابوطالب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ تو آپ کے اوپر تنگی نہیں کی۔ اس کے علاوہ بھی عورتیں بہت ہیں۔ اگر آپ لڑکی مانگیں گے تو وہ بھی آپ کے لئے پیش کی جائے گی۔ فرماتی ہیں کہ۔ پھر رسول اللہ ﷺ (لونڈی) بریرہ کو بلایا اور پوچھا کہ اے بریرہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو تمہیں شک میں ڈالتی ہو؟ بریرہ نے کہا کہ نہیں قسم اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ۔ اگر میں اس کے اوپر کوئی بات دیکھتی تو میں اس پر عیب لگا دیتی اس سے زیادہ کوئی بات نہیں ہے کہ وہ کم عمر لڑکی اپنے گھر آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے اور بکری کا بچہ آتا ہے اور اسے کھا جاتا ہے۔

لہٰذا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ کون میری خیر خواہی اور میری نصرت کرتا ہے عبداللہ بن اُبی بن سلول کے بارے میں۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرمایا تھا کون ہماری طرف سے بدلہ لے گا اس شخص سے جس سے ہمیں میرے اہل بیت کے بارے میں ایذا پہنچی ہے۔ پس اللہ کی قسم میں نہیں جانتا اپنے اہل کے بارے میں مگر خیر ہی نہیں جانتا ہوں اور ان لوگوں نے میرے اہل کے الزام کے بارے میں جس مرد کا نام لیا ہے میں اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا محض خیر ہی جانتا ہوں۔ وہ میرے گھر میں کبھی اکیلا داخل نہیں ہوا میرے ساتھ ہی داخل ہوا۔ لہٰذا حضرت سعد بن معاذ انصاری اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں اس شخص سے آپ کی طرف سے بدلہ لوں گا۔ اگر وہ قبیلہ سے ہے تو میں اس کی گردن مار دوں گا اور اگر وہ ہمارے بھائیوں میں سے ہے بنو خزرج میں سے تو جو بھی آپ ہمیں حکم دیں گے ہم آپ کے حکم پر عمل کریں گے۔

فرماتی ہیں ادھر حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہو گئے وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ وہ پہلے سے ہی نیک آدمی تھے۔ لیکن اس موقع پر ان کو محبت وغیرت جاگ اٹھی وہ سعد بن معاذ سے کہنے لگے آپ نے جھوٹ بولا ہے اللہ کی قسم تم اسے قتل نہیں کرو گے اور نہ ہی تمہیں اس کے قتل کرنے پر قدرت ہوگی۔ لہٰذا اُسید بن حضیر کھڑے ہو گئے وہ سعد بن معاذ کے چچا زاد ہوتے تھے۔ انہوں نے سعد بن عبادہ سے کہا تم نے جھوٹ کہا ہے اللہ کی قسم ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ بیشک تم منافق ہو اور منافقین کے لئے لڑتے ہو۔ چنانچہ اس بات پر اوس وخزرج کے دونوں قبیلے مقابلے پر اُٹھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے ایک دوسرے سے لڑائی کرنے کا ارادہ کرلیا۔ جب کہا آپ ﷺ ابھی تک منبر پر تشریف فرما تھے کھڑے تھے حضور اکرم ﷺ مسلسل ان کو چپ کرتے رہے حتی کہ وہ چپ ہو گئے۔ فرماتی ہیں کہ میں اس دن سارا دن روتی رہی۔ نہ میرے آنسوں تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ فرماتی ہیں کہ میرے ماں باپ علی الصبح میرے پاس آ گئے جب کہ میں ایک دن اور دو راتوں سے مسلسل رو رہی تھی۔ نہ نیند آتی تھی اور نہ ہی میرے آنسوں رُکتے تھے۔ ان دونوں نے سوچا کہ میرے مسلسل رونے سے میرا جگر پھٹ جائے گا فرماتی ہیں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی اس وقت انصار میں سے ایک عورت نے مجھ سے ملنے کے لئے اجازت طلب کی میں نے اس کو اجازت دی۔ وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی۔ (ابو بکر) فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اسی حالت پر تھے کہ ہمارے اُوپر رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔

فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اس وقت سے میرے پاس نہیں بیٹھے تھے جب سے یہ باتیں ہونے لگی تھیں۔ اور حضور اکرم ﷺ مہینہ بھر ٹھہرے رہے تھے۔ میرے بارے میں کوئی وحی نہیں اُتری تھی۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹھنے کے بعد اشھد ان لا الہ الّا اللّٰہ و اشھد ان محمد رسول اللّٰہ پڑھا پھر فرمایا امابعد اے عائشہ میرے پاس تیرے بارے میں ایسی ایسی بات پہنچی ہے۔ اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تجھے بری قرار دے گا اور اگر تم نے کسی غلطی اور گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ استغفار کرلے۔ کیونکہ جب کوئی بندہ اللہ سے توبہ استغفار کرلیتا ہے اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ہی اپنی بات پوری کرلی تو میرے آنسو ایک دم خشک ہو گئے حتی کہ میں نے ایک قطرہ بھی محسوس نہ کیا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ جواب دیجئے رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں جو انہوں نے فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں رسول اللہ ﷺ سے میں نے اپنی ماں سے کہا کہ آپ جواب دیجئے وہ بھی کہنے لگی کہ میں نہیں جانتی کہ میں کیا کہوں رسول اللہ ﷺ سے میں نے کہا۔ حالانکہ میں ان دونوں نوعمر تھی زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھتی تھی۔

بیشک میں اللہ کی قسم البتہ تحقیق میں جانتی ہوں کہ تم لوگوں نے یہ بات سنی ہوئی ہے حتی کہ تمہارے دلوں میں بیٹھ چکی ہے اور تم نے اس کو سچا بھی سمجھ لیا ہے بس البتہ اگر میں تم لوگوں سے کہوں کہ میں بَری ہوں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میں بَری ہوں۔ مگر تم لوگ مجھے سچا نہیں مانو گے اس بارے میں اور البتہ اگر میں تمہارے سامنے اس غلطی کا اعتراف کرلوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بَری ہوں تو تم میرے (غلط) اقرار کو بھی سچا مان لو گے۔ (اس صورت حال میں) اللہ کی قسم میں نہیں چاہتی ہوں کوئی قتال مگر یوسف علیہ السلام کے والد کے قول کی کہ انہوں نے بھی (مشکل ومصیبت کے وقت) کہا تھا۔ فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ وَاللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ۔ (سورۃ یوسف: آیت ۱۸)

ان حالات میں صبر کی خوبصورت چیز اللہ سے ہی مدد مانگی جاتی ہے اس کیفیت پر جو تم بیان کررہے ہو۔ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے ہٹ کر اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ فرماتی ہیں کہ میں اس وقت جان گئی تھی کہ چونکہ میں بَری ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ میرے بَری ہونے کے سبب میری برأۃ بیان کرکے مجھے بَری قرار دے دیں گے۔ اور قطان کی روایت میں ہے کہ عنقریب وہ مجھے بَری کردیں گے کہ میرے بَری ہونے کے سبب لیکن اللہ کی قسم میں گمان ہی نہیں کرسکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی اُتاریں گے جو پڑھی جاتی رہے گی میری شان میری حالت میرے دل اس سے کہیں زیادہ حقیر تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں کلام کریں گے۔ اور قطان کی ایک روایت میں ہے۔ اَبۡرِيُتۡلِيُ کے الفاظ ہیں بلکہ میں تو یہ امید کرتی تھی رسول اللہ ﷺ نیند میں خواب میں دیکھ لیں گے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بَری قرار دے دیں گے۔

فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم نہ ہی وہاں سے رسول اللہ ﷺ اُٹھے تھے اور نہ ہی کوئی گھر سے باہر نکلا تھا حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ پر وہ چیز آپ کو پکڑ لیا کرتی تھی برحاء سے حتیٰ کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے چہرے سے سردی کے دن موتیوں کی مثل پسینے کے قطرے پھسل کر ٹپکنے لگے۔ اس قول کے ثقل سے جو آپ کے اُوپر اُترتا۔ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے وہ کیفیت کھل گئی جوان پر طاری ہوئی تھی تو حضور اکرم ﷺ مارے خوشی کے ہنس رہے تھے۔ اس وقت پہلا کلمہ جس کے ساتھ حضور اکرم ﷺ نے تکلم کیا تھا وہ یہ تھا اے عائشہؓ آگاہ ہو جاؤ اللہ کی قسم اللہ نے آپ کو بَری قرار دے دیا ہے۔ فرماتی ہیں کہ میری امی نے کہا اُٹھ کر حضور اکرم ﷺ کے پاس جاؤ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اٹھ کر ان کے پاس نہیں جاؤں گی بلکہ میں تو صرف اللہ کی تعریف اور اسی کا شکر کروں گی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کی :

ان الذینَ جاءَ با لافك عصبة منكم لاتحسبوه شرالكم بل هو خير لكم لكل امرء منهم ما اكتسب من الاثم ۔

(سورۃ نور : آیت ۱۱)

بیشک وہ لوگ جنہوں نے اتہام اور تہمت گھڑی ہے وہ تمہارے اندر سے ایک گروہ ہے اس اتہام لگنے کو اپنے حق میں برا نہ سمجھ بلکہ انجام کے اعتبار سے وہ تمہارے حق میں خیر کا باعث ہے۔ اور ہر اس شخص جس نے اس گناہ کا ارتکاب کیا اس کے لئے بڑا جرم ہے۔ (پوری دس آیات اُتریں)۔

جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت میں یہ آیات نازل کیں تو ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا جو کہ مسطع بن اثاثہ پر مال خرچ کرتے تھے اس کے ساتھ قرابت کی وجہ سے اور اس کی غربت کی وجہ انہوں نے فرمایا کہ میں مسطع پر کچھ بھی خرچ نہیں کروں گا اللہ کی قسم کبھی بھی نہیں کروں گا۔ اس کے میرے جو اس نے عائشہ کے بارے میں بات کہی ہے۔ کیونکہ وہ اس اتہام لگانے میں منافقوں کے سہرا بن گئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری۔

و لَايَأتَلِ اُولُواالفضل منكم و السعة اَن يُؤ تُوٓا اُولي الْقُرْبيٰ والمساكين و المهاجرين فى سبيل اللّٰه و ليعفوا و ليصفحوا الاتحبون ان يغفر اللّٰه لكم و اللّٰه غفور رحيم ۔ (سورۃ نور : آیت ۲۲)

تم میں سے صاحب مال و کشادگی اس میں کوتاہی نہ کریں جو وہ قرابت داروں کو اور مساکین کو اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو وہ دیتے تھے انہیں چاہیے کہ وہ درگذر کریں اور معاف کر دیں کیا تم یہ پسند نہیں کرو گے کہ اللہ تمہیں بخش دے اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تو اس کے بعد ابوبکر نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم میں یہی پسند کروں گا کہ اللہ مجھے معاف کر دے۔ لہٰذا انہوں نے مسطح کا نقشہ جرح پر بحال کر دیا۔ جو اس پر خرچ کرتے تھے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں کبھی یہ خرچ کرنا بند نہیں کروں گا۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش سے میرے بارے میں پوچھا تھا کہ اے زینب تم کیا جانتی ہو یا فرمایا تھا کہ آپ نے کیا دیکھا یا تم کیا سمجھتی ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے کانوں نے اور میری آنکھوں نے جو کچھ محفوظ کیا (وہ تو یہ ہے کہ) میں خیر کے سوا کچھ بھی نہیں جانتی ہوں۔ یہی وہ خاتون تھی ازواج رسول میں سے جو محمد سے فخر کیا کرتی تھیں بس اللہ نے اس کو بچائے رکھا تھا پرہیز گاری کے سبب سے جب کہ اس کی بہن حمنہ بنت جحش عائشہ کے خلاف جنگ کرتی تھی۔ لہٰذا وہ بھی ہلاک ہونے والوں میں ہلاک ہوئی اصحاب افک کے مانند۔ یہ الفاظ حدیث ابوعبداللہ قطان کے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر سے۔ (بخاری۔ تفسیر سورۃ النور۔ فتح الباری ۸/۴۵۲۔ ۵/۲۶۹۔ ۲۷۲)

اور اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث ابن مبارک اس نے یونس بن یزید سے۔ (مسلم۔ کتاب التوبہ ص ۴/۲۱۲۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار السکری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن اسماعیل صفار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو معمر نے زہری سے وہ کہتے ہیں کہ میں ولید بن عبدالمالک کے پاس بیٹھا تھا اس نے کہا۔ الذی توَلّٰی کبرہٗ منھم لہ عذاب عظیم ۔ کہ وہ شخص جس نے ان میں سے اس کو بُرا اور بُرائی کی سرپرستی کی۔

(یہ جوقران میں واقعہ ان کے بارے میں آتا ہے) اس سے مراد علی بن ابو طالب ہے اس نے کہا کہ نہیں۔ مجھے حدیث بیان کی تھی سعید بن حسیب نے اور عروہ بن زبیر نے اور علقمہ بن وقاص نے اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے ان میں سے ہر ایک سے سنا تھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی تھیں۔ الذی تولی کبرہ۔ جو اس اتہام کا سرپرست بنا تھا وہ عبداللہ بن اُبی تھا۔ زھری کہتے ہیں ولید نے کہا مجھ سے کہ اس کا کیا جرم تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا سبحان اللہ۔ آپ کی قوم میں سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ھشام۔ ان دونوں نے سنا تھا سیدہ عائشہ سے وہ فرماتی رہی تھیں کہ ابن اُبی میرے معاملے میں بُرائی کرنے والا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں معمر کی حدیث ہے۔ (بخاری۔ تفسیر سورۃ النور۔ فتح الباری ۸/۴۵۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابو علی روز باری نے۔ ان کو محمد بن شوذب مقری نے مقام واسط میں ان کو محمد بن عبدالملک نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو ابو معشر نے ان کو فلیح بن عبداللہ بن مغیرہ نے زھری سے وہ کہتے ہیں کہ میں ولید بن عبدالمالک کے پاس بیٹھا تھا۔ زھری نے اپنی طوالت سمیت عروہ سے ذکر کی ہے اور ابن مسیب سے اور علقمہ سے اور عبیداللہ بن عبداللہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے مگر انہوں نے ابو سلمہ کا اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں یہ اضافہ کیا ہے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید نے اور کہا۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق کا غزوہ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ اندازی کی اور یہ قرعہ نکلا اور ام سلمہ کا۔ اور حدیث ذکر کی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو قاسم بن زکریا نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو بندار نے اور ابن مثنیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابو عدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے سلیمان نے اس نے ابو الضحیٰ سے اس نے مسروق سے وہ کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت عائشہ کے پاس گئے انہوں نے اپنے اشعار کے ساتھ تشبیب کی۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِن لُحُومِ الْغَوَافِلِ

یہ محصنہ اور عفیفہ ہے کامل عقل والی نہیں تہمت لگائی جائے گی کسی شک کی بنیاد پر صبح کی ہے آپ نے بھوکی تھی غوافل کے گوشتوں سے

فرماتی ہیں کہ نہیں ہے (بات) اس طرح۔ میں نے کہا آپ چھوڑ دیں گی کہ اس جیسا شخص داخل ہوتا رہے آپ کے پاس حالانکہ اللہ نے یہ نازل فرما دیا ہے۔ والذ تولی کبرہ منهم له عَذاب عظیم۔ کہ وہ شخص جو اس اتہام کے درپے ہوا ان میں سے اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔

سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ کون سا عذاب زیادہ شدید ہے اندھا ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے ان کی طرف سے جواب دیتے تھے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بشار بندار سے۔ (بخاری۔ تفسیر سورۃ النور۔ فتح الباری ۸/۴۸۵۔ ۴۳۶۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا محمد بن مثنیٰ سے۔ (مسلم۔ فضائل الصحابۃ حدیث ۱۵۵ ص ۴/۱۹۳۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تین افراد پر حدّ قذف لگائی گئی

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابوبکر بن عمرو بن حزم نے اس نے عمرۃ بنت عبدالرحمٰن بن اسد بن زرارہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے وہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ قصہ تلاوت کیا لوگوں کے سامنے جس سے میری برأت نازل ہوئی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دو مرد وایک عورت کے بارے میں حکم دیا وہ حد کے طور پر دُرّے مارے گئے یعنی ان پر حدّ قذف لگائی گئی تھی (یعنی جھوٹی تہمت لگانے کی حد اور سزا) (۱) مسطح بن اثاثہ۔ (۲) حسان بن ثابت۔ (۳) حمنہ بنت جحش زینب بنت جحش کی بہن۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے سیدہ عائشہ پر تہمت لگائی تھی صفوان بن معطل سُلمی کے ساتھ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۹۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۶۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابراہیم تیمی نے کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت نے صفوان بن معطل پر سیدہ عائشہ کی شان کے بارے میں زیادہ کچھ کہنا شروع کیا تھا۔ اس نے یہ شعر کہہ کر اور اس جیسے دیگر اشعار کہہ کر ان کے ساتھ تعریفی کی تھی کہا تھا۔

امسى الجلابيب قد عَزّوا وقد كَثُرُوا وَابـنُ الفُرَيعةِ اَمسَى بَيضةَ البَلَدِ

اصحاب رسول (مسلمان) عزت وغلبے کے مالک اور تعداد میں بہت ہوگئے ہیں اور ابن فریعہ (حسّان) منفرد مقام کا حامل ہوگیا ہے۔

ایک رات صفوان بن معطل کے سامنے حسان آ گئے وہ اپنے ننھیال ہوساعدہ سے آرہے تھے صفوان نے حسان پر تلوار سے ان کے سر پر وار کیا اور حسان کو زخمی کر دیا ادھر سے ثابت بن قیس بن شماس نے کود کر صفوان کو پکڑ لیا اور اس نے ان کے ہاتھ ان کی گردن پر باندھ دیے اسی کے ساتھ اور وہیں در بنوحارثہ میں لے گیا، وہاں پر ان کو حضرت عبداللہ بن رواحہ ملے انہوں نے کہا یہ کیا ہوا؟ ثابت بن قیس نے بتایا کہ اس نے حسان پر تلوار سے حملہ کیا ہے۔ آپ کو کس قدر تعجب ہوگا ان کی اس حرکت پر میرا خیال ہے اس نے اسے قتل کر دیا ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کو علم ہوگیا ہے آپ کی اس حرکت کا؟ صفوان نے بتایا کہ نہیں ان کو معلوم نہیں ہے۔ ابن رواحہ نے ثابت سے کہا اللہ کی قسم آپ نے اس کو پکڑ کر جرأت سے کام لیا ہے چلیں ابھی چھوڑ دیجئے ان کو آپ، آپ لوگ صبح رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں۔

لہٰذا صبح گئے انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر بتائی۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہاں ہے ابن معطل۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوگئے۔ اور عرض کیا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے بتایا یا رسول اللہ ﷺ اس شخص نے مجھے ایذا پہنچائی تھی اور میرے خلاف بہت کچھ کہا تھا۔ پھر بھی یہ خوش نہیں ہوا؟ حتیٰ کہ اس بُرائی کر کے میں تعرض ہے مجھے غصہ آ گیا تھا اور میں آپ کے سامنے حاضر ہوں میرے ذمے جو اس کا حق بنتا ہو وہ آپ مجھ سے اس کو دلوا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسان کو میرے سامنے بلائیں وہ لائے گئے۔

آپ نے فرمایا اے حسان آپ نے اپنے لوگوں کے خلاف زبان کھولی ہے لوگوں کو ابھارا ہے (اور آپ کی برائی کی ہے) صرف اسی لئے کہ اللہ نے ان کو اسلام کے لئے ہدایت بخشی ہے۔ فرما رہے تھے کہ آپ نے ان کے اوپر پھنکار رہے ہے۔ اے حسان اب تم اچھائی کرو نیکی کرو اس تکلیف کی بات جو تمہیں پہنچی ہے۔ حسان نے کہا کہ یہ معاملہ آپ کے سپرد ہے یا رسول اللہ۔ جو فیصلہ آپ چاہیں فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ سرین قبطہ حسان کو عطا فرما دی۔ اس کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے نیز حسان کو رسول اللہ ﷺ نے زمین عطا فرما دی جو کہ ابوطلحہ کی ملکیت تھی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کر دی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶-۲۶۲۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۶۳)

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن عتبہ نے مغیرہ نے ابن اخنس نے یہ کہ حضرت صفوان بن معطل نے جب حسّان کو تلوار ماری تھی تو کہا تھا۔ میں شاعر نہیں ہوں (کہ شاعری میں تیرا جواب دوں) جب میری برائی کی گئی ہے۔ تو تم سے تلوار کی دھار ہی نمٹے گی بیشک میں تو لڑاکا ہوں۔

''حضرت حسّان نے سیدہ عائشہ کی مدح میں کہا تھا''

رَأَيتُكِ وَلْيَغفِر لَكِ اللّٰهُ حُرَّةً مِنَ المحصنات غَيرُ ذَاتِ غَوائِلِ

حَصَانٌ رَزَانٌ ماتُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصبِحُ غَرثىٰ مِن لُحُومِ الغَوافِلِ

وان الذى قد قيل ليس بلائط بِكَ الدهر بل قيل امرى متماحِلِ

فَاِنْ كُنتُ اهجُوكُم كَمَا بَلَّغُوا كُم فَلَا رَجَعَت سَوطِي اِلىٰ اَنَامِلى

فَكَيفَ وُدِّى مَا حُيِّيتُ وَنُصرَتِى لِآلِ رَسُولِ اللّٰه زَينُ المُحَافِلِ
وَإِنَّ لَهُم عِزًّا يُرَى النَّاسُ دُونَه قِصَار وَطَالَ العِزِّ كُلَّ التطاول

(اے سیدہ عائشہؓ) اللہ تجھ پر مہربان رہے میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ خاندانی شرافت سے آراستہ ہیں۔ پاکدامن ہیں۔ برائی اور خرابی کے صفت سے متصف لوگوں سے آپ مختلف ہیں۔ آپ محصنہ ہیں اور عفیفہ ہیں۔ عقلمند (کامل العقل) ہیں۔ گوشہ نشین ہیں۔ آپ حسین صفات کی حامل خاتون کسی شک کی بنا پر تہمت نہیں لگائی جاسکتی۔ آپ غیبت کیے جانے سے پاک ہیں۔ جو (غلط) بات کہی گئی ہے بیشک اس کو زمانے نے قابل توجہ ہی نہیں سمجھا۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ (وہ غلط بات کہنے والا) خود فتنہ گر آدمی ہے (یعنی ابن ابی) اگر میں نے (دل سے) آپ کی برائی کی ہوتی جیسے لوگوں نے آپ کو خبر پہنچائی ہے تو میرے چابک کا رُخ میری انگلیوں سے میری طرف نہ ہوتا (حد قذف کی خوف اشارہ ہے جو حسان پر لگائی گئی تھی)۔ (اگر ایسی بات ہوئی تو) میں تاحیات آلِ رسول سے کیونکر محبت کرتا۔ اور آل رسول سے میرا نصرت کرنا محافل کی زینت نہ بنتا۔ بیشک (آپ کی برائی کرنے والوں کی) عزت سب لوگوں کے نزدیک کمتر ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے گھرانے والوں کی عزت انتہائی عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶۳)

(۸) ہمیں خبر دی حسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے جھجاہ کے اور انصار کے چند نوجوانوں کے درمیان غزوۂ بنومصطلق میں پانی کے تنازعہ پر جو جھگڑا ہوا تھا اسی کے ذکر میں کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت شاعر کو اس کی خبر پہنچی جو جھجاہ غفاری کے اور انصاری نوجوانوں کے درمیان جو جھگڑے کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ کہتے ہیں کہ حسان ناراض ہوگئے تھے۔ اور انہوں نے کچھ اشعار کہے ان کا ارادہ مہاجرین کے خلاف تھا ان قبائل میں سے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس اسلام لانے کے لئے آرہے تھے اس نے یہ شعر کہا تھا۔

اَمسَى الجلابيب قدذ اغوا وقد كثروا وابن الفريعة اَمسَى بيضة البلَدِ

چنانچہ بنوسُلَیم کا ایک آدمی حَسَّان کے مذکور قول سے ناراض ہوکر نکلا اور اس کے لئے گھات لگا کر بیٹھ گیا جب حَسَّانؓ نکلا تو سُلمی نے ان پر تلوار ماری حتی کہ کہا گیا اس نے اسے قتل کردیا ہے خیال یہ کیا جاتا ہے کہ وہ صفوان بن معطل ہی تھے۔ بیشک شان یہ ہے اس نے حَسَّان کو تلوار ماری تھی مگر اس کی اس ضرب سے وہ کٹ نہ سکے (بلکہ بچ گئے) رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اس کو پکڑلو اگر حَسَّان ہلاک ہوجاتا ہے اس کو اس کے بدلے میں قتل کردو۔ لہٰذا انہوں نے اس کو قید کردیا اور جکڑ لیا۔ یہ بات سعد بن عبادہ کو پہنچی وہ اپنی قوم کے ساتھ ان کے پاس گئے اور کہا کہ ان کو چھوڑ دے۔ ان لوگوں نے اس کو چھوڑنے سے انکار کردیا اس نے کہا کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی قوم کی طرف مائل ہوئے ہو تم ان کو گالیاں دیتے ہو اور انہیں ایذا پہنچاتے ہو حالانکہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ تم نے ان کی نصرت کی ہے۔

لہٰذا سعد رسول اللہ ﷺ کے لئے اور ان کی قوم کے لئے ناراض ہوگیا اس نے کہا کہ اس جوان کو چھوڑ دو مگر انہوں نے اس کو چھوڑنے سے انکار کردیا۔ قریب تھا کہ ان کے درمیان قتال ہوجاتا۔ پر انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور سعد اسے لے کر اپنے گھر چلے گئے اور اس کو انہوں نے پوشاک پہنادی۔ پھر اس کو بھیج دیا۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سُلمی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے داخل ہوا تو اس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا کہ جس نے تجھے کپڑے پہنائے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے کپڑے پہنائے گا اس نے بتایا کہ مجھے سعد بن عبادہ نے پہنائے ہیں۔ اس کے بعد موسیٰ بن عقبہ نے عبداللہ بن اُبی کا قصہ ذکر کیا ہے اصحاب رسول پر خرچ کرنے کے بارے میں اور سورہ اِذَاجَاءَكَ المنافِقُون کے نزول کے بارے میں اور وہ حدیث افک کے اس غزوے میں ہونے کے ذکر کے درپے نہیں ہوا۔

اور زہری کی روایت میں جماعت سے مروی ہے انہوں نے سیدہ عائشہ سے روایت کی ہے کہ حتی کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن اُبی سے عذر چاہا (وجہ دریافت کی) لہٰذا سعد بن معاذ انصاری اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو اس کی طرف سے عذر بتاتا ہوں (یعنی عذر پیش

کرتا ہوں) اور تحقیق صحیح حد تک گذر چکی ہے حضرت عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے روایت کی ہے یوم خندق میں سعد بن معاذ کو ان کی رگ اکحل میں تیر لگنے کے قصے کے بارے میں۔ اور اسی تیر سے بنو قریظہ کے واقعہ کے بعد ان کی وفات کے سلسلے میں۔ اگر اس شخص کا قول محفوظ ہے جس نے کہا ہے کہ قصہ افک غزوہ مریسیع پیش آیا تھا اور وہ غزوہ بنو مصطلق ہے تو درست یہ ہوگا کہ سعد بن معاذؓ کا زخم جاری نہیں ہوا تھا حتیٰ کہ وہ مریسیع کے بعد ہوا ہوگا اور حدیث افک کے بھی بعد اور ذکر کیا ہے ابو عبداللہ بن قندہ نے حافظ سے یہ کہ سعد بن معاذ سن پانچ ھجری میں مدینے میں وفات پا گئے تھے۔

اور ہم نے پہلے یہ ذکر کر آئے ہیں کہ غزوہ بنو مصطلق شعبان کے مہینے میں ھجرت سے پانچویں سال ہوا تھا تو گویا کہ حضرت اسی سال شعبان کے بعد انتقال فرما گئے تھے۔ واللہ اعلم

باب ۸۶

سَرِیَّہ نَجد

کہا جاتا ہے کہ وہ مُحَرَّم سن ۶ ہجری میں ہوا تھا آپ ﷺ نے اُس سریہ میں محمد بن مَسلَمَہ کو بھیجا تھا وہ اھل یمامہ کے سردار ثمامہ بن اثال (کے پاس پہنچے) اور اسے پکڑ کر لے آئے تھے اس کے گرفتار ہونے اور اس کے مسلمان ہونے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد عبداللہ حافظ نے رحمتہ اللہ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن اسحٰق فقیہ نے ان کو خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے ان کو سعید بن ابو سعید نے کہ اس نے سنا ابو ھریرۃؓ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑ سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کیا تھا وہ لوگ وہاں سے بنو حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ کر لے آئے تھے اس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا ہے جو کہ اھل یمامہ کا سردار تھا۔ انہوں نے اس کو لا کر مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا تیرے پاس کیا کچھ ہے اے ثمامہ؟ اس نے جواب دیا میرے پاس اے محمد خیر (مال) ہے اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو آپ صاحب دم کو قتل کریں گے۔ اور آپ نیکی اور احسان کریں گے تو آپ شکر کرنے اور قدر دانی کرنے والے پر نیکی کریں گے۔ اور اگر آپ مال کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ مانگئے اس میں سے جو آپ چاہیں گے آپ کو دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کو کوئی جواب نہ دیا بلکہ اسی حالت پر اس کو) رہنے دیا حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے آ کر اس سے پوچھا کہ آپ بتاؤ تم کیا کہتے ہو؟ اے ثمامہ۔ اس نے کہا میرے پاس وہی جواب ہے جو میں نے آپ سے کہہ دیا تھا اگر آپ احسان کریں گے تو ایک احسان شناس قدر دان کے ساتھ احسان کریں گے اور اگر آپ قتل کریں گے تو ایک صاحب دم کو قتل کریں گے (جس کے خون کا حساب چکانا پڑے گا) اور اگر آپ حاصل کا ارادہ کریں گے تو آپ مانگیے آپ کو دیا جائے گا آپ جو کچھ مانگیں گے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو چنانچہ وہ مسجد کے قریب کھجور کے درخت کی طرف چلا گیا۔ اس نے جا کر غسل کیا

اور پھر واپس مسجد میں آ گیا۔ اور کہنے لگا اشھدان لاالٰہ الا اللہ محمد ارسول اللہ۔ اے محمد ﷺ روئے زمین پر میرے نزدیک تیرے چہرے سے کوئی زیادہ ناپسندیدہ چہرہ نہیں تھا۔ اور اب آپ کے چہرے سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چہرہ نہیں رہا۔ اب تمام چہروں سے زیادہ ہے۔

اللہ کی قسم تیرے دین سے زیادہ ناپسندیدہ میرے نزدیک کوئی دین نہیں تھا۔ اب تمام ادیان سے تیرا دین زیادہ محبوب ہو گیا ہے میرے نزدیک۔ اور تمام شہروں سے ناپسندیدہ شہر میرے نزدیک تیرا شہر تھا اب سب سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے تیرا شہر میری طرف ہاں آپ کے سوار مجھے گرفتار کر لائے تھے جبکہ میں عمرہ کرنے جارہا تھا اب آپ کیا مناسب سمجھتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے آسانی کر دی۔ اور اس کو عمرہ کرنے کا امر فرما دیا وہ جب مکے میں پہنچا تو کسی نے کہا تم صحابی ہو گئے ہو یعنی اپنے پہلے دین سے پھر گئے ہو۔ اے ثمامہ؟ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں۔ اللہ کی قسم اب تم لوگوں کے پاس ثمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب تک کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ اجازت نہیں دیں گے۔ بخاری نے ان کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ عبداللہ بن یوسف سے۔

اور مسلم نے ان کو روایت کیا ہے قتیبہ سے ان دونوں نے لیث سے اور مسلم نے بھی اس کو حدیث عبدالحمید بن جعفر سے نقل کیا ہے اس نے سعید مقبری سے اسی طرح پر۔ (بخاری ۶/۲ ۔ مسلم ۱۳/ ۸۷)

محمد بن اسحٰق بن یسار نے ان دونوں کی مخالفت کی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۴۶ ۔ ۲۴۷)

مقبری سے روایت کرتے ہوئے ثمامہ کی گرفتاری کی کیفیت کے بارے میں۔ اس نے پہلے تو اپنی طرف سے یہ ذکر کیا ہے کہ ثمامہ بن اثال قاصد اور نمائندہ بن کر گیا تھا رسول اللہ کے پاس مُسلیمہَ کذاب کی طرف سے آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اللہ ان کو اس کے بارے میں قدرت عطا کر دیں۔

پھر روایت کیا گیا ہے مقبری سے (اس روایت کو) جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابو محمد بن موسیٰ بن فضل نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے۔ سعید مقبری نے ابوھریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ ثمامہ بن اثال حنفی کا اسلام لانا بایں سبب تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دعا کی تھی جب اس نے رسول اللہ کے سامنے پیش کیا جو کچھ اس نے پیش کرنا تھا۔ (دعا یہ فرمائی کہ) اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے بارے میں (قدرت) اختیار دے دے۔ اسے جب حضور اکرم ﷺ کے آگے پیش کیا تو اس وقت مشرک تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ مگر وہ عمرہ کرنے کے لئے نکلا تھا حالانکہ وہ حالت شرک پر تھا۔

حتی کہ وہ روانہ ہو کر مدینے میں داخل ہوا اور وہ وہاں پر بیٹھ گیا۔ لہٰذا پکڑا گیا تھا۔ اور یوں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ جب کہ وہ مشرک ہی تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا وہ مسجد نبوی کے ستون ہی سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا حالت ہے تیری؟ کیا اللہ نے (مجھے) قدرت دی ہے تیرے بارے میں؟ اس نے کہا یہی بات ہے اے محمد ﷺ ! اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو صاحب دم کو قتل کریں گے اور اگر آپ معاف کریں گے تو شکر کرنے والے کو معاف کریں گے (یعنی میں آپ کا مشکور رہوں گا) اور اگر آپ مال طلب کریں گے آپ کو مال بھی مل جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر اگلی صبح کو اس کے پاس واپس آئے اس کے پاس گذرے اور پوچھا کہ اے ثمامہ اب تم کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ خیر ہی کی بات کرتا ہوں گر مال طلب کریں گے تو وہ آپ کو دیا جائے گا۔ مگر رسول اللہ ﷺ اس سے ہٹ کر چلے گئے۔ ابوھریرہ نے فرمایا کہ۔ یہ سن کر ہم مساکین کہنے لگے ہم ثمامہ کو قتل کر کے کیا کریں گے؟ اللہ کی قسم ثمامہ کے فدیے کے طور پر مل جانے والے موٹے تازے اونٹ (کے گوشت کا) ایک لقمہ ہمارے نزدیک ثمامہ کے خون سے زیادہ محبوب ہے۔

لہٰذا جب اگلی صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گذرے اور پوچھا کہ تم کیا کہتے ہوا ے ثمامہ؟ اس نے کہا خیر کی بات کرتا ہوں اے محمد! اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو صاحب دم کو قتل کریں گے۔ اور اگر آپ درگذر کریں گے تو ایک شکر گذار کو معاف کریں گے۔ اور اگر آپ مال طلب کریں گے تو آپ کو وہ مل جائے گا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے معاف کر دیا ہے اے ثمامہ۔ چنانچہ وہ وہاں سے نکل کر باغ میں گیا مدینے کے باغوں میں سے اس نے غسل کیا اور خوب طہارت وصفائی کی اور اپنے کپڑے پاک صاف کئے پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگا اے محمد ﷺ اللہ کی قسم میں ایسا تھا کہ آپ کے چہرے سے مجھے زیادہ مجھے کوئی چہرہ ناپسندیدہ نہیں تھا۔ آپ کے دین سے زیادہ میرے نزدیک کوئی دین ناپسندیدہ نہیں تھا۔ آپ کے شہر سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی شہر نہیں تھا۔ پھر میں نے جب صبح کی ہے تو ایسا ہو گیا ہے کہ اب آپ کے چہرے سے زیادہ محبوب کوئی چہرہ نہیں ہے آپ کے دین سے زیادہ محبوب کوئی دین نہیں ہے آپ کے شہر سے زیادہ پسندیدہ کوئی شہر نہیں ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یا رسول اللہ میں عمرہ کرنے چلا تھا۔ جب کہ میں اپنی قوم کے دین پر تھا۔

لہٰذا آپ مجھے عمرہ کرنے کی اجازت آسان کر دیجئے میرے عمرہ کرنے میں اللہ آپ کے اوپر رحمت نازل کرے گا پھر وہ عمرہ کرنے چلا گیا۔ جب وہ مکے میں آیا اور قریش نے اس سے سنا کہ وہ محمد ﷺ کی باتیں کرتا ہے اور اسلام کی باتیں کرتا ہے تو وہ کہنے لگے کہ ثمامہ دین سے پھر گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کو ناراض کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ بیشک میں اللہ کی قسم صحابی نہیں بنا بلکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے محمد ﷺ کو سچا مان لیا ہے اور ان کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ثمامہ کی جان ہے تم لوگوں کے پاس ثمامہ سے ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔ ثمامہ اس علاقے کا سرسبز مقام تھا جب تک میں باقی رہوں گا حتی کہ محمد ﷺ اجازت دیں اس بارے میں۔ اس کے بعد وہ اپنے شہر (یمامہ) میں واپس لوٹ آیا۔ اور اس نے مکے کی طرف مال ومتاع اور غلہ وغیرہ) بھیجنا منع کر دیا۔ جس کی وجہ سے قریش سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ لہٰذا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف خط لکھا اور انہوں نے اپنے رحموں اور قرابت داریوں کے واسطے دیئے کہ آپ ثمامہ کی طرف لکھیں وہ غلے کی طرف ترسیل اور نقل وحمل سے پابندی اٹھالے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ بات مان کر سفارش کر دی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۴۶، ۲۴۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو خبر دی ابو حامد بن بلال نے ان کو محمد بن یحییٰ نے ان کو نفیلی نے ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی سعید بن ابو سعید مقبری نے اپنے والد سے اس نے ابو ھریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا یعنی ثمامہ کے بارے میں لہٰذا آپ کو حجرے کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ تین راتوں تک۔

پھر اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکورہ مفہوم کے ساتھ سابقہ مذکورہ تینوں روایات پر امام بیہقی کا تبصرہ فرماتے ہیں۔

۱۔ یہ روایت (مذکورہ) یہ تأثر پیدا کر رہی ہے کہ صدر الحدیث (اول حصہ) یونس بن بکیر کی روایت میں۔ قول محمد بن اسحٰق میں سے ہے۔ (جس کو وہ روایت کرتے ہیں) اپنے شیوخ سے

۲۔ اور روایت لیث بن سعد اور وہ لوجواس کی متابع (روایت) لائے ہیں وہ زیادہ صحیح ہے اس کی اخذ کی کیفیت کے بارے میں۔

۳۔ اور وہ (روایت) جو روایت کی گئی ہے محمد بن اسحٰق والی حدیث میں۔ ابوھریرہ کے قول میں سے اور دیگر کے (ثمامہ) کے فدیہ لینے کے ارادے کے بارے میں وہ دلالت کرتی ہے اس میں ابوھریرہ کی موجودگی پر۔

۴۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ابو ہریرہ آئے تھے نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت جب آپ خیبر میں تھے لہٰذا مناسب یہ ہوگا کہ ثمامہ والا قصہ فتح مکہ اور غزوۂ خیبر کے درمیان واقع ہوا ہوگا۔ واللہ اعلم

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو قتیبہ سلمہ بن فضل آدمی نے مکہ میں ان کو ابراہیم بن ھاشم نیان کو محمد بن حُمید رازی نے ان کو ابو ثمیلہ یحییٰ بن واضح نے ان کو عبد المؤمن بن خالد حنفی نے علباء بن احمر سے اس نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے یہ ابن اثال حنفی کو

جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا حالانکہ وہ اسیر تھا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا تھا چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور وہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا تھا۔ یعنی پھر وہ واپس لوٹا۔ لہٰذا وہ اس وقت حائل ہو گیا اور رکاوٹ بن گیا تھا اھل مکہ کے درمیان اور یمامہ سے ان کی طرف جانے والے غلے وغیرہ کے درمیان۔ اس وقت اہل مکہ پر غلے اور غذا کی قلت کا ایسا بحران پیدا ہو گیا تھا کہ اہل مکہ عِلْحَفر کھانے پر مجبور ہو گئے تھے (عِلْحَفر کیا ہوتا تھا اس کے بارے میں محشی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی لکھتے ہیں کہ عِلْحَفر ایک شئی ہوتی تھی جس کو وہ شدت بھوک کے زمانے میں بناتے تھے۔ وہ اس طرح کرتے تھے اُونٹوں کی پشم یعنی بالوں کی خون میں لت پت کو لیتے تھے پھر اس کو آگ پر بھون لیتے تھے پھر اسی کو کھاتے تھے)۔

لہٰذا اس برے وقت میں ابوسفیان بن حزب حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ اور کہنے لگا۔ کیا آپ یہ گمان نہیں کرتے ہو کہ رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں اس نے کہا کہ آپ نے لوگوں کے ماں باپوں کو تو تلوار کے ساتھ مار دیا ہے اور اولادوں کو بھوک کے ساتھ مار رہے ہو چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ولقد اخذناھم با لعذاب فمااستکانوالربھم و مایتضرعون ۔ (سورۃ المؤمنون : آیت ۷۶)

ہم نے ان کو پکڑا تھا عذاب میں پھر وہ نہ دبے اپنے رب کے آگے اور نہ ہی گڑگڑائے۔

باب ۸۷

ان سرایا کا تذکرہ۔ جو ۶ ھ میں واقع ہوئے بزعم واقدی

سیریہ عکاشہ بن محصن ۶ ھ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے وہ کہتے کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے۔ ان کو حسین بن فرح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی سے۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاول میں یا کہا تھا کہ ربیع الاخر میں ۶ ھ میں آپ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد عکاشہ بن محصن اَسدی کو چالیس آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مقام غمر کی طرف بھیجا تھا۔ (مقام غمر مقام فید سے دو راتوں کی مسافت پر بنو اسد کے لئے پانی کا ایک مقام تھا)۔ اس جماعت میں ثابت بن اقرم اور سباع بن وہب بھی تھے انہوں نے اپنی رفتار تیز کر دی تھی اور اس جماعت کے لوگوں سے وہ مقامی لوگ ڈر کر بھاگ گئے عکاشہ نے اس قوم کے پانی پر اُتر کر پڑاؤ ڈالا۔ اور اس نے اردگرد سے معلومات کی اطلاع لانے والے مخبر روانہ کیے۔ انہوں نے کچھ ایسے لوگوں کو پکڑا جنہوں نے اس قوم کے مال مویشیوں کے بارے میں رہنمائی کی ان لوگوں نے دوسو اونٹ پائے (انہیں اپنے قبضے میں لے کر ان کو وہ لوگ ہانک کر مدینے لے آئے۔

(نوٹ) عکاشہ بن محصن کا نام آیا یہ بنواسد سے تھے قریش کے حلیف تھے سابقون الاولون میں سے تھے بدری تھے اہل جنت میں سے تھے۔ حضور اکرم نے ان کو سریۃ الغمر میں عامل مقرر کیا تھا اس دستے کو جنگ سے سابقہ نہیں پڑا تھا خلافت ابوبکر میں یہ شہید ہو گئے تھے۔ بدر میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی حضور اکرم نے ان کو کھجور کے خوشے کی ٹہنی یا کوئی اور لکڑی مقابلے کے لئے دی جوان کے ہاتھ میں بدل کر تلوار بن گئی تھی۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۵۰)

سیریہ ابوعبیدہ بن جراح ۶ھ

(واقدی) کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اسی سن چھ ہجری میں سریۃ میں ابوعبیدہ بن جراح کو بھیجا تھا۔ (مذکورہ قصے میں) چالیس جوانوں میں۔ وہ لوگ اس رات کو پوری رات پیدل چلتے رہے۔ انہوں نے مذکورہ قصے موجودین سے موافقت کی یعنی ان کو پالیا علی الصبح (ابوعبیدہ نے) اس قوم کے لوگوں پر حملہ کیا اور انہیں پہاڑوں پر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اور انہوں نے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا جو کہ مسلمان ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۵۲)

سریہ محمد بن مَسلمہ ۶ھ

اور محمد بن مسلمہ کو بھیجا تھا ربیع الاول ۶ھ میں آپ کی مدینے میں تشریف آوری کے بعد دس جوانوں کے ساتھ مگر آگے سے لوگ ان جوانوں کے لئے گھات لگا کر بیٹھے حتی کہ محمد اور ان کے ساتھی سو گئے۔ وہ بالکل ہی نہ جان پائے مگر قوم کے سر پر آ جانے کے بعد (لہٰذا سنبھل نہ سکے) لہٰذا محمد بن مسلمہ کے ساتھی مارے گئے اور وہ خود زخمی حالت میں واپس لوٹ آئے تھے۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۵۱)

(نوٹ) لفظ سرایا سریۃ کی جمع ہے اس سے مراد طائفہ جیش (لشکر کا گروہ) ہوتا ہے۔ جو دشمن کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ جس کے افراد کی آخری حد چار سو افراد ہے۔ سرایا۔ اور سریہ کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ۔

(۱) جو لوگ بھیجے اسی میں وہ خلاصہ عسکر ہوتے اور ان میں سے بہترین افراد ہوتے ہیں۔ یہ لفظ سَرِیُّ سے ماخوذ ہے بمعنی نفیس اور عمدہ شئی۔

(۲) یہ بھی کہا گیا ہے کہ سِرًّ سے ماخوذ ہے وہ لوگ بھی سراً اور مخفی طور پر بھیجے جاتے ہیں۔ ظاہر انہیں۔

سرایا و بُعُوث کی تعداد کی تحقیق۔

۱۔ ابن اسحٰق نے کہا (بقول شیخ صالحی سیرت شامیہ میں) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۳۸ ہے۔

۲۔ ابوعمر نے کہا۔ بقول ابن عبدالبر الاستیعاب میں) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۴۷ ہے۔

۳۔ محمد بن عمر واقدی کے بقول۔ ۔ ۔ ۔ ۔) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۴۸ ہے۔

۴۔ بقول مسعودی۔ و حافظ عراقی۔ ۔ ۔ ۔ ۔) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۶۰ ہے۔

۵۔ حافظ ابوعبداللہ حاکمؒ۔ الاکلیل میں۔ ۔ ۔ ۔) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۱۰۰ سے اُوپر ہے۔

حافظ عراقی نے کہا ہے کہ یہ قول میں نے حاکم کے سوا کسی اور کے ہاں نہیں پایا۔ پھر انہوں نے خود ہی کہا ہے کہ شاید حاکم نے مغازی کو بھی ساتھ ملا دیا ہوگا۔ (از مترجم)

سریہ زید بن حارثہ ۶ھ

اور اسی سال یعنی ۶ھ سریہ زید بن حارثہ ہوا تھا مقام جموم میں۔ اس سفر میں وہ قبیلہ مُزنیہ کی ایک عورت تک پہنچے۔ اسے حلیمہ کہا جاتا تھا اس عورت نے ان حضرات کو ایک ٹھکانے کے بارے میں بتایا تھا بنو سُلیمہ کے ٹھکانوں میں سے لہٰذا وہ لوگ بہت سارے مویشی اور بکریاں اور قیدی پکڑ کر لے آئے تھے جو قیدی شروع میں ہاتھ آئے ان میں اسی حلیمہ کا شوہر بھی تھا۔ جب زید واپس لوٹ آئے ان تمام قیدیوں اور مال مویشیوں اور بکریوں کے ساتھ جو ہاتھ لگے تھے۔ تو اس مزنیہ نے اور اس کے زوج نے اپنے نفس رسول اللہ ﷺ کے لئے ہبہ کر دیا تھا۔

(مغازی للواقدی ۲/۵۵۳)

دوسرا سریہ زید بن حارثہ ۶ھ

واقدی کہتے ہیں کہ۔اسی ۶ھ میں زید بن حارثہ کا دوسرا سریہ ہوا تھا مقام طرف کی طرف جمادی الاولیٰ میں بنو ثعلبہ کی طرف ۔ پندرہ آدمیوں کی جماعت کے ساتھ۔ لہٰذا عرب دیہاتی بھاگ گئے تھے۔اور ڈر گئے تھے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نہ آ جائیں۔اس سریہ میں زید کو بیس اونٹ ہاتھ لگے تھے ان کے مویشیوں میں سے۔چار راتیں یہ لوگ گھر سے یعنی مدینے سے باہر رہے تھے۔

تیسرا سریہ زید بن حارثہ ۶ھ میں

واقدی کہتے ہیں کہ اسی ۶ھ میں ایک اور سریہ زید بن حارثہ ہوا تھا مقام عیص کی طرف جمادی الاولیٰ میں اس سریہ میں وہ مال حاصل کئے گئے تھے جو ابوالعاص کے پاس تھے ابوالعاص نے اس موقع پر زینب بنت رسول اللہ سے پناہ مانگی تھی سیدہ زینب نے ان کو پناہ دی تھی۔

چوتھا سریہ زید بن حارثہ

واقدی نے کہا ہے۔کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن اسماعیل نے اپنے والد سے وہ کہتے دحیہ کلبی قیصر روم کے ہاں ہو کر آئے تھے اس نے دحیہ کو مال دے کر روانہ کیا تھا اور اس کو کئی جوڑے کپڑے دیئے تھے وہ روانہ ہوا حتی کہ مقام حسمی میں پہنچا وہاں پر قبیلہ جذام کے کچھ ڈاکو ملے انہوں نے اس پر ڈاکہ ڈالا سب کچھ چھین کر لے گئے کچھ بھی نہ چھوڑا اس کے پاس۔لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اپنے گھر میں جانے سے بھی پہلے۔ان کو خبر دی تھی۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو حسمی کی طرف بھیجا تھا۔

سریہ علی بن ابی طالب

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے یعقوب بن عتبہ سے وہ کہتے ہیں علیؓ ایک سو آدمیوں کے ساتھ فدک کی طرف روانہ ہوئے۔وہ قبیلہ بنو بکر بن سعد کی طرف نکلے تھے۔اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی تھی کہ ان لوگوں نے ایک خاصی تعداد لوگوں کی جمع کر لی ہے اور وہ خیبر کے یہودیوں کی امداد کرنا چاہتے ہیں۔وہ ان کی طرف رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے انہوں نے ایک جاسوس کو پکڑا۔اس نے اقرار کیا کہ وہ خیبر کی طرف بھیجا گیا ہے ان کے آگے اپنے لوگوں کی مدد کی پیش کش پیش کرے گا۔اس شرط پر کہ وہ خیبر کے پھل انہی کو دیں گے۔(المغازی للواقدی ۵۶۲/۲)

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف

واقدی کہتے ہیں کہ ۶ھ میں سریہ عبدالرحمٰن بن عوف ہوا تھا دومۃ الجندل کی طرف یہ شعبان کے مہینے میں ہوا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تھا۔کہ اگر وہ جان جائیں تو ان کے سردار کی بیٹی سے تم نکاح کر لینا۔چنانچہ وہ لوگ مسلمان ہو گئے تھے اور عبدالرحمٰن نے تماضر بنت رضع سے شادی کر لی یہی خاتون ابو سلمہ کی ماں تھی اس کا باپ ان لوگوں کا سردار تھا اور بادشاہ تھا۔(مغازی للواقدی ۵۶۰/۲)

سریہ کرزی جابر فہری

واقدی کہتے ہیں کہ سریہ کرزی بن جابر فہری اہل مدینہ کے ساتھ ہوا تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے داعی کو قتل کر دیا تھا اور (بیت المال) کے اُونٹ ہانک کر لے گئے تھے شوال ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو بیس گھڑ سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔

سریۂ اصحاب رسول۔ قافلہ ابوالعاص بن ربیع داماد رسول کی گرفتاری مال بطور فَیٔ تقسیم ہونا رسول کا احسان کرنا اور ابوالعاص کا اسلام

بہر حال قصۂ ابوالعاص۔ جس کو واقدی نے ذکر کیا ہے۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اس میں ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر محمد بن حزم نے وہ کہتے ہیں کہ ابوالعاص بن ربیع تجارت کی غرض سے نکل کر شام کی طرف گئے تھے۔ امانت دار آدمی تھے ان کے پاس قریش کی پونجیاں اور سامان بھی تھے۔ وہ واپسی پر آ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا (کسی مہم پر) بھیجا ہوا سریہ (جہادی سفر کا مجاہد دستہ) ان کو مل گیا (چنانچہ یہ مجاہدین) ابوالعاص کے قافلے کو گھیر کر مدینہ منورہ لے آئے ابوالعاص داماد رسول سیدہ زینب بنت رسول کے شوہر تھے تاحال مشرک تھے اسلام نہیں لائے تھے اس لئے مسلمان مجاہد ان کو قافلے سمیت گرفتار کر لائے تھے کہ قافلے والے سارے کافر و مشرک تھے اور بدر احد وغیرہ جنگوں کو بھاری نقصان پہنچا چکے تھے اس لئے گرفتار کیے گئے اور ان کا سامان غنیمت کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ (وضاحت از مترجم)

رسول اللہ ﷺ کے آگے پیش کیے گئے اس مال سمیت جو مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ مال مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور ابوالعاص آئے اور وہ سیدہ زینب کے پاس داخل ہوئے اور انہوں نے ان کے ساتھ پناہ حاصل کرنا چاہی۔ اور اس نے سیدہ زینب سے گذارش کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے التجا کریں کہ حضور ابوالعاص کا مال ان کو واپس کر دیں۔ اور وہ مال بھی جو ان کے پاس لوگوں کا مال تھا۔ حضور اکرم ﷺ اھل سریہ (مجاہدین) کو بلایا۔ اور ان سے فرمایا کہ یہ شخص (ابوالعاص) ہم میں سے ہے۔ اس کی قربت کی حیثیت آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہو۔ آپ لوگ اس کا اور اس کے دیگر لوگوں کا مال حاصل کر چکے ہو۔

اور وہ مال اللہ کا فَیٔ کردہ مال ہے جو اللہ نے تمہارے اوپر فَیٔ کیا ہے (یعنی بغیر جنگ اور لڑائی کے اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے) اگر تم لوگ مناسب سمجھو اس بات کو کہ تم واپس کر دو تو۔ واقعی تم واپس کر دو۔ اور اگر تم لوگ ناپسند کرو (یعنی مال واپس کرنے کو) تو تم جانو اور تمہارا حق جانے۔ (یعنی اپنا مال قابو کرو میری طرف سے کوئی خبر نہیں ہے) سب لوگوں نے کہا بلکہ واپس کر دیتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ چنانچہ انہوں نے واپس کر دیا۔ اللہ کی قسم ابوالعاص کے لئے جو کچھ بھی ان کو ہاتھ لگا تھا (حتیٰ کہ چشم فلک نے پہلی مرتبہ یہ منظر دیکھا کہ اشارہ ابروئے رسول پر جانیں نچھاور کرنے والے اصحاب رسول نے ایک ایک چیز واپس کر دی اطاعت فرمان رسول کے تحت) اس طرح کہ کوئی پانی کی خالی مشک واپس کرنے آ رہا ہے تو کوئی شخص وضو کرنے والا لوٹا واپس لا رہا ہے تو کوئی سامان باندھنے کی رسی واپس لا رہا ہے حتیٰ کہ انہوں نے نہ چھوٹی چیز چھوڑی جو ان کو حاصل ہوئی تھی نہ بڑی چیز مگر انہوں نے ہر چیز ابوالعاص کو واپس کر دی اس کے بعد وہ مدینے سے روانہ ہو کر مکے پہنچے انہوں نے لوگوں کی امانتیں ان کو واپس لوٹائیں۔ جب فارغ ہو گئے تو انہوں نے کہا اے قریش کی جماعت کیا کسی شخص کا کچھ بھی مال میرے پاس باقی رہ گیا ہے جو میں نے ابھی تک واپس نہ کیا ہو۔

قریش نے کہا کہ نہیں کسی کا بقایا نہیں رہا۔ بس اللہ تجھے جزائے خیر عطا کرے۔ ہم نے تجھے انتہائی پورا پورا مال واپس کرنے والا شریف انسان پایا ہے۔ ابوالعاص نے کہا آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی قسم اس بات سے کوئی چیز مانع نہیں تھی کہ میں مسلمان ہو جاؤں سوائے اسی خوف کے کہ آپ لوگ یہی گمان کرو گے کہ میں تمہارے مالوں کو دبانے کے لئے مسلمان ہوا ہوں۔ اب سنو کہ شہادت دیتا ہوں۔ انی اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔
(مغازی ۵۵۳/۲)

موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ ابوالعاص کے اموال۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ابونصیر نے لئے تھے صلح میں اس کی تفصیل انشاءاللہ بعد میں آئے گی۔

اہل عُرَ ینہ کا قصہ اوران کے بڑے جرم اور شدید ترین سزا

بہر حال عُرَینَۃ والوں کا قصہ بمطابق اس کے جو ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبداللہ یوسف اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو عبدالوہاب بن عطا نے ان کو خبر دی سعید بن قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ قبیلہ عُرینہ کا ایک گروہ اور قبیلہ عُکل کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ مال مویشی رکھنے والے دودھ مکھن استعمال کرنے والے لوگ تھے شہری لوگ نہیں تھے مدینے کی آب وہوا ہمیں موافق نہیں آئی۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے کچھ سامان دے کر (جنگل میں چرنے والے اُونٹ اُونٹنیوں) میں جا کر رہنے کا حکم فرمایا۔ اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان میں جا کر رہیں۔ اوران کے دودھ بھی پئیں اور پیشاب بھی (پیشاب پینے کا حکم غالباً بیماری کے علاج کے طور پر تھا) یہی توجیہ اہل علم نے کی ہے۔ بعض تحقیق کے مطابق اُونٹوں کا پیشاب پینے کا ذکر روایات میں ادخال راوی وفہم راوی ہے ورنہ پیشاب پینے کا حکم نہیں صرف دودھ پینے کا حکم تھا۔ (از مترجم)

وہ لوگ باہر چلے گئے جب وہ حرہ کی جانب جا کر رہنے لگے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس نمائندے کو قتل کر دیا جو جانوروں کو چرانے کے لئے مامور تھا۔ اور وہ (بیت المال کے) اونٹوں کو بھی ہانک کر لے گئے، اور اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے دوبارہ کافر ہو گئے تھے اسلام لانے کے بعد۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش میں لوگ بھیجے اور آپ نے حکم دیا جب وہ گرفتار ہو کر لائے گئے ان کے ہاتھ پیر کاٹ دے گئے اور ان کو گرم سلاخوں سے داغ دیا گیا اور انہیں حَرّہ کی سمت چھوڑ دیا گیا کہ حتی کہ وہ اسی حالت میں مر گئے۔ قتادہ فرماتے ہیں۔ ہمیں بات ذکر کی گئی ہے کہ یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی:

انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ ورسولہ

سوائے اس کے نہیں کہ ان لوگوں کی سزا یہی ہے جو اللہ سے اور اس کے رسول سے محاربہ اور جنگ کرتے ہیں۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد اپنے خطبے میں صدقہ کرنے پر ترغیب دلاتے تھے اور مُثلہ کرنے سے روکتے تھے (یعنی ہاتھ پاؤں کان ناک کاٹنے سے) اس کو بخاری مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن عروبہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ابن عروبہ ہے۔ مِن عُکلٍ اَوْ عُرَیْنَۃَ۔ جب کہ ھمام نے اور شعبہ نے اور حماد بن سلمہ نے قتادہ سے نقل کیا ہے مِن وِعُرَیْنَۃَ۔ اور عبدالعزیز بن صہیب نے انس سے نقل کیا ہے۔ مِنْ عُرَیْنَۃَ۔ اور کہا ہے ثابت نے اور وحید نے انس سے۔ مِنْ عُرَیْنَۃَ۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم طلحہ بن علی بن صقر بغدادی سے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ شافعی ابوبکر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن سلام نے ان کو ابوغسان مالک بن اسماعیل نے ان کو زھیر نے ان کو سماک بن حرب نے معاویہ بن قرہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ قبیلہ عرینہ کے چند افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے اور آ کر مسلمان ہو گئے تھے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بیعت کر لی تھی۔

تحقیق مدینے میں ان دنوں قوم (پسلی کے درد کی بیماری) واقع ہو گئی تھی وہ برسام (یعنی ذات الجنب) ہوتی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ ایک تکلیف ہے جو کہ واقع ہو گئی ہے یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اُونٹوں کی طرف چلے جائیں آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا اور فرمایا کہ چلے جاؤ اور انہی میں جا کر رہو وہ لوگ چلے گئے انہوں نے چرواہوں میں سے ایک چرواہے کو قتل کر دیا۔ اور اُونٹوں کو ہانک کر لے گئے تھے۔ اور ایک چرواہا زخمی ہو کر آیا تھا۔ اس نے بتایا کہ ان لوگوں نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے اور اُونٹ بھی بھگا کر لے گئے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے پاس اس وقت انصاری نوجوان موجود تھے جو بیس کے قریب تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو ان کی طرف بھیجا تھا اور آپ نے ان کے پیچھے ایک قصاص لینے والا بھیجا تھا جو قصاص لے فوراً۔ چنانچہ وہ لوگ پکڑ کر لائے گئے۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ اور لوہے کی گرم سلاخوں سے ان کی آنکھوں کو داغا گیا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ھارون بن عبداللہ بن مالک بن اسماعیل سے اور کہا ابوقلابہ نے کہ انس سے مروی ہے من عُکلِ (وہ لوگ قبیلہ عُکل سے تھے)۔

ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے ان کو ابوبکر محمد بن حسن قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن حسن بن ابوعیسیٰ ھلالی نے ان کو عبداللہ بن ولید مدنی۔ نے ان کو ابراہیم بن طہمان نے ان کو ایوب سختیانی نے ابوقلابہ سے اس نے انس بن مالک سے کہ بنو عکل کا ایک وفد آیا تھا انہوں نے اس زمین کی آب وہوا موافق نہ پائی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا حضور اکرم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ تم لوگ اونٹوں میں جا کر رہو اور ان کے پیشاب بھی پیو اور دودھ پیو کہتے ہیں کہ وہ لوگ گئے جب تک اللہ نے چاہا ان میں جا کر رہے اور انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور انٹوں کو ہانک کر لے گئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فریادی آیا اس نے فریاد کی ہے آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے ابھی سورج اونچا نہیں ہوا تھا کہ ان کو پکڑ کر لایا گیا آپ نے حکم دیا لوہے کی سلاخیں گرم کی گئیں ان کو داغا گیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے اور انہیں دھوپ میں ڈالا گیا وہ پانی مانگتے رہے مگر انہیں پانی نہ پلایا گیا حتی کہ مر گئے ان کے زخموں کو داغا نہیں تھا۔

بخاری نے ان کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث حماد وغیرہ سے اس نے ایوب سختیانی کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد بن یوسف نے بطور املا کے ان کو خبر دی ابوالفضل محمد بن عبداللہ بن خمیرویہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن ادریس انصاری نے ان کو عثمان بن ابو شیبہ نے ان کو عبدالرحیم بن سلیمان نے محمد بن عبیداللہ سے اس نے ابوزبیر سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک گروہ آیا تھا قبیلہ عرینہ سے۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث اپنے طول کے ساتھ اس نے ذکر کی ہے۔ اور یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں۔ کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کی طلب میں بندے بھیجے اور ان کے خلاف آپ نے بددعا کی اور فرمایا :

اللهم عمى عليهم الطريق و اجهل عليهم اضيق من مسك جمل

اے اللہ ان کو رستہ دیکھنے سے اندھا کر دے اور جس قدر انہوں نے اونٹوں کو باندھا ہے اس سے زیادہ ان کو باندھ دے۔

لہٰذا اللہ نے ان کو راستے سے اندھا کر دیا وہ پکڑے گئے ان کو نبی کریم کے پاس لایا گیا اور ان کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے گئے اور ان کی آنکھوں کو گرم سلاخوں سے داغا گیا۔

(بخاری۔ کتاب الحدود۔ فتح الباری ۱۲/۱۱۱۔ مسلم کتاب القسامۃ ص ۱۲۹۶۔ ابوداود۔ کتاب الحدود۔ حدیث ۴۳۶۴۔ ترمذی کتاب الطہارۃ حدیث ۷۲ ص ۱/۱۰۶۔ ۱۰۷۔ نسائی۔ کتاب تحریم فی ثلاثۃ ابواب متشابعۃ ص ۷/۹۳۔ ۱۰۱۔ ابن ماجہ کتاب الحدود۔ حدیث ۲۰۔ سند احمد ۳/۱۶۳۔ ۱۷۷۔ ۱۹۸۔

☆☆☆

مجموعہ ابواب ۸۸

عُمرَةُ الحُدَيبِيَّة [1]

نبی کریم ﷺ کی مقام حدیبیہ کی طرف روانگی کی تاریخ

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان بغداد میں۔ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابرہیم بن منذر نے ان کو عبداللہ بن نافع نے ان کو نافع بن ابونعیم نے ان کو نافع مولی عبداللہ بن عمر نے وہ کہتے ہیں کہ صلح حدیبیہ ماہ ذیقعدہ ۶ ھ میں واقع ہوئی تھی نبی کریم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد (مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہی بات صحیح ہے اور اسی طرف گئے ہیں زھری اور قتادہ اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحق بن یسار وغیرہ۔اس میں اختلاف کیا گیا ہے عروہ بن زبیر پر۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے ان کو اسماعیل بن خلیل نے ان کو خبر دی علی بن مسہر نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ھشام بن عروہ نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کی طرف ماہ رمضان میں نکلے تھے اور حدیبیہ (کی صلح) ماہ شوال میں ہوئی تھی۔

(۳) یعقوب نے کہا کہ حسان بن عبداللہ نے روایت کی ہے ابن لہیعہ سے اس نے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سامان باندھ کر تیاری کی آپ عمرہ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے آپ کے ساتھ بہت سارے لوگوں نے بھی رخت سفر باندھا یہ واقعہ ذیقعدہ ۶ ھ میں ہوا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے ان کو خبر دی ابراہیم بن ھاشم نے ان کو ھدبہ بن خالد نے ان کو ہمام نے ان کو قتادہ نے یہ کہ انس بن مالک نے ان کو خبر دی یہ کہ اللہ کے نبی کریم ﷺ نے عمرے کئے تھے چار عمرے وہ سب کے سب ماہ ذیقعدہ میں تھے مگر وہ عمرہ جو آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔عمرۃ الحدیبیہ کہا تھا کہ زمانہ حدیبیہ ذیقعدہ میں تھا۔اور عمرہ (اس سے) آئندہ سال تھا۔اور ایک عمرہ مقام جعرّانہ سے (احرام باندھ کر) کیا تھا جہاں پر آپ نے غزوۂ حنین کی غنیمتیں تقسیم فرمائی تھیں ماہ ذیقعدہ میں۔ اور ایک عمرہ آپ کے حج کے ساتھ تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ہدبہ بن خالد سے۔

☆☆☆

[1] (دیکھئے طبقات ابن سعد ۲: ۹۵، سیرۃ ابن ھشام ۳: ۲۶۵، المغازی للواقدی ۱: ۳۸۳، ۵: ۱۲۱، مسلم بشرح النووی ۱۲، ۱۳۵، تاریخ طبری ۲: ۶۲۰، الدرار ۱۹۱، ابن حزم ۲۰۷، البدایۃ والنھایۃ ۴: ۱۶۴، نھایۃ الارب ۱۷، ۲۱۷، عیون الاثر ۲: ۱۴۸، شرح مواھب ۲: ۱۶۴، سیرۃ الشامیہ ۵: ۵۵)

باب ۸۹

ان لوگوں کی تعداد جو لوگ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے

ایک ہزار سے زائد تعداد کا ذکر

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو سفیان بن عیینہ نے زہری سے اس نے عروہ بن زبیر سے اس نے مسور بن مخرمہ سے ۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ والے سال ایک ہزار سے زائد اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تھے آپ جب مقام ذالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو گلے میں قلادہ ڈالا اور اس کی کوہان سے زخم کر کے خون نکال کر نشانی لگائی اور اس مقام سے آپ نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

تیرہ سو تعداد کا ذکر

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے اس نے ابن عُیینہ سے ۔ (بخاری۔ کتاب المغازی ۔ فتح الباری ۷/۴۴۴)

اس حدیث میں مذکور لفظ بضع کی تعداد کے بارے میں راویوں کا اختلاف ہے کہ ہزار سے کتنے زیادہ تھے ۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ ان کی تعداد ایک ہزار تین سو تھی۔

(حاشیہ) از اسماعیل جاروی :

(۱) قَلَّدَ الْهَدْیَ ۔ کا مطلب ہے کے قربانی کے جانور کے گلے میں رسی لٹکائی تا کہ یہ جانا چاہیے کہ یہ جانور قربانی کا ہے ۔ کہ لوگ اس سے رُک جائیں۔

(۲) ذالحلیفہ مدینہ اور مکے اور حدیبیہ کے درمیان مقام ہے۔

اٹھارہ سو اصحاب کی تعداد کا ذکر

(۳) حدیبیہ مقام پر اصحاب رسول کی تعداد کے بارے میں راویوں میں اختلاف ہے ۔ عبدالعزیز آفاقی کی زھری سے روایت۔

(۴) حدیث مسور میں اور حدیث مردان میں ایک ہزار آٹھ سو تعداد مذکور ہے۔

چودہ سو تعداد کا ذکر

(۵) اور اسرائیل کی ایک روایت میں ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ کُنَّا اَرْبَعَ عَشَرَةَ مائة کہ ہم لوگ چودہ سو تھے۔

(۶) اور زہیر بن معاویہ کی ابن اسحٰق کی روایت میں چودہ سو یا اس سے زیادہ کا ذکر ہے۔

پندرہ سو تعداد کا ذکر

(۷) اور سالم بن ابو الجعد کی روایت میں جابر سے مروی ہے کہ صحابہ پندرہ سو تھے ۔ زیادہ تفصیل مطلوب ہوتی دلائل النبوۃ جلد چہارم ص ۹۴ میں ملاحظہ فرمائیں ۔ (مترجم)

تیرہ سو تعداد کا ذکر

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے احمد اصبہانی نے ان کو یونس بن حبیب ان کو ابوداؤد طیالسی نے ان کو شعبہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمرو نے اس نے سنا ابن ابواوفی صحابی رسول سے تحقیق وہ بیعۃ رضوان میں موجود تھے فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اس دن ایک ہزار تین سو تھے۔ اور اس دن مہاجرین کا آٹھواں حصہ مسلمان ہوئے تھے۔

چودہ سو اور پندرہ سو کی تعداد کا ذکر

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے ان کو یعقوب بن سفیان نے اس کو عبیداللہ بن معاذ نے ان کو ان کے والد نے ان کو شعبہ نے ان کو عمرو بن مرہ نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا عبداللہ بن ابواوفی سے وہ کہتے ہیں کہ اصحاب شجرہ ایک ہزار تین سو تھے اور آٹھواں حصہ مہاجرین مسلمان ہوئے اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے اس نے محمد بن مثنی سے اس نے ابوداؤد سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ کہا عبداللہ بن معاذ سے۔ اس نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد وہ ابوداؤد کی روایت کو بطور شاہد کے لائے ہیں۔ اور علی بن جابر بن عبداللہ کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ان کی طرف سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک ہزار اور پانچ سو تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ ایک ہزار چار سو تھے۔ (مسلم کتاب الامارۃ۔ حدیث ۷۵ ص ۱۴۸۔ بخاری۔ کتاب المغازی حدیث ۴۱۵۵۔ فتح الباری ۷/۴۴۳)

حدیبیہ کا کنواں پندرہ سو صحابہ کو کافی ہو گیا اگر ایک لاکھ ہوتے تو بھی کفایت کر جاتا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے ان کو ابراہیم بن محمد صیدلانی اور عبداللہ بن محمد نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی رفاعہ بن ہشم نے ان کو خالد بن عبداللہ نے ان کو حصین نے سالم بن ابوالجعد نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوگ ایک لاکھ ہوتے تو بھی ہمیں کفایت کر جاتا (یعنی بئر حدیبیہ) جب کہ ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں رفاعہ بن ہشم سے اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے معین سے اس طرح۔

(مسلم۔ کتاب لامارۃ حدیث ۷۳ ص ۱۴۸۴۔ فتح الباری ۷/۴۴۱۔ مسلم ۳/۱۴۸۴۔ حدیث ۷۲)

(نوٹ) : لو کنا مائة الف لكفانا ۔ یہ بیر بئر حدیبیہ والی صحیح حدیث سے مختصر کی ہوئی ہے ان کا مطلب کہ صحابہ کرام جب حدیبیہ پہنچے تو انہوں نے ان کے کنویں کو اس طرح پایا کہ وہ جوتے کے تسمے کی مانند دھار کی طرح پانی دے رہا تھا نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ لہٰذا وہ اُبلنے لگا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے منجملہ معجزات میں سے ایک معجزہ تھا۔ لہٰذا حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو بھی وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا اس وقت ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

(۵) اعمش نے اس کی مخالفت کی ہے سالم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جیسے ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ ان کو ابوعمرو بن ابوجعفر نے ان کو عمران بن موسیٰ نے ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے ان کو خبر دی جریر نے اعمش نے اس سے سالم بن ابوالجعد سے اس نے جابر بن عبداللہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے کہا اس دن آپ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ ایک ہزار چار سو تھے اصحاب شجرہ والے (یعنی جنہوں نے ببول کے درخت کے نیچے بیعت کی تھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر)۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عثمان سے۔ شاہد لائے ہیں بخاری میں روایت کے ساتھ اور اس کو انہوں نے قتیبہ سے اس نے جریر سے بھی روایت کیا ہے۔ (مسلم۔ حدیث ۷۴ ص ۱۴۸۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوطاہر دقاق نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد سلیمان حزقی نے ان کو حدیث بیان کی ابوقلابہ نے ان کو سعید بن ربیع نے ابوزید ھروی نے ان کو قرہ بن خالد نے قتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا سعید بن حبیب سے وہ لوگ کتنے تھے جو بیعۃ رضوان میں حاضر ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ پندرہ سو تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا بیشک جابر بن عبداللہ نے کہا ہے کہ چودہ سو تھے۔ اللہ نے کہا کہ اللہ اس کو رحم فرمائے اس نے وہم کیا ہے۔ انہوں نے ہی مجھے حدیث بیان کی تھی کہ وہ پندرہ سو تھے اس کو بخاری نے نقل کیا ہے حدیث ابن عرویہ سے اس نے قتادہ سے۔ (فتح الباری ۷/۴۴۳۔ حدیث ۴۱۵۳)

انہوں نے استشہاد کیا ہے قرہ بن خالد کی روایت کے ساتھ۔ اور یہ روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ پہلے پندرہ سو کہتے تھے پھر وہم ذکر کیا تو کہا چودہ سو تھے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بصری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو سفیان بن عیینہ نے وہ کہتے ہیں کہ عمرو نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ یوم حدیبیہ میں چودہ سو تھے۔ اور ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم تمام اھل زمین سے بہتر ہو۔ اگر میں آج وہاں ہوتا تو تمہیں اس درخت کی جگہ دیکھاتا (جس کے نیچے ہم لوگوں نے بیعت رسول کی تھی)۔ (بخاری۔ حدیث ۴۱۵۴۔ فتح الباری ۷/۴۴۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شافعی نے ان کو سفیان نے عمرو سے اس نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے اس کو ذکر کیا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے۔

(۹) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابوصالح نے اور ابن بکیر نے اور ابن رمح نے اور محمد بن خلاد نے لیث بن سعد سے اس نے ابوزبیر سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے دن چودہ سو تھے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۶۷ ص ۱۴۸۳)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو عبداللہ بن مسلمہ نے ان کو عیسیٰ بن یونس نے اعمش سے اس نے ابوسفیان سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حدیبیہ والے سال ستر اونٹ ذبح کیے تھے۔ ایک اونٹ سات افراد کی طرف سے تھا۔ ہم نے جابر سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے اس نے بتایا کہ چودہ سو تھے۔ ہمارے گھڑ سوار بھی اور ہمارے پیادے بھی تھے۔

یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔ بس اسی طرح اس کو کہا ہے براء بن عازب نے اور فضل بن یسار نے اور سلمہ بن اکوع نے اس سے صحیح ترین روایت ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس رحم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس دوری نے ان کو یحییٰ بن معین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شبابہ بن سوار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے قتادہ سے اس نے سعید بن حبیب سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ درخت تلے ایک ہزار چار سو۔

☆☆☆

باب ۹۰

قصۂ حدیبیہ کا سیاق

اور اس میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن یحییٰ نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو مغازی سے وہ کہتے ہیں کہ کہا معمر نے وہ کہتے ہیں کہ کہا زہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عروہ بن زبیر نے (ح)۔ وہ کہتے ہین کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو ابواحمد بن زیاد نے ان کو ابن عمر نے ان کو حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے زہری سے اس نے عروہ بن زبیر سے۔ اور یہ حدیث ہے محمد بن یحییٰ مسور بن مخرمہ سے اور مروان بن حکم سے ہر ایک ان دونوں ہی سے تصدیق کرتا ہے اپنے ساتھی کی۔

وہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے زمانے میں ایک ہزار سے زائد اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تھے حتی کہ جب کہ آپ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے جانور کو جو کعبہ کی طرف ہانک کر لے جارہے تھے رسّی گلے میں ڈال کر قلادہ پہنایا اور اس کی کوہان میں سے خون نکال کر نشان لگایا (تاکہ معلوم رہے کہ یہ حرم میں کی جانے والی قربانی کا جانور ہے) اور عمرے کا احرام باندھا اور اپنے سامنے ایک خبر گیری کرنے والا خبر بھیجا (جاسوس) جو آپ کو خبریں لا کر دے وہ بنوخزاعہ کا ایک آدمی تھا۔ وہ آپ کو خبریں لا کر دیتا رہا تھا قریش کے بارے میں رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے حتی کہ جب آپ وادی کے کنارے پانی کے حوض یا مقام پر پہنچے۔ مقام عسفان کے قریب (یہ مکے سے تین میل کے فاصلے پر تھا۔ تو آپ کے پاس خزاعی آیا۔ اس نے نے کہا میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو چھوڑ کر آرہا ہوں انہوں نے آپ کے مقابلے کے لئے جمعیت اکٹھی کر لی ہے۔ اور حابیش (لشکر) جمع کر لئے ہیں (حابیش بنوہون بن حزیمہ بن مدرکہ اور بنوحارث اور بنوعبدخزاعہ اور بنومصطلق خزاعہ میں سے تھے اور شرح مواہب ۱۸۲/۲ میں ہے کہ احابیش وہ لوگ تھے جنہوں نے قریش کے ساتھ مل کر حلف اٹھایا تھا کہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھ کر جس کو الحبش کہا جاتا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ احابیش نام رکھا گیا تھا ان کے تحبّش اور تجمُّع کی وجہ سے از مترجم) وہ آپ سے قتال کریں گے یا آپ کو لڑوائیں گے۔ کہا ابواحمد بن زیاد نے کہ وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ اور دونوں نے لفظ جمیعاً کہا۔ اور یہ کہ وہ آپ کو بیت اللہ سے روک دیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے مشورہ دو کیا تم لوگ یہ رائے دیتے ہو کہ ہم ان لوگوں کی اولادوں کی طرف مائل ہوں متوجہ ہوں جنہوں نے موت کی اعانت کی ہے ہم لوگ ان کو قتل کریں اگر وہ بیٹھ گئے تو اکیلے ہو کر اور جنگ زدہ ہو کر بیٹھ جائیں گے اور اگر وہ بچ گئے تو وہ ایک ایسی گردن ہوگی جس کو اللہ نے کاٹ دیا ہوگا۔ یا تم لوگ یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم بیت اللہ کا ارادہ کر کے چلے جائیں جو ہمیں روکے ہم اس کے ساتھ قتال کریں؟ ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں ہم لوگ تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں ہم کسی سے قتال کے لئے نہیں آئے مگر جو ہمارے درمیان اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کرے گا ہم اس سے لڑیں گے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ بات ہے تو پھر چلئے۔

زہری نے حدیث میں کہا ہے کہ وہ روانہ ہوئے جب وہ بعض راستے میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک خالد بن ولید غمیم میں پہنچا ہے قریش کے دستے کے ساتھ بالائی کی جانب سے یا آگے آگے۔ لہٰذا تم لوگ دائیں جانب چلو۔ اللہ کی قسم خالد ان کے بارے میں نہ جان سکا۔

حتی کہ اچانک اس نے لشکر سے اڑتا ہوا یہاں غبار وملاحظہ کیا تو فوراً گھوڑا کو ایڑی لگا کر دوڑاتا ہوا گیا قریش کو ڈرانے کے لئے۔ اور نبی کریم ﷺ بھی چلتے رہے حتی کہ جب اس گھاٹی میں پہنچے جس سے ان پر اترتے تھے۔ آپ کی سواری بیٹھ گئی لوگوں نے کہا چلو چلو مگر اس نے چلنے سے انکار کر دیا لوگوں نے کہا کہ حضور کی اونٹنی قصواء تھک کر بیٹھ گئی ہے چلنے سے انکار کر دیا ہے۔ ابواحمد بن زیاد نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ جب وہ اس قول پر پہنچے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو تو پھر ایسی بات تو چلیے زہری کہتے ہیں کہ ابوھریرہ نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو زیادہ مشورہ کرتا ہوا پنے احباب سے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر (بعض دفعہ حضور اکرم ﷺ کثرت سے مشورہ کرتے تھے اپنے احباب کے ساتھ)۔

مِسْور نے اور مروان نے دونوں نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ بس وہ لوگ چل پڑے حتی کہ جب بعض راستے میں پہنچے تو نبی کریم نے فرمایا بیشک خالد بن ولید مقام غمیم پر آ رہا ہے۔ قریش کے گھڑسوار دستے کے ساتھ۔ اس کے بعد حدیث اپنی جگہ پر آ گئی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ قصواء اونٹنی نہیں تھکی نہ ہی یہ اس کی عادت ہے بلکہ اس کو اس ذات نے روک لیا ہے۔ جس نے ہاتھیوں کو روک لیا تھا۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے (مکے والے) جو بھی کوئی ایسی خصلت یعنی تجویز مجھ سے مانگیں گے یا مطالبہ (امن اور صلح) جس میں وہ اللہ کی حرمتوں کو قائم رکھیں گے میں وہ ان کو دے دوں گا یعنی میں ان کی ایسی تجویز اور ایسا مطالبہ ضرور مان لوں گا۔ (یعنی ترک قتال حرم میں اور صلح کا مطالبہ اور خون بہانے سے روکنا وغیرہ) اس کے بعد آپ نے اونٹنی کو جھڑکا وہ آپ کو ساتھ لئے ہوئے اُچھل کر کھڑی ہوئی۔

کہتے ہیں کہ آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے حتی کہ آپ مقام حدیبیہ کے آخر میں مقام ثمد پر جو قلیل الماء تھا اُترے لوگوں نے چلو سے تھوڑا پانی لے لیا لوگوں نے اس کو باقی نہ چھوڑا حتی کہ سارا پانی کھینچ لیا (اور پانی ختم ہو گیا۔ پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے پیاس کی شکایت کی۔ آپ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا۔ اور حکم دیا کہ اس کو کمان کے منہ میں ڈالو کہتے ہیں اللہ کی قسم وہ لوگ سامنے تیر ازی کی نہ ٹھہر سکے حتی کہ اس سے ہٹ گئے وہ لوگ اسی کیفیت پر ہی تھے کہ اس کے پاس بدیل بن ورقاء خزاعی بنو خزاعہ کے ایک گروہ کے ساتھ آ گیا وہ اھل تہامہ میں سے رسول اللہ کے لئے نصیحت وخیر خواہی کے لائق اور حقدار تھے اس نے بتایا کہ میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو اسی حالت میں چھوڑ کر آ رہا ہوں کہ وہ حدیبیہ کے آب مسلسل پر اتر چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ماہر جنگجو ہیں وہ آپ سے لڑیں گے اور بیت اللہ میں عمرہ کرنے کے لئے نہیں جانے دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم کسی سے قتال کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم عمرہ کرنے آئے ہیں۔ اور بیشک قریش کو ویسے بھی جنگ نے کمزور کر دیا ہے۔ اور انہیں نقصان سے دوچار کر دیا ہے اگر وہ چاہیں تو میں ان کو ٹائم دے دیتا ہوں وہ میرے اور لوگوں کے درمیان علیحدگی اور خلوت چھوڑ دیں اور اگر وہ چاہیں تو داخل ہو جائیں جس میں لوگ داخل ہوتے ہیں۔ تو کر لیں۔ وگرنہ پس تحقیق وہ اکھٹے ہو گئے ہیں۔ اور اگر وہ انکار کریں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تو میں ضرور ان سے قتال کروں گا اپنے اس مقابلے پر حتی کہ میری گردن الگ ہو جائے یا اللہ اپنا حکم نافذ کر دے۔ بُدَیل بن ورقاء نے کہا عنقریب میں وہ پیغام ان کو پہنچا دوں گا (مکے والوں کو) جو آپ فرما رہے ہیں وہ چلا گیا حتی کہ قریش کے پاس پہنچا۔ ان کو بتایا کہ میں اس آدمی کی طرف سے (یعنی محمد کی طرف سے) تمہارے پاس آیا ہوں۔ ہم نے اس سے سنا ہے وہ ایک ایسی بات کہتا ہے۔ اگر تم چاہو تو تمہارے سامنے پیش کریں چنانچہ ان میں سے کم عقلوں بے وقوفوں نے کہا کہ ہمیں کوئی حاجت نہیں ہے اس بات کی کہ تم ہمیں ان کی (محمد کی) طرف سے کوئی بات بیان کرو۔ مگر صاحب رائے عقلمندوں نے کہا بتائیے آپ نے ان سے جو بات سنی ہے اس نے بتایا کہ میں نے ان کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے اس نے ان کو پوری پوری بات بتائی جو کچھ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

لہٰذا عروہ بن مسعود ثقفی اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے میری قوم کیا تم لوگ ولد نہیں ہو؟ انہوں نے کہا کہ بالکل ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا میں بیٹا نہیں ہوں؟ وہ بولے بالکل ہو۔ اس نے پوچھا کیا تم محمد پر کوئی تہمت لگاتے ہو؟ وہ بولے کہ بالکل نہیں اس نے کہا کہ کیا جانتے نہیں ہو کہ میں نے اھل عکاظ کو بھگا دیا تھا جب وہ میری بات ماننے سے رک گئے تھے اور میں اپنے گھر والوں کو اور اپنے بیٹوں کو اور جس نے میری بات مانی تھی، لے کر تم لوگوں کے پاس آ گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بالکل صحیح ہے اس نے کہا کہ (سنو میری بات مان لو) محمد ﷺ نے تم لوگوں کو درست

بات کا مشورہ دیا ہے اور تمہارے سامنے اچھی بات پیش کی ہے۔تم لوگ اس کی بات مان لو اور مجھے بھیج دو میں اس کے پاس چلا جاتا ہوں قریش نے کہا کہ ٹھیک ہے تم بات کرنے کے لئے چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ آیا اور حضور اکرم ﷺ سے بات چیت کرنے لگا۔

رسول اللہ ﷺ نے وہی بات کہی جو آپ نے بُدَیل سے کہی تھی عروہ نے اس کے جواب میں کہا اے محمد آپ بتائیں بھلا اگر آپ اپنی قوم کو جڑ سے ختم کر دیں گے۔تو کیا آپ نے عرب میں سے کسی کے بارے میں سنا ہے کہ آپ سے پہلے کہ اس نے اپنی اصل اور اپنی جڑ کو اکھاڑ پھینکا ہو اور ختم کر دیا ہو اور اگر یہ بات نہیں ہے تو سنو اللہ کی قسم بیشک وہ کئی چہرے دیکھتا ہوں اور کئی ملے جلے لوگ، لوگوں میں سے جو یہ چاہتے ہیں کہ وہ بھاگ جائیں اور آپ کو چھوڑ جائیں۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (سے یہ بات برداشت نہ ہوئی اور انہوں نے عُروہ کو شدید ترین گالی دیتے ہوئے فرمایا کہ دفع ہو جاؤ یہاں سے) جا! لات کی مورتی کی جا کر شرم گاہ کو چاٹ۔کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو یونہی چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟۔

(نوٹ) : ابوبکر صدیق کی گالی کے اصل لفاظ تھے۔ اَمْصُصْ بَظْرَ الَّاتِ۔ اُمْصُص اُم کا صیغہ ہے مُص سے اس کا معنی ہے چوسنا، چاٹنا۔ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی محشی لکھتے ہیں کہ۔ اَلْبَظْرُ اَلَّتِیْ تَبْقٰی بَعْدَ خِتَانِ الْمَرْءَۃِ ۔کہ بَنظر وہ شرم گاہ کا حصہ جو عورتوں کے ختنہ کے بعد باقی رہتا ہے یہ عربوں کے ہاں اسلام سے قبل دورِ جاہلیت کا رواج تھا۔اور لات ایک بُت کا نام ہے۔عربوں کی عادت تھی اس طرح کی گالی دینا (گویا کہ ابوبکرؓ نے معاشرے کی زبان بول کر اس کو زجر فرمائی) باقی رہا ان کا اس بارے میں صیغہ امر استعمال کرنا یہ مبالغہ کے لئے تھا۔(مترجم) عروہ نے کہا کہ کس نے یہ بات کہی ہے انہوں نے کہا کہ ابوبکر ہوں۔عروہ خبردار قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر آپ کا میرے اُوپر احسان نہ ہوتا جس کا میں نے تا حال بدلہ نہیں اُتارا ہے تو میں تمہیں ضرور جواب دیتا۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ نبی کریم ﷺ سے بات چیت کرنے لگ گیا جیسے جیسے بات کرتا رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کو بھی ہاتھ لگاتا (عاجزی کرنے اور اصرار کرنے اور بات منوانے کی غرض سے) ادھر مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے تھے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کے پاس تلوار اور ان پر لوہے کا خول تھا عُروہ جب بھی نبی کریم ﷺ کی داڑھی کی طرف جھکتے تو مغیرہ بن شعبہ ان کے ہاتھ کو تلوار کے دستے سے مارتے اور کہتے کہ پیچھے کر اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے عروہ نے سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ عروہ نے ان سے کہا اے بہت بڑے غادر غدر کرنے والے کیا تم میں تیرے غدر میں نہیں دوڑتا رہا۔کہتے ہیں کہ مغیرہ جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھی بنے رہے تھے اور بالآخر ان کو قتل کر دیا تھا اور ان کے مال لے لئے تھے پھر آ کر مسلمان ہو گئے تھے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہر حال اسلام اس کو تو میں نے قبول کرا یا اور رہا مال تو اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔

عروہ بن مسعود کی اصحاب رسول کو دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی

اس کے بعد عروہ اصحاب رسول کو ملاحظہ کرتا رہا اللہ کی قسم حضور جب بھی کھنکھارے اور بلغم پھینکتے تو وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر ہی گرتا کیونکہ وہ اتنی شدید محبت کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کہ آپ کی تھوک کو نیچے نہیں گرنے دیتے تھے۔بلکہ اپنے ہاتھوں پر لے لیتے تھے اس کو اپنے ہاتھوں پر اور چہروں پر اور جلد پر مل لیتے تھے۔اور جب حضور ان کو کسی کام کے کرنے کا کہتے تھے تو وہ لوگ ایک دوسرے سے بھاگ کر پہلے کر دیتے تھے۔اور جب حضور اکرم ﷺ وضو کرتے تو وہ لوگ آپ کے وضو کے پانی پر لڑتے تھے اور حضور اکرم ﷺ جب بات کرتے تھے تو وہ حضور کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کر لیتے تھے۔اور حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ اُٹھا کر یا تیز نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ جس سے اس کی حیرت کی انتہاء نہ رہی۔

عروہ بن مسعود ثقفی کا اہل مکہ کو جا کر حضور کے صحابہ کی یہ کیفیت بتانا

عروہ بن مسعود اپنے احباب کے پاس جا کر اطلاع دیتا ہے کہ اے میری قوم اللہ کی قسم میں بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس گیا ہوں قیصر روم کے پاس میں گیا کسریٰ فارس کے پاس گیا۔نجاشی کے دربار میں گیا اللہ کی قسم میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کی اس کے احباب اور نوکر چاکر

اتنی تعظیم کرتے ہوں جس قدر محمد کے اصحاب اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم جب بھی اس نے بلغم تھوکا وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر ہی گرا اس نے وہ اپنے چہرے پر مل لیا یا اپنی جلد پر۔ جب اس نے ان کو کسی کام کا حکم دیا تو ایک دوسرے سے پہلے بھاگ کر انہوں نے اس پر عمل کیا۔ جب اس نے وضو کیا تو قریب تھا کہ وہ اس کے وضو کے پانی پر لڑ پڑتے۔ وہ جب اس سے بات چیت کرتے ہیں تو اس کے سامنے آہستہ آہستہ بات کرتے ہیں اور وہ اس کی تعظیم کی خاطر اس کی طرف گھور کر یا تیز نگاہوں سے نہیں دیکھتے (میں یہ کہتا ہوں) کہ اس نے تمہارے سامنے رُشد و کامیابی کی درست صورت پیش کی ہے۔ لہٰذا تم لوگ وہ بات قبول کرلو۔ مگر اس کے بعد بنو کنانہ کے ایک آدمی نے کہا۔

بنو کنانہ کے ایک آدمی کا جا کر حضور اکرم ﷺ اور اصحاب کو دیکھ کر ان کی سفارش کرنا

چھوڑو اس کو مجھے جانے دو میں خود جا کر صحیح رپورٹ لے آتا ہوں انہوں نے کہا جاؤ وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور اس نے حضور اکرم ﷺ کے اصحاب کو دیکھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ یہ فلاں ہے۔ یہ ایسی قوم کا آدمی ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتی ہے اس کو آگے جا کر ملو۔ لہٰذا ان لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اس کے ساتھ ساتھ رہنے لگے۔ اس نے جب صحابہ کرام کے یہ اخلاق دیکھے تو کہ کہنے لگا۔ سبحان اللہ! ایسے لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ لہٰذا وہ واپس جب اپنی قوم کے پاس آیا تو کہنے لگا کہ میں نے دیکھا ہے کہ قربانی کے جانوروں کو قلادے پہنا دیئے گئے ہیں اور کوہانیں چیر کر خون آلود کر کے جانور نشان زدہ کر دیے گئے ہیں۔ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ ان کو بیت اللہ سے روکا جائے۔

مِکرز بن حفص کا حضور اکرم ﷺ کو جا کر دیکھنے کی خواہش کرنا

اس کے بعد ان میں سے ایک اور شخص جس کا نام مِکرز بن حفص تھا کہا کہ مجھے جانے دو میں جا کر خبر لاتا ہوں قریش نے اجازت دے دی اس نے جب جا کر دیکھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو بتا دیا کہ یہ مکرز ہے یہ ایک تاجر آدمی ہے (یا کہا تھا کہ غادر ہے) وہ جا کر نبی کریم ﷺ سے بات چیت کرنے لگا وہ ابھی کلام کر ہی رہا تھا کہ اچانک سہیل بن عمرو آ گیا۔ مِکرز کو غادر کہنے کی غالباً وجہ یہ تھی کہ انہوں نے عامر بن یزید سید بنو بکر کو قتل کر دیا تھا دھوکے سے یا اس لئے کہ انہوں نے حدیبیہ میں مسلمانوں پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس لئے وہ معروف بالغدر ہو گئے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کے پاس مشرکین مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو کا آ کر بات چیت کرنا

معمر کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ایوب نے عکرمہ سے کہ جب سہیل آ گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تحقیق آسان ہو گیا ہے تمہارے لئے تمہارا معاملہ۔

سہیل بن عمرو کی آمد اور باہم تحریر میں اس کا حجت بازی کرنا حضور اکرم ﷺ کا نرمی و رواداری کرنا

زھری نے اپنی حدیث میں کہا ہے جب سہیل بن عمرو آ گیا تو اس نے کہا لائیں آپ میں اپنے اور تمہارے درمیان ایک نامہ لکھ دوں اس نے کاتب کو بلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھیئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ! سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا۔ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے؟ بلکہ اور طرح لکھیئے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ جیسے آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا۔ اللہ کی قسم ہم اس نام کو نہیں لکھیں مگر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ ہی۔ نبی کریم ﷺ نے (رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا ٹھیک ہے اسی طرح لکھئے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ۔ یہ وہ تحریر ہے جس پر باھم فیصلہ کیا ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے پھر سہیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا اللہ کی قسم اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے کیوں روکتے۔ بلکہ اس طرح لکھیں۔ محمد بن عبداللہ کی طرف سے تحریر ہے۔ (پھر آپ نے رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے) فرمایا۔ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں اور اگر تم میری تکذیب ہی کرتے ہو تو لکھئے محمد بن عبداللہ کی طرف سے تحریر ہے۔

امام زہری کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے نرمی کرنے کی وجہ آپ کا یہ اقرار تھا

زھری نے کہا ہے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کا رویہ بایں وجہ تھا کہ آپ یہ فرما چکے تھے کہ جو بھی وہ ایسی کسی صورت کا مجھ سے مطالبہ کریں گے کہ وہ جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کریں گے میں ان کی بات مان لوں گا اور ایسی شرط قبول کرلوں گا۔

نبی کریم ﷺ کا ایک نکاتی مطالبہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا ایک مطالبہ ہے کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان تصفیہ کردیا جائے یعنی ہمیں آزادی سے بیت اللہ کا طواف کرنے دیا جائے اس وقت تک اور کوئی ہمارے بیچ میں نہ آئے ہم آزادانہ طواف کرلیں۔ سھیل نے کہا اللہ کی قسم عرب یہ کہیں گے کہ ہم مجبور ہو کر آپ لوگوں کو خود بلا کرلے آئے ہیں نہیں۔ (آپ لوگ اس سال واپس بغیر عمرہ اور طواف کے چلے جاؤ) اگلے سال آپ لوگ آکر کر لینا۔ اور سہیل نے یہ شرط بھی لکھی کہ ہم میں سے اگر کوئی آدمی تیرے پاس مدینے میں مسلمان ہو کر پہنچ جائے تو آپ ان کو واپس ہمارے حوالے کردیں گے مسلمانوں نے اس پر اعتراض کیا کہ سبحان اللہ کیسے مشرکین کے پاس واپس کردیا جائے گا حالانکہ مسلمان ہو چکا ہوگا۔ وہ لوگ اس طرح بحث کررہے تھے کہ عین اس وقت اچانک خود سہیل بن عمرو کا بیٹا ابوجندل بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا حضور اکرم ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر پہنچ گیا۔ وہ زیریں جگہ سے نکلتا ہوا آیا اور اس نے خود کو مسلمانوں کے آگے پھینک دیا۔ سھیل بن عمرو نے کہا اے محمد پہلا پہلا فیصلہ جس پر میں نے تم سے معاہدہ کیا ہے وہ یہی ہے کہ آپ ابوجندل کو واپس لوٹا دیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم اس کے بعد اپنے معاہدے کے خلاف نہیں کریں۔ ابوجندل کو رہنے دو مگر سہیل نہیں مانا اس نے کہا کہ اللہ کی قسم پھر تمہارے درمیان کوئی مصالحت نہیں ہے کسی بھی شرط میں ہمیشہ کے لئے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر ابوجندل کو میرے لیے پناہ دے دو (اس لئے کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس پہنچ گیا ہے) مگر سہیل نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کو تیرے لئے پناہ نہیں دوں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں مان جایئے اس نے کہا کہ نہیں میں ایسا نہیں کروں گا یہ سن کر مکرز نے کہا ہاں ہاں میں نے ابوجندل کو پناہ دی ہے۔ ابوجندل نے سنا تو اس نے کہا کہ اے مسلمانوں کی جماعت کیا میں مشرکین کی طرف واپس کردیا جاؤں گا؟ حالانکہ میں مسلمان ہو کر آچکا ہوں۔ کیا آپ لوگ دیکھتے نہیں کہ میں کس قدر اذیت سے دوچار ہو گیا ہوں۔ اس لئے کہا کہ وہ اللہ کی راہ میں سخت عذاب اور سزا میں مبتلا کیا گیا تھا۔

اس موقع پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرط جذبات میں آنا
اور رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کا حوصلہ دلانا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں میں نے کبھی شک نہیں کیا مگر اسی دن میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں میں اللہ کا نبی ہوں۔ میں نے کہا کہ کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں؟ اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے۔ عمرؓ نے کہا جب ہم حق پر ہیں تو پھر ہم اپنے دین میں کمزوریوں ہیں ہم کیوں جھک گئے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا وہ میرا مددگار ہے۔ میں نے پھر عرض کی کیا آپ ہمیں یہ بات نہیں بتایا کرتے تھے کہ بیشک ہم بیت اللہ میں آئیں گے اور ہم طواف کریں گے کیا یہ بات آپ سچی نہیں بتارہے تھے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں میں نے ہی تمہیں خبر دی تھی مگر کیا یہی کہا تھا کہ اسی سال کریں گے؟ میں کہا کہ نہیں یہ نہیں کہا تھا آپ نے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک تم بیت اللہ میں آؤ گے اور اس کے ساتھ طواف کروگے۔

حضرت عمر بن خطاب کا حضور اکرم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس فرط جذبات کا اظہار کرنا اور ابوبکر کا بعینیہ حضور اکرم ﷺ والا جواب دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میں نے کہا اے ابوبکر۔ کیا یہ (محمد ﷺ) اللہ کے برحق نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں سچے نبی ہیں۔ میں نے پوچھا کیا ہم لوگ حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے۔ میں نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کے معاملے میں کمزوری کیوں دے رہے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے جوان بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے وہی ان کا ناصر ومددگار ہے۔

تم اے عمر انہی کی رکاب کی مضبوطی سے پکڑ کر اسی سے چمٹے رہو حتی کہ تم اسی حال پر مرجاؤ۔ اللہ کی قسم بیشک وہ حق پر ہے۔ میں نے کہا کیا آپ ﷺ ہمیں یہی بات نہیں بتایا کرتے تھے کہ وہ عنقریب بیت اللہ میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ ابوبکر نے کہا جی ہاں یہی بات ہے۔ مگر کیا انہوں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ اسی سال یہ سب کچھ کرو گے؟ میں نے بتایا کہ نہیں۔ ابوبکر نے فرمایا کہ تو پھر (یقین رکھو) کہ تم بیت اللہ میں ضرور جاؤ گے اور ضرور طواف کرو گے۔

بظاہر ناکامی والے معاہدے سے مسلمانوں کی مایوسی ودل گرفتگی اور شدید غم وغصے کا اظہار کرنا اور حضور اکرم ﷺ کا اُم المؤمنین اُم سلمہ سے مشورہ کرنا

زہری کہتے ہیں کہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس بات کے لئے کئی اعمال کیے حضور اکرم ﷺ جب معاہدے کی تحریر سے فارغ ہوگئے تو آپ نے فرمایا۔ اٹھو اور قربانی کے اونٹ ذبح کر واس کے بعد سر منڈوا دو (یعنی عمرے کا جو احرام باندھا ہوا ہے وہ کھول دو) عمر کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی (یہ کام کرنے کے لئے) نہ اُٹھا حتی کہ حضور اکرم ﷺ نے تین بار یہی بات فرمائی۔ جب کوئی بھی (بوجہ ناراضگی ومایوسی) نہ اُٹھا ان میں سے تو حضور اکرم ﷺ اُٹھ کر اندر (خیمے میں) چلے گئے جا کر سیدہ ام سلمہ سے وہ کیفیت ذکر کی جو لوگوں کو پہنچی تھی اُم المؤمنین اُم سلمہ نے کہا۔ اے اللہ کے نبی کیا آپ یہی کام پسند کرتے ہیں؟ تو پھر آپ جائیں اور کسی سے ایک جملہ بھی نہ بولیں آپ جا کر اپنا قربانی کا جانور ذبح کریں اور اپنا حلق کرنے والے کو بلا کر سر منڈوا دیں۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ اُٹھے باہر جا کر انہوں نے کسی سے ایک جملہ بھی نہیں کہا بلکہ آپ نے ایسا ہی کام کیا۔ اپنے اُونٹ کو نحر کیا اور اپنے سر منڈنے والے کو بلا کر سر مونڈوایا صحابہ کرام نے جب یہ منظر دیکھا تو خود بخود اُٹھے اور انہوں نے بھی اپنے اپنے جانوروں کا نحر کرنا شروع کیا اور وہ ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔ مگر (مایوسی ودل گرفتگی کا یہ عالم تھا کہ) قریب تھا کہ ان میں سے بعض بعض کو قتل کر دیتا غم کی وجہ سے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے پاس مؤمنہ عورتیں آئیں (بیعت کے لئے) اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یاایھا الذین آمنوا اذا جاء کم المؤمنات مھاجرات۔ اے اہل ایمان جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں آئیں ہجرت کرنے والیاں۔ حتی کہ اس لفظ تک پہنچے۔ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ۔ (سورۃ ممتحنہ آیت۔۱)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس دن دو عورتوں کو طلاق دے دی تھی جو ان کی بیویاں تھیں اور مشرک میں تھیں۔ ان میں سے ایک نے معاویہ بن ابوسفیان سے شادی کر لی تھی اور دوسری نے صفوان بن اُمیّہ سے۔ اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ طیبہ واپس لوٹ آئے۔

ابوبصیر مسلمان ہو کر مدینہ پہنچ گیا قریش نے طلب کیا حضور اکرم ﷺ نے معاہدہ کی پاس داری کی

اس کے بعد آپ کے پاس قریش میں سے ابوبصیر مسلمان ہو کر پہنچ گئے۔ قریش نے اس کی تلاش میں دو آدمی بھیجے انہوں نے مدینہ پہنچ کر حضور اکرم ﷺ سے کہا آپ اپنا عہد پورا کریں جو ہم نے کیا تھا حضور اکرم ﷺ نے (معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے) ابوبصیر کو ان دو آدمیوں کے حوالے کر دیا۔ وہ اس کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ حتی کہ جب وہ مقام ذوالحلیفہ پر پہنچے تو وہ وہاں پر اُترے ان کے پاس کچھ پھل تھے وہ بیٹھے وہاں کھانے لگے۔ ابوبصیر نے ان میں سے ایک آدمی سے کہا کہ تیری تلوار تو بہت عمدہ ہے اللہ کی قسم مجھے تو بہت ہی عمدہ لگتی ہے۔ اس نے تلوار کو نیام سے باہر نکال کر دکھایا اور کہنے لگا کہ واقعی اللہ کی قسم یہ بہت ہی عمدہ تلوار ہے میں نے تو بار بار اس کا تجربہ کیا ہے۔ ابوبصیر نے کہا کہ دکھائیے ذرا میں بھی اس کو دیکھوں اس نے اس کے ہاتھ میں تھما دی اب اس کو اس پر قدرت حاصل ہو گئی تو اس نے اس پر وار کر کے اس کو ٹھنڈا کر دیا اور دوسرا بھاگ گیا وہ سیدھا مدینے جا پہنچا دوڑتا ہوا مسجد میں داخل ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کو جب اس حال میں دیکھا تو فرمایا کہ یہ اس نے خطرناک امر دیکھا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو کہنے لگا اللہ کی قسم میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے۔ اور میں بھی قتل ہونے والا ہوں۔ (ہوتے ہوتے بچا ہوں) کہتے ہیں پیچھے پیچھے ابوبصیر بھی پہنچ گئے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم اے اللہ کے نبی! اللہ نے آپ کا ذمہ پورا کر دیا ہے۔ آپ نے تو مجھے ان کے پاس واپس بھیج دیا تھا پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ویل ہو اس کی ماں مُسعِر بن حرب (یعنی جنگ بھڑکانے والا)۔ اس نے جب یہ سنا تو سمجھ گیا کہ حضور اکرم ﷺ اس کو دوبارہ واپس لوٹا دیں گے۔ لہٰذا وہ وہاں سے نکل کر مقام سیف البحر پہنچ گیا۔

ابوبصیر اور ابوجندل کا ملنا اور قریش کے لئے نئی مصیبت بنانا

ابوبصیر البحر میں پہنچا تو ابوجندل بن سہیل بھی اس کے ساتھ ہو گیا۔ اس کے قریش میں سے جو بھی مسلمان ہو جاتا وہ بھاگ کر ابوبصیر اور ابوجندل کے پاس پہنچ جاتا اس طرح انہوں نے اچھی خاصی مضبوط جماعت بنالی۔ اللہ کی قسم وہ جب سنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کی طرف رُوانہ ہوا ہے تو وہ اس کا راستہ روک کر ان کو قتل کر دیتے اور ان کے مال چھین لیتے۔

قریش نے مجبور ہو کر اپنے مذکورہ معاہدے میں خود ترمیم کی

چنانچہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے پاس نمائندہ بھیجا انہوں نے ان کو اللہ کی قسم دی اور رحم وقرابت داری کے واسطے دیکر التجا کی کہ ہم میں سے جو بھی مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے گا اس کو ہمارے پاس واپس بھیجیں گے تو ان کو ہماری طرف سے امان ہو گی۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ ان کی طرف بھیج دیا۔ جو اللہ نے آیت نازل فرمائی۔

وهو الذی کف ایدیهم عنکم وایدکم عنهم

کہ وہی ذات اللہ ہی تو ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکا تھا۔ (سورۃ الفتح: آیت ۲۴)

حتی کہ اس لفظ تک پہنچے۔ حمیّة الجاهلية۔ جاہلیت کی غیرت وحمیة سے مراد (جس کا ان الفاظ میں ذکر ہے) وہ مشرکین کی وہ عزت تھی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اقرار نہیں کیا تھا۔ اور انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اقرار بھی نہیں کیا تھا۔ اور وہ مسلمانوں اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے تھے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے اس نے عبدالرزاق سے۔

(بخاری۔ کتاب الشروط۔ فتح الباری ۵/۳۲۹)

اوراس روایت کے لئے حدیبیہ کے قصے کے بارے میں کئی شواہد موجود ہیں۔اس میں کئی کئی اضافے ہیں جنہیں ہم انشاءاللہ متفرق ابواب میں تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سیدھے راستے کی توفیق عطا فرمانے والے ہیں۔

ہمیں خبر دی ابوالحسین نے علی بن احمد بن عمر بن حمانی مقری نے بغداد میں۔ان کو خبر دی اسماعیل بن مسللی بن اسماعیل خطمی نے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو عبداللہ بن معاذ سے ان کو ان کے والد نے ان کو قرہ نے ابوزبیر سے اس نے جابر سے اس نے نبی کریم ﷺ سے آپ نے فرمایا جو شخص ثنیۃ المرار پر چڑھے بیشک اس سے اتنے گناہ معاف ہونگے جتنے بنی اسرائیل کے معاف ہوئے تھے۔ چنانچہ پہلا شخص جو جبل بنوخزرج پر چڑھا وہ اس کے بعد لوگ مسلسل یہی عمل کرنے لگے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے سب لوگ بخشے ہوئے ہیں مگر سرخ اونٹ والا (وہ جد بن قیس منافق تھا) ہم نے اس سے کہا تم آجاؤ رسول اللہ ﷺ تیرے استغفار کریں اس نے کہا اللہ کی قسم اگر مجھے میرا گمشدہ اونٹ واپس مل جائے تو مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہوگی اس سے کہ تم لوگوں کا ساتھی میرے لیے استغفار کرے اچانک دیکھا تو وہ اپنا گم شدہ اُونٹ تلاش کر رہا ہے (یعنی واقعتہً اس کا وہ سرخ اُونٹ گم ہوگیا تھا)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے۔(مسلم۔کتاب المنافقین۔حدیث ۱۲ ص ۲۱۴۴)

باب ۹۱

حُدیبیہ کے کنویں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا دعا فرمانا اور اس بارے میں دلائل نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو عبداللہ بن رجاء نے ان کو خبر دی اسرائیل نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعمرو نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے۔ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے اس نے ابواسحٰق سے اس نے براءؓ سے وہ کہتے ہیں کہ تم لوگ فتح شمار کرتے ہو فتح مکہ کو یقیناً فتح مکہ فتح بھی فتح تھی جب کہ ہم لوگ فتح بیعۃ الرضوان یوم حدیبیہ کو شمار کرتے ہیں ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ چودہ سو افراد تھے۔اور حدیبیہ ایک کنواں تھا ہم نے اس کا پورا پانی کھینچ لیا تھا ہم نے اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا تھا۔نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ کنویں پر تشریف لائے اور اس کی دیوار پر بیٹھے اور آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا آپ نے وضو کیا پھر کلی کی اور دعاء فرمائی اس کے بعد اس پانی کو اسی کنویں کے اندر انڈیل دیا اور تھوڑی سی دیر اس کو اسی حال پر چھوڑ دیا اس کے بعد ہم نے اور ہمارے قافلوں نے اس میں سے پانی نکالنا شروع کر دیا۔

(۲) یہ الفاظ میں حدیث عبداللہ کے اور ابن رجاء کی ایک روایت میں اسی کی مثل ہیں۔قول بیعۃ الرضوان تک کہتے ہیں۔ہم لوگ حدیبیہ والے دن اُترے تھے یہ کنواں تھا۔ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ اس کا پورا پانی کھینچ چکے تھے انہوں نے اس میں ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا تھا یہ بات حضور اکرم ﷺ سے ذکر کی گئی آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اس سے پانی کھینچا گیا پھر اس میں سے آپ نے اپنے منہ سے پانی لیا کلی بھر کر کنویں کے اندر ڈالدی اور اللہ سے دعا کی لہٰذا اس کا پانی کثیر ہوگیا (حضور اکرم ﷺ کی دعاء کی برکت سے اور کلی والے پانی کی برکت سے) حتیٰ کہ ہم لوگوں نے استعمال کیا اور ہماری سواریوں نے بھی اور ہم لوگ چودہ سو کی تعداد میں تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن موسیٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۵۰۔ فتح الباری ۷/۴۴۱)
اور اس نے اس کو نقل کیا ہے حدیث زہیر بن معاویہ سے بھی اس نے ابو اسحٰق سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے حسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ھشام بن علی نے ان کو ابن رجاء نے احمد کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تمتام نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ بن عمار نے اس نے ایاس بن سلمہ بن اُکوع سے وہ کہتے ہیں کہ اس نے کہا ہمیں خبر دی ہے ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام میں آئے تھے اور ہم چودہ سو افراد تھے۔ حدیبیہ میں بچاس بکریاں تھی جو اس کے پانی سے سیر نہ ہوئی تھیں (یعنی پانی اس قدر کم تھا کہ اس کو سیراب نہ کرسکتا تھا) کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس کے کنارے پر جا بیٹھے۔ یا تو آپ نے دعا فرمائی۔ یا اس میں تھوک کر لعاب دہن ڈالا۔ لہٰذا اس کا پانی جوش مارنے لگا۔ لہٰذا ہم نے خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

یہ الفاظ حدیث بن عبداللہ بن رجاء کے ہیں۔ اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ایک اور طریق سے عکرمہ بن عمار سے۔
(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۲ ص ۱۴۳۳)

حضور اکرم ﷺ کی ترکش کے تیر سے قلیب حدیبیہ سے خوشگوار پانی اُبلنا

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں یہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکر نے ان کو ابن اسحٰق نے ان کو حدیث بیان کی ہے زہری نے عروہ بن زہر سے اس نے ہروان بن حکم سے اور مسور بن مخرمہ سے ان دونوں نے اس کو حدیث بیان کی ہے اکٹھے یہ کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے آپ بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کر رہے تھے۔ جنگ کرنے کا ارادہ نہیں کر رہے تھے (مسور ے) حدیث ذکر کی ہے اور اس میں اس نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو اُترو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس وادی میں تو پانی نہیں ہے کہ لوگ اس پر اُتریں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا اور وہ ان کے اصحاب میں سے ایک آدمی کو دیکھ کر فرمایا ان قلیبوں اور کنوں میں سے بعض میں اتر جا اور اس تیر کو اس کے پیٹ میں گاڑ کے دیکھ۔ اس نے گاڑا تو پانی ابلنے لگا سیراب کرنے والا حتی لوگوں نے وہاں پر اونٹوں کا پڑاؤ قائم کرلیا۔

حضور اکرم ﷺ کے وضو، کلی کے پانی آپ کی ترکش کے تیر اور آپ کی دعاء کی برکت سے پانی جوش مارنے لگا

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو جعفر بغدادی نے ان کو ابو علاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے اس کو ابو الاسود نے وہ کہتے ہیں کہ عروہ نے کہا اور حضور ﷺ کی روانگی کا ذکر کیا اور کہا کہ ادھر سے مکے سے قریش روانہ ہوئے اور وہ حضور اکرم ﷺ سے پہلے مقام بلدح میں اور پانی کے مقام پر پہنچ گئے اور انہوں نے اس جگہ پر پڑاؤ ڈال لیا حضور اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ اس جگہ پر پہلے سبقت ہوگئی ہے تو آپ ﷺ نے مقام حدیبیہ میں پڑاؤ ڈالا شدید گرمی میں۔ وہاں ایک کنواں کے سوا کوئی کنواں اور نہیں تھا۔ لہٰذا ان لوگوں کو پیاس کا خطرہ محسوس ہوا لوگ بہت سارے تھے۔ اس میں کچھ مرد اترے اور وہاں پانی چیک کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا۔ آپ نے ڈول میں وضو کیا اور اسی میں منہ سے کلی ڈالی۔ اور اس کے ساتھ کلی بھری پھر حکم دیا کہ وہ پانی کنویں میں انڈیل دیا جائے اور پھر اپنی ترکش سے تیر نکالا اور اس کو کنویں کے اندر ڈال دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی جس سے پانی اُبلنے لگا حتی کہ وہ لوگ اپنے ہاتھوں کے ساتھ اس میں سے چلو بھرنے لگے حالانکہ وہ کنویں کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔

(٦) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس رحم نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بعض اھل علم نے بنو اسلم کے کچھ جوانوں سے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کی ذمہ داری سنبھالتے تھے۔ جب کہ بعض اھل علم نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کا تیر ساتھ لے کو کنویں میں اترا تھا وہ میں ہی تھا جب کہ قبیلہ اسلم والوں نے شعر کہے تھے ناجیہ جن کو کہا کرتے تھے اسلم نے گمان کیا ہے کہ انصاری ایک لڑکی اپنا ڈول لے کر آئی تھی جب کہ ناجیہ کنویں کے اندر لوگوں کے لئے ڈول بھر رہے تھے اس وقت اس لڑکی نے کہا تھا۔

یاایھا المائع دَلْویَ دونکا انی رئیت الناس بحمدونکا

یُثون خیرا وبمجدونکا

اے پانی کے ڈول بھرنے والے میں دیکھتی ہوں کہ تیرے پیچھے لوگ تیری تعریف کرر ہے ہیں تیرے بارے میں اچھی باتیں کرر ہے ہیں اور تیری بزرگی اور مجد بیان کرر ہے ہیں اس وقت ناجیہ نے لوگوں کے لئے قلیب میں سے پانی بھرتے ہوئے کہا تھا۔

قد علمت جارية بمانية انی انا المائح واسمی جاجیه

وطعنة ذات رشاش واهية طعنتها تحت صدور العادية

تحقیق اس مبارک وشریف لڑکی نے یہ جان لیا ہے کہ میں پانی بھرنے والا ہوں اور میرا نام ناجیہ ہے قسم ہے نیزے کی اور پانی ٹپکانے والے ڈول کی جو ست روی سے ٹپکتی ہے وہ نیزہ جس کو میں نے دوڑنے والے گھوڑے کے سینوں کے نیچے سے کھونپا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۷۔۲۶۸۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۶۵)

عمامہ رسول کنویں میں بھیجنے کا ذکر

اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ کنویں میں جو شخص اترا تھا وہ خلاّد بن عباد غفاری تھے رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا عمامہ مبارک دے کر کنویں میں اتارا تھا اس نے اس کو کنویں میں پھیرا تھا لہٰذا پانی کثیر ہو گیا تھا حتی کہ لوگ سیر ہو گئے تھے۔ اور یہ بھی کہا ہے کنویں سے پانی بھرنے والا ناجیہ بن جندب اسلمی تھا۔ (الدررلا بن عندا ۱۸ھ۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۶۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۶۵)

خلاّد بن عبّاد غفاری کے کنویں میں اُترنے کا ذکر

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سواری سے اُترے تو لوگوں نے عرض کی کہ ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا اور حکم دیا کہ اس کو قلیب (کنویں) میں رکھ دیا جائے اس میں پانی نہیں تھا۔ پھر لوگ سیر ہو گئے تھے۔ حتی کہ انہوں نے اونٹنیوں کا پڑاؤ ڈال دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کون ہے جو کنویں میں اُتر جائے؟ لہٰذا خلاّد بن عباد غفاری اُتر گئے تھے اس نے اس کو مذکور کی مثل ذکر کیا ہے۔

☆☆☆

باب ۹۴

حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی جاری ہونا

جس وقت آپ کے اصحاب کے لئے پانی نہیں تھا نہ ہی وضو کے لئے اور نہ ہی پینے کے لئے درست بات یہ ہے کہ یہ واقعہ عام الحدیبیہ میں ان کی واپسی کے موقع پر ہوا تھا جب حضور اکرم ﷺ نے ان کے زادِ راہ میں برکت کی دعا فرمائی تھی۔ یہ دلائل نبوت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ان کو شعبہ نے عمرو بن مُرّہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سالم بن ابوالجعد سے شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے یوم شجرہ والے دن؟ اس نے بتایا کہ ہم لوگ ۱۵۰۰ پندرہ سو تھے اور انہوں نے اس پیاس کا ذکر بھی کیا جو ان کو لاحق ہوئی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن میں پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اسی میں رکھ دیا چنانچہ پانی آپ کی اُنگلیوں سے ایسے نکلنے لگا جیسے کہ وہ چشمے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے پانی پیا اور زیادہ پیا جب کہ وہ ہمیں پورا ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی ہمیں پورا ہو جاتا تاہم لوگ ڈیڑھ ہزار تھے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۵۲۔ فتح الباری ۴۴۱/۷۔ مسلم۔ کتاب المغازی)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمر بسطامی نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمران بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان بن ابوشیبہ نے ان کو عبدالعزیز بن مسلم نے ان کو حصین نے اس نے سالم بن ابوالجعد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے اس نے کہا کہ حدیبیہ والے دن لوگ پیاسے ہو گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے وضو کے پانی کا برتن رکھا ہوا تھا آپ اس سے وضو کر رہے تھے۔ اچانک لوگ حضور اکرم ﷺ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔ اور نہ ہی وضو کرنے کے لئے ہے۔ بس یہی پانی ہے جو آپ کے سامنے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن کے اندر رکھ لیا اور پانی آپ کی اُنگلیوں کے بیچ سے زور سے نکلنے لگا چشموں کی مثل کہتے ہیں کہ انہوں نے اس سے پیا اور وضو کیا۔ سالم کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے بتایا اگر ہم سو ہزار ہوتے تو بھی ہمیں کافی ہو جاتا اس وقت ہم لوگ ڈیڑھ ہزار افراد تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے عبدالعزیز سے۔ (فتح الباری ۵۸۱/۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابواحمد حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن حسین خثعمی نے ان کو ابوکریب نے ان کو محمد بن فضیل نے ان کو حصین نے اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکورہ حدیث کی مثل علاوہ ازیں انہوں نے یہ کہا ہے کہ پانی حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان جوش مانے لگا مثل چشموں کے سو ہم نے پیا اور وضو کیا۔ اس کے بعد اس کو ذکر کیا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یوسف بن عیسیٰ نے اس نے محمد بن فضیل سے۔ (فتح الباری ۴۴۱/۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے ان کو جریر نے اعمش سے ان کو سالم بن ابوالجعد نے جابر بن عبداللہ سے یہ حدیث وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تحقیق صلوٰۃ عصر کا وقت ہو چکا تھا اور ہمارے پاس پانی بالکل نہیں تھا سوائے تھوڑے سے

بچے ہوئے کے۔ وہ پانی برتن میں ڈالدیا گیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پانی میں ڈال دیا اور اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور فرمایا کہ وضو کرنے والے آجاؤ اور برکت اللہ کی طرف سے ہوگی۔ کہتے ہیں کہ میں نے پانی کو دیکھا آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ لوگوں نے وضو کیا اور پی بھی لیا۔

جابر کہتے ہیں کہ میرے پیٹ میں جو آسکتا تھا میں نے اس میں کوئی کمی نہ کی تھی۔ میں نے جان لیا کہ وہ برکت تھی۔ سائل کہتے ہیں کہ میں نے جابر سے کہا تم لوگ اس دن کتنے تھے اس نے بتایا کہ ایک ہزار چار سو افراد تھے۔ (بخاری۔ کتاب الاشربہ۔ حدیث ۵۶۳۹۔ فتح الباری ۱۰/۱۰۱)

بخاری نے اس کو روایت کیا قتیبہ بن سعید سے اس نے جریر سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو زیاد بن خلیل نے ان کو مسدد نے ان کو ابوعوانہ نے اسود بن قیس نے اس نے نبیح عنزی سے وہ کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ ہم نے غزوۂ کیا تھا یا کہا تھا کہ ہم نے سفر کیا تھا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہم اس دن ایک ہزار سے زیادہ تھے چنانچہ نماز کا وقت ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا لوگوں کے پاس وضو کا پانی ہے؟ چنانچہ ایک آدمی ڈورتا ہوا آیا وہ ایک پانی کا برتن لایا اس میں کچھ پانی تھا لوگوں کے پاس اس کے علاوہ پانی نہیں تھا رسول اللہ ﷺ نے اس پانی کو ایک پیالے میں انڈیل دیا آپ نے وضو کیا اور احسن طریقے سے کیا اس کے بعد واپس ہٹے اور پیالہ چھوڑ دیا۔

کہتے ہیں کہ لوگ اس پیالے کے اوپر چڑھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وضو کرو وضو کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں یہ کہتے سُنا تو فرمایا کہ تم لوگ اسی حالت پر رہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلی مبارک پانی اور پیالے میں رکھ دی اور کہنے لگے سبحان اللہ پھر فرمایا کہ وضو کامل کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔ البتہ تحقیق میں نے دیکھا کہ پانی کے چشمے رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان سے نکل رہے تھے انہوں نے اس برتن کو نہ اُٹھایا حتی کہ سب کے سب لوگ فارغ ہو گئے۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت اور ہاتھوں کی برکت چودہ سو صحابہ نے ایک پیالہ بھر پانی سے وضو کیا

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو احمد بن یوسف نے ان کو نضر بن محمد نے ان کو عکرمہ بن عمار عجلی نے ان کو ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے ایک غزوۂ سے ہمیں سخت مشقت پہنچی تھی۔ حتی کہ ہم نے ارادہ کر لیا تھا کہ ہم بعض اپنی سواریوں کو ذبح کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے مزاد (مراد توشہ دین ہے) جمع کریں۔

(نوٹ) : مِزَاوُدَنَا۔ مراد ہے توشہ دان ہم نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک دستر خوان بچھا کر چمڑے کے بچھونے پر لوگوں کے سامان کو جمع کر دیا کہ میں نے دراز کیا تا کہ میں تمہیں اسی پر جمع کروں میں نے اس کو جمع کیا جیسے بکریاں اپنے باڑے میں جمع ہوتی ہیں ہم لوگ چودہ سو افراد تھے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے کھایا حتی کہ خوب شکم سیر ہو گئے تھے اور ہم نے اپنی اپنی اُنگلیاں بھر لیں۔ پھر نبی کریم انے فرمایا۔ کیا کوئی وضو کرنے کا برتن ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کا لوٹا وضو والا لے کر آیا ذرا سا پانی تھا اس نے اس کو ایک پیالے میں انڈیل دیا ہم سب نے یعنی چودہ سو افراد نے اس ہی سے وضو کیا ہم میں ایک ایک اس کو انڈیلتا رہا۔ وہ کہتے اس کے بعد آٹھ افراد آئے انہوں نے کہا کہ کیا وضو کا پانی ہے رسول اللہ انے فرمایا پورا ہو گیا ہے وضو کا پانی۔ یہ الفاظ حدیث نضر کے ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے احمد بن یوسف سے۔

نبی کریم ﷺ کا کھانے کا بقیہ سامان جمع فرما کر برکت کی دعا کرنا اور اس میں برکت ہونا

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد فضل شعرانی نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس آ گئے تھے تو آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے بات چیت کی اور کہا کہ ہم لوگ انتہائی مشقت میں واقع ہو گئے ہیں اور لوگوں میں سواری کا اونٹ ہے آپ اس کو ذبح کر دیں تا کہ ہم اس کا گوشت کھائیں اور اس کی چربی لے جائیں۔ اور اس کے چمڑوں سے جوتے بنائیں۔ عمر بن خطاب نے خود فرمایا نہیں ایسا نہ کریں یا رسول اللہ ﷺ بیشک اگر لوگوں کے پاس زیادہ سواروں کے جانور ہونگے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے چمڑے کے دستر خوان پھیلاؤ اور اپنی بوریاں یعنی پوٹلیاں کھولو انہوں نے ایسے ہی کیا۔

پھر فرمایا کہ جس کے پاس کچھ بقیہ طعام یا کچھ توشۂ سفر بچا ہوا ہو اس کو یہاں پر پھیلا دے (سب لوگوں نے بقیہ سامان پھیلا دیا) اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی پھر فرمایا اپنے اپنے برتن یا سانچے وغیرہ قریب لاؤ (لہٰذا وہ لوگ قریب آئے اور) انہوں نے لے لیا جس قدر اللہ نے چاہا۔ نافع بن جبیر یہ حدیث بیان کرتے تھے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث اسماعیل کے اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے کیا مجھے یہ حدیث بیان کی تھی نافع بن جبیر نے۔

(۸) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو یحییٰ بن سُلیم طائفی نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے اس نے ابوالطفیل سے اس نے عبداللہ بن عباس سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب پڑاؤ کیا آپ قریش کی صلح میں سے گذر چکے تو اصحاب نبی نے کہا یا رسول اللہ کہ اگر ہم اپنے جانور ذبح کرتے اور ہم ان کے گوشت کھاتے چربیاں استعمال کرتے شوربا پیتے اگلے دن جب ہمارے اوپر صبح ہوئی تو پھر ہم علی الصبح اس کے پاس پہنچ گئے ہمارے ساتھ کافی لوگ تھے (پھر ہم نے اجازت چاہی تو آپ نے منع کرتے ہوئے فرمایا) کہ نہیں جانور ذبح نہ کرو بلکہ میرے پاس وہ بقیہ لے آؤ جو تمہارے زادِ سفر میں سے کچھ بچ رہا ہے۔ صحابہ نے چمڑے کا بچھونا بچھایا۔

اور اس پر بچا ہوا زادِ سفر لا کر انڈیل دیا جو کچھ ان کے پاس بچا ہوا تھا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس میں سے کھایا حتی خوب سیر ہو گئے یہاں تک کہ ان کی کوکھ نکل آئیں شکم سیر ہو جانے کی وجہ سے۔ پھر انہوں نے اس کھانے کو لپیٹ لیا بچے ہوئے کو جو کچھ بچ گیا تھا اس کے زادِ راہ میں سے اپنی اپنی تھیلیوں میں۔ (مسلم۔ کتاب اللقطہ۔ حدیث ۱۹ ص ۱۳۵۴)

باب ۹۳

ذکر اس بیان کا کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے

پانی رواں دواں ہونا ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ہوا تھا اور آپ کی دعاء کی برکت سے کنویں کا پانی زیادہ ہونا تو آپ ﷺ کی عادت بن گیا تھا اور یہ دونوں باتیں واضح دلیل ہیں دلائل نبوت میں سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوذکریا بن ابو اسحٰق مزکی نے آخر میں انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے ان کو خبر دی شافعی نے ان کو خبر دی مالک نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو

فضل بن حباب نے ان کو عبداللہ کعنبی نے ان کو مالک نے ان کو اسحٰق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس وقت نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا لوگوں نے وضو کا پانی تلاش کیا مگر نہ پایا اس کو۔ لہٰذا وضو کے پانی کا برتن لایا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ لیا۔ اور لوگوں سے فرمایا کہ وہ اس میں سے وضو کرنا شروع کر دیں کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے اُبل رہا تھا سب لوگوں نے وضو کیا حتیٰ کہ آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے قعنبی سے۔ بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۳۔ فتح الباری ۵۸۰/۶)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث معین سے اور ابن وہب سے اس نے مالک سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۵ ص ۱۷۸۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو مسدد نے ان کو حماد بن زید نے ثابت سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابویعلیٰ نے ان کو ابوربیع نے ان کو حماد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ثابت بن انس نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے پانی منگوایا چنانچہ پانی کا ایک بڑا پیالہ آپ کے پاس لایا گیا لوگوں نے اس میں سے وضو کرنا شروع کیا۔ میں نے ستر سے اسی آدمیوں تک کا اندازہ خیال کیا۔ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھتا رہا آپ کی اُنگلیوں سے جوش مار رہا تھا۔ یہ الفاظ حدیث ابوربیع کے ہیں۔

(۳) اور مسدد کی ایک روایت میں ہے (پیالہ کے بجائے) اِنَاءٍ مِن مَاءٍ پانی کا برتن لایا گیا اور ایک بڑا پیالہ لایا گیا اس میں کچھ پانی تھا۔ آپ نے اپنی اُنگلیوں کو اس میں رکھ دیا انس فرماتے ہیں کہ میں پانی کو دیکھ رہا تھا وہ آپ کی اُنگلیوں کے بیچ سے جوش مار رہا تھا۔ انس فرماتے ہیں میں نے اندازہ کیا تھا ان لوگوں کا جنہوں نے وضو کیا تھا ستر سے اسی کے درمیان۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (بخاری۔ کتاب الوضو۔ حدیث ۲۰۰۔ فتح الباری ۳۰۴/۱)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ربیع سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۷۸۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد اور دباری نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابواحمد قاسم بن ابوصالح ہمذانی نے ان کو ابراہیم بن حسین بن دیزل نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو ان کے بھائی نے سلیمان بن بلال سے اس نے عبداللہ بن عمر سے اس نے ثابت بنانی سے اس نے انس بن مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قباء کی طرف نکلے ان لوگوں کے کسی گھر سے ایک چھوٹا پیالہ لایا گیا کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس پیالے میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو وہ (اتنا چھوٹا تھا کہ) پیالے میں آپ کے ہاتھ کی گنجائش نہیں تھی بلکہ چھوٹا پڑ گیا۔

لہٰذا آپ نے اپنی چاروں اُنگلیاں اس کے اندر داخل کر لیں تو انگوٹھے کو داخل نہ کر سکے پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم آجاؤ پینے کے لئے انس فرماتے ہیں میری دونوں آنکھوں نے دیکھا کہ پانی آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے جوش مار رہا ہے لوگ مسلسل پیالے کے پاس آتے رہے حتیٰ کہ سب کے سب سیر ہو گئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۹۴/۶)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو محمد بن فرج نے ان کو عبداللہ بن بکر سہمی نے ان کو حمید نے انس سے وہ کہتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ جن کا گھر قریب تھا وہ وضو کرنے گھر چلے گئے۔ اور کچھ لوگ باقی رہ گئے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک پتھر کا ٹب لایا گیا اس میں پانی تھا برتن اس سے چھوٹا پڑ گیا کہ آپ ﷺ اس کے اندر ہاتھ پھیلا سکیں۔ سب لوگوں نے اس ہی سے وضو کیا ہم نے پوچھا کہ وہ لوگ کتنے ہو نگے اس نے بتایا کہ اسّی یا اس سے زیادہ تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن منیر سے اس نے عبداللہ بن بکر سہمی سے۔

(بخاری۔ کتاب الوضو۔ حدیث ۱۹۵۔ فتح الباری ۳۰۱/۱۔ کتاب المناقب۔ فتح الباری ۵۸۱/۶)

(٦) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر احمد بن اسحٰق بن ایوب فقیہ نے ان کو ابوا عثی نے ان کو عبدالرحمٰن بن مبارک نے ان کو جریر نے وہ کہتے ہیں انہوں نے سنا حسن سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی انس بن مالک نے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے بعض مقاصد کے لئے کسی مقام پر نکلے آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب بھی تھے آپ چلتے چلے گئے نماز کا وقت ہوگیا اور ان لوگوں نے وضو کرنے کے لئے پانی نہ پایا ان لوگوں میں سے ایک آدمی چلا گیا اور کہیں سے پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر آ گیا حضور اکرم ﷺ نے اس کو لے کر وضو کرنا شروع کیا اس کے بعد آپ نے اپنی چاروں انگلیوں کو اپنے قدم پر پھیرا پھر لوگوں سے کہا آ جاؤ وضو کر لہٰذا سب لوگوں نے وضو کیا حتی کہ جو جو وضو کرنا چاہتے تھے سب نے کر لیا حضرت انس سے پوچھا گیا کہ کتنی تعداد میں تھے انہوں نے فرمایا کہ ستر یا اس کے قریب قریب تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدالرحمٰن بن مبارک سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ فتح الباری ٦/٥٨١)

مذکورہ روایات پر امام بیہقی کا تبصرہ

١۔ یہ روایات (مذکورہ) جو حضرت انس سے مروی ہیں، مناسب یہ ہے کہ سب کی سب ایک ہی واقعہ سے متعلق خبر ہوں اور یہ اس وقت ہوا جب حضور اکرم ﷺ قباء کی طرف نکلے تھے۔

٢۔ اور قتادہ کی روایت حضرت انس سے جو ہے اس کے بارے میں مناسب یہ ہے کہ وہ کسی اور واقعہ کے بارے میں خبر ہو۔ واللہ اعلم۔ قتادہ والی روایت درج ذیل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل حسن بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے ان کو عبدالوھاب بن عضاء سے ان کو خبر دی سعید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ان کو علی بن حمشاذ عدل نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو ابوموسیٰ نے ان کو محمد بن جعفر نے ان کو سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ سے اس نے انس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ مقام زوراء میں تھے (مدینے میں بازار کے پاس مسجد) آپ نے پیالہ پانی کا منگوایا اور اپنا ہاتھ مبارک میں رکھا۔ تو پانی آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے اُبلنے لگا اور آپ کی اُنگلیوں کے پوروں سے حتی کہ سب لوگوں نے وضو کر لیا ہم نے انس سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے انہوں نے کہا کہ تین سو کے قریب تھے ابوموسیٰ کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوموسیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ٧ ص١٧٨٣)

اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابن المرر سے اس نے سعید سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ٣٥٨٢۔ فتح الباری ٦/٥٨٠)

اور ہشام دستوائی نے روایت کیا ہے قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مقام زوراء میں تھے اور زوراء مدینے میں بازار و مسجد کے پاس تھا آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور آپ نے اپنی ہتھیلی اس کے اندر رکھ دی لہٰذا آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی اُبلنے لگا لہٰذا آپ کے اصحاب نے سب نے وضو کیا میں نے انس سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ وہ لوگ کتنے تھے اس نے بتایا کہ تین سو کے قریب تھے۔

(٧) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو معاذ بن ہشام نے ان کو ان کے والد نے پھر اس نے مذکور کو ذکر کیا مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعسان مسمعی سے اس نے معاذ سے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ٦ ص١٧٨٣)

(٨) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عبدل نے بغداد میں ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن اسحٰق طیبی نے ان کو خبر دی ابوعلی بشر بن موسیٰ بن صالح بن شیخ بن عمیرہ اسدی نے ان کو مقری یعنی عبداللہ بن یزید نے ان کو عبدالرحمٰن بن زیاد نے ان کو زیاد بن نعیم حضرمی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زیادہ بن حارث صبدائی صاحب رسول سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے ان سے اسلام کی بیعت کی۔ پھر اس نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کے ساتھ اسلام کی بیعت کی۔ آگے اس حدیث کو

(مفصل) ذکر کیا (یعنی حدیث بیان کرتے گئے) حتیٰ کہ یہاں تک پہنچے کہ یوں کہا۔ کہ پھر رسول اللہ ﷺ اول رات میں روانہ ہوئے بشر نے کہا یعنی شروع رات میں چل پڑے میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ رہنے لگا۔ میں طاقتور تھا جب کہ آپ کے اصحاب کٹ جاتے اور آپ سے پیچھے رہ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ نہ باقی رہا آپ کے ساتھ کوئی ایک شخص بھی میرے سوا جب صبح کی اذان کا وقت ہوگیا آپ نے مجھے حکم دیا میں نے آذان کہی۔ اور میں نے یہ کہنا شروع کیا میں اقامت کہوں یا رسول اللہ مگر رسول اللہ ﷺ مشرق کے کونے کی طرف فجر کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ فرماتے کہ نہیں حتیٰ کہ جب فجر طلوع ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ اترے اور قضائے حاجت کی پھر لوٹے میری طرف اتنے میں آپ کے (پیچھے رہ جانے والے) اصحاب بھی پیچھے سے پہنچ گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کیا پانی ہے اے بھائی صُداء؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ مگر تھوڑا سا ہے۔ جو کہ آپ کو کفایت نہیں کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس کو برتن میں ڈال کر میرے پاس لے آؤ میں برتن میں ڈال کر لے آیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس پانی کے اندر رکھدیا۔ صدائی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مجھے اپنے آپ سے شرم آتی ہے تو ہم پلاتے اور پیتے میرے اصحاب میں اعلان کردو کہ جس کو پانی کی حاجت ہو اگر (ضرورت پوری کرے) میں نے ان لوگوں میں اعلان کردیا ان میں سے جس جس کو ضرورت تھی اس نے لے لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے۔ بلال نے اقامت پڑھنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا کہ بیشک بھائی صُدآء نے اذان پڑھی تھی جس شخص نے اذان دی ہو وہی اقامت کہتا ہے۔ پھر راوی نے آگے حدیث ذکر کی۔ اور اسی ثناء میں کہا تھا کہ ہم نے کہا اے اللہ کے نبی بیشک ہمارا ایک کنواں ہے اس کا پانی ہمیں سردیوں میں کافی ہوجاتا ہے۔ اور اس پر جمع رہتے ہیں اور جب گرمیاں آتی ہیں تو اس کا پانی کم ہوجاتا ہے۔

لہٰذا ہم لوگ یہاں متفرق اور الگ الگ ہوجاتے ہیں ہمارے اردگرد جہاں دیگر پانی کے چشمے موجود ہیں۔ اب جب کہ ہم لوگ مسلمان ہوگئے ہیں تو ہمارے اردگرد جتنے لوگ ہیں وہ ہمارے دشمن ہوگئے ہیں آپ ہمارے لیے کنویں کی بابت دعا فرمائیں۔ کہ اس کا پانی ہمیں سیراب کرتا رہے اور ہم اس پر اکھٹے رہیں ہم متفرق نہ ہوں الگ الگ نہ ہوں لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے سات کنکریاں منگوائیں آپ نے ان کو ان کے ہاتھ تحریک دی اُلٹ پُلٹ کیا اور ان کے اوپر دعا فرمائی (یا دعا پڑھی) اس کے بعد فرمایا کہ یہ کنکریاں لے جاؤ جب تم لوگ کنویں پر آؤ تو تم لوگ بسم اللہ پڑھ کر (اللہ کا نام لے کر) ایک ایک کر کے کنویں میں ڈال دینا۔ صُدائی نے فرمایا کہ ہم نے اسی ترکیب کے ساتھ وہ کنویں میں ڈالدیں جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ لہٰذا ہمیں اس کنویں کی گہرائی نظر نہ آسکی۔

(ترمذی۔ حدیث ۱۹۹ ص ۱/۳۸۳۔۳۸۵۔ ابوداؤد۔ حدیث ۵۱۴ ص ۱/۱۴۲۔ ابن ماجہ۔ کتاب الاذان۔ حدیث ۷۱۷ ص ۱/۲۳۷۔ مسند ۴/۱۶۹)

(اس روایت کی تفصیل اصل کتاب دلائل النبوت جلد چہارم ص ۱۲۶، ۱۲۷۔ حاشیہ ۱۵، ۱۶ پر ملاحظہ کریں)۔

(۹)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ابواُمیہ یعنی طرسوسی نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن صلت نے ان کو ابوکُدینہ نے عطاء بن سائب سے اس نے ابوالضحیٰ سے اس نے ابن عباس سے وہ فرماتے ہیں ایک دن صبح ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ لشکر میں پانی نہیں ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ لشکر میں پانی نہیں ہے۔ کیا آپ کے پاس کوشئی یعنی کوئی انتظام ہے آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ آپ کے پاس ایک برتن لایا گیا اس میں کچھ پانی تھا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُنگلیاں برتن کے منہ پر رکھدیں اور اُنگلیوں کو کھولدیا۔ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی جوش مار رہا ہے کہتے ہیں کہ آپ نے بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کردے مبارک پانی (یا مبارک وضو) کا۔

☆☆☆

باب ۹۴

(۱) رحمۃ للعلمین ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے کئی مرتبہ وافر مقدار میں چشمے کی مانند پانی جاری ہوا ان میں سے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موجود تھے اور وہ اس کے عینی شاہد تھے۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا اس کھانے نے اللہ کی تسبیح بیان کی اور صحابہ کرام نے طعام کی تسبیح کو خود سنا۔ یہ سب معجزات رسول دلائل نبوت ہیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن بشار عبدی نے ان کو ابواحمد زبیری نے ان کو اسرائیل نے ان کو منصور نے ابراہیم سے اس نے علقمہ سے اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں۔

(۱) تم لوگ آیات (یعنی نشانیوں) کو عذاب شمار کرتے ہو جب کہ ہم لوگ ان کو برکت شمار کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تحقیق ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

(۲) اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پانی کا برتن لایا گیا اس میں سے پانی اُبلنے لگا آنحضرت ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان سے لہٰذا نبی کریم ﷺ نے فرمایا آجاؤ مبارک پانی کے پاس اور برکت اُوپر سے آئی ہے (اللہ کی طرف سے) حتی کہ ہم لوگوں نے سب کے سب نے (اس مبارک پانی سے) وضو کیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے اس نے ابواحمد سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۹۔ فتح الباری ۶/۵۸۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمش فقیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوحامد بن بلال بزاز نے وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابوالارقم نے ان کو حدیث بیان کی عبدالرزاق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الثوری نے اعمش سے اس نے ابراہیم سے اس نے علقمہ سے اس نے عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگویا اس میں پانی تھا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے اندر رکھ دیا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور پھر فرمایا۔ آجاؤ وضو کرنے کے لئے اور برکت اللہ کی طرف ہے چنانچہ میں نے دیکھا کہ پانی جوش مار رہا تھا آپ ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ تاریخ ابن کثیر ۶/۹۸۰)

☆☆☆

باب ۹۵

سفر حدیبیہ کی بارش والی رات کی صبح نبی کریم ﷺ کا فرمان

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابومحمد جعفر بن ہارون بن ابراہیم نحوی نے بغداد میں ان کو اسحق بن صدقہ بن صبیح نے ان کو خالد بن مخلد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو ابوبکر شیبہ نے ان کو خالد بن مخلد نے ان کو سفیان بن بلال نے ان کو صالح بن کیسان نے عبداللہ بن عبداللہ سے اس نے زید بن خالد سے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے ایک رات ہمیں بارش آن پہنچی رسول اللہ ﷺ نے (بارش والی رات کی صبح) صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد ہماری طرف منہ کر کے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تمھارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے صبح اس طرح کی ہے کہ بعض میرے ساتھ مؤمن ہیں تو بعض کافر ہیں بہرحال جس نے یہ بات کہی ہے کہ ہم بارش برسائے گئے ہیں محض اللہ کی رحمت سے اور اس کے فضل سے وہ میرے ساتھ مؤمن ہے اور ستاروں کے ساتھ سفر کرنے والا ہے۔ اور بہرحال جس نے کہا کہ ہم لوگ بارش برسائے گئے فلاں ستارے (کے طلوع یا غروب کی وجہ سے) وہ ستاروں کے ساتھ ایمان لانے والا ہے اور میرے ساتھ سفر کرنے والا ہے۔ (یعنی وہ ستاروں پر تو ایمان رکھتا ہے اور میرے ساتھ کفر کرتا ہے اور ابن اسحق کی ایک روایت میں ہے۔

ثم اَقبَلَ علینا بِوَجهِهٖ

کہ پھر آپ ﷺ اپنے چہرۂ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خالد بن مخلد سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۴۸۔ فتح الباری ۷/۴۳۹۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۱۵ ص ۱/۸۳)

☆☆☆

باب ۹۶

نبی کریم ﷺ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنا مکہ مکرمہ کی طرف جب آپ حدیبیہ میں جا کر اُترے تھے۔ اور حضور اکرم ﷺ کا اپنے اصحاب کو بیعت کی طرف بلانا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظؒ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن محمد عبداللہ بغدادی نے، ان کو ابو علاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے کہا عروہ بن زبیر نے نبی کریم ﷺ کے حدیبیہ میں تشریف لانے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ قریش حضور اکرم ﷺ کی ان پر تشریف آوری سے گھبرا گئے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ چاہا کہ اپنے اصحاب میں سے کسی کو قریش کے پاس بھیج دیں چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجنے کے لئے بلایا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اہل مکہ سے امن میں نہیں ہوں یعنی محفوظ نہیں ہوں اور مکے میں بنو کعب میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو میرے لیے غیرت و غصہ کھائے گا اس سے مجھے تکلیف پہنچائی گئی۔ آپ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھیجئے اس لئے کہ ان کے قریبی رشتہ دار وہاں پر ہیں۔ بیشک آپ جو کچھ ارادہ کرتے ہیں وہ میں آپ کی طرف سے پہنچانے والا ہوں۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان کو بلا کر قریش کے پاس بھیج دیا۔ اور فرمایا کہ وہ جا کر ان کو بتلائیں کہ ہم آپ کے پاس کسی قتال اور لڑائی لڑنے کے لئے نہیں آرہے بلکہ ہم عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اور جا کر ان کو اسلام کی دعوت بھی دیں۔ اور اس کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ مکے کے ان مردوں اور عورتوں کے پاس بھی جائیں جو مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان کو ملیں اور ان کو یہ خبر دیں اور ان کو جا کر بشارت دیں فتح کی۔ اور ان کو یہ خبر دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب کریں گے مکہ مکرمہ میں یہاں تک کہ یہاں پر کوئی شخص ایمان کو نہیں چھپائے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ مکے چلے گئے۔ اور مقام بلدح میں کچھ قریش کے پاس سے گذرے۔ قریش نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے ان کو بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں اللہ کی طرف دعوت دوں اور اسلام کی طرف دعوت دوں اور تم لوگوں کو یہ بتاؤں کہ ہم لوگ قتال و جنگ کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم عمرہ کرنے آئے۔

نیز عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو دعوت دی جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا۔ قریش نے جواب دیا کہ ہم نے سن لیا ہے آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ آپ اپنی حاجت کے لئے چلے جائیں۔ اور ابان بن سعید بن عاص ان کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو خوش آمدید کہی۔ اور اس نے اپنے گھوڑے پر زین رکھی اور عثمانؓ کو اپنے گھوڑے پر سوار کیا اور ان کو اس نے پناہ دی اور ابان نے ان کو اپنے گھوڑے پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ حتیٰ کہ مکہ میں لے آئے اس کے بعد قریش نے بُدیل بن ورقاء خزاعی کو بھیجا اور بنو کنانہ کے بھائی کو۔ اس کے بعد عروہ بن سعود ثقفی آیا۔ (اس نے بات کو آگے ذکر کیا) جو بات ان کو کہی گئی تھی پھر عروہ واپس قریش کے پاس لوٹ آیا اور اس نے قریش کو بتایا کہ محمد ﷺ اور اس کے اصحاب عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں لہٰذا بیت اللہ کے اور ان کے درمیان علیحدگی کر دو تاکہ وہ لوگ طواف کر لیں۔ مگر قریش نے عروہ کو گالیاں دیں۔ اس کے بعد قریش نے سہیل بن عمرو کو بھیجا۔ اور حویطب بن عبدالعزیٰ کو اور مکرز بن حفص کو تاکہ وہ ان پر صلح پیش کریں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کی اور آپ کو صلح کی دعوت دی اور ایک دوسرے معاہدہ کرنے کی۔ جب مسلمان اور مشرکین ایک دوسرے کے لئے نرم ہو گئے۔ وہ لوگ بھی اسی حال پر تھے ابھی تک صلح

مستحکم نہیں ہوئی تھی۔اور معاہدہ پکا نہیں ہوا تھا۔مگر کس قدر دونوں فریق ایک دوسرے کو امن کا پیغام دے چکے تھے اور ایک دوسرے سے صلح کر رہے تھے۔ وہ اسی حالت پر مطمئن تھے۔

اور مسلمانوں کے گروہ مشرکین کے اندر بعض بعض سے خوف نہیں رکھ رہے تھے۔صلح اور امن واشتی کا انتظار کر رہے تھے۔کہ اچانک دونوں فریقوں میں سے کسی ایک نے دوسرے فریق کے آدمی کو تیر کا نشانہ مار دیا لہٰذا دونوں فریقوں کے درمیان معرکہ ہو گیا دونوں گروہوں نے ایک دوسرے پر بھالوں سے تیراندازی کی اور پتھر بازی کی۔اور دونوں نے چیخ وپکار کی لہٰذا فریقین میں سے ہر ایک نے دوسرے فریق کے ان افراد کو جو ان کے پاس تھے بطور رھن وبطور ضمانت اپنے اپنے پاس رکھ لیا۔مسلمانوں نے سھیل بن عمرو کو اور دیگر ان لوگوں کو مشرکین میں سے جو ان کے پاس آئے تھے بطور رھن وضمانت روک لیا۔اور اسی طرح مشرکین مکہ نے حضرت عثمانؓ بن تھان کو اور دیگر ان لوگوں کو جو اصحابِ رسول میں سے جو ان کے پاس گئے تھے بطور رھن اور بطور ضمانت روک لیا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں کو بیعت کے لئے دعوت دے دی اور رسول اللہ ﷺ کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا خبردار ہوشیار آگار ہو کہ بیشک روح اقدس (جبرائیل علیہ اسلام) رسول اللہ ﷺ پر اترے ہیں اور انہوں نے بیعت کا حکم دیا ہے لہٰذا اللہ کے نام پر نکلو اور بیعت کرو۔لہٰذا مسلمان بھاگ بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اس وقت حضور اکرم ﷺ درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے آپ ﷺ کے دست مبارک پر اس بات پر بیعت کی کہ (رسول اللہ ﷺ کو اکیلا چھوڑ کر) کبھی بھی فرار نہیں ہونگے۔اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ترغیب دی اور انہوں نے ان مسلمانوں کو چھوڑ دیا جن کو انہوں نے رھن یا ضمانت کے طور پر رکھا ہوا تھا اور انہوں نے معاہدہ اور صلح کرنے کی دعوت دی۔

(راوی نے) حدیث ذکر کی صلح کی کیفیت کے بارے میں اور عمرے کا احرام کھولنے کے بارے میں (روای نے کہا) مسلمانوں نے کہا حالانکہ وہ اس وقت حدیبیہ میں تھے عثمان کے واپس لوٹ کر آنے سے قبل حضرت عثمان اچھے رہے ہم سے کہ ان کو بیت اللہ کی حاضری کی سعادت نصیب ہوگئی انہوں نے اس کا طواف بھی کر لیا مگر رسول اللہ ﷺ (جو مزاج شناس عثمان تھے) نے فرمایا کہ میں نہیں مانتا کہ عثمان نے طواف کیا ہوگا اکیلے جب کہ ہم یہاں روک لیے گئے ہیں۔صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا چیز اس کو مانع ہوگی اس کو اکیلا موقع ملا ہے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرا عثمان کے بارے میں یہی گمان ہے (یعنی یہی یقین ہے) کہ وہ بیت اللہ کا اکیلے میں طواف نہیں کرے گا بلکہ ہمارے ساتھ ہی طواف کرے گا۔چنانچہ عثمان ﷺ ان کی طرف جب واپس لوٹ آئے تو مسلمانوں نے ان سے کہا کیا آپ نے بیت اللہ کے طواف سے اپنی پیاس بجھائی ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا اے ابوعبداللہ بہت بُرا گمان کیا ہے تم نے میرے ساتھ۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں مکے میں سال بھر بھی مقیم رہتا اور رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں مقیم رہتے تو پھر بھی میں بیت اللہ کا طواف نہ کرتا حتی کہ رسول اللہ ﷺ اس کا طواف کر لیتے ہاں قریش نے مجھے بیت اللہ کا طواف کرنے کی دعوت دی تھی مگر میں نے انکار کر دیا تھا لہٰذا مسلمانوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے زیادہ جانتے تھے اللہ کے بارے میں اور ہمارے سے زیادہ گمان کرنے والے تھے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابوبکر حرم سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع پہنچائی گئی کہ حضرت عثمان قتل کر دیئے گئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں نے اس کو واقعی قتل کر دیا ہے تو ہم ضرور بالضرور ان کو اس کا مزہ چکھائیں گے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو بیعت کے لئے بلایا اور صحابہ نے آپ کے ہاتھ پر قتال کرنے کی بیعت کی اس شرط پر کہ وہ فرار نہیں ہوں گے لہٰذا انہوں نے اسی بات پر بیعت کی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۷۲۔تاریخ ابن کثیر ۴/۱۶۷)

ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی بعض آلِ عثمان نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا اور فرمایا یہ میرا ہاتھ میرے لئے ہے اور یہ دوسرا عثمان کے لئے ہے یعنی یہ اس کی طرف سے ہے اگر وہ زندہ ہے تو (وہ بھی اس بیعت جہاد میں شامل ہے) اس کے بعد ان کو اطلاع ملی کہ مذکورہ خبر باطل ہے لہٰذا حضرت عثمان واپس لوٹ آئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۳)

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت میں مسلمانوں میں سے جو وہاں موجود تھے کوئی بھی پیچھے نہیں رہا تھا سوائے حد بن قیس کے جو بنوسلمہ کے بھائی تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں اس کی طرف کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی بغل کے ساتھ لگا ہوا تھا وہ اس کی طرف سمٹ گیا تھا اور اونٹنی کے ساتھ اوٹ میں چھپ رہا تھا لوگوں سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے بغداد میں ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو ابوزبیر نے کہ اس نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موت پر بیعت تو نہیں کی تھی بلکہ ہم نے ان کے ساتھ اس شرط کے ساتھ بیعت کی تھی کہ ہم بھاگیں گے نہیں۔ اسی اسناد کے ساتھ ضروری ہے کہ اس نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہہ رہے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا تو ہم نے ہم میں سے ایک آدمی کو پایا جس کو حد بن قیس کہا جاتا تھا۔ وہ چھپا ہوا تھا اپنے اونٹ کے پیٹ کے نیچے۔

مسلم نے حدیث اول کو نقل کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ وغیرہ سے اس نے سفیان سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۶۸ ص ۱۴۸۳)

حدیث ثانی کو مسلم نے نقل کیا ہے ابن جریج کی حدیث سے اس نے ابوزبیر سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۶۹ ص ۱۴۸۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو قتیبہ نے ان کو لیث نے ابوزبیر سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے دن چودہ سو آدمی تھے ہم نے حضور اکرم ﷺ کی بیعت کی اس شرط پر کہ ہم فرار نہیں ہونگے اور ہم نے ان کے ہاتھ پر موت کی بیعت نہیں کی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔

(۵) ہمیں حدیث بیان کی امام ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے بطور املاء کے اس کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عیسیٰ عطار نے ان کو نصر بن حماد نے ان کو شعبہ بن حجاج نے ابوزبیر سے اس نے جابرؓ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حدیبیہ والے دن رسول اللہ ﷺ کے اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے ہم نے آپ کے ساتھ موت پر بیعت نہیں کی تھی۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر بن اسحٰق نے ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو یزید بن زریع نے خالد سے حکم بن عبداللہ اعراج سے اس نے معقل بن یسار سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا تھا شجرہ والے دن حالانکہ نبی کریم ﷺ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اور میں اس درخت کی ٹہنیوں سے ایک ٹہنی کو حضور اکرم ﷺ کے سر سے اونچا کیے ہوئے تھا اس دن ہم لوگ چودہ سو تھے کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے ساتھ موت پر بیعت نہیں کی تھی بلکہ اس شرط پر کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۷۶ ص ۱۴۸۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سلیمان نے ان کو ابوبکر حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو ابن ابوخالد نے شعبی سے وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو پہلا شخص جو آپ کے پاس پہنچا وہ ابوسنان اسدی تھا اس نے کہا آپ ہاتھ دراز کیجئے تا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ تم کس بات پر مجھ سے بیعت کرو گے؟ ابوسنان نے کہا جو کچھ آپ کے دل میں ہے (اسی پر بیعت کروں گا)۔ (الاصابہ ۱۹۵/۴)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے ان کو مکی بن ابراہیم نے ان کو یزید بن ابوعبید نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے بیعت کی تھی رسول اللہ ﷺ سے درخت تلے یزید نے کہا کہ میں نے کہا اے ابومسلم اس وقت تم لوگ کس چیز پر بیعت کرتے تھے انہوں نے کہا کہ موت پر (یعنی ہم ان کے جان لگادیں گے)۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ (بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۱۶۹۔فتح الباری ۷/ ۴۴۹)

(۹) اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے ان کو ابو عاصم نے یزید بن ابوعبید سے اس نے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حدیبیہ والے دن رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اس کے بعد میں ایک کونے میں جا بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے سلمہ کیا تم بیعت نہیں کررہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے بیعت کرلی ہے آپ ﷺ نے فرمایا آگے آیئے اور بیعت کیجئے کہتے ہیں کہ میں قریب ہوا پھر میں نے آپ کے ہاتھ پر (دوبارہ) بیعت کی راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا اے سلمہ آپ نے حضور اکرم ﷺ سے کس چیز پر بیعت کی تھی اس نے کہا کہ موت پر۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو عاصم سے۔ (بخاری۔کتاب الاحکام۔فتح الباری ۱۳/ ۱۹۷)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے یزید بن ابوعبید سے۔ (مسلم۔کتاب الامارۃ۔حدیث ۸۰ ص ۱۴۸۶)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو اسحق بن ابراہیم نے ان کو ابو عامر عقدی نے عبدالملک بن عمرو سے اس نے عکرمہ بن عمار یمامی سے اس نے ایاس بن مسلمہ سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ میں آئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ہم لوگ چودہ سو آدمی تھے اور حدیبیہ کے کنویں پر پچاس بکریاں تھیں پانی کی کمی وجہ سے کنواں ان کو سیراب نہیں کرسکتا تھا۔ نبی کریم ﷺ اس کے منہ کے کنارے پر جا بیٹھے تھے یا تو دعا فرمائی تھی یا اس میں آپ نے اپنا لعاب دھن ڈالا تھا بس یہ وہ کنواں جوش مارنے لگا تھا ہم نے خود بھی پانی پیا اور مویشیوں کو بھی پلایا۔

وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیعت کے لئے بلایا تھا درخت کے تنے کے پاس آپ کی بیعت کی ایک پہلے شخص کے بعد، پھر تو مسلسل سب نے بیعت کی جب آدھے لوگ بیعت کرچکے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آپ میرے ساتھ بیعت کیجئے اے سلمہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے تو پہلے شخص کے طور پر آپ کے ساتھ بیعت کی ہے۔ آپ نے فرمایا پھر بھی کرلیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہتھیاروں سے خالی دیکھا تو آپ نے مجھے حجفہ یا درقہ دیا۔ (وہ دونوں ڈھال کی مثل ہوتے ہیں) اس کے بعد آپ بیعت کرتے رہے جب آخری آدمی نے بیعت کرلی تو آپ نے فرمایا کہ اے سلمہ کیا آپ بیعت نہیں کریں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے شروع میں بھی بیعت کی ہے اور درمیان میں بھی۔ آپ نے فرمایا کہ پھر بھی آپ بیعت کیجئے۔

لہٰذا میں نے تیسری بار آپ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے سلمہ تیرا حجفہ یا درقہ کہاں ہے جو میں نے تجھے دیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ۔ مجھے عامر خالی ہاتھ ملے تھے میں نے وہ ان کو دے دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ تیری چاہت اپنے چچا کے ساتھ ایسی ہے جب پہلے زمانے میں ایک شخص نے کہا تھا۔ اے اللہ مجھے ایک ایسا محبوب عطا فرما جو میری طرف میری جان سے بھی زیادہ پیارا ہو۔ اس کے بعد مشرکین اھل مکہ نے ہمارے ساتھ صلح کرنے کے پیغامات بھیجنا شروع کیے اور بعض ہمارے مقیص کی طرف آنے جانے لگے لہٰذا ہم لوگوں نے صلح کرلی اور میں طلحہ بن عبداللہ کا خادم تھا میں اس کے گھوڑے کو پانی پلاتا تھا اور اس کا کھر کھرا کرتا تھا اور ان کے پاس میں کھانا کھاتا تھا۔ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے اپنے اہل اور اپنے مال کو چھوڑ دیا تھا۔ جب ہم نے اور اہل مکہ نے صلح کرلی اور ہم لوگ ایک دوسرے سے گھل مل گئے۔ میں ایک درخت کے پاس آیا میں نے اس کے نیچے سے کانٹے وغیرہ صاف کئے اور اس کے تنے کے پاس لیٹ گیا۔

اور اہل مکہ میں سے چار مشرکین میرے پاس آئے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں کچھ نامناسب الفاظ کہنے لگے میں نے دل میں ان کو بُرا محسوس کیا پھر میں دوسرے درخت کی طرف ہٹ گیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور وہ لیٹ گئے وہ بھی اسی حال میں تھے کہ اچانک وادی کے زیریں حصے سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ اے مہاجرین ابن زنیم کا قتل ہوگیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے تلوار نیام سے نکالی اور میں نے ان مذکورہ چار مشرکین پر حملہ کر دیا حالانکہ وہ سو رہے تھے اور میں نے ان کے ہتھیار اٹھالیے اور ان کو جمع کر کے اپنے ہاتھ میں کرلیا اور میں نے دل میں سوچا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو عزت بخشی ہے جو بھی تم میں سے اپنے سر کو اوپر اٹھائے گا میں دونوں آنکھوں کے بیچ میں سیدھا سر میں ماروں گا یہ کہتے ہیں کہ پھر میں ان کو چلا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ اور میرے چچا عامر ایک آدمی کو لے آئے جو عبلات میں سے تھا (یعنی امیۃ الصغریٰ سے) اسے مکرز کہتے تھے وہ مشرکین میں بھی تھا وہ اس کو جُل ڈالے ہوئے گھوڑے پر بٹھا کر لائے تھے حتی کہ ہم لوگوں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لا کھڑا کیا ستر مشرکین کو۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا چھوڑ دو ان کو ان کے لئے آغاز مخبور ہوگا دو بارہ کہا۔ تو رسول اللہ ﷺ ان کو معاف کر دیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی :

وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفر کم علیھم۔ (سورۃ الفتح)

وہی اللہ ہی تو ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روکا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے بطن مکہ میں تمہیں ان پر کامیاب کرنے کے بعد۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اسحٰق بن ابراہیم سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۲ ص ۱۴۳۳، ۱۴۳۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو حجاج بن منہال نے ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے اس نے انس سے۔ کہ اہل مکہ کے کچھ آدمی نبی کریم ﷺ سے قتال کرنے کے لئے جبل تنعیم کی طرف اترے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بطور صلح کے پکڑ لیا۔ کہتے ہیں کہ ان کو آپ نے آزاد کر دیا۔ لہٰذا یہ آیات اُتری :

وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم علیھم۔

حماد کہتے ہیں کہ میں نے اس بات کی بھی کلبی کو خبر دی اس نے کہا کہ اسی طرح اس کو نقل کیا ہے مسلم نے دوسرے طریق سے حماد سے۔
(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۳ ص ۱۴۴۲)

باب ۹۷

ان صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت جنہوں نے درخت تلے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبا یعونک تحت الشجرۃ (سورۃ الفتح : آیت ۱۸)

البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ راضی ہو چکا ہے اہل ایمان سے جب انہوں نے تیرے ساتھ درخت تلے بیعت کی تھی۔

اصحاب حدیبیہ روئے زمین پر بہترین لوگ تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشراں نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے ان کو حنبل بن اسحق نے ان کو حمیدی نے ان کو سفیان نے عمرو سے اس نے سنا جابر سے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے دن چودہ سو آدمی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ تم لوگ آج اہل زمین پر بہترین لوگ ہو۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ اگر میں دیکھ سکتا ہوتا تو میں تمہیں اس درخت کی جگہ دکھا دیتا۔ سفیان ثوری کہتے ہیں کہ صحابہ نے اس درخت کی جگہ کے بارے میں اختلاف کیا تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۷۱ ص۱۴۸۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن نعیم نے ان کو حامد بن عمرو نے بکراوی سے ان کو ابوعوانہ نے طارق سے اس نے سعید حسیب سے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد معن نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی درخت کے پاس۔ وہ کہتے ہیں کہ آنے والے سال ہم لوگ حج کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو ہمارے اوپر اس درخت کی جگہ مخفی ہوگئی اگر تمہارے لیے واضح ہو تو تم زیادہ جانتے ہو۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حامد بن عمرو سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۷۷ ص ۱۴۸۵)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے ابوعوانہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوۃ حدیبیہ)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبداللہ نرسی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس عمر بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحق صفانی نے ان کو حجاج بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا ہے کہ مجھے خبر دی ابوالزبیر نے کہ اس نے سنا جابر سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ام مبشر نے کہ اس نے سنا نبی کریم ﷺ سے وہ کہہ رہے تھے سیدہ حفصہ کے پاس انشاءاللہ اصحاب شجرہ میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا جنہوں نے درخت تلے بیعت کی تھی (حفصہ نے) کہا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ (یعنی اچھا؟)۔

لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو جھڑک دیا (سیدہ حفصہ نے ازراہ وضاحت) کہا کہ (اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان) وان منکم الا واردھا (سورۃ مریم ۷۱) کو تم میں سے ہر ایک کو جہنم پر آنا ہوگا (اسے تو کچھ اور سمجھ میں نہیں آرہا ہے) (لہٰذا نبی کریم ﷺ نے ازراہ توضیح) ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظالمین فیھا جثیاً (سورۃ مریم: آیت ۷۲)

پھر ہم نجات دیں گے ان لوگوں کو جو تقویٰ اختیار کریں گے اور ہم ظالموں کو اسی جہنم میں گھٹنوں کے بل پڑا چھوڑ دیں گے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ صحیح میں ہارون بن عبداللہ سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ۔ حدیث ۱۶۳ ص ۱۹۴۲)

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو قتیبہ بن سعید نے ان کو لیث نے ابوزبیر سے ان کو جابر بن عبداللہ نے یہ کہ حاطب بن ابوبلتعہ کا غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے حاطب کی شکایت کی اور کہا یارسول اللہ البتہ ضرور حاطب جہنم میں داخل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا بیشک وہ بدر میں حاضر ہوا تھا اور حدیبیہ میں بھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ صحیح میں قتیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ۔ حدیث ۱۶۳ ص ۱۹۴۲)

☆☆☆

باب ۹۸

یوم الحدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے اور سہیل بن عمرو کے درمیان کیسے صلح جاری ہوئی؟

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے اس نے زہری سے اس نے عروہ سے اس نے مسور بن مخرمہ سے اور مروان بن حکم نے حدیبیہ کا قصہ ان دونوں نے کہا ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو کو بلایا اور کہا کہ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور جا کر اس سے صلح کرو اور صلح کے اندر یہ شرط لازمی طور پر رکھی جائے کہ مسلمان اس سال ہم سے واپس چلے جائیں۔ اور تم عربوں کو یہ بھی نہ بتانا کہ وہ (محمد ﷺ) ہمارے اوپر غلبے کے ساتھ داخل ہوا تھا۔ چنانچہ سہیل ان کے ہاں سے روانہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس کو سامنے آتے دیکھا تو فرمایا۔ کہ مکے والوں نے صلح کا ارادہ کرلیا ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کو بھیجا ہے، جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو دو فریقوں کے درمیان بات چیت چلی۔ جس کے نتیجہ میں صلح واقع ہوگئی اس شرط پر کہ دس سال تک دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھائیں گے۔ اور دونوں طرف سے ایک دوسرے سے لوگ امن سے رہیں گے۔ اور یہ کہ اس سال مسلمان (بغیر عمرہ وطواف) کے واپس لوٹ جائیں گے۔

جب اگلا سال آئے گا تو وہ آزادی سے آئیں گے مکے والے ان کا راستہ کعبہ سے نہیں روکیں گے اور وہ تین دن مکے میں قیام کریں گے۔ اور کوئی ہتھیار نہیں لہرائیں گے مگر سوار (جو کچھ چابک وغیرہ اٹھاتا ہے) اور تلواریں نیام میں ڈال کر آئیں گے۔ اور جو شخص اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر تمہاری طرف سے ہمارے پاس آئے گا ہم اس کو واپس تمہارے پاس نہیں بھیجیں گے۔ اور اگر کوئی شخص ہم میں سے اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر چلا جائے گا آپ اس کو ہمارے پاس واپس بھیج دیں گے۔ اور ہمارے تمہارے درمیان الزام تراشی بند ہوگی اور کوئی بھی ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار تلوار اور بیڑیاں استعمال نہیں کرے گا۔ حتی کہ جب تحریر مکمل ہونے لگی تو عمر بن خطاب کھڑے ہوگئے ابوبکر کے پاس آئے۔ پھر راوی نے آگے مذکورہ حدیث کے مطابق حدیث ذکر کی ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ان کو شعبہ نے ابواسحٰق سے اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مشرکین قریش کے ساتھ صلح کی تھی تو آپ نے ان کے درمیان ایک تحریر لکھی تھی۔ جس کا متن اس طرح تھا۔ هذا ماصالح عليه محمد رسول الله ﷺ۔ یہ وہ عہدنامہ ہے جس کے مطابق محمد اللہ کے رسول نے صلح کی ہے۔ تو مشرکین نے کہا اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے جنگ نہ کرتے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اس کو مٹا دیجئے انہوں نے از راہ ادب مٹانے سے انکار کردیا تو رسول اللہ ﷺ نے خود ہی اس کو اپنے ہاتھ کے ساتھ مٹا دیا۔ هذا ماصالح عليه محمد بن عبدالله ۔ یہ وہ نام ہے جس کے مطابق محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے۔ اور انہوں نے آپ کے اوپر یہ شرط رکھی کہ وہ تین دن مکے میں قیام کریں گے۔ اور وہ مکے میں ہتھیاروں کے ساتھ داخل نہیں ہونگے ہاں مگر صرف جلبان ہتھیار۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابواسحٰق سے پوچھا کہ جُلبان سلاح کیا چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ تلوار نیام کے اندر یا جس چیز کے اندر ہو۔

بخاری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے حدیث شعبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الصلح۔ مسلم۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۹۱ ص ۱۴۱۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن سختومیہ نے ان کو محمد بن ایوب نے اور یوسف بن یعقوب نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی مہدبہ بن خالد نے ان کو حماد بن سلمہ نے ان کو ثابت نے انس سے یہ کہ رسول اللہ نے جب قریش کے ساتھ صلح کی تھی حدیبیہ والے دن تو انہوں نے حضرت علی ؓ سے فرمایا تھا کہ آپ لکھیں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تو سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا ہم رحمٰن اور رحیم نہیں سمجھتے تم اس طرح لکھو باسمك اللّٰهم۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت علی سے (کوئی بات نہیں) آپ لکھیئے ۔ باسمك اللّٰهم۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا لکھیئے کہ یہ وہ تحریر نامہ ہے جس کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے۔ اس پر بھی سہیل بن عمرو نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ کیا اگر ہم آپ کو رسول اللہ سمجھتے تو ہم آپ کی تصدیق کرتے اور ہم آپ کی تکذیب نہ کرتے آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھوائیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لکھیے محمد بن عبداللہ۔ اور لکھا کہ جو شخص تم میں سے ہمارے پاس آئے گا ہم اس کو تمہارے پاس واپس لوٹا دیں گے اور جو شخص تمہارے پاس ہماری طرف سے جائے گا تم اس کو واپس نہ کرنا انہوں نے کہا یارسول اللہ کیا ہم بھی ان کو واپس دے دیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہم میں سے ان کے پاس جائے گا اس کو تو اللہ دور کر دے گا۔ اور جو شخص ہمارے پاس آئے گا ان میں سے اور ہم اس کو ان کے پاس واپس کر دیں گے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی کشادگی اور راستہ پیدا کر دیں گے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے حماد سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۹۳ ص ۱۴۱۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے محمد بن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب سے کہ اس صلح کے لئے کاتب رسول علی بن ابوطالب تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھیے یہ وہ معاہدہ ہے جس کے مطابق محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے صلح کی ہے مگر حضرت علی ایسا لکھنے سے توقف کرنے لگے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا لکھنے سے گریز کرنے لگے۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لکھیے بیشک آپ کے لیے اس کے مثل آپ دیئے جائیں گے۔ لہٰذا انہوں نے لکھا: یہ وہ عہد نامہ ہے جس کے مطابق صلح کی ہے محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو کے ساتھ۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۷۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو علی بن حسن بن ابوعیسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعلی بن عبید نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن سیان نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ان کو عبداللہ بن عمیر نے ان کو عبدالعزیز بن سیاۃ نے ان کو حبیب بن ابوثابت نے ابووائل سے۔ وہ کہتے ہیں کہ سہیل بن حنیف کو مجھ ہوئے یوم صفین میں اور کہنے لگے اے لوگو متہم ذکر کرو اپنے نفسوں کو۔ البتہ تحقیق حدیبیہ والے دن ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اگر ہم لوگ قتال کی ضرورت سمجھتے تو ضرور قتال کرتے۔ یہ صلح تھی جو رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے درمیان کی تھی

وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ کیا ہم لوگ حق پر اور وہ لوگ باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ سچ ہے عمر نے پوچھا کہ ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی درست ہے۔ عمر نے کہا کہ پھر ہم کس بات کی کمزوری دکھائیں اور عاجزی کریں اور ہم واپس لوٹ جائیں جب کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب میں اللہ کا رسول ہوں اللہ ہرگز مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ کہتے ہیں ابن خطاب یہ سن کر واپس چلا گیا مگر غصے کو برداشت نہ کر سکا اور ابوبکر صدیق کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا کہ کیا ہم لوگ حق پر اور وہ لوگ باطل پر نہیں ہیں؟ اس نے کہا کہ صحیح ہے۔ پھر کہا کہ کیا ہمارے مقتول جنت میں اور اس کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صحیح ہے عمر نے کہا کہ پھر ہم لوگ اپنے

دین میں کمزوری کیوں دکھائیں۔ اور ہم واپس لوٹ جائیں کہ اللہ ہی فیصلہ کرے گا ہمارے اور ان کے درمیان؟ ابوبکر نے کہا اے ابن خطاب بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں اللہ ان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا لہٰذا قرآن مجید اُترا ہے محمد پر حضور اکرم ﷺ نے عمر کو بلا کر وہ پڑھوایا۔ عمر نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا وہ (جو کچھ ہم لوگوں نے کیا) وہ فتح ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں لہٰذا عمر کا دل باغ باغ ہو گیا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن اسحٰق سے اس نے یعلیٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب الجزیہ)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۹۴ ص ۱۴۱۱)

باب ۹۹

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۱۹۶)

ترجمہ : تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو وہ فدیہ (مالی معاوضہ) دے روزے کا یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوناجیہ نے ان کو یعقوب بن ابراہیم نے اور محمد بن ہشام نے احمد بن حنبل کے پڑوسی نے ان دونوں نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشیم بن ابوبشر نے مجاہد سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے اس نے کعب بن عجرہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم لوگ محروم تھے مشرکین ہمارے پاس آئے۔ میرے سر پر زلفیں رکھی ہوئی تھیں۔ ان میں جوئیں اس قدر ہو گئیں کہ میرے چہرے پر گرنے لگیں تھیں۔ نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ کیا تیرے سر کی جوؤں نے تجھے پریشان کر رکھا ہے میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ لہٰذا یہ آیت اتری۔

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ

جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف دہ چیز۔ وہ فدیہ دے روزے کا یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

ہشیم بن ابوبشر کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے مغیرہ نے مجاہد سے وہ کہتے ہیں کہ کعب نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی اور خاص طور پر مجھے ہی مراد لیا ہے اس کے ساتھ اس کے بعد انہوں نے ذکر کیا ہے اس کی مثل جو ذکر کیا ہے ابوبشر نے۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے سر کو منڈ والے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں محمد بن ہشام مروزی سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۱۸۶/۸۔ تحفۃ الاشراف ۳۰۰/۸)

☆☆☆

باب ۱۰۰

صحابہ کرام کے بحالت احرام روک دیئے جانے کے وقت ان کے احرام اور احرام سے باہر آنے سے متعلق جو احکامات جاری ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحٰق نے زہری سے اس نے عروۃ سے ان کو مسور نے اور مروان نے حدیبیہ کے قصے میں ان دونوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ تحریر لکھوانے سے فارغ ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو قربانی کرو اور احرام کھول دو اللہ کی قسم کوئی بھی لوگوں میں سے اس کام کے لیے نہ اٹھا (کیونکہ لوگ صلح کی شرائط اپنے خلاف تو ہین سمجھتے ہوئے سخت مغموم تھے) حضور اکرم ﷺ اٹھے اور ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ کے پاس چلے گئے۔ اور فرمانے لگے ام سلمہ کیا آپ نے دیکھا لوگوں کو کہ میں نے ان کو ایک کام کے کرنے کے لئے کہا کیا وہ نہیں کر رہے۔

انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ ان کو کچھ نہ کہیں (سرزنش نہ کریں) بلکہ بیشک لوگوں کو ایک عظیم امر پیش آ گیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کو دیکھا ہے آپ نے زبردستی صلح کو اپنے اوپر مسلط کر لیا ہے۔ اور واپسی اور پسپائی کو قبول کر لیا ہے اور آپ کو کوئی فتح حاصل نہیں ہوئی یارسول اللہ ﷺ آپ باہر تشریف لے جائیے اور لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی کلام نہ کریں اور اپنا قربانی کا جانور منگوا کر آپ اونٹ ذبح کریں اور احرام کھولیں۔ بیشک لوگ جب آپ کو قربانی کرتا اور احرام کھولتا دیکھیں وہ بھی ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام سلمہ کے ہاں سے اٹھ کر آئے اور آپ نے کسی سے بھی کلام نہ کی بلکہ قربانی کا جانور آ گیا آپ نے نحر کیا اور سر منڈوا دیا لوگوں نے جب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہے تو انہوں نے بھی اٹھ کر یہی کچھ کرنا شروع کیا۔ نحر کرنا اور سر منڈوانا شروع کر دیا۔ بعض نے سر منڈوایا اور بعض نے سر کتروایا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ عرض کی گئی یارسول اللہ سر کتروانے والوں کو بھی دعا میں شامل فرمائیے مگر آپ نے تین بار دعا کی اے اللہ سر منڈوانے والوں کو معاف کر دیجئے پھر عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ سر کتروانے والوں کے لئے بھی دعا فرمائیے پھر آپ نے فرمایا کتروانے والوں کو بھی معاف کر دیجئے۔ (بخاری۔ کتاب الشرط۔ فتح الباری ۳۲۹/۵۔ بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۴۵۳/۷)

اس اسناد کے ساتھ ابن اسحٰق سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابونجیح نے اس نے مجاھد سے اس نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوانے والوں کو تین بار کیوں شامل دعا کیا؟ اور کترانے والوں کو صرف ایک بار کیوں؟ انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے شکایت نہیں کی تھی۔ (یا انہوں نے شک نہیں کیا تھا)۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اور ابوبکر نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد نے ان کو یونس نے ان کو ھشام دستوائی نے ان کو یحیٰی بن ابوکثیر نے ابوابراہیم سے اس نے ابوسعید سے وہ کہتے ہیں کہ یوم الحدیبیہ میں تمام اصحاب رسول نے سر منڈوایا تھا سوائے دو آدمیوں کے انہوں نے کتروایا تھا منڈوایا نہیں تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے عمرو بن ذر سے اس نے مجاہد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نحر کیا تھا (اونٹ کو ذبح کرنے کے لئے کھڑا کر کے اس کے حلق میں چھرا وغیرہ مار کر خون بہانا نحر کہلاتا ہے) اپنے قربانی کے جانور کو مقام حدیبیہ میں جہاں آپ درخت کے پاس اترے تھے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ واپس لوٹ گئے تھے۔

ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی بطور املاء کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد نے غوانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے ابراہیم بن میسرہ سے اس نے وھب بن عبداللہ بن قارب سے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا فرمارہے تھے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے سرمنڈوانے والوں کو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ۔ سرکترانے والوں کو بھی (دعا میں شامل کرلیجئے) جب تیسری بار آپ دعا دینے لگے تو فرمایا اور سرکترانے والوں کو بھی۔ (البدایۃ والنہایۃ۔سیرۃ ہشام ۳/ ۲۷۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے اور ابومحمد بن یوسف نے دونوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوبکر بن قطان نے ان کو ابراہیم بن حارث نے ان کو یحییٰ بن ابوبکر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن محمد نے ان کو محمد بن عبدالرحمٰن نے حکم سے اس نے مقسم سے اس نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں ذبح کئے گئے تھے۔ یا کہا تھا کہ ذبح کیے تھے (رسول اللہ ﷺ نے) ستر جانور (یعنی اونٹ) ان میں ابوجھل والا اونٹ بھی تھا۔ جب اس کو گھر سے باہر لے جایا گیا تو ایسے رویا تھا جیسے ہم لوگ اپنے بچوں کے لئے روتے ہیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ابراہیم بن بکر نے ان کو احمد بن عبدالمالک نے ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابونجیح سے اس نے مجاھد سے اس نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرۂ حدیبیہ میں ابوجہل بن ہشام کا اُونٹ ھدیہ کردیا تھا اس کے ناک میں سونے کی نکیل ڈالی ہوئی تھی۔ مراد جہاد ہے۔ یہ اس لیے کہ زمام اور مہار (نکیل) گوشت میں ہوتی ہے اور اور خشاس ہڈی میں۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ کام قریش کو جلانے اور غیظ وغصہ دلانے کے لئے کیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۷۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۱۶۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو ابویعلیٰ نے ان کو ابوخیثمہ نے ان کو سریج بن نعمان نے ان کو فلیح بن سلیمان نے نافع سے اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے کے لئے نکلے تھے۔ اور کفار قریش ان کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوگئے تھے لہٰذا آپ نے مقام حدیبیہ میں جانور کی قربانی کی اور سرمنڈوایا اور قریش کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ اگلے سال عمرہ آکر کریں گے۔ اور مسلح ہوکر نہیں آئیں گے۔ مگر تلواریں جن کو وہ نیام میں ڈال کر آئیں گے لہٰذا آپ ﷺ نے آنے والے سال عمرہ کیا۔ لہٰذا آپ اگلے سال اسی شرط کے مطابق داخل ہوئے جس پر صلح کی تھی ان کے ساتھ جب آپ نے تین دن حرم میں گذار لیے تو قریش نے ان سے کہا کہ وہ مکہ چھوڑ دیں لہٰذا آپ مکے سے نکل گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے اس نے فلیح سے۔ (بخاری۔ کتاب الصلح۔ حدیث ۱/ ۲۷۔ فتح الباری ۵/ ۳۰۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ربیع بن سلمان نے ان کو خبر دی شافعی نے ان کو مالک بن انس نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن محمد ابوالمعروف فقیہ اسفرائنی نے وہاں پر ان کو ابوسہل بشر بن احمد نے ان کو ابوسلیمان بن داؤد بن حسین بیہقی نے ان کو ابورجاء قتیبہ بن سعید نے ان کو مالک نے ابوزبیر سے اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے نحر کیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں سات اونٹ کی سات افراد کی طرف سے اور گائے کا سات افراد کی طرف سے۔

ان کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے اور یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۳۵۰ ص ۲/ ۹۵۵)

☆☆☆

باب ۱۰۱

(۱) سورۃ الفتح کا نزول

(۲) حدیبیہ سے مسلمانوں کی مدینہ واپسی۔ (۳) مذکورہ سورۃ میں فتح اور غنیمتوں سے متعلق اللہ تعالیٰ کے وعدے کا ظہور۔ (۴) مسلمانوں کا مسجد الحرام میں دخول۔ (۵) سر منڈوانے والے اعراب کو سخت طاقت یا خطرے والی قوم کی طرف بلاوا۔ (۶) فتح اور کثیر غنیمتوں کی تصدیق ہونا۔ (۷) اور دخول مسجد الحرام (یہ دونوں عمل) رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں واقع ہوگئے تھے۔ (۸) اور سخت خطرے اور طاقتور قوم کی طرف بلایا جانا اس کی تصدیق آپ ﷺ کی وفات کے بعد وجود میں آئی تھی عہد ابوبکر صدیق میں اور عہد عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں۔ (۹) آثار نبوت اور دلالت صدق رسالت۔ (۱۰) اور کہا جاتا ہے کہ یہ احوال اس سال وجود میں آئے تھے جب روم و فارس کے غلبہ کی تصدیق وجود میں آئی تھی اور وہ تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بیان ہوئی ہے۔ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ (کہ رومی عنقریب مغلوب ہونے کے باجود غالب ہوجائیں گے)۔ (۱۱) اور کہا جاتا ہے کہ اُولِی بَأْسٍ شَدِيْد سے مراد قبیلہ ہوازن کے لوگ مراد ہیں اس توجیہہ کے مطابق۔ (سورۃ روم : آیت ۱)

اس امر کی تصدیق بھی عہد نبی کریم ﷺ میں وجود میں آئی تھی

''رسول اللہ ﷺ کو ہر اس چیز سے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے زیادہ محبوب سورت''

(۱) ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے ان کو ابوعبداللہ بوشجی نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو مالک نے ان کو ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر بن اسحٰق نے ان کو محمد بن غالب نے ان کو عبداللہ بن مسلمہ نے، مالک نے زید بن اسلم سے اس نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر میں رواں دواں تھے رات کا وقت تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔

انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے کسی چیز کے متعلق پوچھا مگر حضور ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا پھر پوچھا مگر جواب نہ ملا تیسری بار پوچھا مگر جواب نہ ملا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ سے کہا تجھے تیری ماں گم پائے تو نے تین بار رسول اللہ ﷺ سے بات کی مگر انہوں نے تجھے جواب نہیں دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اُونٹ کو تحریک دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا اور مجھے خوف آنے لگا کہ کہیں میرے خلاف قرآن مجید نہ نازل ہوجائے۔ کہتے ہیں کہ تھوڑی سی دیر گذری تھی کہ میں نے ایک چیخنے اور منادی کرنے والے کی آواز سنی۔ کہتے ہیں کہ مجھے ڈر لگنے لگا شاید میرے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے۔

کہتے ہیں کہ میں جلدی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے آپکے اوپر سلام کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تحقیق آج رات مجھ پر ایک ایسی پیاری سورت نازل ہوئی ہے جو کہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس جس کائنات کی چیز پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی کائنات کی ہر شئی سے زیادہ محبوب سورۃ ہے)۔

اگلے لمحے زبان اقدس پر یہ مقدس الفاظ مچلنے لگے۔

اِنّا فتحنا لَكَ فتحاً مُّبِيْناً لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ ماتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ۔ (سورۃ فتح : آیت ۱)

اے پیغمبر ﷺ ! ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمادی ہے (اور اس پر مستزاد یہ بھی کہ) اللہ نے آپ کی اگلی پچھلی لغزشات بھی معاف کر دی ہیں۔

یہ الفاظ ابن بکیر کی حدیث کے ہیں۔ اور حدیث قعنبی بھی اسی کا مثل ہے

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن مسلمہ سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۳۳۔ فتح الباری ۵۸۲/۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے جامع بن شداد سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابوعلقمہ سے اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو ایک مقام پر آپ کی اُونٹنی تھک کر بوجھل ہوگئی ہم لوگ سامنے آئے تو معلوم ہوا کہ آپ کے اوپر سورۃ۔ انا فتحنا لك فتحًا مبينًا نازل ہوئی ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اسی حال میں پایا کہ ماشاء اللہ آپ کے چہرے پر بے حد خوشی کے آثار تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ آپ کے اوپر یہ سورت نازل ہوئی ہے۔ اس سفر میں ایک رات کو ہم لوگ تھک کر سو گئے تھے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا تھا کہ ہماری نگرانی کون کرے گا۔ چوکیداری کون کرے گا؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں کروں گا؟ مگر مجھے بھی نیند نے لیا اور میں بھی سو گیا ایسے سوئے کہ پھر ہمیں سورج کی دھوپ نے ہی جگایا۔

جب ہم جاگ چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو تم لوگ نہ سوتے (اور صبح کی نماز نہ جاتی) لیکن اللہ نے چاہا کہ تمہارے بعد والوں کے لئے آسانی ہو جائے، اس کے بعد آپ ﷺ اُٹھے اور وہی عمل کیا جو آپ ﷺ (نماز کے حوالے سے) کیا کرتے تھے (یعنی وضو آذان۔ نماز باجماعت) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح عمل ہوگا اس کے لئے جو سو جائے گا یا بھول جائے گا۔ اس کے بعد لوگ اپنی اپنی سواری کی تلاش میں لگ گئے سب لوگ اپنی اپنی سواریاں لے آئے مگر رسول اللہ ﷺ کی سواری نہ ملی رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) کہ تم فلاں فلاں جگہ پر جاؤ مجھے ایک سمت پر متوجہ کیا میں اُسی رُخ پر گیا جدھر آپ ﷺ نے مجھے متوجہ کیا تھا میں نے اسے پالیا اس کی مہار درخت میں اُلجھی ہوئی تھی میں اس کو لے آیا اور میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا کہ اس کی مہار کچھ اس طرح الجھ چکی تھی کہ ہاتھ کے بغیر نہیں کھل سکتی تھی۔ اسی طرح روایت کیا ہے مسعودی نے۔ جامع بن شداد سے بیشک یہ سارا واقعہ وقوع پذیر اسی وقت ہوا تھا جب آپ ﷺ سفر حدیبیہ سے واپس آرہے تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مقام مرو میں ان کو سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے ان کو زافر بن سلیمان نے شعبہ سے اس نے جامع بن شداد سے عبدالرحمٰن بن ابوعلقمہ سے اس نے ابومسعود سے وہ کہتے ہیں ہم لوگ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تھے جب ہم فلاں مقام پر پہنچے (کسی جگہ کا نام ذکر کیا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات کون ہماری حفاظت کے لئے ذمہ داری لے گا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں حفاظت کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تم سو جاؤ وہ سوتے رہ گئے حتیٰ کہ سورج نکل آیا فلاں فلاں شخص جاگ گئے انہوں نے باہم بات کرنی شروع کی تا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جاگ جائیں اتنے میں رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہی کچھ کرو جو کچھ تم پہلے کیا کرتے تھے اور اسی طرح کیا کرے گا ہر وہ شخص جو سو جائے

یا بھول جائے (یعنی وضو کرنا اور نماز پڑھنا) امام بیہقی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ عبداللہ مسعود ﷺ کی مراد اس حدیث کے ذکر کرنے سے تاریخ نزول سورۃ کہ وہ لوگ جب حدیبیہ سے آئے تھے، فقط ان کی یہی مراد ہو۔ اس کے بعد انہوں نے آپ کے ساتھ حدیث۔ نوم عن الصّلوٰۃ۔ اور حدیث راحلہ ذکر کر دی اور یہ دونوں باتیں غزوۂ تبوک میں تھیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن محمود دزی نے ان کو یونس بن محمد نے ان کو مجمع یعنی ابن یعقوب انصاری نے ان کو خبر دی ان کے والد نے ان کے چچا عبدالرحمٰن بن یزید سے اس نے مجمع بن جاریہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم لوگ وہ واپس ہوئے تو اپنی اپنی سواریوں کو حرکت دینے لگے۔ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے بعض سے کہا کہ کیا ہوا؟ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نکلے لوگوں کے ساتھ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے کراع الغمیم سے جب کچھ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے جن کو آپ جانتے تھے آپ نے ان کے سامنے یہ سورۃ تلاوت کی۔ انا فتحنا لك فتحا مبينا

کہتے ہیں کہ ایک صحابی اصحاب رسول میں سے کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس سے مراد فتح ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ فتح ہی ہے کہتے ہیں کہ اس کے بعد خیبر کا مال غنیمت اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا گیا تھا اٹھارہ حصوں پر۔ یہ لشکر پندرہ سو افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں تین سو گھڑ سوار تھے لہٰذا ایک گھڑ سوار کے لئے دو حصے تھے اسی طرح اس کو روایت کیا ہے مجمع بن یعقوب نے خیبر کی تقسیم کے بارے میں۔ اور اس کے ماسوائے نے اس بارے میں اس کی مخالفت کی ہے۔ واللہ اعلم

(۵) ہمیں خبر دی ابو عمر وادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابن ناجیہ نے ان کو ابو موسیٰ نے اور بندار نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر نے ان کو شعبہ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا قتادہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں حضرت انس بن مالک سے انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ انا فتحنا لك فتحا مبينا سے حدیبیہ مراد ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں بندار سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۳۴۔ فتح الباری ۸/۵۸۳)

(۶) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو احمد حافظ نے ان کو ابو عروبہ نے ان کو محمد بن یزید اسفاطی نے ان کو عثمان بن عمر نے ان کو شعبہ نے قتادہ سے اس نے حضرت انس ﷺ سے کہ انا فتحنالك فتحا مبينا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حدیبیہ کی فتح مراد ہے۔ لہٰذا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مبارک ہو یہ آپ کے لئے۔ اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی:

لِيُدخِل المؤمنين و المؤمنات جنات تجری من تحتها الانهار

تاکہ اہل ایمان مردوں اور اہل ایمان عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہر بہتی ہیں۔

شعبہ کہتے ہیں کہ میں کوفے میں گیا۔ میں ان لوگوں کو قتادہ سے حدیث بیان کی حضرت انس ﷺ سے۔ اس کے بعد میں بصرہ میں آیا میں نے یہی حدیث قتادہ سے ذکر کی انہوں نے فرمایا کہ پہلی تو انس سے مروی ہے اور دوسری۔ لِيُدخل المؤمنين و المؤمنات جنات تجری من تحتها الانهار (سورۂ فتح: آیت ۵) یہ عکرمہ سے مروی ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن اسحٰق سے اس نے عثمان بن عمر سے اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمٰن بن زیاد رصاصی نے اس نے شعبہ سے اس نے پہلی کو قتادہ سے اور انس رضی اللہ عنہما سے قرار دیا اور دوسری کو قتادہ سے اور عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرار دیا۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابو الحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بُسران نے بغداد میں ان کو ابو عمرو عثمان بن احمد بن سماک نے بطور املاء کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سلام نے ان کو عفان بن مسلم نے ان کو ہمام نے ان کو قتادہ نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی انا فتحنا لك فتحا مُبينا حضور اکرم ﷺ کی حدیبیہ سے واپسی کے وقت اور آپ علیہ السلام کے صحابہ کرام کو شدید غم و غصہ لاحق تھا۔

حضورا کرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے جو کہ میرے نزدیک ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ حضورا کرم ﷺ نے جب اس کو تلاوت کیا تو آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایکصحابی نے کہا کیا اللہ عزوجل نے آپ کے لئے واضح فرمادیا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ کیا کرے گا؟ اور ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جو پہلی مذکورہ آیت کے بعد ہے۔

لید خل المؤ منین و المؤمنات جنات تجری من تحتها الانهار

جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو بہشت میں داخل کرے گا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ہمام سے۔ (مسلم۔الجہادوالسیر۔حدیث ۹۹ ص ۱۴۱۳)

اور حدیث سعید بن عروبہ سے اور شیبان بن عبدالرحمٰن سے اس نے قتادہ سے اسی طرح اور شیبان اور اس کے اصحاب کی روایت میں ہے۔ کہ وہ غم وغصے کی ملی جلی کیفیت میں تھے کیونکہ ان کے درمیان اور ان کے عمرے کے مناسک کے درمیان روکاوٹ کردی گئی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے قربانی کے جانور حدیبیہ میں ذبح کئے تھے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابواحمد بن اسحٰق نے ان کو خبر دی محمد بن اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو محمد بن عبداللہ مخرلی نے۔ ان کو یونس بن محمد نے ان کو شیبان نے قتادہ سے ان کو انس بن مالک نے اس نے اسی مذکورہ روایت کو ذکر کیا ہے۔

فضل کبیر جنت ہی ہے

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے عیسیٰ بن عبداللہ سے اس نے ربیع سے اس نے انس ﷺ سے وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

وَمَاادْرِیْ مَایُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ ۔ (سورۃ احقاف : آیت ۹)

میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور یہ بھی نہیں معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ تو اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ لیغفر لك الله ماتقدم من ذنبك وما تأخر۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔ تو صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ تحقیق ہم نے جان لیا ہے کہ آپ کے ساتھ کیا جائے گا مگر ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی :

و بشر المؤ منین بانّ لهم من الله فضلا کبیرا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۴۷)

اور اہل ایمان کو بشارت دے دیجئے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہوگا۔

حضرت انس ﷺ نے فرمایا کہ بہت بڑا فضل جنت ہی ہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحٰق سے اس نے زہری سے اس نے عروہ سے اس نے مسور سے اور مروان سے حدیبیہ کے قصے میں۔ ان دونوں نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے جب مکے اور مدینے کے درمیان پہنچے تو ان پر سورۃ فتح نازل ہوئی اول سے آخر تک پوری سورۃ۔ انا فتحنا لك فتحاً مبینا۔ سورۃ الفتح میں فتح کا قضیہ تھا۔ اور وہ بھی اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی بیعت درخت کے نیچے۔ جب لوگ ایمان لے آئے یا امن میں واقع ہوگئے اور باہم بات چیت کی اس کے بعد جس سے میں اسلام کے بارے میں بات کی جاتی وہی اسلام میں داخل ہوجاتا ان دو (۲) سالوں میں اسلام میں اتنے لوگ داخل ہوئے جس قدر اس سے قبل پوری مدت میں داخل ہوئے تھے درحقیقت صلح حدیبیہ فتح عظیم تھی۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فُلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ بن حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوجعفر بغدادی نے ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ سب کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ حدیبیہ سے لوٹتے ہوئے واپس آئے تو اصحاب رسول ﷺ میں سے کچھ آدمیوں نے کہا یہ تو فتح وہ کامیابی نہیں ہے ہم لوگ بیت اللہ سے روک دیئے گئے ہیں۔ اور ہماری قربانیوں کے جانور جو کعبے کی طرف رواں دواں تھے وہ روک دیئے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں رُک گئے۔ (یعنی حرم میں نہیں جا سکے) اور رسول اللہ ﷺ نے دو مسلمان آدمیوں کو واپس بھیج دیا جو نکل آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنے بعض اصحاب کی یہ بات پہنچی کہ یہ جو کچھ ہو یہ تو فتح نہیں ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بُری بات ہے۔ یہ سب سے بڑی فتح ہے۔ مشرکین تو بس اسی بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ انہوں نے آپ لوگوں کو اپنے شہروں سے واپس کر دیا ہے۔ اور انہوں نے تم سے فیصلہ اور صلح طلب کر لی ہے۔ اور امان حاصل کرنے کے لئے تمہاری طرف جھکے ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ تم سے وہ مناظر اور وہ زخم دیکھ چکے ہیں جنہیں وہ ناپسند کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ان کے خلاف کامیاب کر چکا ہے اور تمہیں اس نے سلامتی کے ساتھ اور غنیمتوں کے ساتھ اور اجر و ثواب کے ساتھ لوٹایا ہے۔

یہ اعظم الفتوح ہے۔ کیا تم لوگ اُحد کا دن بھول گئے ہو جب تم پہاڑ پر خوف کے مارے چڑھتے جا رہے تھے اور کسی کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے اور میں تمہیں تمہارے پیچھے سے بلا رہا تھا۔ کیا تم لوگ یوم احزاب بھول گئے ہو۔ جب دشمن تمہاری بالائی سمت سے تمہارے سروں پر آ گئے تھے اور نیچے کی سمت سے بھی۔ اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب آنکھیں غلطی کر رہی تھی اور کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔ اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں نامناسب گمان کرنے لگ گئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب یہ خطاب فرمایا تو مسلمانوں نے کہا اللہ اور اللہ کا رسول سچ فرماتے ہیں واقعی یہ عظیم فتح ہے۔ اللہ کی قسم اے اللہ کے نبی ﷺ ہم نے ایسے نہیں سوچا تھا جیسے آپ نے سوچا ہے۔ واقعی آپ اللہ تعالیٰ کے معاملے کو بہتر جانتے ہیں اور تمام امور کو بھی ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ فتح نازل کی :

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۔ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۔ (سورۃ فتح : آیت ۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو بشارت دی اپنی طرف سے مغفرت کی اور نعمت پوری کرنے کی۔ اور اطاعت کے بارے میں جس نے اطاعت کی۔ اور منافقت کرنے اس کے جس نے منافقت کی۔

اس کے بعد اس کا ذکر کیا جو کچھ منافق اس کا عذر اور وجہ بیان کرتے تھے جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبر دے دی کہ وہ لوگ اپنی زبانوں کے ساتھ وہ کچھ کہہ رہے ہیں جو کچھ ان کے دل میں نہیں ہے۔ اور یہ کہ منافقین نے لوگوں کو منع کیا تھا جہاد کے لئے مسلمانوں کے ساتھ نکلنے سے اس وجہ سے کہ انہوں نے یہ گمان قائم کر لیا تھا کہ اب کے بار مسلمان بھی اور رسول اللہ ﷺ بھی واپس لوٹ کر اپنے گھروں میں کبھی نہیں آئیں گے۔ (بلکہ یہ ختم کر دیئے جائیں گے) اور انہوں نے بُرا گمان کیا تھا۔

اس کو اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ مسلمان جب غنیمتوں کے حصول کے لئے نکلیں گے تو منافقین ان کے ساتھ نکلنے کی ضرور درخواست کریں گے دنیوی غرض کے لئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر کیا ہے کہ مسلمان سخت قوت اور سخت خطرے والی قوم کے ساتھ مقابلے کی طرف بلائے جائیں گے۔ ان سے قتال کریں یا ان سے صلح کریں، ان کی آزمائش ہوگی۔ اگر وہ اطاعت کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو اطاعت کرنے پر ثواب عطا کرے گا۔ اگر منافقت پر جائیں گے پہلی بار کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو دردناک عذاب دے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے درخت تلے بیعت کی تھی۔ اس کے بعد وہ ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اجر عطا کیا تھا فتح کی صورت میں اور کثیر غنیمتوں کی صورت میں۔

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے کثیر غنیموں کو جلدی عنایت کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی خاص نعمت کا ذکر کیا ہے جو اس وقت بایں صورت بیان فرمائی تھی کہ دشمن کا ہاتھ ان سے روک دیا تھا۔ (اور وہ ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکے تھے) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو مکے کے بارے میں خبر دی کہ اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کا احاطہ کرلیا ہے۔ اس کے بعد یہ ذکر فرمایا کہ۔

ولو قاتلکم الذین کفروا لو لوالا دبارثم لایحدون وَلیًّا وَلَا نصیرا ۔

کہ اگر کفار مسلمانوں سے لڑ پڑے تو وہ خود ہی تو بہ کر کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد وہ نہ کوئی اپنی درست سرپرست پاتے نہ ہی کوئی مددگار پاتے۔ بلکہ میں تمہیں ضرور بالضرور نصرت اور کامیابی عطا کرتا ان کے خلاف۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا ذکر فرمایا اور یہ ذکر فرمایا کہ کفار نے ان کو بیت الحرم سے روک لیا۔ قربانیوں روک دینے کا ذکر کیا کہ وہ اپنی قربان گاہ تک نہ پہنچ سکیں۔ اور یہ خبر دی کہ

لَولَا رجال مؤمنون وَنسِآءٌ مُؤمِنَاتٌ لم تعلموهم ان تَطَئُو هُم فتُصِيبكم منهم معرَّة بغير علم

کہ وہاں پر کئی ایک مؤمن مرد اور مؤمنہ عورتیں ہیں جن کا تم لوگوں کو علم بھی نہیں ہے اگر خدانخواستہ جنگ ہو جاتی تو تمہارے ہاتھوں سے وہ بھی مارے جاتے جس سے نادانی کے سبب غلطی کرنے سے پریشانی بڑھ جاتی۔ تم پر خرابی آتی۔

اس کے بعد فرمایا۔

لَوُ تَزَيَّلُوا لعذبنا الذين كفروامنهم عذابا اليما۔ (سورۃ فتح : آیت ۲۵)

اگر وہ (نامعلوم گم نام مسلمان) ایک طرف ہو جاتے تو ہم کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حمیت وغیرت کا ذکر کیا ہے جسے اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کر رکھا ہے۔ جس وقت انہوں نے انکار کیا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اقرار کریں اس کے نام کے ساتھ اور رسول کا اقرار کریں اس کے نام کے ساتھ۔ نیز اللہ تبارک تعالیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے جو اس نے اُتارا تھا اپنے رسول پر اور مؤمنوں پر سکینہ جس کی وجہ سے مسلمان اس طرح گرم نہ ہوتے قتال کرنے کے لئے جیسے مشرکین پر غصہ کھائے بیٹھے تھے کیونکہ اگر قتال واقع ہو جاتا تو اسی میں تباہی ہوتی۔ اس کے بعد اللہ نے اس سورۃ میں وہ خواب ذکر فرمایا جو اس نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا کہ۔

لتدخلن المسجد الحرام ان شآء الله امنين محلّقين رُءُوسكم و مقصرين ۔

کہ البتہ تم لوگ ضرور ضرور مسجد الحرام میں ان شاء اللہ داخل ہو گے امن کی حالت میں سر منڈواتے اور کترواتے ہو۔ تم کسی خیر کا خوف نہیں کرو گے اللہ تعالیٰ وہ امور جانتا ہے جو تم نہیں جانتے اس کے پیچھے فتح قریب بنادی ہے۔ یہ الفاظ ابوالاسود کی حدیث کے ہیں عروہ سے۔ جب کہ حدیث موسیٰ بن عقبہ بھی اسی مفہوم میں ہے۔

فتح قریب سے مراد حدیبیہ۔ یا خیبر۔ یا فتح مکہ مراد ہے اور صلح دس سال کی ہوئی تھی

فرماتے ہیں کہ فتح قریب۔ وہ ہے جو اللہ نے اپنے رسول کو کامیابی عطا فرمائی تھی ان کے دشمن کے خلاف اس قصہ اور فیصلے میں جو انہوں نے حدیبیہ والے دن ان کے ساتھ فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ حضور اکرم ﷺ آئندہ سال شہر الحرام میں واپس لوٹ کر آئیں گے۔ امن کی حالت میں جس سے روکے گئے تھے۔ وہ اپنے اصحاب کے ساتھ۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ فتح قریب سے مراد فتح خیبر اور اس میں جو مذکور ہے وہی مراد ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فتح خیبر کو اس سے پہلے ایک اور آیت میں ذکر فرما دیا ہے ارشاد فرمایا :

فانزل السکینة علیھم و اثا بھم فتحا قریبًا ۔ (سورۂ فتح : آیت ۱۸)

کہ اللہ نے ان پر اطمینان اتارا اور ان کو فتح عطا کی ۔ اور صلح رسول اللہ ﷺ کے اور قریش کے درمیان دو سال تک تھی ۔ وہ ایک دوسرے سے امن میں تھے یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے ۔ حدیث عروہ اسی کے مفہوم میں ہے ۔ (نیز دونوں راویوں کا یہ قول) کہ دو سال تھی اس سے ان کی مراد ہے اس کی بقاء دو سال تک تھی حتیٰ کہ مشرکین نے اپنے عہد کو توڑ دیا تھا ۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ ان کی طرف نکلے تھے فتح مکہ کے لئے باقی رہی وہ مدت جس پر عقد صلح واقع ہوا تھا مناسب یہ ہے کہ محفوظ ہو وہ ۔ جس کو محمد بن اسحٰق بن یسار نے روایت کیا ہے وہ دس سال ہے ۔ واللہ اعلم

(۱۳) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ان کو ابومنصور نصروی نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو خالد بن عبداللہ نے مغیرہ سے اس سے عامر شعبی سے کہ اللہ کا یہ فرمان ۔ انا فتحنا لك فتحاً مبینا وہ کہتے ہیں کہ یہ اُتری تھی حدیبیہ والے دن ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پچھلے ذنب معاف فرما دیے اور مسلمانوں نے بیعت کی بیعۃ رضوان ۔ اور خیبر کی کھجوروں کا رزق کھلائے گئے ۔ اور رومی فارس پر غالب آ گئے (جس کی پیش گوئی قرآن میں اتر چکی تھی) لہٰذا مؤمن مسلمان کتاب اللہ قرآن کی تصدیق سامنے آنے کی وجہ خوش ہو گئے ۔ اور اہل کتاب کے مجوس پر غلبے کی وجہ سے بھی خوش ہوئے ۔ (احمد بن نجدہ) کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ھشیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے مغیرہ نے شعبی سے اللہ کے اس قول کے بارے میں انا فتحنا لك فتحا مبینا ۔ کہا کہ یہ فتح حدیبیہ ہے ۔ اور حضور اکرم ﷺ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے گئے تھے ۔ اور خیبر کی کھجوروں کے پھل عطا کیے گئے تھے ۔ اور مؤمن اللہ کی مدد کے ساتھ خوش ہو گئے تھے جو مجوس کے خلاف اہل کتاب کی نصرت فرمائی تھی ۔ (تفسیر قرطبی ۱۶ : ۲۷۹)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوسعید بن عمرو نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو یحییٰ بن آدم نے ان کو عبدالسلام بن حرب نے شعبہ سے اس نے حکم سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں وَاَثَابَهُمْ فتحاً قریباً انہوں نے کہا کہ اس سے مراد خیبر ہے اور فرمایا ۔ وَاُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا ۔ فرمایا کہ اس سے مراد فارس اور روم ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوزائدہ نے شعبہ سے اس نے سماک حنفی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا یہ فرمان لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا ۔ فرمایا کہ وہ وہ جس کو تم اس کے بعد پہنچے تھے ۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے ان کو ابوالعباس نے ان کو حسن نے ان کو یحییٰ نے ان کو ابوبکر بن عباس کلبی سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابن عباس سے کہ اللہ کا یہ فرمان ۔ قد احاط اللہ بھا انھا ستکون لکم ۔ بیشک وہ عنقریب لیے ہوگا بمنزلہ اس قول کے ۔ (قداحاط اللہ بھا عِلْماً انھالکم) تحقیق اللہ نے ان کو احاطہ کر لیا ہے کہ عنقریب وہ ہوگی تمہارے لئے بمنزلہ اس قول کے ہے کہ تحقیق اللہ نے اس کو گھیر لیا ہے بطور علم کے عنقریب ہوگی وہ تمہارے لئے ۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم بن ابوایاس نے ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح سے اس نے مجاہد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دکھایا گیا حالانکہ وہ اس وقت حدیبیہ میں تھے کہ وہ مکے میں داخل ہو رہے ہیں امن کی حالت میں اپنے سر منڈواتے اور سر کتراتے ہوئے چنانچہ آپ کے اصحاب نے اس وقت یہ کہا جب انہوں نے نحر کیا حدیبیہ میں یا رسول اللہ ﷺ آپ کا خواب کہاں گیا؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق لتد خلن المسجد الحرام ان شاء اللہ امنین محلقین رء وسکم و مقصرین
لا تخافون فعلم مالم تعلموا فجعل من دون ذلك فتحا قریبا ۔ (سورۂ فتح : آیت ۲۷)

البتہ تحقیق سچا بنایا ہے اللہ نے اپنے رسول کا خواب حقیقت کے مطابق کہ تم لوگ ضرور ضرور مسجد الحرام میں داخل ہو گے امن والے سروں کو منڈوانے والے اور کترانے والے ۔ تم کوئی خوف نہیں کرو گے اللہ تعالیٰ وہ امور جانتا ہے جو تم نہیں جانتے اس نے اس کے قریب ہی فتح و کامیابی بنائی ہے ۔

اس سے مراد لی ہے حدیبیہ میں نحر کرنا۔ اس کے سر واپس لوٹے اور انہوں نے خیبر کو فتح کیا اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے عمرہ کیا اور خواب رسول کی تعبیر آنے والے سال ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا۔ سیقول لك المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا۔ عنقریب پیچھے رہ جانے والے دیہاتی لوگ یہ عذر کریں گیکہ ہمارے مال متاع نے ہمیں مصروف رکھا (اور ہم حاضر نہیں ہو سکے) اس سے حدیبیہ کے اعراب مثلاً قبیلہ جہینہ اور مذینہ کے لوگ مراد لئے ہیں۔ یہ بات بایں صورت ہوئی کہ

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان اعراب کو بعد میں مکے جانے کے لئے کہا تو وہ کہنے لگے کیا اس کے ساتھ ایسی قوم کے پاس جائیں جنہوں نے محمد ﷺ کے پاس آکر اس کے اصحاب کو قتل کیا تھا اب یہ وہاں جا کر ان کو ان کے گھروں میں قتل کرے گا لہٰذا انہوں نے مصروفیت کا عذر پیش کیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ عمرہ کرنے کے لئے آئے آپ کے اصحاب نے اھل حرم کے کچھ افراد کو بے دھیانی میں پکڑ لیا نبی کریم ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا یہ بطن مکہ میں کامیابی ہوئی جو اس ارشاد باری میں مذکور ہے۔ ببطن مكه من بعدان اظفر عليهم ۔ نبی کریم واپس لوٹے تو اللہ نے ان کو کثیر غنیمتوں کا وعدہ دیا تھا۔ اور جلدی سے ان کو خیبر کی فتح بھی دی۔

حضور اکرم ﷺ سے پیچھے رہ جانے والوں نے کہا۔ ہمیں چھوڑ دیں ہم تمہارے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ اور یہ غنیمتیں وہ ہیں جن کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اذا انطلقتم إلى مغانم كثيرة لتأ خذوها ذرونا نتبعكم ۔ جب تم کثیر غنیمتوں کی طرف چلے تھے تاکہ تم انہیں حاصل کر سکو (تو اعراب نے یوں کہا) ہمیں چھوڑیئے ہم تمہارے پیچھے پیچھے آرہے ہیں بہر حال غنائم کثیرہ جن کا وعدہ دیے گئے تھے وہ اس دن تک حاصل نہ کر سکے تھے۔ نیز اللہ کا یہ قول اُولی بأسٍ شديد ۔ کہا کہ اس سے مراد روم و فارس مراد ہیں۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابو نصر قتادہ نے ان کو خبر دی ابو منصور نصروی نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو ہشیم نے ان کو منصور نے ان کو حسن نے وہ فرماتے ہیں کہ (اولی بأس شدید) سے مراد فارس اور روم ہیں (احمد بن نجدہ) نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید نے ان کو سفیان نے عمرو سے اس نے عطاء سے وہ بھی کہتے ہیں کہ فارس مراد ہیں یہی بات مروی ہے ابن عباس سے۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابو اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو الحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی عبان بن سعید نے ان کو عبد اللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے اس نے علی بن ابو طلحہ سے اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں۔ اُولی بأس شدید سے مراد فارس ہیں۔

(۱۹) اس بارے میں وہ روایت بھی ہے جو ہمیں خبر دی ہے ابو نصر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو منصور نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو ہشیم نے کلبی سے وہ کہتے ہیں کہ۔ اولی بأس شدید سے مراد بنو حنیفہ مراد ہیں جنگ عامہ والے دن۔

(۲۰) کہا ہے سعید نے کہ ھشیم کلبی سے کہا گیا اس تحقیق سے مروی ہے جس نے کہا تھا کہ ہر وہ روایت جو میں کہوں وہ ابو صالح سے بواسطہ ابن عباس ہوئی۔ اس بنیاد پر اس کی تصدیق پاتا ہوں ایاس بن بکر میں وہ داعی تھے جنگ مسیلمہ کی طرف اور بنو حنیفہ کی طرف اہل یمامہ سے۔ اور ابن ابو طلحہ کے قول کے مطابق ابن عباس سے۔ اور قول عطاء اس کی تصدیق پائی گئی تھی عبد عمرو میں وہ داعی تھے حرب کسریٰ کی طرف اور اہل فارس کی طرف۔ اور اس کے قول کے مطابق جس نے کہا ہے کہ فارس اور روم مراد ہیں بیشک انہوں نے ارادہ کیا ہے۔ مراد لیا ہے اھل روم کا ارض شام سے علیٰحدہ ہونا۔ اور اس کے اوائل آغاز کی تصدیق پائی گئی تھی عہد ابو بکر میں۔ پھر تکمیل ہوئی تھی عہد عمر فاروق ں فارس کی فتح کے ساتھ۔

(۲۱) اور ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے ان کو ابو منصور نصروی نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو ہشیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بشر نے سعید بن جبیر نے اور عکرمہ سے اس قول باری تعالیٰ کے بارے میں ستدعون الى قوم اُولِیْ بَأْسٍ شَدِیْدٍ عنقریب تم سخت قوت والی قوم کے ساتھ جہاد کے لئے بلائے جاؤ گے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے مراد جنگ حنین میں قوم ہوازن مراد ہے پس اسی پر پائی گئی تھی اس کی تصدیق عہد رسول میں بعد فتح مکہ کے۔

(۲۲) تحقیق ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ یعقوب بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی بندار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے ان کو شعبہ نے ہشیم سے اس نے ابوبشر سے اس نے سعید بن جبیر سے اور عکرمہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں سَتُدعون الی قوم اولی بأسٍ شدید۔ کہا کہ اس سے قبیلہ ہوازن کے لوگ مراد ہیں اور بنوحنیفہ پس اس پر پائی گئی دونوں میں سے ایک کی تصدیق حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں اور دوسرے کی تصدیق ابوبکر صدیق کے زمانے میں۔

(۲۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر شافعی نے ان کو اسحٰق بن حسن نے ان کو ابوحذیفہ نے ان کو سفیان نے سلمہ بن کھیل سے اس نے ابوالاحوص سے اس نے حضرت علیؓ سے کہ هو الذی انزل السکینة فی قلوب المؤمنین۔ (سورۃ الفتح : آیت ۴)

فرمایا کہ سکینہ (جو اللہ نے نازل کیا) اس کا چہرہ ہے مثل انسان کے چہرے کے۔ پھر وہ بعد میں سنسناہٹ کرتی تیز ہوا ہے۔

(۲۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عبدالرحمٰن بن حسن نے ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم نے ان کو ورقاء نے ابن نجیح سے اس نے مجاہد سے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے سکینہ جو تھا وہ ہوا کی مانند تھا اس کا سر تھا مثل بلی کے سر کے اور دو پر تھے۔

(۲۵) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق نے ان کو ابوالحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید نے ان کو عبداللہ بن صالح نے اس نے معاویہ بن صالح سے اس نے علی بن ابوطلحہ سے اس نے ابن عباس سے اللہ کے قول کے بارے میں انزل السکینة فی قلوب المؤمنین اللہ نے اہل ایمان کے دلوں میں سکینہ نازل کیا۔ ابن عباس نے فرمایا کہ سکینہ سے مراد رحمت ہے۔

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو معاویہ بن عمرو نے ان کو ابواسحٰق نے شریک سے اس نے منصور سے اس نے مجاہد سے کہ القارعة۔ سے مراد السرایا ہے۔ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْباً مِنْ دَارِھِمْ۔ فرمایا کہ حدیبیہ اور اس کی مثل مراد ہے اور حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰہ کہا کہ فتح مکہ مراد ہے۔

(۲۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید نے ان کو محمد بن عباس مؤدب سے ان کو عاصم بن علی نے ان کو مسعودی نے قتادہ سے اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے فرمایا کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

وَلَایَزَالُ الذین کفروا تُصِیْبُھُمْ بما صَنَعُوْ قَارِعَةٌ۔ (سورۃ الرعد : آیت ۳۱)

ہمیشہ رہیں گے کافران کے عمل کے سبب ان کو پہنچنے کی قارعہ (خطرے والی چیز)۔

فرمایا کہ قارعہ سے مراد سَریّہ ہے۔

اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِھِمْ ۔ (ترجمہ: یا اُتریں آپ ان کے دار کے قریب)

فرمایا کہ محمد ﷺ مراد ہیں۔

حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰہ ۔ (ترجمہ: یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آجائے)

فرمایا کہ اس سے فتح مکہ مراد ہے۔

☆☆☆